سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، جمعۃ المبارک 15، 18۔ جون، 1999ء

(یوم الثلثہ 30۔ صفر المظفر یوم الجمعہ 3۔ ربیع الاوّل 1420ھ)

جلد: 15 شمارہ: 1، 2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 10)

مندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل	2
تعزیت:	
جناب احسان الدین قریشی رکن اسمبلی کے مرحوم بھائی اور سندھ میں طوفان اور جھنگ میں ٹینکر کے حادثے میں شہید ہونے والوں کے لیے فاتحہ خوانی	2
وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر	3
میزانیہ بابت سال 2000-1999ء کا پیش کیا جانا	23
ضمنی میزانیہ بابت سال 1999-1998ء کا پیش کیا جانا	23
مسودہ قانون:	
مسودہ قانون مالیات پنجاب، صدرہ 1999ء	23

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

منگل ' 15۔ جون 1999ء

(یوم الثلثہ' 30۔ صفر المظفر ' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سورۃ البقرہ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو اُن کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار! اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کی جیو۔ اے پروردگار! ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار! جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کر○۔

وما علینا الا البلاغ○

چیئرمینوں کا پینل

جناب قائم مقام سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کر دیجیے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، صاحبزادہ صاحب! پہلے ذرا پینل آف چیئرمین کا اعلان ہو لینے دیں پھر بات کر لیجیے گا۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ چودھری محمد اعظم چیمہ

2۔ راجہ محمد خالد خان

3۔ رانا ثناء اللہ خان

4۔ سید مسعود عالم شاہ

تعزیت

جناب احسان الدین قریشی رکن اسمبلی کے مرحوم بھائی اور سندھ میں طوفان اور جھنگ میں ٹینکر کے حادثے میں شہید ہونے والوں کے لیے فاتحہ خوانی

جناب قائم مقام سپیکر، جی' صاحبزادہ صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! احسان الدین قریشی صاحب کے چھوٹے بھائی فوت ہو گئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' احسان الدین قریشی صاحب کے چھوٹے بھائی فوت ہو گئے ہیں ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سید محمد عارف حسین بخاری، جناب سپیکر! اگر فاتحہ خوانی شروع کی گئی ہے تو پھر سندھ کے مظلوم جو طوفان میں شہید ہوئے ہیں اور جھنگ میں ٹینکر کا جو حادثہ ہوا ہے اس میں جو شہید ہوئے ہیں اور کارگل میں جو شہید ہوئے ہیں ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' سید محمد عارف حسین صاحب کے فرمان کے مطابق ان کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن جناب گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 (A) کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لیے مقرر کیا ہے اور محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن و انفرمیشن کے نوٹیفکیشن مورخہ 14 جون 1999ء کے مطابق وزیر آبپاشی و قوت برقی چودھری محمد اقبال کو اسمبلی کی کارروائی سے متعلق محکمہ خزانہ کے امور اور بجٹ پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ لہٰذا میں چودھری محمد اقبال صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اب وزیر خزانہ سالانہ میزانیہ بابت سال 1999-2000 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر

وزیر خزانہ (چودھری محمد اقبال)، بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ جناب سپیکر! بیسویں صدی کے ڈھلتے ہوئے سورج اور اکیسویں صدی کی سحر کے درمیان' ہم تاریخ کے ایک اہم مقام پر کھڑے ہیں۔ زمان و مکان کی یہ قید جسے وقت کا نام دیا گیا ہے ہماری اپنی اختراع ہے۔ کائنات کے وسیع تر تناظر میں ان حدود کے شاید کوئی معنی نہ ہوں مگر فتح و شکست کے تعین میں وقت کی شہادت ہی معتبر ہے۔ یہی تقسیم زمانوں کے درمیان حدِ فاصل بن کے کامیابی یا ناکامی کا اعلان بنتی ہے۔ عہدِ رواں کے آخری مالی سال کا تخمینہ پیش کرنے سے قبل میں کچھ دیر کے لیے ان لمحوں میں جھانکنا چاہتا ہوں جو اب ماضی کا حصہ بن چکے ہیں۔ اس لیے کہ عہدِ گزشتہ ہی فردا کی نوید ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر مستقبل کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔

2۔ جناب سپیکر! بیسویں صدی کا تقریباً نصف حصہ ہم نے غلامی اور محکومی کے سائے تلے گزار دیا اور بقیہ پچاس سال آزادی کی نعمتیں سمیٹتے رہے۔ لیکن اہلِ نظر کے مطابق یہ حقائق و واقعات کی

بڑی سادہ اور کھی سی تعبیر ہے۔ اگر غلامی سے مراد ناانصافی، غربت اور جہالت کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے اور آزادی کا مقصود ایک ایسے نظام کی تشکیل ہے جو سیاسی، سماجی اور معاشی انصاف سے مزین ہو، جہاں ہر کس و ناکس زندگی کے ثمرات سے مستفید ہوتا رہے، جہاں طاقتور اور کمزور کے لیے الگ الگ قانون نہ ہو اور جہاں امارت اور غربت کا فیصلہ کردار اور صلاحیت کے ترازو پہ کیا جائے تو مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ ہم ابھی تک آزادی کی منزل سے دور غلامی کے دور میں جی رہے ہیں۔ آزادی علم و آگہی ہے، آزادی انصاف ہے اور آزادی خوش حالی ہے۔ یہی وہ مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے قائدِ اعظم اور ان کی جماعت نے جدوجہد کا علم اپنے ہاتھوں میں اٹھایا تھا۔ سفر ابھی باقی ہے، منزل ابھی نہیں آئی اور الحمدللہ کہ عزم اور حوصلہ ابھی جواں ہے۔ قائد اعظم کے جانشین اپنی صفوں کو آراستہ اور مستحکم کرنے میں مصروف ہیں۔ جو خواب اس صدی کے آغاز میں ہمارے آباء اور ہماری جماعت نے دیکھا اس کی تکمیل کے لیے اب ہم اپنے قائد جناب محمد نواز شریف کی قیادت میں دن رات کوشاں ہیں۔

3۔ جناب سپیکر! سیاسی قیادت کے خلوص اور پیش بینی کا ثبوت خوبصورت الفاظ یا بلند بانگ دعوؤں سے نہیں بلکہ عملی اقدامات سے ملتا ہے۔ نئی صدی کی دریافت یا ایک خوش حال پاکستان کی تعمیر کے تذکرہ سے پہلے میں ان اقدامات کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں جو گزشتہ دو سال کے عرصہ میں ہم نے اٹھائے اور جن کی بدولت درونِ وطن ہی نہیں بلکہ بیرون ملک بھی ہمارے وقار اور عظمت میں اضافہ ہوا۔ ہمارے یہ اقدامات جہاں عوامی خدمت کے ضمن میں مسلم لیگ کی حکومت کا طرہ امتیاز ہیں وہیں یہ اقدامات ایک حسین مستقبل کی نوید بھی ہیں۔ ان اقدامات سے نئے زمانوں کی آواز سنائی دیتی ہے اور یہ آواز ہمارے خلوص، محنت، جذبوں اور دیانت کی گواہ ہے۔ بقول شاعر۔۔

عروج پر ہے میرا درد ان دنوں ناصر
میری غزل میں دھڑکتی ہے وقت کی آواز

4۔ جناب والا! ختم ہونے والا مالی سال ہمارے لیے ایک بڑی آزمائش اور کڑے امتحان کا سال تھا۔ دنیا کی ساتویں اور عالمِ اسلام کی پہلی جوہری قوت بننے کے بعد پوری قوم جذبہ حریت سے سرشار تھی۔ بستی بستی قریہ قریہ گلی گلی اللہ اکبر اور پاکستان زندہ باد کے نعرہ ہائے تحسین گونج رہے تھے مگر دوسری طرف عالمی سطح پر ہمیں معاشی و اقتصادی پابندیوں کے غیر منصفانہ جال میں جکڑنے کے معاملات طے ہو رہے تھے۔ قومی سربلندی کی اس گھڑی میں کوتاہ اندیش طرح طرح کے وسوسوں سے

دوچار تھے۔ خود ساختہ مفروضوں نے انہیں پریشان کر رکھا تھا۔ مگر الحمدللہ! قوم کی پرخلوص دعاؤں اور بے لوث تعاون کے باعث ہم اس کڑے امتحان سے سرخرو ہو کر نکلے۔ عالمی سطح پر جو لوگ ہم پر پابندیوں کے سنگ برسا رہے تھے انہیں بالآخر ہمارے موقف کی سمجھ آنے لگی ہے۔

5۔ جناب والا! اس موقع پر اگر میں وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کی ان تھک کوششوں اور بروقت فیصلوں کا ذکر نہ کروں تو یہ حقائق سے چشم پوشی اور فرائض سے غفلت ہو گی۔ جناب والا! گزشتہ ماہ اٹھائیس مئی کو یومِ تکبیر کے موقع پر خیبر سے لے کر بحیرہ عرب کے ساحلوں تک قوم نے جس یک جہتی اور حب الوطنی کا مظاہرہ کیا اس سے ہم سب کے سر فخر سے بلند ہو گئے ہیں۔ یہ جذبہ اس بات کا غماز ہے کہ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور ایک سہانا اور روشن مستقبل ہمارا منتظر ہے۔ اقتصادی پابندیوں نے یقیناً اس صوبے کی معیشت کو بھی متاثر کیا۔ بیرونی سرمایہ کاری میں وقتی رکاوٹ پیدا ہوئی۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ مضبوط ارادوں کی بدولت ہی کامیابی کی نئی راہیں استوار ہوتی ہیں۔ تاہم اس کے لیے کسی بھی قوم کو اپنے وسائل، اپنی صلاحیتوں اور اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات پر مکمل بھروسہ کرنا ہوتا ہے۔ بقول شاعر۔۔

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

6۔ جناب والا! چاندی بکھیرتی ندیوں، سونا اگلتے میدانوں، بے آب و گیاہ ریگستانوں، معدنیات سے مالا مال پہاڑی سلسلوں، سرسبز جنگلوں، صنعت و حرفت کے مرکزوں، چھوٹے اور بڑے شہری علاقوں کی یہ سرزمین پنجاب اپنے حسن و خوبصورتی میں ہی یکتا نہیں بلکہ وسائل کی فراوانی میں بھی بے مثال ہے۔ میری دانست میں اس صوبے کی سب سے نایاب دولت یہاں بسنے والے کروڑوں عوام ہیں جنہیں قدرت نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی توانائیوں سے دریاؤں کے رُخ موڑ سکتے ہیں۔ دھرتی کے سینے میں مدفون خزانے کھود کر اپنی مہارت سے مٹی کو سونا بنا سکتے ہیں۔ افسوس کہ ماضی میں افراد کی اس دولت سے کماحقہ فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچا ہی نہ گیا۔ ترقیاتی سکیمیں تو ضرور بنیں لیکن ان پر اٹھنے والے اخراجات کسی تصرف کے بغیر کچھ لوگوں کی جیبوں میں چلے گئے اور غریب عوام کے حصے میں صرف حسرتیں رہ گئیں۔

7۔ جناب سپیکر! علم کی ضرورت و اہمیت کسی وضاحت کی محتاج نہیں۔ علم کا ایک قطرہ جہالت کے سمندر پر حاوی ہے۔ ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل ہونے کے لیے علم کا حصول بنیادی شرط

ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم کے میدان میں صورت حال حوصلہ افزاء نہیں رہی۔ کئی عوامل کی بناء پر ہم اس میدان میں پستی کا شکار ہیں۔ خواندگی کی ہولناک حد تک کم شرح، سکولوں میں جانے والے بچوں کی تعداد کا گرنا، ایسے مسائل ہیں جو ہماری فوری توجہ کے متقاضی ہیں۔ ہمیں اپنے نظام تعلیم کا ایک ناقدانہ جائزہ لینا ہو گا۔ ہم نے سکولوں کی عمارتیں تعمیر کر دیں، کاغذوں میں اساتذہ کی تعیناتیاں عمل میں آ گئیں لیکن یہ نہ سوچا کہ تعلیم کا معیار کیا ہو گا؟ یہ ملک اور قوم کی ترقی میں کس قدر مد و معاون ثابت ہو گی؛ معاشرے پہ کس قسم کے اثرات مرتب کرے گی؛ یہ ایسے سوالات تھے جن سے حکومتیں عرصہ دراز سے پہلوتہی کرتی رہیں۔ یہ اعزاز ہماری حکومت کو حاصل ہوتا ہے کہ نظام تعلیم کی اصلاح کے لیے ہر سطح پر بھرپور انقلابی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پرائمری سکولوں کے نہایت جامع سروے کے بعد اس وقت دور رس منصوبہ بندی کا اہتمام ہو چکا ہے۔ گھوسٹ سکولوں اور گھوسٹ عملے نے صوبائی خزانے کو ناسور کی طرح کھایا۔ بوٹی مافیا نے تعلیم کو کھوکھلا کر دیا۔ صد حیف کہ لوگوں نے بچوں کی تعلیم کے نام پر ڈاکے ڈالے اور اپنی جیبیں بھریں۔ مگر ہم انہیں ہرگز معاف نہیں کریں گے۔ یہ یقیناً کڑی سزا کے مستحق ہیں۔ ہم نے اس ضمن میں بلاامتیاز سخت کارروائی کی ہے۔ کسی رکاوٹ کو درخور اعتنا نہیں جانا تاکہ آئندہ کوئی کم نظر کسی طالب علم کی شب و روز محنت کو چرا نہ سکے۔ امتحانی نظام کی مکمل اصلاح، میرٹ کا فروغ، پیشہ وارانہ اداروں میں ایک شفاف داخلہ ٹیسٹ کا اجراء ایسے دور رس اقدامات ہیں جنہوں نے ایک مستحکم تعلیمی نظام کی بنیاد فراہم کر دی ہے۔ ہم اس بنیاد پر اب ایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ تعلیم کے لیے اگلے مالی سال کے دوران انتیس ارب ننانوے کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ چالیس ہزار سے زائد اساتذہ ضروری تربیت حاصل کریں گے۔ پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ پر بھرپور توجہ دے کر اس کی استعداد کار کو بہتر بنایا گیا ہے۔ اگلے سال کے لیے سکول drop-out میں کمی، سکول میں داخل ہونے والے بچوں کی تعداد میں اضافہ، پاس ہونے والے طلبہ کی شرح میں بہتری جیسے اہداف، آپ پرفارمنس بجٹ کی کتاب میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ یہ اہداف دراصل نئی منزلوں کی جستجو ہے۔ مستحق طلباء کے لیے مفت کتابوں کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ نیز اگلے سال کے دوران نیے کالجوں اور سکولوں کے لیے مزید اساتذہ اور سٹاف کے لیے بھی اضافی رقم دی گئی ہے۔ یونیورسل لٹریسی پروگرام کا آغاز تین اضلاع یعنی بہاولپور، سیالکوٹ اور راولپنڈی سے کر دیا گیا ہے تاکہ یہاں سو فیصد شرح خواندگی حاصل کی جا سکے۔ بعد میں اس پروگرام کا دائرہ وسیع تر کر دیا جائے گا۔

8- جناب والا! تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایک ارب 73 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ ایلیمنٹری و ثانوی شعبہ تعلیم کے تحت آئندہ مالی سال میں 294 پرائمری سکولوں کا مڈل تک درجہ بڑھانا' بغیر عمارات کے 185 پرائمری سکولوں کو عمارت مہیا کرنا اور 117 پرائمری سکولوں کے لیے چار دیواری مہیا کرنا جیسے منصوبہ جات شامل ہیں۔ علاوہ ازیں 27 زیر تکمیل ثانوی سکولوں کے قیام پر کام جاری رہے گا اور 23 نئے مڈل سکولوں کا درجہ بڑھانا بھی پروگرام میں شامل ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے اساتذہ کی تربیت کا پروگرام بھی جاری رہے گا۔ مزید برآں آئندہ مالی سال میں خواتین کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر کمیونٹی ماڈل گرلز سکولوں کی سکیم پر عمل درآمد جاری رہے گا۔ جب کہ کمیونٹی سکولوں کی ایک مربوط سکیم کے تحت 10 کروڑ روپے مہیا کیے جا رہے ہیں جس کے تحت 500 سکولوں کی عمارات بھی مہیا کی جائیں گی۔

9- جناب والا! اعلیٰ تعلیم کے شعبہ میں آئندہ سال 6 انٹر و ڈگری کالجوں کی عمارات پایہ تکمیل تک پہنچیں گی۔ 8 انٹر کالجوں کو ڈگری کا درجہ دیا جائے گا۔ 4 ڈگری کالجوں میں بی ایس سی کی لیبارٹری کی تعمیر و دیگر اضافی سہولیات مہیا کی جائیں گی۔ تین موجودہ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین کی عمارات کی تعمیر ہو گی۔ لاہور کالج برائے خواتین میں 200 طالبات کے لیے ہوسٹل کی تعمیر پر کام شروع ہو گا۔ گوجرانوالہ میں ہوم اکنامکس کالج' سانگلہ ہل حمید نظامی میموریل پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ' شیخوپورہ اور اٹک میں پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

10- جناب والا! رواں مالی سال کے دوران وزیر اعلیٰ کے خصوصی احکام پر کفایت شعاری اور مالیاتی نظم و ضبط کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی گئی۔ محکمہ خزانہ اور دیگر صوبائی محکمہ جات نے اضافی اخراجات اور وسائل کے ضیاع کو موثر طور پر کنٹرول کیا' بے جا اخراجات اور کرپشن کے ذریعے سرکاری خزانہ کی لوٹ مار ختم کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے گئے۔ اس سال سرکاری محکموں کے لیے کاریں خریدنے پر سخت پابندی عائد کی گئی اور اس بچت سے ایک مشکل مالی سال میں بھی ترقیاتی سرگرمیوں کو جاری و ساری رکھا گیا۔ موجودہ مالی سال کا بجٹ پیش کرتے وقت یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم زیرو بجٹنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس اقدام کی ہمارے نزدیک تین اہم جہتیں تھیں۔

اول بجٹ کو پرفارمنس بجٹ میں تبدیل کرنا تاکہ یہ پتا چل سکے کہ اخراجات کے خدوخال کیا ہیں۔ وسائل و کارکردگی کا تعلق کیا ہے۔ اخراجات کا معیار کیا

ہے اور استعداد کو کس پیمانے سے ناپا جا سکتا ہے۔

دوئم ایسی سرگرمیوں سے احتراز ہو جو کہ متروک ہو چکی ہیں۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اس کی اہم مثال تھی جہاں چند بسوں کی دیکھ بھال پر ہر سال نصف ارب روپے امداد کے طور پر دیے جاتے تھے۔

سوئم حکومتی اداروں کو بجٹ کے نظامِ کار کے ذریعے موثر طور پر کنٹرول کیا جائے۔ transparency اور Good-Governance کے معیار نہ صرف متعین ہوں بلکہ ہر ماہ و سال ان میں بہتری ہو۔

11۔ الحمدللہ کہ پرفارمنس بجٹ کا پہلا شمارہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ صرف ایک نکتہ آغاز ہے۔ موثر مالیاتی نظام کی طرف پہلا قدم ہر آنے والے سال کے دوران اس میں مزید نکھار پیدا ہو گا اور چند برسوں میں بجٹ کی ہیئت مختلف ہو گی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ پرفارمنس بجٹ ایک ایسی دستاویز ہے جو ابھی چند ترقی پذیر ممالک ہی اپنا سکے ہیں۔ اس اعتبار سے یہ قدم انتہائی دور رس نتائج کا حامل بھی ہے۔

12۔ جناب والا! اکیسویں صدی ہمارے لیے نئے پیغامات لے کر آ رہی ہے۔ دنیا انفرمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ ہمارے پاس تعلیم یافتہ نوجوانوں اور بے روزگار طبقے کی ایک فوج ظفر موج ہے۔ ہم ان وسائل کو مزید ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اکیسویں صدی کے تقاضوں سے نبٹنے کے لیے حکومت پنجاب نے چند نہایت اہم اقدامات اٹھائے ہیں۔ ماہرین پر مشتمل انفرمیشن ٹیکنالوجی بورڈ معرض وجود میں آ چکا ہے ۔ جناب وزیر اعلیٰ کے امریکہ کے گزشتہ دورے کے دوران اس شعبے میں اہم پیش رفت ہوئی اور ہم کمپیوٹر سافٹ ویئر میں دنیا کی دوسری بڑی کمپنی آریکل (ORACLE) کے ساتھ معاہدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ۔ یہ کمپنی انفرمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ اور اس شعبہ میں تربیت کے لیے وسائل مہیا کرے گی۔ اس کے فوری بعد سب سے بڑی کمپنی یعنی مائیکروسافٹ کے ساتھ بھی سافٹ ویئر کی ترویج کے لیے معاہدہ کیا گیا۔ دنیا کی یہ دو بڑی کمپنیاں پنجاب میں تقریباً نو ارب روپے کی سرمایہ کاری کریں گی۔ ان اہم اقدامات سے پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب گلوبل مارکیٹ کا حصہ بننے میں کامیاب ہو جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ چند ہی برسوں میں پاکستان سافٹ ویئر کی بین الاقوامی مارکیٹ میں نہ صرف بلند مقام پر فائز ہو گا بلکہ ہمارے ہنرمند ملک کے قیمتی زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ بھی بن سکیں گے۔

13۔ جناب والا! ہم نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ صوبے میں انفرمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی قائم کی جائے گی جس کے نتیجہ میں اگلے سال کے اختتام تک صوبے میں سافٹ ویئر کے بین الاقوامی طور پر تصدیق شدہ ماہرین کی تعداد پانچ ہزار ہو جائے گی۔ اس سال دسمبر تک ہم پنجاب کے دس شہروں میں انفرمیشن ٹیکنالوجی کی تعلیم و تربیت کے شعبہ جات قائم کریں گے۔ کمپیوٹر کا استعمال سرکاری شعبے میں لازمی قرار دیا جا رہا ہے۔ 30 کروڑ روپے کی لاگت سے محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹر پر منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس طرح عام آدمی کے لیے زرعی ریکارڈ تک رسائی انتہائی سہل بنا دی جائے گی جن کی نگاہیں مستقبل پہ بھی ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ اپنی طرز کا ایک منفرد انقلاب ہو گا۔ انفرمیشن ٹیکنالوجی کا انقلاب۔ جو بالآخر ہماری خوش حالی کا پیش خیمہ بنے گا۔

14۔ جناب والا! انسانی وسائل کی ترقی میں تعلیم و تربیت کے ساتھ صحت عامہ کا شعبہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہماری حکومت کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس نے اس شعبہ کو ترجیح دیتے ہوئے کئی انقلابی اقدامات کیے ہیں۔ اختیارات کے ارتکاز کو ختم کر کے ڈسٹرکٹ ہیلتھ گورنمنٹ کی بنیاد رکھی جا رہی ہے۔ صوبے بھر میں مرحلہ وار اہم ہسپتالوں کو خودمختاری دی جا رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے حکم کے مطابق حکومت پنجاب کے تمام ہسپتالوں میں پہلے چوبیس گھنٹوں کے لیے ہر آنے والے مریض کو بالکل مفت طبی امداد دی جاتی ہے۔ ہسپتالوں کی کارکردگی کو بہتر بنانے' وہاں صفائی' ادویات کی فراہمی' مریضوں کی دیکھ بھال' عملہ کی ہمہ وقت موجودگی اور سکیورٹی جیسے انتظامات کے لیے مالی اور انتظامی اختیارات کو اداروں کے سربراہوں تک منتقل کر دیا ہے۔ رواں مالی سال میں autonomous کیے جانے والے اداروں نے انتہائی بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ موثر نظم و نسق' غیر ضروری عملہ سے نجات' ماہر ڈاکٹرز کی تعیناتی اور کئی دیگر اقدامات کے نتیجہ میں ہسپتالوں کے ماحول میں بنیادی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ اس کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ پیشہ وارانہ ماہرین کے ایک سروے کے مطابق ان ہسپتالوں میں زیر علاج بیرونی مریضوں کی تعداد میں تیرہ سے پچاس فی صد' شعبہ حادثات میں دس سے انتیس فیصد' لیبارٹی ٹیسٹوں میں پچاس سے دو سو فی صد' ایکسرے کی تعداد میں اٹھارہ سے 75 فی صد' اندرونی مریضوں کی تعداد میں بیس سے نوے فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔ ان بہتر سہولتوں کی بناء پر مختلف ہسپتالوں میں حاصل ہونے والی روزانہ آمدنی میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافی آمدنی غریب مریضوں کے مفت علاج کے لیے خرچ کی جائے گی۔ یہ نتائج ہمارے اس فیصلہ کے صائب ہونے کی دلیل ہے۔ حکومت اگلے مالی سال میں کئی اور ٹیچنگ ہسپتالوں اور

کالجوں کو Autonomy دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو لوگ اس اہم تبدیلی کے خلاف تھے وہی آج اس کے معترف ہیں ۔ یہ قدم اس عہد کی تکمیل ہے جو حکومت میں آنے سے قبل ہم نے عوام سے کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے دیہی علاقوں اور دور افتادہ مقامات پر کام کرنے والے ڈاکٹرز' خواتین ڈاکٹرز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کے لیے تنخواہوں کا ایک خصوصی پیکج ترتیب دیا ہے۔ جو حکومت کی منظوری کے بعد نافذ العمل ہو چکا ہے۔ اس پیکج کے تحت تقریباً 2000 ہزار ڈاکٹرز 'لیڈی ڈاکٹرز اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تعیناتی کنٹریکٹ پر عمل میں لائی جا چکی ہے۔ اس نئے نظام کے تحت جزا و سزا کا عمل بھی نافذ کر دیا گیا ہے۔ رورل ہیلتھ سنٹرز کی سطح تک 150 ایمبولینس گاڑیاں اور 45 الٹرا ساؤنڈ مشینیں فراہم کی گئی ہیں۔ پانچ سال تک کی عمر کے بچوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے مفت Vaccination کا اہتمام کیا گیا ہے انتقال خون کا عمل مریض کی زندگی میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ مناسب قانون کی غیر موجودگی میں غیر صحت مند خون کی خرید وفروخت کا رجحان روز بروز بڑھ رہا تھا۔ اس سلسلہ میں اس معزز ایوان نے Safe Blood Act پاس کیا ہے تاکہ انتقال خون کا عمل محفوظ ہو اور غیر قانونی دھندے میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جا سکے۔

15۔ اگلے مالی سال صحت کے شعبہ میں جاریہ بجٹ سے 7 ارب پچاس کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی جا رہی ہے۔80 کروڑ سے زائد رقم محض دوائیوں کی خرید کے لیے مختص کی گئی ہے جبکہ 8 کروڑ روپے کی رقم سے ہسپتالوں میں مزید عملہ مہیا کیا جائے گا۔ چند نئے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں اور 33 بنیادی مراکز صحت کو سٹاف مہیا کیا جائے گا۔

16۔ شعبہ صحت میں ہماری تمام تر کاوشوں کا محور حفظان صحت' بنیادی طبی سہولتوں کی فراہمی' دیہات اور شہر میں موجودہ طبی خدمات میں بہتری اور نجی / غیرسرکاری تنظیموں کے ذریعے صحت کی سہولتوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔ اس حکمت عملی کے تحت آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں ایک ارب 28 کروڑ 65لاکھ روپے کی رقم مہیا کرنے کی تجویز ہے۔ آئندہ مالی سال میں پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں تیسرے شعبہ حادثات کی تعمیر' بہاولپور و کنوریہ ہسپتال میں نیوکلیر میڈیسن اور انکالوجی (Oncology) کے شعبہ جات کے قیام کا کام مکمل ہو گا۔ اٹک' رحیم یار خان اور مظفر گڑھ میں ضلعی ہسپتالوں کی بہتری کا کام بھی پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔

17۔ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت تحصیل ہسپتالوں کو ترجیح دی گئی ہے جس کے لیے 16 کروڑ 37 لاکھ روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ 9 عدد بنیادی صحت کے یونٹ مکمل ہوں گے۔

ہومیوپیتھک علاج کی ترویج کے لیے 64 ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں قائم کی جائیں گی جبکہ 64 طبی ڈسپنسریوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ دیہی مراکز صحت میں نامکمل سول ورکس کی تکمیل کے لیے بھی فنڈز مہیا کیے جا رہے ہیں۔ خواتین کے علاج معالجہ کے لیے خصوصی طور پر پاکستان ویمن پراجیکٹ ایشیائی بنک کی مدد سے ایک ارب 25 کروڑ 74 لاکھ روپے کی لاگت سے شروع کیا جا رہا ہے جبکہ ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ اور سیکنڈ فیملی ہیلتھ پراجیکٹ پر کام مکمل کر لیا جائے گا۔

18۔ جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی اولین ترجیح عوام کی خوشحالی ہے۔ یہ عوام خواہ شہروں کے باسی ہوں یا دیہات کے رہائشی ہوں ان کا تعلق خواہ زراعت سے ہو یا صنعت و حرفت سے، موجودہ حکومت ان کی بنیادی ضروریات ان کی دہلیز تک پہنچانا چاہتی ہے۔ کاشت کار کی سہولت اور حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے کئی اہم اقدامات کیے ہیں ون ونڈو آپریشن سے زرعی قرضوں کی فراہمی کا سلسلہ نہایت کامیابی سے جاری رہا۔ بیج، کھاد، پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ جراثیم کش ادویات میں ملاوٹ کے خلاف موثر مہم چلائی گئی۔ ایک لاکھ نوے ہزار ایکڑ زمین زرعی اصلاحات کے تحت براہ راست یا واگذار کرا کے کسانوں میں تقسیم کی گئی۔

19۔ حکومت نے کاشت کاروں کو 24 گھنٹے کے اندر آسان شرائط کے تحت زرعی قرضوں کی فراہمی کے لیے ون ونڈو اپریشن کے ذریعے ربیع 99-1998ء کے دوران 8 ارب 8 کروڑ روپے کے قرضے تقسیم کیے جو کہ ہدف سے 20.28 فیصد زیادہ تھے جبکہ خریف 1998ء میں قرضوں کی تقسیم کے 2 ارب 52 کروڑ روپے کے ہدف کے مقابلہ میں 4 ارب روپے کے قرضے تقسیم کیے گئے۔ اس طرح یہ رقم ہدف سے 58.48 فیصد زائد بنتی ہے۔

20۔ ملک میں مشینی زراعت کو فروغ دینے کے لیے حکومت پنجاب نے چھوٹے کاشت کاروں کے لیے گرین ٹریکٹر سکیم کا اعلان کیا اور اس پروگرام کے تحت انتہائی شفاف طریقہ کے ذریعے ٹریکٹروں کی فراہمی کے لیے ایک لاکھ روپے فی ٹریکٹر مزید رعایت کا اعلان کیا۔ اس مقصد کے لیے وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی۔ 5000 ٹریکٹر تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ یہ تخمینہ ضمنی بجٹ کی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔ حکومت پنجاب آئندہ سال تقریباً 5000 کاشت کاروں کو اسی طرح ٹریکٹروں کی فراہمی کے لیے مزید 50 کروڑ روپے جاریہ بجٹ میں مختص کر رہی ہے۔

21۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر زرعی ادویات میں ملاوٹ کے خاتمہ کے لیے ایک خصوصی ٹاسک

فورس کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ اس جرم میں ملوث افراد کو سزا دلوانے کے لیے قوانین میں ترمیم کی گئی۔ صوبہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسے ملزمان کے خلاف مقدمات کی بھرپور پیروی ہوئی اور مجرموں کو جیل کی ہوا کھانا پڑی۔ جس کے نتیجہ میں مارکیٹ کو بہت حد تک جعلی اور غیر معیاری ادویات سے پاک کر دیا گیا ہے۔ محکمہ زراعت کی طرف سے اب بیجوں اور کھادوں میں ملاوٹ کے خاتمہ کے لیے بھی ایسی بھرپور مہم جاری ہے۔ محکمہ زراعت کے شعبہ تحقیق نے گندم کی دو اور کپاس اور دالوں کی ایک ایک نئی قسم دریافت کی ہے۔ ان تمام نئی اقسام کی کاشت، شرح بیج، آبپاشی، مضر کیڑوں سے تحفظ اور برداشت کے لیے سفارشات بھی تیار کی گئی ہیں۔ مزید برآں مختلف فصلوں کی 101 نئی اقسام بھی زیر تحقیق ہیں۔

22۔ محکمہ زراعت کا شعبہ توسیع، مقامی حالات کے مطابق جدید زرعی ٹیکنالوجی کو کاشت کاروں تک پہنچانے اور ان کی تربیت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے رواں مالی سال کے دوران 8055 نمائشی پلاٹ لگائے گئے۔ کاشت کاروں کے لیے 55 ریفریشر کورس منعقد ہوئے۔ کپاس کے علاقہ میں امریکن سنڈی پر کنٹرول کے لیے پہلی مرتبہ 3272 فیرامون ٹریپ نصب کیے گئے۔ یہ پروگرام آئندہ مالی سال جاری رہے گا۔

23۔ زراعت کے لیے اگلے مالی سال جاریہ بجٹ میں دو ارب 38 کروڑ کی خطیر رقم مہیا کی جائے گی جو کہ اس سال سے تقریباً پچاس کروڑ روپے زائد ہے۔

24۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں بھی زراعت اور زراعت سے متعلقہ شعبہ جات مثلاً کھیت سے منڈی تک سڑکیں افزائش حیوانات جنگلات آب پاشی کے لیے 2 ارب 50 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے جو کل ترقیاتی پروگرام کا 16.7 فی صد ہے۔ آئندہ مالی سال میں 8 ارب 6 کروڑ روپے کی لاگت سے عالمی بنک کے تعاون سے اصلاح آب پاشی کا چوتھا منصوبہ شروع کیا جا رہا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت آئندہ مالی سال میں 1100 کھالے، 2500 ڈسٹری بیوٹریاں، بارانی علاقوں میں آب پاشی کی 500 سکیمیں، 160 آبی ذخائر اور 20 ہزار ہیکٹر زمین ہموار کی جائے گی۔ زرعی اجناس کی منڈیوں تک نقل و حمل کے لیے کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کا جامع پروگرام جاری رہے گا۔ جس کے تحت 76 کروڑ 75 لاکھ روپے کے خرچ سے 550 کلومیٹر نئی سڑکوں کا اضافہ متوقع ہے۔ زراعت کی ترقی کے لیے ایگریکلچر سیکٹر انویسٹمنٹ کا منصوبہ 16 ارب روپے کی لاگت سے شروع کیا جا رہا ہے جس کے تحت زراعت، جنگلات اور افزائش حیوانات سے متعلقہ تحقیق و ترقی کے ذیلی منصوبہ جات

مقامی ضروریات کے مطابق شروع کیے جائیں گے۔ عالمی بنک سے اس ضمن میں سمجھوتہ طے پا چکا ہے۔

25۔ جناب والا! پاکستان مسلم لیگ حکومت کو عوامی مسائل کا شدت سے احساس ہے ہماری تمام تر صلاحیتیں عوام الناس کو سہولیات کی فراہمی کے لیے وقف ہیں۔ مگر یہ تب ہی ممکن ہے جب ہم عوام کو ایک مستعد، محنتی، جوابدہ، انتظامی مشینری دے سکیں جو محض خدمت کے لیے وقت ہو۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ ایسی انتظامیہ محض اس وقت معروض وجود میں آسکتی ہے جب قانوناور میرٹ کی حکمرانی ہو اور قواعد و ضوابط کا مکمل احترام ہو۔ یہ مسرت کا مقام ہے کہ تمام مشکلات کے باوجود ہم نے یہ کام کر دکھایا ہے۔ حکومت نے پولیس کی تنظیم نو اور تربیت کے لیے کئی اہم عملی اقدامات کیے ہیں۔ تھانہ کی سطح پر بھرتی کے لیے پبلک سروس کمیشن کے کردار کو مزید فعال بنا دیا گیا ہے۔ فورس کی تربیت کے لیے تربیتی اداروں اور وہاں پڑھائے جانے والے کورسز میں انقلابی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ ایلیٹ ٹریننگ سکول سے لے کر سہلہ کالج تک تربیت کو خوب تر کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اس تربیت کا فرق بخوبی واضح ہے۔ کانسٹیبلری کے لیے اہم سہولیات کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ اگلے مالی سال پولیس کا بجٹ 7 ارب روپے سے زائد مختص کیا گیا ہے جو کہ اس سال کے بجٹ سے 60 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ اس سال پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور امن عامہ کو یقینی بنانے کے لیے 37 کروڑ روپے کی سہولیات دی گئیں جن میں ایلیٹ فورس کے لیے 10 کروڑ روپے اور دیگر سہولیات خصوصاً وائرلیس، جدید اسلحہ اور مزید ٹرانسپورٹ کے لیے 9 کروڑ 67 لاکھ روپے کی رقم شامل ہے۔ مجھے اس بات کا اعلان کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ نے جہاں دیگر ملازمین کے لیے تنخواہ میں اضافہ کیا ہے وہاں کانسٹیبل کی تنخواہ میں ایک ریکارڈ اضافہ کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) شہریوں کی جان مال اور پراپرٹی کے اس کم تنخواہ پانے والے محافظ کی تنخواہ اور دیگر مراعات میں ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا جاتا ہے ۔ یہ ایک ریکارڈ اضافہ ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک ابھی بھی کم ہے۔ ایک سپاہی جب تک عزت کے ساتھ اپنا اور اپنے اہل خانہ کا پیٹ نہ پال سکے وہ اپنے فرائض کس طرح انجام دے سکتا ہے۔ مزید برآں اب پولیس کی ڈیوٹی 24 گھنٹے کی بجائے شفٹوں میں تبدیل کرنے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ جلد نافذالعمل ہو گا۔ ہمیں یقین ہے کہ پولیس کے اہل کار اب مکمل فرض شناسی کا مظاہرہ کریں گے۔

26۔ جناب والا! دہشت گردی ایک ناسور ہے جس نے ہمارے معاشرتی نظام کو گزشتہ برسوں میں ناقابل تلافی نقصان پہنچایا۔ اس موذی مرض سے نمٹنے کے لیے اب ہر محاذ پر کام ہو رہا ہے۔

ہمارے دور میں پہلی بار متعدد بدنام ترین دہشت گردوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں کچھ ایسے بھی تھے جن کے سروں کی قیمت مقرر تھی۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی بار نہیں کہ حکومت بڑی حد تک ان کا نیٹ ورک توڑنے میں کامیاب ہو چکی ہے۔ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے مختلف الخیال علماء کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر اہم عملی اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں علماء بورڈ کا قیام اور قابل اعتراض لٹریچر اور تصانیف کی ضبطی قابل ذکر ہیں۔ ہم علماء کے انتہائی ممنون ہیں کہ انہوں نے اس ضمن میں ہم سے تعاون فرمایا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دہشت گردی کے خلاف اس جنگ میں ان کا کردار فیصلہ کن ہو گا۔

27۔ جناب والا! غربت بے بسی اور محرومی کا دوسرا نام ہے۔ غریب ہونا کوئی جرم نہیں مگر غربت سے چشم پوشی بہت بڑا جرم ہے۔ حکومت کے اربوں روپے مختلف ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں کی نذر ہو جاتے ہیں مگر اس میں اس غربت زدہ شخص کو حصہ ہی نہیں ملتا ہے جس کے مقدر میں ایک دن روزی کمانا اور دوسرے روز بھوک کہ صلیب پر لٹکنا لکھا ہے۔ یہ مقدر بدل سکتا ہے بشرطیکہ ہم اپنے وسائل میں بوریا نشینوں کو بھی شریک کرنے کا عزم کر لیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے ضمنی بجٹ میں دو ارب سے زائد رقم آٹا سستا دینے کے لیے مختص کی ہے۔ اس اقدام کو ہماری غلطی کہہ کے ہمیں ہدف تنقید بھی بنایا گیا ہے مگر جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ غریب آدمی کی فلاح کے لیے کچھ کرنا اگر غلطی ہے تو ہم یہ غلطی مستقبل میں بھی کرتے رہیں گے۔ ہم آئندہ سال بھی سبسڈی کے علاوہ ایک ارب تیس کروڑ روپے فوڈ سٹیمپ اسکیم کے لیے مختص کر رہے ہیں تا کہ ان لوگوں کو جو خط افلاس سے نیچے زندگی گزارتے ہیں آٹا سستے داموں میسر ہو سکے۔

28۔ جناب سپیکر! اگر میں یہ کہوں کہ پنجاب کا ایک اہم مسئلہ بے روزگاری ہے' تو یہ کوئی مبالغہ نہیں' اعتراف حقیقت ہے ہمارے ہاں ہزاروں پڑھے لکھے نوجوان روزگار کے متلاشی ہیں' ہزاروں کم تعلیم یافتہ مگر ہنر مند مرد اور خواتین پریشان حال ہیں۔ اس بے روزگاری نے ہزاروں والدین کو پریشان کر رکھا ہے' اقتصادی کساد بازاری نے معیشت پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ بے روزگاری کے خاتمہ کے لیے ایک مثبت اور ایک بھرپور پروگرام کا آغاز ہو چکا ہے۔ مثبت سمت کا تعین اور سفر کا آغاز ہی حصول منزل کی ضمانت ہوا کرتا ہے۔ وفاقی حکومت کے شانہ بشانہ حکومت پنجاب نے سمال انڈسٹریز کارپوریشن کو مہمیز دی ہے تا کہ عام آدمی بھی قرضہ کی سہولت حاصل کر کے اپنے لیے کاروبار کے مواقع دریافت کر سکے۔ ہم اس سال پوری کوشش کریں گے کہ بے روزگار

حضرات کے لیے آسان شرائط اور رعایتی شرح پر دو ارب روپے تک کے قرضے جاری کروائے جائیں۔ اس مقصد کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں 20 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

29۔ جناب والا! ہمارا اس سال کا ایک پروگرام ووکیشنل ٹریننگ کونسل کا اجراء تھا جس کے تحت ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ عمل میں آ رہے ہیں۔ حکومت پنجاب ایسے تربیتی مراکز کا قیام چاہتی ہے جو عہد جدید اور نئی انڈسٹری کے تقاضوں اور ضروریات کو سمجھ سکیں۔ اس ضمن میں سروے مکمل ہو چکا ہے اور اداروں کا قیام عمل میں آ رہا ہے۔ اندھا دھند اور بے ربط تربیت قومی خزانے اور ہنر مند کے وقت کا زیاں ہے۔ یہ ضروری ہے کہ Technical Training یا فنی تربیت کا تعلق مارکیٹ کی طلب یعنی demand کے ساتھ ہو۔ ہم نے پہلی دفعہ تکنیکی تعلیم اور انڈسٹری کی ضرورت کو یکجا کیا ہے تاکہ ہنر مند نوجوان فوری طور پر روزگار حاصل کریں۔ اس اہم پروگرام کے لیے مختلف ذرائع سے ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے کی رقم کا انتظام کیا جائے گا۔ پچاس کروڑ روپے سے زائد رقم پہلے ہی VTIs کے لیے دی جا چکی ہے

30۔ اتنا اہم ہی قدم TEVTA جیسی اتھارٹی کا قیام ہے۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن، جو کہ مختلف محکموں میں بکھری پڑی تھی، جس پر وسائل کا ارتکاز ممکن نہ تھا اور جہاں متروک تعلیم اور ذریعہ تعلیم رائج تھے، ہم اسے ایک نئے ادارے یعنی Technical Education and Vocational Authority کے ماتحت کر رہے ہیں۔ تاکہ اس اہم شعبہ تعلیم پر مکمل توجہ مرکوز کی جا سکے۔ اسے جدید اور progressive بنایا جا سکے اور یہاں سے فارغ التحصیل نوجوان برسہا برس اپنی ڈگریاں ہاتھوں میں لیے دفاتر کے چکر نہ لگاتے رہیں۔ TEVTA انشاء اللہ اہل ہنر کے لیے خوشیاں بکھیرنے کا سامان مہیا کرے گی اس سے جہاں سینکڑوں نئے ہنر مند حضرات فارغ التحصیل ہوں گے وہیں صنعت و حرفت کا پہیہ تیز رفتاری سے چلنا ممکن ہو گا۔

31۔ اس سال کا ایک اہم فیصلہ صوبہ میں خواتین کے لیے علیحدہ یونیورسٹی کا قیام ہے۔ جو راولپنڈی میں سابقہ ایوان صدر کی خوبصورت عمارت میں قائم کی گئی ہے۔ موجودہ سال 4 کروڑ 69 لاکھ روپے ضروری سامان اور عملہ کی فراہمی کے لیے مختص کیے گئے ہیں اور اگلے سال جاری بجٹ میں 6 کروڑ 10 لاکھ روپے تجویز کیے گئے ہیں۔ یہ یونیورسٹی باقاعدہ کام شروع کر چکی ہے۔ اور اس وقت 345 خواتین مختلف شعبہ جات میں زیر تعلیم ہیں۔ اس یونیورسٹی کے قیام سے خواتین کو آزادانہ مگر باوقار ماحول میں

تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے گا اور ملک میں جدید اسلامی معاشرہ کے قیام کی راہ میں اہم پیش رفت ہو گی۔

32۔ خواتین کو بچوں کی ترقی پر مرکوز دو علاقائی ترقیاتی پراجیکٹ فیصل آباد اور وہاڑی میں قائم کیے گئے ہیں۔ نیز لاہور ایوان صنعت و تجارت کے تعاون سے لاہور میں ایکسپورٹ ٹریڈ سنٹر میں ایکسپورٹ ٹریڈ سنٹر قائم کیا جا چکا ہے۔جہاں کم آمدنی والی ہنر مند خواتین کی تیار کردہ مصنوعات نمائش کے لیے رکھی گئی ہیں۔ خواتین کو خصوصی طور پر مارکیٹنگ اور مصنوعات کی برآمد کے بارے میں SMEDA کے تعاون سے تربیتی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

33۔ جناب والا! ضمنی اور نظر ثانی شدہ بجٹ برائے سال 99-1998ء ایوان کی منظوری کے لیے پیش ہے۔ اس کی دستاویز آپ کے سامنے رکھ دی گئی ہیں اگلے مالی سال کے جاری بجٹ کے کچھ اہم پہلو میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ مجوزہ بجٹ کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ عوام کی فلاح و بہبود، تعلیم، صحت، امدادی جات کی دیکھ بھال و مرمت، امن و امان کی بہتری، انتظامی مشینری اور دیگر اخراجات کو صحیح مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے۔ آئندہ مالی سال کے کل وسائل کا تخمینہ 93 ارب 17 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ جو موجودہ مالی سال کے مقابلے میں 4 ارب 18 کروڑ روپے یعنی 4.70 فی صد زیادہ ہے اگلے مالی سال کے دوران وفاقی حکومت 72 ارب 59 کروڑ 64 لاکھ روپے فراہم کرے گی۔ وفاقی محاصل میں کمی کی وجہ سے ہمیں کم وسائل دستیاب ہو رہے ہیں صوبائی محاصل کا تخمینہ اگلے مالی سال کے دوران 20 ارب 55 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ موجودہ معاشی حالات کے تحت آئندہ مالی سال کے دوران صوبائی محاصل میں 22 13 فی صد کے لحاظ سے اضافہ رکھا گیا ہے۔

34۔ جناب سپیکر! زراعت، تعلیم اور صحت کے ترقیاتی پروگراموں کا خاکہ میں پہلے ہی پیش کر چکا ہوں۔ اب میں آئندہ مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا مختصر جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔

35۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا حجم 15 ارب روپے رکھا گیا ہے۔ عالمی اقتصادی پابندیوں اور جنوب مشرقی ایشیاء میں کساد بازاری جیسی مشکلات کے باوجود یہ گزشتہ سال کے نظر ثانی شدہ پروگرام کے برابر ہے۔ آئندہ ترقیاتی پروگرام کی حکمت عملی کے کئی نمایاں پہلو ہیں۔

اول صوبہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ ترقیاتی پروگرام کے خدوخال عوامی نمائندوں کی مشاورت سے طے کیے گئے ہیں ان کی ترجیحات کو مدنظر رکھتے

ہوئے اہم جاری منصوبہ جات کے لیے رقوم مختص کی گئیں۔

دوم منصوبوں کی لاگت میں اضافہ کے رجحان کی روک تھام اور عوامی نمائندوں کی متفقہ رائے کے تحت، جاری شدہ منصوبوں کو فوقیت دی گئی ہے۔ تقریباً 9 ارب 35 کروڑ روپے کی رقم جاری منصوبوں کے لیے مختص کی گئی ہے جس سے 1737 سکیمیں پایۂ تکمیل تک پہنچیں گی۔

سوم بین الاقوامی مالی اداروں کے تعاون سے صوبہ میں اہم ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد جاری ہے۔ ان منصوبوں کی بروقت تکمیل کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے مناسب رقوم مہیا کی جائیں۔ آئندہ مالی سال میں ایسے منصوبوں کے لیے 2 ارب 37 کروڑ روپے فراہم کیے گئے ہیں جبکہ مالی اداروں کی طرف سے 10 ارب 80 کروڑ روپے وصول ہونے کی توقع ہے۔

36۔ جناب سپیکر! معاشی ترقی کا عمل اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکے گا جب تک ہمارے دیہات خوش حال نہیں ہوں گے۔ حکومت نے ایک مربوط پالیسی کے تحت دیہی وعام کی فلاح و بہبود کے لیے ترقیاتی پروگرام کا 71.2 فی صد حصہ دیہی علاقوں کے لیے مختص کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر مقامی سطح کے مسائل کو مقامی طور پر سمجھنے اور ان کے حل کے لیے منصوبہ سازی کے عمل کو ضلع کی سطح تک پھیلا دیا گیا ہے۔ اب عوامی نمائندوں کو ضلعی ترقیاتی کمیٹی کی وساطت سے 50 لاکھ روپے لاگت کی سکیموں کی نشان دہی، منظوری، عمل درآمد اور جانچ پڑتال کے اختیار حاصل ہیں غیر جانبدار اور ضلعی ترقیاتی فنڈ کا ایک اہم پہلو اس کی Third Party Validation ہے۔ جو کہ ہماری تاریخ میں پہلی مرتبہ ہو رہا ہے۔ یہ عمل عمومی طور پر انتہائی شفاف طریقے سے جاری ہے جو کہ ماضی قریب کی حکومتوں کی کارکردگی کے مقابلے میں انتہائی خوش آئند ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے ضلعی ترقیاتی فنڈ میں 50 فی صد اضافہ کر دیا گیا ہے اور یہ رقم گزشتہ سال کی مختص کی جانے والی رقم یعنی 2 ارب روپے سے بڑھا کر 3 ارب روپے کر دی گئی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تاکہ عوامی نمائندوں کی ترجیحات پر مبنی مقامی نوعیت کی اشد ضروری سکیموں پر عملدرآمد کو ممکن بنایا جائے۔

37۔ بلدیاتی ادارے اپنی کمزور مالی حالت کی بناء پر آب رسانی، سیوریج، نکاسی آب و دیگر بنیادی شہری سہولیات فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔ ان ضروریات کی فراہمی کے پروگرام کو تیز تر کرنے کے

لیے گزشتہ مالی سال عالمی بنک کے تعاون سے پنجاب میونسپل فنڈ کا اجراء کیا گیا۔ پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ فنڈ کمپنی بلدیاتی اداروں کو قرضہ کی فراہمی کے علاوہ وسائل میں اضافہ کی خاطر انتظامی ڈھانچوں میں استحکام اور تربیتی سہولیات فراہم کرے گی۔ حکومت پنجاب نے اس مد میں 20 کروڑ روپے بطور counterpart فنڈ مہیا کیے ہیں جبکہ عالمی بنک کے طرف سے ساڑھے چار ارب روپے فراہم ہونے کی توقع ہے۔ اس خطیر رقم سے بلدیاتی ادارے قرضہ لے کر عوامی فلاح و بہبود اور شہری سہولیات کے منصوبہ جات کو مکمل کر سکیں گے۔

38۔ ہمارے شہروں کا فرسودہ اور ناکارہ ٹرانسپورٹ نظام ان کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ پنجاب حکومت نئی ٹرانسپورٹ پالیسی کے تحت لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالا، ملتان اور راولپنڈی میں 70 نشستوں والی بڑی بسوں کو نجی شعبہ میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس ضمن میں کچھ نجی کمپنیوں سے ابتدائی معاہدہ طے کیا جا چکا ہے۔ تاکہ بیرونی سرمایہ کاری سے جدید آرام دہ اور باوقار ٹرانسپورٹ کا نظام تشکیل دیا جا سکے۔

39۔ زراعت کی ترقی کے لیے آب پاشی کا بہتر اور موثر نظام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس شعبہ کے لیے آئندہ سال ایک ارب 8 کروڑ 44 لاکھ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے جس سے 50 کلومیٹر انہار کی بحالی 10 کلومیٹر انہار کی پختگی اور 10 کلومیٹر نہروں کی ری ماڈلنگ کا پروگرام مکمل کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں تھل کینال کی ری ماڈلنگ کے لیے 25 کروڑ 15 لاکھ روپے کی رقم فراہم کی گئی ہے۔ جبکہ مہاڑ لفٹ اری گیشن کے لیے 3 کروڑ 92 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ IDA کے تعاون سے پنجاب کینال کمانڈ پراجیکٹ پر کام شروع کیا جائے گا جبکہ ایشیائی ترقیاتی بنک سیلاب کی روک تھام کا منصوبہ مرحلہ وار دوم، مرالہ راوی لنک کینال اور بارانی علاقوں میں کاشت کاری کے لیے چھوٹے بندوں کی دیکھ بھال کے لیے فنی و مالی امداد مہیا کرے گا۔ محکمہ آب پاشی کا ایک مثالی کارنامہ امسال نہروں اور نالوں کی صفائی ہے۔ یہ ایک مثالی مہم تھی اور فراہمی آب میں بہتری اس کی کامیابی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

40۔ صوبے میں دودھ اور گوشت کی کمی کو دور کرنے اور دیہی عوام کی آمدنی میں اضافہ کی خاطر اور افزائش حیوانات کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے 10 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ اس پروگرام کے تحت شیخوپورہ اور اوکاڑہ میں تربیتی مراکز کی تجدید نو اور پنو کی میں افزائش حیوانات کا مربوط منصوبہ اور صوبہ بھر میں صحت حیوانات کے ابلاغ عامہ کے نظام جیسے اہم منصوبہ جات

شامل ہیں۔

41- صوبہ کی ترقی کے لیے شاہرات کا موثر نظام بھی نہایت ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے آئندہ مالی سال میں 95 کروڑ 10 لاکھ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے اس رقم سے پلوں کی تعمیر 190 کلومیٹر موجودہ سڑکوں کی کشادگی و بحالی اور 30 کلومیٹر نئی سڑکوں کی تعمیر متوقع ہے۔ اس شعبہ میں پنجاب ہائی وے پراجیکٹ' فانیوال ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر' بہاولنگر سلیمانکی روڈ کی کشادگی و بہتری' ہارون آباد فورٹ عباس روڈ کی بہتری و کشادگی' بہاولنگر بائی پاس روڈ کی تعمیر' ظاہر پیر تا چاچڑاں سڑک کی کشادگی و بہتری' غازی گھاٹ برج کے ڈھانچہ کی مضبوطی' شیخوپورہ فیصل آباد دو رویہ سڑک کی تعمیر' ٹیکسلا ریلوے کراسنگ پر اوورہیڈ برج کی تعمیر' شیخوپورہ بائی پاس کی تعمیر' بہاولپور ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر' خوشاب جوہرآباد کے درمیان دو رویہ سڑک کی تعمیر' ڈیرہ غازی خان تا شاہ صدردین سڑک کی کشادگی و بہتری' یہ کروڑ بہل سڑک کی کشادگی و بہتری۔ ڈیرہ دین پناہ' یہ سڑک کی کشادگی و بہتری' مظفر گڑھ پنجند روڈ کی کشادگی و بہتری شامل ہیں۔ چیچہ وطنی اوور ہیڈ برج بھی مکمل ہو جائے گا۔

42- عصر جدید کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے نئی راہیں تلاش کرنا ضروری ہے۔ ہم ترقیاتی عمل کو تیز تر کرنے کے لیے مالی وسائل کے نئے ذرائع دریافت کرنے کی کوشش میں بھی مصروف ہیں۔ Securitization کے ذریعہ ہم آئندہ مالی سال نئے پلوں کی تعمیر کا آغاز کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ غازی گھاٹ' بہاولپور' خوشاب' سید والا اور محمد والا کے پل اس نئے ترقیاتی عمل سے شروع کیے جائیں گے۔

43- آئندہ مالی سال کے لیے منصوبوں میں بھمبر نالہ پل کی تعمیر' چک نظام پل کی دوبارہ فرش بندی' چکوال میں دریائی سواں پر پل کی تعمیر۔ فورڈواہ نہر اور باگڑہ نہروں پر پلوں کی تعمیر۔ روجھان کے قریب دریائے سندھ پر کشتیوں کے پل کی تعمیر۔ جھنگ بائی پاس سمندری بائی پاس فیصل آباد' خوشاب مظفر گڑھ سڑک کی تعمیر۔ فیصل آباد جھنگ بھکر روڈ کی تعمیر' دریائے چناب پر چنڈپل کی تعمیر' ساہی وال شہر میں لوئر باری دو آب کے دونوں کناروں پر پختہ سڑک کی تعمیر کے منصوبوں پر کام کا آغاز کیا جائے گا۔

44- پینے کے لیے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے حکومت نے دیہی علاقوں میں فراہمی آب اور نکاسی آب کے پروگرام کے لیے تقریباً ایک ارب 99 کروڑ روپے کی خطیر رقم فراہم

کرنے کی تجویز ہے۔ جس سے فراہمی آب کی 95 سکیمیں اور نکاسی آب کی 496 سکیمیں مکمل ہوں گی جس سے بالترتیب 3.32 لاکھ اور 17.36 لاکھ اضافی نفوس مستفید ہوں گے۔ اسی طرح شہروں اور قصبوں میں بھی ان بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لیے 26 کروڑ 50 لاکھ روپے مختص کیے جا رہے ہیں۔ جس سے آب رسانی کی 7 اور سیوریج ڈرینج کی 8 سکیمیں مکمل ہوں گی۔ اس کے نتیجہ میں 1.56 لاکھ اضافی آبادی کو پینے کے پانی اور 0.62 لاکھ آبادی کو نکاسی آب کی سہولیات میسر ہوں گی۔

45۔ ملتان ٹریفک کے مسائل کو حل کرنے کے لیے ایکسپریس وے کی تعمیر کے لیے دو کروڑ 80 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور فلائی اوور (Fly-over) کا 40 کروڑ سے اجراء کیا جا رہا ہے۔ گوجرانوالہ، بہاولپور، سیالکوٹ، ڈیرہ غازی خان، سرگودھا وغیرہ میں سٹی پیکج کے تحت ترقیاتی عمل جاری رہے گا۔ لاہور راولپنڈی ملتان اور فیصل آباد میں تقریباً ایک ارب روپے کی زمین ناجائز قابضین سے خالی کروائی گئی یا اس زمین کو مارکیٹ میں مہنگے داموں بیچ کر رقم کو ان شہروں کی ترقی پر خرچ کیا گیا اور یہ عمل انتہائی شفاف طریقے سے جاری ہے۔

46۔ علاوہ ازیں ملتان میں نواز شریف کرکٹ سٹیڈیم کی تعمیر کے لیے ملتان کرکٹ آرگنائزنگ ٹرسٹ کو 4 کروڑ روپے کی گرانٹ مہیا کی جائے گی۔

47۔ حکومت پنجاب پسماندہ علاقوں کی ترقی کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہے لہٰذا علاقائی تفاوت کو دور کرنے کے لیے آئندہ مالی سال میں ریجنل پلاننگ کے شعبہ کے لیے 20 کروڑ 14 لاکھ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جو کہ گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں 79 (اناسی) فی صد زیادہ ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس سے علاقائی تفاوت کو دور کرنے میں کافی مدد ملے گی۔ بہاولپور، مری، ڈیرہ غازی خان، چولستان میں علاقائی ترقیاتی اداروں کے ذریعے یہ ترقیاتی عمل جاری رہے گا۔

48۔ صوبہ کے بارانی علاقہ کی ترقی کے لیے آباد (ABAD) کے مختلف پروگراموں کے لیے 2 کروڑ 50 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ بارانی علاقہ میں زراعت کی ترقی اور آبپاشی کی سہولتیں مہیا ہوں گی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بین الاقوامی فنڈ برائے زرعی ترقی (IFAD) کے تعاون سے سوا ارب روپے کی خطیر رقم متوقع ہے۔ دیہات کی سطح پر کمیونٹی کی وساطت سے مختلف ترقیاتی پروگرام وضع کیے جا رہے ہیں۔ جن پر عملدرآمد سے دیہی آبادی کی حالت سدھر جائے گی۔

49۔ پس ماندہ علاقوں کی دیہی ترقی کے ضمن میں ہی ایشیائی ترقیاتی بنک کی معاونت سے بہاولپور ڈویژن کے لیے آئندہ مالی سال کے دوران 6 کروڑ 40 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جس سے

یزمان' احمد پور شرقیہ سڑک کی تعمیر پر 30 کلو میٹر بہتری کا کام مکمل کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ 32 کلو میٹر کھیت سے منڈی تک سڑ کوں کی تعمیر' 42 کلو میٹر رابطہ سڑ کوں کی تعمیر ہو گی جبکہ 80 عدد چھوٹی سطح کی سکیمیں بنائی جائیں گی۔

50- اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ 15 ارب روپے پر محیط دیہی ترقی کے وفاقی پرو گرام میں پنجاب کا بھی اپنا حصہ ہو گا اور ہماری صوبائی اسمبلی کے ارکان بھی اس ترقیاتی عمل میں شامل ہوں گے۔ اس سے گاؤں میں بجلی بہم پہنچانے' کھیت تا منڈی سڑ کوں کی تعمیر اور راجباہوں کی لائننگ(Lining) جیسے اہم پرو گرام مرتب کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اب میں حکومت کے کچھ اور اہم اقدامات کا ذکر کرتا ہوں۔ جن میں سے کچھ فنانس بل کے ذریعے نافذ العمل ہوں گے۔

اول جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ حکومت نے محصول چونگی اور ضلع کونسل ٹیکس ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ کٹھن فیصلہ ہے مگر یہ وہ ظالمانہ اور رسوائے زمانہ محصولات تھے جنہوں نے عام شہریوں اور کاروباری طبقہ کو یکساں طور پر ہراساں کر رکھا تھا۔ان ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی آمدنی اب جنرل سیلز ٹیکس میں سے فراہم کی جائے گی۔ البتہ اب ان اداروں کا مالیاتی نظم و ضبط مثالی ہونا ضروری ہو گا اور عوام کی دولت میں لوٹ مار قطعاً برداشت نہ کی جائے گی۔

دوئم اسٹامپ ڈیوٹی کی شرح عموماً 5 فی صد تھی جبکہ یہ شہری غیر منقولہ جائیداد کے ضمن میں 5 8 تا 10 فی صد تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ 2.5 فی صد CVT اور 5 فی صد مقامی ٹیکس بھی تھے اور اس طرح شہری کو 17.5 فی صد تک ٹیکس ادا کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ تمام ٹیکس ختم کرکے صرف 4 فی صد تا 5 فی صد اسٹامپ ڈیوٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک فی صد رجسٹریشن فیس باقی رہنے دی جائے گی۔ یہی کم شرح زرعی اراضی کے زبانی انتقال پر نافذ العمل ہو گی۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ شرح محض 5 فی صد ہو گی۔

سوئم تمام صوبائی ملازمین کی تنخواہ میں گریڈ ایک سے سولہ تک 25% اور گریڈ سترہ سے بائیس تک 20% کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ اضافہ بنیادی پے سکیل کے اعتبار سے یکم جولائی 1999ء سے نافذ العمل ہو گا۔ اس کے لیے وفاقی امداد متوقع ہے اور

مزید برآں اسے بچتوں سے بھی پورا کیا جائے گا۔

چہارم ہم نے اس سال مزید بچت اور کفایت شعاری کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم نے پیٹ پر پتھر باندھ کر یہ تہیہ کیا ہے کہ اس سال عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ بلکہ ظالمانہ ٹیکسوں سے عوام کو نجات دلائی گئی ہے۔

51- جناب سپیکر! حکومت پنجاب کی موجودہ مالی سال کے دوران کارکردگی اور آئندہ سال کے بجٹ کا اجمالی خاکہ آپ کے روبرو ہے۔ یہ معزز ایوان ہماری ان کاوشوں کا بخوبی اندازہ کرسکتا ہے جو ہم نے کروڑوں عوام کی خدمت کے لیے کیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آزادی اور خوشحالی کا یہ سفر ابھی جاری ہے۔ ماضی قریب کی ناعاقبت اندیش قیادت کی روایات کے برعکس' اس سفر میں ہم نے نہ تو مصلحتوں کا لبادہ اوڑھا ہے اور نہ اندیشہ ہائے دور دراز کی پرواہ کی ہے۔ بلکہ ہم نے راہ سلوک کے مسافروں کی طرح کٹھن راہوں کا خود انتخاب کیا ہے۔ یہ آبلہ پائی ہمارے ہی نصیب میں لکھی تھی۔ "انہی کا کام ہے یہ جن کے حوصلے ہیں زیادہ"۔ دشوار راہیں ہمارے عزم کا امتحان ہیں۔ ان پہ بکھرے ہوئے کانٹے ہمارے شوق کو تیز تر کرتے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا بخوبی ادراک ہے کہ ہمارے اس سفر کے باعث اہل جفا ہم سے خوش نہیں۔ لیکن بیگانگی کے خوف سے ہم ترقی کا یہ سفر ترک نہیں کرسکتے۔

52- جناب سپیکر! یہ کٹھن فیصلوں کا وقت ہے۔ ہم کب تک ان فیصلوں سے اجتناب کرتے رہیں گے۔ یہ کڑی دھوپ کا سفر ہے' ہم کب تک گوشہ عافیت میں پناہ گزیں رہیں گے۔ مسائل کا حل مسائل سے چشم پوشی میں نہیں بلکہ ان سے نبرد آزما ہونے میں ہے۔ نئی صدی کا سورج کہتا ہے کہ یہ اپنے ارادوں اور اعتماد پر یقین کی گھڑی ہے۔ یہ صلاحیتوں کے ادراک اور عمل کا مقام ہے۔ ہم اس مقام پر وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف کی زیر قیادت ستائش کی تمنا اور صلے کی پرواہ کیے بغیر کھڑے ہیں۔ اقبال کا یہ پیغام ہمارا حوصلہ بڑھاتا ہے کہ

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے

پاکستان زندہ باد

جناب سپیکر! میں آپ کا' قائد ایوان کا' قائد حزب اختلاف کا اور تمام رفقائے کار کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے میری گزارشات کو بڑے تحمل اور صبر سے سنا۔ بہت مہربانی' بہت شکریہ۔

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء کا پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر، اب وزیر خزانہ سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پیش کریں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پیش کر دیا گیا ہے۔

ضمنی میزانیہ بابت سال 1999-1998ء کا پیش کیا جانا

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر خزانہ ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998ء پیش کریں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں سالانہ ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998ء پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998ء پیش کر دیا گیا ہے۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 1999ء

(جو پیش کیا گیا)

MR ACTING SPEAKER: Now, Minister for Finance may introduce the Punjab Finance Bill, 1999.

MINISTER FOR FINANCE: Mr Speaker Sir, I introduce the Punjab Finance Bill 1999.

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Finance Bill, 1999 has been introduced.

اب اجلاس 18۔جون 1999ء جمعۃ المبارک کو دوبارہ بلایا جائے گا۔ آپ سے رائے یہ لینی ہے کہ اجلاس صبح کے وقت رکھیں یا شام کے وقت رکھیں۔

(ایوان میں موجود ممبران کی متفقہ رائے' شام کو رکھیں)

اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 18۔جون 1999ء 4 بجے شام تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز سالانہ میزانیہ پر عام بحث کا آغاز ہو گا' عام بحث کے لیے 4 یوم یعنی 18 تا 21۔جون 1999ء مختص کیے گئے ہیں' جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ وہ اپنے نام سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 18۔ جون 1999ء

(یوم الجمعہ' 3۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں سہ پہر 4 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④

سورۃ الجمعہ آیات 1 تا 4

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو بادشاہ حقیقی پاک ذات زبردست حکمت والا ہے○ وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد کو) پیغمبر (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے○ اور ان میں سے اور لوگوں کی طرف بھی (ان کو بھیجا ہے) جو ابھی ان (مسلمانوں) سے نہیں ملے اور وہ غالب حکمت والا ہے اور اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے○

وما علینا الا البلاغ○

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر : تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سید ذیشان الٰہی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 7' pending چلی آ رہی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس کا جواب تو موجود ہے لیکن محرک موجود نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر اسے کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 52' چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے اور جواب آنا تھا۔ میرے خیال میں چودھری صفدر شاکر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اسے بھی کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ فریش تحاریک میں سب سے پہلے سید ذیشان الٰہی صاحب کی تحریک ہے۔ چونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے' لہٰذا اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! سید ذیشان الٰہی صاحب کی پہلی تحریک استحقاق آپ نے اس لیے pending فرمائی کہ وہ پیش ہو چکی تھی۔ اس فریش تحریک میں تو محرک موجود ہی نہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے۔ لہٰذا اسے dispose of کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : چونکہ یہ استحقاق کی تحریک ہے اس لیے pend کر لیتے ہیں' وہ کل آ جائیں گے۔ کیونکہ بعض اوقات کوئی مجبوری ہو جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 54' ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کی ہے۔ ..... وہ ابھی تشریف نہیں لائے' اسے بھی کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 55' چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کی ہے۔

نشان زدہ سوال نمبر 2091 کا غلط جواب

چودھری سلطان محمود گوندل (پی پی۔ 100)، جناب سپیکر ! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے نشان زدہ سوال نمبر 2091' جس کا جواب وزیر جنگلات صاحب نے مورخہ 30-04-99 کو ایوان میں دیا تھا کے جز "ب" کا جواب غلط فراہم کیا گیا ہے۔ جواب میں بتایا گیا کہ جنوری 1997ء سے نومبر 1998ء تک منڈی بہاؤالدین میں محکمہ

جنگلات کے اکلوتے ریسٹ ہاؤس کا بجلی کا بل -/9837 روپے ادا کیا گیا۔ اور پھر میرے ضمنی سوال پر بھی اس غلط جواب پر اصرار کیا گیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ ریسٹ ہاؤس میں ماہ جون 1998ء کا بل بقایا جات سمیت -/65,796 روپے ہے۔ مذکورہ سوال کے غلط جواب کی فراہمی سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا التماس ہے کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر جنگلات : جناب سپیکر ! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ لہٰذا میری گزارش ہے کہ اسے کل تک کے لیے pending کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : گوندل صاحب کو short statement دے لینے دیجیے پھر دیکھتے ہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل : جناب سپیکر ! میں نے سوال یہ کیا تھا کہ محکمہ جنگلات کے اس ریسٹ ہاؤس کا بجلی کا کتنا بل آیا ہے؟ تو وزیر صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ریسٹ ہاؤس کا بل مبلغ -/8997 روپے کے لگ بھگ ہے۔ اس پر جب میں نے ضمنی سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ دو سال کا بل ہے۔ حالانکہ دو سال کا بل -/65796 روپے ہے۔ جناب والا ! اس ریسٹ ہاؤس میں دو ایئر کنڈیشنر چل رہے ہیں۔ خدمت کمیٹی نے بھی اچانک چھاپہ مار کر اس ریسٹ ہاؤس کی چیکنگ کی' جس کا میں نے علیحدہ سوال دیا ہوا ہے۔ چونکہ مجھے اس سلسلے میں غلط جواب فراہم کیا گیا ہے لہٰذا میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : ملک سلیم اقبال صاحب نے فرمایا ہے کہ اس تحریک کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ میں معزز رکن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ سے مل کر اس بارے میں بات کرلیں۔ اسے pending تو کر لیتے ہیں لیکن جس سوال کا جواب on the floor of the House غلط دے دیا جائے تو اس بارے میں اب آپ کیا جواب طلب کریں گے؟ محکمہ کی یہ ذمہ داری تھی کہ ہاؤس میں غلط جواب نہ آنے پائے' جب آ گیا تو پھر استحقاق بن گیا۔ اب اگر اس کا جواب نہیں دیا جاتا تو پھر اس صورت میں معزز ممبر دوبارہ breach of privilege کی تحریک دے سکتے ہیں کہ پہلے تو ایک سوال کا جواب غلط دیا گیا اور اب تحریک استحقاق دینے پر اس کا جواب بھی نہیں آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا محکمہ آپ کے کنٹرول میں نہیں۔ پہلے غلط جواب دیا اور اب پھر بقول آپ کے جواب موصول نہیں ہوا۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ معزز ممبر کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو طے کرلیں لیکن اس

شخص کو جس نے یہ غلط جواب ہاؤس میں فراہم کیا جو سزا دی جائے اس بابت ہاؤس کو مطلع کیا جائے۔

وزیر جنگلات، جناب والا! پہلے بھی ان سے بات ہوئی ہے اب میں مزید بھی بات کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بات کر لیں ورنہ اس کے لیے جواب کا انتظار نہیں ہے۔ جس آدمی نے پہلے بھی اس معزز ہاؤس کو misguide کیا ہے اور اب پھر اس کا جواب نہیں دیا۔ آپ اس کے خلاف کارروائی کریں۔

وزیر جنگلات، جی بہت اچھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، گوندل صاحب! اگر اس متعلقہ آدمی کے خلاف تسلی بخش کارروائی ہو جائے تو پھر میرے خیال میں اسے dispose of کر دیں؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مقصد تو یہی ہے کہ یہ غلط جواب کیوں آیا؟ تو جس نے پہلے بھی غلط جواب دیا اور اب پھر اسی طرح کی بات ہے۔ تو آپ نے بھی سنا ہو گا کہ میں نے نہیں مانا کہ اس کا جواب ہاؤس میں نہیں آیا۔ اس کا اس جواب سے کوئی تعلق نہیں۔ سلیم اقبال ملک صاحب' جو کہ آپ کے تو نہیں لیکن کم از کم ہمارے بزرگ ہیں' آپ ان سے مل کر یہ بات طے کر لیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! تو یہ میری بزرگی کا خیال رکھتے ہوئے اس وقت صحیح جواب دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ مانتے تو نہیں ہیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ بزرگ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! 21 مئی کو یہ تحریک استحقاق اسمبلی چیمبر میں جمع ہوئی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ نے میری بات غور سے سنی نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ ہم جواب کا انتظار نہیں کریں گے۔ ہمیں جواب چاہیے ہی نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو آپ نے فرمایا ہے بہت صحیح ہے۔ لیکن آپ ٹائم دیکھیں کہ یہ تحریک استحقاق 21 مئی کو جمع ہوئی ہے اور آج 18 جون ہے لیکن اس وقت تک وزیر موصوف کے

پاس جواب نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! میں نے تو اس بات کو مانا ہی نہیں، ہمیں تو اس کا جواب چاہیے ہی نہیں۔ آپ نے میری بات پر غور نہیں فرمایا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ متعلقہ آدمی کے خلاف کارروائی کر کے ہاؤس کو بتائیں کہ اس آدمی کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 56 ملک نسیم الدین خالد صاحب کی ہے۔

اے ایس پی علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

ملک نسیم الدین خالد، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 26 مئی 1999ء کو ASP علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور کے پاس سفارش لے کر گیا اور ASP کو اپنا تعارف کروایا اور بتایا کہ میں MPA ہوں بجائے اس کے کہ وہ میری بات سنتا وہ لفظ MPA سنتے ہی طیش میں آ گیا اور انتہائی گستاخانہ انداز میں بولنا شروع کر دیا۔ میں نے اس سے بات کرنا چاہی لیکن اس نے اپنے جارحانہ رویے کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں MPAs کو کیا سمجھتا ہوں۔ میرے آفس سے چلے جائیں اور آئندہ میرے آفس میں قدم نہ رکھنا۔

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے Privileges Act کے تحت MPA کو VIP کا درجہ حاصل ہے۔ ASP علامہ اقبال ٹاؤن کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نسیم الدین خالد صاحب! آپ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں۔

ملک نسیم الدین خالد (پی پی این ایم 248)، جناب والا! میں ایک سفارش کے سلسلے میں اس کے پاس گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو اس کے پاس ایک محترمہ بیٹھی ہوئی تھی جس کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ آپ باہر تشریف رکھیں۔ تو میں نے کہا کہ جناب میں ایم پی اے ہوں اور میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ میں کیا سمجھتا ہوں کہ تم ایم پی اے ہو میں تو وزیر اعظم اور وزیراعلیٰ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ تو ایم پی اے ہیں۔ جناب میں یہ حلفاً کہتا ہوں

کہ اس نے مجھے یہ الفاظ کہے ہیں۔ وہاں پر ایک اے ایس آئی آیا۔ اس نے اس کے سامنے کہا کہ میں کیا سمجھتا ہوں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کو' آپ تو صرف ایم پی اے ہیں آپ باہر بیٹھیں۔ جناب والا! ہم منتخب ممبر ہیں اگر پولیس کا ہمارے ساتھ یہی رویہ ہے تو پھر ہمیں اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس لیے میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: شکریہ جناب سپیکر! مجھے معزز رکن کے جذبات کا مکمل طور پر احترام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون: اب معزز رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں حقائق بالکل یکسر مختلف ہیں۔ لیکن میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں صبح سے انھیں تلاش کر رہا تھا۔ لیکن میری ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ میں اصل حقائق ان کے سامنے لانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ 26 تاریخ کا وقوعہ بیان کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ معزز رکن جس سلسلے میں تھانہ میں تشریف لے گئے وہ 22 تاریخ کو ایک پرچہ درج ہوا تھا۔ یہ 22 کو بھی گئے 23 کو بھی گئے 24 کو بھی گئے 25 کو بھی گئے اور فرما رہے ہیں کہ یہ واقعہ 26 کو ہوا ہے۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس میں مجھے تھوڑی سی مہلت دیں تاکہ میں معزز رکن اور متعلقہ پولیس افسر کی بات کراؤں۔ اگر پھر بھی ان کی تسلی نہیں ہوتی تو اسے کمیٹی کے سپرد کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ حقائق یکسر مختلف ہیں' اس لیے میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اصل حقائق معزز رکن کی خدمت میں لانے کے لیے مہلت عطا فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ لیکن میں آپ سے عرض کروں گا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ معزز رکن 22, 23, 24, 25 کو گئے ہیں۔ یہ گئے ہوں گے ان کا موقف یہ نہیں ہے کہ میں اتنے دن جاتا رہا۔

وزیر قانون: یہ میں نے اس لیے عرض کیا ہے کہ متعلقہ پولیس افسر کو 23 تاریخ کو بھی پتا تھا کہ معزز رکن صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں' وہ انھیں ملا۔ 24 تاریخ کو بھی اسے پتا تھا کہ یہ معزز رکن اسمبلی ہیں اور وہ انھیں ملا۔ لیکن وہ 26 تاریخ کو کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں آپ کو پہچانتا نہیں اور میں آپ کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اس کے رویے میں یہ یکسر تبدیلی کیوں آئی؟ اگر اس کی وضاحت کے لیے مجھے مہلت

فرما دیں تو نوازش ہو گی۔

ملک نعیم الدین خالد، جناب سپیکر! منسٹر صاحب صحیح فرما رہے ہیں' میں تھانے جاتا رہا ہوں۔ 21 تاریخ سے لے کر اب تک جا رہا ہوں۔ میں اے ایس پی سے ملا لیکن جس دن کا یہ واقعہ ہے اس دن ایک محترمہ جن کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا وہ ان کو دیکھ کر طیش میں آئے۔ وہ اسے اپنا اثر دکھانا چاہتے تھے کہ میں ایم پی ایز اور باقی منتخب نمائندوں کے ساتھ یہ سلوک کرتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں' میں جاتا رہا ہوں لیکن اس محترمہ کے سامنے اس نے جو الفاظ کہے ہیں میں نے وہ بتائے ہیں۔ اگر اس نے یہ الفاظ نہ کہے ہوں تو جو سزا ہو میں بھگتنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نعیم الدین صاحب! لاء منسٹر صاحب اسے بلا لیتے ہیں اور اگر آپ compensation محسوس کرتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں اسے dispose of نہیں کرتا بلکہ اسے pending کرتا ہوں۔

ملک نعیم الدین خالد، جناب والا! آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں وہاں پر سارے معاملے کی چھان بین ہو جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اسے کل تک یا پرسوں تک کے لیے pending کر دیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں آج ہی ان کی میٹنگ کروا دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اسے کل تک کے لیے pending کرتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب بات کرواتے ہیں۔ اگر آپ کی تسلی ہوتی ہے تو ٹھیک ہے' ورنہ اسے take up کر لیں گے۔

ملک نعیم الدین خالد، جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ابھی اسے ایس پی نئے ہیں شاید انھیں اسے ایس پی شپ کی بہت زیادہ خماری ہے۔ یہاں پر اور بھی بہت سارے دوست نئے اسے ایس پی آئے ہوئے ہیں لیکن ان میں سے آج تک کسی کا رویہ ایسا نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہمارا مقصد آپ کی عزت سے ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کی عزت اور وقار کے پیش نظر بات نہیں ہوتی تو کل اسے پھر لے آئیں گے۔

سردار رفیق حیدر لغاری (پی پی۔ 240)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کیا اسمبلی کے اپنے بجٹ میں کچھ کمی آ گئی ہے؟ کیونکہ اس دفعہ جب بجٹ پیش کیا گیا تو نہ

کاپی تھی نہ پنسل تھی کہ ہم نوٹ لے سکیں۔ آج بھی نہیں تھی۔ ابھی مانگی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کہاں سے دیں ہمیں تو کل پندرہ بیس پنسلیں ملتی ہیں۔ پہلے ہمیشہ یہاں ٹیبل پر کاپی اور پنسل موجود ہوتی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کس نے کہا ہے کہ پنسلیں نہیں ہیں؟

سردار رفیق حیدر لغاری، یہ جو peon پھر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! یہ بتائیں کہ کس نے کہا ہے تاکہ میں اس کے خلاف ایکشن لوں۔ آپ گول مول بات نہ کریں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں گول مول بات نہیں کر رہا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نام بتائیں کہ کس نے کہا ہے کہ پنسلیں نہیں ہیں، ہمیں ملتی نہیں ہیں یا ہم نے تقسیم نہیں کیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، یہ peon پیچھے کھڑے ہیں۔ ان سے بجٹ والے دن بھی مانگیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کون کہہ رہا ہے؟

سردار رفیق حیدر لغاری، یہ پیچھے موجود کھڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سیکرٹری صاحب! انکوائری کریں اور جس نے کہا ہے اسے فارغ کریں اور اس کے خلاف ایکشن لیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، بجٹ والے دن مانگی تو ادھر ادھر کر کے بڑی دیر کے بعد ایک پنسل لا کر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہم اس کا ایکشن لیتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سمجھیں کہ آج آپ ایسے ہی آئے ہیں دو منٹ دیکھ کر چلے جائیں گے اور آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ بھی تو سال میں ایک آدھ مرتبہ ہی آتے ہیں ناں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں ہمیشہ ہوتا ہوں۔ لیکن پچھلے اجلاس میں کچھ دن نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو پنسل نہیں ملی؟

سردار رفیق حیدر لغاری، ابھی ملی ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں بھکاریوں کی طرح کیوں

مانگنی پڑتی ہے۔ یہاں پر ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر صاحب! سردار صاحب کو پنسل نہیں ملی؟

جناب سعید اکبر خان (پی پی 40)، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جب میں یہاں پر آیا تو ایک پنسل اور ایک کاپی پڑی تھی یہ تین ممبران کی سیٹ ہے۔ سردار صاحب نے کہا کہ پنسل بھی نہیں ہے اور کاپی بھی نہیں ہے۔ پھر انھوں نے peon کو بلایا کہ میری سیٹ پر کاپی اور پنسل نہیں ہے اور جب مانگی تو انہوں نے لا کر دی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اس نے کہا، ہمیں بجٹ نہیں ملتا اور پنسل نہیں ملتی۔

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہمیں منع کیا گیا ہے کہ سیٹ پر ایسے پنسلیں نہ رکھا کریں۔ یہ انھوں نے کہا ہے۔

آوازیں، پنسل ہم سے لے لیں۔

جناب سعید اکبر خان، پنسل کاپی سے ہم نے تو لکھنا پڑھنا ہوتا ہے۔ آپ کو تو آپ کا محکمہ ایک ایک مہینہ جواب نہیں دیتا یہ آپ کی efficiency ہے۔ ہم نے تو لکھنا پڑھنا ہوتا ہے اور تقریر کرنی ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ بجٹ پر بحث سے پہلے مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ہے۔ ارشد عمران سلہری صاحب اسے پیش کریں گے۔

مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ارشد عمران سلہری (پی پی۔ 127)، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون ترمیم بدعنوانی جامعات و بورڈز برائے اعلیٰ و ثانوی تعلیم پنجاب مصدرہ 1999ء، مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث

جناب قائم مقام سپیکر۔ اب ہم سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث شروع کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس کی تقریر سے ہو گا۔ اس سے پہلے کہ منیس صاحب کو تقریر کی دعوت دوں جملہ اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو دوست اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں اگر نہیں بھجوا سکے تو بھجوا دیں تاکہ ان کا نام بھی بحث میں شامل کر لیا جائے۔ میرے پاس ابھی صرف پانچ نام آئے ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس (پی پی۔ 193)۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے آج مجھے صوبائی بجٹ سال 2000-1999ء پر بحث کے آغاز کا حکم فرمایا ہے۔جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے لیے یہ نہایت ہی اعزاز کا مقام ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ سال کے سالانہ بجٹ پر بحث کا آغاز کر رہا ہوں۔ جناب والا! جناب سپیکر کے بطور قائم مقام گورنر کے حلف کے بعد آپ بطور قائم مقام سپیکر یہاں میرے خیال میں دوسری مرتبہ ایسا ہے کہ بجٹ پیش ہونے کے دن آپ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک نہایت ہی اعلیٰ اور آنر کی بات ہے جس پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اکثر دیکھا گیا ہے کہ معزز اراکین کی جانب سے جو بجٹ تقاریر ہوتی ہیں اس کو صحیح طریقے سے نہ تو حکومت سنتی ہے اور نہ ہی توجہ سے ان کے جوابات اپنی winding up تقریر میں دیتی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ winding up speech میں حکومت کو آپ ہدایت کریں کہ وہ ان تمام نشان دہیوں کا جو کہ معزز اراکین کی طرف سے کی جاتی ہیں خاطر خواہ جواب دیں اور ان کو مطمئن کریں۔ اگر ان کی آراء درست ہیں تو اپنے بجٹ میں وہ تجاویز شامل کریں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے قائم مقام قائد ایوان' قائم مقام وزیر خزانہ' قائم مقام وزیر بلدیات' قائم مقام وزیر زراعت اگر کوئی ہیں تو' قائم مقام وزیر ایکسائز اور قائم مقام چیف سیکرٹری' اور قائم مقام سیکرٹری داخلہ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جو تجاویز یہاں مجھ سمیت معزز اراکین اسمبلی پیش کریں ان کے صحیح طریقے سے نوٹس لیے جائیں اور نہ سمجھا جائے کہ جب کل کو اصل لوگ

اپنی کرسیوں پر آ جائیں گے تو ان کا یہاں بیٹھنا ختم ہو جائے گا وہ ان تجاویز پر بھی توجہ نہ دیں۔ جناب سپیکر! جب اتنے سارے لوگ قائم مقام ہوں تو اس بجٹ کو بھی اگر قائم مقام بجٹ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ جناب سپیکر! جمہوری ممالک میں بجٹ دستاویز کو بہت ہی مقدس دستاویز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جب سے یہاں ایک فیشن چل نکلا ہے کہ سالانہ بجٹ کے آنے سے پہلے اور بعد جو فیشن کے طور پر منی بجٹ آتے ہیں۔تو اس دستاویز کو میں سمجھتا ہوں کہ صرف worthless کہا جا سکتا ہے اور اس کی جو worth ہے وہ تقریباً زیرو ہو جاتی ہے۔ حکومت اسے زیرو بجٹنگ کا نام دے دیتی ہے۔حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ in real academic term زیرو بجٹنگ کچھ اور ہے۔جس کا کہ پچھلے سال معزز وزیر خزانہ کے منہ سے حکومت نے یہ بات نکلوا تو لی تھی کہ اس سال جو بجٹ پیش ہوا ہے اس میں زیرو بجٹنگ ہو گی۔ لیکن جب ہم نے اس کو دیکھا ہے تو نہایت ہی مایوسی ہوئی ہے کہ اس میں زیرو بجٹنگ والی کوئی چیز نہیں۔ جناب سپیکر! میں زیر بحث بجٹ کی گفتگو کے آغاز میں ہی پنجاب کے عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنی اور حزب اختلاف کے دیگر اراکین اسمبلی کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ سوچی سمجھی رائے پیش کرتے ہیں کہ ہماس بجٹ کو غیر منطقی اور بے معنی دستاویز کے طور پر رد کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اسے موجودہ حکومت اس کے نافہم مشیر' چند انگریزی پڑھنے والے بیورو کریٹس بلکہ ایسے بیورو کریٹس جن کو بابو کہا جا سکتا ہے۔ یہ ان مالیاتی بابوؤں کا ایک patch work ہے۔ اس کے علاوہ کرایہ کے کنسلٹنٹ جو حکومت نے engage کیے تھے ان کی ناقص آراء اور ان کے غلط مشوروں سے جو یہ بجٹ بنایا گیا اور جن کی ماہانہ تنخواہ کئی لاکھ روپے ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے عوام کی توقعات کے مطابق نہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس کو ہم شروع سے ہی رد کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایسے حالات میں پیش کیا جا رہا ہے جس میں معاشی استحکام اور پیداوار میں اضافے کے اہداف پورے کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت سرحدوں پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ بھارتی فوج نے دھمکی بھی دے دی ہے کہ وہ کشمیری مجاہدوں کا پیچھا کرتے کرتے پاکستان کی سرزمین میں داخل ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری افواج ' افواج پاکستان اس قسم کی دھمکیوں میں آنے والی نہیں اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنا خوب جانتی ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! آج کے دور میں اسلحے سے زیادہ معاشی منصوبہ بندی جس کو

economic warfare کہتے ہیں' وہ زیادہ اہم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شاید ہماری حکومت میں کمی ہے اور ہم معاشی مقام پر مسلسل شکست کا شکار ہو رہے ہیں۔ جناب والا! وفاقی حکومت نے اس کا اعتراف اکنامک سروے رپورٹ میں بھی کیا ہے کہ پیداواری ہدف شرم ناک حد تک تشنہ تکمیل ہے۔ اس وقت اگر دیکھا جائے تو صنعت اور زراعت دونوں شعبوں میں ناکامی ہمارا منہ چڑا رہی ہے۔ زراعت میں اگر کاٹن کو دیکھا جائے' کاٹن کی کمی کی وجہ سے جو کاٹن انڈسٹری ہے وہ پوری طرح سے کام نہیں کر رہی۔ بلکہ ہمیں باہر سے کاٹن امپورٹ کرنی پڑ رہی ہے۔ حالانکہ یہ زراعت کا ایسا شعبہ ہے جہاں پر ہماری حکومت نے ہمارے چند افسران کو out of turn ترقیاں بھی دیں انھیں لاکھوں روپے کے انعامات سے بھی نوازا۔ لیکن اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ سب سے اہم مقام رکھنے والا صوبہ زرعی شعبہ میں کاٹن امپورٹ کر رہا ہے۔ جناب والا! جہاں تک صنعتی یونٹس کا تعلق ہے چند خاندانوں کے سوا تقریباً سب صنعتی یونٹس خسارے میں جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی حالت میں جب کہ سرحدوں پر بہت سے خطرات ہیں ہمیں دیکھ بھال کر قدم اٹھانا ہوگا۔ اور اس معاشی صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیں فوراً جلد بازی میں کہیں کسی جنگ میں نہ کودنا پڑے۔ جناب والا! ایسے بحرانوں کے دور میں' ایسی غیر حکیمانہ سیاسی قیادت کے زمانے میں سب سے اہم بات آراء لینا ہوتی ہے۔ ایسے صاحب الرائے لوگ جو مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں ان کی آراء لینی چاہیے۔ اپنے کان اور دماغ ہمیشہ ان کے لیے کھلے رکھنے چاہییں۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ صحافت جو کہ ہماری اس مملکت کا ایک اہم ستون ہے اس کے بہت بڑے ایک اخباری ادارے کے ساتھ جو کچھ ہوا۔ اور اس کے بعد آزادی رائے اور صحافت کے احترام کے خلاف جن صحافیوں کو گرفتار کیا گیا اور پولیس کے بوٹوں تلے روندا گیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ کسی بھی طریقے سے جائز نہیں۔ جناب والا! پھر Press and Publications Ordinance کے ذریعے صحافت کی آزادی پر شکنجہ مزید سخت کر دیا گیا۔ جدید ٹیکنالوجی کے دور میں عوام سے کچھ چھپایا نہیں جا سکتا۔ آج کل کی ٹیکنالوجی ایسی ہے کہ ایک سیکنڈ میں خبر پوری دنیا میں چلی جاتی ہے۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ وفاقی حکومت کے ایک ذمے دار وفاقی وزیر نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک سال کے لیے سیاسی خبروں پر پابندی لگا دی جائے۔ اب اس میں ہٹلر اور مسولینی بننے والی بات ہے کہ ایک ایسا حق جو پاکستان کے آئین نے اظہار رائے' اظہار خیال کا دیا ہے اس پر اگر ایک اہم اور ذمے دار شخص کی طرف سے ایسی تجویز آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملکی آئین سے کھلی

غداری ہے اور subversion of Constitution کے جرم کے زمرے میں آتی ہے۔ جناب والا! مملکت کے چار اہم ستون ہیں۔ مقننہ' عدلیہ' انتظامیہ اور صحافت۔ مقننہ کو جب ہم دیکھتے ہیں جس کا ہم خود حصہ ہیں تو چودھویں ترمیم کے بعد اس کی اہمیت بالکل صفر ہو کر رہ گئی ہے۔ اس کے بعد عدلیہ ہے۔ میں چرچل کا حوالہ دوں گا کہ جب وہاں حالات بہت زیادہ خراب ہوئے اور چرچل کو دعوت دی گئی کہ وہ آ کر اقتدار سنبھالے۔ اس نے آتے ہی سب سے پہلا جو سوال کیا وہ یہ تھا کہ،

Are the courts functioning?

اس کا جواب ملا کہ yes اس نے کہا کہ اگر کورٹس عمل کر رہی ہیں تو پھر خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! اگر آج ہمیں کوئی یہ سوال کرے کہ،

Are the courts functioning?

تو سب سے پہلے تو ہم ایک دوسرے کا منہ تکیں گے کہ آیا اس سوال کا جواب دیں کہ نہ دیں۔ لیکن مجھے اگر کوئی یہ سوال کرے تو میں کہوں گا کہ yes لیکن with a big excalamation mark میں کہوں گا،

They need to improve their image.

جناب والا! تیسرا ستون انتظامیہ کا ہے۔ اور انتظامیہ آج کل حکومت کی puppet بنی ہوئی ہے۔ جب میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا تو یہ عرض کروں گا کہ جہاں ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں اور انتظامیہ حکومت کی puppet بنی ہوئی ہے وہاں عدلیہ کو خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں عدلیہ کو suo moto ایکشن لینا چاہیے۔

چوتھا ستون صحافت کا ہے کہ ان کے ساتھ یہ حشر ہو رہا ہے کہ پہلے ایک بڑے اخبار کے مالکان کو ہراساں کیا گیا۔ اور اس کے بعد مختلف اخبارات کے صحافیوں کو اغوا کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ صحافت "اخبار" کا ذکر کر رہے ہیں یا on the whole صحافت کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرے خیال میں اگر آپ میری باتوں کو ذرا غور سے سنیں تو صحافت جرنلزم کو کہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اپنی اطلاع کے لیے پوچھا ہے۔ ویسے میں غور سے آپ کی بات سن

رہا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! گزشتہ سال کا بجٹ جو یہاں پیش ہوا تھا۔ شاید آپ کو یاد ہو آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ اس وقت میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ بجٹ عوام کی موت کا پروانہ ہے۔ وہ کوئی شاعری نہیں تھی۔ حالات نے اس پر اپنی مہر ثبت کر دی ہے۔ اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتنی خود کشیاں ہوئیں۔ یہ معاشی حالات کے سلسلے میں ہوئی ہیں۔ ہم نے یہ نہیں دیکھنا کہ معاشی پیداوار کے اہداف پورے ہوئے کہ نہیں۔ گروتھ کی شرح بڑھی کہ نہیں۔ سٹاک ایکسچینج میں کیا کچھ ہوا۔ لیکن ہم نے یہ ضرور دیکھنا ہے کہ ان معاشی حالات کے نتیجے میں ہمارے صوبے میں کتنی خود کشیاں ہوئیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں ریکارڈ خود کشیاں ہوئیں۔ یہ نہیں کہ یہاں کے رہنے والے مسلمان نہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ حرام موت مرنا دین کے خلاف ہے۔ لیکن یہاں جو حالات بنا دیے گئے وہ موت کو اپنے گلے لگا رہے ہیں۔ جناب والا! ایک طرف یہ بات ہو رہی ہے اور دوسری طرف ہمارے حکمران افسران کے پیٹ پھاڑنے' انھیں پھانسی پر لٹکانے اور انھیں ہراساں کرنے کے اعلانات کو اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ جناب والا! یہی نہیں میں جو بات آپ کو بتانے لگا ہوں وہ یہ ہے کہ جیسے کہ معزز اراکین اسمبلی جانتے ہیں' خود کشیوں کی اب وہ news value ہی نہیں رہی' کہ ہم روزانہ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ معاشی حالات کے سلسلے میں درجنوں خود کشیاں ہو رہی ہیں۔ لیکن حکومت اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔

وزیر اوقاف و سماجی بہبود، جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، پیر صاحب! نہیں۔ آپ قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔ آپ بعد میں اپنی تقریر میں بات کر لیجیے گا۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ہم جب دوسری طرف دیکھتے ہیں تو جہاں گریڈ 18 کے ایک آفیسر کو 10 ہزار روپے تنخواہ مل رہی ہے تو دوسری طرف اسی کے ساتھی گریڈ 18 کے آفیسر کو دو لاکھ روپے تنخواہ مل رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں قائم مقام وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی wind up speech میں یہ ضرور بتائیں کہ یہ تضاد کس لیے ہے؟ یہ کچھ لوگوں کو کیوں نوازا جا رہا ہے؟ کچھ چہیتوں کو کیوں نوازا جا رہا ہے؟ اور کیا یہ صرف انھی لوگوں کا حق ہے جو کہ چہیتے ہیں یا جن کی تعیناتی چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں ہوئی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے عوام کا پیسہ ہے اور عوام'

جن کو گھاس کھانے کا مشورہ دیا جاتا ہے ان غریبوں کو یہ علم نہیں کہ ان کے پیسے کو کس طرح لوٹا جا رہا ہے اور کس طریقے سے بندر بانٹ کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس پر سخت احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک تشویش ناک سکینڈل کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ صرف یہ نہیں بلکہ یہاں ایسے کنسلٹنٹس engage کیے جا رہے ہیں جن کو 2/2, 4/4 لاکھ روپے consultancy fee دی جا رہی ہے اور وہ مخصوص لوگ ہیں۔ اگر آپ بجٹ کی ان کتابوں کو اٹھا کر غور سے دیکھیں گے تو آپ کو ان لوگوں کے نام تک نظر آئیں گے کہ وہ مخصوص کنسلٹنٹس ہیں، جن کو حکومت لاکھوں روپے دیتی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! مجھے ایک گریڈ 19 کے آفیسر نے بتایا کہ اس کا باس گریڈ 20 میں ہے اور اس کی تنخواہ دو لاکھ روپے ہے اور وہ کہنے لگا کہ اس کی تنخواہ 11 ہزار روپے ہے۔ وہ کہنے لگا کہ جب ایک آفیسر دو لاکھ روپے تنخواہ لیتا ہے تو اس کو تو دن رات کام کرنا چاہیے اور ایک آفیسر، جس کو 11 ہزار روپے ملتے ہیں تو وہ تو اپنی تنخواہ کے مطابق کام کرے گا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی یہ بات کسی حد تک درست بھی ہے کہ زیادہ تنخواہ لینے والا دن رات کام کرے اور کم تنخواہ لینے والے کو واقعی کم کام کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس سکینڈل میں کروڑوں روپے ڈوب رہے ہیں اور دراصل یہ چیز unlawful gains کے زمرے میں آتی ہے۔ قانون کی زبان میں یہ corruption and misappropriation of public funds کی مثال ہے۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی وساطت سے ان لوگوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ اگر unlawful gains لے رہے ہیں تو ان کو اس سے باز آ جانا چاہیے کیوں کہ جب صحیح معنوں میں process of accountability شروع ہوا تو میرے خیال میں ان کو یہ تنخواہیں اور یہ مراعات سرکاری خزانے میں واپس جمع کرانی پڑیں گی۔ اور جناب سپیکر! کوئی حکومت سدا نہیں رہتی، وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اب تو موجودہ حکومت نے ایک روایت بھی ڈالی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسی روایت کے مطابق چلے تو پھر آئندہ آنے والی حکومتیں سب سے پہلے ان لوگوں میں گرفت کو لائیں گی جو unlawful gains لے رہے ہیں اور ان کو وہ واپس خزانے میں جمع کرانا پڑیں گے۔ اس میں چاہے وہ سرکاری افسران ہوں یا پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنیوں کے ایگزیکٹوز ہوں یا پرائیویٹ یونیورسٹیوں کے لوگ ہوں، جو بھی ہوں وہ سب اس زمرے میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب موجودہ حکومت نے دو سال قبل بڑے طمطراق اور نعرے بازی کے ساتھ اقتدار سنبھالا تھا تو انھوں نے آتے ہی کئی دعوے کیے تھے لیکن وہ تمام دعوے وفا نہ ہو سکے۔ اور سب معزز اراکین اسمبلی جانتے ہیں کہ انتخابی منشور اور عوام سے کیے گئے تمام دل فریب نعرے آج سکوت مرگ میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں نام نہاد عوامی لیڈر اپنے آپ کو کمروں میں بند کر دیں اور اپنے پارٹی کارکنوں کو ملیں تک نہیں۔ اور صرف یہ نہیں' میں نے بارہا یہ بات سنی ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب کو اس معزز ایوان کے اراکین سے ملنے کا وقت نہیں ملتا۔ اور اگر انھیں وقت ملتا ہے تو وہ اجتماعی صورت میں کہ سب لوگوں کو ڈویژن وائز بٹھا کر ٹائم دیا جاتا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت جن نعروں کے ساتھ آئی تھی وہ ان نعروں کو پورا نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر! ان نعروں میں ایک نعرہ مہنگائی کو ختم کرنے کا تھا لیکن آج کون نہیں جانتا کہ مہنگائی کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کی حکومت کے دو سال میں -/37 روپے کا ڈالر ایک دفعہ تو -/60 روپے سے بھی اوپر چلا گیا لیکن اب وہ -/54 روپے پر آ گیا۔ اس کے علاوہ پٹرول کی قیمت جو کہ -/18 روپے فی لیٹر تھی وہ بڑھ کر -/28 روپے فی لیٹر تک چلی گئی۔

جناب سپیکر! ملائشیا میں پام آئل تاریخ کے کم ترین نرخ پر دستیاب ہے لیکن ہمارے ملک میں بجٹ آنے سے ایک ہفتہ پہلے دو روپے کلو کے حساب سے ریگولیٹری ڈیوٹی لگائی گئی جس سے ہم اور عوام مہنگا گھی استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! کشمیر میں جہاد کرنے والی حکومت اپنے ملک میں -/20 روپے فی کلو گرام چینی دیتی ہے لیکن ہندوستان کو -/11 روپے فی کلو گرام چینی دیتی ہے۔ اور پھر بھی حکمران اپنے آپ کو made in Pakistan کہلاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر made کا "c" ہٹا دیا جائے تو اس کو mad in Pakistan کہا جائے گا۔

جناب سپیکر! جس وقت حکومت معرض وجود میں آئی تو عوام کے سامنے اپنے آپ کو فرسودہ نظام کے داعی کے طور پر پیش کیا گیا اور ایک نعرہ لگایا گیا کہ فرسودہ نظام کو ختم کر دیا جائے گا لیکن آج اس حکومت کا تقریباً آدھا tenure ختم ہو چکا ہے' اب تک وہ فرسودہ نظام ختم نہیں ہو سکا' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ فرسودہ نظام کو ختم کرنے کی بجائے اپنی حکومت اور اپنے آپ کو

مضبوط کرنے پر زور دیا گیا اور اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے اس جنون میں کئی اداروں کو تباہ کر دیا گیا۔ اس میں نہ فوج بچی' نہ عدلیہ بچی اور نہ مقننہ بچی۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب کی موجودہ حکومت نے جس طریقے سے غیر ممالک میں جا کر معاہدے کیے' میں سمجھتا ہوں کہ یہ provincial autonomy کی ایک نئی مثال ہے۔ اس میں نہ قانون کو دیکھا گیا اور نہ آئین کو دیکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کو کہنہ مشق وزیر اعلیٰ کہتے ہیں ان کو چاہیے تھا کہ قانون کے مطابق چلیں۔

جناب سپیکر! موجودہ صوبائی حکومت نے گزشتہ دو سالوں میں بجٹ پیش کرتے ہوئے اس معزز ایوان کے سامنے اعداد و شمار کا جو گورکھ دھندا پیش کیا تھا اور غلط اعداد و شمار اور ہوائی دعوؤں کا جو ذکر کیا تھا' میں نے اس وقت بھی ان کی نشان دہی کی تھی۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیں صاحب! نماز عصر کے لیے ہاؤس کی کارروائی 15 منٹ تک کے لیے ملتوی ہوتی ہے۔ 15 منٹ کے بعد ہم دوبارہ ہاؤس کو چلائیں گے۔

(نماز عصر کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر 5-58 پر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے امید ہے کہ آپ اور یہ معزز ایوان مجھ سے یہ اتفاق کرے گا کہ پنجاب جو کبھی امن کا گہوارہ تھا وہاں اب امن و امان کی حالت نہایت تشویش ناک ہے۔ ہر شخص خوف زدہ ہے۔ یہاں لوگوں کو پہلے تو باہر جاتے ہوئے ڈر لگتا تھا لیکن اب موجودہ حکومت کی کارکردگی جو بالکل ختم ہو چکی ہے اس سے اب لوگ گھروں میں بیٹھے بھی اپنے آپ کو باحفاظت اور تحفظ میں محسوس نہیں کرتے۔ یہ جو بات میں نے عرض کی ہے یہ اب کھلے عام باہر گلیوں میں' سڑکوں پر ہو رہی ہے کہ حکومت امن و امان کو قائم کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔اور جناب سپیکر! یہ کوئی اختلافی مسئلہ بھی نہیں۔ میں حکومت سے یہ استدعا کروں گا کہ ہم بطور اپوزیشن اس معاملے میں ان سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن خدارا' وہ گلی میں پھرتے عوام' وہ گھروں میں بیٹھی ہماری ماؤں اور بہنوں کا کچھ خیال کریں اور یہ دہشت گردی' یہ ڈاکہ زنی اور جتنے بھی دوسرے جرائم ہیں جن کا حجم بہت زیادہ ہو چکا ہے ان کی طرف آپ توجہ دیں۔ جناب سپیکر! اگر اس کا تدارک نہ ہو سکا تو تمام شعبے' چاہے وہ صنعتی ہیں' یا زرعی ہیں یا تجارتی وہ سب وہیں کے

وہیں نہ صرف رُک جائیں گے بلکہ وہ رُک چکے ہیں اور جناب سپیکر! یہاں پر foreign investors کا شور تو بڑا کیا جاتا ہے لیکن اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو foreign investors ہچکچا رہے ہیں اور وہ ہچکچائیں بھی کیوں نہ۔ جب ایک investor کو اپنی جان کی حفاظت کی گارنٹی نہ ہو تو جناب والا! وہ کیا investment کرے گا ۔ تو جناب سپیکر! اس بات کا حکومت کو کھوج لگانا چاہیے کہ کیا اس کی وجہ مہنگائی ہے یا بے روزگاری ہے یا ایسے گروہ بن چکے ہیں جن کو حکومت قابو کرنے میں ناکام ہو رہی ہے' یا پنجاب میں مہلک ہتھیاروں کی فراوانی سے ایسی وارداتوں میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ یہ حکومت کا کام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب جبکہ ہمارے اس معزز ایوان کا تقریباً آدھا tenure گزر چکا ہے ابھی تک حکومت اس کو قابو کرنے میں ناکام رہی ہے ۔

جناب سپیکر! امن وامان کی ابتری کی جہاں میں بات کر رہا ہوں وہاں اس معزز ایوان کے کتنے ہی معزز ممبران قتل ہو چکے ہیں۔ وہ امن و امان کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں اور پھر ایک معزز پارلیمانی سیکرٹری کو پچھلے دنوں اغوا کر لیا گیا اور ان کو کبھی ایک کار میں ڈالا' کبھی دوسری کار میں ڈالا ۔ جہاں اس معزز ایوان کے اراکین محفوظ نہیں تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ باہر عام عوام کی حالت کیا ہو گی ۔ یہاں گزشتہ ایک سال سے قتل' اغوا' زنا بالجبر اور ڈکیتی جیسی سنگین وارداتوں میں جس ہولناک طریقے سے اضافہ ہوا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا جب Demand for votes ہوں گی تو میں ان میں وہ نکرز پیش کروں گا لیکن میں یہاں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سننے اور دیکھنے میں آتا ہے کہ جناب قائد ایوان میٹنگ تو بہت کرتے ہیں لیکن اس کی کوئی output سامنے نہیں آئی' بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ وہ پولیس کے ہاتھوں یرغمال بنے ہوئے ہیں تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا اور انھوں نے ایک ہی اپنا نعرہ لگایا ہے کہ وہ تھانہ کلچر کو ختم کر دیں گے لیکن یہ نعرہ کب وفا ہو گا؟ یہ کم از کم میں تو نہیں بتا سکتا ۔جناب سپیکر! مذہبی منافرت کا حل جعلی پولیس مقابلوں کے ذریعے نکالنا موجودہ حکمرانوں کے اپنے ذہن کی ایک نئی اختراع ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پولیس نے اپنی کمائی کا یہ ایک طریقہ نکال لیا ہے اور حکومت ان کو out of turn ترقیاں دے رہی ہے اور ان کو قتل کے اختیارات مل گئے ہیں اور میں اس میں مثال دینا چاہوں کہ بھائی پھیرو میں یہ بات سامنے آئی کہ پولیس نے رشوت لے کر لوگوں کے ذاتی مخالفین کو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! یہ بھائی پھیرو کہاں پر ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' اس کا اب نام پھول نگر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا' آپ پھول نگر کو بھائی پھیرو کہہ رہے ہیں۔ آپ کو اب تک یہ بھی علم نہیں کہ اس کا نام پھول نگر ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ساہیوال کو آج تک منٹگمری بھی کہتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ آپ کہتے ہوں گے۔ دوسرے لوگ تو نہیں کہتے۔ وہ تو ساہیوال کہتے ہیں ۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جناب سپیکر۔

چودھری محمد صدیق سالار (پی پی۔ 60)، جناب والا! جناب قائد حزب اختلاف نے ایک معزز پارلیمانی سیکرٹری کے اغوا کا تو اس معزز ایوان میں بتایا ہے مگر وہ یہ نہیں بتا سکے کہ گورنمنٹ کی اتنی گرفت ہے کہ اسی رات ان لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ۔ منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اسی طریقے سے ایلیٹ فورس کا بہت چرچا تھا۔ اس کے بارے میں بھی ہم نے اخبارات میں دیکھا کہ انھوں نے کس طریقے سے شریف شہریوں کو تنگ کیا اور پھر اسی ایلیٹ فورس کے لیے بجٹ میں کافی گنجائش رکھ دی گئی ہے حالانکہ اس کی output وہ نہیں ہے جیسے حکومت نے اعلان کیا تھا اور جیسے اس کا شور شرابا تھا۔ پولیس کی چیرہ دستیوں کی داستانیں بھی ہمارے اس ایوان میں سنائی دیتی ہیں پچھلے سیشن میں ایک آنریبل ممبر نے Privileges Motion move کی اور حکومت نے اس کی مخالفت کی صرف وہی نہیں اس سے پہلے اخبارات میں ہم نے دیکھا' پڑھا اور پھر اس معزز رکن سے سنا بھی کہ حافظ آباد میں پولیس نے ایک معزز رکن کو مارا پیٹا اور ابھی چند روز پہلے یہ میں ایک معزز رکن کو ڈی۔ایس۔پی نے مارا پیٹا۔ جناب سپیکر! یہ ایسی باتیں ہیں جو بتانے کے قابل نہیں ہیں کہ ان کی کیا وجوہات ہیں اور اگر یہی کہہ دیا جائے کہ جناب اس ڈی۔ایس۔پی کو suspend کر دیا گیا ہے تو کیا جناب سپیکر! یہ کافی ہے؟ کیا یہ معزز اراکین اسمبلی جو یہاں روز Privileges Motions move کرتے ہیں کیا حکومت کی گرفت اتنی کمزور ہے کہ پولیس سمیت جو باقی محکمہ جات یا institutions ہیں وہ معزز اراکین کی

respect نہیں کرتے؟ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ جب بھی ایسی کوئی بات ہوتی ہے تو حکومت اس کی مخالفت کرتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز اراکین کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور پھر جناب سپیکر! آپ نے یہ بھی دیکھا ہو گا کہ پولیس دہشت گردوں کو مارنے کا دعویٰ کرتی ہے، اعلانات ہو جاتے ہیں اور دوسرے دن وہی دہشت گرد اخبار میں statement دے رہا ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ تو جناب، پولیس کی کارکردگی یہ ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ policy makers کا قصور ہے اور پالیسی میکرز کون ہیں؟ The Government is the policy maker. اور جناب سپیکر! جب یہ حالت بن جائے تو پھر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک پولیس سٹیٹ بن چکی ہے اور اس پولیس سٹیٹ کو حکومت اپنی کارکردگی سے بہتر بنانے میں میں سمجھتا ہوں کہ ناکام ہو گئی ہے---

جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ کی تقریر میں تعلیم کے بارے میں بہت بلند بانگ دعوے کیے گئے ہیں۔ میں آگے چل کر بجٹ بک کے حوالے سے آپ کو اعداد و شمار اور percentages بھی بتاؤں گا۔ یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ تعلیمی اداروں کی پرائیویٹائزیشن کے نام پر تعلیمی ادارے اپنے چہیتوں اور نام نہاد این جی اوز کو بانٹنے کی حکومتی پالیسی نے اساتذہ میں عدم تحفظ پیدا کر دیا ہے۔ وہ اپنی نوکریاں بچانے کے لیے دوڑے پھرتے ہیں۔ جب اساتذہ کے ذہنوں پہ ایسے بوجھ سوار ہوں تو پھر وہ بچوں کو کیا تعلیم دے سکیں گے؟ ابھی پچھلے دنوں انگلش ٹیچرز کو ایک سلیکشن ٹیسٹ کے چکر میں ڈال دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلیک میل کرنے کا ایک طریقہ ہے اور ایک نیا پنڈورا بکس کھول دیا گیا ہے۔ جناب والا! گھوسٹ سکولوں کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا، موجودہ بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ گھوسٹ سکولز کا جو کام کیا گیا تھا وہ ایک futile کام تھا۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کتنے ایسے گھوسٹ سکولز ہیں جنھیں پہلے گھوسٹ declare کیا گیا لیکن بعد میں کہا گیا کہ یہ سکولز واقعی وہاں پہ موجود ہیں۔ یعنی ان کی طرف سے پہلے دی گئی فگرز غلط ثابت ہوئیں۔ جناب سپیکر! حکومت نے یہ کوشش کی کہ آرمی کے سروسز میں رد و بدل کیا جائے۔ جب فوج ان کے رعب میں نہ آئی تو انھوں نے اس مسئلے کو cold storage میں ڈال دیا۔ جناب والا! اس میں عجیب تماشے ہیں، ایسے اساتذہ جو کہ بیس بیس، بائیس بائیس سالوں سے کام کر رہے ہیں انھیں صرف اس بنیاد پر termination orders دے دیے گئے

ہیں کہ ان کے single orders ہوئے ہیں۔ یہاں محترم وزیر تعلیم صاحب تشریف فرما نہیں ہیں' یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے کہ ایک استاد جو کہ بیس یا بائیس سال ملازمت کر چکا ہے' اپنی تنخواہیں وصول کر رہا ہے اسے آج یہ کہا جائے کہ چونکہ آپ کا single order ہوا ہے اس لیے آپ کو terminate کیا جاتا ہے۔ محکمہ کہتا ہے کہ تین چار آرڈرز اکٹھے ہونے چاہییں۔ جناب والا ! اگر کسی استاد کا single order جاری ہوا ہے تو اس میں اس استاد کا تو کوئی قصور نہیں۔ پہلے ہی بے روزگاری عروج پر ہے اور اب روزگاروں کو بھی یہ حکومت بے روزگار کر رہی ہے۔

جناب سپیکر ! مجھے تھوڑی دیر پہلے باہر سے اطلاع آئی ہے کہ میڈیکل ایسوسی ایشن کے لوگ کافی ہفتوں سے اسمبلی کے باہر بھوک ہڑتال کر رہے ہیں۔ ان کے تین چار مطالبات ہیں لیکن حکومت ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ ابھی بھی وہ باہر بھوک ہڑتال پر موجود ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو حکومت کو ہدایت فرمائیں کہ ان کا ایک نمائندہ جا کر ان سے بات کرے اور ان کے جائز مسائل کو حل کرنے کی تسلی دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیرصحت صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ وہ کسی دوست کے ذمے لگائیں کہ وہ ان ڈاکٹرز سے ملیں اور ان کے مسائل سنیں۔

وزیرصحت: جناب والا! آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ میں نے پہلے ہی پارلیمانی سیکرٹری صحت کو گزارش کی ہے۔ وہ ان شاء اللہ جا کر ان سے بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ' جی منیس صاحب !

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر ! گھوسٹ سکولوں کے سلسلے میں جو کروڑوں روپے خرچ کیے گئے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ وہ ضائع ہو گئے ہیں۔ میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ اپنی winding up تقریر میں اس بارے میں ضرور بتایا جائے۔

جناب والا ! تعلیم کے شعبے میں سب سے زیادہ زیادتی جنوبی پنجاب کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اس علاقے کو ہر شعبے میں نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کروں گا کہ اس علاقے کو کسی طریقے سے بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس صوبے کے دارالخلافہ لاہور میں ضرور ترقی ہونی چاہیے لیکن not at the cost of the other areas of the Province ۔ جناب والا ! یہاں بہت سے تعلیمی ادارے لاہور' سنٹرل پنجاب اور اپر پنجاب میں ہیں۔ ان تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل

کرنے کے لیے اگر ایک شخص راجن پور یا رحیم یار خان سے یہاں آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کے ساتھ زیادتی ہو گی۔ جناب والا! ان علاقوں' جنوبی پنجاب میں ایسے مواقع فراہم کر دینے چاہییں کہ تعلیم کے شعبے میں محسوس ہونے والی ان کی کمی پوری ہو جائے۔ جناب والا! جنوبی پنجاب میں خواتین یونیورسٹی کی انتہائی ضرورت تھی لیکن یہ بھی راولپنڈی میں قائم کر دی گئی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں نہیں بنانی چاہیے لیکن جنوبی پنجاب کو اس کی اشد ضرورت تھی۔ اب اس بجٹ تقریر میں جس نئی یونیورسٹی کا ذکر کیا گیا ہے اگر حکومت اس یونیورسٹی کے لیے جنوبی پنجاب کو consider کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن میں زونل تقسیم ختم کر کے جنوبی پنجاب کے پس ماندہ علاقوں کے ساتھ انتہائی درجے کی ناانصافی کی گئی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں میں اساتذہ کی جو تقرریاں ہوئی ہیں اس میں تقریباً 80 فی صد لاہور ضلع سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کرام کے تقرر نامے جاری ہوئے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک طرف حکومت کوٹہ سسٹم کا بل پاس کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور دوسری طرف یہ تضاد ہے کہ علاقائی زونل تقسیم کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! تعلیم کے میدان میں اگر میں جنوبی پنجاب کی بات کو مزید آگے بڑھاؤں تو بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور جو کہ بہت عرصے سے کام کر رہی ہیں لیکن آج تک ان کی عمارات مکمل نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ وہ محرومیاں ہیں جو کہ جنوبی پنجاب کو کئی نعرے لگانے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وفاق کو مضبوط کرنے کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جانب پوری توجہ دی جائے۔ اسی طرح centralization پالیسی کی وجہ سے دور دراز علاقوں کے پرائمری اساتذہ لاہور صرف اپنے تبادلوں کے لیے آتے ہیں۔ اگر اس میں de-centralization کر دی جائے تو میرے خیال میں ان لوگوں کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! حکومت نے محکمہ صحت کے اداروں کی اتانومی کا بہت واویلا کیا۔ اب عوام پوچھتے ہیں کہ اتانومی کے وقت کیے گئے دعوے کہاں ہیں؟ انھوں نے تو اپنی تقریر میں فرما دیا کہ وہاں بہت سی سہولتیں میسر آ گئی ہیں لیکن عملی طور پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ انھوں نے شاید جناح ہسپتال کی مثال دی ہے' بہتر ہوتا اگر یہ کچھ دوسرے ہسپتالوں کا بھی ذکر کرتے تاکہ ان کے موازنے سے انھیں حالات کار کا صحیح اندازہ ہو جاتا۔ انھوں نے اس بارے میں جو اہداف یا اعداد و شمار

دیے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح نہیں ہیں۔ جناب والا ! tax payers کی اربوں روپے کی رقم سے بنائے گئے یہ ہسپتال ڈاکٹرز کے پرائیویٹ کلینکوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کے اعلان کے بالکل برعکس ہے۔ انھیں بے تحاشہ انتظامی اور مالی اختیارات دے دیے گئے ہیں۔ جس سے ان لوگوں کے ذہن بالکل بدل چکے ہیں۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ autonomy کی ناکامی کی دوسری مثال ہے۔ پھر حکومت نے تو یہ کہا کہ وہ ایک سستی ہیلتھ پالیسی متعارف کرا رہی ہے اور اس میں ہیلتھ کے مسائل آسان ہو جائیں گے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ہسپتال کی جو چار آنے کی پرچی تھی وہ آج تین روپے کی ہے تو یہی ایک مثال ان کے لیے کافی ہے کہ غریب عوام پر کتنا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ تو حکومت جو اعداد و شمار پیش کرتی ہے کیا وہ آپس میں tally ہوتے ہیں؟ جناب والا! اگر میں اس میں پھر جنوبی پنجاب کی بات کروں تو اس میں بھی یہ کہوں گا کہ وہاں پانی کی عدم فراہمی ہے۔ پانی جو ایک بنیادی ضرورت ہے وہ علاقہ اس سے بھی محروم ہے۔ ڈیرہ غازی خان اور چولستان کے علاقوں میں آج بھی جانور اور انسان اکٹھے ایک ہی جگہ پانی پیتے ہیں۔ چونکہ وہاں پانی صحیح نہیں ہے' اس لیے وہاں کے لوگ گڈنی کی موذی مرض میں مبتلا ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ جلدی موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ان حالات کے پیش نظر اس علاقے میں ایک گڈنی سنٹر ضرور قائم کیا جائے۔ میں پھر دوبارہ کہوں گا کہ لاہور کی اہمیت اپنی جگہ پر لیکن ایک علاقے میں موت بانٹ کر دوسروں میں آسائشیں دینا کوئی مستحسن قدم نہیں۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ بہاولپور ' ڈیرہ غازی خان اور ملتان میں کارڈیک سنٹر قائم کیے جائیں' وہاں گڈنی سنٹر قائم کیے جائیں اور نشتر ہسپتال ملتان جو کہ جنوبی پنجاب بلکہ بلوچستان اور سندھ کے لوگوں کو بھی cater کرتا ہے وہاں زیادہ سہولتیں دے دی جائیں اور اگر وہاں میو ہسپتال جیسی سہولتیں فراہم کر دی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو طبی سہولتیں پہنچ سکتی ہیں۔ چلڈرن سنٹر ملتان کافی عرصے سے ادھورا چلا آ رہا ہے اگر حکومت اس طرف بھی توجہ دے تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر! اس علاقے میں ایک محرومی یہ پائی جاتی ہے کہ وہاں جو زرعی پیداوار ہوتی ہے اس کی صنعتیں وہاں نہیں بنائی جاتیں۔ مثال کے طور پر اگر وہ کپاس پیدا کرنے والا علاقہ ہے تو کاٹن سے تعلق رکھنے والی انڈسٹری جیسے ٹیکسٹائل مل ہے وہ اسی علاقے میں لگانی چاہیے۔ یہ نہیں کہ چونیاں

کو ٹیکس فری زون ڈیکلیئر کر کے سارا صنعتی کام وہاں ہو۔ جناب والا! اس میں روز گار ملنے میں بھی فائدہ ہوگا۔ اگر ایک شخص راجن پور سے چل کر یہاں چونیاں میں مزدوری کے لیے آتا ہے تو اس کے پاس کیا پیسہ بچتا ہوگا کہ وہ اپنے بال بچوں کے لیے واپس بھیجے؟ اگر یہ صنعتیں انہی علاقوں میں لگا دی جائیں تو اس سے ان لوگوں کو کافی فائدہ ہو سکتا ہے اور ان کا livelihood بھی بن سکتا ہے۔ جناب والا! جب میں اس خطے کی بات کر رہا ہوں تو میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک عزیز میں جہاں آج کل صوبائی تعصب کی باتیں ہو رہی ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی ناکامی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر آپ آج کے "جنگ اخبار" میں دیکھیں تو وہاں سندھ کے مقدمے کے عنوان سے ایک آرٹیکل دیا ہوا ہے' تو میں معزز وزیر کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ وہ پڑھ لیں کہ کہیں یہ صورت حال نہ آجائے۔ صرف پنجاب کو بد نام کیا جا رہا ہے اور پنجاب کو ہی ہر چیز کا قصور وار ٹھہرایا جا رہا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب اس کا قصور وار نہیں' بلکہ حکمران اس کے قصور وار ہیں۔ اگر آپ جنوبی پنجاب کی ریونیو کی وصولیاں دیکھیں تو وہ اس exchequer میں main contributor نظر آئیں گی۔ میں آگے چل کر ایگریکلچر کا آپ کے وائٹ پیپر سے حوالہ دوں گا کہ Agriculture is the main contributor in the provincial public exchequer اور main receipts جنوبی پنجاب سے آ رہی ہیں۔ جناب والا! اگر میں یہاں پر انڈسٹریل اور رورل ایریاز کی بات کروں تو میں اس کی ایک یہ مثال دوں گا کہ پچھلے دنوں معزز قائد ایوان ایک انڈسٹریل شہر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہمارے اس صوبے کا حصہ ہیں وہاں 45 کروڑ روپے کی گرانٹس کا اعلان ہوا لیکن جب وہاڑی تشریف لے گئے تو ایک minor سی amount جیسے ایم اے کی کلاسز کا اجراء ایک ہائی سکول اور ایک آدھ اور سکیم دے کر واپس تشریف لائے۔ یہ ان محرومیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جہاں جنوبی' سنٹرل اور اپر پنجاب میں محرومیاں نظر آ رہی ہیں وہاں رورل اور انڈسٹریل ٹاؤنز میں بھی یہ تضاد نظر آ رہا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں ہونا چاہیے۔

وزیر صحت، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے آپ سے گزارش کی تھی کہ باہر کچھ ہڑتالی ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو میں نے آپ کے حکم کے مطابق پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت کو ان کی بات سننے کے لیے بھیجا تھا لیکن وہاں تو کوئی بندہ موجود نہیں۔ تو جب پھر کبھی آئے تو ان سے بات کر لیں گے' چونکہ آپ نے حکم کیا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے، شکریہ۔ جی منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! ایک جانب موٹرویز، رنگ روڈ اور ایکسپریس ویز کا شور ہے تو دوسری جانب تمام پنجاب میں بین الاضلاعی سڑکات کی حالت نہایت خستہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سڑکات جو ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ہیں ان میں خاص طور پر دہلی ملتان روڈ جیسی اہم سڑک شکستہ ہو چکی ہے اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ اور جتنی بھی انٹر ڈسٹرکٹ روڈز ہیں ان کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ roads and bridges میں ratio of funds پچھلے سال سے کم کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس بجٹ میں roads and bridges کے ضمن میں lip service تو کی گئی ہے لیکن جب عملاً بجٹ کی کتابوں میں دیکھتے ہیں تو کہیں بھی اس کی reflection نہیں ہوئی۔ جب میں مثال دیتا ہوں تو ان پلوں کی دیتا ہوں جو وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں جن پلوں کا ذکر کیا ہے۔ جب میں نے ڈویلپمنٹ پروگرام دیکھے تو کہیں بھی ان کا پیسہ reflect نہیں کیا گیا۔

جناب والا! اس کے بعد ایک شعبہ زراعت ہے۔ اور زراعت پنجاب کی پہچان ہے لیکن غیر منصفانہ رویے اور غیرمنصفانہ ٹیکسز کی وجہ سے پنجاب میں جو زرعی پیداوار ہوتی تھی وہ آج نہیں ہو رہی۔ آج وہاں کا کسان بھوکا مر رہا ہے۔ شوگر مز مافیا نے کسانوں کو خودکشی پر مجبور کر دیا ہے اور جناب والا! اس شوگر مز مافیا کے بارے میں آپ سے زیادہ بہتر کون جان سکتا ہے کہ معزز وزیر خوراک نے on the floor of the House یہ commitment کی اور ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ وہ مجبور ہیں اور ایک حد تک جا سکتے ہیں، کیونکہ اس حد تک جانے کے بعد ان کے پر جلتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف تو کسان اپنی محنت کی کمائی بھیک کی صورت میں مانگنے پر مجبور ہو رہا ہے اور دوسری طرف کروڑوں اور اربوں روپے کے قرضے لینے والوں کے نام تک حکومت سامنے نہیں آنے دے رہی۔ جناب والا! حکومت نے جو زرعی ٹیکس لاگو کیا اس کی سب سے زیادہ شرح پنجاب میں رکھی گئی ہے---

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ بجٹ پر بولیں اور ایک ایک لائن پر بتائیں کہ اس پر یہ خرچہ ہے اور اس طرح ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں ہمیں تو سمجھ بھی نہیں آ رہی۔ ہمیں سمجھائیں اور بجٹ پر بحث کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! آپ میری طرف مخاطب ہوں اور میں نے تو آپ کو بولنے

کی اجازت بھی نہیں دی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! یہ جنرل بحث کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ بجٹ میں ہر پہلو پر بولا جا سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! صنعتی شعبہ جہاں کروڑوں روپے کے رعایتی نرخوں پر قرضے جاری کیے جاتے ہیں اس کے مقابلے میں زرعی شعبے میں وہ سہولتیں نہیں دی جاتیں۔ ایک نہایت ہی اہم معاملہ جو یہاں پر بیٹھے معزز اراکین اسمبلی مجھ سے اتفاق کریں گے کہ بجلی کے فلیٹ ریٹس کی سہولت کو واپس لینا کاشت کار کے ساتھ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ جیسا کہ حکومت اور ہم نے تو اخبارات میں دیکھنا ہوتا ہے' اخبارات میں ہم نے پڑھا کہ وزیر اعلیٰ نے اس پر وعدہ بھی کیا اور انھوں نے غالباً یہ بھی کہا کہ انھوں نے وزیر اعظم سے بات کر لی ہے۔ لیکن ہم نہ تو وزیر خزانہ کی تقریر میں یہ سن سکے اور نہ ہی کسی بیان کی صورت میں ہم نے دیکھا کہ فلیٹ ریٹس کا کوئی فیصلہ کیا گیا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ زرعی ٹیکس پنجاب میں زیادہ اور غیر منصفانہ ہے وہاں پر فلیٹ ریٹس کی سہولت کو واپس لینا بھی نہایت ہی زیادتی ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد ایک سیڈ مافیا ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے کاشت کاروں کو اچھا بیج مہیا کرنے کا جو کام تھا وہ میں سمجھتا ہوں کہ نہ ہونے کے برابر رہ گیا ہے۔ اور یہ سیڈ مافیا in collaboration with the breeders جو کہ سرکاری اہل کار ہوتے ہیں وہ کما رہے ہیں۔ غیر معیاری اور non certified بیج 15 ہزار سے 25 ہزار روپے فی من تک بکتا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی حالت رہی تو پنجاب جو کہ اس وقت ہندوستان کا اناج گھر کہلاتا تھا۔ جناب سپیکر! یہاں ہمارے پنجاب میں خوف ناک قحط کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! زرعی شعبہ ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن جب ہم اس کی تفصیلات دیکھتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے سہولیات کو دیکھتے ہیں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر زراعت تو اب تک کوئی نہیں بنا لیکن جو بھی اس کو look after کر رہے ہیں ان کو اس پر پوری توجہ دینی چاہیے۔ جناب سپیکر! ایک اور بات جو ان کی تقریر میں کی گئی وہ سستے آٹے کے نام پر اربوں روپے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لیکن جناب والا! اس سے دیہی علاقے بالکل محروم ہیں۔ یہ چاہے فوڈ سٹمپ سکیم ہے یا ان کو سبسڈی دی جاتی ہے چاہے وہ زکوٰۃ فنڈز میں سے

دے رہے ہیں یا جہاں سے مرضی دے رہے ہیں۔ لیکن رواں مالی سال میں جو سبسڈیز دی گئیں اس میں دیکھا یہ گیا ہے کہ رورل ایریاز کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رورل ایریاز کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے جتنا کہ اربن ایریاز کا بنتا ہے۔ میں جناب سپیکر! آپ سے یہ عرض کروں گا کہ ورلڈ بنک نے ایک رپورٹ شائع کی تھی اور اس میں انھوں نے کہا تھا کہ زراعت کے شعبہ کو نظر انداز کر کے صنعتی شعبے کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ اور ان کے جو الفاظ ہیں وہ بھی میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں،

"The Pakistan agriculture has been plundered for the darling of development i.e. industry."

جناب سپیکر! اگر آپ مختلف فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار کی طرف نظر دوڑائیں تو آپ کو حیرانی ہوگی کہ پنجاب میں باقی صوبوں کی نسبت فی ایکڑ پیداوار کم ہے۔ اس کے اعداد و شمار بھی میرے پاس موجود ہیں۔ خاص طور پر چاول کے متعلق میں عرض کروں گا جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں چاول کی یہاں پر بات ہوئی تھی اور معزز وزیر اس وقت جو اس محکمے کو look after کر رہے تھے انھوں نے فرمایا تھا کہ چاول کی فی ایکڑ پیداوار بڑھ رہی ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں اس وقت بھی یہ عرض کیا تھا اور بعد میں بھی میٹنگ میں ان کو بتایا ہے اور ایک چارٹ بھی میں نے ان کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جب اس کا تقابلی جائزہ لیا تو آپ حیران ہوں گے کہ پنجاب کی چاول میں فی ایکڑ پیداوار بلوچستان سے بھی کم ہے وہ صوبہ سرحد سے بھی کم ہے اور صوبہ سندھ سے بھی کم ہے۔ جناب والا! یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ پنجاب جو کہ ایک زرعی صوبہ ہے اور اس پر پورا پاکستان depend کرتا ہے' صرف چاول میں ہی نہیں' کئی صوبوں سے گندم میں بھی کم ہے اور کاٹن میں بھی کم ہے۔ اسی طرح اور بہت سی فصلات میں بھی فی ایکڑ پیداوار کم ہے۔ میں جب زراعت کی کٹ موشن پر بات کروں گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ تقابلی جائزہ بھی میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ ریاض محمود صاحب نے ایک بات کی تھی وہ آپ نے سنی تھی؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! آپ نے کیا فرمایا تھا؟

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں نے تو یہ عرض کی تھی کشمیر سے یہ شروع ہوئے تھے اور اس

وقت ورلڈ بنک تک اب پہنچے ہیں ۔ راستے میں کافی انھوں نے سفر طے کیا ہے ۔ ہم نے بھی بولنا ہے ہم نے بھی تین چار روز سے تیاری کی ہوئی ہے ۔ دماغ موٹا ہے اگر آپ نے آج موقع نہ دیا تو وہ ساری باتیں جو میں نے کہنے کے لیے سوچی ہوئی ہیں وہ بھول جائیں گی۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ہمیں بھی موقع عنایت فرمائیں۔ جس طرح بھی ممکن ہو آج موقع ضرور عنایت فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب آپ نے تو اپنا نام ہی آج کے لیے نہیں بھیجا۔

آوازیں، شعر سنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اس وقت موڈ میں نہیں ہیں۔ خواجہ صاحب ویسے آپ اپنا نام بھجوا دیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! آپ نے فوری طور پر ان کو تقریر کا موقع دے دیا تھا ۔ آپ نے اعلان تو فرمایا تھا اور میں نے نام بھی لکھ کر رکھا ہوا ہے۔ یہ تقریر بند کریں تو میں آپ تک نام بھیجوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو پھر آپ بہت لیٹ ہو جائیں گے۔ چھ نام تو میرے پاس پہلے ہی موجود ہیں۔

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! وہ میں جناب کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ شعر وہ تقریر میں سنا دیں گے۔ جناب منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اکنامک سروے 1998-99ء کے مطابق زراعت کا growth rate 0.35 فی صد ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے خیال میں اے سی نہیں چل رہا اور ہمارے کپڑے پسینے سے بھیگ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! پہلے بھی کچھ دوستوں نے شکایت کی ہے ۔ انجینئرز لگے ہوئے ہیں پلانٹ میں کچھ نقص تھا اس کو دیکھ رہے ہیں اور ان شاء اللہ جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جیسے ہی محسوس ہوا تھا ' میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا تھا انھوں نے کہا ہے کہ کچھ نقص ہے اور جلدی ٹھیک ہو جائے گا۔

سردار منصب علی ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! رات پی ٹی وی کے خبر نامے میں شہداء کی

نماز جنازہ دکھائی گئی جو کہ سکردو بارڈر پر ہندو جارحیت کا شکار ہوئے ۔ میں چاہتا ہوں کہ میجر محمد علی حیدری اور کیپٹن ذوالفقار اور دیگر شہدا کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔ یہ ہندو جارحیت کا شکار ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا اس کارروائی سے کوئی تعلق ہے؟ آپ نے رات 9.00 بجے خبر نامہ دیکھا اور اب آپ کہہ رہے ہیں۔ یہ اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے آپ کو کہنا چاہیے تھا۔

سردار منصب علی ڈوگر، جناب والا! میں لیٹ آیا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقت پر آئیں۔ آپ کی مہربانی ۔

سردار منصب علی ڈوگر، جناب والا! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی میں نے شہداء کی بات کی ہے۔ وہ بلوچستان سے تعلق رکھتے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل بجا ہے۔ تشریف رکھیں اور آپ وقت پر آیا کریں اور وقت پر ہی ہر بات اچھی لگتی ہے۔ آپ کی مہربانی ہے۔ فاتحہ خوانی بھی ضرور کریں گے لیکن یہ اجلاس شروع ہونے سے پہلے چاہیے تھا۔ اب ان شہداء کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

(اس مرحلے پر شہداء کے لیے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس وقت میرے بھائی خواجہ ریاض محمود صاحب نے بھی یہ فرمایا ہے اور میں اس کو کچھ مختصر کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کچھ صفحات کم کر دیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں کٹ موشنز پر بات کرلوں گا کیوں کہ میں نے بات تو کرنی ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کٹ موشن پر بات کر لیجئے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ایک بڑی pathetic بات' جو حکومت نے اپنی بجٹ تقریر میں کی۔ وہ روزگار کے حوالے سے تھی۔ پنجاب جو most populous province of the country

ہے' اس کے لیے کہا گیا ہے آئندہ مالی سال کے دوران چار ہزار لوگوں کو روزگار مہیا کیا جائے گا۔ اور کہا ہے کہ اس کے لیے وفاقی حکومت سے رقم ملنے کی امید ہے۔ انھوں نے اس کے لیے صرف 20 کروڑ روپیہ مختص کیا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ اتنی بڑی آبادی کا صوبہ ہے وہاں commitment کی جارہی ہے اور وہ بھی غلط اور چار ہزار افراد کے روزگار پر سہانے خواب دکھانے والی بات ہے۔ جناب والا! جو weakest point اس بجٹ میں ہیں وہ یہ کہ اس بجٹ میں ایک عام آدمی کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ جناب والا! میں حکومت کی بد انتظامی کی ایک اور مثال آپ کو دوں گا کہ پنجاب بنک جو ایک منافع بخش ادارہ تھا۔ اس میں اب یہ نوبت آ پہنچی ہے کہ جو good governance کی بات کرتے ہیں میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ وہاں حصص مارکیٹ میں جو -/150 روپے کا بنک شیئر تھا۔ وہ اب دس روپے سے بھی کم ہو گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف اپنے چہیتوں کو نوازنے کے لیے اور وہاں بوڑھے لوگوں کو چیئرمین بنا کر ان کی کارکردگی خراب کر دی گئی ہے۔ جناب والا! جب میں نے ہیلتھ کی بات کی' ایجوکیشن کی بات کی اور ایگریکلچر کی بات کی---

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر پوائنٹ آف آرڈر پر۔

وزیر قانون: جناب والا! sorry for interruption میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ جو انھوں نے آخری فقرہ کہا ہے وہ اس کو دوبارہ دہرا دیں۔ اس کی سمجھ نہیں آئی تھی۔ میں اس کو نوٹ کر لیتا ہوں۔ انھوں نے جس کمپنی کے حصص گرنے کی بات کی ہے وہ اسے ذرا دوبارہ دہرا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر فرما رہے ہیں کہ ذرا دہرا دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں نے پنجاب بنک کی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انھوں نے پنجاب بنک کی بات کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! جہاں گورنمنٹ نے اپنی تقریر میں بہت ہی شور و غل مچایا ہے کہ انھوں نے ہیلتھ سیکٹر کے لیے یہ کام کر دیا۔ اور ایجوکیشن سیکٹر کے لیے یہ کمال کر دیا۔ اور roads and bridges کے لیے یہ کمال کر دیا۔ تو میں وائٹ پیپر کے صفحہ ایف پر جو خاکہ دیا ہوا

ہے اس کے مطابق جب سے یہ حکومت معرض وجود میں آئی ہے میں سالہا سال کی ratio آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ کہ ایگریکلچر سیکٹر میں 98-1997ء میں اس وقت ترقیاتی بجٹ کی شرح 10.8% تھی 99-1998ء میں وہ کم ہو کر 9.8% ہو گئی۔ اور آئندہ سال 2000-1999ء کے لیے وہ کم ہو کر 9.39% ہو گئی۔ اور یہ سب کچھ زرعی ٹیکس لگنے کے بعد ہوا ہے۔ جس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ زرعی ٹیکس کا جتنا پیسہ ہے وہ سارا ایگریکلچر سیکٹر پر لگے گا۔ یہ آپ کے سامنے ہے کہ ہر سال percentage کم ہوتی جا رہی ہے۔ ایجوکیشن 98-1997ء میں 20.24% تھی جو کہ کم ہو کر 99-1998ء میں 15.12% ہو گئی۔ اور اب 2000-1999ء میں وہ کم ہو کر 11.49% ہو گئی ہے۔ اسی طریقے سے ہیلتھ میں 98-1997ء میں 10.13% تھی 99-1998ء میں 8.53% تھی اور 2000-1999ء میں 8.52% ہو گئی ہے۔ اسی طریقے سے roads and bridges۔ اس میں 99-1998ء میں 9.04% تھی اور 2000-1999ء میں کم ہو کر 6.30% ہو گئی ہے۔ اسی طریقے سے باقی ڈیپارٹمنٹس ہیں' میں وہ بھی معزز ہاؤس کی اطلاع کے لیے پڑھ دیتا ہوں۔ 'Industries and Minerals' یہ 89-1988ء میں 3.82% سے کم ہو کر 1.50% واٹر اینڈ پاور 7.65% سے کم ہو کر 7.10% ہو گئی۔ اور باقی میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اور انفرمیشن اینڈ کلچر میں 0.11% سے کم ہو کر 0.04% ہو گیا ہے۔ یہ جتنے بلند بانگ دعوے حکومت اپنی تقریر میں کرتی رہی ہے یہ ان کی اپنی کتابوں میں وائٹ پیپر کا صفحہ الف اگر معزز اراکین اس ٹیبل کو ذرا غور سے پڑھیں گے تو یہ ڈیپارٹمنٹ جتنے بھی معجزے دکھاتا ہے۔ وہ سب کے سب اس میں آپ کو نظر آ جائیں گے۔

جناب ولا! اس دفعہ ایک نئی چیز متعارف کروائی گئی ہے مگر اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی اس پر علیحدہ کتابچہ بھی چھاپا گیا ہے وہ ہے پرفارمینس بجٹنگ۔ وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ گزشتہ سال انھوں نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ سال زیرو بیس بجٹنگ ہو گی۔ میں اس بجٹنگ کی تکنیک کی طرف نہیں جاتا۔ نہ ہی میں اس کا باقی ترقیاتی ممالک سے اس کا موازنہ کرتا ہوں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جو وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پرانی تقریر اگر آپ اٹھا کر دیکھیں تو اس کے صفحہ نمبر 25 پر آپ کو ملے گا کہ حکومت نے وزیر خزانہ سے یہ بات کہلوا دی تھی کہ آئندہ زیرو بیس بجٹنگ کی جائے گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ وہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔ اور یہ زیرو بیس بجٹنگ نہیں بنا سکے۔ کیوں نہیں بنا سکے؟ اصل مسئلہ زیرو بیس بجٹنگ بنانے کے سلسلے میں اخراجات

کا تخمینہ بڑھ جاتا ہے۔ یہ اس کو اس لیے نہیں اپنا سکے کہ اخراجات کا تخمینہ بڑھ جاتا۔ اس کے لیے حکومت کی جو ناکام اور خراب معاشی پالیسی ہے وہ کبھی بھی اس کے اوپر پورا نہ اتر سکتی۔ اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ زیرو بیس بجٹنگ نہ کی جائے۔ حالانکہ میں نے جن consultants کا ذکر کیا ہے جو کہ consultancy کی فیس لاکھوں روپیہ لے رہے ہیں۔ اور جنھوں نے ان کو یہ مشورہ دیا تھا۔ وہ بھی ان کو زیرو بیس بجٹنگ کی طرف نہ لا سکے۔ اور اب ایک نئی اور دل فریب بات جو سامنے آئی وہ ہے پرفارمنس بجٹنگ۔ اس بجٹنگ کے لیے حکومت نے نیوزی لینڈ کا بجٹ دیکھا' آسٹریلیا کا بجٹ دیکھا اور یونائٹیڈ سٹیٹ آف امریکہ کا بجٹ دیکھا۔ لیکن جناب والا! ہر ملک کے اپنے اپنے حالات ہوتے ہیں۔ یہ جتنا اپنے اعدادو شمار کو چھپانے کی کوشش کریں گے وہ اعداد و شمار اگر کوئی غور سے دیکھے گا تو وہ چھپ نہیں سکتے۔ انھوں نے کوشش کی ہے کہ پرفارمنس بیس بجٹنگ کرکے اپنے اعدادو شمار کو چھپائیں۔ لیکن میں آپ کو ان کی پرفارمنس کی طرف لے آؤں گا۔ اور جو پرفارمنس کا لفظ ہے یہ اہم لفظ ہے اس کو صرف حسن کارکردگی نہیں کہا جا سکتا۔ یہ پرفارمنس ایک loaded term ہے اس کو اگر آپ ایک بیورو کریٹک طریقے سے دیکھیں تو اس کا علیحدہ مطلب نکلے گا۔ اگر آپ اس کو عوامی طریقے سے دیکھیں گے تو اس کا مختلف مطلب نکلے گا۔ اگر آپ بیورو کریٹک طریقے سے دیکھیں گے تو یہ پرفارمنس جو ہے وہ gauge کریں گے جس کا میں آپ کو اس کتاب میں سے پڑھ کر ایک relevant portion پڑھ کر سناتا ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ suppose ایجوکیشن ہے۔ کہ ایجوکیشن کے ڈائرکٹر نے کتنے دورے کیے؟ ایک ڈی ای او نے کتنے دورے کیے؟ کتنی inspections کیں؟ کتنے ترقیاتی منصوبوں کا جائزہ لیا؟ لیکن جناب والا! اس کے برعکس اگر آپ عوام کا نقطۂ نظر دیکھیں گے تو وہ نوکر شاہی کے نقطۂ نظر سے بالکل مختلف ہے۔ وہ یہ دیکھیں گے کہ کیا تعلیم کا معیار اچھا ہوا ہے؟ کیونکہ ان کو تو ایک اچھا معیار تعلیم چاہیے۔ عوام کی نظر سے دیکھیں گے تو یہ بھی دیکھیں گے کہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی بندوبست ہو۔ یہ ایک تضاد ہے جو بیورو کریٹک پرفارمنس اور عوامی پرفارمنس میں سامنے آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سرکاری سکولوں کا زوال ہمارے سامنے ہے ان کے جو حالات ہے۔ جناب والا! آپ اور میرے معزز دوست جو حکومت کی طرف بیٹھے ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ تعلیم کا حال کیا ہے۔ جناب والا! اب میں اس مثال کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کی توجہ زیر بحث بجٹ کی جو پرفارمنس بجٹنگ ہے اس کا صفحہ نمبر 70 کی طرف

لاتا ہوں۔ اور میں یہ استدعا کروں گا۔ جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے اس کتاب کو اٹھا کر دیکھ لیں تو پھر آپ کو اندازہ ہو گا کہ performance budgeting کیا چیز ہے اور اس میں کیا چیز چھپانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب اس کی performance measures میں بتایا گیا ہے کہ،

Performance Measures	Performance Standards
Imparting Education to students.	5,485,858 Students
Increase enrollment (by at least.)	5%
Control drop out of students per year specially at primary level which is 15% (by least)	5%
Procurement of inputs through SMCs and curriculum Co-curricular activities.	47,371 SMCs
Reconciliation of expenditure/receipts by each DDO with respective Accounts Officer, for each month by 12th of next month.	100%
Collection of receipts as per prescribed targets, to be fixed by the Head of the Department, in accordance with the overall provincial targets for the department.	100%

جناب سپیکر! اس میں طلباء کی تعداد تو بتا دی گئی ہے لیکن معیار کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ بیورو کریٹک انداز اپنا ہے اور عوام کا جانچنے کا انداز اپنا ہے۔ اگر آپ اس کے علاوہ صفحہ 63 اور 65 پر دیکھیں گے تو اس پر آپ میری پہلے والی بات پائیں گے کہ وہ ایک بیورو کریٹ کی نظر سے بنائی گئی ہے۔ یہ ہے،

Performance Measures	Performance Standards
Enhancing overall literacy rate at the elementary stage in the year 2001-2002.	70%
Surprise visits by DPI (EE) per month.	6 Schools
Technical inspections by DPI (EE) in a month	2 Schools
Inspection of Middle Schools by Divisional Directors (at least).	275 Schools
Inspection of Primary Schools by Divisional Directors (at least).	350 Schools
Inspection of offices of DEOs (M&F-EE).	100%
Inspection visits of AEOs offices by DPI/Div. Directors (at least).	8 Offices

اور اسی طریقے سے آپ اس کو پڑھیں گے تو آپ کو یہ نظر آئے گا۔

Explanatory memorandum has been given that they would reduce teachers absenteeism It would eliminate corruption malpractices, and inefficiency de-centralization of personnels, management at the facility level and so on------

جناب سپیکر! اب میں نے آپ کے سامنے یہ performance budgeting کی مثال پیش کی ہے جو محکمہ تعلیم کی طرف سے ہے۔ اب میں آپ کو محکمہ زراعت کی مثال دوں گا۔

Page 11, This is about maintenance of Bagh-i-Jinnah Lahore

جناب سپیکر! اب میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ میں یہ چند لائنیں پڑھ کر معزز ممبران کو سناؤں۔

Explanatory Memorandum: Bagh-e-Jinnah is historical garden located in the centre of Lahore city. It is spread over 141 acres and contains 6000 trees of various types, shrubs and plants collected from all over the world It serves as a recreational park for the general public and a botanical garden for students. Several educational and recreational facilities such as Quid-e-Azam Library Open Air Theatre, Cosmopolitan Club, Gymkhana Cricket pavilion, Gymkhana Tennis Courts and Ladies Club in addition to Dar-us-Salam Library and Mosque are located within the premises of the garden.

Proper and regular maintenance of Bagh-e-Jinnah is important for providing a healthy environment to the residents of centrally-located and congested areas of Lahore The main objectives are

* to maintain the garden and renew garden plants,
* to improve ecological environment of the area,
* to provide recreational facilities and botanical information,

The proposed budget is required to achieve the above targets through a staff comprising 3 gazetted and 201 non-gazetted personnel.

جناب سپیکر! اب یہ performance budgeting ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ باغ جناح میں یہ کیا performance budgeting کی گئی ہے۔ کیا آپ کو یہی پتا ہے کہ وہ کتنے ایریے پر پھیلا ہوا ہے اور وہاں کیا کیا چیز ہے۔ کتنے مالی ہیں اور کتنے افسر ہیں اور اس کو کہہ دیا ہے کہ یہ performance budgeting ہو گئی۔ ہاں البتہ target of gymkhana cricket pavilion دیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ آنر ایبل پرائم منسٹر صاحب وہاں کرکٹ کھیلنے جاتے ہیں اور اس کی performance targeting تو یہ ہو سکتی ہے کہ وہاں بیورو کریٹس موجود ہوں اور وہ ان کے دو تین کیچز چھوڑ دیں اور وہ گریڈ 20 والے بڑے سینئر آفیسرز ہوں تو یہ ان کا ٹارگٹ ہے۔ جناب سپیکر! تو یہ بڑی عجیب سی performance budgeting دکھائی گئی ہے This is not fit for our country اور جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ جو targets بنائے گئے ہیں یہ کسی کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ یہ چاہتے کیا ہیں؟ This budgeting is not fit for our country. اسی طریقے سے اگر آپ یہ دیکھیں،

Performance Measures	Performance Standards
Trainee Field Assistants to be imparted per-service training	350-400
Trainee Field Assistants, 'Malies', Agriculture Officers and Extra Assistant Directors of Agriculture to be imparted in-service training.	250-300
Pesticide dealers to be trained	800-1000
Reconciliation of expenditure / receipts by each DDO with respective Accounts Officer, for each month by 12th of next month.	100
Monitoring of Audit Paras, proceedings under E&D Rules and Court cases.	Quarterly

ہاں! البتہ ان کو ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ مین بجٹ میں ان کی تنخواہوں وغیرہ کا جو علیحدہ علیحدہ ذکر کرنا پڑتا تھا اور ان کے اعداد و شمار غلط ہو جاتے تھے۔ وہ decrease جو ہے inflated ہو جاتی تھی' اس میں ان کے سامنے بچت آ گئی ہے۔

جناب سپیکر! performance budgeting کی کتاب میں ایک اور دلچسپ پہلو ہے کہ اس صوبے کے 34 محکمے ہیں اور performance budgeting صرف 6 محکمہ جات کی' کی گئی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت کی اپنی performance پہلے ہی ٹھیک نہیں ہے کہ یہ پچھلے تین سال میں اس بات کا تعین بھی نہیں کر سکے کہ یہ سارے محکمہ جات کی performance budgeting کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس لیے نہیں کرتے کہ ان کے ٹارگٹس پورے نہیں ہو سکتے۔ اور اگر انہوں نے اس میں پولیس کو شامل کر لیا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی ایک آسان محکمہ تھا جس میں ان کی performance budgeting کی جا سکتی تھی۔ اور اگر ان کو سمجھ نہیں آتی تو میں تھوڑا سا بتا دیتا ہوں کہ یہ پولیس کے لیے کیا ٹارگٹس مقرر کر سکتے تھے۔ تو میں پولیس کو performance targets کی تجویز دیتا ہوں کہ اس میں یہ پولیس کو شامل کرتے اور ان کو یہ ٹارگٹس دیتے کہ آئندہ سال میں پولیس کے لیے ٹارگٹس یہ ہوں کہ وہ ہر ماہ 50 افراد کو پولیس کے جعلی مقابلوں میں ماریں گے۔ نمبر دو' وہ ہر ماہ کم از کم تین صحافیوں پر حکومت کی مخالفت کے جرم میں جھوٹے مقدمے بنائے گی۔ یہ بھی ایک performance budgeting ہے۔ نمبر تین' اگر نامور صحافیوں کو گم نام ٹیلی فون کالوں سے ہراساں کرے اور انہیں رات کو بغیر وارنٹ گھروں سے اٹھا کر نامعلوم مقام پر لے جائے تو یہ اور ہی زیادہ بہتر بات ہو گی۔ ان کی performance دے رہے ہیں۔ یہ ان کی یہ بھی performance دے سکتے ہیں کہ وہ اپوزیشن کے لوگوں کے ٹیلی فون ٹیپ کریں۔ پولیس کو performance budgeting کی طرف یہ بھی ایک ٹارگٹ دیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں ان مراحل سے بخوبی واقف ہوں جس پر performance budgeting ہوئی ہے۔ محکمہ خزانہ نے اپنے محکموں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ performance budgeting کی جائے اور اخراجات کا تخمینہ 99-1998ء سے تجاوز نہ کرے تو انہوں نے بغیر سوچے سمجھے حکومت کی خواہش کے مطابق اس کو بنا دیا ہے لیکن یہ عوام کی امنگوں کے مطابق قطعاً نہیں ہے۔ پھر performance targeting میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ADP کی utilization 100% ہو گی۔ جناب

سپیکر! آپ بھی تشریف فرما ہیں، معزز وزراء کرام بھی بیٹھے ہیں، معزز اراکین اسمبلی بھی بیٹھے ہیں، یہ بتائیں کہ کس محکمے میں کبھی 100% utilization ہوئی ہے؟ اور خاص طور پر آپ کی حکومت نے تو کبھی 100% utilization نہیں کی۔ current year کی تو utilization بتاتے ہوئے حکومت شرماتی ہے اور انھوں نے کہیں reflect ہی نہیں کیا کہ اتنی utilization ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! ٹارگٹس realistic ہونے چاہییں اور achievable ہونے چاہییں۔ یہ 100% والے ٹارگٹس achievable نہیں ہیں۔ اور اس کو گول مول کر کے معزز ایوان کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ performance budgeting پر ایک مکمل بریف دیتے اور معزز اراکین اسمبلی کو بتاتے کہ انہوں نے performance budgeting کہاں سے borrow کی ہے اور اس کے کیا فوائد ہیں لیکن صرف ایک سطر میں بتا دیا گیا ہے کہ ہم نے ایک نئی چیز متعارف کرائی ہے اور وہ performance budgeting ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں ہے۔ اور پھر utilization کی بات ہوتی ہے تو figures پہلے ہی اتنے inflated ہوتے ہیں کہ وہ کبھی meet with ہو ہی نہیں سکتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ تو صرف ایوان کو اور عوام کو دکھانے کے لیے ہوتے ہیں کہ اتنے کا سرپلس بجٹ پیش کر دیا گیا ہے۔ کبھی کہہ دیا کہ 17 بلین کا ADP ہے اور کبھی کہہ دیا کہ 15بلین کا ADP ہے۔ اگر صحیح معنوں میں دیکھا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ figures شاید معزز قائم مقام وزیر خزانہ کو بھی معلوم نہ ہوں۔ پھر محکمہ خزانہ اور پلاننگ اینڈ ڈویلمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی ہمیشہ سے چپقلش چلی آ رہی ہے اور جو releases of funds ہیں۔ وہ کبھی صحیح وقت پر نہیں ہوتے۔ یہ سو فی صد کس طرح استعمال کر سکتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چند باتیں تھیں جو کہ میں performance budgeting کے بارے میں بتانا چاہتا تھا۔ اور ان کی جو کارکردگی ہے، یہ اگلے سال پتا چلے گی کہ انھوں نے performance budgeting کس طریقے سے کی ہے۔ جب یہ پورے طریقے سے استعمال نہیں کر سکیں گے تو پھر چند بے چارے بیورو کریٹس جو اسے متعارف کرانے والے ہیں۔ ان pioneers کی گردن پر سب سے پہلے تلوار چلائی جائے گی۔ کیونکہ سو فی صد utilization نہیں ہو سکتی۔ پھر میں حکومت کو یہ بھی تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اس میں پولیس کو شامل کر لیں، آپ گورنر ہاؤس کو شامل کر لیں، چیف منسٹر ہاؤس کو شامل کر لیں اور ہائی کورٹ کو شامل کر لیں۔ آپ کو بہت جلد اس میں تبدیلی نظر آ جائے گی۔

جناب سپیکر! اب میں اس طرف آتا ہوں اور میں پچھلے بجٹوں میں بھی معزز ایوان کی خدمت میں اعدادوشمار پیش کرتا رہا ہوں' جسے میں آج بھی jugglery of figures کہوں گا' figures کی fudging کہوں گا' الفاظ اور اعدادوشمار کی ہیرا پھیری جس کہا جاتا ہے' جسے شعبدہ بازی کہا جاتا ہے' اسے میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ حکومت نے اس معزز ایوان کے سامنے سے کون کون سی چیزیں کس طرح پوشیدہ رکھی ہیں۔ یہ کتاب جو expenditure کی کتاب ہے۔ جس کو ایک مقدس اور ایک open & blank cheque کہا جاتا تھا۔ اس میں کتنی زیادہ غلطیاں ہیں۔ وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پچھلے سال بھی ان کو بتایا گیا اور نشان دہی کی گئی تھی۔ اس دفعہ میں نے سوچا تھا کہ شاید ان خرابیوں کو یہ دور کر کے اس دفعہ ایک بہتر بجٹ ہمارے سامنے پیش کیا جائے گا۔ لیکن اس دفعہ پھر وہی غلطیاں کی گئی ہیں۔ سرکاری ملازمین اپنے دل ہار بیٹھے ہیں یا وہ جان کر حکومت کو let down کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس میں کچھ مثال پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرما کر اگر آپ بھی یہ کتاب اپنے سامنے رکھ لیں۔ جناب سپیکر! یہ موٹی کتاب Estimates of Charged Expenditure ہے۔ اس میں صفحہ 10 Land Revenue کا ہے۔ اس میں ایک تحصیلدار سیٹلمنٹ ہے' جو ایک نئی post create کی گئی ہے۔ اس کی تنخواہ 30 ہزار روپے رکھی گئی ہے۔ اگر اس کی کم از کم تنخواہ 5 ہزار روپے بھی ہو تو اس حساب سے سالانہ تنخواہ 60 ہزار روپے بنتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ اسی صفحے کے اوپر اس کے ایک ماتحت نائب تحصیل دار کی تنخواہ 47 ہزار روپے دی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! آپ خود دیکھیں کہ حکومت کس کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہ رہی ہے؟ اور یہ بجٹ انھوں نے کیا بنایا ہے؟ اگر اس کتاب میں میں سارے محکموں کو لوں تو اسے دو تین دن لگ سکتے ہیں لیکن میں نے اس میں چند محکمے چنے ہیں جن میں بڑی بے قاعدگیاں ہیں' وہ میں پیش کروں گا۔ اب صفحہ 11 دیکھیں یہ بھی land revenue کا ہے۔ حکومت نے اعلان تو کر دیا کہ 25 فی صد تنخواہوں میں اضافہ ہو گا لیکن اگر وزیر خزانہ صاحب اور وزیر قانون جو ان کی معاونت فرما رہے ہیں یہ کتاب اٹھا کر دیکھیں تو یہ اضافے کی رقم کم از کم مجھے کہیں نظر نہیں آ رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ جو پچھلے سال posts تھیں' اس سال بھی وہی ہیں اور آگے ان کی تنخواہیں بھی ویسے ہی دی ہوئی ہیں اور 25 فی

صد کا اضافہ نہیں دکھایا گیا ہے۔

اس کے بعد صفحہ 384 پر پولیس کا محکمہ ہے' اس میں جو District Police Establishment Charges ہیں۔ انھوں نے کنسٹیبل کی تعداد 99-1998ء میں 61720 دی ہے اور 2000-1999ء میں 62242 دی ہے۔ اب اس میں انھوں نے دو اضافے دیئے ہیں' ایک 25 فی صد والا اضافہ دینا ہے اور دوسرا ایک ہزار روپیہ جو حکومت پنجاب کے وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ وہ کنسٹیبل کی تنخواہ میں ایک ہزار روپیہ اضافہ کریں گے۔ جب ہم یہ کتاب دیکھتے ہیں تو ان کی تنخواہیں 61720 کے حساب سے ایک ارب 58 کروڑ بنتی ہے۔ اور 2000-1999ء کے لیے ایک ارب 60 کروڑ بتائی گئی ہے' کیونکہ کنسٹیبل کی تعداد میں تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اب دیکھنا یہ ہے کہ اس میں نہ 25 فی صد کا اضافہ ہے اور نہ ہزار روپیہ شامل ہے۔ اگر صرف ہزار روپیہ شامل کیا جائے تو یہ جو 62242 کنسٹیبل بنتے ہیں ان کی ایک ماہ کی تنخواہ میں 6 کروڑ کا اضافہ ہوگا اور پورے سال کے لیے 72 کروڑ روپیہ ہوگا اور یہاں صرف دو کروڑ روپیہ بڑھایا گیا ہے۔ وہ اس لیے ہے کہ تعداد بڑھی ہے۔ گویا حکومت نے جو اعلان کیا ہے' یا پریس کانفرنس میں جو بتایا ہے وہ بالکل جھوٹ کا پلندہ تھا۔ اگر انھوں نے تنخواہیں بڑھا دی ہوتیں تو پھر آج اس کتاب میں reflect کیا جاتا۔ میں اسے شعبدہ بازی نہیں کہوں گا پھر کیا کہوں؟ یہ ان ملازمین کے ساتھ ایک دھوکہ ہے' یہ بجٹ انھوں نے کرشماتی بنا دیا ہے۔ یہ نہیں دیکھا کہ جو بات حکومت کر رہی ہے' ایک عام آدمی نہیں کر رہا اور سارے معزز ایوان سمیت پورے صوبے کو دھوکہ دے رہی ہے۔ میرے سننے میں آیا ہے کہ ان کا ارادہ کیا ہے کہ انھوں نے جو 25 فی صد کا اضافہ بنیادی تنخواہ 1994ء پر دیا ہے' جو وہ بھی reflect نہیں کیا گیا۔ اس وقت پولیس کنسٹیبل کی تنخواہ -/1400 روپے تھی۔ اب اس کا بنیادی تنخواہ کا سکیل 2400/2500 روپے ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! آپ کتنا وقت اور لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ابھی تو میں نے کافی محکموں پر بات کرنی ہے۔ اس کے بعد میں نے ADP کو discuss کرنا ہے۔ پھر میں ختم کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے' اس لیے 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(وقفہ نماز مغرب کے بعد جناب چیئرمین چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب چیئرمین، جناب سعید احمد خان منیس بسم اللہ کیجیے ---- ابھی تک میرے پاس صرف سات نام ہیں لہذا باقی دوستوں سے بھی میری استدعا ہے کہ وہ مہربانی فرمائیں اپنے اپنے نام ارسال فرمائیں تاکہ لسٹ بنتی جائے اور اس کے مطابق ناموں کی ترتیب ہوتی رہے۔ ---- جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب چیئرمین! میں اس وقت عرض کر رہا تھا کہ گورنمنٹ کی یہ جو دوغلی ہے اسے کسی بھی صورت میں سراہا نہیں جا سکتا۔ میں نے ابھی کنسٹیبل کے بارے میں بتایا ہے اور یہ صفحہ نمبر 384 تھا۔ اب میں آپ کو صفحہ نمبر 378 پر لے چلتا ہوں۔ اس صفحے پر کنسٹیبل کی یہی تنخواہیں ہیں۔ اس صفحے کا اگر آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 63 posts ,1998-99ء for the year اور پھر اس کے اگلے خانے میں اگر دیکھیں کہ for the year 1999-2000 پھر 63 posts۔ اس کی جو تنخواہیں ہیں وہ 99-1998ء میں 16,23,000 اور 2000-1999ء میں وہی 16,23,000۔ اب جناب چیئرمین! اس میں بھی وہی بات تو وہ 25% increase کہاں گئی' وہ ایک ہزار روپے والی increase کہاں گئی۔ اور اب جو سننے میں آ رہا ہے کہ گورنمنٹ کی جو strategy ہے جیسا میں نے اس وقت عرض کیا کہ ان کنسٹیبلان کے جو 94-1993ء basic pay scales میں تھے وہ میری اطلاع کے مطابق اس وقت تقریباً 1400 روپے تھے۔ اور وہ اب 2400 یا 2500 روپے ہو گئی ہے تو جو base ہے وہ 1994ء کو بنایا جا رہا ہے۔ تو اگر آپ اس کو work out کریں تو اس کو تو کوئی مفاد ہی نہیں ملے گا اور ویسے بھی مفاد نہیں ہے' کیونکہ یہ بجٹ میں reflect نہیں ہوا۔ اب دوسرا جو one thousand rupees کا ہے اور موجودہ حکومت نے اور قائم مقام وزیر خزانہ صاحب نے اس دن ببانگ دہل اور بڑے مسکراتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ کنسٹیبل کی تنخواہ ایک ہزار روپے بڑھائی جا رہی ہے وہ اس میں reflected نہیں ہے اور پولیس سرکل میں جو بات گردش کر رہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر انھوں نے دینا بھی ہو گا تو یہ اس طرح کریں گے کہ ان کا جو ٹی۔اے' ڈی۔اے ہے جو ایک کنسٹیبل کا ایک مہینے میں 14' 15 سو روپے بن جاتا ہے اس کو wash out کر دیا جائے گا اور one thousand rupees fixed ان کو دے دیا جائے گا تو اس طرح سے وہ فائدے میں جائیں گے یا گھاٹے میں جائیں گے؟ تو جناب چیئرمین! یہ وہ چیز ہے جسے jugglery of figures کہتے ہیں' جسے شعبدہ بازی کہتے ہیں۔ مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس معزز ایوان کے سامنے جو اس صوبے کا سب سے بڑا institution ہے اس کے سامنے یہ دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ اب میں آپ کو

صفحہ نمبر 409 پر لے جاتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے میں جناب قائم مقام وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ یہ کتاب بھی اپنے سامنے رکھ لیں تو میرے خیال میں ان کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ آئے گی کیونکہ وہ قائم مقام ہیں ۔ صفحہ نمبر 409 پر پھر کنسٹیبل ہیں۔ 1998-1999ء میں 45 posts ' 1999-2000ء میں 45 posts اور 1998-99ء میں ان کی تنخواہیں 8,40,000 روپے ہیں۔ اور 1999-2000ء میں ان کی تنخواہیں 8,50,000 ہیں۔ تو اس میں پھر آپ دیکھیں کہ وہ اضافہ کہاں ہے؟ یہ صرف jugglery of figures ہے' اسے figures fudging کہتے ہیں۔ جناب چیئرمین ! اب میں صفحہ نمبر 2005 پر آتا ہوں۔ اس میں ڈپٹی سیکرٹری جو کہ گریڈ 18 کا ہوتا ہے کی 1998-99ء میں 11 اسامیاں ہیں اور 1999-2000ء میں ایک اسامی بڑھ گئی ہے یعنی 12 ہو گئیں ہیں لیکن تنخواہیں وہی کی وہی ہیں۔ 1998-99ء میں 15 لاکھ 51 ہزار اور 1999-2000ء میں بھی 15 لاکھ 51 ہزار روپے ہیں۔ آگے پرائیویٹ سیکرٹریز ہیں' اس میں بھی اسی طریقے سے یہ jugglery کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ صفحہ نمبر 680 پر' محکمہ پبلک ہیلتھ کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ جناب والا ! یہ ایک ایسا محکمہ ہے جس میں بہت ہی زیادہ glaring irregularities ہیں اور خود قائم مقام وزیر خزانہ یہ سب کچھ دیکھ کر سکتے میں آ جائیں گے۔ پبلک ہیلتھ ایڈمنسٹریشن کے head میں چیف انجینئرز کی تنخواہوں سے شروع ہوتے ہیں۔ اسامیاں رواں مالی سال اور آئندہ مالی سال میں ایک جیسی ہیں۔ جبکہ ان کی تنخواہیں مختلف ہیں۔ رواں مالی سال میں 14 لاکھ 70 ہزار جبکہ آئندہ سال کے لیے 4 لاکھ85 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ کتنا فرق ہے۔ آگے ڈائرکٹرز کی رواں مالی سال اور آئندہ مالی سال کے لیے 4 اسامیاں ہیں جبکہ ان کی تنخواہیں رواں مالی سال میں 19 لاکھ27 ہزار روپے ہیں اور آئندہ مالی سال کے لیے 7 لاکھ 64 ہزار روپے ہیں۔ کتنی نیچے چلی آئی ہیں۔ حکومت اعلان تو تنخواہیں بڑھانے کا کر رہی ہے لیکن یہاں تنخواہیں کم ہوتی جا رہی ہیں۔ اب یا تو اس سال جھوٹ بولا جا رہا ہے یا پھر پچھلے سال جھوٹ بولا گیا ہے۔ It is up to the Honourable Acting Finance Minister to see کہ آیا پچھلے سال کوئی گھپلا کیا گیا ہے یا اس سال گھپلا کیا جا رہا ہے۔ اب میں آگے چیف ڈرافٹس مین پر چلتا ہوں۔ دو اسامیاں رواں مالی سال میں ہیں اور دو ہی آئندہ مالی سال کے لیے ہیں۔ تنخواہیں رواں مالی سال میں 12 لاکھ 92 ہزار اور آئندہ مالی سال میں 2

لاکھ 75 ہزار روپے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ معزز وزیر خزانہ کو کہیں وہ ذرا توجہ سے ان نگرز کو دیکھیں اور کم از کم اپنے سامنے یہ کتاب ضرور رکھ لیں۔ میں آپ سے دوبارہ گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ صاحب اپنے سامنے یہ کتاب رکھیں اور دیکھیں کہ ان کے محکمے نے کتنی glaring irregularities کی ہیں۔ آگے بجٹ اینڈ اکاؤنٹس آفیسرز کی ایک ایک اسامی ہے۔ ان کی تنخواہیں 11 لاکھ 82 ہزار روپے سے کم ہو کر 2 لاکھ 90 ہزار روپے بن گئی ہیں۔ اسی طرح سے ایڈمنسٹریٹو آفیسرز کی رواں مالی سال میں دو اسامیاں ہیں اور آئندہ سال کے لیے بھی دو اسامیاں ہی رکھی گئی ہیں لیکن تنخواہیں 13 لاکھ 5 ہزار سے کم ہو کر 2 لاکھ 90 ہزار روپے ہوگئی ہیں۔جناب والا! آپ دیکھیں کہ اس میں فرق کتنا زیادہ ہے۔ دو' چار' پانچ ہزار کا فرق نہیں بلکہ لاکھوں کا فرق ہے۔ آگے اسسٹنٹ ڈائرکٹرز کی اسامیاں آتی ہیں۔ رواں مالی سال اور آئندہ سال کے لیے آٹھ اسامیاں ہیں لیکن تنخواہیں 28 لاکھ 56 ہزار روپے سے کم ہو کر 17 لاکھ 70 ہزار روپے ہو گئی ہیں' which is very glraing اس کے بعد ریسرچ آفیسر کی رواں سال اور آئندہ مالی سال میں ایک ایک اسامی ہے' جبکہ تنخواہ 13 لاکھ 27 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک لاکھ 10 ہزار روپے ہو گئی ہے۔ اگلی پوسٹ ریسرچ اسسٹنٹ کی ہے۔ سات اسامیاں رواں مالی سال کے لیے اور سات ہی آئندہ مالی سال کے لیے ہیں۔ تنخواہیں 15 لاکھ 60 ہزار روپے سے کم ہو کر 3 لاکھ روپے تک آ گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں اسی لیے عرض کر رہا ہوں کہ معزز وزیر خزانہ صاحب کتاب اپنے سامنے رکھیں' شاید وہ اپنے سامنے کتاب رکھنے سے شرما رہے ہیں۔ اگر وہ کتاب رکھیں گے تو انھیں زیادہ سمجھ آئے گی۔ اس کے بعد اسسٹنٹ انجینئرز ہیں' ان کی اسامیاں پچھلے سال اور آئندہ سال کے لیے 12/12 ہیں جبکہ تنخواہیں 24 لاکھ 17 ہزار روپے سے کم ہو کر 16 لاکھ 70 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ آگے جونیئر ریسرچ آفیسرز' اسامیاں ایک جیسی لیکن تنخواہیں 15 لاکھ 84 ہزار روپے سے کم ہو کر 5 لاکھ 8 ہزار روپے رہ گئی ہیں۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سینٹری انجینئر کی ایک اسامی رواں مالی سال کے لیے ہے اور ایک ہی آئندہ مالی سال کے لیے رکھی گئی ہے۔ تنخواہیں 11 لاکھ 82 ہزار روپے سے کم ہو کر صرف 79 ہزار روپے رہ گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! حکومت کس کو بے وقوف بنانا چاہ رہی ہے؟ اس معزز ایوان یا پنجاب کے عوام کو بے وقوف بنانا چاہتی ہے؟ یہ اس معزز ایوان سے' ہم سے صرف انگوٹھا لگوانا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اگر ہم سے یہی کچھ ہی پاس کروانا ہے تو میرے خیال میں تمام رولز کو relax کر کے ان

چار پانچ کتابوں کو میز پہ رکھ کر ہم کو باری باری بلوا کر اس پر ہاتھ رکھواتے جائیں اور منظور کرواتے جائیں۔ جناب چیئرمین! آگے اکاؤنٹس آفیسر کی ایک اسامی ہے' جبکہ تنخواہیں 12 لاکھ 15 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک لاکھ 30 ہزار روپے رہ گئی ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ اس بےچارے نے کیا قصور کیا ہے؟ اس کے بعد سپرنٹنڈنٹس کی اسامیاں ہیں۔ رواں مالی سال اور آئندہ مالی سال کے لیے 8/8 اسامیاں ہیں' جبکہ تنخواہیں 18 لاکھ 61 ہزار روپے سے کم ہو کر 5 لاکھ 85 ہزار روپے ہو جائیں گی۔ اسی طریقے سے سرکل ہیڈ ڈرافٹس مین کی پوسٹیں دو ہیں اور آئندہ بھی وہی دو رہیں گی لیکن تنخواہیں 12 لاکھ 62ہزار روپے سے کم ہو کر 2 لاکھ 54 ہزار روپے ہو جائیں گی۔ تو جب ہم total pay of officers دیکھتے ہیں تو رواں مالی سال کے لیے 55 سیٹیں ہیں اور 55 ہی آئندہ مالی سال کے لیے ہیں لیکن ان کی تنخواہیں 2 کروڑ' 24 لاکھ' 40 ہزار سے کم ہو کر 75 لاکھ ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! اس میں کتنا زیادہ فرق ہے؟ یہ کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے؟ اگر ساری کتاب اٹھا کر دیکھیں تو سارے figures اسی طریقے سے دیئے ہوئے ہیں۔ میں نے پچھلے سال بھی point out کیے تھے۔ ویسے تو ہمیں اخبارات کے ذریعے یہ پتا چلا تھا کہ اس دفعہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بڑی کوشش کی ہے میں اس سلسلے میں اخبار کا ایک تراشہ بھی لے کر آیا ہوں۔ اس میں دیا ہوا ہے کہ "ماہرین کی ٹیمیں تشکیل دینے کا حکومتی دعویٰ جھوٹ نکلا' 23 کلرک پنجاب کا بجٹ بنانے پر لگا دیئے گئے' چھٹیاں منسوخ۔" میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ کہا تھا کہ اگر اسی طرح بجٹ بنانا ہے تو یہ کلرک ہی بنا سکتے ہیں اور انھوں نے ویسے ہی کیا ہے کہ 23 کلرکوں کو بلا کر ان figures کو tally کروایا گیا ہے۔ "بجٹ 1999-2000ء کی تیاری کے لیے گریڈ پانچ کے 23 کلرکوں کے علاوہ گریڈ 11 سے 15 کے 23 بجٹ ایگزامینر بھی نامزد ہو گئے۔ یہ کلرک مختلف محکموں سے آنے والی بجٹ تجاویز چیک کرنے اور گزشتہ بجٹ سے موازنہ کرنے کے بعد تخمینہ لگاتے اور رپورٹیں مرتب کرتے ہیں۔ رپورٹیں واپس محکموں کو جاتی ہیں جہاں سے تصدیق کے بعد ایگزامینر کے پاس جاتی ہیں۔ پُرکشش مراعات لینے والے اعلیٰ افسر صرف دستخط کرتے ہیں۔" جناب والا! جب پُرکشش مراعات لینے والے افسروں نے یہی کچھ کرنا ہے تو پھر اس میں غلطیاں تو اسی طرح رہیں گی۔ "اب رات گیارہ بجے تک بجٹ تیار کرنے والے کلرک کو صرف چار ہزار روپے دیے جاتے ہیں' بیرون ملک مہنگے ترین کورسز کرنے والے افسر خصوصی مراعات enjoy کر رہے ہیں۔" جناب والا! یہ ہے وہ کوشش جو فنانس ڈیپارٹمنٹ

نے کی اور یہ اسی کوشش کا نتیجہ ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ یہ صرف یہیں ختم نہیں ہوتا آپ اسی صفحہ پر آگے دیکھیں گے کہ رواں مالی سال کے لیے اسسٹنٹ کی 35 سیٹیں تھیں اور آئندہ مالی سال کے لیے بھی 35 ہی ہیں لیکن تنخواہیں 62 لاکھ' 68 ہزار روپے سے کم ہو کر 20 لاکھ' 28 ہزار روپے رہ گئی ہیں۔ اسی طریقے سے ڈویژنل اکاؤنٹنٹ کی پوسٹیں وہی ہیں یعنی دو رواں مالی سال میں تھیں اور دو ہی آئندہ مالی سال کے لیے ہیں لیکن ان کی تنخواہیں رواں مالی سال میں 6 لاکھ' 50 ہزار روپے اور اب آئندہ مالی سال میں صرف ایک لاکھ روپے کر دی ہیں۔ مجھے تو اس سے یہی لگتا ہے کہ صرف surplus دکھانے کے لیے یا اپنے figures کو inflate کر کے دکھانے کے لیے یہ figures کم کیے جا رہے ہیں۔ آگے ڈویژن ہیڈ ڈرافٹس مین کی چھ پوسٹیں موجودہ سال میں ہیں اور چھ ہی آئندہ مالی سال کے لیے ہیں لیکن تنخواہ 8 لاکھ' 52 ہزار روپے سے کم ہو کر دو لاکھ 70 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ سینئر سکیل سٹینو گرافرز کی پوسٹیں same ہیں لیکن تنخواہیں 7 لاکھ' 15 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک لاکھ' 44 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ اسی طریقے سے آگے سٹینو گرافرز کی پوسٹیں same ہیں لیکن تنخواہیں 12 لاکھ' 76 ہزار روپے سے کم ہو کر 5 لاکھ' 70 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ آگے سینئر کلرکوں کی پوسٹیں تیرہ کی تیرہ ہیں لیکن تنخواہیں 12 لاکھ' 15 ہزار سے کم ہو کر 5 لاکھ' 40 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ آگے جونیئر کلرکس کی پوسٹیں 45 کی 45 ہیں۔ لیکن تنخواہیں 34 لاکھ 49 ہزار روپے سے کم ہو کر 14 لاکھ 30 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ اسی طریقے سے ڈرافٹس مین کی پوسٹیں 9 کی 9 ہیں لیکن تنخواہیں 10 لاکھ ایک ہزار سے کم ہو کر 3 لاکھ' 40 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ جناب والا! یہ صفحہ نمبر 680 ہے میں معزز وزیر سے گزارش کروں گا کہ یہ پورا صفحہ mark کر لیں کہ اس پورے صفحہ پر inflated figures ہیں جو پچھلے سال بھی دکھائے گئے تھے اور اب اس سال بھی decreased figures دکھائے گئے ہیں۔ جناب والا! اسی طریقے سے صفحہ 681 پر جائیں یہ بھی پبلک ہیلتھ کا ہے۔ یہ چھوٹی پوسٹیں ہیں Ferro Printer ہوتا ہے۔ معزز وزیر خزانہ کو پتا ہو گا کیونکہ اصل میں تو یہ وزیر آب پاشی ہیں اور ان کے اپنے محکمہ میں بھی Ferro Printer ہوتے ہوں گے۔ تو رواں مالی سال میں ان کی تعداد دو ہے اور آئندہ مالی سال میں بھی دو ہے لیکن تنخواہیں 5 لاکھ' 86 ہزار روپے سے کم ہو کر صرف 56 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ لیبارٹری اٹینڈنٹ کی پوسٹیں چار کی چار ہیں لیکن تنخواہیں 6 لاکھ' 30 ہزار سے کم ہو کر 92 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ جناب والا! مجھے بڑی حیرانی

ہے کہ یہ بجٹ کس طریقے سے بنایا گیا ہے؟ اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس بجٹ کی کتاب کو ایک بہت ہی مقدس دستاویز کہا جاتا ہے لیکن یہ وہ sacred document ہے جس کا ہر صفحہ irregularity سے بھرا پڑا ہے۔ آگے ڈرائیور کی پوسٹیں رواں مالی سال میں سات ہیں اور سات ہی آئندہ مالی سال میں ہیں لیکن ان کی تنخواہیں 8 لاکھ 59 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک لاکھ ' 98 ہزار روپے رہ گئی ہیں۔ دفتری پوسٹیں same لیکن تنخواہیں 6 لاکھ 73 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک لاکھ 28ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ نائب قاصد اور اس کے بعد چوکیدار ' خلاصی اور سویپرز ہیں۔ جناب والا! موجودہ سال کے لیے کل پوسٹیں 314 ہیں اور آئندہ مالی سال کے لیے بھی 314 پوسٹیں ہیں لیکن ان کی تنخواہیں 5 کروڑ 62 لاکھ 74 ہزار روپے سے کم ہو کر ایک کروڑ' 70 لاکھ روپے ہو گئی ہیں۔ گویا صرف اس میں 4 کروڑ روپے کا فرق ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ 4 کروڑ روپیہ کہاں show کرنا تھا؟ آپ نے اسے کہاں reflect کرنا تھا کہ آپ نے اتنے decreased figures دکھاتے ہیں؟

جناب والا! اب میں آپ کو صفحہ نمبر 683 پر جانے کی تکلیف دوں گا اس میں سینئر آفیسرز سے شروع ہوتے ہیں۔ سپرنٹنڈنٹ انجینئر' غالباً گریڈ 19 کا آفیسر ہوتا ہے رواں مالی سال میں ان کی پوسٹیں گیارہ تھیں اور آئندہ مالی سال کے لیے بھی گیارہ ہیں لیکن ان کی تنخواہیں 69 لاکھ 95 ہزار سے کم ہو کر 21 لاکھ 40 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ اب یا تو انھوں نے اپنی تنخواہیں خود انحصاری فنڈ میں دے دی ہیں یا پھر حکومت نے ان سے کوئی معاہدہ کر لیا ہے کہ آپ تنخواہیں قسطوں میں لیں۔ اس کے بعد سپرنٹنڈنٹس کی گیارہ پوسٹیں موجودہ مالی سال میں تھیں اور آئندہ بھی گیارہ ہی رہیں گی لیکن ان کی تنخواہیں 58 لاکھ' 25 ہزار روپے سے کم کر کے 10 لاکھ' 5 ہزار روپے کر دی گئی ہیں۔ اسی طریقے سے آگے سرکل ہیڈ ڈرافٹس مین ہیں اور جب ان کا ٹوٹل کرتے ہیں تو موجودہ سال کے لیے بھی اور آئندہ سال کے لیے بھی یہ 33 پوسٹیں ہیں لیکن 99-1998ء میں ان کی تنخواہوں کا ٹوٹل ایک کروڑ ' 85 لاکھ' 33 ہزار روپے بنتا ہے۔ جب کہ آئندہ مالی سال کے لیے صرف 43 لاکھ روپے بنتا ہے۔ اب اس سے آگے اسی صفحے پر اس کا جو ٹوٹل ہے میں پڑھ دیتا ہوں۔ پوسٹیں 421 رواں مالی سال کے لیے اور آئندہ مالی سال کے لیے بھی 421 ہیں۔ لیکن تنخواہیں 5 کروڑ 31 لاکھ 86 ہزار روپے سے کم ہو کر 2 کروڑ روپے رہ گئی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ کوئی چند ہزار یا چند لاکھ کا فرق نہیں' یہ

معاملہ کروڑوں میں چلا گیا ہے اور جب اس سارے کو آپ جمع کریں گے تو یہ اربوں میں چلا جائے گا۔

جناب چیئرمین اب میں آپ کی توجہ صفحہ نمبر 686 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے خیال میں گنا ایسے ہے کہ اس محکمے کے وزیر صاحب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔ وہ بھی یہ دیکھتے کہ ان کے محکمے کے یہ کمالات ہیں یا آیا فنانس ڈیپارٹمنٹ کے کمالات ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کمال ان کے محکمہ خزانہ کا ہو گا۔ کیونکہ بجٹ پیش کرنا محکمہ خزانہ کی ذمہ داری ہے۔ اب اس میں جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروائیں۔ اسسٹنٹ کلرک جمع آڈیٹرز' یہ خود بھی بےچارے آڈیٹرز ہیں لیکن آپ ان کی جب تنخواہیں دیکھیں' تعداد ان کی وہی 266 رہتی ہے لیکن جو تنخواہیں ہیں ان میں remarkable reduction ہو جاتی ہے۔ سب انجینئرز 408 کے 408 ہیں اور ان کی تنخواہیں 26 لاکھ 40 ہزار روپے سے کم ہو کر 16 لاکھ روپے رہ گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ اتنا تضاد ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ محکمہ آخر کرتا کیا رہا ہے؟ حالانکہ پچھلے سال بروقت ان کو نشان دہی کر دی گئی تھی۔ لیکن یا تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ گورنمنٹ کو let down کرنا چاہتے ہیں یا پھر اپنی غلطیاں تسلیم کرنے سے شرماتے ہیں یا اپنی غلطیاں درست کرنے سے شرماتے ہیں۔ یہ 686 پورے صفحے میں آپ جہاں مرضی انگلی رکھ لیں آپ کو اس میں غلطی نظر آئے گی۔ اس کے بعد اسی طریقے سے صفحہ 687 کو دیکھیں' یہ بھی پبلک ہیلتھ کا ہے۔ اس میں سب سے اوپر پٹرول مین ہیں اور ان کی سیٹیں ایک جیسی ہیں۔ یعنی ہر سال کے لیے 26 ہیں۔ لیکن تنخواہیں 5 لاکھ 57 ہزار روپے سے کم ہو کر 4 لاکھ 97 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ حالانکہ گورنمنٹ نے کیا اعلان کیا ہے؟ یہ 25 فی صد تنخواہیں بڑھا رہے ہیں۔ لیکن اگر آپ ساری تنخواہیں جمع کریں تو یہ کئی سو فیصد کم کرتے گئے ہیں۔ اسی طرح سے آگے پلمبر ہیں' یہ چھوٹی چھوٹی پوسٹیں ہیں ہیڈ چوکیدار' سٹور قلی' ڈرائیور روڈ رولرز' کرین آپریٹرز' لیبارٹری بوائز' پمپ ڈرائیورز ان بےچارے ساروں کی تنخواہیں پھر میں عرض کروں گا کہ پتا نہیں کون سے کھاتے میں ڈال دی گئی ہیں۔ ان سب کی تنخواہیں کم کر دی گئی ہیں۔اب اس کے بعد جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت اور وساطت سے حکومت سے کہوں گا کہ وہ اب 690 صفحے پر اپنی توجہ مبذول کرے۔ میں ایک ایک کر کے نہیں بتاتا بلکہ اس صفحے پر جو اسٹیبلشمنٹ چارجز ہیں یہ سارے ہی آپ دیکھ لیں۔ اس میں جو ٹوٹل آفیسرز کی تنخواہ ہے یہ

میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی بھاری کتاب ہے اور یہ کوئی پندرہ کلو کے قریب ہو گی اور میں کافی دیر سے یہ پڑھ رہا ہوں اور یہ پندرہ کلو کی جو کتاب ہے غلطیوں سے بھری ہوئی ہے۔ full of errors اور full of omissions ہے۔ اس میں ٹوٹل pay of officers کو اگر آپ دیکھیں تو 99-1998 میں 56 اور 2000-1999ء میں بھی پوسٹیں 56 ہیں۔ مگر تنخواہیں 1 کروڑ 89 لاکھ روپے سے کم ہو کر 46 لاکھ 42 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! پتا نہیں یہ سارا پیسہ کدھر کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اگلا صفحہ 691 ہے۔اس میں بھی چھوٹے چھوٹے جو ملازم ہیں ان کو بھی نہیں بخشا گیا۔ میں معزز وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ آج وہ خود گھر بیٹھ کر اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنے محکمے پر انحصار نہ کریں۔ گھر بیٹھ کر تسلی سے یہ کتاب اپنے بستر پر رکھ کر ان کے ٹوٹل کرتے جائیں۔ اگر کلکولیٹر ان کے پاس نہیں تو یہ مانگ لیں۔ آپ کو یہ ساری irregularities ہیں' یا errors and omissions ہیں' ان کو نظر آ جائیں گی۔ لیکن جناب چیئرمین آپ کی اجازت سے میں ان کو یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ یہ کتاب ان کے دفتر میں تو موجود ہو گی لیکن گھر پر نہیں ہو گی۔ آج یہ اس کو ساتھ لے کر جائیں اور وہاں جا کر اس کتاب کو پڑھیں۔ اس کے بعد میں آپ کو تکلیف دوں گا صفحہ 983 پر۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف رڈر۔ جناب چیئرمین! انتہائی قابل احترام بھائی قائد حزب اختلاف سید احمد خان منیس آدھے گھنٹے سے تنخواہوں کے سلسلے میں جو غلط اعداد و شمار کی نشان دہی کر رہے ہیں اور یقینی طور پر انھوں نے یہ سارا بجٹ پڑھا ہو گا جس کی یہ نشان دہی کر رہے ہیں اور سامنے سے وزیر خزانہ مسکرا رہے ہیں اور ادھر سیکرٹری خزانہ بھی بیٹھے مسکرا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ دونوں میں سے کوئی ضرور غلط ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ ہاؤس کا وقت ضائع کیا جائے۔ جن لوگوں نے بجٹ بنایا ہے ان سے وقتی طور پر وضاحت لے لی جائے تاکہ وہ اعداد و شمار پڑھ پڑھ کر جو ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں اس سے تو چھٹکارا ہو جائے۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر اتنے ہی fudge قسم کے اعداد و شمار تنخواہوں کے سلسلے میں بجٹ کے ہر صفحے پر درج ہیں' میرے تو خیال میں انھوں نے سارا بجٹ ہی غلط قرار دے دیا ہے۔ اس پر جناب والا! کوئی فیصلہ تو ہونا چاہیے۔ صبح اخبارات میں لوگ پڑھیں گے اور منیس صاحب نے خاص طور پر تنخواہوں کے سلسلے میں جو تنقید کی ہے بجائے اس کے کہ لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جائیں۔ کیونکہ گورنمنٹ نے تو انتہائی مشکلات کے باوجود

معاشی حالات کی خرابی کے باوجود صرف محصول چونگی اور ایکسپورٹ ٹیکس میں 19 ارب روپے پنجاب میں کمی کی ہے۔ جناب سپیکر! تاریخ میں پہلی مرتبہ تعلیم کے میدان میں پانچویں جماعت تک پورے پنجاب میں فری کتابیں بچوں کو دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ رقم 50 کروڑ روپے بنتی ہے۔ اس لیے جناب سپیکر یہ کیسے ممکن ہے کہ 25 فی صد ان لوگوں کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اور پولیس کے جو کانسٹیبلز ہیں ان کی تنخواہیں ایک ہزار روپے بڑھائی ہے۔ یہ پھر کیسے ممکن ہے؟ یہ کوئی مداریوں کا کھیل ہے؟ جناب سپیکر! ایسا ممکن نہیں۔ منیس صاحب بلا جواز تنقید کر رہے ہیں۔ سوا آٹھ بج گئے ہیں اور عنقریب وقت بھی ختم ہونے والا ہے اس کی وضاحت کر دی جائے۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اپنی wind up تقریر میں اس کا جواب دے دیں گے۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کا ایک منٹ لوں گا۔ یہ روایات کے بھی خلاف ہے کہ قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو ہم پوائنٹ آف آرڈر پر ان کو disturb کریں۔ لیکن خواجہ صاحب نے چونکہ بات شروع کر دی ہے تو اس لیے میں ایک مثال آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ ریکارڈ میں رہے اور سارے ہاؤس کو پتا چل سکے قائد ایوان کتنے بجٹ کے بارے میں well informed ہیں۔ جناب والا! ان کی کوئی schooling ہونے والی ہے۔ جو اعلانات حکومت پنجاب نے کیے ہیں، بجٹ میں جو فوری طور پر اعلانات کیے جاتے ہیں وہ ہمیشہ ضمنی بجٹ میں آتے ہیں اور وہ بعد میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اس کو وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں کیوں نہیں لکھے گئے۔ ان کی اس طرح سے schooling ہوئی ہے۔ اب ہم کیا کریں اور ان کو کیا سمجھائیں۔ جب میری باری آئے گی تو میں ساری باتیں کروں گا۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن ان کو کسی سکول میں داخل کروانا پڑے گا تاکہ یہ بجٹ کے بارے میں کچھ سیکھ سکیں۔

جناب چیئرمین، وائنڈ اپ تقریر میں آپ تفصیل سے فرما سکتے ہیں۔ جناب منیس صاحب! ذرا اختصار کیجئے۔ خواجہ صاحب نے بڑی مشکل سے تقریر یاد کی ہے شاید وہ بھول نہ جائیں اس لیے ان کو موقع دینا ہے۔ اس لیے آپ ذرا اختصار سے کام لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! خواجہ صاحب تو بڑے بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ اپنا خزانہ اپنے پاس رکھیں اور جب صبح کو fresh ہو کر آئیں تو fresh باتیں کریں۔

جناب چیئرمین، آپ فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے صفحہ 983 کہا تھا' میرے خیال میں پہلے 980 کو لے لیتے ہیں۔ یہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ جو بات وزیر خزانہ فرما رہے تھے کہ یہ تنخواہیں آئندہ جا کر بڑھیں گی۔ جو باتیں میں نے ان کو بتائی ہیں وہ تو زیادہ تنخواہوں سے پیچھے آئے ہیں اوپر نہیں گئے۔ وہ تو جہاں رواں مالی سال میں 5 کروڑ روپے تنخواہ بنتی تھی وہ ایک کروڑ روپے پر آ گئی ہے۔ میں نے جو point out کیا ہے وہ properly follow نہیں کر سکے یا ان کو چٹ proper نہیں آئی جبکہ بوٹی مافیا کا رواج ابھی تک ختم نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، منیس صاحب! ابھی کٹ موشنز پر بھی بات کرنی ہے پھر وہاں دہرائی بھی ہو گی اور ان باتوں کا بھی تذکرہ ہو گا۔ آپ نے تقریباً ساری کتاب کو point out کر دیا۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر میں باقی صفحات کے نمبرز بتا دیتا ہوں' یہ ان پر توجہ دے لیں۔ پھر Annual Development Programme کا جو انھوں نے اعلان کیا ہے میں اس کی طرف آتا ہوں۔ صفحہ نمبر 980, 981, 983 اور 984 ہیں۔ ان کو ذرا یہ دیکھ لیں۔ کیونکہ صفحہ 981 پر پوسٹیں 1 کروڑ 12 لاکھ 70 ہزار روپے کی تنخواہیں کم ہو کر 82 لاکھ 80 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ اور پھر صفحہ 983 پر اسی طریقے سے ہے اس میں بھی تنخواہیں 94 لاکھ 14 ہزار روپے سے کم ہو کر 69 لاکھ 25 ہزار روپے ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ نے بجا فرمایا ہے۔ لیکن میں صفحہ نمبر 984 کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا جہاں تنخواہوں کا میزان 2 کروڑ 27 لاکھ 80 ہزار روپے سے کم ہو کر 1 کروڑ 73 لاکھ 52 ہزار روپے ہو گیا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اپنے ڈیپارٹمنٹ سے یا خود اس کو چیک کروا لیں۔ جناب والا! حکومت نے جو وائٹ پیپر جاری کیا ہے میں اس کی طرف آتا ہوں۔ اس کا مطالعہ بھی کسی تفریح سے کم نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب اور ایوان کی توجہ اس طرف دلاؤں گا۔ صفحہ 19 ہے۔ یہاں ایگریکلچر کی جو contribution ہے 'towards provincial tax receipts, وہ اس میں ذکر کیا گیا ہے۔ میں چاہوں گا کہ یہ چند لائنیں بھی میں پڑھ دوں۔ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ شاید ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یا اس سے تعلق رکھنے والے کاشت کار کم ٹیکس دیتے ہیں۔ اس میں انھوں نے خود ہی فرمایا ہے کہ

The main contributions in direct taxes comes from tax from agriculture and land revenue.

اس میں اب کاٹن فیس کا بھی دیا ہوا ہے اور ایگریکلچر ٹیکس کا بھی دیا ہوا ہے۔ It is huge amount اب میں جو بات یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بجٹ تقریر میں وزیر خزانہ نے سٹیمپ ڈیوٹی کم ہونے کا فرمایا تھا۔ اب مجھے یہاں جو نمبرز نظر آ رہے ہیں جو کہ لاکھوں میں ہیں۔ 99-1998ء میں 3375.00 ملین۔ پھر یہ انھوں نے revise کیا 3764.743 اور اب جس کو یہ کہہ رہے ہیں کہ کمی ہو جائے گی وہ یہاں 1999-2000 میں 400.00 reflect کیا گیا۔ یعنی پہلے سے بھی زیادہ اس کی receipts show کی گئی ہیں۔ اس کے لیے بھی میں گزارش کروں گا کہ وزیر خزانہ ہمیں بتائیں۔ جب کہ آپ نے تو کم کرنے کا کہا تھا یہ زیادہ کیسے ہو گئیں۔ اب میں جناب والا! Annual Development Programme کے بارے میں عرض کروں جو کہ صفحہ 63 پر ہے۔ پہلے میں عرض کروں کہ جو last year کا ADP تھا وہ یہاں اس معزز ہاؤس میں 17 ملین کا بتایا گیا تھا۔ میں نے اس وقت بھی بتایا تھا کہ ہاؤس میں آپ ایسی چیز کا اعلان کیا کریں کہ بعد میں اس میں تخفیف نہ کرنی پڑے۔ آپ سوچ سمجھ کر نمبرز دے دیا کریں۔ جیسے میں نے پہلے پرفارمنس بجٹنگ کے بارے میں بات کرتے ہوئے بتایا کہ ڈیپارٹمنٹس inflated figures ایوان کو بھی ظاہر کرتے ہیں اور عوام کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہاں ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے وہاں عوام کا استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ ان کو غلط نمبرز بتائے جاتے ہیں۔ اور پھر بجٹ کے بعد فوراً ہی economy cuts شروع ہو جاتے ہیں۔ اور economy cuts کبھی ten percent کبھی twenty percent which can go on جتنا بھی حکومت چاہتی ہے۔ پھر بتایا گیا کہ جی current year کا جو ADP ہے وہ 15 ملین رہ گیا اس میں 2 ملین کی reduction ہو گئی ہے۔ اب جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی utilization کتنی ہے تو مجھے ان کتابوں میں کہیں نظر نہیں آئی۔ میں جناب والا! آپ کی وساطت سے جناب وزیر خزانہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ اس کی جو utilization ہے وہ ہمیں ضرور بتائیں کہ کتنی ہوئی۔ کتنا پیسہ آپ کے پاس تھا اور divisible pool سے کتنا پیسہ ملا تھا' اس میں کتنی کمی ہو گئی کیا آپ کو وہ حصہ پورا ملا تھا یا نہیں وہ حصہ ملنے کے بعد اس میں reduction کتنی ہوئی۔ اور آپ نے یہاں سے جو releases دیں یا آپ نے یہ جو 17 بلین کا ADP بنایا تھا اس میں utilization کتنی ہوئی۔ چاہے وہ 15 بلین ہو گیا تھا تو اس کی utilization کتنی تھی؟ اب یہ ایک عجیب طریقہ بنایا گیا ہے کہ بجٹ announce کرتے وقت ایک amount کو announce کر دیا جاتا ہے۔ اور میں عرض کروں گا کہ

موجودہ مالی سال میں حکومت نے جو ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنائی ہیں اور ان کے نوٹیفکیشن میں لکھا ہوا ہے کہ اس کے ممبر صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران ہوں گے۔ پتا نہیں غلطی سے اس میں یہ دے دیا گیا ہے کیوں کہ تمام ممبران میں اپوزیشن کے لوگ بھی آ جاتے تھے لیکن میں ریکارڈ کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے ممبران کو کوئی فنڈز نہیں دیے گئے بلکہ اس بجٹ میں 1999-2000ء کے لیے جو ترجیحات بنائی گئی ہیں اور جو اعلان کیا گیا ہے اور مختلف ڈویژنوں کی میٹنگز ہوتی رہی ہیں اور انہوں نے اس میں خود کہہ دیا ہے کہ،

Development priorities have been determined in consultation with the elected representatives.

Elected Representatives میں تو ہم اس طرف بیٹھنے والے بھی آتے ہیں لیکن ہم سے کسی نے consultation نہیں کی اور میرے خیال میں نہ ہی کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کا ذکر کروں اس میں دیا ہے،

To decentralize the planning process District Development Committees have been recreated with the powers to identify, approve and implement projects worth Rs 5 million.

جناب چیئرمین! یہ بتا رہے ہیں کہ ہم نے کرنٹ تعداد بڑھا دی ہے لیکن اس میں چونکہ All Members تھا اس میں بھی اپوزیشن کی جانب سے جو سکیمیں identify کی گئی تھیں، اس میں ہمیں کوئی حصہ نہیں دیا گیا۔ اور اب جب یہ سال ختم ہونے کو ہے تو میں حکومت کی جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ میری اطلاع کے مطابق فنڈز کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس پیسہ نہیں تھا تو یہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کو بارہا سرکلرز جاری کرتے رہے ہیں، criteria تبدیل کرتے رہے ہیں۔ اور ان criteria کے بارے میں ابھی ایک، دو ماہ پہلے تک سرکلرز جاری ہوتے رہے ہیں اس لیے کہ ان منصوبوں میں تاخیر ہو اور وہ شروع نہ ہو سکیں، کیوں کہ ان کے پاس پیسہ نہیں تھا۔ جناب چیئرمین! اب موجودہ اے ڈی پی میں انہوں نے اس کا حجم 15 بلین بتایا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ فرما دیا ہے کہ Estimated Resources Availability of 13 Billion اب اس کا حجم تو 15 بلین بتا دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل 13 بلین کے ہیں اور اس 13

بلین میں بھی کہہ رہے ہیں کہ، 100 Million will be met from deposit account of Town Development Schemes. یعنی یہ بتا رہے ہیں کہ ان کے پاس 12 بلین موجود ہیں۔ اور صفحہ 63 پر ٹیبل Annual Development Programme 1999-2000 میں انہوں نے جو provincial contribution کا ذکر کیا ہے۔

Transfer form the Current Budget	90.230 Million
Savings	617 874 Million
TOTAL: (A)	708.104 Million

اب B-Federal Assistance ہے۔

Cash Development Loans (SAP)	4167.200 Million
Cash Development Loans (Non-SAP)	1659.696 Million
TOTAL.	5826.896 Million

اب آگے C- Foreign Assistance ہے۔

Loans	3932 000 Million
Multi Doners Re-imbursement	2500 000 Million
GRAND TOTAL A,B & C	13100.000 Million

جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پھر انھوں نے یہ بتا دیا ہے کہ to be met from deposit account of Town Development Scheme۔ جناب چیئرمین! اب دیکھنا تو یہ ہے کہ انہوں نے جو کچھ اعلان کیا ہے اس کے ساتھ ہی ابھی بتاتے جا رہے ہیں کہ ہمارے پاس تو وہ وسائل نہیں ہیں تو یہ وہ وسائل کہاں سے لائیں گے؟ یا بعد میں ٹیکسز لگانے کا کوئی ارادہ ہے۔ منی بجٹس تو آتے ہیں' یہ تو ایک رواج پڑ گیا ہے۔ تو بجٹ تقریر میں صرف یہی بات کہنی تھی کہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے جو کہ وہ ٹیکس فری نہیں ہے' اس میں بھی ٹیکسز ہیں۔ لیکن یہ وسائل اور کہاں سے پورے کریں گے تو لہذا پتا یہ چلا کہ یہ 3 ارب روپیہ انھوں نے ٹیکسوں سے وصول کرنا ہے اور نہ جانے یہ کون سے ٹیکسز لگانا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! تو میں یہی عرض کروں گا کہ ہاؤس کے سامنے وہی کچھ پیش کریں اور وہی

کچھ اعلان کریں جس پر ان کی realistic approach ہو۔ یہ جتنا چھپا کر کریں گے اس میں ان کی نیک نامی نہیں ہے' وہ بدنامی کی کیٹیگری میں آتا ہے۔

جناب چیئرمین! انھی کتابوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ current financial year میں Federal Divisible Pool سے جو پیسہ آیا تھا اس میں خاصی reduction ہو گئی' تقریباً 6 بلین کی reduction تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اس میں Federal Divisible Pool سے جو پیسہ شامل کیا ہے' غالباً اس میں بھی ضرور کمی آئے گی۔ اور ویسے تو میں سمجھتا ہوں کہ وفاق میں وزیر اعظم صاحب اور یہاں صوبے میں وزیر اعلیٰ دونوں سگے بھائی ہیں اور ان کی کافی کوآرڈینیشن ہے۔ بلکہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہی اکثر وفاق کے معاملات کو چلا رہے ہیں تو ان کو تو ایک بڑی definite figure دے دینی چاہیے۔ کافی آگے دیکھ کر کہ ان کے پاس کیا کچھ ہے' صوبوں کو کیا کچھ دیں گے اور خاص طور پر یہ پنجاب کو کیا کچھ دیں گے اور انہوں نے کیا کچھ کاٹنا ہے۔ یہ صرف Jugglery of figures ہے جو کہ ہمیں بجٹ اور بجٹ تقریر میں پیش کر دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے یہاں بجٹ پر اور performance budgeting پر جو کچھ عرض کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے یہ چاہوں گا کہ آنر ایبل وزیر خزانہ جب اپنی winding up speech کریں تو وہ ان تمام چیزوں کو ضرور touch کریں تاکہ یہ ہمارے نالج کے لیے بھی ہو کیوں کہ We are non-technical اور Neither we have any technical staff. لیکن ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ حکومت نے جو کچھ پیش کیا ہے اس میں نشان دہی کریں اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت صحیح راستے پر چلے' معزز ایوان اور معزز عوام کو دھوکے میں نہ رکھے۔ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کو کر کے دکھائیں۔

جناب چیئرمین! میں اس کے ساتھ ہی آپ کا نہایت ہی ادب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان شاء اللہ باقی باتیں کٹ موشنز پر ہوں گی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ اب تقریباً 20 منٹ باقی ہیں تو میرا خیال ہے کہ کوئی دو یا تین مقرر بول سکتے ہیں۔ تو پہلے یہ فیصلہ کر لیا جائے کہ ایک مقرر کتنا وقت لے گا۔ 5 منٹ کافی ہے۔

آوازیں، 10 منٹ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب چیئرمین! آپ کے پاس روزانہ جتنی مقررین کی لسٹ آئے اس کے مطابق ٹائم کی تقسیم کر دیا کریں۔ اگر لسٹ تھوڑی ہے تو ٹائم زیادہ دے دیں اور اگر لسٹ لمبی

ہے تو پھر ٹائم کم کر دیں۔

جناب چیئرمین، بہرحال پانچ سے سات منٹ تک چلتے ہیں۔ تو سب سے پہلا نام جناب زاہد محمود گورایہ کا ہے۔ بسم اللہ کیجیے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، (پی پی - 51)، جناب چیئرمین! اس سے پیشتر کہ میں اپنے عاجزانہ خیالات کا اظہار بجٹ 2000-1999ء سے متعلق کروں۔ سب سے پہلے میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب' میاں محمد شہباز شریف صاحب کا پورے پنجاب بھر کے عوام کی طرف سے اور اپنی طرف سے بے حد شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے نہایت ہی کٹھن اور مشکل حالات کے پیش نظر ایک perfect بجٹ پیش کیا۔ یہ بجٹ ایک حقیقت پسند بجٹ ہے' ایک عوام دوست بجٹ ہے اور اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز محنت کی گئی ہے۔ اس کی افادیت اور اہمیت سے کسی کو انکار نہیں۔ اس بجٹ کے حوالے سے ابھی اپوزیشن لیڈر نے تنقید برائے تنقید کے طریق کار کو اپناتے ہوئے بجٹ کی ایک ایک شق میں سے کیڑے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے نہایت افسوس ہوا کہ انھوں نے کیوں ان نکات کی تعریف کی اور انھیں کیوں نہیں سراہا جو کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے bold steps لیے ہیں۔ جس طرح کہ ضلع کونسلوں میں سے ضلع ٹیکس کا خاتمہ ہے' کارپوریشن میں سے محصول چونگیوں کا خاتمہ ہے۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک قانون ساز فیصلہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان ٹیکسوں کی وجہ سے پورے پاکستان میں تقریباً 20 ارب روپے اکٹھے ہوتے تھے۔ جب کہ لوگوں سے جگا ٹیکس کی صورت میں تقریباً 80ارب روپیہ وصول کیا جاتا تھا۔ یہ پاکستان کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی تھی' ناانصافی تھی' یہ بدمعاشی کا کلچر تھا' کلاشنکوف کے ذریعے لوگوں کی عزت نفس کو مجروح کر کے ان سے یہ جگا ٹیکس لیا جاتا تھا۔ لہٰذا میں اپنی طرف سے اور پورے پنجاب کے عوام کی طرف سے ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے حصے میں یہ بات آئی ہے کہ آج الحمدللہ پاکستان مسلم لیگ نے جو بجٹ پیش کیا ہے' یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ اٹھ کر چلے گئے ہیں کہ انھوں نے یہ نکات کیوں نہ discuss کیے کہ آج پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے جو دوسرا بڑا قدم اٹھایا ہے اور سٹیمپ ڈیوٹی جس کی شرح پہلے 17 فی صد تھی اس میں کمی کر کے اسے تقریباً 5 فی صد کر

دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج سے پہلے 1993ء میں جب پاکستان مسلم لیگ کی حکومت تھی تب بھی پاکستان مسلم لیگ نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا تھا اور آج بھی الحمدللہ جب 1997ء میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت بنی اور اب 1999ء کا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے اور اس بار پھر پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے ہی سرکاری ملازمین کے ساتھ ہمدردی کا سلوک روا رکھتے ہوئے ان کی تنخواہوں میں 20 سے 25 فی صد اضافہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ بات کہوں گا کہ یہ لوگ ہنودیت کا شکار کیوں ہیں؟ یہ لوگ سچ کو سچ کیوں نہیں کہتے؟ دن کو دن اور رات کو رات کہنے سے کیوں کنارا کشی کرتے ہیں؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب---

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ رہنے ہی دیں کوئی بات نہیں کئی باتیں منیس صاحب نے کی ہیں ان شاء اللہ صبح آپ بھی کریں گے ۔ جوان آدمی ہیں اور پہلا موقع ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین میری گزارش یہ ہے کہ wind up speech تو وزیر خزانہ کریں گے۔ جو انھوں نے wind up کرنا ہے۔ جو care taker وزیر خزانہ ہیں یا کام چلاؤ وزیر خزانہ ہیں انھوں نے wind up کرنا ہے۔ اور جو جو points اپوزیشن کی طرف سے آئیں گے انہوں نے جواب دینے ہیں۔ گورایہ صاحب اپنی رائے بجٹ کے بارے میں دیں تاکہ ان کی رائے اس ہاؤس میں آئے وہ پڑھے لکھے آدمی ہیں اور ہمیشہ بڑی خوب صورت بات کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے یہ بات شروع کر دی جو کام چلاؤ وزیر خزانہ نے یہاں winding up speech میں کرنی ہے تو پھر ان کے پاس کوئی مواد نہیں رہے گا۔ میں یہی بات آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ یہ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

جناب چیئرمین، شکریہ---جی گورایہ صاحب!

وزیر خوراک، جناب چیئرمین! اپوزیشن والے ایک بڑی غلط روش پر چل پڑے ہیں۔ میں صرف آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کو کون سا سرٹیفکیٹ چاہیے کہ یہ وزیر خزانہ ہیں۔ یہ

ایک طریق کار ہے کہ ایک نوٹیفکیشن ہوتا ہے اور باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ ان کے پاس وزارت خزانہ کا قلم ہے صرف یہی نہیں کہ ڈنگ ٹپاؤ' چالو کام ہے۔ یہ ساری چیزیں غلط ہیں۔ چالو وزیر خزانہ' یہ الفاظ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کے decorum کے خلاف ہیں۔ موٹی سی بات ہے کہ جس وقت انھوں نے بجٹ پیش کیا تو وزیر اعلیٰ نے باقاعدہ ان کا نوٹیفکیشن کیا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ درست فرماتے ہیں۔ تشریف رکھیے۔

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے عارضی طور پر نوٹیفکیشن کیا ہے۔ ان کو چارج دیا گیا ہے۔ اس میں care taker کا آپ مطلب نکال دیں۔ اس کا مطلب کام چلاؤ ہی نکل سکتا ہے۔ اس میں کوئی غصے والی بات نہیں۔ وزیر خزانہ جو بیٹھے ہیں' ان کو میری بات پر غصہ نہیں آتا اور ہمیں ان کی بات پر غصہ نہیں آتا۔ میں نے ان کے بارے میں کہا ہی نہیں۔ میں نے وزیر خزانہ کے بارے میں کہا ہے۔

جناب چیئرمین، خان صاحب' تشریف رکھیں۔ جی' گورایہ صاحب۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے جناب سعید اکبر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پانچ گھنٹے تک قائد حزب اختلاف کی تقریر سنی ہے۔ یہ تھوڑا سا صبر کا مظاہرہ کریں' ان شاء اللہ میں بجٹ کے خدوخال پر تفصیل سے بحث کروں گا۔ اگر آپ مہربانی فرماتے ہوئے مجھے کچھ ٹائم دیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ بجٹ پر بات کریں' direct مجھ سے بات کریں اور کسی کا نام نہ لیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب چیئرمین! اس بات میں ذرا بھی شک کی گنجائش نہیں کہ یہ ایک ترقی پسند سوچ کا حامل بجٹ ہے۔ یہ حقیقت پسند بجٹ ہے۔ جس دن ہمارے لیڈر جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا تیار کردہ بجٹ پنجاب کے عوام نے ریڈیو پر سنا' ٹیلی ویژن پر دیکھا اور اگلے دن اخبارات میں پڑھا تو اس کے بعد اگلے دن جب میں اپنے حلقے کے عوام کے پاس گیا۔ ان سے ان کی رائے پوچھی کہ موجودہ بجٹ جو پیش ہوا ہے' اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ اس پر وہاں پر موجود ایک نائی تھا' ایک تانگہ بان تھا' ریڑھی بان بھی تھا کاشت کار بھی تھا' غیر کاشت کار بھی تھا' ان سب لوگوں نے دل کھول کر پنجاب کے بجٹ کو سراہا اور یہ بات مجھے کہی کہ آپ ہماری بات جا کر اسمبلی کے ایوان میں وزیر اعلیٰ پنجاب تک پہنچائیں' ان کا وزیر خزانہ صاحب کا اور ممبران کا بھی

شکریہ ادا کریں جن کی باہمی مشاورت کے ساتھ یہ بجٹ بنا۔ اس لیے میں ان کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! آج میں بجٹ 1999-2000ء کے بنیادی خدوخال کے متعلق ایک طائرانہ نظر پیش کروں گا جو کہ اعداد و شمار کے ساتھ بات ہو گی۔ پہلی بات یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کے لیے موجودہ بجٹ میں 29.89 بلین روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑی رقم ہے۔ یہ تقریباً 30 ارب روپیہ بنتی ہے۔ تعلیم کی اہمیت اور افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ آج اگر ہم نے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہونا ہے تو ریٹ بڑھانا ہے اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پنجاب کا لٹریسی ریٹ تقریباً 38 فی صد ہے اور پورے پاکستان کا لٹریسی ریٹ تقریباً 30 فی صد ہے لہٰذا انھوں نے دل کھول کر فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایجوکیشن کو سب سے زیادہ فنڈز دیے تاکہ پاکستان میں تعلیم کو بہتر بنایا جائے' پاکستان کا مستقبل سنوارہ جائے' پاکستان میں ترقی اور خوش حالی کی نئی راہیں تلاش کی جائیں۔ جناب چیئرمین! اس کے علاوہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں تعلیم کے لیے 1.73 بلین روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ وہ رقم ہے جو ناقص سکولوں کی چار دیواریوں کے لیے' چھتوں کے لیے ان کی repair اور maintenance کے لیے رکھی گئی ہے تاکہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں جو مسائل ہیں ان کو بھی حل کیا جائے۔ پاکستان مسلم لیگ کا ایک اور سب سے بڑا کارنامہ جو اس بجٹ میں نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ دنیا کی بین الاقوامی شہرت رکھنے والی سافٹ ویئر کمپنیاں اور ریکل انفرمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے 9 بلین روپے کی سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ جناب چیئرمین! آج ہم گلوبل ویلج کی بات کرتے ہیں۔ آج انٹرنیٹ کی بات ہوتی ہے۔ آج ترقی یافتہ ممالک کی پیروی کرنے کے لیے باتیں ہو رہی ہیں۔ لہٰذا اگر ہم نے ترقی کی منازل طے کرنی ہیں تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی کو بہتر طریقے سے introduce کروایا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کریڈٹ بھی پاکستان مسلم لیگ کو جاتا ہے اور میں شیر پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کارکردگی کو داد دیتے ہوئے بات کروں گا کہ یہ پہلی بار دنیا کی سب سے بڑی کمپیوٹرائزڈ کمپنی ہے جو پاکستان میں 9 بلین روپے کی سرمایہ کاری کر رہی ہے۔ جس کی بدولت پاکستان میں سافٹ ویئر تیار کیے جائیں گے۔ پاکستان کے نوجوانوں کو ٹریننگ دی جائے گی اور ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا جو سافٹ

ویئر کی تیاری میں خود انحصاری کے عمل پہ گامزن ہے اور وہ خود اپنے ملک میں سافٹ ویئر تیار کر کے ایکسپورٹ کر رہا ہے اور اس کو ایک بھاری زرمبادلہ مل رہا ہے۔ جب کہ پاکستان اس کام میں کافی حد تک پیچھے تھا۔ ان شاء اللہ میں امید کرتا ہوں کہ پاکستان بھی اس فیلڈ میں ترقی کی راہوں پہ گامزن ہو گا اور پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کو چار چاند لگیں گے۔ جناب چیئرمین! اسی طرح مالی بجٹ میں محکمہ مال کے ریکارڈ کو مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لیے 3 سو بلین روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ ایک بھاری رقم ہے۔ آج سے پہلے اگر محکمہ مال کے ریکارڈ کو دیکھا جائے تو فرسودہ قسم کے گھسے پٹے رجسٹر موجود ہوں گے' ان پر ریکارڈ لکھا ہو گا یا کپڑے کے اوپر محکمہ مال نے اپنا ریکارڈ اندراج کیا ہو گا۔ کمپیوٹرائزڈ سسٹم آزمائشی طور پر ایک دو جگہ پہ کیا گیا تھا اور اللہ کے فضل و کرم سے یہ پچھلے سال مسلم لیگ کے دور میں ہی کیا گیا اور یہ بڑا کامیاب تجربہ رہا ہے۔ امید کرتا ہوں کہ یہ جو کمپیوٹرائزڈ سسٹم کرنے کے لیے 3 سو ملین روپے رکھے گئے ہیں اس سے محکمہ مال کا ریکارڈ مزید accurate اور بہتر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ محکمہ صحت کے لیے 7.50 بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ بات بڑی واضح ہے کہ "جان ہے تو جہان ہے"۔ اگر صحت ہے تو سب کچھ ہے۔ خوش حالی بھی ہے۔ انسان کا کام کرنے میں بھی دل لگے گا۔ اس لیے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہمارے معزز ممبران کی باہمی مشاورت سے طے پایا کہ محکمہ صحت کو مزید بہتر کیا جائے۔ اس لیے محکمہ صحت کی مد میں مزید فنڈز رکھے گئے ہیں۔ تاکہ پہلے سے پرفارمنس بہتر بنائی جائے۔ جو مریض ایمرجنسی میں آئیں ان کا چوبیس گھنٹوں کے دوران جو پہلا علاج کیا جائے گا وہ بغیر پیسوں کے ہوگا' ان سے پیسے نہیں لیے جائیں گے۔ جناب والا! اس طرح یہ بھی ہماری حکومت کو ایک بہت بڑا کریڈٹ جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صوبہ پنجاب میں مزید 64 ہومیو پیتھک ڈسپنسریاں اور بنیادی صحت کے مراکز تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ یہ چیز پہلی دفعہ دیکھنے میں آئی ہے کہ ہومیو پیتھک طریقہ علاج ایک نہایت ہی effective طریقہ علاج ہے اور سستا علاج ہے۔ عام آدمی کے لیے approachable ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے ایک بھاری رقم مختص کی ہے تاکہ دیہاتوں میں بھی ہومیو پیتھک دوائیاں introduce کروائی جائیں اور وہاں سے بھی لوگ اس طریقہ علاج سے مستفید ہو سکیں۔

پاکستان کی 80 فی صد آبادی کا انحصار زراعت پہ ہے جو دیہاتوں میں رہتے ہیں اور اس بجٹ

میں، جس کی وضاحت میں بعد میں کروں گا کہ زراعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور جناب چیئرمین! اگر اس ریڑھ کی ہڈی کو بار بار جھٹکے لگیں گے تو اس کے مہرے کمزور ہو جائیں گے۔ جب اس کے مہرے کمزور ہو جائیں گے تو یہ اپنی موت آپ مرنا شروع ہو جائے گی جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے اور جناب والا! اب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس خستہ حال زراعت کو طاقت ور انجکشن دینا شروع کر دیے ہیں اور high potency tablets بھی دینا شروع کر دی ہیں جو کہ بے شمار فنڈز کی صورت میں ہیں۔ ان شاء اللہ زراعت کا شعبہ اپنے پاؤں پہ کھڑا ہو جائے گا بلکہ پہلے سے بہت بہتر ہے۔ جیسے ٹیلوں پہ پانی کی رسائی، pestisides میں جو ملاوٹ تھی وہ ختم کی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے بے شمار ایسے اقدامات کیے ہیں۔ اگر آپ ٹائم دیں تو جس طرح سعید منیں صاحب نے بات کی ہے میں بھی دس گھنٹے یہاں پر کھڑا ہو کے بات کروں گا۔ جو پاکستان مسلم لیگ نے کارنامے انجام دیے ہیں۔ لیکن بوجہ وقت کی مجبوری میں تھوڑا سا wind up کرتا جاؤں گا۔

جناب چیئرمین! چونکہ پاکستان اسلامک ویلفیئر سٹیٹ ہے اور اسلامک ویلفیئر سٹیٹ کا اولین فرض یہ ہے کہ لوگوں کے جان، مال، عزت اور آبرو کا تحفظ کرے۔ لہذا یہ کام چونکہ ایڈمنسٹریشن نے کرنا ہوتا ہے اور یہ پولیس کی اولین ڈیوٹی میں شامل ہوتا ہے اور اس چیز کو دیکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس ریفارمز شروع کی ہیں جن میں ایلیٹ فورس کا قیام شامل ہے۔ اس کے علاوہ موجودہ بجٹ میں ایک عام کانسٹیبل کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے اس کی بنیادی تنخواہ میں ایک ہزار روپیہ اضافہ کر دیا ہے جو کہ ایک بہت بڑا اضافہ ہے۔ تاکہ وہ لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرنے کے لیے اپنا تن، من، دھن تک قربان کر دے۔ اس کے ساتھ ہی جناب وزیر اعلیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ گو کہ ہم نے ہزار روپیہ اضافہ کیا ہے جو کہ فی الحال ناکافی ہے۔ لیکن چونکہ مالی مشکلات ہیں، حالات ہی ایسے ہیں، دشواریاں ہیں، مسائل ہیں۔ ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بجٹ میں بھی ان کے لیے پیکج دیں گے۔ جناب چیئرمین! غریبوں کے ساتھ ہمدردی ہمیشہ سے پاکستان مسلم لیگ کا شیوہ رہا ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ پچھلے بجٹ میں بھی وزیر اعلیٰ پنجاب نے فوڈ سٹیمپ سکیم کا اجراء کیا جس سے بے شمار لوگوں کو فائدہ ہوا۔ اس بار بھی سکیم کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے 1.30 بلین روپے کی رقم فوڈ سٹیمپ سکیم کی مد میں رکھی گئی ہے تاکہ ایک غریب آدمی کو اگر ہم زیادہ فائدے نہیں دے سکتے تو کم از کم اس کے آنسو تو پونچھ سکیں، اس کو دلاسہ تو دے

سکیں۔ کم از کم اس کو گلے سے لگائیں کہ ہم تمہارے ہیں اور تمہارے لیے کچھ کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس طرح کے بے شمار اقدامات بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ اگر تعریف کی جائے تو ان شاء اللہ اس پر دس پندرہ گھنٹے باتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن میں مختصر دوسرے بھی پوائنٹ discuss کرتا جاؤں گا۔

اس کے علاوہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے پندرہ بلین روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ 9.53 بلین روپے 1737 جاری ترقیاتی سکیموں کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کا 71.2 فی صد دیہی ترقی کے لیے مخصوص ہو گا۔ جناب چیئرمین! یہ جو رقم دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے 71.2 فی صد ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ آبادی کا تناسب بڑھنے کی وجہ سے رورل ایریا میں سے لوگوں نے شہروں کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس کی بدولت شہروں میں مسائل بڑھے۔ مسائل بڑھنے سے بے روزگاری بڑھی اور قتل و غارت عام ہوئی۔ لہٰذا پاکستان مسلم لیگ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ترجیحات میں یہ بات ہے کہ زیادہ سے زیادہ فنڈ رورل ڈویلپمنٹ کے لیے دیے جائیں تاکہ لوگ گاؤں کی طرف سے شہروں میں ہجرت کرنا چھوڑ دیں اور وہاں پہ ان کو زندگی کی تمام سہولتیں میسر کی جائیں۔

جناب چیئرمین: آپ دو منٹ میں wind up کر دیں گے۔ دو منٹ میں، پانچ منٹ میں کتنے منٹ میں wind up کر دیں گے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: بس ابھی دو چار منٹ میں wind up کر دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پانچ منٹ تک وقت بڑھایا جاتا ہے۔ اور دو منٹ میں آپ wind up فرمالیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب چیئرمین! یہ بجٹ کن خطوط پر متعین کیا گیا اس کی غرض و غایت اور مقاصد کیا ہیں، اس سلسلے میں، میں قرآن پاک کی سورۃ یٰسین کی آیات نمبر 33، 34 اور 35 کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آیات کا ترجمہ یہ ہے،

"ان کے لیے علامت ہے مردہ زمین جس سے ہم نے حیات نو دی اور اس میں سے اناج اگایا جو وہ کھاتے ہیں اور اس مردہ زمین میں سے ہم نے کھجور اور انگور کے باغات پیدا کیے اور اس مردہ زمین پر ہم نے پانی کے چشمے پیدا کر دیے

تاکہ لوگ زمین کے پھل کھائیں۔ یہ انسان کا کمال تو نہ تھا اور اس پر انسان خدا کا شکر بجا نہیں لاتے"۔

جناب والا! سورۃ یٰسین کا میں نے ابھی ترجمہ کیا۔ مردہ زمین کی اصطلاح قرآن پاک میں بار بار استعمال ہوئی ہے اور یہ اس ضمن میں اصطلاح کا استعمال کیا گیا ہے کہ انسان کی روحانی اور اخلاقی حیات نو کی جائے۔ یہاں پر انسان کی روحانی اور اخلاقی حیات نو کی مثال سے اس کو جوڑا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ زمین جو مردہ ہو چکی ہے اگر میں اس میں اپنی رحمت کے ناتے، اپنے رحمت کے صدقے اس میں سے اناج پیدا کر سکتا ہوں، اس میں سے چشمے پیدا کر سکتا ہوں، اس میں سے باغات پیدا ہو سکتے ہیں تو یہ پاکستان اور پاکستانی معاشرہ، یہ پنجاب کا صوبہ جہاں پر پچھلے دور میں پنجاب کی معیشت مردہ ہو چکی ہے یہاں پر جرائم اپنے عروج پر تھے۔ قتل و غارت تھی، بے رحمی تھی۔ لوٹ کھسوٹ تھی کسی کی عزت نفس محفوظ نہ تھی اور اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ بھی سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ جب پاکستان مسلم لیگ نے حکومت سنبھالی تو یہ چیزیں پاکستان مسلم لیگ کو ورثے میں ملیں ہم نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے صدق دل کے ساتھ کوشش کرنا شروع کر دی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید کی کرن ہمیں نظر آ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کی تھوڑی سی وضاحت اس طرح کروں گا کہ ایک کسان جب بڑی محنت کے ساتھ زمین میں ہل چلاتا ہے، اس میں اعلیٰ کوالٹی کا بیج ڈالتا ہے اور ایک اُمید کے سہارے اپنے گھر واپس جاتا ہے کہ ان شا اللہ اس سے بہتر فصل ہو گی، میرے گھر میں خوش حالی آئے گی، میرے خاندان میں خوشیاں بانٹی جائیں گی۔ اسے امید تو ہوتی ہے لیکن اسے یقین نہیں ہوتا۔ آج ہم نے بھی اس امید کا بیج اس دھرتی میں بو دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اب ہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی۔ ہماری direction صحیح ہے، ہماری نیت ٹھیک ہے، ہماری سمت کا تعین ٹھیک ہے ہم اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! ہم نیک نیتی کے ساتھ یہ سارے کام کر رہے ہیں تو ہماری مدد فرما اور ان شا اللہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ دن ضرور آئے گا جب اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول فرمائے گا اور اس دھرتی میں خوش حالی پھر سے آئے گی۔ اس کے ساتھ ہی جناب چیئرمین! میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آج کھلی کچہری میں خواجہ صاحب کا کوٹہ پورا نہیں ہوا۔ وہ تقریر تو کل کریں گے۔ ان سے گزارش ہے کہ ایک دو شعر سنا دیں پھر ہاؤس کو adjourn کریں۔ جی خواجہ

صاحب!

خواجہ ریاض محمود ، جناب والا! کل سناؤں گا۔

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! اٹھو دی چا۔

خواجہ ریاض محمود: جناب چیئرمین! میں کوئی شاعر تو نہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں درد دل بڑا دیا ہوا ہے اور جب کبھی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو یہ دل پھڑکتا ہے اور میرے شعر نکلتے ہیں ۔ تو اس وقت کوئی ایسا سین نہیں ہے کہ یہ دل پھڑکنا شروع ہو جائے۔ لیکن آپ کا کہنا۔۔۔۔

وزیر اوقاف، تڑپنے پھڑکنے کی ۔۔۔۔

جناب چیئرمین، آپ کوئی سین یاد کرا رہے ہیں۔

وزیر اوقاف، جی،

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ ، سوز صدیق دے

خواجہ ریاض محمود، کسی شاعر نے کہا ہے' کہ" پھولوں کی چمک ہوتا" بقول لیڈر آف دی اپوزیشن جو کتابوں کا بستہ گدھے پر لاد کر چلے گئے ہیں۔

پھولوں کی چمک ہوتا تاروں کی ضیا ہوتا
میں بھی تیرے گلشن میں پھولوں کا خدا ہوتا
تم حال پریشاں کی پرسش کے لیے آتے
صحرائے تمنا میں ایک میلہ سا لگا ہوتا

جناب چیئرمین، ہاؤس کل صبح 9.00 تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

ہفتہ' 19۔ جون 1999ء

(یوم السبت' 4۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿۱﴾ اَلَّا
تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ
يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ؕ﴿۳﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴﴾

سورۃ ھود آیات 1 تا 4

الٓرٰ یہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں مستحکم ہیں اور خدائے حکیم و خبیر کی طرف سے تفصیل بیان کر دی گئی ہے○ (وہ یہ) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں اس کی طرف سے تم کو ڈر سنانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں○ اور یہ کہ اپنے پروردگار سے بخشش مانگو اور اس کے آگے توبہ کرو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک متاع نیک سے بہرہ مند کرے گا اور ہر صاحب بزرگی کو اس کی بزرگی (کی داد) دے گا اور اگر روگردانی کرو گے تو مجھے تمھارے بارے میں (قیامت کے) بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے○ تم (سب) کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

وما علینا الا البلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

اخبار میں اراکین اسمبلی کے خلاف توہین آمیز کارٹون کی اشاعت

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی نگاہ التفات چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی پیر صاحب' فرمایئے!

سید محمد عارف حسین بخاری : جناب والا! یہ مسلمہ امر ہے کہ عزت نفس انسان کی سب سے قیمتی متاع ہے۔ اور اگر یہ کبریت احمر' یہ گوہرگراں مایہ معرضِ خطر میں ہو' اگر یہ دستارِ فضیلت سر بازار تارتار ہو جائے تو اس سے بڑھ کر شرفِ انسانی کا زیاں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی توجہ 13۔ جون کے "نوائے وقت" کے "سنڈے ایڈیشن" کی طرف مبذول کروانا چاہوں گا۔ اس میں کچھ کارٹون چھپے ہیں اور ایک کارٹون میں استاد شاگرد سے پوچھ رہا ہے کہ ایم پی اے کے مخفف معنی کیا ہیں؟ شاگرد کہہ رہا ہے کہ جناب " مادر پدر آزاد" جناب والا! صحت مندانہ تنقید اور مثبت تنقید پریس کا حق ہے۔ اس حق کو ہم نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ اس کا خیر مقدم بھی کرتے ہیں۔ مگر یہ تنقید نہیں' یہ تو زرد صحافت بلکہ بےہودہ صحافت کا شاہکار ایک فحش گالی' رذالت' سفلہ اور شُدہ پن ہے۔ آپ اس معزز ہاؤس کے کسٹوڈین اور ارکان کے تقدس و ناموس کے محافظ ہیں۔ میری استدعا ہے کہ از راہ کرم آپ اس کا نوٹس لیں اور مستقبل کے لیے اس کا سدباب کریں تاکہ روز روز ہماری پگڑی نہ اُچھلتی رہے۔ اس پہ تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ :-

لگے ہیں منہ چڑانے کتے بکتے گالیاں صاحب
زباں بگڑی تو بگڑی تھی' خبر لیجے دہن بگڑا

جناب والا! از راہ کرم پریس کے لیے کوئی ضابطۂ اخلاق بنائیں یا کوئی ایسی بات کریں جس سے ہماری عزت محفوظ رہ جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : راجہ صاحب! یہ بات میرے نوٹس میں کل بھی ایک دوست لائے تھے۔ آزادی تحریر و تقریر کے ہم بہت داعی ہیں' ہم اس کو مانتے ہیں اور موجودہ حکومت نے اس بات کا ہمیشہ خیال رکھا ہے کہ صحافت' تحریر و تقریر کی آزادی کو خوش آمدید کہا جائے۔ لیکن بعض اوقات

بڑی دل آزار چیزیں چھاپ دی جاتی ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں آپ متعلقہ شخصیت کو بلوائیں اور انھیں بتائیں کہ کچھ لکھنے یا چھاپنے سے پہلے کم از کم یہ ضرور دیکھ لیا کریں کہ کسی بھی شخص کی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ کسی شخص کی دل آزاری تحریر و تقریر کی آزادی کے زمرے میں نہیں آتی۔ اخلاقیات بھی اپنی جگہ پہ مقدم ہیں۔ کل ایک دوست جب یہ بات میرے نوٹس میں لائے تو انھوں نے کہا کہ میں اس پر تحریک استحقاق دیتا ہوں۔ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ ابھی آپ تحریک استحقاق نہ دیں۔ پہلے ہم متعلقہ شخصیت سے بات کر لیتے ہیں۔ پہلے بھی متعدد بار ایسی باتوں کا یہاں پہ ذکر ہو چکا ہے۔ ضابطہ اخلاق کے بارے میں بھی بڑی باتیں ہوئیں لیکن اس پر کامیابی کوئی نہیں ہوئی۔ ہر شخص کو اس بات کا علم ہے کہ اخلاقیات کیا ہیں۔ جب کوئی ان حدود کو عبور کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اخلاق کو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ ذرا انھیں بلوا کر بات کریں کہ یہ غلط بات ہے' صرف ممبران کی بات نہیں بلکہ ہر شریف شہری کا یہ حق ہے کہ اس کی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ آئندہ کے لیے ایسی باتوں کا سدباب ہونا چاہیے۔ تو آپ ذرا ان سے بات کر کے ہاؤس کو آگاہ کریں کہ کیا بات ہوئی۔ اگر وہ اپنی ہی بات پہ قائم رہتے ہیں تو پھر یہ معزز ہاؤس کوئی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جائے گا۔ ہر شہری' ہر شریف آدمی اور ہر طبقہ فکر کی سوچ یہی ہوتی ہے کہ اچھی' تعمیری تنقید ضرور ہونی چاہیے۔ لیکن کسی کی دل آزاری مناسب نہیں۔ تو میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ انھیں بلوا کر سمجھائیں کہ یہ بات اچھی نہیں' مہربانی کر کے اس کا تدارک کریں اور آئندہ ایسی بات نہ ہونے پائے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جو کچھ آپ نے فرمایا وہ درست ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی لیکن آج ممکن نہیں ہو سکے گا کیونکہ یہ کارٹون سنڈے میگزین میں شائع ہوا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں تھوڑا سا وقت درکار ہو گا۔ جناب والا! یہاں میں ایک بات کی وضاحت بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جس اخبار کے متعلق شاہ صاحب نے کہا ہے' عام طور پر اس کی رپورٹنگ ذمہ دارانہ طور پر ہوتی ہے۔ چونکہ یہ کارٹون کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اس بارے میں اس متعلقہ آدمی اور سنڈے میگزین کے انچارج سے بات کی جائے گی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود ہمیں ایک بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ حکومت کا as such اخبارات پہ کنٹرول نہیں ہے۔ آزادی صحافت ہے' اخبارات آزاد ہیں۔ بہرحال اسی فلور سے ہم اخبارات کی خدمت میں یہ گزارش کرتے رہے ہیں کہ اس

آزادی کا استعمال ایسے طریقے سے کیا جائے کہ ان کی آزادی کے حوالے سے کسی اور کی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ اور ان شاء اللہ میں آپ کے حکم کے مطابق ان سے مزید بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : مہربانی۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اخبارات پہ حکومت کا کنٹرول نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! اس حکومت کے پاس ایسے طریق کار ہیں کہ یہ صحافیوں کو کنٹرول کرنے کے لیے ان کے اوپر غداری کا پرچہ بھی دے سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : سردار صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر! اس معزز ایوان کا ایک رکن، مولانا اعظم طارق دو سال سے ناکردہ گناہوں کے بدلے میں جیل میں پڑا ہوا ہے۔ تمام ایجنسیوں نے تفتیش کی ہے لیکن کچھ ثابت نہیں کر سکے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : مولانا صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا، آپ اس بارے میں کوئی تحریک لے آیئے۔ میں ایک اعلان کرنے لگا ہوں، ذرا سن لیجیے کہ ہمارے اس ایوان کے ایک معزز رکن ملک نسیم الدین خالد، ایم پی اے نے بذریعہ ٹیلی فون اسمبلی سیکرٹریٹ کو اطلاع دی ہے کہ گزشتہ شب ان کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ آج 19 جون کو ساڑھے پانچ بجے سہ پہر ان کی رہائش گاہ واقع 528، کیو بلاک، نزد پولیس اسٹیشن لیاقت آباد، ماڈل ٹاؤن میں ان کی آخری رسومات ادا کی جائیں گی۔ جو دوست تشریف لے جانا چاہیں ان کے لیے اطلاعاً عرض ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! آپ میری پوری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : مولانا صاحب! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں سردار صاحب سے گزارش کروں گا کہ ذرا انھیں قریب جا کر سمجھا دیں۔ وہ میری بات شاید سمجھ نہیں رہے۔ انھیں بتائیں کہ اس بارے میں کوئی تحریک لے آئیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر! اگر آصف زرداری جیسے شخص کے لیے، جس پر سنگین قسم

کے الزامات ہیں' پروڈکشن آرڈر جاری ہو سکتا ہے تو اعظم طارق کے لیے ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔ حکومت ہمیں بتائے کہ اس کا کون سا ایسا ناقابل معافی جرم ہے جس کی وجہ سے اسے جیل میں ڈالا ہوا ہے؟ گزشتہ محرم میں انھوں نے' ان کی جماعت نے حکومت کے ساتھ مثالی تعاون کیا ہے۔ حالات کو پرامن رکھنے کے لیے انھوں نے بہت عظیم کردار ادا کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : مولانا صاحب ! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو اسے آپ تحریک کی شکل میں تحریری طور پر لے آئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں point of personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کل میری بجٹ تقریر تھی میں نے اس میں کچھ points raise کیے تھے جس کے بعد حکومتی ترجمان نے وزیر خزانہ کے نام سے جو بیان منسوب کیا ہے ظاہر ہے انھوں نے ہی دیا ہو گا۔ انھوں نے کہا ہے، "سعید منیس نے بجٹ تقریر میں گزشتہ سال کے اعداد و شمار پیش کر دیے"۔ پھر انھوں نے کہا کہ، "سعید منیس نے بجٹ پر بحث کرتے ہوئے گزشتہ سال کے اعدادو شمار پیش کر دیے' جان بوجھ کر کیا ہو تو بد دیانتی' غلطی سے ہوا ہو تو غیر سنجیدگی کا مظہر ہے' جناب سپیکر! میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ پچھلے سال کے ساتھ موازنہ کیا جاتا ہے اور میں نے جو grave irregularities point out کی ہیں۔ حکومت نے اس ایوان کے ساتھ اور عوام کے ساتھ جو دھوکہ دہی کی ہے صرف اسے چھپانے کے لیے انھوں نے یہ سٹیٹمنٹ manage کی ہے اور ڈائرکٹر جنرل پبلک ریلیشنز ہر اخبار کے دفتر میں جا کر ان کو stress کرتے رہے ہیں انھیں pressurize کرتے رہے ہیں کہ وہ یہ خبر دیں۔ حالانکہ معزز وزیر خزانہ کا دو تین دن بعد right of winding up speech آنا تھا وہ اس میں جواب دے دیتے۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ پچھلے سال کے ساتھ موازنہ ہوتا ہے اور اگر یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ میں نے revised estimates کے ساتھ موازنہ نہیں کیا تو میں عرض کرتا ہوں کہ میں کل یہ point out کرتا رہا ہوں اور بار بار استدعا کرتا رہا ہوں کہ وزیر خزانہ کتاب سامنے رکھیں اور اس میں دیکھیں کہ revised

estimates کا کالم خالی ہے۔ انھوں نے کہیں بھی revised estimates نہیں دیے ہوئے۔ تو میں نے پچھلے سال اور آئندہ سال کا موازنہ کرنا تھا۔ جناب والا! یہ تو ایسی بات ہے کہ "چوری اتا سینہ زوری" تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

I reserve the right to move a privilege motion against the Government

اور میں یہ on record لانا چاہتا تھا کہ حکومت، عوام اور اس معزز ایوان کے ساتھ دھوکہ نہ کرے جو صحیح بات ہے ہم نے جو صحیح point out کیا ہے یہ اس کی rectification کریں اس کا جواب دیں۔ جناب والا! جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ،

I reserve the right to move a privilege motion and I will move a privilege motion.

میں نے پچھلے سال بھی move کی تھی لیکن حکومت اسے گول مول کر گئی تھی۔ میں ان شاءاللہ اس سال take up کروں گا and I will see کہ میں کٹ موشنز پر حکومت کا کچا چٹھا کس طریقے سے کھولتا ہوں۔ شکریہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! مجھے جواب دینے کی اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: جناب والا! مجھے قائد حزب اختلاف کا بڑا احترام ہے اور ہم انھیں ہمیشہ ساتھ لے کر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کل انھوں نے بڑی لمبی تقریر فرمائی لیکن ہم نے انھیں interrupt نہیں کیا کہ جو بات کرنا چاہتے ہیں کریں۔ اب انھوں نے اپنے ہی ارشادات کا جواب دے دیا ہے کہ موازنہ پچھلے سال کے بجٹ کا اگلے سال کے revised estimates سے ہوتا ہے۔ اگر وہ موازنہ کر کے بات کرتے تو پھر اس میں کچھ وزن تھا۔ اگر پچھلے سال کے بجٹ کو discuss کیا جائے تو پچھلے سال والی بجٹ تقریر ٹیپ میں سے سنا دیتے تو ہم سن لیتے۔ پچھلے سال اس پر بڑی سیر حاصل بحث ہو چکی تھی اور میرے ساتھی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے تفصیل سے اس کا جواب بھی دیا تھا۔ جہاں پر انھوں نے کچھ اعتراضات کیے تھے ان کا باقاعدہ جواب دیا گیا اور باقاعدہ طور پر وہ اس ہاؤس میں تفصیل سے discuss ہوا تھا۔ تو انھی کو دوبارہ دہرا دینا اور ہم نے انھی کے متعلق بڑے

ادب سے عرض کیا ہے کہ انھوں نے پرانے سال کے سارے figures دہرائے ہیں اور revised estimates سے موازنہ نہیں کیا۔ اب اس کا جواب انھوں نے خود اپنے ارشادات میں دے دیا ہے۔ ہم نے کبھی بھی ان کے متعلق کوئی گستاخانہ رویہ نہیں رکھا اور نہ ہی رکھنا چاہتے ہیں لیکن کم از کم وہ پورے ایوان کو facts سے آگاہ کریں۔ اس طرح نہیں کہ یک طرفہ کارروائی کرتے رہیں۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب مزید کچھ رہ گیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، رہ گیا ہے کیونکہ وہ سمجھ نہیں پائے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ اپنی wind up speech میں مزید جواب دے دیں گے۔ اب اس بحث کو رہنے دیں اور آگے چلتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آج پھر وہ نہیں سمجھے کہ میں نے کیا بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! کل آپ نے پورا ٹائم لیا تقریر کی اور انھوں نے سنا' ہاؤس نے سنا' اخبارات نے سنا اور آپ کے حوالے سے خبر بھی آ گئی ہے۔ انھوں نے ایک پریس کانفرنس کی وہ بھی آ گئی اب جب wind up کریں گے تو مزید جواب دیں گے۔ آپ کے پاس اور بہت سارے مواقع ہیں آج اس بحث کو چھوڑیں۔ اب ہم آج کی کارروائی پر چلتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں پھر تحریک استحقاق دے دوں گا آپ اس میں take up کر لیں۔ مہربانی۔

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پچھلے اجلاس سے سید ذی شان الٰہی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 50 pending چلی آ رہی ہے یہ پیش ہو چکی تھی لاء منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا تھا لیکن کل شاہ صاحب نہیں تھے اس لیے pending کی تھی۔ جی لاء منسٹر صاحب!

واسا فیصل آباد کی جانب سے مقامی رکن اسمبلی کی خلاف پریس ریلیز کا اجراء

(----------جاری)

وزیر قانون: جناب سپیکر! سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب ایم پی اے جو کہ ایف ڈی اے کے ممبر بھی ہیں نے ایف ڈی اے کی گورننگ باڈی کے 51 اجلاس میں مورخہ 25 مارچ 1999ء کو یہ پوائنٹ اٹھایا تھا۔ ان کے نقطۂ نظر پر رانا محمد افضل خان وائس چیئرمین واسا / ایم پی اے نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایم پی اے کا طریق کار یہ ہونا چاہیے کہ اگر انھیں محکمہ کے بارے میں کوئی معلومات درکار ہوں تو وہ افسران اعلیٰ یعنی ڈائرکٹر جنرل ایف ڈی اے، مینجنگ ڈائرکٹر واسا یا وائس چیئرمین واسا سے رابطہ کریں تاکہ انھیں صحیح اور درست معلومات بر وقت مہیا کی جائیں۔ کیونکہ دوسرے ذرائع یا ماتحت عملہ اور افسران سے براہ راست ان کی معلومات کی صحت اور درستی نہیں بنتی اور نہ ہی انھیں یقینی اور صحیح بات معلوم ہونے کا خدشہ ہے۔ ایسی صورت حال واسا کے مفاد میں بھی نہ ہو گی۔

جناب سپیکر! معزز رکن نے اپنی تحریک استحقاق میں جس ساری صورت حال کا ذکر فرمایا ہے اس سلسلے میں وائس چیئرمین واسا رانا افضل صاحب سے ان کی تفصیلی بات ہوئی ہے اور انھوں نے معزز رکن کو یہ گزارش کی ہے اور ان کی تسلی کروانے کی کوشش کی ہے تاکہ یہ معاملہ رفع دفع ہو جائے۔ میری معزز رکن سے یہ استدعا ہو گی کہ چونکہ یہ بھی واسا کے ممبر ہیں اور واسا کے چیئرمین بھی اسی ایوان کے رکن ہیں تو یہ مناسب ہو گا کہ تحریک استحقاق کی بجائے اگر آپس میں بیٹھ کر معاملہ طے کرلیں۔ اگر معزز رکن اس بات سے اتفاق کرتے ہیں تو درست ہے۔ لیکن اگر اتفاق نہیں کرتے اور یہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی اہل کار نے ان کا استحقاق مجروح کیا ہے تو یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ذی شان صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

سید ذی شان الہیٰ شاہ: جناب والا! میں اسی بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے دراصل ایسے نہیں ہے۔ میں نے دو شکایات کی تھیں اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کی انکوائری کرائی تھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب ایک بات ذہن میں رکھیے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ ان کے جواب کے مطابق وائس چیئرمین سے آپ کے کچھ differences ہیں تو آپ دونوں بھائی بیٹھ کر بات کر لیں۔ لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی اہل کار نے یہ حرکت کی ہے تو لاءمنسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

سید ذی شان الٰہی شاہ: جناب والا! وائس چیئرمین کے ساتھ کوئی بات نہیں۔ میں نے اس کے ساتھ جو لیٹر لگایا تھا وہ وائس چیئرمین کی طرف سے نہیں تھا۔ میں نے لکھا ہے کہ شعبہ تعلقات عامہ کے انچارج کی طرف سے تھا۔ چونکہ میں نے CMIT سے دو investigations کرائی تھیں تو انھوں نے ایک کروڑ 72 لاکھ روپے کا ایک فراڈ پکڑا ہے ایک کروڑ مزید recover ہو سکتے ہیں۔ ساڑھے دس لاکھ روپے کا ایک فراڈ پکڑا اور وہ کیسز چل رہے ہیں جس کی وجہ سے میرے خلاف اخبارات میں باقاعدہ طور پر تشہیر کی گئی کہ ذی شان الٰہی شاہ یہاں سے جو راز چوری کرتا ہے اس کا informer پکڑا گیا۔ جناب والا! یہ کئی دنوں تک اخبارات کی زینت بنتا رہا۔ بحیثیت ممبر اسمبلی فیصل آباد اس ادارے کو درست کرنا میرے فرائض میں شامل ہے' کیونکہ میں گورننگ باڈی کا ممبر بھی ہوں۔ جس انداز سے میری تضحیک کی گئی ہے میں ایک طرف تو لاکھوں کروڑوں روپے کا فائدہ کر رہا ہوں لیکن دوسری طرف محکمہ تعلقات عامہ میرے خلاف اخباروں میں دے رہا۔ اس لیے مہربانی کر کے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے' چونکہ میری جو تضحیک اخباروں میں ہوئی ہے اندر بیٹھ کر اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی اہل کار نے بات کی ہے۔ کیا وہ لیٹر آپ کے پاس ہے؟

سید ذی شان الٰہی شاہ: جناب والا! میں نے اس کے ساتھ لیٹر لگا کر دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور دو مہینے کے اندر اس کی رپورٹ پیش کی جائے۔

اگلی تحریک چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے یہ بھی مؤخر تھی اور یہ کل تشریف نہیں لائے تھے۔ اس پر میرے خیال میں آپ کی کوئی بات ہو گئی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

چودھری محمد صفدر شاکر، میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس لیے اب یہ تحریک استحقاق dispose of ہوئی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا نمبر 52 ہے۔ اس کے بعد سید ذیشان الٰہی صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر 53 ہے۔ میرے خیال میں یہ پرانی چلی آ رہی ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! یہ ابھی پڑھی نہیں گئی۔ جناب والا! پہلے یہ تحریک التوائے کار تھی اور دو مہینے تک چلتی رہی۔ آپ نے اور وزیر قانون نے یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور آپ اسے پیش کریں۔ میں اب یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمایئے۔

ارکان اسمبلی کے ساتھ پولیس افسران کا توہین آمیز رویہ

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً 2/3 ماہ قبل طارق کمبوہ DSP سی آئی اے لاہور نے عابد سکنہ نزد لال پل تھانہ مغل پورہ کے گھر اس کے مخالف سے سازباز کر کے ریڈ کیا۔ اس کے بیوی بچوں کو مع قیمتی سامان زیورات وغیرہ اٹھا کر تھانہ CIA لے گیا۔ عابد مذکور کے ایک عزیز نے جو میرے حلقے کا رہائشی ہے مجھ سے رابطہ کیا جس پر میں مذکورہ ڈی۔ایس۔پی کے دفتر گیا اس وقت میرے ساتھ رانا ثناء اللہ رکن اسمبلی بھی تھے۔ ہم نے مذکورہ ڈی۔ایس۔پی سے اس غیر قانونی کارروائی پر پوچھا جس کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ بعد ازاں ڈی۔ایس۔پی نے مغویہ عورت اور بچوں کو تو چھوڑ دیا لیکن سامان ہڑپ کر لیا۔ مذکورہ آفیسر نے سامان واپس کرنے سے انکار کیا اور ہمارے ساتھ انتہائی توہین آمیز رویہ اپنایا۔ اس غیر قانونی فعل' اپنے اختیارات سے تجاوز پر مقدمہ درج کروانے کے لیے ہم نے ڈی۔آئی۔جی لاہور رینج سے رابطہ کیا۔ انہوں نے کارروائی کا وعدہ کیا لیکن ہماری بار بار یاد دہانی کروانے کے باوجود آج تک کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ شریف شہریوں کے گھروں پر ریڈ کر کے انہیں بے عزت کرنا' ڈاکوؤں کی طرح سامان لوٹنا اور پھر قصور وار پولیس ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی عمل

میں نہ لانا اور مزید یہ کہ عوامی نمائندوں کی طرف سے جائز قانونی کارروائی بھی عمل میں نہ لانا عوام الناس کے حق نمائندگی سے انحراف کے مترادف ہے جس سے میرا استحقاق بطور رکن اسمبلی مجروح ہوا ہے۔ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں ایک دفعہ نہیں کم از کم ڈیڑھ درجن بار میری معزز رکن سے بات ہوئی ہے۔ میں نے ہمیشہ انھیں یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے' جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے اس کی انھوں نے آج بہت تفصیل کے ساتھ بات کی ہے اور تحریر میں بہت ساری باتیں لکھی ہیں۔ بنیادی طور پر ان کا نکتہ یہی تھا کہ وہ سامان جو اس ڈی ایس پی کے پاس ہے وہ واپس کر دیا جائے۔ جناب والا! وہ سامان واپس بھی ہو گیا ہے۔لیکن اس ڈی ایس پی نے ریڈ کیوں کیا؟ اشتہاری ملزمان تھے پرچہ درج ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس کو میرٹ پر نہیں لیتا اور نہ ہی میرٹ پر اس کا جواب دیتا ہوں۔ فنی طور پر یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی اس حوالے سے بھی میں بات نہیں کرتا۔ اگر آپ میری اس استدعا کو قبول فرمائیں تو اس سلسلے میں ہم انکوائری کروانے کے لیے بھی تیار ہیں۔ آپ اگر حکم دیں تو میں جوڈیشل انکوائری کروانے کے لیے بھی تیار ہوں تاکہ ایک دفعہ یہ معاملہ طے ہو جائے کہ کیا معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں؟ اگر میں یہ کہوں گا کہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو پھر اس حوالے سے بات کی جائے گی کہ شاید میں پولیس کی طرف داری کر رہا ہوں۔ میں قطعاً پولیس کی طرف داری نہیں کرتا لیکن یہ بھی اس کے ساتھ ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حقائق درست نہیں ہیں۔ اس لیے اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم جوڈیشل انکوائری کروانے کے لیے بھی تیار ہیں۔ ڈی آئی جی بھی انکوائری کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن کم از کم درست حالات تو سامنے آنے چاہییں۔ اس سے پہلے جو جناب نے حکم فرمایا' تحریک استحقاق کے حوالے سے جو کہ منظور ہوئی ہے اب اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن خود بھی گورننگ باڈی کے ممبر ہیں اور گورننگ باڈی کے ممبر ہوتے ہوئے اسی ادارے کے ایک کلرک کے خلاف اگر یہ تحریک استحقاق دیں گے تو ہمارا استحقاق کہاں کھڑا ہوگا؟ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود اس بات کا احساس کرنا چاہیے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کی انکوائری کروا کر دو یا تین دن میں رپورٹ ایوان میں پیش کروں گا۔ اس کے بعد اگر ڈی

ایس پی قصور وار ہوا تو جو سزا آپ حکم دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو دی جائے گی۔ میری صرف آپ سے یہ استدعا ہے کہ حقائق کو سامنے لانے کے لیے اگر آپ انکوائری کی اجازت دے دیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کی اس بات کو دیکھتا ہوں۔ آپ نے بجا فرمایا اور آپ اس کی جوڈیشل انکوائری کروائیں اور اس کی رپورٹ بھی ہمیں دیں پھر ہم دیکھیں گے کہ اس میں کیا چیز سامنے آتی ہے۔ لیکن اس بات کا ضرور خیال رکھیں جو ڈیشل انکوائری تو یہ ہے کہ اس کا کوئی جرم ہو۔ سامان تو آپ فرما رہے ہیں کہ واپس ہو گیا ہے۔ سامان کسی کا کس قانون کے تحت اٹھایا گیا ہے'وہ تو کریمنل ایکٹ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے یہ کیا' اس کے خلاف بھی انکوائری ہونی چاہیے۔اس سے یہ بھی پوچھنا چاہیے کہ سامان کیوں اٹھایا گیا؟ جہاں تک معزز رکن کی بات ہے بعض اوقات ایسے بات ہو جاتی ہے جس میں ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے۔ لیکن آپ اس کی جوڈیشل انکوائری کروا کر رپورٹ ہمیں دیں۔ اس میں یہ بھی پتا چل جائے گا کہ اس کا behaviour کیا تھا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں قطع کلامی کی معافی چاہتا ہوں۔ سامان سے یہاں مراد ایک شناختی کارڈ اور پستول ہے نہ کہ گھریلو سامان کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس سلسلے میں تو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ایک شناختی کارڈ بھی قبضے میں لینا کس حد تک درست ہے۔

وزیر قانون،جناب والا! مجرم کی وہاں سے یہ چیزیں قبضے میں لینا پڑتی ہیں۔ بہرحال آپ کے حکم کے مطابق اس کی جوڈیشل انکوائری کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس کی جوڈیشل انکوائری کس سے کروائیں گے؟

وزیر قانون، جوڈیشل انکوائری اگر آپ فرمائیں تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کروا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں مجسٹریٹ تو ڈی ایس پی سے ڈر کر بات بھی نہیں کرے گا۔

وزیر قانون، جناب والا! ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کروا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کروائیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب اس سلسلے میں اب رولنگ آ گئی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں اور بات سامنے آنے دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! اس کے بارے میں---

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں اب آپ اس کے بارے میں بات نہ کریں۔ انکوائری آ لینے دیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! انھوں نے مجھے خود ہی کہا ہے کہ آپ تحریک دیں بلکہ تحریک استحقاق دیں۔اب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو آپ نے دے دی اور چیئر نے اس پر فیصلہ کر دیا۔ اب وزیر کے بس کی بات تو نہیں ہے۔ شاہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں کسی تحریک استحقاق پر فیصلہ کرنا کسی منسٹر کے بس کی بات نہیں ہے یہ چیئر کا کام ہے۔ آپ جوڈیشل انکوائری کی رپورٹ آنے دیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ اس کے بعد اگلی تحریک استحقاق نمبر 54 ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر ہیلتھ سروسز کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

ملک ذوالقرنین ڈوگر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 20 مئی 1999ء کو ایک ضروری /عوامی کام کے سلسلہ میں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز لاہور جناب انوار احمد بگوی سے بات کرنا چاہی۔ میرے تعارف کروانے پر آپریٹر نے ٹیلی فون ہولڈ کروایا اور ڈائرکٹر سے بات کی جس پر ڈائرکٹر نے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ آپریٹر نے کافی دیر ہولڈ کروانے کے بعد بتایا کہ جناب ڈائرکٹر ہیلتھ دفتر میں موجود نہ ہیں اور وہ ڈائرکٹر جنرل کے دفتر چلے گئے ہیں حالانکہ وہ اس وقت اپنے دفتر میں موجود تھے اور میرا ایک آدمی جس سے متعلق میں نے بات کرنا تھی وہ وہاں موجود تھا اور اس نے پاکٹیل پر مجھے صحیح صورت حال سے متعلق اطلاع کر دی تھی۔

ڈائرکٹر ہیلتھ کے اس رویے، عوامی نمائندوں کا وقت ضائع کروانے اور عوامی کاموں میں رکاوٹ پیدا کرنے نیز رکن اسمبلی سے غلط بیانی کرنے سے بحیثیت رکن اسمبلی میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو منظور فرما کر تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا

جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ اس پر مختصر بیان دینا چاہتے ہیں؟

ملک ذوالقرنین ڈو گر، جی ہاں۔ جناب والا! یہ ایسا افسر ہے کہ اس کے متعلق لوگ وزیر صحت سے کافی شکایات کر چکے ہیں۔ یہ ایسا افسر ہے جو کہ عوامی نمائندوں کو ایک بوجھ سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور یہ لوگ ہمارے حق پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ایک سال تین ماہ ہو چکے ہیں وزیر صحت نے ایک جائز کام کے سلسلے میں تین عدد ڈائریکٹوز جاری کیے ہیں۔ لیکن ڈائرکٹر ہیلتھ نے وہ ہوا میں اڑا دیے۔ اور ان پر آج تک کوئی عمل نہیں کیا۔ آج صورت حال یہ ہے کہ ایک ڈائرکٹر کی سطح کا آدمی ہماری بات سننے کو تیار نہیں' کام کرنا تو کجا۔ جناب والا! اگر یہی صورت حال رہی تو ہمارے حلقہ میں کیا projection ہو گی جو آدمی یہ تاثر لے کر گیا کہ کام کرنا تو کجا آپ کی تو کوئی افسر ٹیلی فون پر بات سننے کو تیار نہیں۔ جناب والا! آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں مہربانی فرمائیں اور ایسے افسران کے خلاف کارروائی ہونی چاہیےاور ان کو ایسی ذمہ دار پوسٹوں پر نہیں ہونا چاہیے۔ عوامی نمائندوں کو جو اس قسم کی شکایات موصول ہو رہی ہیں ان کا فوری تدارک ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی لاء منسٹر!

وزیر قانون، جناب والا! اس کا میرے پاس جواب نہیں ہے۔ وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے۔ اگر مہربانی فرما کر اس کو pend فرمالیں تو وہ کل اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں کیونکہ اس کا جواب نہیں آیا۔

ملک ذوالقرنین ڈو گر، جناب والا! منسٹر ہیلتھ تشریف لا چکے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پاس اس تحریک استحقاق کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! اس تحریک کے بارے میں ڈو گر صاحب سے تفصیلاً بات کی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ آپ نہیں تھے اس لیے ہم نے یہ pending کر دی تھی۔ اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہے تو جواب دیں اگر نہیں تو یہ کل تک کے لیے pending ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! میری گزارش ہوگی کہ ایک طرف ایم پی اے صاحب کی کوئی بات ہے تو وہ

سر آنکھوں پر۔ میں ایم پی اے پہلے اور وزیر بعد میں ہوں ان کی عزت افضل ہے۔ گزارش ہے کہ مجھے ایک موقع دیا جائے کہ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز اور ایم پی اے صاحب کو میں اپنے دفتر میں ساتھ بٹھا کر یہ مسئلہ حل کروانے کی کوشش کروں۔ مل بیٹھ کر کوئی فیصلہ کریں۔ پھر جس طرح یہ کہیں گے اس طرح کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پھر بھی pending ہوئی۔ کیا آپ اس بات پر مطمئن ہیں کہ منسٹر صاحب ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کو بلا کر آپ کی بات کروا دیتے ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جاتا ہے تو منسٹر صاحب اپنے اختیارات کے تحت اس کے خلاف کارروائی کر لیں گے۔

ملک ذوالقرنین ڈوگر، جناب والا! میری گزارش ہے کہ راجہ صاحب! میرے بھائی ہیں، کہیں گے تو میں ان سے مل بھی لوں گا۔ چونکہ ایک فورم موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ وہ اس کو دیکھ لے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پاس اس کا جواب نہیں آیا اس لیے اس کو کل تک کے لیے pending کرنا ہے۔ تو اس کو کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ کل اس کا جواب آ جائے گا اس دوران آپ اس کو دیکھ لیں۔ اگلی تحریک استحقاق ملک نعیم الدین خالد صاحب کی ہے۔ چونکہ ان کے والد صاحب وفات پا گئے اور وہ موجود نہیں ہیں۔ اس کو ان کے آنے تک pending کرتے ہیں۔

راجہ سلطان عظمت حیات صاحب! مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کریں۔

مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ سلطان عظمت حیات، جناب والا! میں مسودہ قانون محفوظ انتقال خون پنجاب مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 10 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ میاں عبدالستار صاحب مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات ماحولیاتی منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

میاں عبدالستار، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مسودہ قانون ترمیم ترقیاتی ادارہ لاہور مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 11 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔ جناب سعید اقبال چودھری مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب سعید اقبال چودھری، شکریہ جناب والا! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مسودہ قانون انفرمیشن ٹیکنالوجی بورڈ پنجاب مصدرہ 1999ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1999ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صنعت و معدنی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رپورٹ پیش ہوتی ہے۔

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر، سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث جاری رہے گی۔ میرے پاس جو نام آئے ہیں۔ ان کے علاوہ جو معزز اراکین اپنے نام مجھ تک نہیں پہنچا سکے ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے نام مجھ تک بھجوا دیں۔ اب ہم بحث شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے محمد عظیم گھمن صاحب۔ اس سے پہلے کہ معزز رکن بحث شروع کریں میں بتانا چاہتا ہوں کہ میرے پاس سولہ نام ہیں۔ اور فیصلہ کرنا ہے کہ کتنے کتنے منٹس اراکین کو دیے جائیں۔ ٹھیک ہے دس منٹس۔ ہر رکن اسمبلی کے لیے دس منٹس کا وقت ہے۔ جناب محمد عظیم گھمن صاحب!

پارلیمانی سکریٹری برائے امداد باہمی (چودھری محمد عظم گھمن 'پی پی - 106 سیالکوٹ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب والا! آج میں جس موضوع پر اظہار خیال کر رہا ہوں۔ تمام معزز اراکین اس حقیقت سے شناسا ہیں کہ کوئی بھی حکومت وہ بہتر حکومت ہوتی ہے جو مخلوق خدا کی خدمت کو

اولین ترجیح دیتی ہو۔ اور حقیقت پر مبنی فیصلے اور حقیقت پر مبنی ہی اپنے قواعد و ضوابط مرتب کرتی ہو تاکہ اس کا براہ راست فائدہ عوام کو ہو اور عوام امن و سکون اور سکھ چین کی زندگی بسر کر سکیں۔ جناب والا! اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ حکومت نے شان دار طریقے سے مخلوق خدا کی خدمت کی ہے۔ اور ماضی قریب کی گزشتہ حکومت اور موجودہ حکومت کا تقابلی جائزہ اگر پیش کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے اور حقیقت کو حقیقت تسلیم بھی کرنا چاہیے۔ صرف تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اس کا نام لینا اور اس کا احسان مند ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ یہی دین فطرت ہے اور پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ بھی ہے کہ جو احسان کرتا ہے اس کے احسان مند رہو۔

جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے جو 1999-2000ء کا بجٹ پیش کیا ہے وہ ایک تاریخی اور سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ حکومت نے گزشتہ سال جو بجٹ پیش کیا تھا تو اپوزیشن نے کہا تھا کہ حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم کا جو اعلان کیا ہے یہ کاغذی مفروضہ ہے لیکن جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہوگا کہ گرین ٹریکٹر سکیم کس طرح کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ہم 5 ہزار ٹریکٹر متوسط طبقے کے کاشت کاروں کو دیں گے' وہ ملے اور یہ سلسلہ ایسا صاف اور شفاف تھا کہ کسی کو انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اور جو لوگ کہتے تھے کہ یہ صرف ایک کاغذی مفروضہ ہے' حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حکومت نے اپنے عملی قدم سے یہ ثابت کر دیا کہ ہم جو بات کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔ تو میں اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ حکومت نے فوڈ سٹیمپ کے متعلق جو اعلانات کیے اس پر بھی عمل کیا۔ جب آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا گیا تو دوسرے دن اپوزیشن کی طرف سے اخبارات میں پڑھا گیا کہ یہ صرف اعداد و شمار کا ہیر پھیر ہے' عملی اقدام بالکل نہیں ہوگا۔ جناب سپیکر! میں نے اس کی مثال گزشتہ سال کی گرین ٹریکٹر سکیم کے بارے میں دے دی۔ اس سال بھی حکومت نے 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم گرین ٹریکٹر سکیم کی میں زراعت کی ترقی و ترویج کے لیے رکھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ محدود مالی وسائل کے باوجود اتنی خطیر رقم رکھنا حکومت کا ایک سنہری کارنامہ ہے۔ اس سے حکومت کی زراعت دوستی عیاں ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس سے پیشتر کہ میں بجٹ کے مزید دوخال کا ذکر کروں' جہاں پر وفاقی حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کے حوالے سے اتنی رقم فراہم کی' وہاں پر صوبائی حکومت کی طرف سے ایک سپاہی کی تنخواہ میں ایک ہزار روپے کا اضافہ تاریخی کارنامہ ہے۔ پچھلے 50 سال کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں لیں کہ اتنا اضافہ سابقہ کسی حکومت نے نہیں کیا جتنا کہ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں موجودہ حکومت نے سرکاری ملازمین اور بالخصوص پولیس کے سپاہیوں کے لیے کیا ہے۔ جناب سپیکر! اس مد میں ہزار روپے فی سپاہی اضافہ کوئی معمولی بات نہیں' اس پر ایک ارب روپے کی رقم خرچ ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پچاس سال کے اندر موجودہ سیٹ اپ کو ملنے والی خرابیوں کو درست کرنے کے لیے میاں شہباز شریف صاحب نے کوشش کی ہے اور اس کے اثرات اب عملی طور پر نظر آ رہے ہیں۔ جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کا تعلق ہے اس کو بہتر بنانے کے لیے پولیس ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں گرین ٹریکٹر سکیم' پولیس ملازمین کی تنخواہیں اور گریڈ ایک سے لے کر گریڈ 16 تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں 25 فی صد اضافہ اور اس کے ساتھ ساتھ گزشتہ کئی سالوں سے ایک جابرانہ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک جگا ٹیکس کی صورت میں عوام سے ٹیکس وصول کیے جا رہے تھے۔ وہ ٹیکس اگر تو شیڈول ریٹ کے مطابق وصول کیا جاتا تو ٹھیک تھا لیکن جب اس پر شیڈول ریٹ سے ہٹ کر ٹیکس کی وصولی شروع ہوئی تو حکومت نے اس بات کا نوٹس لیا اور کہا کہ یہ عوام کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ حکومت نے ضلع ٹیکس اور محصول چونگیوں کی صورت میں ٹیکس یکسر ختم کر دیا۔ موجودہ حکومت رجسٹریوں پر لگائی جانے والے سٹمپ ڈیوٹی فیس کو بھی 17.5 فی صد سے کم کر کے 4/5 فی صد پر لے آئی۔

جناب سپیکر! گزشتہ تاریخ کے اوراق الٹ کر دیکھیے تو نظر آئے گا کہ حکومتیں ٹیکس بڑھاتی ہیں لیکن موجودہ حکومت نے ٹیکس کو کم کیا ہے۔ اربوں روپے کے ٹیکس کو کم کیا ہے جو کہ معمولی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو اچھا کام کرتا ہے اس کا احسان مند بھی ہونا چاہیے۔ آج اپنے ہی نہیں بلکہ پرائے بھی حکومت کے اس سنہری کارنامے کے معترف ہیں اور یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ یہ موجودہ حکومت کا ایک سنہری کارنامہ ہے۔ اس کی جتنی بھی داد دی جائے کم ہے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر(پی پی 43 فیصل آباد)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! محدود وسائل کے باوجود ایک بلند عزائم کا حامل بجٹ پیش کرنے پر جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور صوبائی وزیر جناب چودھری محمد اقبال کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! آج پاکستان اور صوبہ پنجاب کی قیادت ایسے ہاتھوں میں ہے جن کی ایک ہی سوچ ہے کہ اس ملک اور اس صوبے کو اپنے وسائل سے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے تاکہ ہم ان طاقتوں سے چھٹکارا حاصل کر سکیں جن کے قرضوں کے بوجھ تلے ہم دبے ہوئے ہیں۔ قرضوں کے اس بوجھ کو اتارنے کے لیے موجودہ حکومت جس عزم کے ساتھ کام کر رہی ہے وہ خراج تحسین پیش کرنے کے قابل ہے۔

جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان نے ایٹمی دھماکوں کے سلسلے میں جو انقلابی قدم اٹھایا' اس انقلابی قدم کے بعد پوری دنیا اور عالم اسلام میں پاکستان کا جو وقار بلند ہوا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اب ہماری حکومت اپنے وسائل کے ساتھ اس ملک اور اس صوبے کی ترقی کے لیے جو اقدامات کر رہی ہے تو ہم جب دوبارہ عوام کے پاس جائیں گے تو ان شاء اللہ عوام یہ تسلیم کریں گے کہ ان کے ساتھ جو وعدے ہوئے تھے ان کو پورا کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی معیشت کی ترقی کا راز صرف اور صرف زراعت پر منحصر ہے۔ جب تک زراعت ترقی نہیں کرے گی ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ زراعت اور صنعت ایک گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جب زراعت ترقی کرے گی' اس وقت صنعت ترقی کرے گی۔ میرا غریب زمین دار گنا کاشت کرتا ہے تو شوگر ملیں چلتی ہیں۔ میرا غریب زمین دار گندم کاشت کرتا ہے تو فلور ملیں چلتی ہیں۔ میرا غریب زمین دار کپاس کاشت کرتا ہے تو ٹیکسٹائل ملیں چلتی ہیں اور ان ملوں کے ساتھ پورے پاکستان کی معیشت چلتی ہے۔ اس لیے زراعت کے شعبہ کو ترقی دینا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ زراعت کی ترقی میں سب سے اہم عنصر اس وقت بجلی کا فلیٹ ریٹ ہے۔ جناب والا! میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس پورے ہاؤس کے پر زور مطالبے پر جس اقدام کو وفاقی حکومت میں پیش کیا اور جناب وزیر اعظم صاحب نے یہ وعدہ کیا کہ

ان شاء اللہ اس ماہ کے اندر ہم غریب کاشت کاروں کو خوش خبری سنائیں گے اور آج اخبارات میں بھی پڑھا ہے کہ اس میں بڑی پیش رفت ہوئی ہے اور ان شاء اللہ فلیٹ ریٹ بحال ہوں گے ' اس کا جلد اعلان ہو گا۔

جناب والا! زراعت کی ترقی کے لیے دوسرا نمبر زرعی ادویات کا ہے۔ اس میں ہماری حکومت نے پچھلے سال بڑا bold step اٹھایا تھا اور اس میں تقریباً 70 فی صد کمی آئی ہے لیکن ابھی وہ چیز نہیں مل رہی جو ملنی چاہیے۔ کیونکہ زراعت میں زرعی ادویات کا جو دخل ہے وہ سب سمجھتے ہیں کہ جب تک ہم اس پر کنٹرول نہیں کریں گے کیونکہ آج وائرس اتنا ترقی کر چکا ہے' آج امریکن سنڈی اتنی ترقی کر چکی ہے کہ جب تک ہم اس کا خاتمہ نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری پیداوار کا ٹارگٹ پورا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں چودھری صاحب کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ انڈیا کے اندر جو زراعت ترقی کر رہی ہے۔ انھوں نے دیہات کے اندر ڈپو قائم کیے ہوئے ہیں۔۔۔۔

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔ میرا بھی زراعت سے تعلق ہے۔ یہ سنڈی کس طرح ترقی کرتی ہے۔

ملک محمد عباس کھوکھر، سنڈی ترقی نہیں کرتی' ان کی طرح موٹی ہو جاتی ہے اور مرتی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شاکر صاحب!

چودھری محمد صفدر شاکر، میں بات کر رہا تھا کہ انڈیا کہ اندر دیہاتوں میں ڈپو قائم کیے ہوئے ہیں۔ وہ ڈپو چھوٹے کاشت کاروں کے لیے بیج' کھاد اور جتنی بھی کاشت کار کی ضروریات ہوتی ہیں پورے کرتے ہیں۔ جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو اسے ڈپو ہی خریدتے ہیں۔ یہ ایک ایسا قدم ہے کہ اگر ہماری حکومت بھی اس پر غور کرے تو ان شاء اللہ کافی حد تک غریب زمین داروں کے مسائل حل ہو جائیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ہماری زراعت کی اہم ضرورت ریسرچ ہے۔ کیونکہ جس طرح آج کل بیماریاں آ رہی ہیں اور جس طرح بیجوں کے اندر خرابی ہے۔ جب تک ہم اس شعبے کے اندر ترقی نہیں کریں گے اس وقت تک یہ معاملہ حل نہیں ہو گا۔ ہمارے پاکستان کے اندر پنجاب میں ایسا ٹیلنٹ ہے کہ اگر آپ ان کو صحیح استعمال کریں تو ان شاء اللہ ریسرچ کے معاملے میں کافی حد تک قابو پایا جا سکتا

ہے۔ میں خود چودھری صاحب کو ایسے نام دوں گا کہ اگر وہ ان سے انٹرویو کریں اور انھیں اس شعبے میں adjust کریں تو ان شاء اللہ یہ شعبہ کافی ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر! زراعت کے اس شعبہ میں ایک اور اہم چیز نہری پانی ہے۔ جس طرح ہماری معیشت کا دار و مدار زراعت پر ہے اسی طرح زراعت کا دار و مدار نہری پانی پر ہے۔ اس میں کافی بہتری ہو رہی ہے لیکن اب بھی پنجاب کے ایسے علاقے ہیں جہاں ٹیلوں پر پانی نہیں جا رہا۔ ان ٹیلوں تک پانی پہنچانے کے لیے جس طرح اس بجٹ میں کافی فنڈ رکھا گیا ہے۔ اگر ان ٹیلوں کے راجباہوں کو پختہ کر دیا جائے تو کافی حد تک وہاں پر پانی پہنچنے کا امکان ہے تو اس مسئلہ میں بھی ہمیں پوری دلچسپی لینی ہوگی کیونکہ پانی ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ زراعت کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ فلیٹ ریٹ بحال ہو جائیں گے تو کافی حد تک مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اگر اس میں دیر ہے تو ہمیں نہری پانی کے سلسلے میں پوری توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! دوسرا تعلیم کا شعبہ ہے۔ اس میں کمپیوٹر سافٹ ویئر ایک ایسا انقلابی قدم ہے جو کہ وقت کی اہم ضرورت تھی۔ موجودہ حکومت نے اس مسئلے میں جو قدم اٹھایا ہے' ان شاء اللہ آنے والے وقت میں اس کے بہت اچھے نتائج ظاہر ہوں گے۔ جناب سپیکر! ہمارے دیہاتی علاقوں میں' اس شعبے میں کافی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ دیہاتوں میں ایسے سکول پڑے ہیں کہ جن کی عمارتیں ہیں لیکن وہاں پر سٹاف نہیں ہے اور خاص طور پر سائنس ٹیچرز کی بہت کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ شہروں میں تو یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں ایسے سکول ہیں کہ جہاں ایک سائنس ٹیچر بھی نہیں' جس وجہ سے غریب بچوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں صوبائی وزیر صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر خصوصی توجہ فرمائیں اور سکولوں کے اندر ٹیچرز کی حاضری کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! تیسرا شعبہ صحت کا ہے۔ اس میں ہماری حکومت نے جو بڑے شہروں میں خود مختاری کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سے کافی حد تک معاملہ حل ہوا ہے۔ اسی طرح اگر چھوٹے دیہاتوں میں بھی' ان ہسپتالوں میں جو کافی دیر سے خالی پڑے ہیں۔ جہاں پر کوئی ڈاکٹر نہیں ہے' جہاں پر ادویات کی فراہمی کا بندوبست نہیں ہے۔ اگر وزیر صحت صاحب خصوصی توجہ فرمائیں اور ایک مکمل دورہ پنجاب کا کریں اور ہر ضلع میں ہر ایم پی اے سے مل کر مشاورت کریں تو ہم ان کو نشان

دہی کریں گے کہ یہ یہ ہسپتال ہیں جہاں پر ادویات نہیں ہیں' یہاں پر ڈاکٹر نہیں ہیں۔ یہ تو رپورٹیں محکمے سے منگواتے ہیں۔ محکمہ تو ان کو یہی کہے گا کہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن جو معاملات ہم نے ان کو بتائے ہیں' دراصل وہ صحیح رپورٹ ہو گی۔ بعض دیہات میں ابھی ایسی عمارتیں ہیں جن پر حکومت کا لاکھوں روپیہ خرچ ہوا ہے' لیکن کسی کی چاردیواری نہیں ہے' کسی کمرے کی چھت نہیں ہے۔ یہ ایسے معاملات ہیں کہ جن کے بارے میں حکومت کو بتانا ہمارا حق بنتا ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان کے سلسلے میں کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے دو سال کے اندر دن رات محنت کی ہے اور اس میں آئی جی پولیس بھی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے دہشت گردی' غنڈہ گردی اور لاقانونیت کا جو توڑ کیا ہے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا ہے۔ آج پنجاب کے عوام یہ محسوس کر رہے ہیں کہ امن و امان کے اندر بہتری پیدا ہوئی ہے۔ ان شاء اللہ جو اقدامات ہو رہے ہیں اس کے نتیجے میں وہ دن آنے والا ہے کہ پنجاب کے عوام سکھ کا سانس لیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے آپ کی اور اس ہاؤس کی وساطت سے جناب وزیر اعظم سے یہ استدعا کروں گا کہ کالاباغ ڈیم اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔ سیاسی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر ہمیں اس کام کو شروع کر دینا چاہیے۔ جس طرح ایٹمی دھماکوں کے لیے بڑا bold step اٹھایا ہے' اسی طرح کالاباغ ڈیم کے لیے ہمیں فوری طور پر کام شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ پنجاب کی زمینوں کو بنجر ہونے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک اور بات کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے میرے حلقے میں ایک لڑکیوں کا ڈگری کالج اور دریائے راوی میں جاہ پیپل والا پر کشتیوں کا پل منظور کروایا ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ اور جناب چودھری اقبال صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منل صاحب۔

جناب عبدالرؤف منل (پی پی 88)، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ شکریہ جناب سپیکر،

مانا کہ اس زمیں کو نہ گلزار کر سکے
کچھ خار کم تو کر گئے گزرے جدھر سے ہم

قومی اور صوبائی بجٹ کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جتنے زیادہ مالی وسائل وفاقی

بجٹ میں صوبوں کے لیے مختص کیے جائیں گے۔ظاہر ہے صوبے اتنے ہی بہتر انداز میں اپنے اپنے صوبوں کی اپنے اپنے لوگوں کی بہتری کے لیے منصوبہ بندی کر سکیں گے۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف کی ہدایت پر جناب اسحق ڈار نے 12 جون کو غنڈہ گردی کی علامت ضلع ٹیکس اور چونگیات کا سلسلہ ختم کیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری اقبال صاحب کی بات کریں۔ صوبائی بجٹ کی بات کریں۔ ہم ڈار صاحب کی یہاں بات کیوں کر رہے ہیں؟

جناب عبدالرؤف مغل، اس میں ہمارے صوبے کا بھی تعلق ہے۔ تو میں اس پر قومی اور صوبائی دونوں حکومتوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اس میں ہماری صوبائی حکومتوں کی بھی معارشات شامل تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح مرکز نے دانش مندی کے ساتھ بجٹ پیش کیا۔ ہمارے صوبائی حکومت کے نامزد وزیر خزانہ جناب چودھری اقبال صاحب نے صوبائی بجٹ باوقار انداز میں پیش کیا ہے اور ٹیکس فری ہی نہیں' بلکہ میں اسے ٹیکس ریلیف بجٹ کہوں گا کہ جس میں properties کی ٹرانسفر پر جو 17 سے 18 فی صد اخراجات اٹھائے تھے اس کو 5 فی صد تک minimise کر دیا ہے۔ میں اس پر صوبائی حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ہمارے لیڈر آف اپوزیشن نے اس بات پر اعتراض کیا اور حیرت کا اظہار کیا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ 18 فی صد کی بجائے ٹیکس کو پانچ فی صد کر دیا جائے۔ لیکن صوبے کی آمدنی میں اس مد میں اضافوں کی توقع کی جائے؟ لیکن شاید میرے فاضل دوست تجارت کے اصول کو بھول گئے کہ جائز منافع زیادہ بزنس۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔ ابھی پچھلے اجلاس میں یہ چیز ایک سوال کے جواب میں آئی تھی کہ ریٹ بڑھانے سے transaction کم ہوئی اور transaction اور transfer کم ہونے کی وجہ سے اس مد میں فیسیں کم وصول ہوئیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح صوبائی حکومت نے اپنے تخمینے میں یہ توقعات قائم کی ہیں ان شاء اللہ وہ پوری ہوں گی اور محاصل میں اضافہ ہو گا۔ آج کچھ سٹے باز ماہرین معیشت کے روپ دھار کر مقالے لکھ کر پاکستانی معیشت کو ڈانواں ڈول کر رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کی حکومت کی دانش مندی کے ساتھ پاکستان کی کرنسی اور معیشت stable نظر آ رہی ہے۔ بھارتی حکمران اپنے الیکشن کو کچھ نہ کچھ کریڈٹ دینے کے لیے جنگی جنون میں مبتلا ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح پاکستانی قوم متحد ہے۔ ان شاء اللہ پاکستانی قوم ہر محاذ پر فولادی دیوار نظر آئے گی اور ان

شاء اللہ دشمن پاش پاش ہوگا۔ مالی سال 1999-2000ء کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے 72 ارب 60 کروڑ روپے کی رقم مہیا کی گئی ہے۔ جس میں پنجاب حکومت کے اپنے وسائل ملا کر کل 93 ارب 17 کروڑ روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو بلاشبہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔سالہا سال سے پسے ہوئے عوام نے ضلع ٹیکس کے خاتمے پر جو سکھ کا سانس لیا ہے یہ اچھی بات ہے۔ ہمیں یہ امید دلائی گئی ہے کہ ہمارے بلدیاتی ادارے جس میں ضلع کونسلیں اور کارپوریشنیں اور بلدیاتی کمیٹیاں شامل ہیں۔ ان کو اسی قدر مرکزی اور صوبائی حکومت سے فنڈ مہیا کیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنے ترقیاتی کام بدستور پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ جس طرح حکومت پنجاب نے پچھلے سال زراعت کی ترقی کے لیے' کاشت کاروں کی مدد کے لیے ٹریکٹر سکیم میں ایک لاکھ روپے کی سبسڈی دی اور پانچ ہزار گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت قرعہ اندازی کے ذریعے تقسیم کیے اور جتنا transparent سلسلہ ہوا میں اس پر پنجاب حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس دفعہ پانچ ہزار ٹریکٹر جو اس مد میں مختص کیے گئے ہیں۔ یہ بھی قابل ستائش ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان شاء اللہ اس سے ہماری زراعت کو ترقی ملے گی اور لوگوں کو مشینی زراعت کی طرف رغبت دلائی جائے گی۔ پنجاب میں نوجوان گریجویٹ طبقے کو بے روزگاری سے نجات دلانے کے لیے میاں محمد شہباز شریف نے جو مائیکرو سافٹ اور Oracle سے معاہدہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم پنجاب میں بے روزگاری کو کنٹرول کیا جائے گا اور اس سے امن و امان کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہو گا۔ اس کے تحت قریباً نو ارب روپیہ دونوں کمپنیاں پنجاب میں خرچ کریں گی اور پانچ ہزار نوجوان ہر سال کمپیوٹر انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کریں گے اور کوالیفائیڈ انجینئر اس لیول پہ ہوں گے کہ وہ foreign میں اور اپنے ملک میں قابل قدر خدمات سرانجام دے سکیں گے۔ اس سے پاکستان کی ایکسپورٹ میں متقدبہ اضافہ ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح لیڈر آف اپوزیشن نے چینی کے حوالے سے اعتراض کیا۔ سب جانتے ہیں کہ مسلم لیگی حکومت کے آنے کے بعد نہ آٹے کا بحران آیا ہے' نہ چینی اور گھی کی shortage ہوئی ہے۔ ہر چیز لوگوں کو تواتر کے ساتھ باافراط مل رہی ہے۔ ہمارے فوڈ منسٹر اور ہمارے تمام کابینہ کے جو باقی ارکان ہیں ان کی محنت شاقہ کا اثر ہے' ثمر ہے۔ میں اس پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس وقت جو چینی کی قیمت چل رہی ہے اس کا اگر انڈیا کے ساتھ' گنے کی بنیادی قیمت جو خام مال ہے اس کا موازنہ کیا جائے تو انتہائی rational ہے اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں۔ جب کہ پیپلز پارٹی کی حکومتیں جب بھی آئی

ہیں تو مٹی کے تیل کے لیے بھی لائنیں لگی ہیں اور آٹا، چینی اور سیمنٹ کے لیے بھی لائنیں لگی ہیں۔ اور لمبی قطاروں کا کلچر پیپلز پارٹی کی نشانی رہی ہے۔ ایک شعبہ زراعت میں بڑی کامیابی پچھلے سال pesticides میں سب سٹینڈرڈ ادویات کا کنٹرول ہے۔ میں اس پر حکومت پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ کاشت کار اپنا قیمتی اثاثہ ان ادویات پر صرف کرتے تھے جن کا ان کو قطعی طور پر کوئی فائدہ اور افادیت حاصل نہ ہوتی تھی۔ فصلیں ضائع ہوتی تھیں اور لوگ بے چارے خالی ہاتھ واپس لوٹتے تھے۔ سارے سال کی کمائی یہ لوگ لے جاتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح اس دور میں transparent سلسلے چل رہے ہیں اور جس طرح گاڑیوں کی خرید پہ پابندی، طیاروں اور ہیلی کاپٹر کی خرید پر پابندی لگائی اس طرح اپنے اخراجات کو صوبائی حکومت نے خاص طور پر محدود کیا ہے۔ اس پر بجا طور پر حکومت لائق مبارک باد ہے تو یہی وجہ ہے کہ ٹیکسوں میں اضافہ نہ ہونے کے باوجود ترقیاتی کام ہر طرف ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور لوگ محسوس کر رہے ہیں کہ یہ واضح فرق ہے۔ جناب سپیکر! میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح صوبائی حکومت نے اپنے ملازمین کے لئے 20 سے 25 فی صد اضافہ کیا ہے یہ روز افزوں کے جو سلسلے ہیں ان کے سوا کرپشن کو کنٹرول کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں کہ لوگوں کی جائز آمدنی میں اضافہ کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں جس طرح اس پر اپوزیشن کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے وہ اعتراض برائے اعتراض ہے ورنہ 2800 روپے لینے والے کانسٹیبل کا 25 فیصد اضافہ تقریباً 700 روپے بنتا اگر صوبائی حکومت نے ایک کانسٹیبل کو 700 کی بجائے ایک ہزار روپے کا اضافہ دے دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تعریف کرنی چاہئے۔ اگر اس کی صحیح کیفیت پوچھنی ہے تو وہ ایک کانسٹیبل سے پوچھیں۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ اس نے کتنے اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ میں اس کے ساتھ اپنی مختصر بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آصف علی ملک صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک، پی پی 15):

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے اور اس کے لئے میں اپنے محنتی وزیر کک، ان تھک اور پنجاب کے trend setter اور کردار و عمل کے غازی جناب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ

وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ جناب والا! میاں محمد شہباز شریف صاحب کا شروع سے ہی یہ ایک طریقہ ہے کہ،

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب دیکھیے ٹھہرتی ہے جا کر نظر کہاں

صوبہ کی مثالی تعمیر و ترقی کے لیے عوام کے مستقبل کو درخشاں کرنے کی خاطر اس بجٹ کے ذریعے پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے ایک اور سنگ میل عبور کیا ہے اور اس میں بلا شبہ ایک مرتبہ پھر پاکستان مسلم لیگ کی حکومت خراج تحسین کے قابل ہے۔جناب والا! ہر بجٹ حکومت کی عوام کے ساتھ commitment کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور اس حکومت کا چہرہ اس کارکردگی سے خوبصورت اور واضح عیاں ہے۔ جناب والا! سننے والے کانوں اور دیکھنے والی آنکھوں کو یہ بجٹ نہایت ہی بھلا لگا۔ جناب سپیکر! قائد محترم میاں نواز شریف صاحب نے جیسے ہی حکومت کی ذمہ داری سنبھالی اپنے قومی خطاب میں سب سے پہلے جو توجہ دی اور قوم سے خطاب کیا اس میں واضح طور پر یہ کہا کہ سابقہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کے حواریوں کی لوٹ کھسوٹ، کرپشن، اقتصادی، صنعتی اور معاشی طریقے سے حکومت کا دیوالیہ ہو گیا تھا انھوں نے اس کی طرف توجہ دلائی اور خود انحصاری کا سبق دیا کفایت شعاری کا سبق دیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ کہا کہ،

جہان کہنہ کے مفلوج فلسفہ دانوں
نظام نو کے تقاضے سوال کرتے ہیں
یہ شاہراہیں اسی لئے بنی تھیں کیا
کہ ان پہ دیس کی جنتا بلک بلک کر مرے
زمین نے کیا اسی کارن اناج اگلا تھا
کہ نسل آدم و حوا بلک بلک کر مرے

جناب سپیکر! قائد محترم کے اس خطاب پر پوری قوم نے لبیک کہا اور آپ نے دیکھا کہ مشکل اور کٹھن مرحلہ طے کرتے ہوئے میاں نواز شریف صاحب کا یہ پیغام کہ آپ پہلے دو سال مجھے دیں بقیہ تین سال میں آپ کو دوں گا وہ پہلے دو سال تعمیر کے سال تھے اور بقیہ تین سال ان شاء اللہ العزیز ترقی کے سال ہوں گے اور جناب والا! گزشتہ دو سالوں میں مشکل ترین حالات میں یہ ملک

نہ صرف تعمیر کیا انہوں نے اپنی چوٹیاں اور منزلیں عبور کیں' بلکہ یہ ملک ایٹمی طاقت بنا اور وہ بھی دنیا کا ساتواں' اور پھر اللہ کے فضل اور کرم و احسان سے آج اس کی سرحدیں محفوظ ہیں اور بھارت جو کل تک کشمیر کو اٹوٹ انگ کہتا تھا آج اس کو متنازع علاقہ اور واحد حل طلب مسئلہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے ۔ میں پاکستان مسلم لیگ اور میاں نواز شریف صاحب کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ اس جانب بھی دلاتا ہوں کہ 28 مئی کا جو ایٹمی دھماکہ تھا اس کی سالگرہ جب منائی تو وہ استحکام پاکستان کی تھی۔ اور میاں نواز شریف نے یہی کہا کہ۔

میرے چارہ گر کو نویدو' صف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب ہم نے چکا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ اور کئی ٹیکسوں میں چھوٹ اور رعایت کے باوجود سب سے خوش کن اور انقلابی قدم جو موجودہ صوبائی حکومت نے کیا ہے وہ محصول چونگیوں اور ضلع ٹیکس کا خاتمہ ہے ۔ اس سے حکومت کو خواہ کتنا ہی نقصان ہوا ہو' خواہ اس میں کتنی ہی کمی کی ہو لیکن خلق خدا کو بدمعاشوں ' بھتہ داروں اور ان تمام ٹھیکیداروں سے نجات دلائی گئی ہے جو کسی نہ کسی طریقے سے لوگوں پر گیارہ گنا لگا دیا کرتے تھے' چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ٹیکس لگا دیا کرتے تھے' مادر پدر آزاد کا رویہ اپناتے تھے۔ جناب سپیکر! جیسے ہی بجٹ کا اعلان ہو' آپ نے اور میں نے چوراہوں پر' چوکوں پر ' دکانوں اور ہوٹلوں پر لوگوں کو ناچتے اور خوشیوں کا اظہار کرتے دیکھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ساتھ ہی ساتھ پاکستان میں پنجاب میں پہلی دفعہ اس مرد آہن نے ' قائد پنجاب نے پولیس کی بہتری کے لیے ٹاسک فورس بنائی۔ اس کے لیے transformation ایک سکیم بنائی اور سب سے پہلے مجھے اب بھی یاد آتا ہے کہ برطانیہ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ایک افسر سرجان ونیم انہوں نے بریفنگ کے دوران کہا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی سکیورٹی کا نظام بہتر ہو ' آپ کی پولیس کا نظام بہتر ہو تو سب سے پہلے آپ پولیس کانسٹیبل کی طرف توجہ دیں آپ سب سے پہلے ان کی طرف دیکھیں کہ کیا وہ خود اچھے طریقے سے گزر کر رہے ہیں کیا ان کے بچے محفوظ ہیں کیا ان کو تعلیم مل سکتی ہے کیا ان کو طبی سہولیات ملتی ہیں ' کیا جہاں وہ رہتے ہیں وہ جگہ رہنے

کے قابل ہے۔ کیا ان کی تنخواہیں بہتر ہیں۔ جناب والا! میں میاں شہباز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ دی ۔ اور آج پولیس کا کانسٹیبل اپنی تنخواہ سے ایک ہزار روپے کی بڑھوتری اس حکومت کے ذریعے حاصل کر رہا ہے ۔ میں جناب والا! کے ذریعے اپنی یہ تجویز بھی پیش کرتا ہوں کہ کانسٹیبل کے ساتھ ساتھ اگر ہیڈ کانسٹیبل کی تنخواہ میں بھی اضافہ کیا جائے تو وہ بھی بہتر ہو گا۔ اور ابھی ابھی مجھے منشاء اللہ بٹ صاحب اور دیگر میرے بھائیوں کی طرف سے یہ اشارہ مل رہا ہے کہ وہ ہو گیا ہے تو یہ نہایت ہی احسن قدم ہے۔ کیونکہ کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل میں بہت کم فرق ہے ۔ جناب والا! سٹیمپ ڈیوٹی جو کل تک 17 فی صد تھی اس میں کمی کر کے 4 فی صد کی گئی ہے ساتھ ہی ساتھ موٹر وہیکل ٹیکس میں اضافہ نہیں کیا گیا۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام جو کہ ڈھیر ساری رقوم پر مشتمل ہے اس کے لیے ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کی تشکیل نہایت احسن قدم ہے ۔ممبران صوبائی اسمبلی اس کمیٹی کے ممبر اور ڈپٹی کمشنر اس کا سیکرٹری گزشتہ ایک سال واضح طور پر اس چیز کا گواہ ہے کہ تمام اپنے اپنے حلقوں میں لوگوں نے بہتر طریقے سے اپنی منشاء کے مطابق ، لوگوں کی توقعات کے مطابق پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے اس پر کام کیا ، بجٹ کو استعمال کیا اور 30 جون تک وہ اپنے اپنے حلقوں میں وہ کام مکمل کروائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا مستقبل زراعت میں ہے اور زراعت بھی خصوصی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقوں میں ہے کیونکہ شہر جتنی جلدی بڑھ رہے ہیں ۔ لاہور کے اطراف میں ، سیالکوٹ ، شیخوپورہ ، گوجرانوالا اور قصور اگلے پانچ دس سالوں میں جس طریقے سے اس میں بڑھوتری ہو رہی ہے ۔ نہری رقبے سکڑ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقوں میں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ڈھیر ساری لاکھوں ایکڑ زمین ویسے ہی پڑی ہوئی ہے۔ اس کو ہموار کرنے کی ضرورت ہے۔ وہاں پر سمال ڈیمز بنانے کی ضرورت ہے۔ وہاں پر کنویں کھودنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ پاکستان کا بہت بڑا ایریا وافر پڑا ہوا ہے۔ اس کے لیے اس بجٹ میں بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ تقریباً تقریباً وہاں پر اڑھائی کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میاں نواز شریف صاحب جب وزیر اعلیٰ تھے تو وہ ہمارے حلقے میں آئے۔ وہاں پر ہم نے ان کو ایک تجویز دی کہ یہ بارانی علاقہ ضلع اٹک جو نہایت پس ماندہ ہے اور اس میں بھی میرا حلقہ پی

پی 15 پنڈی گھیب اور فتح جنگ پر جو مشتمل ہے وہ اس سے بھی زیادہ پس ماندہ ہے۔ اس کے اطراف میں چکوال اور تلہ گنگ جو بارانی علاقے ہیں' ان کی ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنائی جائے۔ یعنی چکوال اٹک ڈویلپمنٹ اتھارٹی اگر اس طریقے سے بن جائے جیسے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے یا باقی اور جگہوں کی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے ایک بہتر اور احسن قدم ہو گا۔

جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ زراعت کی طرف اس حکومت نے خصوصی توجہ دی ہے اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ پانچ ہزار ٹریکٹر گزشتہ سال جو تقسیم ہوئے ہیں' میرے بھائی جن کی میں قدر کرتا ہوں' لیڈر آف دی اپوزیشن گزشتہ سال یہ کہہ رہے تھے کہ یہ مشکل ہے' ایسا نہیں ہو سکے گا لیکن آپ نے دیکھا کہ وہ عمل ہوا اور وہ بلاتمیز صحیح زمین داروں کو ملے ہیں۔ کمپیوٹر کے ذریعے' صحیح لاٹری کے ذریعے وہ تقسیم ہوئے ہیں اور یہ اس حکومت کا ایک نہایت احسن قدم ہے۔ میں اس کے لیے حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ نے دیکھا' ریکارڈ گواہ ہے کہ جس وقت یہ پانچ ہزار ٹریکٹر صوبے میں سستے نرخوں پر تقسیم ہوئے ہیں تو اس وقت میرے اپنے حلقوں میں بھی ڈھیر سارے پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگوں کو بھی ملے۔ یہ واضح ثبوت ہے اور commitment کو پورا کرنے کا یہ طریقہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں شہباز شریف صاحب کا ڈویلپمنٹ کمیٹی کے سلسلے میں یہ جو قدم ہے' یہ جو رقم گزشتہ سال دو ارب روپے رکھی گئی ہے' اس میں ایک ارب روپے کا اضافہ بھی نہایت احسن قدم ہے۔ اس کے لیے بھی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! میں آخر میں اپنے محترم وزیر خزانہ کو ان کی ادبی چاشنی سے بھرپور کاوشوں کا متوازن ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر ایک بار پھر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی شبانہ روز کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے' میں محسوس کرتا ہوں کہ آنے والی نصف صدی کے خوابوں کی تعبیر ان شاء اللہ العزیز نظر آ رہی ہے۔ آج حکومت کی commitment ہے اور آنے والا وقت یہ ثابت کرے گا کہ اکیسویں صدی میں یہ صوبہ اور یہ ملک ترقی کی منزلوں کو چھونے گا۔ کشمیر ان شاء اللہ العزیز آزاد ہو گا۔ کالاباغ ڈیم بنے گا۔ معاشی طور پر ملک مضبوط ہو گا۔ زراعت میں خود کفیل ہو گا اور میاں نواز شریف صاحب کا تمام محب وطن' تمام ملک کے 16 کروڑ عوام کو ایک پیغام ہے کہ

سفر نصیب رفیقو ! قدم بڑھائے چلو
پرانے رہنما لوٹ کر نہ دیکھیں گے
طلوع صبح سے تاروں کی موت ہوتی ہے
شبوں کے راج دلارے ادھر نہ دیکھیں گے

بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شاہد محمود بٹ صاحب!

حاجی ملک عمر فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمایئے۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! ملک صاحب نے اپنی تقریر میں ایک جملہ کہا تھا کہ "دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں کو یہ بجٹ بھلا لگا ہے"۔ تو میں ملک صاحب سے پوچھوں گا کہ وہ اپوزیشن کو کیا پیغام دینا چاہتے تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ (پی پی 108): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ کے اوپر بحث کے لیے موقع دیا۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ کی خوبیاں بیان کروں۔ میں قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اور قائد پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی ان مدبرانہ صلاحیتوں اور ان کی شبانہ روز محنت کا جو صلہ پنجاب حکومت کو اور پنجاب کے عوام کو ملا ہے، جو ایک متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لیے میں یقینی طور پر اپنے قائدِ پاکستان، قائدِ پنجاب اور وزیر خزانہ چودھری اقبال صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یقینی طور پر یہ بجٹ ایک متوازن بجٹ ہے، بلکہ اس بجٹ کو اگر آپ ٹیکس فری بجٹ کہیں تو اس سے ہمیں اور زیادہ خوشی ہو گی۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا بجٹ پیش کیا گیا ہے کہ جس میں بجائے ٹیکس لگانے کے ٹیکس میں ریلیف دیا گیا ہے۔ سب سے بڑی اہم اس بجٹ کی خوبی یہ ہے کہ پورے پاکستان میں ایک ظالمانہ باب کا خاتمہ جو میاں نواز شریف کی قیادت میں میاں شہباز شریف صاحب نے کیا کہ ضلع ٹیکس اور چونگیوں کے نظام کی جو خرابی تھی اور جو کاشت کاروں اور تاجروں سے غنڈہ ٹیکس لیا جاتا

تھا اس کا خاتمہ کر کے میاں نواز شریف نے پورے پاکستان کے عوام کے دل جیت لیے ہیں۔

جناب سپیکر! متوازن بجٹ کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس میں یہ دیکھا جائے کہ ترقیاتی اخراجات کے لیے کیا رکھا گیا ہے اور غیر ترقیاتی اخراجات میں کیا کمی کی گئی ہے؛ اس کو اگر ہم تفصیلاً چیک کریں تو ہر وہ چیز جو ایک انسان کی بنیادی ضرورت ہے مثلاً تعلیم، صحت، سینی ٹیشن، ان کے لیے اس بجٹ میں بھرپور طریقے سے خیال رکھا گیا ہے اور ہر محکمے کی مد میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ آپ ایجوکیشن کی مثال دیکھ لیں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ یہ واقعہ ہے کہ بوٹی مافیا کے کنٹرول کے لیے قانون میں ترمیم کی گئی۔ میرٹ پر داخلہ دینے کے لیے ایک transparent system introduce کیا گیا۔ گھوسٹ سکولوں کو چیک کیا گیا۔ اساتذہ اور طلباء کی حاضری یقینی بنانے کے لیے اس نظام تعلیم میں ہر سطح پر انقلابی اقدامات کیے گئے ہیں۔ انفرمیشن ٹیکنالوجی کا قیام ہماری حکومت کا ایک بہت سنہری کارنامہ ہے۔ اب اس کی وجہ سے بے روزگاروں کو ان شاء اللہ تعالیٰ بفضلِ خدا technical assistance ملے گی اور اسی کی وجہ سے اب ہمارے جتنے بھی محکمہ جات ہیں ان کا کمپیوٹرائزڈ سسٹم کر دیا جائے گا جس کی مثال اس بجٹ میں دی گئی ہے کہ محکمہ مال کے لیے تیس کروڑ روپے صرف اسی لیے رکھے گئے ہیں کہ محکمہ مال کی complications کو ختم کر کے اس کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا جائے۔

محکمہ صحت کو دیکھ لیں کہ محکمہ صحت میں وہ انقلابی اقدامات کیے گئے ہیں، میں میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج اگر مریض ہسپتال میں چلا جائے تو 24 گھنٹے آپ کی ایمرجنسیز پر فری میڈیسنز مل رہی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ گورنمنٹ کا قیام، ہسپتالوں کو خود مختاری دینا تاکہ وہاں لوگوں کو صحیح سہولتیں مل سکیں اور ڈاکٹروں کی تعیناتی اور ڈاکٹروں کی یقینی حاضری چیک کی جائے۔ خودمختاری دینے سے یہ فائدہ ہوا کہ ہسپتالوں میں مریض پرائیویٹ سیکٹر سے گورنمنٹ سیکٹر میں آنا شروع ہو گئے۔ اسی طرح پنجاب بجٹ کی یہ ایک نہایت ہی اہم خوبی ہے کہ اس دفعہ انھوں نے ہومیو پیتھک ڈسپنسریوں کے لیے بھی فنڈز رکھے ہیں۔ دیہاتوں میں ڈاکٹر اور ڈسپنسر بھرتی کرنے کے لیے ان کو ایک incentive دیا گیا۔ ان کو contract basis پر ایک نئی چیز دی گئی۔ ان کو زیادہ مراعات دی گئیں تاکہ وہ دیہاتوں میں جا کر اپنی اور غریب عوام کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح محکمہ زراعت کو دیکھ لیں کہ اس کے اوپر میاں شہباز شریف نے ایک ٹاسک فورس قائم کی۔ آپ اس کے بجٹ کو دیکھیں کہ ایگریکلچر کو promote کرنے کے لیے اس میں سب سے زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں۔ ایگریکلچر کی ٹیکنالوجی کے لیے میں جو دو سال پہلے اس چیز کا شور ڈالتا تھا' آج مجھے یہ بڑی خوشی ہوئی ہے کہ کاٹن کی جب پیداوار کم ہوئی تو میں نے کہا تھا کہ cotton purament strap استعمال کریں کیونکہ یہ نئی ٹیکنالوجی ہے۔ یہ insecticides کو چھوڑیں' نئی ٹیکنالوجی لے کر آئیں۔ الحمدللہ کہ آج اس پنجاب حکومت نے اس کے اوپر بھی کام کرنا شروع کر دیا اور American born worm کے لیے purament strap استعمال کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اریگیشن سسٹم کو اتنا زیادہ موثر کر دیا گیا' اس میں اتنے زیادہ پیسے رکھے گئے کہ کینال کی ری ماڈلنگ کی گئی۔ کھالے پکے بنانے کے لیے پیسے رکھے گئے۔ راجباہوں کو پختہ کرنے کے لیے اس میں بے شمار فنڈز رکھے گئے اور اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ نہایت ہی ایمان دار افسروں کو وہاں پر تعینات کیا گیا ہے۔ پانی کی چوری کو روکنے کے لیے اور پانی کو ٹیلوں تک پہنچانے کے لیے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے اور منسٹر فار اریگیشن نے نہایت ہی قابل تحسین کام کیے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر میں اس بجٹ کی خوبیاں بیان کروں تو یقین جانیں میں کہتا ہوں کہ دن پورے ختم ہو جائیں گے لیکن اس بجٹ کی خوبیاں بیان کرنا ختم نہیں ہو سکتیں۔ میں بڑے باوثوق طریقے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بجٹ ہے جس میں ہر انسان کے لیے خواہ وہ مزدور ہو' خواہ وہ تاجر ہو' خواہ وہ صنعت کار ہو' خواہ وہ کاشت کار ہو' اس کی سہولیات اور اس کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہر اقدامات کیے گئے ہیں۔ غریب مزدور کو دیکھیں' غریب صنعت کار کو دیکھیں' غریب لیبر کو دیکھیں' ان کے لیے فوڈ سٹمپ میں اس دفعہ انھوں نے بہت زیادہ increase کر دی ہے تاکہ ہماری صنعتوں میں کام کرنے والے جو مزدور ہیں ان کو ہم سستا' آٹا' چینی اور گھی وغیرہ دے سکیں۔

جناب والا! اسی طرح ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیز کے قیام کے بارے میں میں کہتا ہوں کہ یہ میاں شہباز شریف صاحب کی ایک بہت مثبت سوچ ہے۔ ان کی یہ اور positive thinking ہے کہ ہر محکمے کی وہ deeply study کرتے ہیں۔ انھوں نے دیہاتی علاقوں کو شہروں کے برابر لانے کے

لیے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کے فنڈز دو ارب سے تین ارب روپے کر دیے اور انھوں نے بنیادی چیزیں مثلاً سڑکیں، سکول، shelterless schools کی چار دیواریاں بھی locally سطح پر de-centralized کر دیں تاکہ ہمارے ایم۔پی۔اے حضرات local سطح پر ہی اپنے عوام کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ ہی رکھا گیا ہے کہ جس طرح غلام حیدر وائیں صاحب کی حکومت میں Small Industries Loans دیے جاتے تھے ان قرضہ جات کو رکھا اس دفعہ پھر رکھا گیا ہے۔ بے روزگاری اس قدر بڑھ چکی تھی کہ اس کو کنٹرول کرنا ہمارے بس کی بات نہیں تھی لیکن میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کی بڑی positive thinking ہے کہ اس نے Small Industries Loans کا اجراء کیا اس میں انھوں نے فی الحال تیس کروڑ روپے رکھے تاکہ کاٹن انڈسٹری کو promote کیا جائے یہی نوجوان ٹیکنیکل ایجوکیشن لیں، چھوٹی چھوٹی انڈسٹریز لگائیں اور اپنے لیے اور اپنے گھر والوں کے لیے خود روزگار پیدا کریں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حکومت کی بہت بڑی contribution ہے کہ یہاں ہماری employment کا مسئلہ بنا ہوا ہے ان کو ہم small loans دیں تاکہ وہ خود مختار بنیں اور اپنے لیے خود وسائل پیدا کریں اور حکومت کے اوپر وہ بوجھ نہ بنیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح farm to market roads کے لیے پبلک ہیلتھ سیکٹر کو دیکھ لیں اس میں انھوں نے بے شمار سہولتیں دی ہیں، مثلاً پینے کے صاف پانی کے لیے فنڈز رکھے ہیں اور گاؤں میں ایک ایسا نیا سسٹم develop کیا گیا کہ ایک تو وہاں water سپلائی کیا جائے اور دوسری طرف اس کے ساتھ ڈرینج سکیم کو مکمل کیا جائے۔ یہ نہ ہو کہ گاؤں میں ڈرینج سکیم تو ہو لیکن پینے کے لیے وہاں پانی میسر نہ ہو۔ تو ہماری حکومت نے پبلک ہیلتھ سیکٹر میں یہ ایک نیا پیکج دیا ہے اور میں اس اسمبلی میں بڑی خوشی سے بات کروں گا کہ جناب، ہمارے منسٹر صاحب نے اپنے محکمے کو چیک کرنے کے لیے اتنا زیادہ زور دیا ہے کہ جتنے کرپٹ آفیسر تھے اور جو اس نظام کو تباہ کر رہے تھے ان کے پیچھے پڑے اور ان کے نظام میں درستی لے کر آئے جس کی وجہ سے ہماری جو سکیمیں بند پڑی ہوئی تھیں، ہماری جو ڈرینج سکیمیں کام نہیں کر رہی تھیں، جو واٹر سپلائی کی سکیمیں کام نہیں کر رہی تھیں ان کے بارے میں چیف منسٹر صاحب نے پاؤسنگ منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر special meeting کی اور اس کا اثر یہ ہوا اور میں اپنے علاقے کی بات بتاتا ہوں کہ میرے علاقے میں جو

سکیمیں بند پڑی تھیں وہ چلنی شروع ہو گئیں۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کا agriculture sector سب سے بڑا base ہے۔ اس کے اوپر ہماری economy depend کرتی ہے۔ اسی کے اوپر ہماری معیشت depend کرتی ہے۔ ایگریکلچر سیکٹر کو promote کرنے کے لیے میاں صاحب نے جو ایگریکلچر ٹاسک فورس قائم کی میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس کی وجہ سے اور میاں صاحب کے پرسنل انٹرسٹ کی وجہ سے one window operation کا قیام پورے پاکستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ زمین داروں کو ایک ہی دن میں ایک ہی جگہ پر ایگریکلچر loans ملتے رہے ہیں ۔ اسی طرح اب ہم نے صرف production ہی نہیں کی اب ہم نے ایکسپورٹ کے لیے بھی one window operation شروع کیا اور ابھی ہم نے اخبارات میں دیکھا کہ vegetable اور فوڈ کی ایکسپورٹ کے لیے بھی جو ہمارے exporters کو مسائل درپیش آتے تھے ان کے لیے ایئر پورٹ پر جا کر one window operation کا آغاز کیا ایک ہی جگہ پر کسٹم والے اور immigration والے سب لوگ اکٹھے ہو جائیں تاکہ ایکسپورٹر حضرات کو وہاں کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو ' وہاں بھی one window operation شروع کیا گیا۔ جناب والا! یہ بالکل نئی چیزیں ہیں ' یہ نئی ٹیکنالوجیز ہیں جن کے اوپر ہماری گورنمنٹ زور لگا رہی ہے ۔

جناب والا! میونسپل فنڈز کا اجراء' بہت بڑی بات ہے کہ حکومت نے ایشین بنکس سے ورلڈ بنکس کے ساتھ میچنگ گرانٹس دے کر میونسپل فنڈ کا اجراء کیا ہے۔ اس سے ہمارے جن بلدیاتی اداروں کی مالی حالت اس قدر مضبوط نہیں تھی ان کے مسائل کو حل کیا اور اپنے عوام کو پینے کا صاف پانی ' سڑکیں ' نالیاں' گلیاں جیسے مسائل کا حل local سطح پر جو کیا ہے یہ قابل تحسین قدم ہے ۔

جناب سپیکر! اسی طرح آپ دیکھیں کہ ہر دفعہ یہ ہوتا ہے کہ بجٹ آنے سے پہلے ہر چیز میں مہنگائی کی لہر بڑھ جاتی ہے ' سٹاک غائب ہو جاتے ہیں ۔ میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں کوئی ایک مثال نہیں ملتی کہ کسی چیز کے لیے کوئی لائن لگی ہو ' کسی پٹرول پمپ پر لائن لگی ہو' کسی گھی کی دکان پر لائن لگی ہو ' کسی چینی کی دکان پر لائن لگی ہو' آپ کو ہر چیز abundantly مل رہی ہے اور یہ پنجاب کا پہلا بجٹ ہے کہ جس میں بجائے ٹیکس بڑھانے کے

ٹیکس کو کم کیا گیا ہے جس کی مثال آپ دیکھ لیں کہ لوگ ٹیکسز کی وجہ سے رجسٹریاں نہیں کرواتے تھے ' زمینوں کی رجسٹریاں نہیں کرواتے تھے کیونکہ ان کی ڈیوٹیز زیادہ تھیں لیکن میں کہتا ہوں کہ میاں شہباز شریف کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے ڈیوٹیز کو کم کر دیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اپنی رجسٹریاں کروائیں اور ہمارا ریونیو generate ہو۔ تو جناب والا! اس حکومت کی یہ بڑی مثبت سوچ ہے کہ انھوں نے یہ کام کیے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح محکمہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے کانسٹیبل کی تنخواہوں میں ایک ہزار روپے کا اضافہ ' اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ان کی ڈیوٹیز میں کمی کر دی گئی۔ ایک پولیس والا 24 گھنٹے جاگتا تھا اس کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ' اس کی فیملی کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پولیس میں ایک نیا نظام develop کیا گیا -----

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب' اب آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔ آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر ! میں دو چار منٹ اور لوں گا۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے بارے میں میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ٹھیک ہے لیکن آپ کے دس منٹ ہو گئے ہیں اب آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ متوازن بجٹ ہے' اس میں میاں شہباز شریف صاحب نے ہمیں پہلے ہی بہت کچھ دیا ہے ہم ان کے مشکور ہیں۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ جس طرح پنجاب کا ہر آدمی ان کے گن گا رہا ہے۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میرے اپنے علاقے میں ایک farm to market road شروع ہوئی تھی اور وہ جیانوالی سے کسووال تک تھی اور وہ 1988ء میں شروع ہوئی تھی اور اسے میاں نواز شریف صاحب نے شروع کیا تھا اگر اس بجٹ میں اسی سڑک کو تیس لاکھ روپے کی rehabilitation کر کے مکمل کر دیا جائے تو اس سے یقینی طور پر میرے حلقے کے کم از کم پچاس دیہات فائدہ مند ہو سکتے ہیں۔ کوریکی میں اگر ایک گرلز سکول بن جائے تو میرے پورے علاقے کی تقدیر بدل سکتی ہے ۔ سرانوالی' میانوالی 'لدیانوالی یہ بہت بڑے قصبے ہیں۔ اگر پبلک ہیلتھ والے اس بجٹ میں ان قصبوں کے لیے ایک ڈرینج سکیم رکھ لیں تو اس سے یقینی طور پر ہمارے علاقے کی بہت بہتری ہو سکتی ہے ۔

آخر میں جناب سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وزیر خزانہ صاحب اور اری گیشن منسٹر صاحب کو یہ کہوں گا کہ میرے علاقے کا سب سے بڑا مسئلہ حبی نالے کی کھدائی ہے۔ جناب آپ یقین جانیں کہ اگر اس نالے کی کھدائی ہو جائے تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے علاقے کے چاولوں کی ایکسپورٹ بڑھ سکتی ہے' پاکستان کی معیشت پر چاولوں کی ایکسپورٹ کا بہت زیادہ اثر پڑ سکتا ہے اور اگر حبی نالے کی کھدائی کر دیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔ جناب سپیکر! آخر میں میں آپ کا ' وزیر خزانہ صاحب کا' شکریہ ادا کرتا ہوں اور میاں شہباز شریف کو دوبارہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے ہمیں اس قسم کا balanced budget دیا' ہمارے عوام ان سے بہت خوش ہیں اور ہر طبقہ ان کو دعائیں دے رہا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان (پی پی 40)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس صدی کے آخری بجٹ پر بولنے کا موقع بخشا۔

جناب سپیکر! میں آج "کیئر ٹیکر منسٹر فنانس" کا ترجمہ اگر پنجابی میں کروں گا تو میرے بھائی خاکوانی صاحب کو بڑا غصہ آئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ میرے خیال میں آپ یہ بات بھی صحیح نہیں کہہ رہے۔ یہ کیئر ٹیکر نہیں ہیں۔ جب کسی کا نوٹیفکیشن ہو جاتا ہے تو وہ مستقل ہی ہوتا ہے۔ یہ کیبنٹ میں changes آتی رہتی ہیں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جب میں بجٹ پر بات کروں گا تو فنانس منسٹر کا ذکر ضرور آئے گا۔

جناب والا! میں کیئر ٹیکر فنانس منسٹر کو جن کا نوٹیفکیشن 14 جون کو ہوا اور 15 جون کو انھوں نے بجٹ پڑھا ' 1985ء سے لے کر 1999ء کے بجٹ تک سب سے تیز بجٹ پڑھنے پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے ریکارڈ تیزی سے اس بجٹ کو پڑھا۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے بھائی چودھری اقبال صاحب نہایت ہی شریف آدمی ہیں اور بڑے سمجھ دار آدمی ہیں۔ ان کی جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے انھوں نے اس کو خوب نبھایا ہے۔ ان کی صرف یہ ڈیوٹی تھی کہ آپ نے اس بک کو پڑھ دینا ہے اور انھوں نے اس کو بڑی خوبصورتی

سے پڑھا اور مجھے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے سکولوں میں لوگ رٹا لگاتے ہیں انھوں نے اکثر بجٹ بغیر دیکھے پڑھا ہے اور اتنی تیزی سے پڑھا ہے اور انھوں نے 45 منٹ میں یہ بجٹ پڑھا ہے۔ میں ان کی اس efficiency پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! 14 ۔ جون کو notification ہوا کہ 15 ۔ جون کو انھوں نے صرف بجٹ تقریر پڑھنی ہے۔ باقی بجٹ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔ اس سے پہلے جب ضلعی ممبران سے بجٹ کے سلسلے میں میٹنگز ہو رہی تھیں تو اس وقت میرے بھائی ارشد لودھی صاحب یہ میٹنگز لے رہے تھے' اس وقت چودھری اقبال صاحب کا ذکر ہی نہیں تھا۔ بہرحال چودھری اقبال صاحب نے بجٹ پڑھ دیا۔ انھوں نے بڑے خوب صورت انداز میں تیزی کے ساتھ بجٹ پڑھا۔ ان کا واسطہ صرف پڑھنے کی حد تک ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! نکتہ ذاتی وضاحت۔ گو کہ یہ مناسب بات نہیں' لیکن وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں وہ میٹنگز بطور وزیر P&D کر رہا تھا اور اللہ کی مہربانی سے اب بھی میں وزیر P&D ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ خان صاحب کے پاس اور کوئی بات کہنے کے لیے نہیں ہے اس لیے وہ اپنی بات کو بار بار دہرا رہے ہیں۔ انھیں دہرانے دیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ آپ اس طرح کی بات کریں گے۔ جناب سپیکر! میں بجٹ 1999-2000ء پہ بحث کا آغاز کرتا ہوں۔ آپ اور میں 1985ء سے اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور غریب لوگوں کے ووٹوں سے اس ہاؤس کے ممبر منتخب ہو رہے ہیں۔ جناب والا! جو بھی حکومت آتی ہے' جب وہ بجٹ پیش کرتی ہے تو اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس بجٹ سے غریب عوام کو فائدہ ہو۔ میں نے ہمیشہ بجٹ کی کتابیں پڑھی ہیں۔ خصوصاً جب سے ہم اپوزیشن کے بنچز پہ آئے ہیں تو دیانت داری سے پورا بجٹ پڑھتے ہیں۔ جناب سپیکر! پچھلے دو دن میں اسی سوچ میں رہا کہ آیا میں ان نکرز کو ہاؤس میں quote کروں' ان پہ بحث کروں یا اس بجٹ کی ناکامی پر بات کروں۔ ہر حکومت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہم جو بجٹ پیش کریں وہ کامیابی سے ہم کنار ہو۔ میرے بھائی محترم سعید احمد خان منیس صاحب نے کل کافی نکرز quote کیں۔ چونکہ انھوں نے کافی زیادہ نکرز کی غلطیوں کو point out کر دیا ہے لہٰذا میں نے نکرز پہ بات کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ جناب والا! آج ان نکرز کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں۔ میں اور پورا ہاؤس دیانت داری سے

یہ سمجھتا ہے کہ ہر آنے والا بجٹ غریب کے لیے تکلیف کا باعث بنتا ہے' اس کے لیے مسائل لاتا ہے۔ آپ کسی بھی غریب آدمی سے پوچھ کر دیکھ لیں' وہ یہی کہے گا کہ اس سال کی نسبت پچھلا سال قدرے بہتر تھا۔ جناب والا! آج ہمیں اس بات کی فکر کرنی چاہیے کہ بجٹ کا غریب آدمی کو فائدہ کیوں نہیں پہنچتا۔ ہمیں اس صوبے کے غریب عوام کی بہتری کی خاطر سوچنا چاہیے۔ جناب سپیکر! یہ کہنا کہ سابقہ حکومت نے تعلیم کے لیے 20 ارب روپے رکھے تھے جبکہ ہم نے اسے بڑھا کر 30 ارب کر دیا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے' ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا 30 ارب روپے مختص کرنے سے تعلیم کے معیار میں کوئی بہتری ہوئی ہے یا نہیں۔ جناب والا! ہمیں آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہاں study groups بنائیں اور دیکھیں کہ ہم کس طریقے سے صوبے کے عوام میں تعلیمی معیار کو بہتر کر سکتے ہیں۔ نگرز سے تو آج تک ہمیں کچھ حاصل نہیں ہوا۔ 1985ء سے لے کر آج تک ہم نے یہی کچھ دیکھا ہے کہ کوئی بہتری یا اچھائی پیدا نہیں ہو رہی۔ بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے' مہنگائی میں اضافہ ہوا ہے' کرپشن میں اضافہ ہوا ہے' خودکشیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے اس عوام کو کیا دیا ہے؟ میں حکومت پر تنقید نہیں کر رہا' یہ میرے' آپ سب کے' پورے ہاؤس کے فرائض میں شامل ہے اور ہم سب کی یہ دلی خواہش ہے کہ ہم صوبے کی عوام کو بہتر سہولتیں دیں' غریب آدمی کو ریلیف مہیا کریں۔ لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہو رہا۔ غریب آدمی کی حالت آئے دن بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ ہمیں صرف اسی بات پہ زور نہیں دینا چاہیے کہ ہم نے اس سال بجٹ میں اتنا اضافہ کیا ہے۔ جناب والا! ان اعداد و شمار سے تو آج تک کسی غریب آدمی کو فائدہ نہیں ہوا۔ اور یہ بات پورے ہاؤس کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں اس بات بیٹھ کر سوچنا چاہیے اور میری یہ خواہش ہے' تجویز ہے کہ اس بارے میں study groups بنا کر ان بنیادی خرابیوں کو دور کیا جائے۔ بصورت دیگر یہ خرابیاں دور نہیں ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر! یہاں کافی چرچا ہے کہ ہم نے ضلع ٹیکس ختم کر دیا' چونگیاں ختم کر دیں اور سٹمپ ڈیوٹی ختم کر دی۔ میں on the floor of the House سب سے پہلا اعتراض یہ کرتا ہوں کہ یہ ایک صوبائی معاملہ ہے۔ اسے وفاقی بجٹ میں زیر بحث نہیں آنا چاہیے تھا۔ اگر یہ ایسا فرمائیں کہ چونکہ وزیر اعظم حکومتی پارٹی کے صدر بھی ہیں اس لیے وفاقی بجٹ میں یہ اعلان کیا گیا۔ جناب والا! اگر وہ چاروں وزراء اعلیٰ کو اپنے سامنے بٹھا کر' ان کی موجودگی میں بحیثیت پارٹی صدر یہ اعلان کرتے تو پھر

مجھے اس پر اعتراض نہ ہوتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وفاقی وزیر خزانہ کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ صوبائی خود مختاری میں کسی قسم کی مداخلت کریں۔ جناب سپیکر ! اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک صوبے نے مختلف رائے دی' دوسرے صوبے نے اپنے کچھ خدشات کا اظہار کیا۔ جناب والا! آپ نے دیکھا کہ جب بلدیاتی الیکشنوں کا وفاقی حکومت نے اعلان کیا تو اس کا حشر یہ ہوا کہ سوائے پنجاب کے کسی صوبے نے آج تک بلدیاتی الیکشن نہیں کروائے۔ مجھے اس پہ اعتراض نہیں کہ انھوں نے ضلع ٹیکس کو ختم کیوں کیا۔ ٹھیک ہے انھوں نے اس ٹیکس کو برا سمجھا اور ختم کر دیا۔ لیکن آج بلوچستان حکومت نے انکار کر دیا ہے کہ جناب ہم ان ٹیکسوں کو ختم نہیں کر سکتے کیونکہ ہماری لوکل باڈی کے ادارے جو کہ independently کام کر رہے ہیں' جو اس حکومت کے مرہون منت نہیں ہیں' انھیں ہم تباہ نہیں کرنا چاہتے۔ لہٰذا ہم یہ ٹیکس ختم نہیں کریں گے۔ جناب سپیکر ! ان کے اعلان کا پہلے دن ہی یہ حشر ہو گیا۔ جناب سپیکر ! اس میں بھی ایک سیاسی سوچ کار فرما ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ان بلدیاتی اداروں کو اور زیادہ اپنے کنٹرول میں رکھیں اور یہ تنخواہوں کے لیے بھی حکومت کی طرف نظریں لگائے رکھیں' تنخواہوں کے لیے بھی یہ ادارے اس حکومت کے محتاج ہو جائیں۔ اسی طرح انھوں نے کہا کہ ہم نے سٹمپ ڈیوٹی ختم کر دی ہے۔ بہت اچھی بات ہے۔ انھوں نے جو ظلم خود کیا تھا' ساڑھے سترہ فی صد سٹمپ ڈیوٹی انھوں نے خود بڑھائی تھی اب اسی کو withdraw کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر ! انھوں نے تنخواہوں میں اضافے کا اعلان کیا' یہ بڑی اچھی بات ہے ۔ گزشتہ دو اڑھائی سالوں میں جو مہنگائی ہوئی ہے اس سے عام تنخواہ دار' غریب آدمی' مڈل کلاس طبقہ پس کر رہ گیا ہے۔ اس کے لیے دو وقت کی روٹی ایک عذاب بن چکا ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آپ اخباروں میں روزانہ پڑھتے ہیں کہ آج فلاں' اتنے آدمیوں نے financial crisis کی بنا پر خود کشی کی ہے۔ انھوں نے معاشی بد حالی کی وجہ سے خود کشی کی یہ trend بھی انھی دو سالوں میں چلا ہے۔ تو شکر ہے کہ ان کو سمجھ آئی۔ لیکن مجھے آج تک اس اضافے کی سمجھ نہیں آئی کہ آیا یہ basic pay میں اضافہ ہے یا الاؤنس میں اضافہ ہے؟ اگر الاؤنس میں اضافہ ہے تو پھر تو گورنمنٹ ملازم سے ایک بڑا فراڈ ہے۔ اگر اس کی basic pay میں اضافہ کیا جائے گا تو اسے ریٹائرمنٹ کے وقت اس کی پنشن میں فائدہ ہو گا۔ مجھے سمجھ نہیں آئی' اسی لیے میں نے یہ point raise کیا ہے کہ وزیر خزانہ اس پر توجہ دیں اور ہمیں یہ بات سمجھائیں۔(وقت ختم ہونے کی گھنٹی بجی) جناب سپیکر! ابھی تو میں بحث پر آیا

ہی نہیں لیکن آپ نے گھنٹی بجا دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بجٹ پر میں نے تو نہیں آنا تھا۔ آپ نے آنا تھا اور آپ کو پتا ہے کہ دس منٹ ٹائم ہے۔ اگر آپ ذرا گھڑی پر نظر رکھیں تو آپ دس منٹ سے زیادہ اسی بات پر لے گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اس حکومت نے میرٹ کی بڑی بات کی' بڑا میرٹ چلایا اور جو ان کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے یہ اسی کو میرٹ سمجھتے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے توقع تھی کہ یہ حکومت بڑے بھاری مینڈیٹ سے آئی ہے یہ ایسے اصول قائم کرے گی جس کی لوگ مثالیں پیش کریں گے۔ لیکن سابقہ روایات کے مطابق جیسا کہ 1947ء سے چلا اور آج تک چل رہا ہے انھوں نے اسی پر عمل کیا۔ جناب والا! آج اپوزیشن میں چھ سات ممبر ہیں لیکن اس میرٹ کی حکومت نے جب ڈویلپمنٹ فنڈز تقسیم کیے تو انھوں نے سات ممبران کو بھی برداشت نہیں کیا اور ہمارے حلقوں میں کوئی ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیے جو بحیثیت ایم پی اے ہمارا حق بنتا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب وزیر خزانہ جواب دیں گے تو وہ یہی کہیں گے کہ سابقہ حکومتوں نے یہی کیا ہے۔ جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ سابقہ ادوار میں جو غلطیاں ہوئی ہیں اگر اتنا بھاری مینڈیٹ لینے کے باوجود بھی آپ نے اسی روش پر آنا ہے اور انھیں بے اصولیوں پر قائم رہنا ہے تو پھر عوام کو اتنا بھاری مینڈیٹ دینے کا کیا فائدہ ہے؟ اگر آج ہم سات ممبران ہیں تو ہو سکتا ہے کہ کل جب آپ ان سیٹوں پر آئیں تو شاید آپ آٹھ ہوں۔ امید تو مجھے نہیں ہے جو حالات ہیں لیکن یہ ایک روایت قائم کرنی چاہیے تھی۔۔۔

ملک محمد عباس کھوکھر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! میں اپنے قابل احترام بھائی سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جو آج باتیں کر رہے ہیں کیا انھوں نے اپنے دور میں بھی ایسا سوچا تھا؟ انھوں نے تو ہمارے منظور شدہ فنڈز بھی کینسل کر دیے تھے۔ تھانیدار ہمارے پیچھے لگا دیے اور پتا نہیں کیا کیا انھوں نے کیا لیکن آج ان کو بڑا دکھ ہو رہا ہے۔ یہ پہلے کہہ رہے تھے کہ وزیر خزانہ نے بڑی تیزی سے پڑھ دیا ہے۔ لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جس point پر بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ اپنی تقریر میں اس کا کھل کر اظہار کریں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! وہ جس پوائنٹ پر بات کر رہے ہیں انھیں اپنا دور بھی سامنے رکھنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی سعید اکبر صاحب! آپ اپنی تقریر wind up کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان، میں آپ کا مشکور ہوں۔ جناب والا! میں نے میرٹ کی بات کی ہے۔ جب یہ حکومت میں آئے تھے تو انھوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم میرٹ پر حکومت چلائیں گے۔ ہم تو سات ممبران ہیں لیکن مجھے یہ یاد ہے کہ پچھلے سال اس سے زیادہ ممبران کو ترقیاتی فنڈز ملے تھے لیکن میں نے پہلے کہا کہ اگر آپ نے سابقہ ادوار کی غلطیوں کو دہرانا ہے اور انھی کی روش پر چلنا ہے تو آپ کو اتنا بھاری مینڈیٹ دینے کا عوام کو کیا فائدہ ہے۔ ان کی یہ توقع تھی اور وہ یہ توقع کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اگر کسی سابقہ حکومت نے غلط کام کیا ہے تو ہمیں اس کو بہتر کرنا چاہیے۔ جناب والا! صوبہ سرحد کی حکومت نے اس پر قانون سازی کر دی ہے۔ کسی کی discretion نہیں ہے جتنے بھی ایم پی ایز ہیں چاہے وہ اپوزیشن کے ہیں یا حکومت کے ہیں ان کو برابر فنڈز ملتے ہیں' اس لیے میں آج اس حکومت سے یہی درخواست کرتا ہوں کہ آج اس بھاری مینڈیٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے اس طرح کی قانون سازی کر دیں کہ کل جو بھی حکومت آئے اس کی discretion نہ رہے کہ وہ اپوزیشن کے ممبران کو ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھے کیونکہ یہ ان کے ووٹرز کا اور ان کے حلقے کی عوام کا حق بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر صاحب! آپ کے پاس دو منٹ ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ wind up کر لیں۔ میں آپ کو عرض کر دوں کہ آپ اپنے ٹائم سے پانچ منٹ زیادہ لے چکے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچز پر بیٹھے ہوئے اکثریت والے ممبران کے سات آٹھ ممبروں نے تقریر کی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس کا فیصلہ تھا اسی لیے میں نے آپ کو پانچ منٹ زیادہ دیے ورنہ آپ خود اس بات کے شاہد ہیں کہ میں حکومتی بنچز کے ممبران سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دیتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ حکومت پولیس پر بہت مہربانیاں فرما رہی ہے اور یہ اچھی

بات ہے کہ ان کی تنخواہیں بڑھنی چاہییں۔ کل میرے بھائی پیر بنیامین صاحب کا بیان تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کانسٹیبلان کی تنخواہیں ایک ہزار روپے بڑھا کر ان کے دل جیت لیے ہیں تو مجھے اس وقت یہ خیال آیا کہ ان کا ضمیر تو پہلے ہی آپ نے جیتا ہوا ہے چلو اس ہزار روپے سے اس کا دل بھی جیت لیا ۔ یہ بھی بڑی خوشی کی بات ہے چونکہ جب کسی پولیس والے سے غلط طریقے سے بندے مروانے ہیں اور ان کا غلط استعمال کرنا ہے تو پھر انھیں facilitate کرنا پڑتا ہے۔ اس میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔

جناب والا! زراعت جس پر اس ملک اور اس صوبہ کی بہت آبادی کا انحصار ہے۔ اگر میں اسے کہوں کہ یہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تو یہ ایک پرانی بات ہے اور ہم بچپن سے یہ سنتے آئے ہیں۔ جناب والا! اس وقت زراعت کی حالت نہایت ہی ناگفتہ بہ ہے اور آپ نے جو زرعی ٹیکس لگایا ہے میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ آپ فیلڈ میں جا کر دیکھیں۔ میرا پورا حلقہ بارانی ہے۔ اس دفعہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے وہاں فصلیں نہیں ہوئیں لیکن انھوں نے وہاں پر اتنے ظلم سے زرعی ٹیکس وصول کیا ہے کہ لوگوں نے اپنے رقبے بیچ کر یہ ٹیکس دیا ہے چونکہ ان کو وصولی نہیں ہوئی تھی۔ انھوں نے کہا کہ جناب آپ نے تو فصلوں پر ٹیکس لگایا تھا لیکن ہماری فصلات تو نہیں ہوئیں۔ لیکن ان کی بات سننے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں ہے۔ اس وقت کاشت کار اتنا مایوس ہے اور اتنی کس مپرسی کی حالت میں ہے جو میں نے پچھلے کسی بھی دور میں نہیں دیکھا۔ جناب والا! میں حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ اس دفعہ میرے ضلع میں جس ظلم اور زیادتی سے کاشت کار سے گندم لی گئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ اخباروں میں پڑھیں کہ پولیس اور محکمہ مال والوں نے لوگوں کے گھروں میں گھس کر زبردستی گندم چھینی ہے۔ جن بے چاروں نے اپنی ضرورت کے مطابق رکھی تھی ان کی گندم بھی اٹھا لی ہے تاکہ اپنے ٹارگٹ کو پورا کریں۔ اس وقت جتنا ظلم زراعت پیشہ سے ہو رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اتنا کبھی بھی نہیں ہوا۔ جناب والا! بہت اچھی بات ہے کہ کاشت کاروں کو پانچ ہزار ٹریکٹر دیے گئے۔ لیکن ہمیں اس بات پر غور کرنا ہے کہ ہماری جو زمین ضائع ہو رہی ہے ہم نے اسے بچانا ہے۔ سیم کی وجہ سے اس ملک اور اس صوبے کا جو رقبہ تباہ ہو رہا ہے سب سے پہلے اس بات پر توجہ دینی چاہیے کیونکہ اگر زمین بچے گی تو ٹریکٹر چلیں گے۔ جناب والا! سیم و تھور پر قابو پانا اور اس کے متعلق سوچ و بچار کرنا یہ بنیادی باتیں ہیں کیونکہ دن بدن ہماری زمین سیم کی نذر ہو رہی ہے۔ جناب والا! اگر ہم بنیادی چیزوں کو ٹھیک کر لیں جو زمین سیم زدہ ہو چکی ہے' اس کو

بچالیں تو اس سے پیداوار بھی بڑھے گی لوگ بھی خوش حال ہوں گے۔ ٹریکٹر دینا اچھی بات ہے لیکن یہ ایک عارضی کام ہے ہمیں بنیادی کاموں کو touch کرنا چاہیے اور ان پر زیادہ زور دینا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں ایک آخری گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تحریک التوائے کار بھی دی ہے اور آج اس معزز ایوان میں بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ تحصیل منکیرہ ضلع بھکر میں موضع گل کالا ہے۔ اس میں دو پارٹیوں میں سو سال سے پرانا کورٹ کیس چل رہا ہے۔ سپریم کورٹ سے ایک پارٹی کے حق میں فیصلہ ہوا۔ انھوں نے رقبہ خریدا پھر وہ کورٹس میں گئے اور stay لے لیا۔ جناب والا! میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ کسی آدمی نے قبضے کے لیے اشٹام لکھوایا ہے۔ میں ابھی آپ کو یہ پیش کرتا ہوں کہ اس معزز ہاؤس کے ایک ممبر نے یہ اشٹام لکھوایا ہے کہ یا مجھے 22 سو کنال دو تو میں قبضہ لے کر دیتا ہوں اگر 22 سو کنال نہیں دیتے تو 60 لاکھ روپے دو تو پھر میں آپ کو یہ قبضہ دلاؤں گا۔ جس دن جناب سپیکر! یہ تحریر لکھی گئی ہے دونوں گروپ میرے ووٹرز ہیں میرے تعلق دار ہیں لیکن ان کا وہاں پر کوئی واسطہ بھی نہیں ہے۔ وہاں سے یہ الیکشن بھی نہیں لڑتے، الیکشن میں لڑتا ہوں یا اوپر قومی اسمبلی کا ممبر اس وقت ظفر خان ڈھانڈلا ہے۔ جناب سپیکر! جس دن یہ تحریر لکھی گئی ہے اس کے ٹھیک دس دن بعد وہاں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے اور انھوں نے ایس ایچ او بدلوا کر اپنی مرضی کا سارا سٹاف رکھوا کر 365 کی ایف آئی آر موجود ہیں۔ ان لوگوں پر پرچے درج کروا کر ان کی عورتوں کو مروایا اور ان پر اس وقت تک اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ کو اپیل کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! کیا دنیا میں کوئی ایسا طریقہ ہے کہ قبضے کے لیے اشٹام لکھوائے جائیں۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ہم آپ کو دو مہینے میں قبضہ دلوائیں گے اور آپ ہمیں 22 سو کنال رقبہ دیں۔ اگر آپ 22 سو کنال نہیں دیں گے تو آپ 60 لاکھ روپے دیں گے۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ سے یہ اپیل ہے کہ اس طرح کے اقدامات کو روکا جائے۔ مجھے یقین ہے اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ اگر وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں صحیح بات لائی جائے تو وہ کبھی معاف نہیں کریں گے۔ کیونکہ انھوں نے پچھلے دو سال میں اس طرح کے اقدامات کو ہمیشہ غلط کہا ہے اور انھوں نے ہمیشہ ایکشن لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! میں آج اپیل کرتا ہوں، میری یہ اپیل ہے اور خواجہ ریاض محمود صاحب بھی بیٹھے ہیں ان کو آپ انکوائریاں دیں۔ یہ وہاں پر تشریف لے جائیں اور اس بات کی

انکوائری کریں کہ یہ کتنا ظلم ہوا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے خواجہ صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ وہاں جا کر انکوائری کریں اور اس بات کا ایکشن لیں اور اگر میری بات غلط ثابت ہو تو جو سزا یہ ہاؤس تجویز کرے گا میں اس کے لیے تیار ہوں۔لیکن میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ جناب سپیکر! میرے حلقے میں جو ظلم ہو رہا ہے اور جو زیادتی ہو رہی ہے اس کا ازالہ کریں اور ان غریب لوگوں پر آپ رحم کریں جن کا کوئی قصور نہیں۔ کورٹ میں کیس چل رہا ہے۔ کورٹ جس کے حق میں فیصلہ کرے گی وہ سب کو قبول ہوگا۔ جناب والا! میں خواجہ صاحب سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ ضرور اس پر ایکشن لیں کیونکہ ان کے ذمہ یہ کام لگایا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد اقبال چودھری صاحب۔ (تشریف نہیں رکھتے) جناب خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود (پی پی 123): جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ کل سے میں اس انتظار میں تھا اور آج آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے کہ موجودہ سال کے بجٹ پر مجھے اپنے چند الفاظ کہنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر! انتہائی کمزور مالی معاشی صورت حال کی روشنی میں پنجاب حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے۔ کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس لیے میں اس کو ایک تاریخی بجٹ کہتا ہوں۔پنجاب حکومت کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے' پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سلسلے میں جو کوشش کی ہے' محنت کی ہے ان کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب سپیکر جب بجٹ پیش کیا جا رہا تھا' بجٹ تقریر کے بعد جب ہاؤس آپ نے ختم کیا تو میں نے اس ایوان کے فاضل اراکین کو چاہے وہ شہر سے تعلق رکھتے ہیں یا ہمارے دیہات سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں نے خوشی کی ایک عجیب چمک ان کے چہروں پر دیکھی ہے۔ہم 40 سال سے مسلم لیگ کے ورکر ' ہم نے موچی دروازے میں کرسیاں بچھائی ہیں اور ہم نے منٹو پارک میں دریاں بچھائی اور اٹھائی ہیں۔ ہم ڈاکٹر نہیں ہیں' انجینئر نہیں ہیں۔ لیکن اس چالیس سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے وہ صلاحیت دی ہے کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چہرے کو پڑھ لیتے ہیں کہ اس کے اندر کیا ہے؟ جناب سپیکر ! ایک صنعت کار کا بیٹا جو کہ خود بھی ایک بہت بڑا صنعت کار ہے۔ اس نے زراعت کے بارے میں انقلابی اقدامات جو اس بجٹ میں کیے ہیں اس

سے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف دیہاتی بھائیوں کی' بلکہ دیہات سے تعلق رکھنے والے ہمارے اراکین اسمبلی کی خوشی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! جس طرح آپ کو ساری صورت حال کا پتا ہے آپ سپیکر ہیں لیکن آپ بھی گورنمنٹ کا ایک حصہ ہیں۔ آپ اس ساری صورت حال کو سمجھتے ہیں۔ جتنی محنت کے ساتھ اس بجٹ کو بنایا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے لیے ایک بہت بڑا خراج ہے۔ بجٹ سے پہلے اپوزیشن کی جماعتیں ------

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں ان کی تقریر میں مداخلت تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن خواجہ ریاض محمود صاحب نے روانی میں ایک چیز جو کہی ہے وہ بڑی قابل اعتراض ہے۔ جناب والا! سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کسی گورنمنٹ یا اپوزیشن کا حصہ نہیں ہوتے' بلکہ وہ اسمبلی کے کسٹوڈین ہوتے ہیں۔ انھوں نے آپ کو حکومت کا حصہ بنا دیا ہے۔ تو اس کو براہ مہربانی درست کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

خواجہ ریاض محمود ، میرے بھائی سے گزارش ہے کہ سپیکر تو وہ بعد میں بنے ہیں پہلے ہمارے اسمبلی کے بھائی تھے' اسمبلی کے رکن تھے۔ اس کے بعد ہم نے ان کو اپنی محبت سے سپیکر بنا دیا ہے۔ اس میں تو کوئی اعتراض والی بات نہیں۔ یہ باتیں تو آپ کے پاس رہ گئی ہیں اور تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کسی شاعر نے کہا کہ،

میرے دامن میں شراروں کے سوا کچھ بھی نہیں
آپ تو پھولوں کے خریدار نظر آتے ہیں
ذہن میں جب بھی کبھی آیا بہاروں کا خیال
دامن وقت سے کچھ خار بکھر جاتے ہیں

جناب سپیکر! بجٹ سے پہلے اخبارات میں یہ باتیں چھپتی رہیں کہ بڑا ظالمانہ بجٹ آ رہا ہے ٹیکس بڑھائے جا رہے ہیں' ظلم ہونے والا ہے۔ لیکن خدا کے فضل و کرم سے آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں کی یہ ساری امیدیں جو حکومت کے مخالف ہیں جو بلا جواز حکومت کے خلاف اپنے تبصرے کرتے رہتے ہیں' تنقید کرتے رہتے ہیں ان کی امیدیں خاک میں مل گئی ہیں۔ پنجاب حکومت نے اور وفاقی حکومت نے خدا کے فضل و کرم سے کامیابی کے ساتھ عوامی فلاح و بہبود کے بہترین بجٹ

پیش کر کے ایک تاریخ ساز کارنامہ سر انجام دیا۔ جناب سپیکر! اس کی سب سے بڑی یہ دلیل ہے کہ قائد حزب اختلاف اور میرے انتہائی قابل احترام بھائی سعید احمد خان منیس صاحب کوئی با مقصد تنقید نہیں کر سکے۔ یہ اس بجٹ کی اعداد و شمار کے لحاظ سے خرچ اخراجات کے لحاظ سے بہت بڑا ثبوت ہے۔ وہ ورق الٹتے رہے میں تو نہیں سمجھا کہ ان ورقوں میں کیا لکھا ہوا تھا۔ اتنے بے وقوف وہ افسر ہیں کہ بات تو تنخواہیں بڑھانے کی ہو رہی ہے اور وہ تنخواہیں کم کر رہے ہیں۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف کے ساتھ کوئی دھوکہ ہوا ہے' سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اور جس نے ان کو یہ بجٹ پڑھ کر سنایا ہے وہ ان کے ساتھ دھوکہ کر گیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے پچھلے بجٹ کے موقع پر بھی یہ فرمایا تھا کہ یہ جو 5 ہزار ٹریکٹروں کا ذکر کیا گیا ہے' تاریخ کے صفحے اس بات کے گواہ ہیں ایک سال پہلے کی بات ہے انھوں نے کہا کہ میاں شہباز شریف نے دھوکے کے ساتھ یہ بات کی ہے یہ غلط ہے اور یہ پانچ ہزار ٹریکٹر نہیں ملیں گے' کیونکہ اس میں 50 کروڑ روپے کا معاملہ ہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں پچاس کروڑ روپے خرچ کرنے پڑیں گے یہ بجٹ میں نہیں لکھا ہوا۔ آج وہ کاشت کار اور زمیندار کسان گواہ ہیں اور وہ ٹریکٹر پر چڑھے ہوئے ہیں اور زمینوں پر ہل چلا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ قرعہ اندازی کے ساتھ یہ ٹریکٹر تقسیم کیے گئے۔ اتنی دیانت کے ساتھ یہ ٹریکٹر تقسیم کیے گئے کہ اس ایوان میں اور پورے پنجاب میں کوئی شخص انگلی اٹھا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ جناب ملی بھگت کے ساتھ ٹریکٹر تقسیم کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! جب صوبے میں اور ملک میں قوموں کی سطح پر میرٹ یہ آ جائے' حکمرانوں کے ذہنوں میں یہ بات آ جائے تو وہ قومیں منزل پر پہنچا کرتی ہیں۔ اسی طرح ہمارا صوبہ پنجاب دن رات اللہ کے فضل و کرم سے ترقی کر رہا ہے۔ اس لیے میں اس پچھلے سال کے حوالے سے قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس کی خدمت میں انتہائی محبت کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ آپ کی طرف سے صحت مندانہ تنقید ہونی چاہیے۔ ہم صحت مندانہ تنقید کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ اپوزیشن کی صحت مندانہ تنقید حزب اقتدار کے راستوں کو صاف کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں بڑی ضروری ہے۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ میں اپوزیشن لیڈر ہوں تنقید برائے تنقید کر کے اپنا فرض ادا کروں یہ کوئی اچھی بات نہیں۔

جناب والا! میں لاء اینڈ آرڈر پر کوئی بات کروں' میں زراعت پر کوئی بات کروں' میں صحت

پالیسی کا کوئی ذکر کروں، میں تعلیم کے بارے میں بجٹ کی کتب کے اوراق الٹ کر آپ کی خدمت میں کچھ گزارش کروں تو ہر طرف انقلابی اقدامات ہیں۔ ترقی کے نئے نئے راستے ہیں، اربوں روپے کا بجٹ مختص کرکے بنائے گئے ہیں میں کس کس کا ذکر کروں۔ جناب والا! آپ نئے نئے روزۂ مبارک کو چوم کر آئے ہیں میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو سعادت بخشتا ہے آپ کے دل میں سرکار مدینہ کا درد ہے اور آپ وہاں جاتے ہیں اس لحاظ سے بھی میرے دل میں آپ کی عزت اور قدر زیادہ بڑھ گئی ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو اعداد و شمار اس بجٹ میں ہر محکمے کے لیے رکھے گئے ہیں اس پر دیانت داری کے ساتھ عمل درآمد ہوگا۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ پنجاب دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔ اور آنے والا بجٹ خدا کے فضل و کرم سے ایک سال گزرنے کے بعد بتائے گا کہ پنجاب ترقی کے لحاظ سے ایک عظیم صوبہ بن گیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: سردار رفیق حیدر خان لغاری پوائنٹ آف آرڈر پر۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری: جناب والا! میں آپ کے توسط سے خواجہ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کل سے ہمیں یاد دہانی کروا رہے تھے کہ میں نے بڑی تقریر تیار کی ہوئی ہے۔ خدایا مجھے آج ٹائم دیا جائے۔ جو کچھ وہ فرما رہے ہیں۔ یہ تو وہ روز کرتے رہتے ہیں۔ میں تو وہ تقریر سننے کے لیے بے تاب تھا جو وہ بجٹ کے لیے انھوں نے تیار کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سنیں ایسا انداز کسی اور نے اپنایا ہے؟

خواجہ ریاض محمود: جناب والا! میں بھائی کا بہت مشکور ہوں۔ اگرچہ اپوزیشن میں ہیں ہمارے ساتھی ہیں۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں ہم سے سینئر بھی ہیں۔ لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ جناب والا! ہماری حکومت سے پہلے مسجدوں میں امام بارگاہوں میں دہشت گردی کا بازار گرم تھا۔ کوئی پتا نہیں تھا کون آتا ہے اور مار کر چلا جاتا ہے۔ اس حکومت کو یہ اعزاز حاصل ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو خدا کے فضل و کرم سے یہ اعزاز حاصل ہے کہ پوری کاوش اور محنت کے ساتھ ان لوگوں کا، ان دہشت گردوں کا پتا کروایا کہ یہ کون لوگ ہیں جو دہشت گردی اور ظلم و بربریت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور بیس بیس پچیس پچیس بیک وقت لاشیں ڈال کر چلے جاتے ہیں اور لوگوں کو بے گناہ شہید کرتے ہیں۔ پتا چلا کہ فلاں ہیں فلاں ہیں فلاں ہیں۔ باقاعدہ ان کے اخباروں میں ٹیلی ویژن پر اشتہار دیے گئے اور ان کے

سروں کی قیمت مقرر کی گئی۔ ان کی شکلوں کی شناخت کروائی گئی کہ یہ وہ دہشت گرد لوگ ہیں جو پوری قوم کے لیے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کا نیٹ ورک توڑنے کے لیے ایک جامع پالیسی بنا کر ان کو جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ جناب والا! یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس نیٹ ورک کو توڑنے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بے پناہ محنت کی کوشش کی تو ان کو جان سے ختم کرنے کی دھمکی دی گئی۔ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کی حفاظت کا حلف اٹھایا ہوا ہے ہم تم سے سمجھوتہ نہیں کر سکتے۔ جان دے سکتے ہیں پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں۔ جناب والا! آج آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ خدا کے فضل و کرم سے دہشت گردوں کا ہر سطح پر نیٹ ورک توڑ کر اس مذہبی دہشت گردی کو خاموش کر دیا گیا ہے۔جناب والا! میں چونکہ پارلیمانی سیکرٹری ہوں اور جیلوں میں معائنہ کرنے کے لیے بھی جاتا رہتا ہوں۔ (قہقہے) میں نے صبح وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ جو بات غلط ہو گی جو بات اس بجٹ میں نہیں رکھی جائے گی ہم اس کی بھی بات کریں گے۔ میں نے کہا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب! جیلوں کا برا حال ہے۔ چالیس چالیس آدمیوں کی جو بیرک ہے اس میں 140 بلکہ 240 آدمی ہیں۔ وہ رات کو باری باری سوتے ہیں۔ یہی لنگر کا' کھانے کا حال ہے۔ سپرنٹنڈنٹ کہتا ہے کہ چالیس آدمیوں کا کھانا 140 آدمیوں کو میں کیسے کھلاؤں؟ کہاں سے لا کر کھلاؤں؟ اسی طرح صحت کا بھی حال ہے۔ دوائی کا بھی یہ حال ہے کہ وہاں پر دوائی اچھی نہیں ہے۔ اچھی اچھی دوائیں مریضوں کو نہیں ملتیں۔ میں صبح وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں یہ بات لایا ہوں کیونکہ یہ میری بجٹ تقریر کا حصہ ہے۔ آپ کے سامنے یہ بات پیش کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ اس مد میں بھی نئی جیلیں بنائی جائیں تاکہ مجرمان کا جیلوں میں رش ختم ہو۔ اور جو مجرمان ہیں وہ بھی آخر انسان ہیں۔ ان کی جو مجرمانہ زندگی ہے وہ ان کی اپنی طرف ہے۔ لیکن جہاں تک حکومت کی طرف سے ان دی جانے والی سہولتیں ہیں وہ حکومت کی اپنی طرف سے ہیں وہ اپنا حق رکھتی ہیں۔ اس لیے میں نے ان سے درخواست کی ہے کہ اس مد میں آپ نے کوئی خاطر خواہ رقم نہیں رکھی۔ اس میں مہربانی کیجیے اور رقم مختص کیجیے۔ تاکہ نئی جیلیں بنائی جائیں اور جو موجودہ جیلیں ہیں ان کے بجٹ بنائے جائیں۔ وہاں پر صحت اور کھانے پینے کی سہولت دی جائے تاکہ وہ بھی اپنے جتنے بھی دن ہیں جیلوں میں چین کے ساتھ گزار سکیں۔ ابھی

میرے بھائی سردار سعید اکبر خان نے کہا کہ زمینداروں کے گھروں میں چیرآ ریڈ کرکے بیس بیس بوریاں گندم کی اٹھائی گئی ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکئ دامن کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ
سن تو سہی دنیا میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

جناب والا! 26 لاکھ ٹن کا ہدف کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ پارلیمانی کمیٹی کی میٹنگ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ کہا کہ ہم نے بڑی آسانی کے ساتھ 26 لاکھ ٹن گندم کا ہدف پنجاب کے لیے پورا کر لیا ہے۔ اور اس کے بعد ہم نے پاسکو کو مرکزی سطح پر اجازت دی ہے کہ وہ بھی گندم خرید لے۔ جب ون ونڈو آپریشن کے تحت لوگوں کو قرضے کی سہولت حاصل ہو' کھاد ان کو وافر دی جائے' کیڑے مار دوائیاں ان کو دی جائیں فصلوں کو لہلہانے کے لیے' نہروں کی بھل صفائی کرکے ان میں پانی اس طرح چلتا ہو جس طرح تیز کام چلتی ہے تو کیسے کھیت نہ لہلہائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سعید اکبر خان! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ کسان ہی تو اس حکومت کی جان ہیں۔ کسان نے زراعت میں انقلاب پیدا کرنا ہے اور اس پنجاب نے آئندہ سال سے پہلے پہلے ایک مثالی صوبہ بننا ہے۔ آپ بھی ماشاء اللہ بہت بڑے کسان ہیں' زمیندار ہیں آپ سمجھتے ہیں۔ جناب والا! میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے لیے آخر میں کہہ۔

حسن والے ہو نام کر جاؤ
ہم غریبوں کے کام کر جاؤ
کیسے گزریں گی ہجر کی گھڑیاں
کچھ نہ کچھ تو اہتمام کر جاؤ
اور ڈال دو آفتاب پر گیسو
دوپہر ہی کو شام کر جاؤ
اور زندگی تم کو ڈھونڈتی ہے عدم
زندگی کو سلام کر جاؤ

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! خواجہ صاحب نے اس گونج والی آواز میں بڑے بلند دعوے کیے ہیں۔ میں ان سے صرف ایک چیز معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ چیف منسٹر صاحب کے بارے میں یہ کہتے رہے کہ انھوں نے اس طریقے سے گینگز ختم کر دیے ہیں اور امن قائم کر دیا ہے۔ کیا ریاض بسرا بھی اسی گینگ ختم کرنے کی ایک مثال وہ quote کر رہے ہیں؟ یا جس روز پولیس اپنی کارروائی دکھانے کے لیے ناجائز طور پر لوگوں کو؟ کیونکہ یہ ماشاء اللہ اسی محکمے کے پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! یہ بات کل اپنی تقریر میں لے آئیے کل آپ کی باری بھی ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں مختصر پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اپنی تقریر میں فرمائیے گا جو کچھ آپ نے فرمانا ہے۔ جناب محمد الیاس قریشی صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد صدیق سالار صاحب!

جناب محمد صدیق سالار، (پی پی 60)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ بجٹ پر بات کرنے کی اجازت ملی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں بجٹ کے متعلق آج یہ کہہ دوں کہ،

اندھیروں میں اجالا نظر آتا ہے

وہ اندھیرے چھٹ رہے ہیں جو پنجاب اور پاکستان بھر کے عوام کو گھیرے ہوئے تھے۔ آج کراچی سے لے کر جمرود تک دیکھیں کہ ہاریوں کو زمینیں مل رہی ہیں جس سے ان کے گھروں میں چراغ جل رہے ہیں۔ آج پنجاب کو دیکھیں کہ پنجاب کا کسان ہل چلا رہا ہے اور ریڈیو کی فیس معاف کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعلیٰ جس کے دل میں درد ہے جو یہ چاہتا ہے کہ میں اس پنجاب کے اندر کچھ کر جاؤں۔ میں جناب کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ ہماری ساری پنجاب اسمبلی اور ہمارے وزیر خزانہ' سب مل کر ان کا ساتھ دیں' ان کی آرزو کو پورا کریں جو وہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان اندھیروں میں اجالا ہو۔ ان کسانوں کے گھروں میں دیے جلیں' ان کو آسان قسطوں میں ٹریکٹر ملیں۔

جناب سپیکر! آپ کے توسط سے جناب قائد حزب اختلاف سے بھی درخواست ہے کہ آپ نے جب چراغ جلائے تو ایک ہی طرف۔ آپ کو ساہیوال ہی نظر آیا۔ جاؤ! آج جا کر دیکھو کہ دن ہو یا رات' وزیر اعلیٰ پورے پنجاب میں جا جا کر سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کو چیک کر رہا ہے۔ دن اور رات کام کر کے مٹی کے گھروندوں اور مٹی کی سڑکوں کی تعمیر کر کے شہروں کے برابر لا رہا ہے۔ اس نے پہلی دفعہ پنجاب اسمبلی کے ممبران کی کمیٹی بنا دی جو اپنے اپنے ضلعوں میں آزاد ہیں اور وہ کمیٹی ہر ضلع میں ڈویلپمنٹ کمیٹی کے نام سے کام کر رہی ہے۔ میرے پاس اس سے زیادہ اور الفاظ نہیں کہ اے اللہ! شہباز شریف اور نواز شریف کی عمر دراز کر اور ہم سب کو ساتھ دینے کی توفیق دے اور وہ اس ملک کی حفاظت کر سکیں۔ ذرا ہندوستان کی تاریخ کو تو دیکھو' کوئی اختلاف کی بات نہیں' سب خاموش ہیں۔ اور ہم یہاں بیٹھ کر اختلافات کی باتیں کر رہے ہیں۔ وزیر خزانہ نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے' وہ پورا کریں۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ درخواست ہے کہ آج تک یہی اعتراض رہا ہے کہ اگر کسی منصوبے کے لیے ایک ارب روپے رکھے گئے ہیں تو خرچ 20 کروڑ روپے بھی نہیں ہوئے' آپ نے جتنا روپیہ رکھا ہے ان کی مدات کو چیک کرتے رہیں اور دیکھیں کہ کتنے روپے کہاں کہاں خرچ ہوئے ہیں۔ خرچ آپ کے ملازم نہیں کرتے' نام وزیر اعلیٰ اور آپ کا لگ جائے گا۔ لہذا خدارا! آپ مہربانی فرما کر ان مدات پر خرچ کرائیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جن سکولوں میں کبھی استاد آیا ہی نہیں تھا وہاں پر دو استاد سے کم استاد نہیں ہوں گے۔ جن دیہات میں استاد نے کبھی تعلیم دی ہی نہیں تھی اب وہاں تعلیم ملے گی۔ کتنے نئے ہائی سکول اور کالج بن گئے ہیں۔ میرے شہر فیصل آباد میں بھی ایک کالج بنا ہے اور چل رہا ہے اس لیے میں جناب وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں کہ پیپلز کالونی جیسے 3 مرلے کے غریب علاقے میں ہمارے پاس 35 کنال زمین تھی۔ ہم نے وہ زمین محکمہ تعلیم کو دے دی تو وزیر اعلیٰ صاحب نے فوراً کالج کی تعمیر کا حکم دیا۔ کالج تعمیر ہو گیا' لڑکیاں داخل ہوئیں اور بعد میں سٹاف بھی آ گیا۔ ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ ان کی توجہ تعلیم کی طرف ہے۔ یہ بڑی خوبی کی بات ہے۔ اب دیہاتوں میں لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ اتنا میرٹ کہ اب امتحانی مرکزوں میں انسان تو کیا چڑیا بھی نہیں پھڑ کتی۔ امتحانات نہایت ڈسپلن سے ہوتے ہیں اور کسی کی جرأت نہیں کہ وہاں کوئی بوٹی مافیا پر مار سکے۔ میں اپوزیشن کے اپنے معزز ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ بجٹ پر تنقید کرتے وقت وہ

باتیں بھی بتاؤ جو واقعی عوام کی بہتری کے لیے کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کا مسئلہ سب سے بڑا تھا جو جناب وزیر اعلیٰ نے طے کیا۔ جناب سپیکر! جہاں تک زراعت کے مسائل تھے اور ان کے حل کا تعلق ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ آپ اس کے بارے میں مجھ سے زیادہ واقف ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں وزیر خزانہ کو مبارک پیش کروں گا اور ان سے درخواست بھی کروں گا کہ آپ کے پاس مدات میں جتنی رقوم ہیں وہ خرچ کرائیں۔ آپ کی وساطت سے وزیر مال کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ آپ ذرا اپنے محکمے کو دیکھیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے ڈائریکٹوز پر جو باتیں موجود ہیں ان پر ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا اور یہ ناقابل برداشت ہے کہ جو چیز وزیر اعلیٰ کا ڈائریکٹو ہو' وہ صرف اسمبلی کے لیے نہیں بلکہ وہ پورے پنجاب کے محکموں کے لیے حکم ہوتا ہے۔ میں پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں کہ آپ کو پہلے بھی کہا گیا تھا اور آپ اس سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ہماری exchanged land کے مسائل ابھی تک وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ جس کے لیے جناب وزیر اعلیٰ نے کھلی کچہری میں کہا تھا کہ اسے آج اسی وقت شروع کرو۔ اور اس سے آپ کا فائدہ ہے' ہمارا نہیں ہے۔ ہم تو 4 روپے کے سٹیمپ پیپر پر خرید لیتے ہیں۔ اگر آپ exchanged land کا مسئلہ حل کریں گے تو آپ کی گورنمنٹ کی سٹیمپ فیس میں اضافہ ہوگا اور آنے والی نسلیں یہ کہیں گی کہ جناب شوکت داؤد نے وزیر اعلیٰ کے حکم پر ہمیں بھی اپنا مکان کہنے کا حق دلا دیا۔ خدارا! ان نسلوں کا بھی خیال رکھو جو ہمارے بعد آئی ہیں۔ ہم نے تو چلے جانا ہے مگر جن لوگوں نے آنا ہے ان کے راستے تو سنوار دو' ان کے راستوں سے کانٹے تو نکال دو۔ میرے پروردگار نے ہمیں یہ اس قدر مالا مال خطہ دیا ہے یعنی اس کے نہری نظام کا حصہ' اس کی پارکیں' اس کے شہر' اس کے دیہات' اس کے درخت وغیرہ اتنے خوب صورت ہیں جو دوسرے ملکوں کو نصیب نہیں ہوئے۔ اس میں کھانے پینے کی اشیاء' اس میں سیر گاہیں' اس میں ہر چیز ہے مگر ہماری نیت تھوڑی سی خراب ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہم تیری نعمتوں سے محظوظ تو ہوتے ہیں لیکن شکر گزار نہیں ہوتے۔

مجھے اپنے حاجی سپیکر صاحب کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ یہ حاجی صاحب بھی ہیں اور نہایت ہی پرہیز گار بھی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ میں ان کی وساطت سے وزیر اعظم پاکستان' وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو ان دونوں وفاقی اور صوبائی بجٹوں پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ کہہ دینا کہ وفاقی حکومت سے پیسے آئیں تو یہ کام ہوگا۔ جو کسی

صوبے کا حق بنتا ہے وہ وفاقی حکومت سے تمام صوبوں کو برابر آئیں گے۔ اور وزیر خزانہ اتنے سمجھ دار ہیں کہ انہوں نے اس رقم کو پہلے ہی متعین کیا ہے کہ ہمیں اس طرح یہ حصہ ملے گا لہٰذا بجٹ کے اندر جو کچھ ہے وہ درست ہے۔ اس کے اعداد و شمار میں اگر کہیں غلطی ہے تو وہ ٹھیک کر لیں۔ وماعلینا الاالبلاغ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب--- میری ہاؤس سے اپیل ہے کہ ان کی تقریر خاموشی سے سنیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ (پی پی 186)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے پہلے وقت دیا ہے۔ بجٹ کی تیاری بڑے غور اور بڑی سمجھداری سے کی گئی ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے بڑی سمجھ داری سے بیان فرمایا ہے اور بڑے تحمل سے بجٹ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔ بجٹ میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں بہت ساری رقم تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ تعلیم کے بغیر انسان کسی کام کا بھی نہیں۔ سلطان باہو صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ،

علموں باجھ نہ ملے فقیری تے اینویں پھردا باہو

سو علم کا مسئلہ جو ہے یہ بہت ضروری مسئلہ ہے اور اس سے انسان بنتا ہے' اس سے انسان کو واقفیت ہوتی ہے' اس سے انسان کو معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لیے تعلیم کے لیے بجٹ میں کافی رقم رکھی گئی ہے یہ ایک بڑا کمال کا کام ہے۔ یہ میاں شہباز شریف صاحب کی اور میاں نواز شریف صاحب کی مہربانی ہے۔ چونکہ شریف اور نیک گھرانہ ہے تو انہوں نے اس لیے تعلیم کی طرف توجہ دی ہے تاکہ لوگ سمجھ دار ہو کر اچھے طریقے سے دنیا میں چلیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن کاشت کار سے اس بجٹ میں کوئی زیادہ پیار نہیں کیا گیا۔ حالانکہ کوئی ٹریکٹروں کا بندوبست تو کرتے ہیں چار پانچ ہزار ٹریکٹر ہی لائے گئے ہیں' وہ مختلف لوگ لے گئے ہیں اور انہوں نے ان کو فروخت کر کے پیسے جیب میں ڈالے اور کام ان سے کوئی نہ لیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، تمام وزراء ان کی باتیں غور سے سنیں کیونکہ ان کی باتیں بہت پر مغز ہیں' اور آپ کے لیے بہت مشعل راہ ہوں گی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کی بات بڑے غور سے سنیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ: کاشت کار ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ کاشت کار کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ اگر کاشت کار کاشت کاری نہ کرے تو میرا خیال ہے کہ یہ شہری بابو فٹ پاتھوں پر بھوکے اوندھے منہ گر کر ختم ہوجائیں اور مزدور بھی اپنے کارخانوں کو سلام دعا کر کے گھر آجائیں۔ اگر کاشت کار مدد نہ کریں تو جو تمام کاروبار ہے وہ کاشت کاروں کی وجہ سے ہے اور کاشت کاروں سے سارے جہاں کا دنیاوی مسئلہ چلتا ہے۔ اللہ پاک نے پانی بے شمار بنایا ہے اس لیے کہ دنیا میں کاشت کاری ہو اور میری مخلوق اس میں فصلیں پیدا کرکے فائدہ اٹھائے۔ بارشوں کا سلسلہ بھی اللہ پاک نے پیدا کیا کہ میری مخلوق جو ہے وہ زمین کو آباد کرکے خوراک کا مسئلہ حل کرے۔ اس لیے کاشت کار کا خاص طور پر خیال رکھا جانا چاہیے تھا۔ چونگی ٹیکس اور ضلع ٹیکس ختم کیے گئے ہیں۔ اس کا بھی کاشت کار کو کوئی فائدہ نہیں۔ میرا خیال ہے کہ تاجر لوگ ہی اس کا کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے سامان کے ٹرک وغیرہ بھیجنے ہوتے ہیں اور چونگیوں والے ان سے ناجائز پیسے لیتے رہے۔ اس کا فائدہ کاشت کار کو تو نہیں ہے۔ کاشت کار بےچاروں کو آئے دن ٹیکسوں کا جھگڑا پڑا رہتا ہے۔ کاشت کار سے تو چڑیا اور مور بھی ٹیکس لیتا ہے کیونکہ کاشت کار کے کھیتوں سے پرندے اور جانور پلتے ہیں۔ اس لیے ان کو ہر چیز پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ بھی زمین دار ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ کاشت کار کو زرعی ٹیکس لگایا گیا۔ کاشت کار بےچارہ سردیوں میں بھی پانی لگاتا ہے۔ جس وقت پانی سردی کی وجہ سے کورے کی شکل میں جم جاتا ہے تو کاشت کار پھر بھی پیچھے نہیں ہٹتا تاکہ اس کے پانی کا وقت ضائع نہ ہو۔ کاشت کار بچھو اور سانپوں سے بھی ڈسا جاتا ہے اور اس کے خاص علاج کا بھی کوئی ایسا پروگرام دیہاتوں میں نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر صاحبان جو دیہات میں لگے ہوئے ہیں' انہوں نے دیہات میں جانے کی تکلیف ہی کبھی نہیں کی لیکن بےچارہ کاشت کار پھر بھی اسی طرح مصروف ہے کہ کاشت کاری اچھی ہو۔ اس لیے اجناس کی قیمتیں ذرا بڑھائی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نوٹس لے رہے ہیں؟ یہ بڑی اہم چیزیں ہیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ: گندم کی قیمتیں اور دوسری فصلوں کی قیمتوں کے متعلق عرض ہے کہ اگر ان قیمتوں کو بڑھایا جائے تو میرا خیال ہے کہ آپ کو باہر سے گندم منگوانے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ یہ تمام مسئلہ کاشت کار اسی طرح پورا کرسکتا ہے۔ جس وقت وہ یہ دیکھتا ہے کہ میں نے گندم پر اتنا خرچ کیا ہے اور اتنی آمدنی ہوئی ہے تو وہ بےچارہ پروگرام نہیں بناتا کہ میں کیا کروں گا۔ جس

وقت یہ فصل اٹھائی جائے گی تو صرف وہی حاصل ہوگا جو میں نے لگایا ہوگا۔ اگر اس کی قیمتیں بڑھائیں گے تو اس کو شوق پیدا ہوگا' شوق پیدا ہونے سے یہ فصلیں بے شمار ہوں گی۔ہمارا ملک زرعی ہے' ہمارا ملک نہری ہے' ہمارا ملک رقبے کے لحاظ سے بڑا شان دار ہے۔ اس میں فصلات بے شمار ہو سکتی ہے۔ آپ کو علم ہوگا کہ انڈیا میں کاشت کاروں سے بجلی کا بل بھی نہیں لیا جاتا اور ان سے کسی قسم کا کوئی ٹیکس بھی نہیں لیا جاتا اور ان کی خاص طور پر مدد بھی کی جاتی ہے۔ میرے دو تین ٹیوب ویل ہیں' ایک ٹیوب ویل کا پرسوں ایک مہینے کا دس ہزار روپے بل آیا ہے۔ اگر دس ہزار ماہوار ہو تو ایک سال کا ایک لاکھ بیس ہزار بنتا ہے۔ اتنی تو وہ آمدنی بھی پیدا نہیں کر سکتا۔میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کاشت کاروں کے متعلق آپ مہربانی کرکے کوئی ایسی شفقت فرمائیں جس سے ان کا حوصلہ بڑھے اور ان کی طاقت بڑھے اور وہ کام بھی بہتر کریں اور ان کے ساتھ زیادتی بھی نہ ہو۔ قرآن پاک میں اللہ پاک نے فرمایا ہے"۔ اے فرشتو' تم ہاتھ اٹھائے رکھو جس وقت تک یہ کاشت کار ہل چلاتا رہے" چونکہ یہ میری روزی کے وعدے میں شامل ہے۔ اللہ پاک بھی اتنی مہربانی' اتنا خیال اور اتنی توجہ فرماتا ہے کہ فرشتوں کے ذریعے دعا کروائی ہے تو ہماری حکومتیں جو ہیں وہ ذرا غور کریں شاید زیادہ نہ سمجھ سکتے ہوں اس معاملے کو کہ کاشت کار کو بے شمار تکلیف ہوتی ہے' کاشت کار کی بے شمار محنت ہوتی ہے۔ گرمیوں میں کاشت کار اسی طرح کام کرتا ہے' سردیوں میں اسی طرح کام کرتا ہے اور بارش میں اسی طرح کام کرتا ہے۔ اس کا تو اس طرح خیال رکھنا چاہیے جیسے کوئی استاد شاگرد کا خیال رکھتا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات ، مثال کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! ہمارے معزز منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ نے جو مثال دی ہے کہ خیال رکھا جائے وہ مثال سمجھ نہیں سکے۔ یہ مثال ذرا آپ دہرا دیں کہ کسان کا خیال کیسے رکھا جائے۔

چودھری محمد عظیم گھمن ، انہوں نے قرآن پاک کا حوالہ دیا ہے اور اس کا ترجمہ یا مثال دے رہے ہیں سمجھ واقعی نہیں آرہی۔ منسٹر صاحب کا پوائنٹ واقعی ٹھیک ہے۔ یہ ذرا واضح کر دیں؟

پیر احمد شاہ کھگہ، یہ قرآن پاک میں ہے' میں تلاش کر کے ان کو وہ سورہ دکھلا دوں گا تو پھر یہ

خوش ہوجائیں گے۔ کاشت کار کا مسئلہ یہ ہے کہ ان کو ہر قسم کی سہولت دی جائے۔ ان پر جو ٹیکس لگتے ہیں اور ہم نے زرعی ٹیکس کے متعلق بھی اخبارات میں پڑھا ہے کہ اس کو بڑھایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مالیہ ٹیکس ہے اور دوائیوں پر ٹیکس بھی ہم دیتے ہیں' کھاد پر ٹیکس بھی کاشت کار ہی دیتا ہے۔ کوئی ایسی قسم ہے ہی نہیں جس پر وہ ٹیکس نہ دیتا ہو۔ بازار میں تاجر لوگ جو سامان لاتے ہیں وہ بھی پیچھے جو ٹیکس دے کر وہاں پہنچتے ہیں تو وہ بھی کاشت کار یا غریب طبقہ سے یہ وصول کر لیتے ہیں۔ ان کا تو کچھ بھی نہ گیا۔ اگر کچھ گیا تو ان بے چارے کاشت کاروں کا جو باہر زمینوں پر دھکے کھاتے رہے۔ اور جب ادھر آئے تو ہر جگہ ان پر ٹیکس لگا ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پیر صاحب! تقریر ابھی جاری ہے یا ختم ہو گئی ہے؟

پیر احمد شاہ کھگہ: جب انگریز کی حکومت تھی اور ہم اس ملک میں غلامی کی شکل میں رہتے تھے تو میرا خیال ہے کہ ان دنوں میں کاشت کاروں پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاتا تھا صرف مالیہ سرکار یا پانی وغیرہ کا بل لیا جاتا تھا۔ اس لیے ہماری گورنمنٹ نیک' پاک اور اچھے لوگ ہیں۔ وہ بھی مہربانی کر کے کاشت کاروں کے متعلق کوئی علیحدہ سلسلہ بنائیں جس سے ان کا مسئلہ آرام سے حل ہوتا رہے۔ دیگر یہ کہ تنخواہیں بڑھانا کوئی رشوت کا سدباب نہیں۔ جو لوگ رشوت کے معاملے میں بیس تیس ہزار روپیہ روز بناتے ہیں اگر ان کو ایک ہزار روپیہ مہینے میں مل گیا تو ان کو کیا پرواہ ہے؟ یہ معاملہ صرف سزا جزا سے درست ہو سکتا ہے۔ ان کی تنخواہ بڑھانے سے یا پیسے زیادہ دینے سے معاملہ درست نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ملک میں اللہ پاک شرعی قانون نافذ فرمائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ تمام معاملے رکیں گے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جی۔ جناب میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار (پی پی 234): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میں چند معروضات پیش کروں گا۔ اس وقت موجودہ بجٹ 1 کھرب 5 ارب 94 کروڑ روپے مالیت کا ہے۔ جس میں ڈویلپمنٹ کا بجٹ صرف 15 ارب روپے ہے۔ جناب سپیکر! اس بات پر ہمیں سوچنا چاہیے کہ غیر ترقیاتی اخراجات اتنے زیادہ اور ڈویلپمنٹ کے اخراجات اتنے کم ہیں۔ پچھلے عرصے سے حکومتیں روزگار کا ذریعہ بن گئی ہیں یہاں

ملازمتیں پیدا کی گئیں اور ملازمتیں دی جاتی رہیں۔ ہر محکمہ خاصا over size ہو گیا ہے۔ یہاں مختلف کمیٹیاں بھی بنائی گئیں۔ اس وقت عملی طور پر لوکل گورنمنٹ میں کئی اسامیوں کے اختیارات کو تقریباً ختم کر کے انہیں بے کار کر دیا گیا ہے اور یہ سنا گیا ہے کہ اس بجٹ میں کم از کم پراجیکٹ منیجر سطح کی پوسٹیں ختم کر دی جائیں گی اور یہ بھی تجویز کیا گیا ہے کہ ان کے عالی شان دفاتر کی جگہ ہائر سیکنڈری سکول بنا دیے جائیں گے۔ C&W کی طرف بھی خاصی نظر تھی۔ مگر جو ہمیں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کے حالیہ فنڈ ملے ہیں۔ اس میں انہوں نے اچھی کار گزاری دکھائی ہے۔ مگر میں اب بھی سمجھتا ہوں کہ ایکسیئن ہائی وے اور ایکسیئن بلڈنگ کے عہدے پچھلی گورنمنٹ میں پیدا کیے گئے۔ میرے ضلع میں ایکسیئن ہائی وے جس کے پاس ڈی ڈی ایف کا تقریباً سات کروڑ روپیہ اور اے ڈی پی کا تقریباً ساڑھے چودہ کروڑ روپیہ تھا وہ تو ایک ایکسیئن ہائی وے نے خرچ کرنا تھا۔ مگر ہمارے ضلع میں دو ایکسیئن بلڈنگ ہیں۔ ایک ایکسیئن رحیم یار خان اور ایک ایکسیئن خان پور میں کوئی فنڈ نہیں ہے۔ اور دو ایکسیئن موجود ہیں۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ ہمیں کٹھن فیصلے لینے ہوں گے۔ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ ہمارے غیر ترقیاتی اخراجات کو کیسے کم کیا جا سکتا ہے؟ میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ اگر انجینئرنگ کے تمام شعبہ جات یعنی پبلک ہیلتھ اور C&W وغیرہ کو اکٹھا کر دیا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! ایک اور طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ یہاں روز شور اٹھتا ہے کہ پرائمری ایجوکیشن کی طرف ہماری توجہ ہونی چاہیے۔ اس مد میں میرے ضلع رحیم یار خان میں 4 کروڑ 22 لاکھ روپے کی تنخواہیں صرف پرائمری سکول کے اساتذہ کرام لے رہے ہیں جو سالانہ 50 کروڑ روپے سے بھی زیادہ بن جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ جتنی ہم پرائمری ایجوکیشن پرائیویٹائز کریں گے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ اس سے زیادہ توجہ ہمیں ہائر ایجوکیشن کی طرف دینی چاہیے۔ اس کی ایک مثال میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ جب کوئی شوگر مل لگانا چاہتا ہے تو وہ یہ نہیں کرتا کہ زمین خریدے اور گنا بیجے اور اتنا گنا اگائے کہ اس کی شوگر مل چلے پھر وہ وہاں پر شوگر مل لگائے۔ مگر جونہی وہ شوگر مل لگاتا ہے تو لوگ خود بخود وہاں پر گنا اگانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کے جتنے مواقع دیں گے۔ اتنی زیادہ پرائیویٹ سیکٹر سے پرائمری ایجوکیشن حاصل ہو گی۔ ہمارا سب سے زیادہ پیسہ اس وقت پرائمری ایجوکیشن پر لگ رہا ہے اور

پرائمری ایجوکیشن میں ہم خود کفیل بھی نہیں ہو سکے۔ اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہی فنڈز یعنی 50 کروڑ روپیہ ہمیں ڈویلپمنٹ کے لیے دے دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ اس دفعہ جب اے ڈی پی کی تیاری ہو رہی تھی تو ہمیں بھی اس میں شرکت کا موقع دیا گیا۔ ہم نے بڑی بڑی میٹنگز کیں۔ جناب سپیکر! مگر میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ وزیر صاحب نے مختلف packages اناؤنس کیے۔ ہم نے بھی اپنے حلقوں میں جا کے اس کے مطابق سکیمیں لے لیں۔ مگر جب اب ہم واپس جائیں گے تو لوگ پوچھیں گے کہ آپ کو دو ہائی سکولوں کے لیے ایک سڑک ملنے والی تھی اور پتہ نہیں کیا' کیا اعلان ہوا تھا تو جتنی بھی یہاں exercise کی گئی اس کا نتیجہ کوئی نہ نکلا۔ اسے ڈی پی وہی آیا جو سرکاری لوگوں اور ہماری بیورو کریسی نے تیار کیا تھا۔ اس سلسلے میں میری تجویز یہ ہے اور میں نے پہلے دن بھی عرض کی تھی کہ ہمیں عمل درآمد میں دخل ہی نہیں دینا چاہیے۔ ایک پالیسی بنا دیں جو ہمارا آئینی طریقہ کار بھی ہے۔ جناب لودھی صاحب بھی اس بات کے قائل ہیں اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی میری بات ہوئی تھی کہ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ہر ایم پی اے کو برابر فنڈ ملے۔ اس کا صرف ایک ہی طریقہ کار ہے کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ کو جتنا آپ بڑھائیں گے سب برابر ہی لے سکیں گے۔ اب بھی آپ اے ڈی پی کو اٹھا کے دیکھ لیں تو بعض حلقوں میں 46 کلومیٹر کی سڑکیں ہیں اور بعض حلقے آج بھی خالی ہیں۔ وہ لوگ کس طرح شامل کرا لیتے ہیں؟ اس داستان کو میں بھی سمجھتا ہوں اور جناب لودھی صاحب بھی سمجھتے ہیں۔ ہم اگر اے ڈی پی میں کوئی سکیم شامل کرانا چاہیں تو شاید ہمارے لیے ممکن نہ ہو۔ مگر ایکسیئنز اور ڈیپارٹمنٹ کے لوگ سکیم ایک دن میں شامل کرا لیتے ہیں۔ اس سے جان چھڑانے کی واحد ترکیب یہ ہے کہ اے ڈی پی کی کتاب کو جتنا آپ چھوٹا کر سکتے ہیں کریں اور ڈی ڈی ایف (ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ) کو جتنا آپ بڑھائیں گے اتنا بہتر ہو گا۔ جناب سپیکر! اس دفعہ ایم این اے کے لیے اعلان کردہ پیکج تقریباً پانچ کروڑ کے قریب ہیں۔ ایک ایم این اے کو پانچ کروڑ روپے کے قریب سکیمیں ملیں گی اور یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈ میں ایم این ایز' ایم پی ایز سے بہت آگے ہوں گے اور ساتھ یہ خبر دی گئی کہ ہمیں اس سے حصہ ملے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم وہ حصہ کس طرح سے لے سکیں گے؟ اگر ہم نے مشترکہ ڈی ڈی سی بنائی اور اس کا ہیڈ کون ہو گا اگر ایم این اے کو بنایا تو اس میں کئی قباحتیں ہوں گی۔ وہ پھر

اے ڈی پی سے حصہ مانگیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کبھی سرے نہیں چڑھ سکے گی۔ اس کا ایک اور طریقہ کار ڈھونڈا جا رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب پنجاب کے لیے ایک lump sum رقم لے آئیں اور پھر اسے ایم پی ایز کی مرضی سے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کریں۔ میرے خیال میں ایسا بھی ممکن نہ ہو' کیونکہ یہ مرکزی فنڈ ہے۔ اس سے دوسرے صوبوں کے جو وزرائے اعلیٰ ہیں وہ بھی ایسا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! ایک اور طرف میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ اس وقت جو ہماری ہیلتھ پالیسی ہے' اس وقت جتنے ڈاکٹر سندھ پیدا کر رہا ہے' جتنے میڈیکل کالجز اس وقت سندھ میں ہیں اتنے ہی ڈاکٹر ہم پیدا کر رہے ہیں' اتنے ہی میڈیکل کالجز ہمارے پاس ہیں حالانکہ ہماری آبادی ان سے دو گنا سے بھی زیادہ ہے میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی عرض کی تھی کہ اس طرف توجہ دیں۔ اعلیٰ تعلیم کی طرف نظر رکھیں۔ پرائمری تعلیم کو compete کرنے کے لیے طلب اور رسد کے نظام کے تحت نرسری خود بخود پیدا ہوتی جائے گی۔ کم از کم ہمارے ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں ایک میڈیکل کالج' ایک انجینئرنگ کالج اور ایک ایگریکلچرل کالج کا اجراء ہر صورت میں ہونا چاہیے۔ اس وقت ہمارے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں اکثر میڈیکل کالجز موجود ہیں۔ چند ایک ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ایسے ہیں جہاں پر میڈیکل کالجز نہیں ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر ضرور توجہ دیں اور یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس سلسلے میں ایک اور عرض ہے کہ اس وقت جو میرٹ پالیسی رکھی گئی ہے اس میں ہمارے علاقے کے لوگ compete نہیں کر سکتے۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق اس وقت ضلع رحیم یار خان کی آبادی 30 لاکھ ہے مگر میں کہوں گا کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ موجودہ میرٹ پالیسی کی وجہ سے میرٹ پر صرف 2 لڑکیاں اور 5 لڑکے داخل ہوئے ہیں۔ سندھ نے جو پالیسی اپنائی ہے وہ 60 فیصد میرٹ کوٹہ ہے اور 40 فیصد نشستیں طالب علموں کے لیے ہر ضلع کی آبادی کے حساب سے تقسیم شدہ ہیں۔ وہ اپنے ضلع کے کوٹہ پر compete کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر غیر ترقی یافتہ علاقوں کو uplift کرنا ہے۔ تو ہمیں سندھ جیسی پالیسی اپنانی ہو گی۔ اور موجودہ پالیسی پر نظر ثانی کرنی ہوگی اور یہ کوئی بری بات نہیں ہم جب مرکز میں کوٹہ کی بات کرتے ہیں اور وہاں کہتے ہیں کہ اربن سندھ اور رورل سندھ کا کوٹہ ہمیں اور 20 سال کے لیے بڑھا دینا چاہئے۔ تو ہمیں پنجاب میں بھی غیر ترقی یافتہ جو علاقے ہیں ان کی طرف دیکھنا چاہیے۔

جناب سپیکر! ایک اور میرے ذہن میں بات آ رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ دیہات کی ترقی کے

لیے بہت کم رقم رکھی جاتی ہے ۔ 1998ء کی مردم شماری کے مطابق ہماری آبادی میں 68.7 فی صد دیہی آبادی ہے اور دیہات کی ترقی اس وقت ممکن ہوسکتی ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈ کا کم از کم جو 68 فی صد حصہ ہے وہ دیہات کی ترقی پر خرچ کیا جائے اور دیہات کی ترقی کے لئے جب تک یونین کونسل کو اکائی نہیں بنایا جائے گا کہ کم از کم ہر یونین کونسل میں ایک گورنمنٹ کا پروجیکٹ ضرور بنے گا جب تک ہم اس کو compete نہیں بنے گا تب تک دیہات ترقی نہیں کر سکیں گے۔ جناب سپیکر! میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ انڈین پنجاب کے ہر گھر میں 1983ء میں بجلی پہنچا دی گئی تھی اور ہر گاؤں اور ہر موضع میں ایک مڈل سکول موجود تھا۔ وہاں co-education ہے' اس لئے گرلز اور بوائز کی پابندی نہیں ہے۔ اور ہر گاؤں سڑک کے ساتھ منسلک ہو چکا تھا۔ ہماری 1997ء کی مردم شماری کے مطابق پنجاب کے 42 فی صد دیہات میں بجلی نہیں پہنچی جنوبی پنجاب میں تو صورت حال اس سے بدتر ہے۔ ایک اور بات میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہاں کچھ سبسڈیز کا اعلان کیا گیا ہے اچھی بات ہے جہاں سوشل حکومتیں ہوتی ہیں وہ مختلف چیزوں جیسے آٹے پر سبسڈی ' فوڈ سٹیمپ سکیم اور ٹریکٹر اچھی بات ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وقت ہونا چاہیے جب ہم اپنے تمام علاقے کو ترقی یافتہ کر چکے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ ہمیں اپنے ترقیاتی اخراجات کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! شروع شروع میں ہم نے ایک نعرہ لگایا تھا کہ غریب اور امیر کے فرق کو کم کریں گے اس سلسلے مختلف تجاویز آئی تھیں۔ ایک یہ بھی کہا گیا تھا کہ آئندہ بڑے گھروں پر پابندی لگا دی جائے گی۔ ڈی سی کو آپ چھوٹے گھروں میں داخل کر دیں گے۔ اور اسمبلی قوت بننے کے بعد بڑی جذباتی فضاء تھی۔ اس سلسلے میں کمیٹی بھی بنا دی گئی اور آج تک نہ ڈی سی نہ کمشنر نہ ڈی آئی جی کے گھر چھوٹے ہو سکے اس طرف ضرور توجہ دینی چاہیے۔ یہ ایک انقلابی اقدام ہے جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے اور اس سے لاکھوں' کروڑوں روپے کی آمدن بھی ہو گی اور جونہی ان کا معیار نیچے آئے گا ان کی عقل و سوچ بدلے گی اور اس وقت ان کی جو اکڑی ہوئی گردنیں ہیں اس میں بھی کمی آئے گی۔

جناب سعید احمد منیس صاحب نے اپنی تقریر میں صوبائی خود مختاری کا حوالہ دیا۔ یہ یقیناً آج کل اپوزیشن کے لیے burning issue ہے ' پاکستان کی ہر اپوزیشن اس کو اچھالتی ہے مگر میں

جناب سپیکر! ان کی خدمت میں عرض کروں گا اور یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کا ایک burning issue بھی ہے کہ صوبائی خودمختاری جتنی ہونی چاہیے اتنی یہاں نہیں ہے۔ مگر یہاں پر صوبائی خود مختاری کے سلسلے میں میاں محمد نواز شریف صاحب نے بھی وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے بنک آف پنجاب بنا کر ایک نئی راہ دکھائی تھی۔ آج بھی میاں شہباز شریف نے انٹر نیشنل معاہدے کیے ہیں اور اوریکل کمپنی سے information technology کا معاہدہ کیا ہے۔ اب بلوچستان کو بھی اپنی معدنی دولت نکالنے کے سلسلے میں انٹر نیشنل معاہدے سے ہم روک نہیں سکتے۔ یہ ایک اچھی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں مزید خود مختاری کی طرف جانا چاہیے۔

جناب سپیکر! اس ملک کا سب سے اہم مسئلہ احتساب ہے۔ احتساب نہ ہونے کی وجہ سے افسر شاہی سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ واپڈا کے چھاپوں کا سلسلہ شروع ہوا ہمارے ایم پی اے صاحبان یہاں بول رہے تھے۔ پارلیمنٹ میں بھی میں نے سنا وہاں بھی اراکین قومی اسمبلی اور سینیٹرز کا یہی حال تھا۔ واپڈا نے کسی ایم پی اے ' ایم این اے اور سینیٹرز کو دیکھے بغیر کارروائی کی۔ کچھ لوگوں کے خلاف پرچے بھی درج ہوئے ۔ اخبارات میں بھی اس بات کو کافی اچھالا گیا مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ واپڈا نے دوسرے ڈیفالٹرز پر قابو پالیا اور عوام میں یہ تاثر دیا کہ جب ایم پی ایز ' ایم این ایز اور سینیٹرز محفوظ نہیں تو پھر عام آدمی کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا ہوا۔ ہمارے لیے اب جو سب سے اہم مسئلہ ہے وہ بنک ڈیفالٹرز کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب حکومت کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور بنک ڈیفالٹرز پر اب اپنی گرفت مضبوط کرنی چاہیے۔

جنگلات کے سلسلے میں میری چند معروضات ہیں۔ وزیر صاحب خود پوٹھوہار کے رہنے والے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے جو پہاڑی علاقہ جات ہیں' وہ زیتون' چائے اور کافی کی کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ اس طرف میں نے خود توجہ دی ہے اور زیتون کے چند پودے لگائے ہیں جو کہ اب پھل دینے والے ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو ان کے لئے خطے موزوں ہیں وہاں توجہ دی جائے تو ہم تیل میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! میں ایک آخری بات عرض کروں گا کہ یہاں بات ہوتی ہے کہ مختلف اداریوں میں اور مختلف اخبارات میں یہ بات ہو رہی ہے اور ارشاد حقانی صاحب نے بھی لکھا کہ ہندوستان کے کامیاب وزرائے اعلیٰ کون کون سے ہیں۔ اس کی میں نے بھی تھوڑی سی

ریسرچ کی ہے سب سے بڑا نام جوتی باسو آف بنگال، بنسی لال آف ہریانہ اور ڈگوجا سنگھ آف مدھیہ پردیش۔ ان تینوں صاحبان میں ایک مشترکہ چیز پائی جاتی ہے کہ تینوں کے پاس محکمے کوئی نہیں ہیں تینوں کے وزراء خود مختار ہیں۔ میں پھر دہراتا ہوں کہ ایک 25 سال سے وزیر اعلیٰ ہیں، ایک 20 سال سے وزیراعلیٰ ہیں اور ایک 15 سال سے وزیر اعلیٰ ہیں۔ تینوں کے وزراء خود مختار ہیں اور تینوں وزراء اعلیٰ دورے پر رہتے ہیں۔ ڈگوجا سنگھ کے ہیلی کاپٹر کا جو run ہے وہ وزیر اعظم انڈیا کے ہیلی کاپٹر سے بھی زیادہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو اور ہمارے وزراء صاحبان کو زیادہ سے زیادہ دورے کر کے موقع پر مشکلات دیکھ کر ان کے متعلق احکامات صادر کرنے چاہییں۔ اس طرح یہاں کی میٹنگز سے زیادہ فائدہ حاصل ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور وزراء کرام کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری بات غور سے سنی۔ شکریہ۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سردار سعید انور صاحب!

سردار سعید انور: (پی پی 71) شکریہ جناب چیئرمین! نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ میں اس کٹھن اور مشکل دور میں مالی بجٹ پیش کرنے پر جناب قائدِ پنجاب میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ چودھری محمد اقبال صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا گیا ہے جو اس مشکل دور میں ناممکن نہیں تو بہت زیادہ مشکل ضرور تھا۔ اس بجٹ میں سب سے اہم بات کانسٹیبل کی تنخواہ میں ایک ہزار روپے کا اضافہ ہے۔ اس کے علاوہ بہت ہی اچھی بات یہ ہے کہ ان کی ڈیوٹی شفٹوں میں کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ بہت ہی خوش آئند ہے اور یہ امن و امان کے لیے بہت مدد و معاون ثابت ہو گا۔ ویسے بھی ایک آدمی کے لیے چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دینا تقریباً ناممکن تھا اور اب جب کہ ڈیوٹی شفٹوں میں ہو جائے گی تو ان کے لیے یہ ڈیوٹی کرنا کافی آسان ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! ضلع ٹیکس اور آکٹرائے ٹیکس کا خاتمہ کیا گیا جو کہ خوش آئند ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ ضلع ٹیکس میں جگا ٹیکس زیادہ چلتا تھا۔ لیکن چونگیوں کے جو ملازمین تھے ان میں بہت زیادہ بے چینی پائی جا رہی ہے۔ ان کے مستقبل کا بھی فیصلہ کرنا بہت ضروری ہے۔ چونگی ملازمین اور آکٹرائے ملازمین کا فیصلہ بھی کرنا چاہیے کہ ان کا مستقبل اب کیا ہے؟ جب یہ ختم ہو

جائیں گی تو بلدیاتی ادارے تو ان کی تنخواہیں نہیں دے سکیں گے۔ اب ان کا کیا کرنا ہے؟ وہ بھی جلد فیصلہ ہو جانا چاہیے تاکہ ان میں بھی جو بے چینی اور تشویش پائی جا رہی ہے وہ بھی ختم ہو سکے۔

جناب چیئرمین! نہری نظام میں اصلاح کی طرف حکومت نے بھرپور توجہ دی ہے۔ لیکن اس وقت اس دور میں اس پر اور زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ملک کی معیشت کا دار و مدار صرف زراعت پر ہے۔ یہ بلند و بانگ دعوے تو ہم کرتے ہیں لیکن اس وقت بلاشک و شبہ کسان ہم سے مطمئن نہیں۔ اس سلسلہ میں ہمیں سوچنا چاہیے اور کسان کا دل موہ لینے کے لیے کچھ اقدامات کرنے چاہییں۔

جناب چیئرمین! میں اب اپنے حلقہ کی کچھ سکیموں کی طرف آتا ہوں۔ جناب قائدِ پنجاب نے اعلان فرمایا اور اس کے بعد میٹنگز بھی ہوئیں۔ ان میں فیصلہ ہوا کہ on going سکیموں کی طرف زیادہ توجہ دینی ہے۔ ہم بھی مطمئن تھے کہ ٹھیک ہے۔ ایک فیصلہ ہو گیا اور اس فیصلے کی رو میں ہم بھی بہہ گئے ہیں' ٹھیک ہے۔ لیکن میرے حلقہ میں تین on going سڑکیں ہیں اور ان کے لیے صرف 20 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ جب کہ جو نئی سکیمیں اے۔ ڈی۔ پی میں ہیں ان میں دس دس' پندرہ پندرہ' بیس بیس لاکھ روپے ایک سڑک کے لیے رکھے گئے ہیں۔ یہ ناانصافی کب ختم ہو گی؟ یہ کیسے چلے گا؟ اگر یہ on going سکیمیں ہی ہمارے دور میں چلتی رہیں گی تو پھر تو ہم نئی سکیم تو کوئی نہیں دے سکیں گے۔ ایک کے لیے چالیس ہزار روپے رکھے ہیں اور ایک کے لیے دس لاکھ روپے رکھے ہیں' ایک کے لیے گیارہ لاکھ روپے رکھے ہیں اور وہ سکیمیں ساٹھ ساٹھ' ستر ستر لاکھ روپے کی ہیں۔ تو وہ کیسے ختم ہوں گی؟ یہ میری سمجھ سے تو باہر ہے۔ پھر ہمیں ویسے ہی کہہ دیا جائے کہ آپ کو کوئی سکیم نہیں دینی۔ ٹھیک ہے on going سکیمیں ہیں' پچھلی چل رہی ہیں اور وہ چلتی رہیں گی۔ یہ ناانصافی ہے جو کہ ختم ہونی چاہیے۔ (شور و غل)

جناب چیئرمین: چودھری ریاض صاحب! میں تقریر کے لیے پھر کہہ دوں گا۔ آپ چپ رہیں۔

سردار سعید انور، شکریہ' جناب چیئرمین۔۔۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! یہ آپ تالی سردار صاحب کی تقریر پر بجا رہے ہیں یا کسی اور بات پر؟ یہ آپ نے تالی بجائی ہے ناں۔ جب سردار صاحب نے بات اچھی کی تو آپ نے تالی بجائی ہے۔ کیا یہ ان کی داد میں بجائی ہے؟

جناب چیئرمین، میں چودھری ریاض کو چپ کرا رہا تھا۔ (قہقہے)

جناب سعید اکبر خان، اچھا۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! میں نوانی صاحب کی ایک بات جو بھول گیا تھا وہ ابھی کر دوں کہ ہم تو اپنے قائد کی تعریف کرتے ہیں۔ ہم نے تو اچھے کاموں کی تعریف کرنی ہے۔ لیکن جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے' آج ہمارا سر یقیناً فخر سے بلند ہوا ہے کہ جناب سعید اکبر نوانی بھی ہمارے قائد کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! سیوریج سکیم کالیہ فیز III کے لیے 50 لاکھ روپے کی ڈیمانڈ تھی اور وہ سکیم مکمل ہو جانی تھی۔ لیکن اس سکیم کے لیے صرف 15 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب چیئرمین! یہ اچھی بات ہے کہ پی پی میں بھی ایسے لوگ ہیں جو ہماری تعریف کرتے ہیں اور نوانی صاحب ان میں سے ایک ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں انڈیپنڈنٹ ہوں۔ میں کسی پارٹی میں نہیں ہوں۔ یہ میرے بزرگ ہیں۔ میرے چچا ہیں۔ تو انھوں نے ویسے ہی کہہ دیا۔ میں سردار صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوں تو شاید ان کی وجہ سے مجھے یہ کہہ دیا۔

MINISTER FOR FOOD: He is not P.P. He hates P.P.

(قہقہے)

جناب چیئرمین، جی' سردار صاحب!

سردار رفیق حیدر لغاری، مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ فاکوانی صاحب ہوں یا میرے بزرگ ہوں یا باقی دوست' کسی کو پیپلز پارٹی میں شامل کر رہے ہیں۔ کسی کو کسی پارٹی میں شامل کر رہے ہیں۔ مگر ایک چیز تو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم آپ کی اصلاح کے لیے یہاں یکجا ہو کر بیٹھے ہیں۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب!

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ ہماری اصلاح کم ہے ان کی بقاء زیادہ ہے اس میں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین! کمالیہ میں پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کافی عرصہ سے زیر تعمیر ہے۔ 10 لاکھ روپیہ اس پر لگ چکا ہے اور تقریباً چار پانچ سال ہو گئے ہیں۔ اس منصوبے پر 10 لاکھ روپیہ ہی لگا ہوا ہے اور محکمہ تعلیم کا میں سمجھتا ہوں کہ چلو وزیر تو سیاسی لوگ ہوتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب نے میرے ساتھ ان گنت دفعہ وعدہ کیا اور اس بار تو میں اتنی دفعہ ان کے پاس گیا تو انھوں نے نہ صرف وعدہ بلکہ مجھے یقین دلایا کہ آپ اب نہ آنا۔ میں یہ سکیم آپ کی ڈلوا دوں گا۔ تو میری on going سکیم تو رہ گئی ہے۔ نئی سکیمیں اس میں ڈال دی گئی ہیں۔ پتا نہیں یہ ناانصافی کب تک چلے گی؟ کیا طریق کار ہے؟ میاں عبدالستار صاحب نے جو کہا ہے کہ طریق کار ہمیں بتا دیا جائے' وہ طریق کار ہم اختیار کرلیں گے۔ وہ طریق کار ہم اختیار کر لیتے ہیں کہ اس طریقے سے ہم اپنے علاقے کی نمائندگی کر سکیں۔ میرا پولی ٹیکنیک کالج on going سکیم چار سال سے چل رہا ہے اور 10 لاکھ روپیہ اس پر unvest ہو چکا ہے۔ لیکن پتا نہیں پھر کاغذوں میں کہاں گم ہو جاتا ہے؟ میری آپ کی وساطت سے منسٹر صاحبان سے گزارش ہے کہ خدارا' خدارا ہمارے علاقوں کی یہ محرومی ختم کروائیں اور ہماری طرف توجہ دیں تاکہ ہم بھی اپنے علاقوں میں جا کر سرخرو ہو سکیں۔

جناب چیئرمین! پچھلے بجٹ اجلاس میں ہمارے ساتھ میچنگ گرانٹ کے متعلق ایک ناانصافی ہوئی تھی۔ اس پر میں نے ایک تحریک التوائے کار دی تھی۔ میرے محترم بزرگ ارشد خان لودھی صاحب نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا تھا کہ اگلے مالی بجٹ میں آپ کو میچنگ گرانٹ دے دی جائے گی۔ یہ میچنگ گرانٹ اب ختم کر دی گئی ہے۔ تو مجھے یہ بتایا جائے کہ میں اب کہاں جاؤں۔ ان کی وہ میچنگ گرانٹ کہاں ہے؟ میرے ساتھ تو on the floor وعدہ ہوا تھا۔ on the floor میرے ساتھ بات ہوئی تھی تو جناب' ان چیزوں کا حل اب کیا ہے' خدارا' ہمارے ساتھ یہ ناانصافی ختم کی جائے اور ہمارے پس ماندہ علاقوں کی طرف توجہ دی جائے تاکہ ہم بھی اپنے اپنے علاقوں میں سرخرو ہو سکیں اور ہم اپنے ووٹروں کے سامنے حوصلہ بلند کر کے اپنے ضمیر کے مطابق بات کر سکیں۔ بہت بہت شکریہ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب چیئرمین! میں اپنے دوست کے لیے گزارش کروں گا کہ اتنی مایوسی بھی ظاہر نہیں کرنی چاہیے اگر ہم نے میچنگ گرانٹ ختم کی ہے تو میونسپل ڈویلپمنٹ فنڈ create کیا ہے اور ہم ان کے اداروں کو ان شاء اللہ پہلے سے زیادہ support کریں گے۔

جناب چیئرمین، جناب احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ (پی پی 130): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین شکریہ' جناب والا! ہمارے گزشتہ دو سال بہت آزمائش کے سال تھے اور ہمارے وزیر اعظم کے لیے یہ بہت بڑا امتحان تھا۔ ایک طرف چودہ کروڑ عوام کی یہ ڈیمانڈ تھی کہ پاکستان کو ایٹمی قوت بنایا جائے اور دوسری طرف دنیا کے ناخداؤں کی یہ دھمکی تھی کہ ہم معاشی اور اقتصادی طور پر امداد بند کر دیں گے ۔ وزیر اعظم صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم یا میرے عوام ایک روٹی کی بجائے آدھی روٹی کھا کر بھی گزارہ کر سکتے ہیں۔ ہم خدا کے آگے جھکنے والے ہیں میں دنیا کے ناخداؤں کے آگے نہیں جھکوں گا میں خدا کے بھروسے پر اپنے ملک کو ایٹمی قوت بنانے کا اعلان کرتا ہوں ۔ انھوں نے پاکستان کے وقار کو چار چاند لگا دیے پوری دنیا میں اس وقت پاکستان کا جتنا احترام بڑھا ہے وہ آپ سب جانتے ہیں جناب والا! اس کے بعد انھوں نے اقتصادی پابندیاں بھی لگائیں لیکن بعد میں ان کو یہ فیصلہ کرنا پڑا کہ وزیر اعظم پاکستان کا جو فیصلہ ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے' وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن ان کی معاشی اور اقتصادی پابندیوں کے اثرات ہم تک بھی پہنچے اور ہمیں یہ خطرہ تھا کہ ہمیں جو ترقیاتی کام پچھلے سال ملے تھے ان سے ہمارا ترقیاتی بجٹ کم ہو جائے گا جو ہماری بقایا سکیمیں ہیں ان میں سے بجٹ کم ہو جائے گا' لیکن ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کو کہ انھوں نے اپنے ہر محکمے کے ساتھ علیحدہ علیحدہ میٹنگ کی۔ جہاں سے بھی ان کو کوئی بچت نظر آئی ' جہاں سے بھی ان کو غیر ترقیاتی خرچ نظر آئے ان کو کم کر کے وہ ترقیاتی کاموں کے لیے لائے اور ان کی کوششوں سے' وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی کوششوں سے آج ہمیں اتنا اچھا متوازن بجٹ ملا ہے اور انھوں نے اس کو اس حساب سے بنایا ہے کہ جتنی آبادی دیہاتوں میں ہے اس آبادی کے تناسب سے ہی فنڈز دیے گئے ہیں۔ اگر دیہات کی آبادی 72 فی صد ہے تو 72 فی صد فنڈز دیہات والوں کو دیے گئے ہیں ۔ 28 فی صد شہروں کو دیے گئے ہیں ۔ جناب والا! انھوں نے ترقیاتی کاموں کے لیے جو فنڈز دیے ہیں ہمیں تو اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ یہ پچھلے سال کی نسبت ہمیں زیادہ مل گئے ہیں ۔ اس بجٹ کو بناتے ہوئے انھوں نے جو انقلابی اقدام کیے ہیں ان میں محصول چونگی کا ختم کرنا' ضلع ٹیکس ختم کرنا' سٹمپ ڈیوٹی کا ختم کرنا ' ملازمین کی تنخواہیں بڑھانا ' پولیس فورس کی تنخواہیں بڑھانا' ان کے لیے جدید اسلحہ' ان کی ٹرانسپورٹ کے لیے پیسے دینا

اور ان سے بڑھ کر جو انھوں نے زراعت میں اور کاشت کاروں کے لیے ایک کام کیا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر دیا ہے ۔ جناب والا! اس بارے میں اگر غور سے سوچیں تو یہ ایک بہت ہی بڑا انقلابی اقدام ہے۔ جناب والا! ایک آدمی جو در در دھکے کھاتا تھا ' جو اپنی ایک جمع بندی کے لیے پٹواری کے پیچھے دوڑتا تھا اب جب اسے ایک کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ملے گا تو اس کا فائدہ بعد میں نظر آئے گا کہ یہ کتنا بڑا انقلاب ہے۔ جناب والا! اس سے یہ ہوگا کہ آئندہ چل کر اسے فائدہ پہنچے گا۔ جب کاشتکار کو پتا ہوگا کہ میرا اتنا رقبہ ہے اس کے اتنے یونٹ ہیں ' زرعی بنک نے مجھے اتنا قرضہ دینا ہے تو ایک بٹن کے حساب سے اسے سب کچھ مل جائے گا۔ اور اس کو پتا ہوگا کہ میرے اتنے یونٹ ہیں میں اتنا قرضہ لے چکا ہوں اور اتنا بقایا قرضہ میں لے سکتا ہوں یا میں اتنا واپس کروں گا تو مجھے اتنا قرضہ اور مل جائے گا۔ جناب والا! یہ ایک بہت بڑا انقلابی اقدام ہے اور اس سے ایک کاشت کار جو جمع بندی کے لیے پٹواری ' نائب تحصیلداروں اور تحصیلداروں کی پتا نہیں کتنی منتیں کرتا تھا اس سے بچ جائے گا اور زراعت میں یہ بہت انقلابی اقدام ہے۔

جناب والا! اس بجٹ میں زراعت کے لیے کھاد بنانے کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں' راجباہوں کو پکا کرانے کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں' جعلی ادویات ختم کی گئی ہیں اور ان کے لیے سخت سے سخت سزائیں رکھی گئی ہیں۔ اب ہمیں کھاد اور بیج اصل مل رہا ہے جو ہمیں پچھلے دو سالوں میں نہیں ملتا تھا۔ پہلے ہمیں بیج کے بارے میں اتنی شکایت ہوتی تھی کہ کئی کئی دفعہ کاشتکار ناقص بیج کی وجہ سے کاشت نہیں کرتا تھا۔ آج اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ کوئی کاشتکار نہیں کہہ سکتا کہ مجھے ناقص بیج دیا گیا ہے ۔ آج آپ کو جعلی کھاد نہیں مل رہی ' جعلی دوائیاں آپ کو نہیں مل رہیں ۔ جناب والا! ہم اس معاملے میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انھوں نے واقعی زراعت میں جو انقلابی اقدامات کیے ہیں ان کو ماننا چاہیے کہ one window اور جو green tractors ہیں ان سے کوئی انکار نہیں کر سکتا چاہے اپوزیشن والے ہوں چاہے اقتدار والے ہوں کوئی انکار نہیں کرسکتا' کیونکہ ایک اچھا کام اچھا کام ہے۔ جناب والا! اس میں مزید میری ایک درخواست ہے کہ جناب' کاشت کاروں کے لیے جہاں اتنے کام کیے ہیں وہاں اگر فلیٹ ریٹ بحال کر دیا جائے تو یہ بہت بڑا اقدام ہوگا۔ جناب' کاشت کاروں کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اور میں واضح طور پر کہتا ہوں کہ اپوزیشن کو جب کوئی چیز نہیں ملتی تو اس پر آ کر ہمیں بریک لگاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ

گرین ٹریکٹرز دیے گئے ہیں، ون ونڈو دی گئی ہے، زمینوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔ وہ اگر ہمیں پکڑتے ہیں تو وہ صرف اس چیز پر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کی حکومت نے فلیٹ ریٹس ختم کر دیے ہیں۔ تو میں اس ہاؤس کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کریں کہ زراعت کے لیے، کاشت کار کے لیے، ملکی معاشی حالات کے لیے فلیٹ ریٹس کا بحال ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔

جناب والا! تعلیم کے لیے بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے اور پچھلے سال سے اس کے لیے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جو کچھ کر رہے ہیں یہ نہایت ہی قابل تحسین ہے۔ انھوں نے بوٹی مافیا کا خاتمہ کیا ہے، میرٹ پر داخلہ، داخلہ ٹیسٹ کا انتظام کیا ہے جعلی سکولز ختم کیے گئے، جعلی تقرریاں ختم کی گئیں۔ اب ہمارے وزیر تعلیم صاحب تھوڑی سی ہمت کریں کہ یہ اگر حاضری کہیں لازمی قرار دے دیں تو یہ ہماری تعلیم میں بہت بڑا انقلاب آ جائے گا۔ جناب، سکولوں میں حاضری نہیں ہے، ماسٹر صاحبان اور خاص طور پر گرلز سائڈ پر بچیوں کے لیے استانیاں نہیں جاتیں، وہاں سکولز بند رہتے ہیں اس بارے میں ضرور مہربانی کریں اور اس معاملے میں میری ایک گزارش ہے کہ ہم جب افسران کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ دور دراز کی بچیاں ہیں وہ backward علاقے میں کیسے آئیں وہ دس دس کلومیٹر پیدل چل کر کیسے آپ کے سکول کھولیں۔

جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس میں اگر یہ کر دیا جائے کہ جس backward علاقے میں پی۔ٹی۔سی ٹیچر مقامی نہیں ہیں، اس دیہات میں کوئی پڑھی لکھی بچی نہیں ملتی تو اس کے لیے ان۔ٹرینڈ ٹیچر کی اجازت دے دیں، ایک کلاس relax کر کے اجازت دے دیں اس سکول کو ضرور کھولا جائے تاکہ وہاں کی بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں ورنہ سکول بن جاتے ہیں اور وہاں استانی مہیا نہیں ہو سکتی، کیونکہ وہ سڑکوں سے بہت دور ہوتے ہیں اور وہاں پر آمدورفت کا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا۔

جناب والا! میری ایک گزارش یہ ہے کہ چاہے آپ اسے میری بدنصیبی سمجھیں کہ میرے پورے حلقے کی تین لاکھ آبادی ہے اور پی۔پی 170 میں بچیوں کا کوئی ہائی سکول نہیں، پورے حلقے میں ایک بھی سکول نہیں۔ یہ بہت ظلم کی بات ہے اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہاں میٹرک پاس بچیاں نہیں ہیں۔ وہ پی۔ٹی۔سی نہیں کرتیں ہمیں استانیاں نہیں ملتیں، ہمارے سکول بند پڑے ہیں اس کی وجہ سے ہماری بچیوں کی تعلیم رکی ہوئی ہے، اس لیے میری گزارش ہے کہ میرے حلقے

میں کم سے کم تین ہائی سکول تو کھول دیں تاکہ کچھ بچیاں تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب والا! صحت کے لیے کافی بجٹ رکھا گیا ہے اور ہم ان شاء اللہ یہی دعا کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ بجٹ صحیح جگہوں پر خرچ ہو گا۔ غریب لوگوں کی دوائیوں کے لیے اسی کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے اور امید ہے کہ یہ دوائیاں غریب لوگوں کے گھروں تک پہنچیں گی اور ان شاء اللہ غریب لوگوں کو یہ دوائیاں میسر ہوں گی۔ اس میں میری صرف ایک گزارش ہے اور وزیر صحت صاحب تشریف فرما ہیں میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کسی طرح لوگوں کی جعلی میڈیکل certificates سے جان چھڑا دیں، تو نوے فی صد مقدمے بازی سے جان چھوٹ جائے گی۔ میڈیکل بورڈ کے لیے جب کوئی درخواست دیتا ہے تو کیا یہ جانتا ہے کہ جس سول ہسپتال کے ڈاکٹر نے میڈیکل بنایا ہوتا ہے اسی ہسپتال کے ایم ایس کو بورڈ کا ممبر بنا دیا جاتا ہے۔ جس سرٹیفکیٹ کو چیلنج کیا جائے اسے ڈویژن کی سطح پر چیک کروایا جائے اور اگر غلط ثابت ہو تو اس ڈاکٹر کو سزا دی جائے۔ اگر یہ طریق کار اختیار کر لیا جائے تو غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ کی روش ختم ہو سکتی ہے۔

صحت کے حوالے سے دوسری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے M-53 میں 1992ء سے R.H.C بنا ہوا ہے۔ اس پر حکومت کے تقریباً 70/80 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ پہلی حکومت نے اسے اس لیے مکمل نہ ہونے دیا کہ وہاں کی آبادی نے مجھے ووٹ دیے تھے لیکن اب ہماری حکومت آنے کے بعد بھی اسے چالو نہیں کیا گیا۔ R.H.C مکمل ہے، محکمے نے اسے take over کر لیا لیکن افسوس کی بات ہے کہ اسے چالو نہیں کیا جا رہا۔ میں گزارش کروں گا کہ اسے چالو کروا کر لوگوں کو یہ سہولت میسر کی جائے۔

جناب والا! پولیس کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں، بہت اچھے ہیں۔ جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے پولیس کے متعلق سوچا ہے کہ ان کا فائدہ ہو، یہ آسودہ حال ہوں۔ میں دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ان پولیس والوں کو بھی ہدایت دے، یہ بھی غریبوں کو آسودہ حال رکھیں۔ ان کی پریشانی ختم کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی نیت تو یہی ہے کہ اگر یہ آسودہ حال ہوں گے تو پھر یہ غریبوں، شریفوں کو بھی آسودہ حال رکھیں گے۔ تو میں امید کرتا ہوں کہ پولیس والے بھی ان شاء اللہ شریف لوگوں کی عزت کا خیال رکھیں گے۔ پولیس کے لیے ایک بہت اچھا، انقلابی اقدام اٹھایا گیا ہے کہ ان کی ڈیوٹی کے لیے شفٹیں بنا دی گئی ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ پولیس کی ایک ٹیم جب ساری رات گشت

کرتی تھی' جاگتے رہتے تھے اور صبح ان کے پاس جب کوئی شریف آدمی پرچہ درج کروانے کے لیے آتا ہے تو رات کی تھکاوٹ کی وجہ سے پولیس والے اس سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے اور نہ ملزمان کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ اب اگر رات کو گشت کرنے والی ٹیم علیحدہ کر دی جائے اور تفتیش کے لیے ایک علیحدہ ٹیم بنا دی جائے تو اس سے عوام کو بہت فائدہ پہنچے گا' لوگوں کے مسائل حل ہوں گے اور پولیس کو بھی آرام کرنے کا موقع مل سکے گا۔

جناب والا! محصول چونگی اور ضلع ٹیکس ایک جگا ٹیکس تھا۔ اس سے نہ شہری بچے ہوئے تھے اور نہ ہی دیہات والے محفوظ تھے۔ یہ لوگ کسی کو معاف نہیں کرتے تھے' دو دو' تین تین گھنٹے ٹرک کھڑا رکھتے تھے اور اپنی مرضی کے پیسے لے کر چھوڑتے تھے۔ جناب والا! یہ حکومت کی ایک بہت بڑی قربانی ہے کہ حکومت نے عوام کی سہولت کے لیے 20 ارب روپے کا سرمایہ قربان کر دیا ہے۔ حکومت نے کہا کہ بے شک ہمیں 20 ارب روپے کی آمدن نہ ہو لیکن غریبوں اور شریفوں کی جیبوں سے جگا ٹیکس نہ جائے' اس سلسلے کو حکومت نے بند کر دیا ہے۔ حکومت کا یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے' اس سے ہر غریب' شریف' شہری اور دیہاتی میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں سننے میں آیا ہے کہ اس بجٹ میں غریبوں کے لیے کیا اقدام اٹھائے گئے ہیں؟ جناب والا! حکومت نے 17 فی صد سٹمپ ڈیوٹی کو کم کر کے 4 فی صد کر دیا ہے۔ یہ رعایت غریبوں' شریفوں کے لیے ہی تو ہے۔ یہ ایک بہت بڑی رعایت ہے اور اس سے ہر آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب والا! امن و امان کے حوالے سے بھی میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ پولیس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی چور یا ڈاکو کو پکڑتے ہیں تو اس سے مدعی کا مال برآمد نہیں کرتے۔ اس بارے میں پولیس والے شکوہ کرتے ہیں کہ جب ہم کسی ملزم کو ریمانڈ پر لے جاتے ہیں تو ہمیں اس کا ریمانڈ نہیں دیا جاتا۔ پھر ہم اس سے چوری کیسے برآمد کریں۔ سول جج صاحبان ملزمان سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ پر پولیس نے کوئی تشدد تو نہیں کیا۔ ہم تو ملزمان کو ڈرتے ڈرتے ریمانڈ کے لیے لے جاتے ہیں کہ کہیں وہاں سول جج کے سامنے وہ ہماری ہی شکایت نہ کر دیں۔ ہمیں ڈر لگا رہتا ہے کہ کہیں وہ ہماری ناجائز شکایت کر کے ہمارے خلاف پرچہ ہی درج نہ کروا دیں۔ جناب والا! اس کے لیے میری ایک تجویز ہے کہ اگر ہو سکے تو ریمانڈ کے معاملے تک علاقہ مجسٹریٹ

کی حد تک dealing ہوتی رہی اور جب کیس مکمل ہو جائے تو پھر بے شک اسے سماعت کے لیے جوڈیشل بھیج دیا جائے' سول جج کو بھیج دیا جائے۔ جب سے ریمانڈ کا اختیار سول جج کے پاس گیا ہے اس دن سے کرائم کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ بے شک چیک کر لیں کہ جب ریمانڈ کا اختیار مجسٹریٹ کے پاس تھا تو اس وقت کیا پوزیشن تھی؟ اور آج جب یہ اختیار سول جج کے پاس گیا ہے تو کرائمز کی کیا پوزیشن ہے؟ جناب سپیکر! میری یہ ایک تجویز ہے' اگر عمل درآمد ممکن ہو سکے تو اس سے کرائمز کی تعداد یقیناً کم ہو گی۔ ملزم کو پتا ہو گا کہ میں مجسٹریٹ کے سامنے جا رہا ہوں' وہاں میرا ریمانڈ دے دیا جائے گا لہذا میں چوری ہضم نہیں کر سکتا' مجھے چوری دینی پڑے گی۔

جناب سپیکر! آخر میں' میں اپنے بھائی کی تائید کرتے ہوئے کہوں گا کہ بعض سڑکوں کے لیے اڑھائی اڑھائی لاکھ روپے رکھے گئے ہیں جو کہ صوبائی بجٹ کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ جناب والا! اتنا کم بجٹ تو ضلع کونسل والے بھی نہیں رکھتے۔ آپ دیکھیں کہ 28 کلومیٹر سڑک کے لیے 10 لاکھ روپے رکھے گئے اور 6 کلومیٹر سڑک کے لیے اڑھائی لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ تو پیسے ضائع کرنے والی بات ہے' لوگوں سے اور ہم سے مذاق کرنے والی بات ہے۔ اگر آپ ایک کلومیٹر پر سولنگ بھی لگائیں تو وہ پانچ لاکھ سے کم میں نہیں لگتا۔ آپ صوبے کے بجٹ میں ہائی وے والوں کو اڑھائی لاکھ روپے دے رہے ہیں۔ اس اڑھائی لاکھ سے وہ کیا کریں گے؟ یہ تو اخبارات کے اشتہار میں ختم ہو جائیں گے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ مہربانی کر کے کم از کم ایک کلومیٹر سڑک کا خرچہ تو دیں۔ کم از کم ایک کلومیٹر سڑک تو بنائیں۔

اسی طرح ایک بات پبلک ہیلتھ سے متعلق عرض کروں گا۔ واٹر سپلائی کا معاملہ بہت اہم ہے۔ جہاں کڑوے پانی ہیں وہاں لوگوں کے مویشی مر رہے ہیں' انھیں اپنے پینے کے لیے پانی میسر نہیں۔ وہ تین تین' چار چار کلومیٹر سے پانی بھر کر لاتے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہماری واٹر سپلائی بند نہ کریں۔ لوگوں کو اگر پینے کا صحیح پانی نہیں ملے گا تو وہ بیمار ہوں گے۔ اگر ان کی صحت اچھی نہیں ہو گی تو پھر نہ وہ اچھے کاشت کار بن سکتے ہیں اور نہ ہی اچھے ٹیچر یا ڈاکٹر بن سکتے ہیں۔ اس لیے واٹر سپلائی کی سکیمیں ضرور دی جانی چاہییں۔ جہاں یہ سکیمیں ہیں وہاں پر یہ پابندی لگا دی گئی ہے کہ انھیں users کمیٹیاں استعمال کریں۔ دیہاتوں میں پارٹی بازی ہوتی ہے' ان پڑھ لوگ ہوتے ہیں۔ بے چارے users کمیٹی والے کہاں سے ٹرانسفارمر کا انتظام کریں گے' کہاں سے پلمبر لائیں گے

اور کیسے بل ادا کریں گے؟ جناب والا! آپ بے شک آج سروے کروالیں کہ اس users کمیٹی کے اعلان کے بعد یہ کروڑوں روپے کی سکیمیں خراب ہو چکی ہیں' بند پڑی ہیں اور حکومت کے کروڑوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ خدا را اس کے متعلق سنجیدگی کے ساتھ سوچیں۔ اس کو users کمیٹی نہیں چلا سکتی۔ آپ اسے بے شک ضلع کونسل کے سپرد کر دیں یا کسی اور محکمے کے سپرد کر دیں۔ پبلک ہیلتھ والوں کو ایک نیا تحصیل دار دیں' ایک کلرک کا اضافہ کر دیں۔ وہ تمام کنکشنوں سے خود وصولی کریں۔ دیہات والے آپس کے لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے اسے نہیں چلا سکتے۔ میری تجویز ہے کہ users کمیٹی ختم کی جانی چاہیے اور واٹر سپلائی سکیم کو بحال ہونا چاہیے۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین : شکریہ' اگلے مقرر شمشاد احمد خان صاحب ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے' محمد اشفاق وائیں صاحب۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ عبدالرحمٰن گجر صاحب۔ مولوی محمد غیاث الدین صاحب۔ مولانا صاحب! بسم اللہ کیجیے۔

مولوی محمد غیاث الدین (پی پی۔ 114)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب چیئرمین! یہاں پر میزانیہ 1999-2000ء کے متعلق اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بھی اس پر اظہار خیال کے لیے موقع عنایت فرمایا ہے۔ جناب والا! اسی گھر کے افراد اسی ریاست اور ملک کے باشندے سکھی رہ سکتے ہیں جس گھر کا سربراہ جس ریاست اور ملک کا سربراہ اخراجات کے متعلق' تخمینہ کے متعلق بہتر اور مثبت سوچ رکھتا ہو اور اس کی سوچ آمدنی کے حساب سے ہو۔ اگر چادر سے زاید پاؤں پھیلا دیے جائیں اور آمدنی کے حساب سے اخراجات نہ کیے جائیں تو اس گھر' اس ملک اور اس ریاست کے عوام سکھی نہیں رہ سکتے۔ میں اس لحاظ سے موجودہ حکومت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جب سے یہ برسر اقتدار آئے ہیں ان کا سالانہ تخمینہ چادر سے زاید نہیں' آمدنی سے زاید نہیں بلکہ اپنی آمدنی کے اندر رہ کر سالانہ اخراجات کرتے ہیں۔ گویا موجودہ بجٹ طمع سازی پر مبنی نہیں بلکہ یہ حقیقت پر مبنی ہے۔ وہ حکومتیں جو یہ سوچ کر بجٹ کے سلسلے میں طمع سازی کرتی ہیں کہ وقت گزارنا ہے چند دن گزارنے ہیں تو پھر وہ لوگ اپنے اوقات کو بسر کرنے کے لیے لوٹ کھسوٹ اور قرضہ جات حاصل کر کے وقت گزارنا چاہتے ہیں اور اگر قوم کھڈے میں گرتی ہے تو گرتی چلی جائے' قرضے میں دبتی ہے تو دبتی چلی جائے۔ اکثر و بیشتر سابقہ ادوار میں یہی ہوتا رہا ہے کہ قرضے حاصل کر کے اپنے تجوریاں بھری گئیں اور بجٹ طمع سازی اور غیر حقیقت پسندانہ پیش کر کے قوم کو

تسلی دی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک پاکستان کا بچہ بچہ بیرونی قرضہ جات کے بوجھ تلے آ گیا۔ آج چونکہ گھر بنانے والی، ملک بنانے والی، ملک کو مستحکم رکھنے والی پارٹی کی حکومت ہے، یہ دن گزارنے کے لیے نہیں بلکہ اس گھر کو سنوارنے کے لیے آئے ہیں، اس ملک کو بنانے کے لیے آئے ہیں۔ اس لیے وہ حقیقت پر مبنی بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم کے لحاظ سے جتنا آگے جائیں گے، زراعت کے لحاظ سے جتنا آگے جائیں گے، صنعت کے لحاظ سے جتنا آگے جائیں گے تب یہ ملک ترقی کر سکتا ہے۔ اسی لیے تعلیمی میدان میں، زراعت کے میدان میں موجودہ حکومت نے اور بالخصوص ہمارے صوبے کے سربراہ نے باقاعدہ طور پر صنعت اور زراعت کو ترقی دینے کے لیے دن رات کوشش کی ہے۔ جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں، سارے ملک کے باشندے تسلیم کرتے ہیں اور دنیا نے بھی تسلیم کیا ہے کہ ایٹمی طاقت بننے کے بعد جو بیرونی دنیا نے اور نام نہاد اجارہ داری رکھنے والوں نے پاکستان پر پابندیاں لگائیں۔ اگر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستانی قوم ان پابندیوں کے آگے نہیں جھکی یا حکومت نہیں جھکی تو اللہ کے فضل کے بعد زرعی ملک ہونے کی وجہ سے اس چیز کو تسلیم کرنے کے بعد موجودہ حکومت زراعت کی طرف توجہ دے رہی ہے۔ یہ ٹریکٹر اور بجلی کے بارے میں سوچ بچار بھی اس چیز کی دلیل ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ زراعت ملک کے اندر ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہمارا زرعی ملک ہے اس میں زمینداروں کی مزید حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! میرا اکثر علاقہ بارانی ہے اس میں زمین بھی ناہموار ہے۔ پہلے وہاں پر آباد کا محکمہ موجود تھا اور بارانی تھرڈ سکیم جاری تھی لیکن اب وہاں سے ہٹ کر دوسرے علاقوں میں چلی گئی ہے۔ دوسرے علاقوں میں جانے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی تک وہ بارانی ایریا ناہموار ہے۔ الحمد للہ میرا علاقہ شکر گڑھ بارانی ہونے کے باوجود پاکستان میں چاول اور گندم کا چوتھا حصہ پیدا کر رہا ہے۔ اگر وہاں کی زمین کو ہموار کر دیا جائے اور وہاں زمیندار کو ٹرباتیں سب سڈی سکیم پر مہیا کر دی جائیں، کیونکہ وہاں پر پانی اڑھائی تین سو فٹ نیچے ہے، تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی نصف خوراک تحصیل شکر گڑھ کا علاقہ پیدا کر سکتا ہے چونکہ اس علاقے میں سیم و تھور نہیں ہے اور پانی بہت میٹھا ہے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ آباد کی سکیم کو ویسے ہی جاری و ساری رہنے دیا جائے۔ جناب والا! چونکہ بارانی علاقہ ہے اور وہاں پر سیلابی نالوں کی وجہ سے بہت ساری زمین خراب ہو جاتی ہے۔ وزیر خزانہ جو کہ آب پاشی کے بھی وزیر ہیں ان سے التماس کروں گا چونکہ وہ بہت دفعہ

ہمارے علاقے میں گئے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہاں پر برساتی نالوں کی وجہ سے بہت زیادہ زمین خراب ہوتی ہے۔ زمیندار کا بہت نقصان ہوتا ہے اس لیے اگر اس کے تحفظ کا بندوبست کر دیا جائے تو زمیندار بہت زیادہ پیداوار دے سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ جس طرح نارنگ کا علاقہ چاول کی پیداوار میں بہت زیادہ حیثیت رکھتا تھا اب شکر گڑھ کا علاقہ بالخصوص نینے کوٹ کا علاقہ اعلیٰ قسم کا چاول پیدا کر رہا ہے جو زرمبادلہ کمانے کا سبب بنتا ہے۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ زمیندار چاول پیدا کرتے ہیں لیکن سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے ' ذرائع آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے زمینداروں کی محنت کا پھل آڑھتی لے جاتے ہیں کیونکہ زمیندار اپنی فصل منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتے لیکن اس مد میں ہمارے علاقے کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ اس لیے میں وزیر خزانہ صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ شکر گڑھ کے علاقے کی طرف ضرور توجہ دیں۔ وہاں کے لوگ ریونیو دیتے ہیں' دوسرے لوگوں کی طرح ٹیکس بھی دیتے ہیں اس لیے اس علاقے کو نظر انداز نہ فرمایا جائے۔ جناب والا! دفاعی لحاظ سے بھی شکر گڑھ کا علاقہ بہت اہمیت رکھتا ہے یہ بارڈر کا ایریا ہے وہاں کے لوگ تکلیفوں کے باوجود بھی ڈٹے ہوئے ہیں۔ آج کے حالات کے اندر بھی ہندوؤں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب' وزیر اعلیٰ صاحب' مسلم لیگ کی حکومت اور سائنس دانوں نے پاکستان کو ایٹمی پاور بنا کر دنیا کے اندر وقار بلند کیا ہے۔ وہاں کے لوگ آج وہاں پر ڈٹے ہوئے ہیں کہ کچھ بھی ہو جائے ہم ان شاء اللہ پاکستان کے چپے چپے کی حفاظت کے لیے 'فوج کی امداد کے لیے بدستور تیار ہیں۔

جناب والا! جس طرح اس علاقے سے حکومت کا ٹیکس بنتا ہے 'ریونیو بنتا ہے وہ بدستور اسی طرح دیتا ہے' اس لیے میری گزارش ہے کہ اس علاقے کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ زمیندار بہت مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں اور بارڈر ایریا ہونے کی وجہ سے زمیندار اپنی ہی زمین سے اپنی مرضی سے درخت کی۔ ایک شاخ بھی نہیں کاٹ سکتا۔ بنی بنانے کے لیے بھی انھیں دوسرے علاقوں سے لکڑی لانا پڑتی ہے۔ ہم ان مشکلات کے اندر گھرے ہوئے بھی اتنا تعاون کرتے ہیں۔

ان مشکلات کے اندر گھرے ہوئے بھی میری یہ گزارش ہے کہ تعلیم کے سلسلے میں' پہلے یہ ہوتا تھا کہ روایتی تعلیم تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ بچہ ایم اے ہو گیا بی اے ہو گیا ڈگریاں ہاتھ

میں لے کر پھرتے تھے اور ملازموں کا جو حشر اب ہوا ہے۔ موجودہ حکومت نے یہ سوچا ہے کہ روایتی تعلیم سے ہٹ کر سوچنا چاہیے۔ صرف کتابی تعلیم سے معاملہ نہیں چلے گا جب تک کہ فنی تعلیم نہ ہو' طلباء کو ماہر نہ بنایا جائے' ٹیکنیکل ہینڈ نہ بنایا جائے اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ الحمد للہ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ حکومت نے اور ہمارے وزیر اعلیٰ نے ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ اور ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ دیہاتی علاقوں میں خاص طور پر کھولنے کا پروگرام بنایا ہے۔ ہماری تحصیل شکر گڑھ جو پاکستان کی بہت بڑی تحصیل ہے اور وہاں پر بھی افرادی قوت اتنی زیادہ ہے کہ بہت کم مزدوری پر لوگ مل جاتے ہیں۔ تعلیم بھی وہاں پر ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں اور ہمارے ہاں بھی یہ پروگرام بنا تھا۔ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ فنی تعلیمی ادارے ہماری تحصیل شکر گڑھ میں بھی کھولے جائیں۔ الحمد للہ شکر گڑھ میں لوگ ان اداروں کے لیے زمین دینے کے لیے تیار ہیں اور محفوظ قسم کی زمین دینے کے لیے تیار ہیں۔ میرا یہ مطالبہ ہے کہ ان سرحدی علاقے کے بچوں کو بھی فنی تعلیم دی جائے اور اس کے لیے وہاں پر ادارہ قائم کیا جائے۔

میں وزیر اعلیٰ صاحب کا اس لحاظ سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہماری بچیاں پہلے ڈگری کی تعلیم کے سلسلے میں لاہور' سیالکوٹ یا بڑے شہروں میں جاتی تھیں۔ انٹر سے آگے تعلیم کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مہربانی فرما کر شکر گڑھ کے گرلز انٹر کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا ہے۔ علاقے کے عوام ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت دن گزارنے کے لیے نہیں آئی' بلکہ ملک سنوارنے کے لیے آئی ہے۔ جو دن گزارنے کے لیے آتے ہیں وہ قوم سے مال حاصل کرنے کے لیے مختلف ٹیکس لگا کر محاصل حاصل کر کے ملک چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ موجودہ حکومت ملک چھوڑ کر بھاگنے والی نہیں ہے' پاکستانی حکومت ہے۔ مسلم لیگی حکومت ہے۔ انھوں نے یہاں رہنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ محاصل اکٹھے کرنے کے لیے نہیں آئی۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ضلع ٹیکس اور محصول چونگی جس سے بہت زیادہ پیسے آتے تھے اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ لوگوں کو اس ٹیکس کی وجہ سے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ سفر کے دوران سواریوں کو روک لیا جاتا تھا اور ان کو ذلیل کرتے تھے۔ جناب والا! یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے اس کے لیے وزیر خزانہ صاحب اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس کے لیے پنجاب کی حکومت بھی مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے یہ ظالمانہ ٹیکس بند کر دیا ہے۔ اب

لوگ بہت زیادہ خوش ہیں مسافر بہت خوش ہیں' کیونکہ پہلے انھیں راستے میں روک لیا جاتا تھا۔ میں اس بجٹ کے متعلق یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ طمع سازی پر مبنی بجٹ نہیں بلکہ یہ حقیقت پر مبنی بجٹ ہے۔ اس کے علاوہ اپنی چادر کو دیکھ کر اس بجٹ کو بنایا گیا ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین، ویسے آپ نے بڑی اچھی نشان دہی کی ہے مگر آپ کا نام تقریر کے لیے نہیں آیا۔ بہرحال چند منٹ کے بعد کرتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی (پی پی 61)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من نبینا بعدہ امابعد

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موجودہ بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کے لیے موقع دیا ہے۔ موجودہ بجٹ باوجود بعض خامیوں کے موجودہ حالات میں انتہائی مناسب اور متوازن بجٹ ہے۔ میں ان حالات میں جن سے ہم اور ہمارا ملک گزر رہا ہے' ان حالات میں حکومت کو وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ خصوصاً پنجاب حکومت اور مرکزی حکومت نے جو ظالمانہ نظام ضلع ٹیکس اور محصول چونگی کا چل رہا تھا اس کو ختم کر دیا یہ انتہائی جرأت مندانہ اقدام ہے۔ اس پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے وہ کم ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے اس جرأت مندانہ اقدام پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے وزیر خزانہ اور حکومت کی اس طرف توجہ مبذول کرواؤں گا۔ اس سے صرف تاجر حضرات ہی فائدہ نہ اٹھائیں اگر ان کا ٹیکس اور محصول معاف ہو گیا ہے تو اس کا فائدہ عوام تک بھی پہنچنا چاہیے۔ اس کا بھی انتظام کرنا چاہیے کہ اگر ان کا ٹیکس ختم ہوا ہے اور اشیاء پر بوجھ نہیں پڑا تو اس کا فائدہ عوام کو ملے اور وہ اشیاء کو سستا کریں۔

جناب چیئرمین! تعلیم جو ہمارا سب سے اہم شعبہ ہے اور اس کے لیے بڑی خطیر رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اس سلسلے میں وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم کی توجہ مبذول کرواؤں گا کہ موجودہ حکومت نے بڑا مستحسن اقدام کیا ہے کہ مڈل تک قرآن کریم کی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے اور عربی زبان کی تعلیم کو بھی میٹرک تک لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اس پر جہاں ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں وہاں پر اس طرف بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے لیے مستقل اساتذہ کا ابھی تک کوئی انتظام نہیں۔ اس مفید سکیم کو روبہ عمل لانے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم

کے لیے بھی اساتذہ مقرر کیے جائیں جس طرح باقی مضامین کے لیے اساتذہ مقرر ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کی تعلیم کے لیے اساتذہ کا انتظام ہونا چاہیے۔ اس انتظام کے نہ ہونے کی وجہ سے اس پر پورے طور پر عمل نہیں ہو رہا۔ اسی طرح عربی کی تعلیم جو لازمی رکھی گئی ہے اس کے لیے باقاعدہ اساتذہ کا صحیح انتظام نہیں ہے۔ اس کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اس مفید عمل کے ثمرات نہیں نکل رہے۔ میں وزیر تعلیم اور وزیر خزانہ دونوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس کا بھی فوری انتظام کیا جائے۔

اس کے بعد میں بجٹ میں اپنے ضلع اور خاص طور پر اپنے حلقے کے متعلق عرض کروں گا۔ بجٹ کی تقسیم مساویانہ طور پر نہیں کی گئی۔ یہ اگرچہ میں تلخ بات کر رہا ہوں لیکن جن علاقوں کے وزرائے کرام ہیں انھوں نے اپنے علاقوں میں بھرپور فنڈز لے کر اپنے علاقے کی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ ایک طرف تو وہ وزیر کے منصب پر ہیں اور دوسری طرف وہ یہ سارا فائدہ بھی اٹھا رہے ہیں۔ چند ایک اضلاع جیسے لاہور، ملتان، گوجرانوالہ، ساہیوال، راولپنڈی اضلاع کا بجٹ آپ دیکھیں کتنا ہے۔ باقی جو پس ماندہ اضلاع ہیں ان کو کتنا بجٹ دیا گیا ہے۔ ہمارے ضلع جھنگ کو جو سب سے زیادہ پس ماندہ علاقہ ہے، انتہائی طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ تقسیم مساویانہ تقسیم نہیں۔ میں اگر اس کی تفصیلات میں جاؤں تو وقت لگے گا لیکن ضلع جھنگ میں سے بھی ہمارے چنیوٹ کو اور اس میں حلقہ پی پی 61 کو بری طرح سے نظر انداز کیا گیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ حلقے کے عوام کو کس جرم کی سزا دی جا رہی ہے۔ ایک کھرب نو ارب کے بجٹ میں سے پی پی 61 جو میرا حلقہ ہے اس کے لیے 60 ہزار روپے رکھے گئے ہیں اور یہ دو پرائمری سکولوں کی تعمیر کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ نہ محکمہ صحت، نہ محکمہ تعلیم، نہ محکمہ شاہرات۔ کسی کے لیے بھی ایک پیسہ اس بجٹ میں موجود نہیں۔ آخر یہ ناانصافی کیوں کی گئی ہے؟ ہم بھی اتنا حق رکھتے ہیں جتنا کہ دوسرے منتخب ممبران حق رکھتے ہیں۔ میں جس علاقے سے منتخب ہوا ہوں مجھے وہاں کے 26 ہزار ووٹروں نے ووٹ دیا ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ جو مسلم لیگ کا ٹکٹ یافتہ تھا اس کو شہر سے تین ہزار ووٹ ملے ہیں۔ لیکن ہمیں سکیمیں دے کر ہم سے سکیمیں لے کر ان کے ٹینڈر بھی ہو گئے اس کے باوجود وہ سکیمیں کینسل کر دی گئیں۔ اور اس شکست خوردہ کو وہ سکیمیں دی گئیں جس کو شہر سے تین ہزار ووٹ ملا تھا۔ اس ناانصافی سے عوام کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں اور کوئی اچھا تاثر نہیں ہوتا کہ جناب آپ اس طرح

کی تقسیم کریں کہ جو وہاں کا منتخب نمائندہ ہو اس سے سکیمیں لے کر ختم کر دی گئیں۔ لیکن شکست خوردہ کو 76 لاکھ کی سکیمیں دے دی گئیں۔ جناب چیئرمین! میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور اپنا یہ احتجاج ریکارڈ کرواتا ہوں۔ میں حکومت کا حلیف ہوں۔ میں نے ہمیشہ مسلم لیگ کو ترجیح دی پیپلز پارٹی سے ہمارا نظریاتی اختلاف ہے۔ ہر موقع پر ہم نے مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ مسلم لیگ کے ہر اچھے اقدام کی اعلانیہ تعریف کی ہے۔ ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے کہ میں اس پر کیا کہوں' سوتیلی ماں بھی اتنا برا سلوک نہ کرتی ہوگی جتنا برا سلوک ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ 1 کھرب 9 ارب کے بجٹ میں سے ہمارے حلقے کو 60 ہزار روپیہ ملا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی رقم نہیں ملی۔ میں نے سارے بجٹ کی study کی ہے۔ باقی حلقوں کو اگر اتنی رقمیں دی جا رہی ہیں تو چنیوٹ کے عوام کا کیا قصور ہے؟ اس کے بعد میں وزیر خزانہ جو پہلے وزیر تعلیم بھی رہے ہیں کی خدمت میں گزارش ہے کہ انھوں نے یہاں ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ ہمارا ڈگری گرلز کالج گورنمنٹ ہائی سکول کے ہاسٹل پر چل رہا ہے۔ اس کی عمارت بوسیدہ ہے' اس کا پلستر گر رہا ہے۔ اگلے روز وہاں سے شیڈ کا ٹکڑا گرا ہے۔ وہاں بچوں کی جانوں کو خطرہ ہے۔ اس کے لیے 30 کنال زمین محکمہ اوقاف سے لے کر محکمہ تعلیم کو منتقل کر دی گئی۔ ایک سال کا کرایہ بھی جمع کروا دیا گیا۔ اس کالج کا نقشہ بھی تیار ہو گیا۔ موجودہ وزیر خزانہ اس وقت وزیر تعلیم تھے۔ انھوں نے ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ اگر محکمہ تعلیم کو 30 کنال زمین منتقل ہو گئی تو ہم اسی سال اس کے لیے کچھ رقم رکھیں گے۔ میں نے اس کی باقاعدہ آ کر دستاویزات دیں کہ محکمہ تعلیم نے 30 کنال زمین اپنے قبضے میں لے لی ہے۔ اور اس کا کرایہ ادا کر دیا گیا ہے۔ لیکن لڑکیوں کے اس ڈگری کالج کے لیے ایک پیسہ تک نہیں رکھا گیا۔ اس کے علاوہ ہمارے بوائز ڈگری کالج میں کئی مضامین کی سیٹیں کم تھیں۔ لیکن چار سیٹوں میں سے تین لاہور منتقل کر دی گئیں اور ایک سیٹ فیصل آباد منتقل کر دی گئی۔

میں معزز ہاؤس کو اور اپنے ذمے دار وزراء کو بارہا توجہ دلا چکا ہوں کہ چنیوٹ کی ایک خاص اہمیت ہے۔ قادیانیوں کا مرکز جس کا نام ربوہ تھا۔ ہماری موجودہ حکومت کا یہ تاریخی کارنامہ ہے اور پنجاب اسمبلی کا یہ تاریخی کارنامہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ انھوں نے قرآن کریم کے لفظ کا تحفظ کرتے ہوئے ربوہ نام بدل چناب نگر رکھ دیا۔ اس پر جتنا بھی خراج تحسین پیش کیا جائے

کم ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ قادیانیوں کا مرکز ہے۔ وہاں تعلیم کے ادارے اعلیٰ پیمانے پر کام کرتے ہیں۔ صحت کے اداروں میں ہر قسم کا اعلیٰ انتظام ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں نہ وہ تعلیمی اداروں کا انتظام ہے۔ نہ صحت کے اداروں کا ویسا انتظام ہے۔ ہمارے غریب لوگ مجبور ہو کر چناب نگر قادیانیوں کے اداروں کی طرف رخ کرتے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں بھی اور صحت کے اداروں میں بھی۔ان کا اچھا ہسپتال ہے' جہاں ہر قسم کی سہولت ہے بہترین سے بہترین ڈاکٹر' بہترین مشینیں ہیں اور علاج مفت کیا جاتا ہے۔ وہاں پر جو بیمار معذور مجبور ہو کر جاتے ہیں ان کے جسمانی امراض تو درست ہو جاتے ہیں لیکن وہ وہاں سے روحانی مریض بن کر آتے ہیں۔ ان کو باقاعدہ تبلیغ کی جاتی ہے۔ ڈش انٹینا کے ذریعے سے مرزا طاہر کے خطبات سنائے جاتے ہیں۔ میں بارہا توجہ دلا چکا ہوں پورے پاکستان میں جو حیثیت چنیوٹ کی اس اعتبار سے ہے وہ کسی اور شہر کی نہیں ہے۔ اس لیے چنیوٹ شہر کے ہسپتال اور اس کے تعلیمی ادارے' حکومت کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان کی تمام ضروریات کو اس طرح پورا کرے' ان کے لیول کو اتنا بلند کرے کہ محتاج اور کمزور لوگ چناب نگر قادیانیوں کی طرف جانے پر مجبور نہ ہوں۔ ہمارے بوائز کالج' گرلز کالج میں ہم بعض معلمین کی طرف توجہ دلا دلا کر تھک گئے ان میں معلمین نہیں ہیں بچے بچیاں ان معلمین کے لیے چناب نگر کے کالجوں میں جاتے ہیں۔ ہمیں وہ دی ہوئی سیٹیں ہم سے لے کر لاہور اور فیصل آباد بھیج دی گئیں۔ اور اسی طرح ہسپتال ہے۔ فضل الٰہی ہسپتال شیخوں نے بنایا تھا' وہ محکمہ صحت کو منتقل کیا گیا۔ اس کی بڑی عظیم عمارت ہے۔ اس کے ساتھ زمین کا بڑا رقبہ ہے۔ لیکن اس کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ وہاں رہائش کے کوارٹر نہیں ہیں۔ڈاکٹر اگر آتے ہیں تو ان کے پاس رہائش نہیں ہوتی۔ رہائش نہ ہو تو وہ کہاں رہیں۔ اس ہسپتال کے لیے ٹیڈی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ نہ تعمیرات کے لیے نہ عملے کے لیے۔ اس کا عملہ بہت کم ہے۔ کئی سال کی کوشش کے بعد وہاں سرجن آیا تو سرجن کے پاس اوزار نہیں۔ وزیر صحت کا کام ہے کہ اس طرف توجہ دے اور ان ضروریات کو پورا کرے۔ اس لیے کہ جو حیثیت اس اعتبار سے چنیوٹ کی ہے وہ کسی اور ضلع کی نہیں۔ میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ نہ محکمہ تعلیم میں کوئی پیسہ رکھا گیا۔ 8 نئے سکول جھنگ کو دیے گئے ہیں لیکن چنیوٹ کو ایک بھی سکول نہیں دیا گیا۔ upgradation میں کہ جتنے سکولوں کی upgradation ہے وہ جھنگ تحصیل میں ہے چنیوٹ میں ایک بھی سکول کو upgradation نہیں دی گئی۔ 6 لاکھ نفوس کی آبادی کا شہر ہے۔ اس میں

لڑکیوں کے دو ہائی سکول ہیں۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ لڑکیوں کے ایک مڈل سکول کو upgrade کرکے ہائی سکول کا درجہ دے دیا جاتا۔ ہمارے ہاں بچیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ہم مجبور ہیں۔ لیکن ہمارے کسی سکول کو upgrade نہیں کیا گیا۔ اسی طرح ہماری دیگر ضروریات ہیں۔ سیوریج کے لیے' نکاسیٔ آب کے لیے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں جھنگ کے لیے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں۔ لیکن چنیوٹ کے لیے ایک میڈی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ جناب والا! اگر غور فرمائیں اور چنیوٹ کے بجٹ کو دیکھیں تو ایک کھرب 9 ارب روپے میں سے سوائے 60 ہزار روپے کے کوئی روپیہ نہیں رکھا گیا۔ یہ سراسر زیادتی اور ظلم علاقے کے لوگوں کے ساتھ ہے۔ آخر اس کا اللہ کے ہاں بھی جواب دینا ہوگا۔ اس کا کیا جواب ہے؟ اسی کے ساتھ ساتھ میں توجہ دلاؤں گا کہ چنیوٹ سے قدرت کا خزانہ نکلا ہے۔ میں دو منٹ میں ختم کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، حضرت شکریہ! یہ بات آپ نے کئی دفعہ کی اور سب نے سن لی بلکہ ریکارڈ پر بھی آ گئی ہے۔ اب آپ کا وقت ختم ہونے کو ہے۔ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کیجئے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ آپ نے اراکین کو کتنا کتنا وقت دیا ہے۔ مجھے تو دس منٹ بھی نہیں ہوئے۔ آدھا آدھا گھنٹہ تقریریں کیں۔ لیکن میں اپنے علاقے کا خاص مسئلہ بھی پیش نہ کروں۔ میں بہت کچھ کہہ سکتا تھا لیکن میں صرف توجہ دلا رہا ہوں اپنے علاقے کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہو رہی ہے۔ میں اس کی طرف توجہ دلاؤں تو یہ میری ذمہ داری ہے۔ میں ایک بات کہہ کر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، مولانا محمد غیاث الدین صاحب! ذرا ان کو سمجھائیں دوسرے حضرات کو دس منٹ دیے گئے ان مولانا صاحب کو پندرہ منٹ دیے گئے۔ لیکن قوت سماعت بھی کمزور ہے وہ میری بات سمجھتے نہیں۔ ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ہمارے چنیوٹ سے 7 کروڑ ٹن لوہا نکلا ہے' یہ قدرت کا خزانہ ہے اس پر خدا کا جتنا بھی شکر کیا جائے' کم ہے۔ لیکن میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ جو خدائی خزانہ نکلا ہے اس کی طرف پوری توجہ نہیں دی جا رہی۔ اس کی طرف پوری توجہ دی جائے کیوں کہ اس خزانے سے ہمارا ملک مالا مال ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین، وزیر صنعت لودھی صاحب متوجہ ہوں۔ وہاں اتنا بڑا خزانہ نکلا ہے۔ لیکن آپ سنتے ہی

نہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب چیئرمین! آپ بار بار فرما رہے ہیں۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اور اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے چنیوٹ کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کی طرف خصوصی توجہ دلاؤں گا۔ صحت اور تعلیم کے اداروں کو آپ حکم دیں کہ وہ اس کی طرف خصوصی توجہ کریں اور ہمارے ساتھ ناروا سلوک ختم کیا جائے۔ میں اس پر شدید احتجاج ریکارڈ کرا رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، ہاؤس کل بروز اتوار ٹھیک 9 بجے صبح تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

اتوار' 20۔ جون 1999ء

(یوم الاحد' 5۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ
قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ
نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

سورۃ المنافقون 9 تا 11

مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں ۝ اور جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس (وقت) سے پیشتر خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے تو (اس وقت) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا اور نیک لوگوں میں داخل ہو جاتا ۝ اور جب کسی کی موت آ جاتی ہے تو اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

وما علینا الا البلاغ ۝

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ کل ملک ذوالقرنین صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 54 تھی۔ اس میں اب منسٹر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور محرک بھی تشریف نہیں رکھتے۔ لہذا اس کو ہم کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 56 ملک نعیم الدین خالد صاحب کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں لائے۔ وہ اپنے والد کی فوتیدگی کی وجہ سے آج نہیں آئے۔ اس کو بھی کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 57 حاجی عبدالرزاق اور مہر محمد انور حیات خان لک صاحب کی طرف سے ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت" میں ارکان اسمبلی کے بارے میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 13-6-1999 کے سنڈے میگزین کے صفحہ نمبر 21 پر میکسم کی طرف سے بنائے گئے کارٹون میں ایم۔پی۔اے کے معنی بتائے گئے ہیں جس کے مطابق ایم۔پی۔اے کا مطلب مادر پدر آزاد بتایا گیا ہے۔ اس طرح اس سنڈے میگزین میں معزز اراکین اسمبلی کی تذلیل کی گئی ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا تجویز ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! آپ short statement دینا پسند فرمائیں گے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب میری تحریک استحقاق واضح ہے اس سے کیا ہمارے معزز اراکین کی تذلیل نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے صوبہ پنجاب کی تذلیل ہے جنھوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے۔ ان کا یہ کہنا کہ مادر پدر آزاد ہیں۔ جناب مادر پدر آزاد کس کو کہتے ہیں؟ اس سے بڑی گالی میں اور کوئی نہیں سمجھتا۔ کسی شریف آدمی کے لیے یہ بڑی گالی ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کل اس پر بات ہوئی تھی۔ وزیر قانون صاحب! کل اس پر جو بات ہوئی

تھی، کیا اس پر کوئی پیش رفت ہوئی ہے؟ میرے خیال میں بہتر ہے کہ پہلے اس کا انتظار کر لیا جائے تاکہ کوئی فیصلہ کن بات ہو سکے۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے کل حکم دیا تھا کہ اس سلسلے میں متعلقہ حضرات سے رابطہ کیا جائے۔ تو میں نے ڈی۔ جی۔ پی آر کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ ان کی اس میگزین کے انچارج سے بات ہوئی تھی انھوں نے یہ کہا تھا کہ چونکہ یہ weekly magazine ہے تو آج کا پرچہ چھپ چکا تھا ان کا کہنا یہ تھا کہ پندرہ دن پہلے پرنٹنگ ہو جاتی ہے اور وہ کہہ رہے تھے کہ جو اگلے اتوار کو میگزین آئے گا اس کی بھی کتابت ہو چکی ہے اور وہ پرنٹ بھی ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے بعد جو تیسرا شمارہ آئے گا اس میں اس کی وضاحت بھی کر دی جائے گی اور معذرت بھی کر لی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ وہ اس کی وضاحت سنڈے میگزین میں ہی کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، اگر آپ چاہتے ہیں تو ذیلی میں کروا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیے۔ یہ تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ ان کا روزنامہ "نوائے وقت" بھی ہے۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! انھوں نے اس نظریے کے مطابق کہا تھا کہ چونکہ جس پرچے میں یہ بات آئی ہے تو اسی میں اس کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر اس میں ضروری نہیں ہے تو پھر ذیلی میں کروا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اگر یہ کل کے اخبار میں دے دیں تو مناسب ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اس کو اس وقت تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اگر وہ اس پر اپنی کوئی بات کرتے ہیں تو اس کو سن لیتے ہیں۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ خالی وضاحت کرنا جو ہے یہ استحقاق کو پورا نہیں کرتا۔ ان کو استحقاق کمیٹی کے سامنے آ کر لکھ کر دینا چاہیے اور ان کو معذرت کرنی چاہیے پھر جا کر ہم اس بات پر غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! وضاحت تو میں کہہ رہا ہوں۔ دیکھیں کہ وہ کیا کہتے ہیں ہو

سکتا ہے کہ وہ معذرت کرتے ہیں یا ہو سکتا ہے وہ نہیں کرتے ۔ اس کو کل تک دیکھ لیں ۔ اس کو کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اگر وہ بات آپ کے معیار کے مطابق آ جائے تو ٹھیک ہے ۔ اس کو فی الحال pending کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد جیسا آپ کہیں گے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک آدمی کو گالی دے کر پھر معذرت کر لینا کیا متبادل ہو سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب' آپ ماشاء اللہ بڑے سمجھ دار ہیں ۔ یہ نیوز پیپر کی بات چلتی ہے ۔ آپ کوئی ایسا قانون بنا دیں ' آپ نیشنل اسمبلی سے کہیں کہ وہ کوئی ایسا قانون بنا دے کہ اگر ایسی بات ہو تو ان کو گولی مار دی جائے ' ان کو پھانسی لگا دی جائے' ان کو قید کر دیا جائے وہ جو بھی سزا تجویز کریں گے ہم اس پر عمل کیا کریں گے ورنہ تو تنقید برداشت کرنے کے لیے آپ کے حوصلے اتنے بڑے ہونے چاہییں' foreign countries میں آپ دیکھیں کہ وہاں پریس کیا کیا بات کرتا ہے اس قسم کی بات ابھرتی ہے تو اس کو face کرنے کے لیے آپ نے اگر قانون نہیں بنایا تو پھر اخلاقیات کے مطابق چلنا پڑتا ہے۔ کل پتہ چل جائے گا کہ وہ کیا کرتے ہیں' وہ کیا کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ اس کو لفظ گالی تو تصور نہ کریں ' یہ تو تنقید ہے جو انھوں نے کی ہے۔ اگر وہ غلط انداز سے کی جس سے معزز اراکین کی دل آزاری ہوئی ہے اور اگر وہ اس کی وضاحت نہیں کرتے اور وہ آپ کے معیار کے مطابق بات نہیں کرتے تو پھر ہم اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے وہاں جو فیصلہ ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث

(----------جاری)

جناب قائم سپیکر، اب سالانہ میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث جاری رہے گی ۔ جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور وہ اپنے ناموں کی چٹیں نہیں بھجوا سکے وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں آج میرے پاس 21 اراکین کی لسٹ ہے۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہے کہ حکومت نے بجٹ کی کتاب میں غلط اعداد و شمار دیے ہیں۔ تو میں آپ سے استدعا

کروں گا کہ اسے ٹیک اپ کیا جائے، کیونکہ حکومت کے جو ریموٹ کنٹرول وزراء کرام ہیں وہ روزانہ ہی ایک نیا بیان جاری کر دیتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر نے پچھلے سال کے اعداد و شمار پڑھ دیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے وہ کب جمع کروائی ہے۔؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب، یہ کل جمع کروائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میرے پاس آئی نہیں ۔ اسے میرے پاس تو آنے دیجیے ۔ مجھے آج اس کو examine کر لینے دیجیے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس میں دراصل بات یہ تھی کہ روزانہ کوئی نہ کوئی بیان آ جاتا ہے ۔ آنریبل منسٹر صاحبان کو یہ نہیں پتا کہ پچھلے سال اور رواں مالی سال میں کیا فرق ہے؟ پچھلا بجٹ 98-1997ء کا ہے میں نے تقابلی جائزہ رواں مالی سال 99-1998ء اور 2000-1999ء کا پیش کیا ہے۔ میرے محترم بھائی ارشد خان لودھی صاحب جو میرے بڑے بھائی ہیں انھوں نے بھی آج بیان جاری کیا ہے لیکن پارلیمنٹ میں تو oppose کرنا ان کا اپنا version ہے اور میرا اپنا version ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ۔ ان کے مطابق آپ بھی بیان دیا کریں۔

ملک ذوالقرنین ڈوگر، جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق آج کے لیے pending ہوئی تھی ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ میں نے آج آواز دی تھی ' آپ تشریف نہیں لائے تھے وہ کل تک کے لیے pending کر دی گئی ہے۔ کیونکہ اب تو ہم آگے چلے گئے۔ کل آپ ذرا وقت پر تشریف لے آیے۔ میں نے تو آتے ہی وہ بات کی تھی مگر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ جناب امجد حمید دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی(پی پی-211)، جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ اس سال کا بجٹ جناب وزیر مالیات نے جس کاوش ' محنت سے تیار کیا ہے وہ اس کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں ۔ انھوں نے نہ صرف اسے پیش کیا ہے بلکہ جس تیزی سے پیش کیا ہے، جس رفتار سے پیش کیا ہے اور جس آسانی سے پیش کیا ہے وہ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے کسی صحت مند خاتون نے بچہ deliver کیا ہے۔ (قہقہہ) بڑی آسانی سے تقریر deliver

کی اور بڑی رفتار سے۔ نہ کہیں comma' نہ کہیں full stop ۔ اور پکڑنے کی کوشش کی پکڑے ہی نہیں گئے اور پتا یہ لگا کہ تقریر ختم ہو گئی۔

جناب والا! اس بجٹ میں سب سے خصوصی بات یہ ہے کہ معاشی حالات خراب ہونے کے باوجود' اقتصادی حالات خراب ہونے کے باوجود ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے۔ یہ بہت بڑی بات ہے اس کے لیے پنجاب کی حکومت ' پنجاب کے وزیر خزانہ اور اس بجٹ کے بنانے والے دیگر اصحاب قابل ستائش ہیں۔ میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب والا! تعلیم کے میدان میں بہت سے اقدامات کیے گئے ' بے شمار گھوسٹ ' فرضی سکول پکڑے گئے ان کو بند کیا گیا۔ پہلے طریقہ یہ تھا کہ ایک ہی سکول میں' پسندیدہ سکول میں سارے استاد مختلف بہانوں سے اکٹھے ہو جاتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں چار استادوں کی ضرورت تھی وہاں 10/12 استادوں کی لائن لگ گئی۔ جبکہ دیہات میں جہاں چار یا پانچ اساتذہ یا استانیوں کی ضرورت ہے وہاں ایک یا دو ٹیچر ملتے ہیں۔ موجودہ حکومت نے سختی کر کے اس کی درستی کی اور بجٹ میں وعدہ کیا گیا کہ خصوصاً تعلیم کے میدان میں کسی قسم کا نقصان برداشت نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! یہ کوشش کی گئی ہے کہ بڑے اداروں کو خود مختار بنایا جائے۔ اس سلسلے میں بڑے ٹھوس اقدامات کیے گئے ہیں۔ وزیر خزانہ کی زبان سے ایک بڑا اعلان یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے اس ملک میں خواتین کے لیے الگ یونیورسٹی قائم کی ہے۔ اور اس یونیورسٹی کے لیے سابقہ قصر صدارت کی خوب صورت عمارت کا انتخاب کیا ہے۔ میں انھیں اس کے لیے بھی مبارک باد دیتا ہوں۔ نہ صرف یہ کہ انھوں نے خواتین یونیورسٹی کا آغاز کیا ہے بلکہ خوب صورت لوگوں کے لیے خوب صورت جگہ کا انتخاب بھی کیا ہے۔

جناب والا! جہاں تک بے روزگاری کا تعلق ہے تو اس کے لیے موجودہ حکومت نے بڑے ٹھوس اقدامات کیے ہیں۔ روزگار کے لیے قرضوں کی فراہمی کے سلسلے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو جلد از جلد قرضے فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنا کوئی روزگار چلا سکیں۔ اسی طرح بےروزگار لوگوں کے لیے سافٹ ویئر کمپنی سے معاہدہ کیا گیا ہے تاکہ ہمارے علاقے کے لوگ کمپیوٹر اور سافٹ ویئر کی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکیں۔

جناب والا! علاوہ ازیں ہماری حکومت نے ایک بہت بڑا اور تاریخی قدم یہ اٹھایا ہے کہ محکمہ مال کے ریکارڈ کو computerize کر دیا جائے۔ ہر ادارہ اپنا حساب خود رکھتا ہے' ان کے اپنے

اکاؤنٹنٹ ہوتے ہیں' ان کے اپنے منشی ہوتے ہیں۔ لیکن زمیندار کا حساب رکھنے والے صرف پٹواری ہیں۔ اس کی فہم و فراست ' نیک نیتی یا بدنیتی پر ساری جائیداد کا انحصار تھا۔ computerize ہونے کے بعد یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔ میں اس کے لیے بھی حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں۔

جناب سپیکر! بجٹ کے حوالے سے یہاں کچھ تلخ باتیں بھی کہنی پڑتی ہیں کہ ہمارے سیاست دان' ہمارے اپنے بھائی سرکاری زمین کے حصول کے لیے' لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لیے پٹواریوں کو اپنے ہاں بلوا کر ریکارڈ میں رد و بدل کرواتے ہیں۔ ہمارے ضلع میں ایک موضع شادی خان منڈا ہے۔ جس کی کل زمین 27 ہزار ایکڑ ہے۔ اور آپ حیران ہوں گے کہ محکمہ مال کے کاغذات میں زمین کا اندراج 39 ہزار ایکڑ ہے۔ 12 ہزار ایکڑ زمین بڑھا دی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرضی انتقالات درج ہوئے' پٹواریوں کی چاندی ہو گئی اور سیاست دانوں کی آپس میں رسہ کشی شروع ہو گئی۔ انھوں نے اپنے ڈیروں پر ریکارڈ میں رد و بدل کروانا شروع کیا۔ جب ایک آفیسر نے اس بارے میں نائب تحصیل داروں کو بلوا کر سرزنش کی' تنبیہہ کی کہ اس رد و بدل کرنے والوں کو نہیں چھوڑا جائے گا تو نتیجتاً اس آفیسر کو وہاں سے فارغ کر دیا گیا۔

جناب والا! تعلیم کے میدان میں بھی ہماری حکومت نمایاں تبدیلی لائی ہے۔ میں وزیر تعلیم کی خوشامد نہیں کر رہا بلکہ حقائق پیش کر رہا ہوں۔ آج سے پچاس سال پہلے' جب میرے والد مرحوم وزیر تعلیم تھے تو انھوں نے مظفر گڑھ میں انٹرمیڈیٹ کالج کے لیے' اڑھائی سو لڑکوں کے لیے ایک عمارت بنوائی تھی۔ اس کالج میں اب اڑھائی سو طالب علموں کی بجائے اڑھائی ہزار طالب علم ہو چکے ہیں۔ اب وہاں بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔ دھوپ میں تو طالب علم درختوں کے نیچے چلے جاتے ہیں مگر جب بارش ہوتی ہے تو وہ کہاں جائیں؟ لیکن یہ کتنی شرم ناک اور عبرت ناک بات ہے کہ پچاس سال گزرنے کے باوجود محکمہ تعلیم کو یہ تحریک کرنے کی توفیق نہیں ہوئی کہ جو کالج اڑھائی سو طالب علموں کے لیے بنا تھا اب اس کے لیے مزید کمروں کی ضرورت ہے' مزید اساتذہ کی ضرورت ہے۔ جناب والا! میری تحریک پر وزیر تعلیم ' وزیر ترقیات اور سابقہ وزیر خزانہ نے مہربانی کرتے ہوئے اس سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اسے رکھا ہے۔ ہمیں اتنی مدت کے بعد' نصف صدی گزرنے کے بعد کالج میں دس مزید کلاس رومز اور ایک آڈیٹوریم ہال کے لیے ترقیاتی سکیم دی گئی ہے۔ اس پر میں ان تینوں کا بہت شکر گزار ہوں۔ اس طرح ہمارے علاقے میں خواتین کا کالج جو کافی

مدت پہلے بنا تھا وہاں بھی یہی حالت تھی۔ خواتین کالج کے لیے بھی انھوں نے 10 کلاس رومز دیے ہیں۔ یہ سب باتیں قابل ستائش ہیں۔ یہ مسلم لیگ' ہماری حکومت کو شرف حاصل ہوا ہے کہ انھوں نے اس بات کا احساس کرتے ہوئے ہمیں اس بجٹ میں یہ سکیمیں دی ہیں۔

جناب سپیکر! ایک مدت سے ہمارے ہاں ایک بہت بڑا مسئلہ چلا آ رہا تھا۔ کراچی سے پشاور کو جو سڑک جاتی ہے وہ مظفر گڑھ سے گزر کر جاتی ہے۔ اور مظفر گڑھ شہر سے اتنی ٹریفک گزرتی تھی کہ ہر سال دو تین چار آدمی ٹریفک کی نذر ہو جاتے تھے۔ تو میں جناب وزیر اعلیٰ، محکمہ خزانہ اور محکمہ ہائی وے والوں کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے پہلی دفعہ ہمیں بائی پاس دیا ہے جس پر کروڑوں روپے خرچ ہوں گے۔ یہ بہت ضروری تھا کیونکہ جو بے گناہوں کی نعشیں اٹھتی تھیں ان سے ہمیں ہمیشہ کے لیے حفاظت مل گئی ہے۔ ایک اور بہت بڑا کام جو ہمارے ضلع میں ہوا ہے وہ یہ ہے کہ میرے حلقہ میں ایک جگہ محمد والا ہے جہاں پر لیہ سے' کوٹ ادو سے 'ڈیرہ اسماعیل خان سے 'میانوالی سے' جھنگ سے سڑکیں آ کر ملتی ہیں انھیں مظفر گڑھ آنا پڑتا ہے لیکن اب یہ ہوا ہے کہ محمد والا سے سیدھے ملتان جا سکیں گے۔ اس کی تعمیر کے لیے سکیم منظور کر لی گئی ہے اس لیے میں ان کا شکر گزار ہوں۔ ایک اور بات جو محکمہ صحت کے لیے قابل توجہ ہے کہ ہمارے صحت کے نظام میں کئی جگہوں پر ایسا ہوا ہے اور یہ بڑا اچھا تجربہ ہے کہ اداروں کو خود مختار بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور اس کے بڑے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ لیکن کئی جگہوں پر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! دس منٹ سے اوپر ٹائم ہو گیا ہے اس لیے آپ wind up کر لیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، اج تاں بندہ ای کوئی نہیں بولنے والا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! یہ سب دوست بولنے والے ہیں۔ آپ کے علاوہ بھی لوگ بولتے ہیں۔ آپ زیادہ وقت لے رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں اپنی بات کو اس طرح ختم کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر با تدبیر جو یہاں لاہور میں چھپ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ میاں ان کو توفیق دے کہ یہ ضلعوں میں جائیں تاکہ ضلع کے لوگوں کے مسائل کا ان کو پتا ہو۔ یہ تو اپنے معاونین اور نیچے والے افسروں پر انحصار کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو غلط رپورٹیں ملتی ہیں۔ میں اس کی

مثال محکمہ انہار سے متعلقہ ایک واقعہ سے دوں گا کہ ہرن پور کے نزدیک ایک مقام کھجی والا ہے۔ ہرن پور وہ تاریخی مقام ہے جہاں ہیر بیاہی گئی تھی اور وہ پھر وہیں سے واپس چلی گئی تھی۔ غالباً اس وجہ سے چلی گئی تھی کہ یہاں نہری نظام ناقص تھا۔ یہاں سڑکوں کا نظام ناقص تھا۔ ایس ڈی او سے لے کر سیکرٹری تک سب کو یہ رپورٹ تھی کہ کھجی والا کے مقام پر اگر رنگ پور کینال کو پیچھے ہٹایا جائے تو تب یہ کینال بچ سکتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ سردار صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں ایک دو منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔

راجہ محمد خالد خان،جناب والا! ٹی وی کوریج تو ہونے دیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ایک طرف sand dunes ہیں ایک طرف دریا ہے between the devil and the deep sea اور یہ شرف ہمارے وزیر آب پاشی کو حاصل ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، تقریباً 20 منٹ ہو گئے ہیں۔ اگر سارا ہاؤس کہتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں میں تو ان کو بولنے کے لیے سارا دن دیتا ہوں لیکن پھر آپ نہیں کہیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی، ۔۔۔ کہ سیکرٹری تک کسی نے احساس نہیں کیا کہ اس نہر کو وہاں سے ہٹانا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ موقع پر نہیں گئے لیکن انھوں نے مہربانی کی اور اپنے دو چیف انجینئر بھیجے اور خود بھی موقع پر جا کر دیکھا کہ اس نہر کے ہٹانے کی ضرورت نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! بہت شکریہ۔ اب بہت تعریف ہو چکی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی،جناب والا! میں باقی وزراء سے بھی کہوں گا کہ جب وہ ضلعوں میں جائیں تو اپنی غریب رعایا کو اور اپنے غریب ایم پی ایز کو ایک ہفتہ پہلے اطلاع دیں کہ ہم آ رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! شکریہ۔ جناب آصف صدیق ڈھلوں صاحب۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ آرڈر پلیز۔ جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب۔۔۔ نہیں ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، میرے لیے کیا حکم ہے؟ کیا میں اپنی بات جاری رکھوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ تشریف رکھیں۔حاجی غلام صابر انصاری صاحب!

حاجی غلام صابر انصاری (پی پی-145)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ 1999-2000ء کا اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں عوام کی بہتری کے لیے منصوبے رکھے گئے ہیں اس لیے میں وزیراعلیٰ صاحب کو جتنی بھی مبارک باد دوں اتنی ہی کم ہے۔ جناب والا! وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا کہ ہم نے اس دفعہ جو بجٹ دیا ہے یہ عوامی نمائندوں کے مشورے سے دیا گیا ہے۔ مجھے بھی کئی دفعہ بلایا گیا کہ آپ اپنے حلقے میں دو سڑکیں دے دیں ہم اس بجٹ میں ڈلوا دیں گے۔ مجھے بلایا گیا کہ آپ واٹر سپلائی سکیم یا ڈرینج سکیم کے لیے پانچ دیہات دے دیں تو میں نے دے دیے۔ مجھے کہا گیا کہ دو مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کروالیں دو پرائمری سکولوں کو مڈل بنوالیں اور اسی طرح مجھ سے ہر محکمے کے منصوبے لیے گئے۔ لیکن میں نے پورے بجٹ میں دیکھا ہے کہ میرے حلقے کا ایک منصوبہ بھی نہیں آیا جس پر مجھے بڑا افسوس ہے۔ جناب والا! آپ بھی قصور سے ہیں میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دو سال سے لاہور قصور روڈ کو ڈبل کرنے کا کہہ رہے ہیں لیکن ہمیں ہر سال کہا جاتا ہے کہ آپ کا یہ منصوبہ اس سال بجٹ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس دفعہ مجھے کہا گیا کہ میں ارشد لودھی صاحب کو مل کر اپنے منصوبے دوں تو میں بھاگا بھاگا ان کے پاس گیا تو انھوں نے بڑے پیار سے دستخط کر کے بھیج دیا کہ میں آپ کے یہ منصوبے ڈلوا دوں گا' مگر افسوس کہ نہ تو وہ سڑک آئی اور نہ کوئی اور منصوبہ آیا۔ یہاں پر بجٹ میں رورل ڈویلپمنٹ کے لیے بڑے پروگرام رکھے گئے لیکن میرے حلقے کے لیے کوئی نہیں ہے۔ اب شہروں میں آ جائیں کہ شہروں کے لیے big city package رکھے گئے ہیں لیکن میرے شہر کے لیے وہ بھی نہیں رکھا گیا۔ اب جب میں نے اپنے حلقے میں جانا ہے تو میں اپنے عوام کو کیا کہوں گا؟ ساتھ والے حلقوں میں تو کروڑوں روپے کی سکیمیں دی ہوئی ہیں اور عوام کہتے ہیں کہ ملک رشید صاحب پہلی دفعہ آئے ہیں اور انھوں نے اپنے حلقے کے اتنے کام کروائے ہیں۔ لیکن آپ 1985ء سے آ رہے ہیں کیا حکومت آپ کی بات نہیں مانتی؟ تو میں وہاں پر جا کر کیا جواب دوں گا؟ اس پر مجھے بڑا افسوس ہے۔ جناب والا! کئی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب کو کہا کہ آپ قصور کا دورہ کریں۔ میرے ضلع کے جتنے بھی حلقے ہیں آپ ہر حلقے میں ایک ایک دو دو مرتبہ جا چکے ہیں خدا کے لیے قصور کے عوام کے پاس بھی آئیں۔ تو میاں صاحب نے کئی دفعہ وعدہ کیا کہ میں آؤں گا لیکن آج تک ہماری قسمت میں نہیں ہوا کہ میاں صاحب وہاں جائیں اور ڈویلپمنٹ کے لیے کچھ اعلان کر کے آئیں۔

جناب والا! گرین ٹریکٹر کی بڑی اچھی سکیم ہے۔ پچھلے سال پورے پنجاب میں پانچ ہزار

ٹریکٹر تقسیم کیے گئے۔ میری تجویز ہے کہ این اے یا پی پی وائز قرعہ اندازی ہونی چاہیے۔ اب چار حلقوں کی قرعہ اندازی ہو جاتی ہے لیکن ایک ہی حلقے کے سب کے سب قسمت والے لوگوں کو ٹریکٹر مل جاتے ہیں۔ تو دوسرے کونے پر کسی کو پتا نہیں چلتا کہ گورنمنٹ نے ٹریکٹر تقسیم کیے ہیں یا نہیں؟ اس لیے میری تجویز ہے کہ اگر حلقہ وائز دیے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا اور ایسے ہی ہم نے بے روزگاری ختم کرنے کے لیے قرضے مہیا کیے ہیں۔ ان کو بھی صحیح لوگوں تک پہنچنا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جو رشوت دے اس کو تو قرضہ مل جائے اور جو بے چارہ رشوت نہ دے سکے یا جو کہتا ہے کہ رشوت دینا حرام ہے وہ اس سہولت سے محروم رہ جائے۔ یہ بھی ہماری گورنمنٹ کا فرض بنتا ہے کہ جب ہم اچھے کام کر رہے ہیں تو رشوت کو بھی کم کیا جائے۔ جیسے کوئی غریب آدمی پولیس کے پاس جاتا ہے تو بغیر پیسے کے کام نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی صاحب! رشوت کو ختم کیوں نہ کیا جائے کم کیوں کیا جائے؟

حاجی غلام صابر انصاری، جناب والا! میں تو کہہ رہا ہوں کہ رشوت کو ختم کرنا چاہیے۔ لیکن اس کے لیے ہمیں کڑی نظر رکھنی چاہیے' ہمارے وزراء کو اس پر کڑی نظر رکھنی چاہیے اور اگر اس پر کڑی نظر نہیں رکھیں گے یہ سلسلہ تو بڑھتا جائے گا۔ میں نے تو پارٹی میٹنگ میں بھی کہا تھا مگر اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہم ماڈل ویلج بنانے کے لیے پروگرام دیتے ہیں کہ ہمارے ان دیہاتوں کو ماڈل ویلج بنا دیا جائے۔ اس کا تخمینہ بن کر آ جاتا ہے کہ اس میں تیس چالیس لاکھ روپے لگیں گے۔ حالانکہ گاؤں میں پہلے ہی آدھے سے زیادہ سولنگ ہوئی ہوتی ہے اور نالیاں بھی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے اخراجات کو اس میں سے نہیں نکالا جاتا۔ اب اس کی چیکنگ کس نے کرنی ہے؟ محکمے نے کرنی ہے کہ آیا اس پر جو پہلے سولنگ لگی ہوئی تھی اس کے پیسے دو بار تو نہیں لگ گئے؟ مگر ان باتوں پر تو کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ ایسے ہی جناب سپیکر! میرے حلقے میں کم آمدنی والے لوگوں کے لیے ہاؤسنگ سوسائٹی بنی۔ وہاں پر غریب لوگوں نے پہلے ہی پانچ مرلے یا آٹھ مرلے تک زمین خریدی ہوئی تھی۔ گورنمنٹ کا قانون ہے کہ اگر دس مرلے ہے تو اس کو اس کا 1/3 دیا جائے گا۔ اگر دس مرلے سے کم ہے تو اس کو کوئی پلاٹ نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ ہماری گورنمنٹ ان کو معاوضہ کیا دے رہی ہے -/102 روپے مرلہ۔ ان غریبوں نے بیس سال پہلے -/500 روپے فی مرلہ زمین خریدی ہے۔ اب ان کو کہا جا رہا ہے کہ -/102 روپے مرلہ لے لیں۔ اب جب کہ گورنمنٹ کے

پاس پلاٹ بھی پڑے ہوئے ہیں تو ہماری گورنمنٹ کیوں نہیں ان غریبوں کو تین تین مرلے کے پلاٹ دے دیتی۔ اگر پلاٹ نہیں دینا چاہتی تو یہ جو اس وقت کا -/102 روپے مرلہ دیتے ہیں' آج اگر ہماری گورنمنٹ وہ پلاٹ آکشن کرے گی تو ان کا پچیس تیس ہزار روپے مرلہ بکے گا۔ ان غریبوں کا کیا گناہ ہے کہ آپ کہتے ہیں ان کو -/102 روپے مرلہ ہی دیں گے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ محکمے کو کہیں کہ اگر وہ ان کو پلاٹ نہیں دینا چاہتے تو موجودہ قیمت دے دیں۔ اس کے بارے میں میں نے محکمے کو بارہا کہا مگر ان غریبوں کی کہیں بھی شنوائی نہیں ہوئی۔ ایسے ہی جناب جو ہمارے ملازم ہیں وہ تو ملازمت میں لگے ہوئے ہیں جو ہمارے ووٹرز اور سپورٹرز ہیں جنھوں نے ہمیں ووٹ دیے کہ جب مسلم لیگی اقتدار میں آئیں گے تو ہمیں بھی ملازمت ملے گی۔ لیکن ہم جب بھی اقتدار میں آتے ہیں تو ملازمتوں پر ban لگ جاتا ہے۔ اب وہ غریب لوگ بے چارے بے روزگار ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں نوکری ملنی چاہیے لیکن ان کو ہم نوکری نہیں دلوا سکتے۔ میری آپ سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ گورنمنٹ کو کہا جائے کہ جب ہماری گورنمنٹ ہوتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ ban ہے نوکریاں نہیں ہیں۔ جب نگران گورنمنٹ آتی ہے تو وہ لاکھوں نوکریاں تقسیم کر دیتی ہے۔ خدا کے لیے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے جو ہمارے پاس اسامیاں خالی ہیں وہاں پر بھرتی کی جائے تاکہ ملک سے اور صوبے سے بے روزگاری ختم ہو۔ جناب سپیکر! کیا کیا مسئلے آپ کو بتائیں جن سے ہمیں واسطہ پڑتا ہے۔ ڈویلپمنٹ کا تو میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے کہ ہمارے حلقے میں کوئی ڈویلپمنٹ پروگرام نہیں۔ اب بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی نوکریاں نہیں کہ ہم لوگوں کو کہیں کہ یہ نوکری ہے اور میرٹ پر ملے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ معزز اراکین کو آداب پارلیمنٹ بھی بتا دیں کہ جب کوئی معزز رکن تقریر کر رہے ہوں تو سامنے سے نہیں گزرتے۔

حاجی غلام صابر انصاری، جناب سپیکر! ایک تو مکانوں پر پراپرٹی ٹیکس لگتا ہے اور ایک ویلتھ ٹیکس لگتا ہے۔ اب ہمارے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ ایک ٹیکس ہم سے لے لیں' یا تو پراپرٹی ٹیکس لے لیں یا ویلتھ ٹیکس لے لیں۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنے افسران پر کنٹرول کریں۔ جب وہ سروے کرتے ہیں اتنا ٹیکس گورنمنٹ کو وصول نہیں ہوتا جتنا وہ اپنی جیبوں میں ڈال لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کا ٹیکس کم کر دیتا ہوں اور یہ ہر شہر میں ہے ہر

جگہ پر ہے۔ اس پر ہماری پنجاب گورنمنٹ کو چاہیے کہ کنٹرول کرے اور اس پراپرٹی ٹیکس کے طریق کار کو آسان بنایا جائے تاکہ ہر آدمی خوش ہو کر ٹیکس جمع کروائے۔ اتنا ٹیکس گورنمنٹ کے خزانے میں نہیں جاتا جتنا افسران کی جیبوں میں چلا جاتا ہے۔ ایسے ہی سوشل سیکورٹی کی طرف آپ آ جائیں۔ اتنی رقم محکمے کو وصول نہیں ہوتی جتنی افسران کی جیبوں میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح آپ لیبر ڈیپارٹمنٹ کی طرف آ جائیں وہاں بھی محکمے کے افسران کی جیبیں بھر جاتی ہیں' محکمے کو اس سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ محکمہ صحت کی طرف آ جائیں جس ہسپتال میں بھی آپ جائیں گے غریب لوگ مارے مارے پھر رہے ہوں گے ان کو وہاں پر کوئی دوائی دینے والا نہیں ہوتا۔ وہ لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں۔ اپنے ڈی ایچ او قصور یا قصور ہسپتال کو ہی لے لیں۔ وہاں پر دوائی بھی نہیں ملتی اور وہاں اگر بدقسمتی سے عورت کی ڈیڈ باڈی آ جائے تو وہاں پر پوسٹ مارٹم کرنے کے لیے کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہوتی۔ اس طرح لوگوں کو اتنی مصیبت اٹھانی پڑتی ہے کہ کسی اور شہر لاہور یا چونیاں سے لیڈی ڈاکٹر لاکر اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے۔ میری محکمہ صحت سے یہ گزارش ہے کہ ڈی ایچ کیو قصور میں لیڈی ڈاکٹرز مہیا کی جائیں۔ جناب والا! وہاں پر چار لیڈی ڈاکٹروں کی جگہ ہے لیکن اس وقت ایک بھی تعینات نہیں ہے۔ ایسے ہی آپ رورل سنٹروں میں چلے جائیں۔ وہاں پر اگر ڈاکٹر تعینات ہیں تو وہ موجود ہی نہیں ہوتے۔ وہاں پر اگر کوئی غریب آدمی دوائی لینے کے لیے جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہمارے پاس دوائی بھی ختم ہے۔ اب جب کہ ہم نے کروڑوں اربوں روپے اس بجٹ میں رکھا ہوتا ہے تو کیوں نہیں ہم ensure کرتے کہ دیہاتوں میں جو ہمارے رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں یا ہسپتال ہیں' وہاں پر دوائیاں ملیں گی۔ ایسے ہی جناب سپیکر! دیہاتوں میں ہمارے جتنے بھی سکول ہیں وہاں پر کوئی ٹیچر نہیں۔ جیسا کہ مجھے سے پہلے دستی صاحب نے کہا کہ شہروں کے سکولوں میں دس دس گیارہ گیارہ ٹیچرز لگے ہوئے ہیں کوئی' loan basis پر لگا ہوا ہے کوئی کیسے لگا ہوا ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں جو بےچارے بچے پڑھتے ہیں ان کے لیے کوئی ٹیچر نہیں۔ جو ہم کہتے ہیں کہ جناب ڈی ای او صاحب یا ڈائرکٹر صاحب' آپ اس ٹیچر کو وہاں پر بھیج دیں وہ کہتا ہے نہیں' sorry جی۔ وہ اپنی مرضی کرتا ہے۔ اپنی مرضی سے چاہے وہ لگا دے یا نہ لگائے۔ جب تک آپ عوامی نمائندوں کو ساتھ نہیں لگائیں گے نہ تو تعلیم کا معیار صحیح ہو سکتا ہے نہ ہی محکمہ صحت صحیح ہو سکتا ہے اور نہ ہی محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن صحیح ہو سکتا ہے۔ جب تک آپ اپنے عوامی نمائندوں کو شامل نہیں کریں گے کوئی بھی محکمہ صحیح کام نہیں کرے گا۔ میری جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے

گورنمنٹ سے یہ گزارش ہے کہ جب بجٹ اچھا بنایا ہے' اس میں سڑکوں کے لیے فنڈز رکھے گئے' سکولوں کے لیے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں اور مختلف محکموں کے لیے بھی فنڈز رکھے گئے ہیں تو ان کی تقسیم کیوں منصفانہ نہیں کی جاتی؟ تمام حلقوں میں ایک جیسی سہولت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ حاجی صاحب۔

حاجی غلام صابر انصاری، یہ نہ ہو کہ جو خاص خاص لوگ ہوں ان کے حلقے میں زیادہ رقم مختص کر دی جائے اور جو مجھ جیسے لوگ ہوں ان کے حلقے میں کم رقم مختص کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ حاجی صاحب! جناب تاج محمد خانزادہ۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA (PP-13): Thank you Mr Speaker for giving me an opportunity to speak on the budget. Sir, last year after nuclear explosion the whole world stopped all the assistance and imposed sanctions against us But the diplomacy of Pakistani Government proved to the world that we are justified in what we achieved and today we can say and hold our hands in pride before the world and before our God Now, I will come to the Punjab Budget

Sir, enough has been said about the budget and it is really a credit and the credit must go to the bureaucrats who all this year have been assisting the Government in its policies in producing a budget which today is being praised by everyone. I am sorry to say the Leader of the Opposition did not appreciate it and said that it is jugglery of figures. This is very easy to call anything a jugglery but a jugglery must be proved by facts and figures and not by merely false speeches on the stage. Sir, I would like to point out that the base of our prosperity is agriculture. We have miserably failed in becoming self sufficient in the agriculture field. Sir, I will give you an example. There are cloudy periods when unfortunately the wheat crop, the sugarcane crop, the rice crop and the

cotton crop have not come upto the expectation and that is the reason why today after 50 years of Pakistan's existence we are still importing hundreds of tons of wheat from America. I am glad that the present Government has realised that the base of economic success in the future lies in agriculture. Somebody talked about economic rate of supply of electricity and somebody talked about a flat rate It cannot be a flat rate but should be a concessional rate so that the zamindar of this Province be properly subsidized to produce almost four times the wheat that he is producing today.

MALIK MUMTAZ AHMAD BHACHAR: Point of order, Sir.

MR ACTING SPEAKER: Yes.

MALIK MUMTAZ AHMAD BHACHAR: Sir, the honourable Member may be asked to address the Chair not the Members.

MR ACTING SPEAKER: Yes, Khanzada Sahib

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Even the diesel which is to be supplied to the zamindar of this Province should also be subsidized just as you have taken a policy decision of giving subsidized food to deserving people on provision of stamps. Similar stamps should be provided to all the zamindar irrespective of their holdings, who are using diesel for agriculture purposes

Sir, my other suggestion is that without education no nation can prosper. We are still backward in education The Government of the Punjab has been very liberal with their members today by giving us about 80 to 90 lacs of rupees for development of our areas which normally used to be 50 lacs before. Sir, I would suggest that at least 20 percent of this should be used for education and it should be at the discretion of the MPA in his own constituency. Apart from that there has been what is called the matching grant. The matching grant

has been stopped but I have suggested to the Government that 15 percent matching grant should be given to the Member of that Constituency so that he may be able to improve the condition of shcools in his constituency. Sir, yesterday I was surprised to hear from one of my honourable members that in one constituency there is no matric school in the entire constituency, the name of the district I forgot now but is it not a pity that a population of 3 lac people should not even have a single matric school. We should bow our heads in shame that this is what you have done for the education.

Sir, we talk of 75 percent literacy rate in the next year. That is not possible. It can only be possible if the Government comes to the rescue of the member and they help them to do this. Every individual in this House irrespective of the fact that whether he belongs to the Opposition or whether he belongs to the Treasury Benches he wants the nation to be educated. Cadet colleges today are meant for the sons of Generals, for Bragdiers and for the big people. The government is spending almost 8, 000 to 10,000 rupees per person per month. Sir, what the Government is doing for the poor people today. Let the Punjab Government should take lead in this that the educational institutions should be built up in the rural areas and we should all collectively come together and take the Government to task if it fails to provide these facilities. Sir, let us forget personal matter, let us forget personal favour Today, the time has come when we should have to tighten our belt to build our nation. Sir, today it is not the war of weapon but it is the war of economic. It is the war of money. If you are able to save your economy, you can build your nation.

Sir, I would also come to the sugarcane crop. Look at what has happened to the production of sugarcane crop. Sir, I have also been an owner

of a sugar mill. It is generally said that sugar is produced in the field, not in the mill. Mill is only a processing agency. Sir, the recovery used to be 7 percent in the Frontier which means that 100 maunds of cane used to produce only 7 maunds of sugar. Today, after proper research, the Frontier's recovery is 9.5 to 11 percent. So you can imagine what difference it was made. Punjab which is proud of its own agriculture, the recovery of Punjab does not go beyond 8 percent. Look and imagine that if we can raise our recovery from 8 to 9 percent it will not make a difference of millions but it will make the difference of billions to the economy of this country and especially to Punjab. Sir, while feeling on this, I think that you are all aware of the fact that the cane-growers in Punjab had been let down. They are not being paid their money. Their money has been with held by the industrialists for years where they have been receiving their interest from the banks and they are not even giving their normal dues of the zamindar. The reason is that in the Frontier, you cannot put a cut even of one percent. In the Punjab, the cane growers have been put to a cut of 30 to 40 percent. The cane-growers are being exploited by the mill-owners. Come out today and come to the rescue of the zamindar who is producer of the food. You can live without luxury, you can live without airconditioner, you can live without car but you cannot live without food and Sir, Food, Food, Food, should be the slogan of this Assembly. Sir, we should not produce food not for Punjab itself but should produce enough food so that we do not have to beg America and we do not have to beg France.

Sir, aprat from this, we all appreciate that the Zila Council Checks have been abolished but there are complications there and it is said that the Federal Government will be subsidizing the Zila Council. Sir, that is not correct. If they

have to be subsidized, they should have to be subsidized by the Provincial Government. Today, if there are two governments as there has been in the past, the Provincial Government belongs to a different party, the central Government belongs to a different party, may I ask you, will a Federal Government against the Provincial government give 10 millions of rupees. It will not It will become a political bargaining. I will also say that the PPP has set up wrong precedents regarding development funds. Development funds should be given to all the members equally. It is not the money that you give to the individual. It is the money that you give to the people who are your brothers. You are developing them and not developing an individual. Please make sure that the fund spent in that constituency.

Sir, I do not wish to take very long time. I am an old man. I appeal to you that whatever I have said I have been saying from the core of my heart. But I appeal to you that whatever I have said I have been saying it from my experience of 40 years in this House. Sir, let us not hold our hands for everything that we say good. We are sensible enough. We know what is good and what is bad. If we differ we must express our opinion. By expresssing your opinion against somebody does not mean that you are against him. It is your right as a Muslaman to say exactly what you want. Sir, let us develop the spirit of independence, the spirit of Khuddari, the spirit of non-slavery. May God be with us, may the blessings of God Almighty and His Rasool (S A.W) be with us We are Ghulam of Hazrat Muhammad S A.W and being his Ghulam, Almighty Allah will always be with us whether we are against India or against America When God is with us everything is with us. May God be with us.Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر، ملک محمد عباس کھوکھر۔

ملک محمد عباس کھوکھر، (پی پی-159)، شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! بجٹ پر میرے دوستوں نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا ہے اور تفصیل سے بحث کی ہے۔ میں ایک دو باتیں اس سے ہٹ کر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! جب مسلم لیگ نے حکومت سنبھالی اس کے بعد پچھلے دو سالوں کے دوران یہ حکومت جن مشکلات سے گزری وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ جب میاں نواز شریف وزیر اعظم بنے تو ہمارے مخالفین کو اتنا بھاری مینڈیٹ برداشت نہ ہوا اور انہوں نے اس پر طعنہ زنی شروع کر دی کہ یہ ہیوی مینڈیٹ والے کیا کر رہے ہیں اور انہوں نے شروع میں ہی سازشوں کا جال بچھانا شروع کر دیا۔ میاں نواز شریف صاحب نے سب سے پہلے بھاری مینڈیٹ کا بہت اچھا استعمال کیا۔ میں اپوزیشن والوں سے یہ کہتا ہوں کہ اسمبلیاں بار بار توڑی جاتی تھیں۔ ہم منتخب ہو کر آتے تھے تو کبھی بھی اپنا عرصہ پورا کر کے واپس نہیں گئے۔ جب میاں صاحب نے اس بھاری مینڈیٹ کے صدقے یہ قانون پاس کیا کہ آئندہ کوئی اسمبلی نہیں توڑ سکے گا تو بیرونی طاقتوں کے اشاروں پر چلنے والے لوگوں کو جس وقت پتا چلا کہ یہ قانون پاس ہو گیا ہے۔ اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا تو انہوں نے ہر طرف سے سازشیں شروع کر دیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی اور اسمبلی بھی جانتی ہے کہ جب میاں صاحب وزیر اعظم بنے تو ان کے خلاف پہلی سازش یہی کی گئی کہ آپ نے یہ قانون کیوں پاس کیا لہذا اسمبلی توڑنے کے لیے مختلف حیلے بہانے شروع کیے گئے لیکن اس کے باوجود ہمارے لیڈر نے بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ عدالت کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے بڑی جواں مردی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اور جن لوگوں نے کیبنٹ کے ناموں کے بھی اعلان کر دیے تھے کہ ہم اسمبلی توڑ کر آئندہ فلاں کو وزیر اعظم بنائیں گے، فلاں فلاں وزیر ہوں گے۔ اللہ کے فضل سے ہمیں گھر بھیجنے والے خود گھر چلے گئے۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ کہتا ہوں کہ آج دیکھیں کہ بھاری مینڈیٹ کا کتنا فائدہ ہوا کہ اب کوئی آدمی اسمبلی توڑنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔ اللہ کے فضل سے یہ بھاری مینڈیٹ ہے۔ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے کہ قائد حزب اختلاف ہمیں طعنہ دیتے ہیں کہ یہ بھاری مینڈیٹ والے ہیں۔ یہ بھاری مینڈیٹ کا نتیجہ ہی ہے کہ آپ آرام سے اپنی اسمبلیوں کی مدت پوری کریں گے اور اللہ کے فضل سے جب

اسمبلیوں کی یہ مدت پوری ہو گی تو آپ دیکھیں گے کہ ملک کا نقشہ ہی بدل چکا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اس کے بعد یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان مشکل حالات کے بعد ہمارے لیڈر کو جو دوسری بڑی مشکل کا سامنا کرنا پڑا' وہ ایٹم بم کا دھماکا تھا۔ ایٹم بم کے دھماکے وقت کتنا پریشر ڈالا گیا۔ بیرونی طاقتوں نے کیا کیا نہ کیا لیکن ان تمام چیزوں کے باوجود اور تمام پریشر کے باوجود ایٹم بم کا دھماکا کیا۔ انہوں نے پہلے چوڑیاں بھیجیں' بعد میں کہا کہ تم نے ایٹم بم کا دھماکا کر کے برا کیا۔ اللہ کے فضل سے ان کے جواب میں بھی ہمارے لیڈر نے جو فیصلہ کیا وہ قوم کے مفاد میں تھا' وہ اسلام کے مفاد میں تھا اور اس فیصلے کی وجہ سے ہم دنیا میں ایٹمی طاقت بنے۔ اس ایٹمی دھماکے کے بعد پاکستان مسلمانوں میں پہلا ملک ہے جو ایٹمی طاقت بنا۔

جناب سپیکر! اس میں کسی کو کوئی شبہ نہیں کہ ایٹمی طاقت بننے کے بعد ہم پر کتنی قدغنیں لگائی گئیں' کتنی پابندیاں لگائی گئیں' اقتصادی پابندیاں لگائی گئیں' بیرونی امداد پر پابندیاں لگا دی گئیں۔ لیکن جو لوگ کہتے تھے کہ ایٹم بم کا دھماکا کیا جائے ہم پیٹ پر پتھر باندھ کر گزارا کر لیں گے لیکن اللہ کے فضل سے ایٹمی طاقت بھی بنے اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا وقت بھی نہیں آیا۔ پابندیاں لگنے کے بعد جب میاں صاحب امریکہ گئے تو اللہ کے فضل سے نہ صرف پابندیاں ختم کرائیں بلکہ ایف -16 کے پیسے لے کر آئے۔ سابقہ حکمران امریکہ میں دو دو ہفتے رہے تو ٹیلی فون پر بات تک نہ کر سکے۔ محترمہ امریکہ گئیں تو ایف -16 کے لیے منتیں کرتی رہیں اور انہوں نے پیسے واپس نہ دیے۔ اللہ کے فضل سے ہمارا لیڈر پابندیاں بھی ختم کرا کر آیا اور ایف -16 کے پیسے بھی واپس لے کر آیا۔ آج وہ پیسے ہم نے وصول کر لیے ہیں۔

جناب والا! میں اس کے بعد وقت کی کمی کی وجہ سے اب بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ اب میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں آج قائد حزب اختلاف اور تمام اپوزیشن والوں کو یہ کہتا ہوں کہ انگلی اٹھا کر کسی ایک محکمے کی طرف اشارہ کر کے بتائیں جس میں انقلابی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ سچی بات بڑی ظالم ہوتی ہے اور منہ سے نکل جاتی ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف نے پچھلی دفعہ میاں صاحب کی خدمات کا خود اعتراف کیا تھا۔ کل میرے بھائی سعید اکبر خان کے منہ سے بھی یہ بات نکل گئی تھی کہ جیسے آپ دوسرے اچھے کام کر رہے ہیں۔ ہمارا بھی ایک مسئلہ ہے' اس کو بھی اسی طرح حل کر دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی میرٹ پر حل ہو گا۔

جناب والا! زراعت جو کہ ہماری انڈسٹری کی بنیاد ہے' ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

75 فی صد لوگوں کا ذریعہ معاش زراعت ہے۔ زراعت کے بارے میں، میں گزارش کرتا ہوں کہ میاں نواز شریف نے چارج سنبھالنے کے تین چار ماہ کے بعد پہلا سیمنار بلایا، جس میں ہر چھوٹے بڑے زمین دار کو مدعو کیا گیا اور اس سیمنار میں اللہ کے فضل سے میاں صاحب نے وہ اعلانات کیے جو ہماری توقعات سے بڑھ کر تھے۔ جس میں اللہ کے فضل سے -/80 روپے من گندم کی قیمت بڑھائی گئی، گنے کی قیمت بڑھائی گئی، دھان کی قیمت بڑھائی گئی یعنی ہر چیز میں زمین دار کو initiative دیا گیا کہ آپ اچھی کاشت کریں گے تو آپ کو اچھی قیمت ملے گی۔ وہ زراعت جو نفع بخش بالکل نہیں رہی تھی۔ اس کو تھوڑا بہت پٹڑی پر چڑھایا اور یہ اعلانات کیے گئے اور قیمتیں بڑھائی گئیں۔ اس طرح اللہ کے فضل سے ترقی ہوئی اور یہ آج ان کے سامنے ہے کہ پچھلے سال گندم میں ہم خود کفیل ہوئے، اس سال گو پچھلے سال سے گندم کم ہوئی ہے کیونکہ بارانی علاقوں میں بارشیں نہیں ہوئیں لیکن ہمارے پاس اللہ کے فضل سے کمی نہیں ہے۔ ہمیں باہر سے منگوانے کی ضرورت اب بھی نہیں ہے۔ گندم میں اب بھی ہم خود کفیل ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا تھا کہ آپ نے سستی چینی باہر دی ہے اور یہاں لوگوں کو مہنگی دی ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذرا اپنے سابقہ ریکارڈ پر غور کریں کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب انھوں نے چالیس کروڑ روپے کی چینی انڈیا سے منگوائی تھی۔ آج یہ وقت ہے کہ ہم اربوں کی چینی باہر بھیج رہے ہیں۔

(سردار سعید انور، ایم پی اے کے موبائل فون کی گھنٹی بجی)

جناب قائم مقام سپیکر، سردار سعید صاحب! آپ موبائل فون کو باہر رکھ کر آیا کریں۔ کل بھی یہی بات ہوئی تھی۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں معزز اراکین سے گزارش کرتا ہوں کہ جب یہ موبائل فون کو نہیں چھوڑ سکتے اور یہ ان کی زندگی کا حصہ بن چکا ہے تو اس کا بٹن off کر کے آجایا کریں یا تو اس کارروائی میں حصہ لیں یا اس کارروائی میں حصہ نہ لیں۔ میں آج پھر یہ تنبیہہ کرتا ہوں کہ آئندہ اگر کسی معزز رکن کے موبائیل فون کی bell ہوئی تو میں اس کا فون ضبط کر لوں گا۔

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے کہا کہ آپ نے سستی چینی انڈیا کو دی اور لوگوں کو مہنگی بیچی ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جب گنے کی قیمت -/25 روپے من تھی تو چینی بازار میں 22/24 روپے فی کلو تھی۔ جب گنے کی قیمت -/35 روپے

من ہے تو چینی بازار میں 17/18 روپے فی کلو ہے تو یہ کس طرح کہتے ہیں کہ چینی مہنگی ہے۔ اس وقت آپ نے 40 کروڑ روپے کی چینی باہر سے منگوائی تھی۔ ہم نے اربوں روپے کی چینی باہر بھیجی ہے۔ اسی طرح میں باقی اجناس کو آپ دیکھ لیں۔ پچھلے سال 16/17 ارب روپے کا چاول ہم نے باہر بھیجا۔ میں خود کاشت کار ہوں' میں آلو کا کاشت کار ہوں۔ میری تحصیل میں بہت آلو ہوتا ہے۔ ان کے زمانے میں آلو -/32 روپے من تک بکا۔ اب اللہ کے فضل سے آلو کی برآمد پر اتنا کام کیا گیا ہے' جس پر میں ترین صاحب اور ارشد خان لودھی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج آلو کی یہ پوزیشن ہے کہ کھانے کے لیے بھی عام ہے اور ہم نے ریکارڈ برآمد کیے ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے' جب سے آلو کی کاشت شروع ہوئی ہے۔ پچھلے سال سے پہلے پورے سالوں میں 46 ہزار ٹن باہر بھیجا گیا' پچھلے سال صرف 39900 ٹن آلو باہر بھیجا گیا اور اللہ کے فضل سے ہم نے محنت جاری رکھی' منڈیاں تلاش کیں تو اس دفعہ ریکارڈ آلو باہر گیا ہے اور اب تک دو لاکھ ٹن آلو برآمد ہو چکا ہے۔ ہم نے اس سے ہزاروں' لاکھوں' اربوں ڈالر زرمبادلہ کمایا ہے۔ اسی طرح اللہ کے فضل سے مکئی کی کاشت میں بھی اضافہ ہوا ہے اور پہلے سے کہیں زیادہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت میں one window operation کے بارے میں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ پہلی دفعہ صحیح طور پر جو قرضہ کسان کو دیا گیا ہے' اسی طریق کار کے ذریعے دیا گیا ہے۔ ان لوگوں کو پتا ہے کہ پہلے کتنے قرضے لیے جاتے تھے' بڑے لوگ چھوٹے کسانوں کے شناختی کارڈ حاصل کر لیتے تھے اور خود قرضہ نکلوا کر کھا جایا کرتے تھے اور کبھی واپس نہیں کرتے تھے۔ اللہ کے فضل سے پہلی دفعہ کسان کے دروازے پر one window operation کے تحت یہ چیز پہنچائی گئی ہے اور کسان کو صحیح قرضہ دیا گیا ہے اور صحیح طور پر اس کا استعمال ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحب بھی اس کو نوٹ کر لیں۔ میں خود بھی اس کمیٹی کا ممبر تھا لیکن گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک فلیٹ ریٹ کا تعلق ہے۔ وہ ہر قیمت پر قائم رکھا جائے۔ یہ ہماری گزارش ہے کہ فلیٹ ریٹ قائم رکھے جائیں۔ وزیر اعظم صاحب نے تسلی دی ہے کہ بجلی کے ریٹ گھٹائے جا رہے ہیں۔ اگر بجلی کے ریٹ کم بھی کیے جائیں تو پھر بھی کسان کو فلیٹ ریٹ ہی وارے میں ہیں۔ کیونکہ فلیٹ ریٹ کے بعد بجلی کے نرخ کم بھی ہوں تو بہت سی قدغنوں میں زمین دار جکڑا جاتا ہے۔ زمین دار کو بہت مشکلات ہوتی ہیں۔ چھوٹا عملہ

زمین دار کو بہت تنگ کرتا ہے۔ جس رنگ میں بھی آپ نے اس کو قائم رکھنا ہے' وہ آپ فلیٹ ریٹ کی صورت میں ہی قائم رکھیں۔

جناب والا! زرعی ٹیکس کے بارے میں میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر بھی نظر ثانی کی جائے۔ جس طرح بارانی علاقے میں اس دفعہ بارش نہیں ہوئی اور پیداوار کم ہوئی ہے تو انھیں زرعی ٹیکس دینے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر بھی غور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ wind up کریں۔

ملک محمد عباس کھوکھر، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دوسرا بڑا معاملہ لاء اینڈ آرڈر کا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ جب لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہمیں وارثت میں ملی تو اس وقت کیا حالت تھی۔ خواجہ صاحب نے کل صحیح بات کہی تھی کہ مسجدوں میں قتل ہوتے تھے' درجنوں مارے گئے۔ یہ net work توڑا گیا' یہ بھی ایک مثال ہے۔ آج کا مقابلہ اس وقت سے کر لیں کہ پہلے دہشت گردی کا کیا حال تھا اور آج کیا ہے۔ اللہ کے فضل سے وہ net work بھی ٹوٹا اور دہشت گردی پر کافی کنٹرول ہوا۔ جب ان کا دور تھا تو لوگوں کو ڈاکٹر مشورہ دیا کرتے تھے کہ دل کا مریض اخبار نہ پڑھے' وہ اس لیے کہ اس میں اتنی ڈکیتیاں' راہ زنی کی خبریں ہوتی تھیں کہ آدمی کا دل ویسے ہی بیٹھ جاتا تھا۔ آج اللہ کی فضل سے وہ بدمعاش' وہ ڈکیت جو اس وقت حکم رانی کرتے تھے' آج وہ خوف زدہ ہیں۔ ہم نے ان کو راضی کرنا ہے۔ ہم انہیں اس قابل بنائیں گے کہ وہ بہتر کام کر سکیں اور لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ بہتر بنا سکیں۔ ہم انٹر نیشنل لیول پر آ رہے ہیں۔ جیسے موٹر وے بنا کر ہم نے اپنے ملک کو ایک انٹر نیشنل لیول پر کھڑا کیا۔ ایٹم بم کا دھماکہ کر کے انٹر نیشنل لیول پر کھڑا کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اگر پولیس اسی طرح چلتی رہی اور جو اس میں اصلاحات کی گئی ہیں اور 1947ء سے لے کر جو لیبارٹریز کام کر رہی تھیں ان کو تبدیل کیا گیا ہے' تنخواہیں بڑھائی ہیں' ٹریننگ بہتر دی ہے اور میرٹ پر بھرتی کرنا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ہم نے وہ میرٹ پر بھرتی کیے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ کانسٹیبل بھی گریجویٹ بھرتی ہوئے ہیں۔ ایم اے پاس لڑکوں نے کانسٹیبل میں بھرتی کی درخواستیں دی ہیں اور وہ میرٹ پر بھرتی ہوئے ہیں۔ لہذا میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت آئے گا اور آپ دیکھیں گے کہ جب ہم اپنا پیریڈ پورا کریں گے تو ہماری پولیس انٹرنیشنل لیول کی ہوگی۔ لاء اینڈ آرڈر اس طرح ہوگا کہ لوگ باہر سے آ کر ہماری

نقلیں کریں گے۔ اب ہم ان سے پوچھنے جاتے ہیں پھر لوگ ہم سے پوچھیں گے کہ ہم نے کیا اصلاحات کی ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر اتنا بہتر ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! ابھی باتیں تو بہت کرنے والی تھیں۔لہذا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی محمد اکرم صاحب۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سید مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ صاحب (پی پی -232)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے بہت اہم موضوع پر بولنے کی اجازت فرمائی ہے۔ موجودہ اجلاس میرے نزدیک دو لحاظ سے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تو یہ صدی کا آخری بجٹ کا اجلاس ہے اور دوسرا اس وقت ملک پر دشمنوں کی نظر ہے اور انڈین آرمی بارڈرز پر آ چکی ہے۔ توقع یہ تھی کہ اس اجلاس میں محض ملکی حالات کو دیکھتے ہوئے تھوڑا بہت انصاف کیا جاتا۔ disparities ختم کی جاتیں اور رورل ایریاز کو کچھ نہ کچھ مزید ریلیف دیا جاتا۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ گورنمنٹ شروع سے میرٹ کا پرچار کرتی آئی ہے اور انصاف کا نعرہ لگاتی آئی ہے۔ میں آگے چل کے عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں کتنی disparities رکھی ہیں اور پنجاب کے عوام کو کتنی مایوسی ہوئی ہے؟ جناب سپیکر! اور ساتھ ہی موجودہ گورنمنٹ کی پالیسی سے جتنی مایوسیاں دوسرے صوبوں میں بڑھی ہیں اس سے federation بھی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ سندھ کے حالات دیکھ لیں۔ موجودہ گندم کی پالیسی دیکھ لیں کہ پاسکو ایک سنٹرل گورنمنٹ ادارہ ہے۔ اس پر کتنی پابندیاں لگائی گئیں کہ وہ گندم خرید نہ سکے اور پہلے اپنے حق پورے کیے گئے۔ باقی صوبوں میں کیا reaction ہو گا' جہاں یہ گندم جایا کرتی تھی۔ جناب سپیکر! اس معاشی بحران کی صورت میں ہماری سیاسی پارٹیوں اور سیاست دانوں کو چاہیے تھا کہ ہم ایک مثبت پالیسی بناتے' بجائے اس کے کہ پرانی روایات پر چلتے۔ شروع سے ہی ٹانگ کھینچنا' کیچڑ اچھالنا اور گندی سیاست کا آغاز کیا جا چکا ہے۔ میں یہاں کہنا چاہوں گا کہ ہمارے صنعت کاروں اور کاشت کاروں کو مل کر ملک کی ترقی کے لیے کام کرنا چاہیے' نہ کہ ٹیکس چوری اور دوسرے ذرائع استعمال کریں جس سے ملک کو نقصان ہو۔ ہمیں یہ ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے ملا۔ اسلام کا آج تک کوئی نام آ ہی نہیں سکا۔ ان حالات میں میرا خیال ہے کہ موجودہ سیاست دان جمہوریت اور میرٹ کے نام پر بھی کچھ نہیں کر سکے اور اب جو لفظ پاکستان بچا ہے اس کو بھی باہر سے خطرہ لاحق ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان حالات میں پورے عوام اور پورے صوبے کو کم از کم اعتماد

میں لیا جاتا تا کہ یک جان ہو کر باہر کی intervention سے مقابلہ کیا جاتا اور باہر کے دشمن کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہمیں تیار ہونا چاہیے تھا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اس وقت بھی مایوسیاں ہی بڑھائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے ایک سال سے حکومت پاور پلانٹس کے خلاف ایک سکینڈل اچھالتی رہی ہے جو کہ بالکل بے بنیاد سکینڈل تھا اور وہ سارا الزام پیپلز پارٹی پر لگایا گیا کہ پاور پلانٹ سے سارا کنٹریکٹ مہنگے داموں سابقہ حکومت نے کیا ہے۔ میں یہاں تھوڑا سا اس بات پر عرض کرنا چاہوں گا کہ سابقہ حکومت نے کن حالات میں اور کس طریقے سے پاور پلانٹس کا معاہدہ کیا۔ جناب سپیکر! انرجی پالیسی 1994ء میں بنی اور جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ایک پالیسی بنائی جاتی ہے کہ باہر سے انوسٹرز آئیں اور ہماری ایک مشکل حل ہو یا یہاں زیادہ سے زیادہ انوسٹمنٹ کا رجحان بڑھے۔ لیکن ہمارے سیاست دان اس پر کیا ری ایکشن کرتے ہیں اور اس کا کیا رد عمل ہوتا ہے؛ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ملک کے مفاد کے بالکل منافی ہے۔ جناب سپیکر! foreign investors نے پرانی پالیسی کے تحت 58 ہزار پانچ سو مربع کلومیٹر رقبہ لیز پر بھی لیا اور اس میں نئی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ جس میں تین لاکھ تین ہزار مربع کلومیٹر تک لیز پر لیا گیا اور مزید اس میں انوسٹمنٹ بڑھی۔ ہماری 76 فی صد ضروریات imports سے حل ہوتی ہیں۔ پرانی پالیسی کے تحت 6 کمپنیوں نے رقبہ گیس فیلڈز کے لیے لیز پر لیا تھا اور نئی پالیسی کے تحت 46 نئی کمپنیاں introduce ہوئیں اور یہ 26 ملین ڈالر جو پہلی انوسٹمنٹ تھی اس کے مقابلے میں 581 ملین ڈالر تک بڑھ گئی۔ جناب سپیکر! جب انوسٹمنٹ ہوئی تھی تو ایک رجحان بڑھا تھا۔ لیکن سیاست کی خاطر' ایک issue بنانے کی خاطر' پیپلز پارٹی کے غیر ممالک کی کمپنیوں کے ساتھ کیے گئے معاہدوں پر بے بنیاد الزام لگا کر پوری دنیا میں پیپلز پارٹی اور ملک کو بدنام کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت بھی 870 ملین ڈالر سے ابو ظہبی آئل ریفائنری محمود کوٹ میں بنا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ان حالات میں گورنمنٹ کی طرف سے statement آئے کہ اپنی پالیسیز reschedule کریں۔ اپنے معاہدے کینسل کریں ان کو reconsider کریں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ انوسٹمنٹ بڑھانا چاہتے ہیں یا انوسٹمنٹ روکنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! ملک کا بحران لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بڑھتا جا رہا تھا۔ زراعت رک چکی تھی۔ انڈسٹری میں پاور کا بحران تھا اور اس بحران کو حل کرنے کے لیے اس وقت 329 بلین روپے درکار تھے جب کہ پاکستان کا چار سالہ بجٹ 320 بلین روپے ہے۔ یعنی اگر پاکستان کا چار سال کا بجٹ لوڈ شیڈنگ ختم

کرنے پر لگا دیا جاتا تو لوڈ شیڈنگ ختم ہو سکتی تھی۔ لیکن ایک پالیسی کے تحت ہمارے لوکل بینکس نے کوئی پیسہ نہیں لگایا۔ غیر ملکی سرمایہ کار باہر سے پیسہ لے آئے' انہوں نے پاور پلانٹس لگائے' انہوں نے اس کو صحیح طریقے سے deal کر کے آگے بڑھایا لیکن موجودہ حکومت نے ان پر ٹیکس لگا دیے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکمرانوں نے اپنے سابقہ دور میں یہی tarrif 6.7 cents پر دستخط کیے تھے جب کہ پیپلز پارٹی نے اس کو 6.5 cents پر دستخط کیے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس میں بیورو کریٹس بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اتنا misguide کرتے ہیں اور اتنی غلط بیانی سے حکومتوں کو چلاتے ہیں۔ جب کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ بنانے کے لیے divide and rule کے محاورے کے تحت پارٹیوں کو لڑا کر اپنے من پسند عہدے لینا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر یہ معاہدے اس وقت بھی مہنگے ہیں اور غلط دستخط کیے ہیں تو پاکستان حکومت نے ورلڈ بنک کے ذریعے ایک process چلایا تھا کہ ہم بجلی بیچنا چاہتے ہیں اور ہمارے ہمسایہ ملک نے یہ بجلی خرید کرنے کے لیے 6.7 سے 7.1 کا ریٹ دیا تھا جو کہ ہمارے ریٹ سے زیادہ ہے اور اگر ان پاور پلانٹس کی پروڈکشن انہیں دی جائے تو کیا وہ ملک ترقی نہیں کرے گا۔ جناب سپیکر! میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم بیچ دیں' میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بے بنیاد الزام لگا کر ملک میں ایک بحران پیدا کرنا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اگر ہم اصولوں پر رہیں جیسے کہ سابقہ مسلمان ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان کے مقابل مسلح افواج کو شکست دیا کرتے تھے۔ یہاں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں 25 لاکھ مربع پر مسلمانوں کی حکومت تھی اور اس وقت نجد' حجاز' یمن' مصر' عراق' بیت المقدس' آذربائی جان' فارس' کرمان' خراسان' مکران' اور شام سب حضرت عمر فاروق کی فتوحات میں شامل ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں بھی اپنے خلیفہ وقت کو مشعل راہ بنانا چاہیے اس وقت ہمیں اپنے اندر حب الوطنی کی ضرورت ہے اور جو energy generation کے معاہدے ہو چکے ہیں ان کو پروموٹ کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر میں کوئی ضرورت نہیں تھی کہ اس میں بھی سیاست کی جائے۔ کراچی کے حالات دیکھیں کس طرح انہوں نے سارے مجرموں کو چھوڑا اور پھر اپنی پالیسیاں بدلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی حکومت آئے کم از کم energy پر' judiciary پر' لاء اینڈ آرڈر پر اس قسم کی پالیسیوں کو نہ چھیڑا جائے تاکہ ملک یک جا ہو کر ترقی کر سکے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ بجٹ میں A.D.P میں جو کمیاں کی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں ان کی نشان دہی کرنی اشد ضروری ہے۔ جیسا کہ زراعت میں موجودہ مالی سال میں 9.85 فی صد تھا جو کہ کم کر کے 9.39 کر دیا گیا ہے اسی طرح industries and minerals میں 3.82 سے 1.5 کر دیا گیا ہے ۔ واٹر اینڈ پاور میں 7.65 سے کم کر کے 7.10 کر دیا گیا ہے اسی طرح roads and bridges میں 9.04 سے کم کر کے 6.3 کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! education and training میں A.D.P کی مد میں اگر آپ دیکھیں تو 15.12 سے کم کر کے 11.49 کر دیا گیا ہے اسی طرح man power and training میں بھی 0.19 سے کم کر کے .08 کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ جو میں نے عرض کیا ہے کہ disparities اور مایوسیاں پیدا کی گئی ہیں ان کی میں چند مثالیں پیش کرنا چاہوں گا۔ یہ پل و شاہرات کی مد ہے جناب سپیکر! میں نے صرف چار چار اضلاع کو compare کیا ہے جنوبی پنجاب کے چار اضلاع سے جیسے راولپنڈی، فیصل آباد، لاہور اور قصور میں 166.5 ملین روپے اس مد میں خرچ کیے جائیں گے جب کہ جنوبی پنجاب بہاولنگر، رحیم یار خان، ڈی جی خان اور راجن پور میں 44.5 ملین خرچ کیے جائیں گے ۔ جناب سپیکر! اس مد میں 69 ملین روپے کی تفصیل ہی نہیں ہے ۔غالباً وہ اس منصوبے کی نشان دہی کرنا ہی نہیں چاہتے یا وہ پولیٹکل کرپشن بڑھانا چاہتے ہیں یا جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ انہیں چاہیے تھا کہ کم از کم بجٹ میں اس کی نشان دہی ضرور کرتے اسی طرح پل و شاہرات میں جو نئی سکیمیں متعارف کی گئی ہیں ان میں بھی جنوبی پنجاب کے چار اضلاع بہاولنگر، رحیم یار خان، بھکر اور راجن پور کو جو حصہ ملا ہے اس کی رقم صرف 5.9 ملین روپے بنتی ہے جبکہ نئی سکیموں میں، میں نے لاہور، راولپنڈی، جھنگ اور فیصل آباد کے اعداد و شمار دیکھے ہیں تو ان میں 53.7 ملین روپے کی نئی سکیمیں ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح دوسری مد میں بھی مثال پیش کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! یہاں اپر پنجاب میں دیہی آب رسانی میں 66.8 ملین روپے کے پروجیکٹس دیے گئے ہیں ۔ جبکہ ملتان، پاکپتن، مظفر گڑھ، اور رحیم یار خان میں 66.8 کے مقابلے میں صرف 3.3 ملین روپے دیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ اسی طرح دیہی نکاسیٔ آب کا دیکھ لیں یہاں بھی میں نے چار اضلاع کا چار اضلاع سے مقابلہ کیا ہے یہ اپر پنجاب کے ہیں فیصل آباد، سرگودھا، گجرات، گوجرانوالا میں 317.4 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے جب کہ بھکر، لودھراں، راجن پور اور بہاول پور میں 69 ملین خرچ کیے جائیں گے۔جناب سپیکر! 317.4 کے مقابلے میں صرف 69 ملین ہے۔

اسی طرح شہری ترقی پروگرام لاہور ترقیاتی ادارہ ،فیصل آباد ترقیاتی ادارہ' اور راولپنڈی ترقیاتی ادارہ پر 548 990 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے جب کہ ملتان ترقیاتی ادارہ ' بہاولپور اربن ڈویلپمنٹ اور ڈی جی خان اربن ڈویلپمنٹ پر 156 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے ۔ جناب سپیکر یہ اتنا بڑا تضاد اور اتنی بڑی disparities ہیں کہ یہاں ان کی نشان دہی کرنا اشد ضروری تھا کیونکہ جنوبی پنجاب میں مزید مایوسی بڑھائی جا رہی ہے ۔ جناب سپیکر! اب میں تعلیم کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ تعلیم پر انہوں نے بہت رقوم رکھی ہیں لیکن پھر میں یہاں quote کرنا چاہوں گا کہ فیصل آباد' ساہیوال' گوجرانوالا' راولپنڈی پر 34.221 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے جب کہ پاکپتن ' مظفر گڑھ 'وہاڑی' لودھراں پر 2.5 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے۔ جناب سپیکر! بجٹ میں سنا ہے کہ گوجرانوالا میں ہوم اکنامکس کالج بنے گا ۔ نہایت خوشی ہوئی کہ ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن اسی ہاؤس میں سلطان احمد انصاری صاحب کی ایک تحریک متفقہ طور پر پاس ہوئی تھی۔ اس میں ہوم اکنامکس کالج ملتان کے لئے پورے ہاؤس نے منظور کیا تھا لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ملتان جنوبی پنجاب میں واقع ہے اور انہوں نے اپنا وہ وعدہ بھی پورا نہیں کیا۔ جناب سپیکر! اسی طرح ثانوی تعلیم کا میں نے عرض کیا تھا۔ اگر higher education کا دیکھ لیں تو وہ بھی 23.24 کے مقابلے میں صرف 4 ملین جنوبی پنجاب میں خرچ کیے جائیں گے ۔جناب سپیکر! اسی طرح سکول ایجوکیشن میں 15.5 کے مقابلے میں 5 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی disparities کیوں بڑھائی جا رہی ہیں اتنی disparities کیوں رکھی جا رہی ہیں؟ اور یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دو سال قبل اسی ہاؤس میں مبارک بادیں دی تھیں اپنی پالیسیوں کو سراہا تھا کہ آج ٹاٹ کلچر ختم ہو چکا ہے آج باعزت طلباء بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ٹاٹ کلچر آج بھی موجود ہے اور اس پر حکومت نے جو پیسے release کیے تھے جو کام شروع ہو چکے تھے وہ بیورو کریٹس کی ہدایت پر یا حکومت کی پالیسی پر سب واپس آ چکے ہیں اور جو ٹھیکے دار ہیں وہ اب بھی پریشان حال پھر رہے ہیں کہ انہوں نے وہاں کام شروع کرا دیا تھا۔ اور ساتھ ہی میں تعلیم کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ شاید معذوروں کو یہ نئی صدی کا تحفہ دینا ہی نہیں چاہتے۔ یا یہ تحفہ سمجھ لیں کہ ان کے لئے کوئی نیا پروجیکٹ رکھا ہی نہیں گیا۔ جناب سپیکر! پچھلے سال چار سکولوں کی مد معذوروں کے لیے رکھی گئی تھی یہ ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں یہ بات میں کہ سیاسی طور پر نہیں کہہ رہا بلکہ ایک انسانی ہمدردی کے لیے کہہ رہا ہوں کہ کم از کم جو معذور ہیں جن کو زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ان کو بھی

اس حکومت نے نظر انداز کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! اب ہیلتھ کے بارے میں میں تھوڑا سا عرض کرتا چلوں کہ ہیلتھ کی مد میں تو اتنا فرق ہے کہ آپ حیران ہوں گے ایک مد میڈیکل ایجوکیشن ہے اس میں راولپنڈی میں تو 125 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے جب کہ ملتان میں صرف 15 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے اور ساتھ ہی ایک اور مد میں جناب سپیکر! لاہور میں 272 ملین بچہ ہسپتال اور امراض قلب پر خرچ کیے جائیں گے۔ جب کہ بہاول پور و کٹوریہ ہسپتال میں جس کا بجٹ میں ذکر آیا ہے 1.6 ملین خرچ کیے جائیں گے۔جناب سپیکر! میں اب ضلعی ہسپتالوں کی مد میں یہ آخری مثال پیش کر رہا ہوں۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں جو رقم خرچ کی جائے گی یہاں سر گودھا ڈویژن' لاہور ڈویژن اور راولپنڈی ڈویژن میں 163.236 ملین روپے خرچ کیے جائیں گے ۔ جبکہ بہاول پور ڈویژن' ملتان اور ڈی جی خان ڈویژن میں صرف 23.161 ملین خرچ کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر! ساتھ ہی میں عرض کرتا چلوں کہ اسے ہمارے ممبرز نے زراعت کو ریڑھ کی ہڈی کہا ہے اور جو ہماری بنیاد ہے اور جس پر توجہ سے ہماری بے روز گاری بھی ختم ہو سکتی ہے ملک بھی ترقی کر سکتا ہے۔ اس کے لیے بھی عرض کرتا چلوں کہ موجودہ حکومت نے کیا کیا تحائف دیے ہیں جناب سپیکر! اس میں سب سے سال انہوں نے سیڈ سبسڈی ختم کی تھی تا کہ بیج مہنگا ہو سکے جناب سپیکر! اسی کے نتیجے میں آپ دیکھیں کہ بیج واقعی جو چار سو روپے میں بکتا تھا یا اڑھائی سو روپے میں بکتا تھا۔ آج کپاس کا بیج 25 ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے جسے قائد حزب اختلاف نے بھی quote کیا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح جو واٹر مینجمنٹ پروجیکٹ تھا اس میں اسی دور میں ترمیم ہوئی کہ کاشت کار سیمنٹ مہیا کرے گا ورنہ اس کا کھال نہیں بنے گا جو پہلے چار پانچ سال کی اقساط میں وصول کیے جاتے تھے اگر وہ سیمنٹ فوری مہیا کرے گا تو اس کا کھال بن سکتا ہے ورنہ نہیں اسی طرح جناب سپیکر! بلا امتیاز زرعی ٹیکس لگایا گیا ہے اور ٹریژری بنچز نے بھی اس پر نشان دہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی دل کی آواز تھی۔

جناب سپیکر! اس وقت کہا گیا تھا کہ یہ صرف 17 فی صد زمین داروں پر لاگو ہو گا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہی زرعی ٹیکس اب 99 فی صد زمین داروں پر لاگو ہو چکا ہے۔ اس میں سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ ہمارے کاشت کار اکثر ان پڑھ ہیں۔ یہ ٹیکس لگانے سے ان سے پچھلے سال کے پیسے بھی بطور ٹیکس وصول کیے جا رہے ہیں اور ایک غیر قانونی طریقے سے انہیں اندر کیا جا رہا

ہے۔ یہ ایک انسانیت کی تذلیل ہے' ایک پورے معاشرے کی تذلیل ہے کہ قانون سے ہٹ کر پچھلے سال کے پیسے بھی انہیں جیل میں بھیج کر وصول کیے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ان کا ایک اور تحفہ عرض کروں کہ پچھلے بجٹ سیشن میں' بجٹ تقریر میں انھوں نے کہا تھا کہ ہم سکارپ سکیم ختم کر رہے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد ہے کہ جب ہماری پیداواری زمین ایک تہائی سے زیادہ water logging اور salinity کی زد میں آ چکی ہے۔ تو کیا یہ سکارپ سکیم کو revise کرتے یا اسی قسم کا نیا پراجیکٹ دیتے' بلکہ پچھلے سال بھی یہی تحفہ دیا کہ سکارپ سکیم abandon کی جا رہی ہے۔ اب موجودہ حالات میں یہ جو انھوں نے فلیٹ ریٹ مقرر کیے ہیں میں اس کا عرض کرتا چلوں کہ اگر 15 ہارس پاور کی ٹیوب ویل کی موٹر پر 11 ہزار روپے بل آتا تھا تو اب اسی ٹیوب ویل پر 20 سے 21 ہزار روپے ماہانہ بل آ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کسان ایک ٹیوب ویل پر سالانہ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کم وبیش بل ادا کرے گا۔ یہ ایک indirect tax کسان پر مزید عائد کر دیا گیا ہے۔ انڈیا میں تو زرعی ٹیوب ویل free of cost چلتے ہیں جب کہ یہاں یہ ظلم ہے کہ اتنی زیادہ شرح بڑھا دینا' یہ تو اضافی شرح کی میں نے عرض کی ہے۔ اس کے ساتھ آگے میں عرض کرتا چلوں کہ پہلے ادوار میں کسانوں کو discounts دیے جاتے تھے۔ ان کو subsidy دی جاتی تھی کہ جو زرعی ٹیوب ویل لگائے گا اس کو تیس ہزار یا چالیس ہزار گورنمنٹ ادا کرے گی لیکن موجودہ حکومت نے ٹیوب ویلوں کو discourage کرنا شروع کر دیا ہے اور فلیٹ ریٹ ختم کرنے سے کسانوں نے از خود اپنے کنکشن کٹوانے شروع کر دیے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حکومت کے آنے پر اور جب سے یہ tenure شروع ہوا ہے' نئی کوآپریٹو سوسائٹیز پر رجسٹریشن بند ہو چکی ہے۔ میں افسوس سے کہتا ہوں کہ پچھلے سال بھی میں نے یہی عرض کی تھی کہ کوآپریٹو سوسائٹیز کسانوں کے لیے ہیں۔ ویسے اور بہت ساری سوسائٹیز ہیں لیکن کسانوں کی کوآپریٹو سوسائٹیز کا میں عرض کرتا چلوں کہ پینتیس' چھتیس ہزار میں سے صرف سولہ ہزار پورے پنجاب میں liquidate کی جاتی ہیں اور ان سولہ ہزار کو صرف 5۔ ارب روپے دیے جاتے ہیں۔ یہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ 1977ء سے یعنی 22 سال پہلے سے اس پورے default کی رقم صرف 81 کروڑ روپے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 81 کروڑ روپے کے پیچھے انھوں نے پوری رجسٹریشنز بند کر دی ہیں۔ آدھے سے زیادہ liquidate کرنا بند کر دی ہیں۔ یہ کسانوں کے لیے ایک بہت بڑا ظلم ہے۔

جناب سپیکر! میں ایس ایس ایف کے کارخانے کے لیے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ کارخانہ بند ہو چکا تھا اور water logging اور salinity کی زد میں جو زمینیں آئی ہوئی ہیں اس میں سنگل سپر فاسفیٹ کا بہت اہم رول ہے لیکن اس کارخانے کو چلایا ہی نہیں گیا۔ جب اس کی کوشش ہی نہیں کی گئی یا اس کا متبادل فراہم نہیں کیا گیا' یہ دعوے تو کرتے ہیں کہ ہم ایگریکلچر کو boost up کریں گے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی توجہ اس طرف ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر! میں ساتھ ہی تھوڑا سا یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کوآپریٹوز کے معاشرین کے لیے بھی بارہا اعلان ہو چکے ہیں لیکن اب بھی وہ اسی طرح پھر رہے ہیں جیسے وہ پہلے دن سے پھر رہے تھے۔

جناب سپیکر! موجودہ گورنمنٹ زیادہ انڈسٹری پر توجہ دیتی ہے جب کہ ایگریکلچرل پروڈیوس انڈسٹری کا خام مال اور فیولنگ کا کام کرتی ہے۔ میں تھوڑا سا انڈسٹری versus ایگریکلچر کا موازنہ کرتا چلوں کہ ایک انڈسٹریل یونٹ لگانے پر کروڑوں بلکہ اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ایک ارب روپے تک پہنچ جاتا ہے جب کہ ہمارے سارے صوبے ایگریکلچر کو جو گورنمنٹ کی طرف سے کوآپریٹوز کی مد میں پیسے دیے جاتے ہیں وہ صرف 5 ارب روپے ہیں جو پورے کاشت کاروں کو دیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ملک کا جو دیوالیہ ہوا ہے یا 123 آدمیوں کے نام جاری کیے گئے ہیں کہ انھوں نے قرضے لے کر معاف کروا لیے تھے' ان میں کوئی کسان نہیں ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر سیلاب آ جائے یا اس قسم کی ژالہ باری یا آفات آ جائیں تو پھر کسانوں کا قرضہ معاف نہیں ہوتا' وہ re-schedule ہوتا ہے اور اگلے سال قسطوں میں پھر وصول کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ انڈسٹری میں provision ہے کہ ایک کروڑ معاف کر دو۔ دس کروڑ معاف کر دو اور اسی طرح اربوں روپے معاف کر کے ملک کا دیوالیہ انھوں نے کیا ہے۔ اسی طرح انشورنس پالیسی بھی صرف انڈسٹریل سیکٹر میں ہے جب کہ ایگریکلچر سیکٹر میں اس کی کوئی پالیسی نہیں ہے' سوائے میرا خیال ہے کہ ایک دفعہ اعلان ہوا تھا کہ paddy میں انھوں نے کی تھی۔ اس کا مجھے پورا علم نہیں۔

جناب سپیکر! میڈیا کا بھی ایک role رہا ہے اور مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ میڈیا نے آج تک پچھلے پچاس سالوں میں ایک یا دو فیصد جو جاگیردار ہیں ان کے role کو پورے معاشرے پر ہر ڈرامے میں مسلط کر دیا ہے کہ ہمارا زمین دار یہ role play کرتا ہے اور اکثر باہر کے ملکوں میں جو ڈرامے دیکھے جاتے ہیں تو ہمارا impact خراب کیا جاتا ہے۔ چند ایک زمین داروں کے

پیچھے پورے معاشرے کو بدنام نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر سے 70 فی صد ہماری آبادی کا روزگار منسلک ہے جب کہ انڈسٹری میں صرف 20 فی صد اس سے منسلک ہے۔ ہماری کماد کی فصل بارہ بارہ ماہ فیلڈ میں کھڑی رہتی ہے اور وہ باران رحمت یا آفات ناگہانی کی زد میں بھی آ سکتی ہے۔ ہم پورا سال انتظار کرتے ہیں اور جب ہمارا سال ختم ہوتا ہے، ہم گنا بیچتے ہیں تو یہ انڈسٹریلسٹ اپنا کام لگا کر اور کاشت کاروں کے پیسے روک کر ان کو مزید ایک سال پیچھے دھکیل دیتے ہیں کہ آپ کا اس وقت کوئی حق نہیں۔ اسی طرح ایکسپورٹ کی براہ راست سہولیات کاشت کاروں کو میسر ہی نہیں ہیں۔ ان کو know-how ہی نہیں۔ ان کی کوئی projection ہی نہیں۔ ان کی پیداوار بلیک میل کی جاتی ہے۔ جب دالیں اترتی ہیں تو یہ -/700 روپے من لیتے ہیں اور جب دالیں کاشت کاروں سے نکل کر مارکیٹ کے مڈل مین کے پاس آ جاتی ہیں تو اس وقت یہ -/1200 روپے من تک چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح میں عرض کرتا چلوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! wind up کر لیں۔

سید مسعود عالم شاہ، جناب سپیکر! لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے میں عرض کرتا چلوں کہ جب لوڈ شیڈنگ ہوا کرتی تھی تو اس وقت بھی رورل اور اربن ایریاز کو انھوں نے pin point کیا ہوا تھا کہ رورل ایریاز میں آٹھ سے دس گھنٹے لوڈ شیڈنگ کرتے تھے تو اس میں ہمارے ٹیوب ویل بھی زد میں آتے تھے اور سارے کسان زد میں آتے تھے۔ جب کہ انڈسٹریل سیکٹر میں ایک سے دو گھنٹے صرف لوڈ شیڈنگ کی جاتی تھی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، جناب معظم جہانزیب وٹو صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد اعظم چیمہ صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ جناب پیر گل صاحب!

جناب پیر گل، شکریہ جناب سپیکر۔ آپ لوگوں نے مجھے 1999-2000ء کے بجٹ کے حوالے سے اظہار خیال کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں جنھوں نے اپنی سرپرستی میں ایک متوازن، فلاحی اور ٹیکس فری بجٹ تیار کیا ہے۔

جناب سپیکر! جمہوریت کا دور ہے۔ ہر کسی کو حق حاصل ہے کہ وہ اصلاح کے لیے تنقید کرے لیکن تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیے۔ پچھلے سال کی نسبت ترقیاتی اخراجات میں ایک ریکارڈ

اضافہ کیا گیا۔ اس حکومت کا ایک انقلابی قدم جو کہ پولیس کی تنخواہ میں اضافہ اور ان کی ڈیوٹی چوبیس گھنٹے سے ہٹا کر شفٹ وار کرنے کا پروگرام ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ پولیس کی تنخواہ بڑھا دینا ہی کافی نہیں جب تک ہم اس پولیس کلچر پر پورا چیک نہ رکھیں۔ جہاں تک ان کی ڈیوٹی کا مسئلہ ہے تو چوبیس گھنٹے کی ڈیوٹی میں وہ صحیح طرح سے اپنے بال بچوں کی دیکھ بھال بھی نہیں کر سکتے تھے' اب شفٹوں میں آنے سے کم از کم وہ بھی اپنے بال بچوں میں بیٹھ کر سکھ کا سانس لے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! دہشت گردی ایک ایسا ناسور ہے جس نے ہمارے معاشرتی اور معاشی نظام کو گزشتہ کئی برسوں سے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن اس حکومت کے اس موذی مرض سے نمٹنے کے لیے آج ہر محاذ پر کام ہو رہا ہے۔ اور بہت ایسے دہشت گرد جن پر انعامات بھی رکھے گئے آج کافی حد تک وہ گرفتار کیے جا چکے ہیں یہ بھی اس حکومت کا ایک سنہری باب ہے ۔

جناب سپیکر! اس صوبے کی تاریخ میں پہلی دفعہ فوڈ سٹمپ سکیم کا اجراء کیا گیا۔ اس حکومت نے سبسڈی دے کر اس غریب عوام کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کیے ہیں جن کے پاس آٹا خریدنے کی استطاعت نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ پچھلے tenure میں اقلیتوں کو فوڈ سٹمپ میں پورا حصہ دیا گیا لیکن اس دفعہ فوڈ سٹمپ کے لیے حکومت کی طرف سے کچھ لاپرواہی کی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے دست بدستہ عرض کروں گا کہ وہ اس پر تھوڑی سی نظر ثانی کریں کیونکہ ہم بھی اس ملک اور اس صوبے کے باشندے ہیں' ہم بھی اس دھرتی پر پیدا ہوئے ہیں ہم نے بھی سکھ کا سانس لینا ہے ' ہم بھی غریب آدمی ہیں اس لیے اس سبسڈی میں ہمیں بھی شامل کیا جائے ۔

جناب والا! میں minority ممبران کی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب کا بے حد مشکور ہوں کہ اس صوبے میں پہلی دفعہ جناب ارشد خان لودھی صاحب کی صدارت میں بیناریٹی ممبران کو بجٹ 1999-2000 ء میں باقاعدہ دعوت دی گئی اس میں ہماری مشاورت لی گئیں اور میں شکرگزار ہوں کہ آج تک جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے اقلیتوں کو بجٹ میں مشاورت کی کبھی بھی دعوت نہیں دی گئی تھی اور یہ دعوت دی گئی ۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے جناب ارشد خان لودھی صاحب اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب جن کی ہدایت پر یہ سارا کچھ کیا گیا ان کا میں بے حد مشکور و ممنون ہوں ۔

جناب والا! حکومت نے بڑے شہروں مثلاً لاہور، راولپنڈی اور فیصل آباد میں تقریباً ایک ارب روپے کی ناجائز قابضین سے زمین کو چھڑوایا جو نہ جانے کب سے اس زمین کو استعمال کر رہے تھے اور اس سے حکومت نے جو ریونیو حاصل کیا وہ ملک کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا اس کے لیے عوام ان کے بے حد مشکور اور شکر گزار ہیں اور یہ اس دور کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب والا! ناجائز قابضین کو کسی دور میں بھی کسی نے ہاتھ نہ لگایا اور ان کو نہیں پکڑا لیکن آج ہم شکر گزار ہیں کہ اس مسلم لیگ کے دور میں اس حکومت نے کم از کم ان لوگوں کی گرفت کمزور کر دی تاکہ آئندہ بھی کسی کو یہ حوصلہ نہ ہو کہ کسی کی زمین پر قبضہ کر سکے۔

جناب والا! محصول چنگیوں کو ختم کر کے کرپشن کا باب ختم کر دیا اس سے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ جب بھی کوئی ایسا بڑا کام کیا جاتا ہے تو دوسرے چور، لٹیرے، رشوت خور کچھ نہ کچھ سنبھل جاتے ہیں کہ ہم پر بھی ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے۔ اس کی مثال میں اس لیے دینا چاہتا ہوں کہ کل ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی جناب سعید اکبر خان صاحب نے کہا کہ جب ایک شخص اسلام آباد میں پکڑا گیا تھا تو اس نے کہا تھا کہ آج اگر یہی بات جناب وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائی گئی تو میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس پر ضرور کوئی ایکشن ہوگا اور اس کا ضرور کوئی نہ کوئی حل نکلے گا۔ اور یہ صرف اس لیے کہ وہ کرپشن کرنے والوں کے ساتھ جو سلوک کر رہے ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایسا کام کرنے والوں پر مضبوط گرفت ڈالتے ہیں۔

جناب والا! اس حکومت نے بجٹ بہت اچھا تیار کیا، عوام نے اس بجٹ کو سراہا۔ لیکن میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے بجٹ میں کوئی نام و نشان نہیں۔ جناب اقلیتوں کے لوگ بھی بہت غریب ہیں لہذا ان کے لیے بھی کوئی فنڈز مختص کیے جائیں کیونکہ پچھلے ادوار میں ایسا ہوتا رہا ہے، لیکن اس دفعہ اس کو روکا گیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس بارے میں ہماری پوری مدد کریں گے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں میں جو غریب مریضوں کو امداد ملتی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اس لیے یہ کرسچین پر لاگو نہیں ہے۔ میں آپ کی وساطت سے دست بدستہ عرض کروں گا کہ ہسپتالوں میں بیت المال سے فنڈ دیا جائے تاکہ جو کرسچین مینارٹی کے لوگ جو غریب ہیں ان کو بھی اس سے مدد حاصل ہو سکے جس طرح سے باقی دوسری قوم کو ملتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ

انھوں نے ایک متوازن بجٹ تیار کیا۔ بہت بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب سعید احمد چودھری صاحب۔

جناب سعید احمد چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں بجٹ پر اپنی گزارشات پیش کر سکوں ۔ سب سے پہلے میں میاں شہباز شریف اور چودھری محمد اقبال صاحب قائم مقام وزیر خزانہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے مشکل حالات میں ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس موقع پر جو روایتی طریقہ سے ہٹ کر performance budgeting کی روایت ڈالی گئی ہے اور ایک نئی دستاویز بنائی گئی ہے اس پر سیکرٹری خزانہ جناب ملک محمد اکرم صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی محنت سے یہ دستاویز تیار کی ہیں اس دستاویز سے legislature کو اور پڑھانے والوں کو واضح پتا چل جاتا ہے کہ اس محکمے میں یہ اخراجات کیسے ہو رہے ہیں اور کس کس مدمیں ہو رہے ہیں اور اگر کسی آدمی کو کوئی شک و شبہات ہوں کہ اس میں گھپلے ہوئے ہیں وہ واضح ہو جاتے ہیں

(اس مرحلہ پر چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میری نظر میں اس بجٹ میں سب سے زیادہ جو خوبصورت بات ہے' وہ یہ ہے کہ اس میں on-going schemes کو prefer کیا گیا ہے اور نئی سکیمیں کم رکھی گئی ہیں' حالانکہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ کسی کو نوازنے کے لیے یا اپنے مطلب پورے کرنے کے لیے ڈنگ ٹپاؤ تک کے بجٹ پیش ہوتے تھے اس میں یہ ہوتا تھا کہ اپنی سکیمیں رکھ لیں اور اسی سال مکمل کر لیں اور جو on-going سکیمیں تھیں وہ پڑی کی پڑی رہ جاتی تھیں اور جیسا کہ ہم سب لوگ 1985ء سے دیکھتے آ رہے ہیں اب تک بے شمار سکول 'بی۔ایس۔یوز اور سڑکیں نامکمل پڑی ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ ہر بجٹ میں on-going سکیموں کو نظرانداز کر کے اپنے مطلب کی سکیمیں بنالی جاتی تھیں اور اس سے ظاہر ہے کہ جو نقصان ہوتا تھا وہ کس کا ہوتا تھا وہ قوم کا ہوتا تھا؛ غریب عوام کا ہوتا تھا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت بڑی مستحکم ہے اور ہم جمہوری راہ پر چل پڑے ہیں اب ہم long term پالیسیاں بنا رہے ہیں جب تک یہ زندہ قوم long term پالیسیاں نہیں

بنائے گی تب تک یہ قوم نہیں سدھرے گی ہمیشہ short term پالیسیاں بنتی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہم ان شاء اللہ جمہوری راہ پر چل پڑے ہیں اور ہم ان شاء اللہ long term پالیسیاں بنا کر اس ملک کی تقدیر کو سنوار دیں گے۔ بجٹ میں ترجیحات کچھ اس طرح سے ہیں کہ سب سے زیادہ رقم تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے' اس کے بعد صحت' زراعت اور امن عامہ ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے میں تعلیم سے متعلق بات کرتا ہوں۔ تعلیم پر سب سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے اور خاص طور پر پرائمری تعلیم پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ جیسا کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ " تعلیم کا ایک قطرہ جہالت کے سمندر پر حاوی ہے " تو جب تک تعلیم پر زیادہ رقم خرچ نہیں کی جائے گی' قوم ترقی نہیں کرے گی۔ تعلیم کے بغیر ترقی یافتہ اقوام کا مقابلہ کرنا بڑا مشکل ہو گا۔

جناب سپیکر! صحت کے لیے تقریباً ساڑھے سات ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں سے ایک ارب 28 کروڑ روپے کی رقم ترقیاتی منصوبوں کے لیے ہے۔ یہ ایک قابل تحسین اقدام ہے۔ اسی طرح زراعت کے لیے 2۔ ارب 38 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں' جو کہ ایک بڑی رقم ہے۔ اس کے علاوہ عالمی بنک کے تعاون سے نہروں' کھالوں اور ڈرینز کے لیے 8 ۔ ارب 6 کروڑ روپے کا منصوبہ ہے۔ ان شاء اللہ اس سے ایک بہت بڑا انقلاب آئے گا۔

جناب سپیکر! پولیس کے محکمے کے لیے تقریباً 7 ۔ ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے' یہ بھی قابل تحسین ہے۔ اگر امن و عامہ کی صورت حال درست نہیں ہو گی تو ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔ پولیس کے ملازمین کی ہزار روپے ماہانہ تنخواہ بڑھانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس سے انھیں حوصلہ ملے گا اور رشوت ستانی میں کمی واقع ہو گی۔ اسی طرح پولیس ڈیوٹی کے لیے جو شفٹ سسٹم بنایا جا رہا ہے یہ بہت ہی قابل تحسین بات ہے۔ اگر ایک انسان 24 گھنٹے مسلسل ڈیوٹی دیتا ہے تو پھر اس سے آپ اچھے اخلاق' یا اچھے سلوک کی کیسے توقع کر سکتے ہیں' وہ کسی نہ کسی موقع پر ضرور تلخی دکھائے گا۔ اسے نیند بھی آتی ہے' بچوں سے بھی ملنا ہوتا ہے۔ تو یہ شفٹ سسٹم بہت ضروری تھا اور ان شاء اللہ اس پر عمل درآمد سے اچھے نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر! فوڈ سٹمپ کے لیے ایک ارب 30 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ بہت قابل تحسین قدم ہے۔ اس سے غریب لوگوں کو ریلیف ملے گا۔ اسی طرح ضلعی ترقیاتی فنڈز میں اضافہ کیا گیا ہے۔ یہاں میں وزیر خزانہ کو نوٹ کروانا چاہتا ہوں کہ اس بات یہ یقین دہانی کروائی جائے کہ یہ فنڈز lapse نہیں ہوں گے۔ کیونکہ ابھی تک پچھلے سال کا بجٹ بھی خرچ نہیں ہوا۔ اسی

طرح میونسپل فنڈ کا قیام بھی بڑا ضروری ہے۔

جناب والا ! بجٹ کی سب سے بڑی ' اہم اور انقلابی بات ضلع ٹیکس اور محصول چونگیوں کا خاتمہ ہے۔ اس سے کلاشنکوف کلچر' قبضہ گروپ ختم ہو جائے گا اور غریب لوگوں کو ریلیف ملے گا۔ لوگوں نے اس کو بہت زیادہ سراہا ہے۔ یہ اس بجٹ کی سب سے اہم بات ہے۔ یہ ایک جرأت مندانہ فیصلہ ہے۔ یہ سعادت میاں نواز شریف صاحب کے حصہ میں آئی ہے کہ انھوں نے یہ ایک اچھا فیصلہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین ! چونکہ میرا تعلق زرعی علاقے سے ہے۔ زراعت کے بارے میں کچھ تلخ حقائق بھی ہیں۔ جناب والا ! ابھی تک زراعت کی پالیسی میں بے شمار خامیاں موجود ہیں۔ مثلاً پچھلے سال ڈی اے پی کھاد کی بروقت فراہمی نہ ہو سکی۔ لوگ گندم میں کھاد نہیں ڈال سکے اور اسی وجہ سے گندم کی اوسط پیداوار پچھلے سال کی نسبت نصف تھی۔ اسی طرح گندم کے نرخ نہ بڑھنے سے بھی لوگوں کو مایوسی ہوئی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ مرکز سے کہا جائے کہ آئندہ سال کے لیے گندم کی قیمت کم از کم ساڑھے تین سو روپے مقرر کی جائے۔ اور کھاد کا بروقت مہیا کرنا' خصوصاً ڈی اے پی کھاد کا مہیا کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ جناب والا ! اب ڈی اے پی کھاد ہمارے اپنے ملک میں بننا شروع ہو گئی ہے۔ فوجی فرٹیلائزر پراجیکٹ لگ چکا ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ جب ہم کھاد import کرتے تھے تو اس کی قیمت -/800-/700-/680 روپے رہی ہے اور اب بھی اسی قیمت میں مل رہی ہے۔ اب اس کی قیمت تو -/500 روپے ہونی چاہیے تھی۔ کیونکہ اب ہم اسے اپنے ملک میں تیار کر رہے ہیں اور اس پر لاگت کم آ رہی ہے۔ ہندوستان میں اس کی قیمت -/250 روپے فی بوری ہے۔ تو میری درخواست ہے کہ فوجی فرٹیلائزر والوں سے کہہ کر اس کی قیمت -/500 روپے مقرر کی جائے۔

جناب والا ! پچھلے سال گنے کی فصل کا جو حشر ہوا ہے وہ آپ سب کے علم میں ہے۔ اس ملک میں زمیندار کو کچھ نہیں مل رہا' اگر کچھ مل رہا ہے تو وہ مڈل مین کو مل رہا ہے۔ ہمارے علاقے میں مڈل مین نے گنا -/16 روپے من خریدا اور وہی گنا -/32' -/33 روپے میں ملوں کو دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ مڈل مین نے کمایا۔ آلو کے بارے میں عباس کھوکھر صاحب بڑی باتیں کر رہے تھے کہ آلو کی بڑی قیمت بڑھا دی گئی ہے۔ جناب والا ! جب آلو کی فصل آئی تو -/200 روپے فی بوری بھی کوئی لینے کو تیار نہیں تھا۔ جب زمینداروں کے ہاتھوں سے سارا آلو نکل گیا تو پھر اس کی قیمت

..-/700' -/600 روپے تک بڑھا دی گئی۔ تو اس سے زمیندار کو کیا فائدہ ہوا؟

جناب سپیکر! حکومت نے سٹمپ ڈیوٹی میں کمی کی جو کہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں اس پر حکومت کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اس سے ہمارے عوام کو ریلیف ملا ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں' یہ بھی اچھی بات ہے' لوگوں کی پنشن بڑھی ہے۔ بہت احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں' جیسا کہ رات ہی وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا ہے کہ شہروں میں فلیٹس بنا کر لوگوں کو دیے جائیں گے۔ اسی طرح دیہات میں بھی جگہ کی بڑی تنگی ہے۔ اکثر دیہات میں سٹیٹ لینڈ نہیں ہے۔ میری استدعا ہے کہ دیہات میں بھی سات مرلہ سکیم شروع کی جائے اور جہاں سٹیٹ لینڈ نہیں ہے میری استدعا ہے کہ دیہات میں بھی سات مرلہ سکیم شروع کی جائے اور جہاں سٹیٹ لینڈ نہیں ہے وہاں حکومت زمین acquire کر کے لوگوں کو پلاٹ مہیا کرے تاکہ غریب لوگ بھی اپنا گھر بنا سکیں۔

جناب والا! میں نے کئی مرتبہ پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ہمارے علاقے میں نہروں اور سڑکوں پر بے شمار درخت ہیں جو کہ اپنی طبعی مدت پوری کر چکے ہیں۔ ان کی عمر 70/80 سال سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ان درختوں کو کٹوایا نہیں جاتا' وہ وہیں پہ خراب ہو رہے ہیں یا محکمے کے لوگ انھیں بیچ کر کھا رہے ہیں۔ اگر یہ درخت فروخت کر دیے جائیں تو ان کی قیمت سے بہت سارے منصوبے مکمل ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! نوٹ کرنے والی بات ہے' میرے علاقے میں ایک سڑک I-R.12-I کے ساتھ ساتھ بن رہی ہے اور اس کے درخت نیلام ہو رہے ہیں۔ اس سڑک کی لمبائی 22 کلومیٹر ہے۔ اور اس کی لاگت پونے تین کروڑ روپے آ رہی ہے اور جو درخت نیلام ہو رہے ہیں وہ تقریباً پونے چار کروڑ روپے کے نیلام ہو رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ درخت کیوں ضائع کیے جا رہے ہیں؟ جناب والا! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور دوستوں نے توجہ سے سنا۔ جناب والا! چونکہ آپ 1985ء سے اس ہاؤس میں آ رہے ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ ایک روایت تھی کہ بجٹ پر 9/8 دن بحث چلتی تھی اور جب تک کوئی مقرر سیر حاصل بحث نہیں کر لیتا تھا اس وقت تک اس کا ٹائم ختم نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب کہا جاتا ہے کہ پانچ یا دس منٹ میں بات ختم کی جائے یہ روایت اچھی نہیں ہے۔ اگر ہم لوگ آپ کو معلومات مہیا نہیں کریں گے تو کسی کو کیا پتا ہو گا؟ اس پورو کرسی یا دفتروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو نہیں پتا کہ دیہاتوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر ہم ایک بات کرتے ہیں تو وقت کی کمی کی وجہ سے دوسری بات رہ جاتی ہے۔ دوسری بات کرتے ہیں تو

تیسری رہ جاتی ہے اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ وقت کی پابندی ختم کروائیں اور جو مقرر جتنا وقت لینا چاہے اسے دیا جائے تا کہ وہ سیر حاصل بحث کر سکے اور وزیر خزانہ اور دوسرے ذمہ دار اسے توجہ سے سنیں' اس کے notes لیں اور ان پر عمل درآمد کریں۔ یہ نہیں کہ اپنا پرانا طریقہ اختیار کیجیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ، چودھری غلام احمد خان!

چودھری غلام احمد خان (پی پی -111) جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا تا کہ میں اپنی معروضات اس ایوان میں پیش کر سکوں۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے یہ موجودہ حالات میں بڑا متوازن اور ٹیکس فری بجٹ ہے لیکن تمام معاملات کسی ایک وقت میں حل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے خوش گوار چہرے والے قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ جنوبی پنجاب ' اپر پنجاب اور تیسرے کے نام کا مجھے پتا نہیں کہ وہ تیسرا کون سا حصہ ہے؟ یہاں میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کی اصطلاح میں اپر پنجاب سے سکندر حیات یہاں رہا' ملک خضر حیات نوانہ یہاں رہا' نواب کالا باغ یہاں رہا۔ یہ تمام اپر پنجاب سے ہیں۔ اب جنوبی پنجاب سے سردار عبدالحمید دستی وزیر اعلیٰ رہے۔ نواب صادق حسین قریشی یہاں وزیر اعلیٰ رہے۔ ملک غلام مصطفیٰ کھر یہاں وزیر اعلیٰ رہے۔ چار اِدھر سے اور چار اُدھر سے اور جس کو سنٹرل پنجاب کہا جاتا ہے چار وہاں سے رہے ہیں۔ اپر پنجاب سے نواب آف کالا باغ جس میں سبھی کچھ سما جاتا تھا وہ بھی رہے ہیں۔ ہمارے سینئر وزیر ملک خدا بخش بچہ' میں ان کو محدود نہیں کرنا چاہوں گا کیونکہ وہ تو کاشتکاروں کے نمائندے ہیں کسی خاص حصے کے نمائندے نہیں ہیں۔ وہ بھی یہاں سینئر وزیر رہے ہیں۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف کو صوبے کو اتنے چھوٹے معاملات میں تقسیم کر کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی توجہ نہیں دے سکا تو وہ برابر کی ذمہ داری ہے۔ مجھے یہ بات کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی میں نے ان کو صرف یہ یاد دہانی کروانے کی کوشش کی ہے۔

جناب والا! چونکہ میرا تعلق زراعت سے ہے۔ زراعت ' تعلیم اور صحت کے شعبے میں آبادی کے بڑھاؤ کے ساتھ ساتھ مسائل بڑھتے چلے جائیں گے اس لیے ہماری پالیسیز طویل المدت ہونی چاہییں کہ جو پچاس سال بعد ہونا ہے ہمیں آج اس کا علم ہونا چاہیے۔ ہماری سوچ اور ٹیکنالوجی ان خطوط پر استوار ہونی چاہیے تا کہ ہمیں کم سے کم وسائل میں زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل ہو۔ جناب

والا! زرعی ٹیکس کے مسئلے میں عرض کرتا ہوں کہ پنجاب میں ریونیو 77 لاکھ تھا لیکن آج ہم سوا دو ارب روپے زرعی ٹیکس دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کاشت کار عشر زکوٰۃ بھی دیتا ہے' لوکل ریٹ دیتا ہے میریج ٹیکس بھی دیتا ہے۔ اگر ہم گنیں تو بہت سے ٹیکسز ہیں لیکن اس کے مقابلے میں ماسوائے گرین ٹریکٹر سکیم کے جو کہ ہمارے لیے ایک نئی اور جدید سہولت میسر آئی ہے اور شاید اگلے سالوں میں بڑھ جائے' اس کے علاوہ ہمیں کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی۔ اگر ہم اپنے اہداف کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ہمیں قیمتوں اور پیداواری لاگت پر نظر رکھنی پڑے گی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ زرعی پیداوار کی قیمت تو تین سال بعد بڑھے لیکن بیج' کھاد' دوائی' فلیٹ ریٹ' ڈیزل آئل یا دوسرے پرزہ جات کی قیمت ہر دو ماہ بعد بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اگر ہم زراعت میں ترقی کر جائیں تو درآمدات میں جو گھپلے ہوتے ہیں ہم ان سے بھی بچ سکتے ہیں۔ جو تقسیم میں گڑبڑ ہوتی ہے اس سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اس لیے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تمام توجہ زراعت پر دینی چاہیے اس پر agro based industry کا بھی انحصار ہے اور ہماری بیشتر آبادی کا انحصار بھی اسی پر ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں امتحانوں کے سلسلے میں زیادہ کامیابی ہوئی ہے وہاں ہماری حکومت نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی ہے لیکن جب تک ہم administrative structure میں خاطر خواہ تبدیلیاں نہیں لائیں گے اس وقت تک ہماری خواہش جلدی پوری نہیں ہو سکے گی۔

جناب والا! لا اینڈ آرڈر کے مسئلے میں بھی یہ کہنا پڑے گا کہ بیک وقت ایک آدمی میں دو باتیں کم ہوتی ہیں" قوت فیصلہ اور قوت عمل۔ لیکن یہ حسن اتفاق ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ جس وجہ سے دہشت گردی میں کمی واقع ہوئی ہے۔

جناب والا! اب میں اپنے علاقائی مسائل کی طرف آتا ہوں جن میں آپ بھی شامل ہیں۔ جناب والا! سب سے اہم مسئلہ نالہ ڈیک کا ہے جو صدیوں پرانا چلا آ رہا ہے اور اس نے کاشت کاروں کو بے زمین کر دیا ہے۔ یہ نالہ نارووال' سیالکوٹ' گوجرانوالہ' شیخوپورہ اور فیصل آباد کے اضلاع کو براہ راست متاثر کرتا ہے۔ ہر سال جانی' مالی اور فصلات کا نقصان ناقابل تلافی ہے۔ اس کے تدارک کے لیے حکومت کو تیزی سے اقدامات کرنے چاہییں۔ جب تک اس پر کوئی کام شروع نہیں ہو گا اس وقت تک عام آدمی یقین نہیں کرتا کہ ہماری حکومت یا ہم اس کے لیے کوئی عملی طور پر کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! اب میں نظام تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ جہاں پہلے AEO ہوا کرتا تھا لیکن اب کوئی L C ہیں جو خود ان پڑھ ہیں وہ learners coordinator کیسے ہوں گے؟ وہ کیسے کام کریں گے؟ پھر ڈپٹی ڈی ای او ہیں، پھر ڈی ای او ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ماسوائے ڈی ای او کے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ ضلع کی سطح پر ایک ڈی ای او ہونا چاہیے اور اس کو بطور DEO and as well as Learners coordinator on district level کام کرنا چاہیے ۔ سکولز کے زون بنائے جائیں اور کمپری ہینسو ٹائپ سکولز ہوں اور جو لوگ زون میں ہوں وہی اس کے انچارج ہوں، وہی ان کی posting & transfer کریں اور وہی ACRs لکھیں۔ تب جا کر آپ کو تھوڑی سی کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اب پولیس کے متعلق یہ کہوں گا کہ جہاں کہیں وہ حسن اتفاق سے یا اپنی کاوشوں سے اچھا کام کر لیتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس تھانے میں ان کو لائسنس مل گیا ہے کہ ڈاکو کی بجائے وہ خود لوٹ لیں۔ اس بات پر بھی خاص طور پر توجہ دینی چاہیے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین، جناب فرحت عزیز مزاری۔

جناب فرحت عزیز مزاری (پی پی ۔ 206)، شکریہ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر بات کروں میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ چودھری اقبال صاحب، پی اینڈ ڈی کے ہمارے وزیر لودھی صاحب اور ان کی تمام ٹیم کو مبارک باد پیش کروں۔ انھوں نے اس صدی کے آخری بجٹ کو اور پنجاب کو ایک متوازن بجٹ دیا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پرانی روایات اور روش سے ہٹ کر اس دفعہ پی اینڈ ڈی اور فنانس کے محکموں نے منتخب ممبران کو بھی اعتماد میں لیا اور ان کے صلاح و مشورے سے صوبے میں بجٹ پیش کیا ہے۔ ان مشکل حالات میں ایک ٹیکس فری بجٹ دے کر صوبے کے عوام کی بڑی خدمت کی ہے۔

جناب والا! جب 1997ء میں مسلم لیگ برسر اقتدار آئی تو آپ بخوبی آگاہ ہیں کہ اس وقت کتنے مشکل مالی حالات تھے۔ اس وقت ملک نادہندگی کی stage پر تھا۔ عالمی ادارے ورلڈ بنک وغیرہ ہمیں نادہندہ declare کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ ان مشکل حالات میں ہماری قیادت نے میاں نواز شریف صاحب کی سربراہی میں ان حالات کا مقابلہ کیا اور آج ہم اس stage پر کھڑے ہیں کہ ہم نے صوبے کو ٹیکس فری بجٹ دیا۔ سنٹر میں بھی ٹیکس فری بجٹ دیا ہے اور صرف یہی نہیں ہم

نے نئی جہتیں مقرر کی ہیں۔ اس صوبے کو نئے trends دیے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ ہم نے میرٹ پالیسی کو فروغ دیا اور اس پر سختی سے عمل کیا ہے۔ ہمارا بد ترین مخالف بھی اس گورنمنٹ پر اس قیادت پر انگلی اٹھا کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں جگہ کوئی دھاندلی ہوئی ہے۔ یہ نہیں کہ اپنے ملک کے اندر ہی' بیرونی ادارے بھی اور ورلڈ بنک بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ پنجاب نے good governance کی ایک مثال قائم کی ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ پہلی دفعہ پاکستان کے کسی نمائندے کو وہاں مدعو کیا گیا اور میاں شہباز شریف وہاں پر تشریف لے گئے اور ان کو good governance پر اور صوبے میں جو ترقی کا عمل انھوں نے جاری کیا ہے اس پر وہاں کے اداروں کو' ورلڈ بنک کے زیر اہتمام خطاب کیا۔

جناب والا! زراعت کے متعلق میرے بھائی عباس کھوکھر صاحب نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ میں ان کی بھرپور تائید کرتا ہوں۔ اس میں' میں صرف دو چار باتیں ہی add کروں گا کہ شفاف اور میرٹ پالیسی کی انتہا تو یہ ہے اور ہمارے صوبے میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ دوست جو حزب اختلاف میں ہیں وہ بھی اس بات کی تائید کریں گے کہ ہم نے گرین ٹریکٹر سکیم میں میرٹ اور شفاف پالیسی کو جس طرح جاری رکھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں اپنے ضلع میں گرین ٹریکٹر سکیم کی تقسیم کا چیئرمین تھا اور میرے اختیار میں صرف یہ تھا کہ میں کمپیوٹر کا بٹن دباؤں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے بہت سارے دوستوں نے کہا کہ بھائی' آپ میری امداد کریں۔ میں نے کہا کہ یہ تو صرف کمپیوٹر آپ کی امداد کر سکتا ہے۔ جب میں وہ تقسیم کر رہا تھا تو ایک بزرگ اگلی صف میں بیٹھے تھے اور کہنے لگے کہ جناب میرا ٹریکٹر نکالیں۔ میں نے انھیں بلایا اور کہا کہ آپ خود تشریف لے آئیں' اپنا ٹریکٹر خود نکالیں۔ جب انھوں نے بٹن پریس کیا تو کسی اور کا نام نکل آیا۔ میں نے کہا دیکھیں آپ بھی اپنا نہیں نکال سکے' جو کچھ آپ نے کیا ہے وہی کچھ میں کر رہا ہوں۔ اس سے بڑی مثال شفاف پالیسی کی اس صوبے میں نہیں ملتی۔ نہ سابقہ ادوار میں اور نہ ہی اس دور میں۔ پنجاب میں جو شفاف پالیسیاں ہیں' میرٹ کی پالیسیاں ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر باقی صوبے بھی اس پر عمل درآمد کریں تو ہمارے بہت سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں اور آپ بخوبی اس بات سے آگاہ ہیں اور ہم سب یہ ایوان سب پڑھے لکھے لوگوں کا ایوان ہے۔ معاشی ترقی اور سیاسی استحکام دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ جب تک کسی بھی ملک میں سیاسی استحکام نہیں ہو گا وہاں پر معاشی ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں جب یہ فکر

پڑی رہے کہ ہم اپنی کرسیوں کو بچائیں گے تو پھر ہماری ترجیح نمبر ایک یہی ہو گی کہ ہم اپنی کرسی بچائیں۔ اس ملک کو اس صوبے کو آج بڑے عرصے کے بعد مسلم لیگ کی قیادت ایک ایسے مقام پر لے آئی ہے جہاں پر ہم آج یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت پانچ سال پورے کرے گی اور یہ اسمبلی پانچ سال پورے کرے گی۔ جناب والا! جب ہم پانچ سال پورے کریں گے تو ہم long term economic planning دے سکتے ہیں۔ ہم اس پر عمل درآمد کروا سکتے ہیں۔ جو کچھ ہم کر رہے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے مثبت نتائج نکلیں گے۔ پانچ سال کے بعد جب انتخاب ہو گا تو آپ دیکھیں گے کہ پنجاب کے اہلاتے ہوئے کھیت سونا اگلیں گے۔ پنجاب کی تقدیر تبدیل ہو جائے گی۔ جناب والا! یہ سب کچھ اس بدولت ہوا ہے کہ ہماری قیادت نے اس ملک کو سیاسی استحکام دیا ہے، نہیں تو ہر وقت یہ فکر رہتی تھی کہ کسی وقت حکومت جا سکتی ہے۔ ایک فرد واحد کے رحم وکرم پر 12 کروڑ عوام کی رائے کو ٹھکرا دیا جاتا تھا۔ اس سے بڑی زیادتی اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہاں ہمارے چند دوستوں نے باتیں کیں، جنوبی اور شمالی پنجاب کے حوالے سے باتیں کیں۔ جناب والا! اس تفریق میں نہیں پڑنا چاہیے۔ شمال میں بھی ایسے اضلاع ہیں جنوب میں بھی ایسے اضلاع ہیں جو بہت پس ماندہ ہیں۔ اٹک کا ضلع لے لیجیے، وہ بھی پس ماندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی طرح جنوب میں بھی ایسے اضلاع ہیں۔ میرا ضلع راجن پور سب سے پس ماندہ ضلع ہے۔ لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ یہ مسلم لیگ کی حکومت کی وجہ سے ہوا ہے تو یہ انتہائی ناانصافی کی بات ہو گی۔ جناب والا! یہ تفریق تو بڑے عرصے سے جاری ہے۔ یہ تفاوت یہ فرق آج کا نہیں، صدیوں کا ہے۔ جیسا کہ میرے دوست چودھری غلام احمد نے فرمایا ہے کہ جنوب نے بھی وزیراعلیٰ دیے ہیں، جنوب نے بھی یہاں پر گورنر دیے ہیں، جنوب نے یہاں صدر بھی دیے ہیں۔ ان کا یہ فرض بنتا تھا کہ وہ ان حالات کو ٹھیک کرتے۔ کس نے ان کو روکا تھا؟ یہ پہلی دفعہ ہے کہ جنوب میں اب احساس محرومی ختم ہو رہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے اور جناب، میں دعوے سے کہتا ہوں کیونکہ میں بھی جنوب کا ایک نمائندہ ہوں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ راجن پور کا ضلع جو انتہائی پس ماندہ اور ignored ضلع رہا ہے پچھلے سالوں میں بہت neglected رہا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ وہاں پر کوئی ترقیاتی فنڈز آنے لگے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ وہاں پر کوئی کام ہو رہا ہے اور ہم لوگ کچھ کہنے کے قابل ہوئے ہیں کہ یہ دیکھیں ترقی ہو رہی ہے۔ پچھلے ساڑھے تین سال کے دور میں میرے اپنے یہاں پر بھائی اسمبلی کے نمائندہ تھے۔ یقین جانیے ان محروم اضلاع میں، ان پس ماندہ اضلاع میں ایک روپیہ خرچ نہیں کیا گیا۔ میں ان دوستوں کو جو جنوب اور شمال کا

حوالہ دیتے ہیں اور اپر پنجاب کا حوالہ دیتے ہیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ آپ 1995ء کا بجٹ اٹھائیں 1994ء کا اٹھائیں دیکھیں کہ ان علاقوں کو کیا دیا گیا ہے اور ان کو آج کے حالات سے compare کریں۔ میں اس بات پر بھی میاں شہباز شریف، وزیر خزانہ اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے پس ماندہ اضلاع کے لیے weighage کی پالیسی دی۔ جو اضلاع پنجاب میں پیچھے ہیں اس تفریق کے علاوہ کہ جنوب میں کیا ہے اور شمال میں کیا ہے، جو پس ماندہ ہیں وہ پس ماندہ ہیں۔ ان کو weighage کی پالیسی دی ہے۔ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کو زیادہ فنڈز دیے ہیں اور ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیز کیا ہیں؟ یہ پی اینڈ ڈی کا حصہ ہیں حکومت پنجاب کا حصہ ہیں۔ وہی پالیسی جو پنجاب میں پی اینڈ ڈی والے کرتے ہیں اور فنانس والے کرتے تھے اس کو simplify کرکے ضلع کی سطح پر کر دیا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے سردار صاحب جن کا میں بڑا احترام کرتا ہوں۔ میرے خیال میں انھوں نے نہ اس بجٹ کو دیکھا ہے اور نہ ہی سابقہ بجٹ کو دیکھا ہے۔ انھوں نے بات کی 1994-95ء کے بجٹ کی۔ میں ان سے یہ بات طے کر لیتا ہوں کہ وہ اس بجٹ کو بھی دیکھیں اور اس بجٹ کو بھی دیکھیں اس میں بہت بڑی تفریق ہے۔ وہ تفریق یہ ہے کہ جو بھی under-developed ڈسٹرکٹ تھے۔ ان کو بجٹ زیادہ ملا ہے اور ہمارے جنوبی پنجاب میں اس وقت بجٹ زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔ بغیر کسی تصدیق کے اس ہاؤس میں بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب چیئرمین، جی مزاری صاحب! فرمائیں۔

جناب فرحت عزیز مزاری (پی پی-206)، جناب والا! میں cross talk نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پس ماندہ علاقوں میں، ڈیرہ غازی خان ایک پس ماندہ ڈویژن ہے۔ صرف ڈیرہ غازی خان کو ہماری حکومت نے big city package میں 10 کروڑ روپیہ دیا ہے۔ میرا ضلع پس ماندہ ترین ضلع ہے۔ کسی وقت بھی اس ضلعے کا نام یہاں بجٹ تقریر میں نہیں آیا۔ پہلی دفعہ اس کا نام آیا اور اب اس مسلم لیگ کی حکومت نے وہاں دریائے سندھ پر کشتیوں کا پل منظور کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! یہ پہلی دفعہ ہے کہ ضلع راجن پور جو پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہا تھا اس کے لیے پنجاب گورنمنٹ نے پیسہ منظور کیا ہے۔ میں کیسے کہہ دوں کہ بجٹ میں نہیں ہے یہ حقائق

روز روشن کی طرح واضح ہیں۔ ان سے کون چشم پوشی کر سکتا ہے۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ احساس محرومی کا رونا رویا جا رہا تھا کہ جنوب میں بڑا احساس ہے اور شمال میں یہ ہو رہا ہے یہ بات اب قصہ پارینہ بنتی جا رہی ہے۔ یہ weighage کی پالیسی' وزیر اعلیٰ اور پنجاب گورنمنٹ کی یہ سوچ کہ پس ماندہ اضلاع کو اوپر لایا جائے اور پنجاب کے ترقی یافتہ اضلاع کے برابر لایا جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ پانچ سال ختم ہونے تک کوئی ضلع پنجاب میں پسماندہ نہیں رہے گا سب کے سب at par آ جائیں گے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ وہ ضلعے جہاں کوئی دورہ ہی نہیں لگتا تھا وزیر اعظم پاکستان پچھلے دنوں وہاں میرے حلقے میں تشریف لائے لوگوں نے وہاں گزارش کی کہ جناب' ہمیں اس ضلع میں پچھلے کئی سالوں سے نہری پانی کی کمی کا مسئلہ ہے۔ انھوں نے محکمہ آبپاشی کے افسران کو موقع پر سٹیج پر بلایا اور ان سے پوچھا کہ بتائیں کہ پانی پہنچانے کے لیے آپ کی کیا ضرورت ہوگی؟ انھوں نے کہا جناب' 3 کروڑ روپے۔ وہ شاید گھبرا گئے مانگنا انھوں نے زیادہ تھا۔ وزیر اعظم پاکستان نے ان کو تسلی دی کہ آپ آرام سے سوچ کر بتائیں۔ تو انھوں نے کہا جناب' 3 کروڑ روپے۔ انھوں نے موقع پر منظور کر دیے۔ اور آج وہ پنجاب بجٹ میں reflected ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور مجھے یقین ہے کہ اگلے مالی سال میں راجن پور ضلع کا نہری پانی کا مسئلہ ان شاء اللہ تعالیٰ حل ہو جائے گا۔ جناب والا! بدقسمتی سے یہ ایک روایت رہی ہے۔ لوگ جو حزب اقتدار میں ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بجٹ بڑا اچھا ہے۔ جو حزب اختلاف میں ہوتے ہیں وہ آنکھیں بند کر کے کہتے ہیں کہ جی' بجٹ بڑا گندہ ہے۔ جناب والا! مالی مشکلات کو مد نظر رکھ کر ان حالات کو جن میں سے ہم گزر رہے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے میں ایمان داری سے کہتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ پیش ہو ہی نہیں سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ اندازہ فرمائیے یہاں پر monoply تھی۔ آپ اندازہ فرمائیے' یہاں پر لوگوں کے deep rooted interest تھے۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جرأت مندانہ فیصلہ کرتے ہوئے ضلع ٹیکس اور چنگیوں کا نظام ختم کیا۔ آپ اکثر بائی روڈ سفر کرتے ہوں گے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ضلع کے اختتام پر اور شروع ہونے پر وہاں تقریباً لڑائی جھگڑے کا ماحول ہوتا تھا۔ ٹیکس لینے والے لڑائی جھگڑے پر آمادہ ہوتے تھے۔ لوگوں کی عزت نفس مجروح ہوتی تھی۔ ڈاکہ زنی کو ترویج دی جا رہی تھی۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ کرپشن کو روکنے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ قدم اٹھایا۔ میں اس کے لیے بھی وزیر اعظم پاکستان کو اور وزیر خزانہ چودھری محمد اقبال کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے ایسا بجٹ پیش کر کے ضلع ٹیکس اور چنگیوں کے نظام

کو ختم کر کے بہت بڑا قدم اٹھایا ہے۔جناب والا! مفت علاج کے لیے اس بجٹ میں 80 کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح ہماری گورنمنٹ vigilant ہے کوئی کوتاہی برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ یہ رقم مستحق لوگوں پر خرچ ہوگی۔ ہسپتالوں میں جو غریب لوگ جاتے ہیں ان کا مفت علاج ہوگا۔ میں گزارش کروں گا جیسے دستی صاحب فرما گئے ہیں اور انھوں نے بڑا صحیح کہا کہ جو وزراء صاحبان ہیں وہ اگر دور دراز کے اضلاع میں اپنے دورے رکھیں تو اس سے وہاں کے مسائل ان کے نوٹس میں آئیں گے اور ان کے حل کرنے میں بھی بڑی مدد ملے گی۔ جناب والا! میں انھی گزارشات کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری (پی پی -136)،

نحمَدُهٗ وَ نُصَلِي عَلٰى رَسُولِه الكَرِيم اما بَعد فَاَعوذُ بِاللّٰه مِنَ الشَيطٰنِ الرَجِيم ○ بِسمِ اللّٰهِ الرَحمٰنِ الرحِيم ○ الصَلٰوةُ وَالسلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُولَ اللّٰه ○ اَلصلٰوةُ وَالسلَامُ عَلَيكَ يَا حَبِيبَ اللّٰه۔

جناب چیئرمین ! کافی عرصے تک مزاج کے خلاف خاموشی رہی اور کافی عرصے کے بعد مجھے اسمبلی میں بولنے کا موقع ملا۔ جتنا عرصہ خاموشی رہی میں چاہتا تھا کہ اتنا ہی عرصہ مجھے بولنے کا وقت ملتا۔ لیکن میں ڈسپلن کی پابندی کروں گا۔ جتنا جتنا وقت دوسرے معزز اراکین کو ملا ہے میں بھی اتنا ہی وقت صرف کروں گا۔ بے شمار باتیں ذہن میں آتی ہیں اور سمجھ نہیں آتی کہ کہاں سے آغاز کیا جائے اور اختتام کہاں پر کیا جائے۔ جناب چیئرمین! غالباً آپ میرے مزاج سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ ضیف رامے صاحب میرے مزاج سے بڑی اچھی طرح واقف تھے۔ 1993ء کے tenure میں جو ساتھی میرے ساتھ تھے وہ بھی میرے مزاج سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ کو دیکھ کر مزہ نہیں آرہا' اس لیے کہ آپ میرے مزاج سے واقف نہیں ہیں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، ویسے مجھے آپ کو دیکھ کر مزہ آرہا ہے۔ اگر مجھے پہلے پتا ہوتا تو میں آپ کو وہاں اس وقت جیل میں بلا لیتا۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، جناب والا! جیل جانا حضرت مجدد الف ثانی کی سنت ہے اور وہ

ہمارے پیشوا ہیں۔ یہ بھی سنت پوری ہو جاتی۔ جناب والا! پنجاب میں کافی محکمے ہیں۔ اور کافی وزراء یہاں پر تشریف فرما بھی ہیں۔ میری proposal یہ ہے کہ لوگ وزارت کی خواہش کرتے ہیں۔ مختلف خواہشات ہوتی ہیں۔ میرے ذہن میں یہ proposal آتی ہے کہ ہر محکمے کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں اور ان کی کارکردگی بہتر کرنے کے لیے وزراء بھی کام کر رہے ہیں۔ اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ پوری کابینہ کرپشن سے پاک ہے۔ ارکان اسمبلی نے بحمدُ للّٰہ بڑا اچھا وقت گزارا ہے۔ میری بڑی خواہشات تھیں جو کہ دو مرتبہ اسمبلی میں آ کر بھی پوری نہیں ہوئیں۔ یہ وزراء میرے بزرگ ہیں' میریان کے ساتھ frankness بھی ہے' یہ مجھ سے شفقت بھی کرتے ہیں' میں ان کا ادب بھی کرتا ہوں' طنز و مزاح بھی ہوتی رہتی ہے۔ بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے لیے ایک سرمایہ ہیں۔ میری suggestion یہ ہے رانا اقبال صاحب' چودھری اقبال صاحب وغیرہ وغیرہ' ارشد لودھی صاحب! تو میری یہ suggestion ہے کہ میں وزارت کا امیدوار نہیں۔ لیکن میری ایک suggestion ہے۔ مذاق کے علاوہ seriously پتا نہیں زندگی کتنی ہے کتنی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا سب سے بڑی دولت ہے۔ میری گاڑی ابھی تک 1982ء ماڈل ہے اور اس میں اے سی بھی نہیں لگا ہوا۔ کوئی ایم پی اے صرف پانچ منٹ کے لیے اس میں بیٹھ کر دکھائے۔ جناب چیئرمین! یہ میرے بھائی ہیں' بزرگ ہیں۔ منشاء بٹ صاحب میری باتیں سن کر مسکرا رہے ہیں انہوں نے ویسے میرے ساتھ بڑی زیادتیاں کی ہوئی ہیں۔ (قہقہے) میری تجویز یہ ہے کہ ہر محکمہ ایک ایک مہینہ' میں کسی وزیر صاحب کی وزارت نہیں لیتا' ان کی گاڑی نہیں لیتا' ان کا دفتر نہیں لیتا' ہر وزیر ایک مہینہ اپنے پورے اختیارات۔۔۔ (مداخلت) اور مجھے اپنی بات convey کرنے میں مشکل اس لیے پیش آ رہی ہے کہ یہ اسمبلی ہال ہے' میری تجویز یہ ہے کہ میں جس سرکاری ملازم یا افسر کو ڈسمس کرنے کے لیے کہوں تو وزیر صاحب اس کو ڈسمس کر دیں۔ میں جس کو معطل کرنے کے لیے کہوں تو وزیر صاحب اس کو معطل کر دیں۔ یہ میری ایک تجویز ہے یعنی ایک مہینہ محکمہ صحت میں' ایک مہینہ افضال شاہ صاحب کے محکمے میں' ایک مہینہ لودھی صاحب کے محکمے میں' ایک مہینہ چودھری اقبال صاحب کے محکمے میں' یعنی وہ مجھے ایک ایک مہینہ یہ اختیار دیں کہ میں افسروں کی میٹنگ بلا سکوں' میں اصلاح معاشرہ کر سکوں۔۔۔ (مداخلت) جناب چیئرمین! اگر اسی طرح مداخلت ہوتی ہے تو پھر میں تقریر بند کر دیتا ہوں۔ میں آج بہت سنجیدہ ہوں' آج میرا پرانا موڈ نہیں۔ حاجی فضل کریم صاحب بھی مجھے ایک مہینہ مشیر رکھ لیں۔ مشیر بھی بغیر گاڑی کے' بغیر تنخواہ کے رکھ لیں۔ لا الہ

الا اللہ محمد الرسول اللہ میں کوئی سرکاری عہدہ نہیں مانگتا۔

جناب چیئرمین! آپ گھبرائیں نہیں۔ جتنا وقت باقی لوگوں نے لیا ہے میں بھی اتنا ہی وقت لوں گا۔ اس ایک ایک مہینے کے دوران میں سروے کروں' اصلاح کروں' چیکنگ کروں اور اپنا کردار دکھاؤں' انہیں تبلیغ دین کروں' ان کی اصلاح کروں تاکہ وہ کرپشن سے بچ سکیں' باقی ہدایت تو اللہ نے دینی ہے۔

جناب چیئرمین! شرق پور شریف لاہور سے 20 میل کے فاصلے پر ہے.....

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ میں پیر صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ سیشن کے لیے راجا بشارت صاحب کا محکمہ پیر صاحب کو دے دیا جائے اور ان کا محکمہ لازماً انہی کے پاس ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شرق پوری صاحب! میری تھوڑی سی عرض سن لیں۔ آپ بڑے عالم فاضل' گدی نشین اور اچھے آدمی ہیں۔ ہم دل سے آپ کی بڑی قدر کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے بجٹ پر بحث ہو جائے اور آپ نے ان کی منت تو کر لی ہے کہ یہ ایک ایک ماہ اپنے اختیارات آپ کو دے دیں۔ آپ واقعی مستحق ہیں۔ اور یہ پھر ایک ایک ماہ استعفیٰ دے دیں؛ بہرحال ذرا بجٹ پر بات کریں۔

صاحب زادہ سعید احمد شرق پوری: جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ معاشرے میں جو لوگ دین سے دور ہیں' ان کو بھی دین کے قریب لانا چاہیے جس سے کرپشن ختم ہو گی' محکمہ جات کی کارکردگی بہتر ہو گی' ان کی اصلاح ہو گی تو پھر معاشرہ کرپشن سے پاک ہو گا۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اتنا پیسہ ایکسیئن اور ایس ڈی او کھا جاتے ہیں۔ یہ ایک ایک بات چھ چھ گھنٹے کی ہے اور اس سے بات بہت دور نکل جائے گی۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین کی تبلیغ کی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک ایسا نظام بنایا جائے کہ تبلیغ کی جائے' افسروں کو تبلیغ کی جائے اور عوام کو تبلیغ کی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کے لیے وقت دوں۔۔۔(مداخلت) جناب! مذاق تو نہ کرو۔ وزراء اور وزیر اعلیٰ صاحب میری سرپرستی کریں تو اصلاح کا بندوبست کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! ایک اور بات بڑی غور طلب ہے کہ وزراء میرے بزرگ ہیں اور انہوں نے پہلے بھی دو دن مقرر کیے تھے۔ ان دنوں میں خاص طور پر پابندی ہونی چاہیے کہ یہ اپنے دفتروں میں

تشریف فرما ہوں اور اگر کسی ایم پی اے کا ٹیلی فون آ جائے تو کسی وزیر کو یہ خواہش نہیں ہونی چاہیے کہ یہ ایم پی اے چل کر آئے۔ اس سے وقت ضائع ہوتا ہے' پٹرول ضائع ہوتا ہے تو اس سے کام کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ میں کسی وزیر پر تنقید نہیں کرتا اور یہ نشہ لینے کی ضرورت نہیں کہ کوئی چل کر آئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے سرپرست ہیں۔ جس طرح سیکرٹریٹ میں انٹر کام ہیں کہ ہر وزیر کی دوسرے وزیر سے بات ہو جاتی ہے۔ وہ سسٹم پیپلز ہاؤس اور ایم پی اے ہاسٹل میں بھی ہونا چاہیے تاکہ ایم پی اے ہر وقت وزراء سے اس کے ذریعے ہاٹ لائن پر رابطہ کر سکیں۔ جناب سپیکر! اس سے وقت بچے گا' کام زیادہ ہو گا اور ہم ٹیلی فون پر بھی وزراء کی بہت عزت کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزراء افسروں کی تربیت کریں' ان کو تربیت کرنی چاہیے اور ان کا کردار بھی ان کے لیے نمونہ ہو گا۔ وزراء سال میں ایک دو مرتبہ کسی نہ کسی کو معطل کر دیا کریں یا کسی کو ڈسمس کر دیا کریں تاکہ دوسروں پر خوف و ہراس پیدا ہو جائے۔ تو کردار' پیار' شفقت' تبلیغ اور ڈنڈا' اگر یہ سب چیزیں حکمت عملی سے استعمال کی جائیں تو بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ میری اکو ای گل ہو گئی اے۔ وماعلینا الا البلاغ المبین۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ شرق پوری صاحب نے پوری کیبنٹ پر عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ بالکل کسی کام کے نہیں ہیں۔ اگر میرے پاس اختیارات ہوں تو میں ایک مہینے میں یہ بہتر کر سکتا ہوں۔ میری تجویز ہے کہ یہ بجائے اس کے کہ سارے وزراء سے ایک ایک مہینہ لیں اور اتنے مہینے لگیں تو یہ وزیر اعلیٰ سے ہی ایک مہینہ لے لیں تاکہ سارا کام بہتر ہو جائے اور سارے معاملات ایک مہینے میں ٹھیک ہو جائیں۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ انہوں نے یہ بات کہی ہے یا نہیں کہی' آپ نے تو کہہ دی ہے۔ جی' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

ملک محمد عباس کھوکھر، جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے سعید اکبر صاحب سے گزارش ہے کہ انہوں نے ہماری اصلاح کرنی تھی اب ان کی تو ضرورت نہیں رہی' ہم اپنی اصلاح خود ہی کر لیں گے۔

جناب چیئرمین، نہیں' ملک صاحب! تشریف رکھیں۔ ان کا پوائنٹ آف آرڈر ایسے ہے جیسے پیش ہی نہیں ہوا۔ میاں عبدالستار صاحب لاہور والے' تشریف نہیں رکھتے۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب۔

ملک جلال الدین ڈھکو،(پی پی -183)، جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کے معاونین کو متوازن اور عوامی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! کیونکہ آپ بھی زراعت پیشہ ہیں اور یہ ملک بھی زرعی ملک کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ زراعت کے بارے میں یہ بار بار کہا جاتا رہا ہے اور اب بھی لوگ کہہ رہے ہیں کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ملک کا تمام تر دارومدار زراعت پر ہے۔ تو زراعت کے لیے موجودہ حکومت نے، وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے جو 30 ارب روپے کی اتنی بڑی رقم رکھی ہے۔ میں اس پر ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ زراعت کی فیلڈ میں موجودہ حکومت نے جو ترقیاتی منصوبے پیش کیے ہیں۔ اس ضمن میں، میں چند ایک گزارشات کروں گا۔ گرین ٹریکٹر کی سکیم، پکے نالوں، چھوٹے کھالوں، بڑے راجباہوں، اس کے علاوہ زرعی ادویات میں ملاوٹ کی روک تھام کے لیے کافی اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس پر میں ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ لیکن ان ساری باتوں کے ساتھ ساتھ ابھی زراعت میں چند ایک اقدامات کرنے ضروری ہیں۔ میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ زرعی فیلڈ میں کچھ محکمہ زراعت والے حضرات جن کا دفاتر سے تعلق ہے۔وہ دفاتر میں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں اور وہ فیلڈ میں نہیں جاتے۔ ان کو فیلڈ میں کام کرنا چاہیے اور لوگوں کو جاکر سمجھانا چاہیے اور زراعت کے بارے میں مشورے دینے چاہییں۔ تاکہ زراعت میں ترقی ہو اور یہ ملک خود کفیل ہوسکے۔ چونکہ ہمارا ملک زرعی ہے اور اگر ہم نے زراعت میں بیش بہا ترقی نہ کی تو اس کی مثال ایسی ہے کہ۔

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر! اس ضمن میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارا کاشت کار، چھوٹا کاشت کار ہو یا بڑا کاشت کار زیادہ تر ان پڑھ ہے۔ ان کاشت کاروں کو موجودہ ٹیکنالوجی سے روشناس کرانا بے حد ضروری ہے۔ وہ لوگ جو دفاتر میں بیٹھے ہیں، جو ڈپٹی ڈائریکٹرز ہیں اور لاہور میں اپنے دفاتر میں بیٹھ کر ہی فیصلے کرتے ہیں۔ ان کو زرعی مشورے دینے چاہییں اور کاشت کاروں کو مرکز ہیڈ کوارٹر پر ادویات مہیا کرنا چاہییں۔ کاشت کاروں کو کھاد اور بیج بھی مرکز ہیڈ کوارٹر پر پہنچانے چاہییں۔ کیونکہ کاشت کار جب شہروں میں آتے ہیں تو ان کے چالان ہوتے ہیں اور ان کو دھکے پڑتے ہیں۔ وہ شام

کو بے بس ہو کر واپس گھر چلے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے دشمن پڑوسی ملک میں یہ معاملہ چل رہا ہے کہ کاشت کاروں کو شہروں میں جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ ایک تو مرکز ہیڈ کوارٹر پر تمام ادویات مہیا کی جائیں۔ اس کے علاوہ کاشت کاروں کے لیے فلیٹ ریٹ کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں ملک عباس کھوکھر نے بھی بات کی ہے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ ٹیوب ویل کے اگر فلیٹ ریٹ نہ کیے گئے اور اسی طرح رہے تو کاشت کار پہلے ہی بے بس ہو چکے ہیں اور مزید غریب ہوں گے۔ اگر آپ کا کاشت کار مضبوط نہیں ہوگا' اگر آپ کا زمیندار مضبوط نہیں ہوگا تو پھر یہ نظام ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کو push کیا جائے اور خاص طور پر ٹیوب ویلوں کا فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے تاکہ کاشت کار کو آسانی سے پانی میسر آسکے۔ اس لیے فلیٹ ریٹ کا قیام بہت ضروری ہے۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم میں کچھ اقدامات کرنے ضروری ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے محکمہ تعلیم میں بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ جیسے نئے سکولوں کا قیام' معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے کئی پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کی سفارش' مڈل سکول پراجیکٹ اور کئی اقدامات جو قابل ستائش ہیں۔ لیکن میں ایک دو گزارشات کروں گا کہ دیہاتی علاقوں میں ٹاٹ سسٹم ختم کیا جائے' وہاں فرنیچر مہیا کیا جائے تاکہ سکول کے طالب علموں میں احساس کمتری اور احساس محرومی دور ہو۔ کیونکہ ٹاٹ پر پڑھنے والے بچوں میں احساس کمتری رہتا ہے۔ جناب سپیکر! دوسری تجویز یہ ہے کہ دیہاتوں کے تمام ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچرز کا ہونا بے حد ضروری ہے۔ دیہاتوں میں کئی ایسے سکول ہیں' میں ان کا نام بھی بتا سکتا ہوں جن میں سائنس ٹیچرز موجود نہیں ہیں۔ اس بارے میں' میں نے ڈائریکٹر تعلیم ملتان سے رابطہ بھی کیا کہ میرے حلقے کے بعض چکوک میں ہیڈ ماسٹر ہیں' نہ ہی سائنس ٹیچرز ہیں۔ لیکن مجھے اس کے متعلق کوئی مثبت جواب نہ ملا۔ دیہاتوں کے کئی سکولوں میں ٹیچرز کی تعداد بہت زیادہ ہے اور کئی سکولوں میں اساتذہ کی کمی کے باعث سکول بند پڑے ہیں۔ ان میں صرف ایک یا دو ٹیچر موجود ہیں۔ میری اگلی گزارش یہ ہے کہ کئی اساتذہ ایسے ہیں جو اپنے گھروں میں لڑکوں کو پڑھاتے ہیں اور وہ تعلیم دینے کی بجائے لڑکوں سے اپنا نجی کام کرواتے ہیں۔ اس طرح سے لڑکوں کی تعلیم پر برا اثر پڑتا ہے اور لڑکے تعلیم میں پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اس لیے کم از کم اساتذہ کو ان کے گھروں سے دس' گیارہ میل دور رکھا جانا ضروری ہے۔ یہ بات میں نے عملی طور پر دیکھی ہے کہ اساتذہ اپنے گھریلو کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ میں

محکمہ تعلیم کے بارے میں ایک اور گزارش کروں گا کہ جہاں ہائی سکولوں میں عمارتیں تو موجود ہیں لیکن کئی سکولوں میں سائنس لیبارٹریاں نہیں ہیں۔ ہر ہائی سکول میں ایک سائنس لیبارٹری کا قیام بھی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم اور زراعت کے بارے میں پہلے بھی کافی باتیں ہوچکی ہیں۔ اس طرح بھی ٹھیک نہیں ہے کہ بار بار یہی باتیں ہوتی رہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان پر عملی اقدامات کیے جائیں تاکہ یہ معاملہ جلدی طے ہوسکے۔ اس کے بعد چونگیوں اور برآمدی ٹیکس کا خاتمہ بھی بہت اچھا قدم ہے۔قوم جگا ٹیکس سے فارغ ہو گئی اور پورا پنجاب اس بدمعاشی سے فارغ ہو گیا۔ یہ بدمعاشی پورے پنجاب میں پھیلی ہوئی تھی۔ بار بار لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے تھے۔ ایک سو روپے کی بجائے پانچ پانچ سو اور ہزار ہزار روپے تک وصول کیے جاتے تھے۔ کوئی پرسان حال نہ تھا بالآخر اس کا خاتمہ ہی ضروری تھا۔ اس کا کوئی نعم البدل نہ تھا۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میاں نواز شریف کا ایک قدم ہے اور جو انہوں نے ایٹم بم کا تجربہ کیا ہے۔ یہ امت مسلمہ کے لیے بلکہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک روشنی کا مینار ہے۔ یہ پورے عالم اسلام کے لیے ایک defence line ہے۔ کیونکہ ان کے مخالفین کی ہر وقت یہ کوشش رہی ہے کہ اس خطہ کو ہڑپ کیا جائے۔لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی مخالف کو جرأت نہیں ہو سکتی کہ پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے۔ آخر میں، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ، آصف صدیق ڈھلوں صاحب۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں(پی پی -53): شکریہ جناب چیئرمین! بجٹ 2000-1999ء پر اظہار خیال سے پہلے میں اپنے حلقے کی طرف سے اور اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایک بہت متوازن اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میرے حلقہ کے عوام نے اس کو قابل ستائش کارنامہ قرار دیا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بجٹ غریب عوام اور متوسط طبقے کے لیے چاہے وہ امیر طبقہ ہو ہر ایک کے لیے بہت اچھا بجٹ ہے۔ تمام لوگوں نے اس کو appreciate کیا ہے۔ جناب منیس صاحب تو ویسے ہی تنقید برائے تنقید کا سلسلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے پہلے بھی پچھلے ایک دو اجلاسوں میں ممبران کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ممبران حاضری لگوانے کے لیے ہی سیشن میں آجاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات مناسب نہیں ہوتی۔ پھر انہوں نے یہ کہا کہ معزز

ممبران کو اس بات کا علم نہیں کہ ادھر ایڈووکیٹ جنرل کی ایک سیٹ ہوتی ہے۔ مجھے کم عمر ممبر ہونے کی حیثیت سے یہ ہچکچاہٹ محسوس ہو رہی ہے کہ آنر ایبل اپوزیشن لیڈر سینئر ہیں میرا خیال ہے کہ میری اتنی عمر ہو گی جتنا ان کا تجربہ ہے۔ میں سب سے کم عمر ممبر ہوں مجھے اس بات کا پتہ ہے کہ ایڈووکیٹ جنرل کی سیٹ ہوتی ہے۔ تو جو میرے کولیگ ادھر بیٹھے ہیں کوئی چوتھی مرتبہ ایم پی اے بنا ہے۔ کوئی پانچویں مرتبہ' کوئی دوسری مرتبہ' کوئی چھٹی مرتبہ والے معزز ممبران بھی ادھر ہاؤس میں تشریف رکھتے ہیں۔ یہ باتیں اس طرح کرتے رہتے ہیں کہ جیسے انہوں نے ممبران اسمبلی کی یادداشت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے یا یادداشت کا ٹھیکہ لینے کے بعد ٹینڈر بننے والے ہیں کہ کس کی کتنی یادداشت ہے؛ یہ پورے ہاؤس کو اس طرح باتوں میں لگائے رکھتے ہیں کہ کسی کو بھی نہیں پتا۔ دوسری بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پل اور شاہرات کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ پورا بجٹ جنوبی پنجاب میں لگ جائے یا شمالی پنجاب میں لگ جائے۔ ترقیاتی کاموں کی لسٹ بہت لمبی ہے۔ اسے ڈی پی بک کو دیکھا جائے تو یہ اپوزیشن والے ممبران اس بات کو محسوس کریں گے کہ پورے پنجاب میں مجموعی طور پر ترقیاتی کام جاری ہیں۔ تعلیم کا میدان ہو یا صحت کا ہو۔ زراعت کا ہو یا صنعت و تجارت کا میدان ہو۔ ہر میدان میں ترقیاتی کام جاری ہیں۔ یہ شرف پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کو حاصل ہے کہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کی قیادت میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بہت اچھے منصوبے بنائے جا رہے ہیں تاکہ عوام کے ترقیاتی کام ہو سکیں۔ وہ سکھ سے اپنی زندگی بسر کر سکیں۔

دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑنے کی جو کوششیں ہوئیں وہ نیٹ ورک اسی مسلم لیگی حکومت نے توڑا۔ اب صورت حال بہتر ہوگئی ہے۔ جو دہشت گردی ہو رہی تھی اس میں کافی سارا فرق آ گیا ہے۔ بلکہ یہ کام اب ختم ہونے کو ہیں۔ ترقیاتی کاموں کا جہاں تک تعلق ہے میں ایک مثال دیتا ہوں کہ اکیس نومبر کو پچھلے سال وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب وزیر مواصلات راجا نادر پرویز صاحب کی دعوت پر ہمارے حلقہ میں تشریف لائے۔ فیصل آباد سے انہوں نے ایم تھری موٹر وے کا افتتاح کیا۔ اس وقت انہوں نے پانچ گاؤں کو سوئی گیس دی۔ میں وزیر اعظم پاکستان کا شکر گزار ہوں اور اپوزیشن والے حضرات کو بتا رہا ہوں کہ اسی طرح ہر حلقہ میں ترقیاتی کام جاری ہیں۔ اس کے ساتھ وزیر اعظم پاکستان نے این اے 62 حلقہ میں دو ڈگری گرلز کالج دیے۔ ایک کالج پی پی 54 میں اور دوسرا کالج میرے پی پی 53 میں بنا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان

کو بتا دیا جائے کہ ترقیاتی کام بہت رفتار سے جاری ہیں جہاں بھی ہمارے لیڈر ضرورت محسوس کرتے ہیں ادھرخصوصی گرانٹ دیتے ہیں تو دوسرا محصول چونگی اور ضلع ٹیکس کے معاملے کو میں ایک مثال کے ساتھ آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میرے زمین دار بھائی صاحب اس کو بہتر طریقے سے جانتے ہیں۔ جو جنس ہوتی ہے جب وہ سبز ہوتی ہے تو جانور اس کو چارے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جب اس کا بیج بن جاتا ہے تو وہ پھر شہر میں لے کے جانا ہوتا ہے۔ میرے حلقے کے آدمی ٹرالی لے کر گئے محصول چونگی والوں نے روکا۔ انہوں نے کہا کہ اس ٹرالی کا محصول پندرہ سو روپے بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کس طرح بنتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ خشک خوراک جانوروں کے کھانے کی ہے۔ جہاں یہ بیج کے طور پر استعمال ہوگا وہاں ہمیں اس کا محصول زیادہ لگائیں گے۔ اگر جانوروں کے چارے کی خوراک کے طور پر لکھیں تو پھر اس کا محصول کیا ہوگا؟ تو پھر انہوں نے کہا کہ صرف ایک سو روپیہ تو دوسری طرف وہ پندرہ سو روپے ڈیمانڈ کر رہے تھے۔ آپ یہ دیکھ لیں کہ اس میں کتنا فرق ہے؟ یہ جگا ٹیکس لینے کی ایک واضح مثال ہے۔ پورے پنجاب میں اسی طرح ہوتا رہا ہے۔ اس کے علاوہ جو کوئی چارے والی ٹرالی شہر میں جاتی تھی اس کا 40 روپے پچاس روپے عام محصول ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ پندرہ بیس روپے وہ تمام ڈرائیور حضرات سے ویسے ہی اپنے چائے پانی کے لیے ڈیمانڈ کرتے تھے۔ کل ایک دوست کہہ رہے تھے کہ تاجر حضرات کو اس بات کا فائدہ ہے۔ وہ یہ نوٹ کر لیں کہ زمیندار بھائیوں کو بھی اس میں فائدہ ہے ہر آدمی کی جنس چاہے وہ پنجاب کے کسی ضلع میں بھی ہو۔ جنس تو شہر ہی جاتی ہے سبز چارہ ہے' گنا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تمام چیزیں جن پر محصول چونگی اور ضلع ٹیکس لاگو ہوتا تھا تو یہ ہماری مسلم لیگ کی حکومت کو شرف حاصل ہے کہ اس نے ایک بہت تاریخی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے دور میں یہ جگا ٹیکس ختم کر دیا گیا ہے۔ چونگیاں اور چونگے بھی ختم کر دیے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی کام جو پورے پنجاب میں جاری ہیں۔ ان کا سہرا میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے سر ہے۔ ہمارے حلقہ میں تو یہ مثال ایسی ہے کہ پچھلے پچاس سال کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھ لیں اتنے ترقیاتی کام نہیں ہوئے جتنے ہمارے حلقہ میں دو سال میں ہوئے ہیں۔ یہ ان کے واضح کاموں کی مثال موجود ہے۔ سوئی گیس کا مسئلہ ہو ٹیلی فون کا ہو۔ ڈرینج سکیم ہو سکولوں کی چاردیواری ہو۔ اپ گریڈیشن کا معاملہ ہو۔ ہمارے حلقہ میں تو پچھلے پچاس سال میں اتنے کام نہیں ہوئے جتنے یہ تقریباً سوا دو سال میں ہو چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہی میں

آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ مخدوم خسرو بختیار صاحب۔

مخدوم خسرو بختیار (پی پی 236)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج ٹائم عطا فرمایا کہ میں بجٹ پر اپنی کچھ گزارشات کر سکوں۔ سب سے پہلے میں چیف جسٹس صاحب کا اور منسٹر فنانس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک بڑا ہی متوازن بلکہ متوازن ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی visionary بجٹ دیا ہے۔ visionary بجٹ جناب والا! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ پرفارمنس based بجٹ ہے اور میرے نہایت ہی قابل احترام میرے بڑے بھائی قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ پچھلے سال میں انہوں نے زیرو based بجٹنگ کی بات کی۔ اب ایک نیا نئی اصلاح لے آئے ہیں۔ پرفارمنس بجٹ میں ایک نئی phrase آ گئی ہے۔ حضور والا! ان کی خدمت میں صرف میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پرفارمنس بجٹ جو ہے یہ زیرو based بجٹنگ سے advance ہے۔ زیرو base بجٹنگ ایک سادہ concept ہے کہ ہر سال جب ایک محکمہ اگلے سال کے لیے اپنی ڈیمانڈ لیتا ہے چاہے وہ غیر ترقیاتی اخراجات میں ہوں یا ترقیاتی اخراجات میں تو پچھلے سال کا جو بجٹ ہے اس کو based line لے لیا جاتا ہے اور اگلے سال کی ڈیمانڈز کو review کیا جاتا ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ سارے کا سارا بجٹ پانچ منٹ میں زیرو پوائنٹس سے لیا جاتا ہے اس میں بجٹ کا تعین کیا جاتا ہے کہ اس decade میں یا اس صدی میں جو محکمے 1950ء میں یا 1960ء میں بنے تھے۔ کیا ابعوامی معیار کے لیے ان کا کردار رہ گیا ہے؟ ان کے objective کا تعین کیا جاتا ہے' ان کے ٹارگٹ سیٹ کیے جاتے ہیں۔ میں آپ کو on the floor of the House بتانا چاہوں گا کہ پرفارمنس بجٹنگ کے اندر ان ڈوئیٹمنٹس کے اندر کوئی 100 گھنٹے شب و روز کی محنت کے بعد جس کو اپنایا ہے اور اگلے سال ہر ڈیپارٹمنٹ کی جو allocation ہو گی وہ اس کی اس سال کی کارکردگی کی بنیاد پر ہوگی۔ جناب والا ایک بہت جدید اور نیا concept جا رہا ہے کیونکہ اگر ہم نے اس صوبے کے اندر کوئی خاطر خواہ اور انقلابی اقدامات کرنے ہیں تو آپ کو پچھلی روایات سے ہٹ کر تقدیر پرستی کی ہم نے جو چادر اوڑھی ہوئی ہے اس کو اتار کر ہمیں ایک درخشندہ مستقبل کی طرف دیکھنا پڑے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہنا چاہوں گا کہ ،

"The young man who is speaking ہے اور یہ جو ریمورٹ کنٹرولڈ باتیں کر رہے ہیں ان کو چاہیے کہ اپنی عقل سے کام لے کر باتیں کریں۔ جو کچھ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور سیکرٹری فنانس نے ان کو فیڈ کیا ہے وہ اس ایوان میں پیش نہ کریں اپنے ضمیر یا اپنے ذہن کی بات کریں' یہ مالیاتی بابوؤں کی بات نہ کریں بلکہ اپنی بات کریں تو وہ بہتر ہوگا اور میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں' کیونکہ یہ نوجوان آدمی ہیں اور ان کے آگے بہت لمبا career ہے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین، آپ کوئی بات impose تو نہ کریں۔

مخدوم خسرو بختیار، جناب سپیکر! performance بجٹ کی جو تفصیل ہے وہ white paper میں مہیا کی گئی ہے جو سب اراکین کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ میں کوئی سیکرٹری فنانس یا بابوؤں کی بات نہیں کر رہا۔ جناب والا! اگر آپ اس بجٹ میں دیکھیں تو اس میں کوئی اضافی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے' بلکہ good governance اور پچھلے سال کی کارکردگی کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگلے سال جو 13 فی صد صوبائی محصولات کا ٹارگٹ بڑھا کر دیا گیا ہے۔ وہ fiscal discipline اور good management کے تحت ہم لوگ اس کا ہدف پورا کر سکیں گے۔ میرے معزز قائد حزب اختلاف نے ADP کی بات کی کہ جناب' آپ کے resources 13 ارب روپے ہیں آپ نے 15 ارب کا ADP دے دیا ہے اور پھر انہوں نے پچھلے سال کی economy cut کی بات کی ہے۔ جناب والا! اگر یہ white paper کا تھوڑا سا مزید غور سے تجزیہ کر لیتے تو اس میں کالم کے اندر یہ صاف لکھا گیا تھا کہ پچھلے سال کی actual allocation' جو federal tax receipts ٹرانسفر ہوتے ہیں' federal divisible pool کے' اور revised allocation میں کمی ہو گئی تھی تو آپ کو بخوبی علم ہے کہ economic sanctions کی وجہ سے وفاقی حکومت کی resource collection کم ہوئیں اور لامحالہ اس کا جو ٹرانسفر اور جو اس میں effect پڑا اور ہمارے ترقیاتی بجٹ میں کمی کی گئی اسی طرح ADP کا کہا کہ آپ کے resources تیرہ ارب ہیں اور آپ 15 ارب روپے کا بجٹ دے رہے ہیں اور عوام کو بے وقوف بنا رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اپنی تصحیح چاہتا ہوں اور میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مخدوم صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں میرے عزیز ہیں' winding up تقریر فرما رہے ہیں کہ آیا انہوں نے تمام جو اعتراضات اٹھائے گئے ہیں ان کا جواب مخدوم صاحب نے دینا ہے؟ وہ تو ہم پچھلے

دس پندرہ سال سے دیکھ رہے ہیں کہ وزیر خزانہ ان تمام کا نوٹس لیتے ہیں اور ان کا جواب دیتے ہیں۔ لیکن جو ممبران بحیثیت ممبر تقریر کرتے ہیں وہ بجٹ کے بارے میں اپنی رائے دیتے ہیں کہ جناب سپیکر' یہ باتیں اس بجٹ میں بہترین آئیں' یہ اچھی باتیں ہیں' یا اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو winding up تقریر کر رہے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے expect کروں گا کہ انہوں نے جو نوٹس لیے ہیں وہ ان کے ضائع ہو جائیں گے اگر مخدوم صاحب نے ساری باتوں کا جواب دے دیا تو۔۔۔

جناب چیئرمین: شکریہ

میاں فضل حق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! اپوزیشن لیڈر اور دوسرے ممبر نے جو بات کی ہم یہی فرق انہیں بتانا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ بنچز میں ایسے ممبران موجود ہیں جو سمجھتے ہیں کہ بجٹ کیا ہوتا ہے۔ وہی بات جیسے عام طور پر بجٹ کے دوران ممبران اپنے اپنے حلقوں کی بات کرتے ہیں یہ ایک روایت ہی ہے لیکن یہاں ہمارے ہاں ایسے ممبران ہیں اور یہ نوجوان ممبر ہے یہ سمجھتا ہے اور جانا چاہتا ہے کہ حکومت اس کو صحیح سمت میں کس ڈگر پر آگے لے کر چلنا چاہتی ہے تو یہ wind up منسٹر صاحب بھی کریں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو وہ بات کرنا چاہتے ہیں ان پر تنقید نہ کریں۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ سکتے ہیں۔ wind up کا لفظ بختیار صاحب نے استعمال نہیں کیا۔ جی بختیار صاحب فرمائیں۔

مخدوم خسرو بختیار: بڑی مہربانی جناب چیئرمین! کیونکہ ADP کے ساتھ ہر ممبر کی اتنی ہی دلچسپی اور وابستگی ہے جتنی منسٹر فنانس کی ہو گی اپوزیشن لیڈر صاحب کی ہو گی یا میری ہو گی۔ تو میں ADP بات کر رہا تھا کہ operational shortfall net size میں اور growth size میں ہمیشہ ہوتا ہے۔ اور ہاؤس کی اطلاع کے لیے کہ وہ operational shortfall موجودہ حکومت نے بہت کم کر دیا ہے پچھلے پیپلز پارٹی کے دور میں 17 سے 18 فی صد تک operational shortfall ہوتے تھے۔ اور یہ operational shortfall اس لیے رکھے جاتے ہیں تاکہ جب سکیموں کے اوپر کام کا اجراء شروع ہو جاتا ہے تو کئی جگہ پر litigations کی وجہ سے' stay orders کی وجہ سے' contractors problems کی وجہ سے پیسے lapse نہ ہو جائیں۔ جناب والا! اب میں بات کروں گا کہ پھر علاقائی

تعصب کی بات شروع ہو جاتی ہے' پھر طبقاتی تعصب کو ہوا دی جارہی ہے۔ جناب والا! آپ ADP تو پڑھ کر دیکھ لیں کہ ADP کا 71 فیصد دیہاتی علاقوں کے لیے مختص کیا گیا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی خدمت میں تفصیل بھی بیان کر سکوں گا۔ جب کہ نئی مردم شماری کے لحاظ سے دیہاتی اور شہری تقسیم میں تھوڑا سا shift آیا ہے۔ ابھی بھی آپ کے پنجاب کے اندر 69 فی صد دیہاتی آبادی ہے اور 31 فی صد شہری آبادی ہے۔ جناب والا! جہاں تک regional disparities کا تعلق ہے مجھے سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اپوزیشن لیڈر صاحب بہت ہی قابل احترام ہیں اور یہ پنجاب اسمبلی میں پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں پنجاب کے اپوزیشن لیڈر ہیں نہ کہ کسی علاقے کے اپوزیشن لیڈر ہیں اس لیے یا تو اپنے اپوزیشن بنچز میں بھی یہ کوئی جنوب کا اپوزیشن لیڈر بنا دیں۔

جناب چیئرمین، ویسے آپ ان کو quote نہ کریں' نام نہ لیں اور آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں پہلے یہ بات کہہ چکا ہوں۔ آج میں نے آتے ہی بات کہ تھی کی پہلے تو جو ریمورٹ کنٹرولڈ وزراء کرام ہیں وہ روزانہ سٹیٹمنٹس دے رہے ہیں اور آج یہ میرے عزیز چونکہ یہ ریمورٹ کنٹرولڈ بنے ہوئے ہیں تو آپ نے دیکھا ہے کہ وہ بار بار اپوزیشن لیڈر ' یا ہماری طرف دیکھ کر ہمیں point out کر کے بات کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ان کے سیاسی کیریئر کے لیے اچھی بات نہیں جو انہیں ریمورٹ کنٹرولڈ بنا دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، آپ نے بطور بزرگ اچھی نصیحت کی ہے بہرحال انہیں بات کرنے دیں۔

سردار محمد طفیل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ ذاتی طور پر منیس خان کو بھی جانتے ہیں ہم سب بھائی اکٹھے اس ہاؤس میں آئے تھے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ بجٹ کے متعلق تقریر پر سیاسی کیریئر کا کیا سوال ہے؟ میرا آپ کی وساطت سے ذاتی سوال ہے کہ اس کی پوری وضاحت کی جائے کہ انہوں نے پولیٹکل کیریئر کے متعلق کیا کہنا تھا اور کیا کہنا چاہ رہے تھے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، نہیں' نہیں' سردار صاحب کوئی ضروری نہیں ہے کہ ہر بات کی وضاحت کی جائے۔ آپ تو چاہتے ہیں کہ لڑائی بڑھتی رہے۔

مخدوم خسرو بختیار، جناب والا! میرا اپنا تعلق بہاولپور ڈویژن سے ہے اور ان کا بھی آخر ضلع رحیم یار خان سے تعلق ہے۔ تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت نے اڑھائی ارب روپے کی

لاگت سے بہاولپور رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کا اجراء کر دیا ہے اور وہاں کام جاری ہے۔ اسی طرح اڑھائی ارب روپے کی لاگت سے ڈی جی خان رورل ڈویلپمنٹ کے کام کا اجراء ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) میرے بھائی ملک آصف صاحب یہاں تشریف فرما ہیں انہوں نے بارانی علاقے کی بات کی وہاں پر پس ماندگی ضرور ہے اور اسی کو دیکھتے ہوئے ایک بارانی ویلج ڈویلپمنٹ پروجیکٹ پر جولائی میں دستخط ہو رہے ہیں ۔ جس کی لاگت 1.3 بلین ہے جو وہاں کے کم ترقی یافتہ علاقوں میں اور دیہاتوں میں استعمال ہوں گے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے بھائی facts and figures پہ آ رہے ہیں تو اس لیے میں اپنی معلومات کے لیے' اور خاص طور پر یہ جنوب کے بارے میں سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ جنوب کے ساتھ زیادتی نہیں ہو رہی۔ تو جہاں انھوں نے بہاولپور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بات کی ہے تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اپنی تقریر میں vis-a-vis لاہور اور اس کا comparison بھی پیش کرتے چلے جائیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں ایک منٹ کی اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین، فرمائیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنا بھرپور خطاب فرمایا' ان کے رفقائے کار نے تقاریر فرمائیں' ہم نے ان کو interrupt نہیں کیا۔ اب یہ نوجوان آدمی ہیں' ابھی learning stage میں ہیں اور بہت اچھی تقریر کر رہے ہیں۔ آپ اِن کو ہدایت فرمائیں کہ ان کو تقریر جاری رکھنے دی جائے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری، اصل میں بات یہ ہے۔

جناب چیئرمین، ویسے ذرا بجٹ پہ ہی معاملہ ہے۔ نوجوان دونوں کام کر رہا ہے۔ (قہقہے)

مخدوم خسرو بختیار، جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میرے یہ سے تعلق رکھنے والے اور بھکر سے تعلق رکھنے والے دوستوں کو پتا ہے کہ اس سال ایک ری ماڈلنگ آف تھل کینال کا پراجیکٹ جاری کیا گیا ہے۔ جیسے آپ کی خدمت میں پہلے مزاری صاحب نے ارشاد کیا کہ ایسے اضلاع جہاں ابھی ترقی کرنے کی ضرورت ہے وہاں ان کو weighage دیا گیا ہے۔ پچھلے سال ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے ان کو اضافی رقوم دی گئیں۔ اس میں راجن پور' خوشاب' بھکر' یہ شامل ہے اور اس سال پبلک

ہیلتھ انجینئرنگ کی جتنی سکیمیں ہیں rural drainage scheme یا rural water supply scheme ' ہمیشہ سے ان کے دو زون northern & southern ہوتے تھے۔ اس دفعہ دونوں زونوں میں جو تقسیم ہے وہ پچاس پچاس percent پہ ہے اور اس کا میں آپ کو ثبوت بھی پیش کر سکوں گا۔

جناب والا! اگر اے۔ ڈی۔ پی کو دیکھا جائے تو ہر حکومت کی خواہش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ نئے پروگرام شروع کیے جائیں تاکہ ہر صوبائی ممبر اپنے حلقے میں جا کر ہر گاؤں میں اناؤنس کر سکے اور اسی روایت کی وجہ سے پچھلے سالوں کا جاری شدہ پروگرام ختم کرنے کی جو ضرورت ہے اس پر اب ہمیں 38 ارب روپے کی ضرورت ہے۔ میں اس ہاؤس میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جس ذمہ داری کے ساتھ' جتنی خندہ پیشانی کے ساتھ مجلہ اراکین اسمبلی نے اے۔ ڈی۔ پی کے اندر on going projects کی اہمیت پر زور دیا اور اسی وجہ سے تقریباً 9 ارب روپیہ on going projects پر رکھا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے چھوٹے بھائی مخدوم صاحب ایم۔ پی۔ ایز کی ڈویلپمنٹ کے انچارج تھے اور یہ ابھی فرما رہے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ تمام ایم۔ پی۔ ایز اپنے اپنے علاقہ میں جا کر جو بھی کام ضروری سمجھیں وہ اناؤنس کریں۔ کیا ان کا رویہ آئندہ ہمارے ساتھ بھی یہی ہو گا یا پچھلے سال والا ہو گا؟ میں توقع کرتا ہوں کہ ہمیں بھی اس قابل بنائیں کہ ہم اپنے حلقہ میں جائیں تو ہم بھی اپنے حلقہ کے جو بھی زیادہ main problems ہوں' ہمارے پاس فنڈ ہوں اور وہاں ہم اناؤنسمنٹ کر سکیں۔

مخدوم خسرو بختیار، جی ہاں' جب لودھی صاحب اپنی کٹ موشن میں بولیں گے تو ان کو ہم عرض کر دیں گے۔

جناب چیئرمین، ویسے بات کرنے دیں۔ چند منٹ رہتے ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔ ان کا اے۔ ڈی۔ پی سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ وہ بات کو بہت سمجھتے ہیں۔ آپ یہ بھی فکر نہ کریں کہ آپ دونوں پرانے دوست ہیں۔ کسی کو یہ replace نہیں کر رہے۔ بہرحال انہیں بات کرنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، مہربانی۔

مخدوم خسرو بختیار، جناب والا! آپ کو پہلے ہی پتا ہے کہ صوبے کے مالی حالات میں گنجائش دن

بدن کم ہوتی جاتی ہے' کیونکہ غیر ترقیاتی اخراجات کا جو اثر ہے وہ non development budget پر بھی پڑتا ہے۔ اسی کو دیکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے extra budgetary provisions کے لیے انتظام کیا ہے اور اسی provision کے تحت ایک infrastructure bond کا اجراء کیا جا رہا ہے جو اس صدی کی بہت اہم ضرورت ہے۔ اس کے تحت sustainable development کی جائے گی جس کے اندر غازی گھاٹ برج کے ساتھ parallel bridge بنایا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ بہاولپور برج کو extend کیا جائے گا اور دونوں جنوب میں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اربن لوکل کونسلز کو strengthen کرنے کے لیے اور sustainable کرنے کے لیے پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ کا اجراء کیا جا چکا ہے جو ان شاء اللہ اگلے چند ماہ میں شروع ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومتی وسائل میں گنجائش نہ اب ہے' نہ پہلے تھی اور نہ آگے ہو گی۔ پھر حکومت ہی سب سے بڑا employer بن سکے گی۔ اسی کو دیکھتے ہوئے وزیر اعلیٰ صاحب نے ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس کا ایک بہت ہی جامع اور بڑا منصوبہ شروع کیا اور اس کے ساتھ ساتھ اے۔ ڈی۔ پی کے اندر کاٹیج انڈسٹری کے لیے 20 کروڑ روپے رکھے گئے تاکہ ایک آدمی ہنر سیکھ سکے اور پھر اس کو کاٹیج انڈسٹری کے لیے بغیر سود کے قرضہ بھی arrange کر کے دیا جائے اور اس دفعہ تقریباً دو ارب روپیہ مختلف بنکنگ سیکٹر کے ساتھ کاٹیج انڈسٹری لگانے کے لیے arrange کر کے دینے کا ٹارگٹ ہے۔ تو یہ تو چند ایسے اقدامات ہیں کہ جو resource availability کو دیکھتے ہوئے ہم نے پاؤں پھیلائے ہیں اور ایسے resources کو tap کرنے کی حکومت نے کوشش کی ہے جو کہ کبھی پچھلے ادوار کی حکومت میں ایسی سوچ نہ تھی۔ اور جہاں تک زراعت کا تعلق ہے' میرے کئی بزرگوار کا اور میرا اپنا تعلق بھی زرعی شعبے سے ہے' بڑی مفصل بحث ہوتی رہی۔ مگر بدقسمتی سے آپ کا تعلق-----(قہقہے) بدقسمتی سے اپوزیشن لیڈر صاحب نے پھر میں ان کو کہوں گا---

جناب چیئرمین، دو منٹ میں wind up کریں۔

مخدوم خسرو بختیار، انھوں نے کہا کہ چاول کی پروڈکشن جو ہے وہ باقی صوبوں کے لحاظ سے کم ہے۔ یہ منسٹر ایگریکلچر بھی رہ چکے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ پروڈکشن ٹارگٹس جو ہوتے ہیں' پروڈکشن کے جو figures ہوتے ہیں وہ ورائٹیز کے اوپر ہوتے ہیں۔ varietal کو differentiation دیکھنی پڑتی ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ سندھ کے اندر صرف اری 6 اور اری 9 ہوتی ہے جس کی پیداواری جھاڑ

لامحالہ زیادہ ہے مگر آمدن کسان کو کم ہے جب کہ پنجاب کے اندر زیادہ تر باسمتی اور اری کا divide ہے اور باسمتی کی پروڈکشن فی ایکڑ کم ہوتی ہے مگر زمیندار کو اس کی آمدن زیادہ ہوتی ہے۔ اسی لحاظ سے آپ ہی کی حکومت نے، مسلم لیگی حکومت نے ایگریکلچر کے جو credit allocation ہیں، وہ پچھلے پچاس سال میں کبھی کسی دور میں بھی اتنے بڑے jumps نہیں کرائے گئے اور اس کا طریق کار جو تعین کیا گیا، جس کے تحت ان کو ون ونڈو آپریشن کے تحت قرضے دیے گئے۔ یہ بھی پچھلی حکومتوں نے کبھی نہ سوچا۔ صرف زبانی جمع خرچ کرتے رہے۔ پچھلی حکومتوں والے ہمیشہ کسانوں کی دردمندی کی تو بات کرتے ہیں لیکن کوئی ایک تو ایسا جامع منصوبہ بتا دیں، کوئی ایک تو ایسا اقدام بتا دیں جس میں جنوبی پنجاب یا زرعی شعبے کے ساتھ انھوں نے کوئی ایسا قابل اعتراف کام کیا ہو۔

جناب والا! انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا صد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: شکریہ، شکریہ۔ ملک محمد اکرم بھٹی صاحب!

ملک محمد اکرم بھٹی (پی پی -155): شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں محترم میاں شہباز شریف صاحب وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ چودھری محمد اقبال صاحب، محمد ارشد لودھی صاحب منسٹر پی اینڈ ڈی اور دیگر وزراء جو اس بجٹ میں شبانہ روز محنت کرتے رہے ہیں ان کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اتنا متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جیسے پہلے مزاری صاحب نے فرمایا تھا کہ جو اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہیں انھوں نے کہنا ہے کہ بجٹ بہت اچھا ہے اور جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بجٹ بہت خراب اور غلط ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ موجودہ وسائل میں رہتے ہوئے اتنا اچھا بجٹ شاید کبھی بھی پیش نہ کیا گیا ہو۔ میں یہ بھی کہتے ہوئے قطعاً hesitation محسوس نہیں کروں گا کہ اگر سابقہ حکومت کو مالی مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا تو یقیناً یہ بجٹ ان کی خواہش کے مطابق بھی پیش کیا جاتا۔ اب اس میں کسی قسم کی کوئی کمی تو نہیں ایک صحیح سمت پر کام کرنے کے لیے، ایک صحیح ٹریک پر کام کرنے کے لیے اس بجٹ کو پیش کیا گیا ہے اور میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے یہ فرمایا تھا کہ جی، بجٹ پیش کرتے وقت کچھ حلقوں، کچھ ضلعوں کو نظر انداز کیا گیا ہے مگر میں یہ بات کرتے

ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ مثبت تنقید تو کرنی چاہیے مگر تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہیے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے encroachment کا معاملہ ہو یا لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہو ' یا ڈویلپمنٹ کا مسئلہ ہو' انھوں نے بلا تفریق تمام دوستوں کو accommodate کیا ہے اور ہر جگہ پر منصفانہ طریقے سے کام کیا ہے اور یقیناً ان کے قول و فعل میں قطعاً تضاد نہیں۔ مجھ سے پہلے خسرو صاحب performance budget پر بات کر رہے تھے تو اس پر اپوزیشن لیڈر نے کچھ باتیں کیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی performance تو تھی ہی نہیں۔ یقیناً performance budget اسی نے پیش کرنا تھا یا اسی حکومت کا حصہ تھا جس نے کوئی performance کی ہو جس کی مثال میں یوں دیتا ہوں کہ صرف ایک محکمہ تعلیم کو لیجیے اس میں گھوسٹ سکولز ' گھوسٹ ٹیچرز ' بوٹی مافیا کا خاتمہ اس سے زیادہ performance اور کیا ہو سکتی ہے؟ تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس بار بجٹ اے۔ڈی۔پی بناتے وقت منسٹر لودھی صاحب کی قیادت میں تمام اضلاع کے ممبران کو پی اینڈ ڈی کے ساتھ مل بیٹھ کر بجٹ بنانے کے لیے دعوت دی گئی تو عوامی نمائندگان میں احساس شمولیت بھی پیدا ہوا اور ان کے اپنے حلقے کے جو ضروری منصوبہ جات ہیں ان کی بھی نشان دہی کی گئی یہی وجہ ہے کہ اس مشاورت کی وجہ سے ہی سید والا پل اور دیگر دریاؤں کے پل تعمیر ہو رہے ہیں۔

جناب والا! میں agriculture extension پر بھی بات کروں گا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کام مکمل ہو گیا ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ agriculture extension پر مخصوص رقم مختص کی گئی ہے اور اس بارے میں حکومت کا اور بھی منصوبہ ہے کہ اس کو مزید establish کیا جائے ۔

جناب والا! universal literacy اور information technology کے بارے میں میں بات کروں گا کہ آرٹیکل اور مائیکرو سافٹ کے ساتھ جو معاہدے حکومت پنجاب نے کیے ہیں اس سے پنجاب میں خاصی ترقی ہو گی اور یہ ایک انتہائی انقلابی قدم ہے۔ اس سے پہلے شاید یہ کبھی کسی حکومت نے بھی نہ کیا ہو ۔

لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے میں یقیناً پولیس ملازمین کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے اور اس بجٹ میں چھوٹے ملازمین کے لیے ایک ہزار تنخواہ بڑھائی گئی ہے۔ تو یہ کسی طرح کم نہیں ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس حکومت نے چھوٹے پولیس ملازمین کی حوصلہ افزائی کی ہے ۔ تو میں یہ بات کرتا ہوں کہ بجٹ کے متعلق ایسے تو بات کرنے کے لیے خواہ کچھ بھی کہا جائے مگر یہ ایک

مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر محکمے میں خواہ رورل ڈویلپمنٹ کا محکمہ ہو' ایگریکلچر کا ہو یا کوئی دوسرا محکمہ ہو ہر محکمے کا خیال رکھ کر یہ بجٹ تیار کیا گیا ہے ۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دیتا ہوں ۔

خدا حافظ۔

جناب چیئرمین، مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب ۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری(پی پی -161)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ پر اظہار خیال کا موقع عطا فرمایا۔ جناب چیئرمین! حالیہ بجٹ جس پر آج اسمبلی غور کر رہی ہے میری رائے میں ایک نہایت ہی متناسب بجٹ ہے اور عرصے کے بعد ایسا بجٹ پیش ہوا ہے جس میں عوامی خواہشات ' عوامی مسائل اور عوام جو اور مشکلات محسوس کرتے ہیں ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کے لیے provisions رکھی گئی ہیں ۔ جناب چیئرمین! اس بجٹ کی خاص بات یہ بھی ہے کہ اس کو تیار کرنے سے پہلے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر منسٹر پی اینڈ ڈی' چیئرمین پی اینڈ ڈی اور متعلقہ محکموں نے ایم۔ پی ۔ اے صاحبان کے ساتھ میٹنگز کیں اور ان کی رائے اس بارے میں طلب کیں ' ان کے ساتھ مشاورت کی۔ اس کے بعد ہر علاقے کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی جو حدود متعین ہیں حکومت کے پاس جو وسائل موجود ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس بجٹ میں provisions رکھی گئی ہیں ۔ میں اس کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب ارشد لودھی صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس بارے میں ہم سے مشاورت کی اور ہمیں بھی اپنی رائے پیش کرنے کا موقع دیا اور اس کی روشنی میں اس بجٹ میں بہت سی اور بھی سکیمیں اور بہت سی اور بھی چیزیں شامل کی ہیں میں اس کے لیے ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں جو خاص باتیں میں نوٹ کرتا ہوں اور جس کے بارے میں اپوزیشن والوں نے بات کی اور ٹریژری بنچز والوں نے تفصیلی بحث اور بات کی ہے اس میں' میں بھی چند اور باتوں کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر اس بجٹ میں حکومت کی سابقہ سال کی کارروائی اور کارگزاری کو دیکھا جائے تو اس میں سب سے اہم مسئلہ جس کو اس حکومت نے face کیا وہ لا اینڈ آرڈر کا تھا ' کرپشن کا تھا ' دہشت گردی کا تھا۔ تو ان تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے بھرپور طریقے سے کوشش کی گئی اور اس کے لیے اس بجٹ میں بھی تجاویز رکھی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

کہ اس بجٹ کا یہ ایک نہایت ہی اہم پہلو ہے۔ کنسٹیبلوں کی تنخواہوں میں اضافہ کرنا یہ ایک اہم نکتہ ہے جس پر گزشتہ پچاس سالوں میں بھی توجہ نہیں دی گئی' اس بارے میں کبھی سوچا ہی نہیں گیا کہ انگریز نے یہ پولیس کا نظام بنایا تھا اور ان کی تنخواہیں اتنی کم مقرر کی گئی تھیں اور یہ کہا گیا تھا کہ آپ نے اپنے لیے آمدنی کے ذرائع خود تلاش کرنے ہیں' عوام کو لوٹنا ہے۔ وہ تصور آج تک چلا آ رہا تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس حکومت نے اس جانب توجہ کی ہے اور کرپشن کو دور کرنے کے لیے پولیس کے ملازمین میں حوصلہ اور اعتماد پیدا کرنے کے لیے' ان کے وسائل میں اضافہ کرنے کے لیے جو سوچ اس بجٹ کے ذریعے پیدا کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہم نکتہ ہے اور اس پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے دور رس نتائج سوشل لائف میں بھی اور ہمارے عدالتی نظام میں بھی اور investigation میں بھی ہر طرح سے سامنے آئیں گے۔ میں اس کے لیے حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! چونگی نظام کا خاتمہ' یہ ایک اور بڑا انقلابی اقدام ہے جو حکومت نے کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کرپشن ختم کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ آپ خود محسوس کریں گے کہ اگر کسی جگہ کسی کارپوریشن کو 15 کروڑ یا 20 کروڑ روپیہ ملتا ہے یا کمیٹی کو ملتا ہے تو میں یہ بات بڑے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ عوام سے ٹھیکیدار جو رقم وصول کرتے رہے ہیں وہ اربوں میں ہوتی ہیں' کئی کئی گنا زیادہ رقم وصول کی جاتی ہے۔ جبکہ خزانے میں' کارپوریشن' ضلع کونسل اور میونسپل کمیٹی کو اس رقم کا عشر عشیر بھی نہیں ملتا تھا۔ اس ٹیکس کا خاتمہ کر کے عوام کو ایک بہت بڑی سہولت میسر کی گئی ہے۔ آنے والے وقت میں اس کے بڑے اچھے نتائج سامنے آئیں گے اور اس تبدیلی کا احساس عوام' حکومت اور ان اداروں کو بخوبی ہو جائے گا۔

جناب والا! یہاں اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا کہ سارا بجٹ صرف ایک علاقے کو دے دیا گیا ہے اور دوسرے علاقوں کو محروم رکھا گیا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے اس بجٹ کی کتابوں کو دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی' کیونکہ ایسا کچھ بھی نہیں۔ غالباً یہ سب تقاریر جذباتی انداز میں کی گئیں۔ اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا کہ جنوبی پنجاب کو محروم رکھا گیا' کچھ علاقوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حضور والا! میں اس سلسلے میں صرف چند باتیں عرض کروں گا' کیونکہ مجھے علم ہے کہ وقت کم ہے اور آپ بہت جلدی گھنٹی بجوا دیں گے۔ جناب والا! بے شک لاہور اور دوسرے علاقوں میں فلائی اوور' انڈر پاس بنائے گئے لیکن پچاس سالہ تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ ملتان میں انڈر پاس تعمیر ہو

رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملتان میں چالیس کروڑ روپے کی لاگت سے اوور ہیڈ برج کی تعمیر بھی شروع کی جا رہی ہے۔ بہاول پور جیسے علاقے کے متعلق کوئی سوچ نہیں سکتا تھا کہ وہاں پر فلائی اوور موجود ہو گا۔ وہاں پر اوور ہیڈ برج ریلوے لائن پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ملتان ریلوے ٹریک کے اوپر اوور ہیڈ برج اسی سال مکمل ہو گا۔ یہ بھی اسی حکومت کا کارنامہ ہے۔ یہ تقریباً دس سالوں سے زیر تعمیر ہے اور اس سال موجودہ حکومت کے تعاون سے مکمل ہو گا۔ جناب والا! چیچہ وطنی کا اوور ہیڈ برج عرصہ دراز سے نامکمل پڑا ہوا ہے' وہ بھی موجودہ حکومت مکمل کر رہی ہے۔ بہاول نگر میں انڈر پاس اور غازی خان برج کی تعمیر ہو رہی ہے۔ یہ تمام علاقے جنوبی پنجاب میں ہی واقع ہیں۔ یہ تمام علاقے ملتان' ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کے علاقوں میں واقع ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ ان علاقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ کسی طرح سے بھی justify نہیں ہے۔ اگر آپ سڑکات کی provision کو دیکھیں تو کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کے لیے 178 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں 700 ملین کل ADP ہے۔ جناب والا! راولپنڈی' سرگودھا' فیصل آباد' لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژن ایک سائیڈ پر ہیں جبکہ ملتان' ڈیرہ غازی خان اور بہاول پور ڈویژن کو جنوبی پنجاب میں شامل کیا جاتا ہے۔ اور اب 700 ملین میں سے ان تین ڈویژنوں کے لیے 178 ملین رکھے گئے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی مناسب ہے۔ اسی طرح سے شہری سڑکات اور پلوں کے لیے 265/ 328 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اور یہ 951 ملین میں سے ہیں۔ اس میں بھی بڑا تناسب موجود ہے' تمام ڈویژنوں میں مساوی تقسیم نظر آتی ہے۔ آپ واٹر سپلائی کے head کو دیکھیں' اس کے لیے 81.730 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں 94 ملین کل allocation ہے۔ یہاں پر بھی رقم کی بڑی متناسب تقسیم ہے۔ اسی طرح سے ڈرینج کے لیے 544/200 ملین رکھے گئے ہیں۔ یہ کل 1400 ملین میں سے ہیں۔ جو کہ بڑی متناسب رقم نظر آتی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے علاوہ big city packages کے تحت 10 کروڑ روپے ملتان کے لیے رکھے گئے ہیں' 6 کروڑ اور 5 کروڑ روپے بالترتیب ڈیرہ غازی خان اور بہاول پور کے لیے رکھے گئے ہیں۔ یہ تمام رقوم وہاں شاہرات کی تعمیر اور سیوریج کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے رکھی گئی ہیں۔ تو یہ کہہ دینا اور ایسا تاثر قائم کرنا کہ جناب اس علاقے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ جناب سپیکر! گزشتہ پندرہ بیس سالوں سے ہم کوشش کر رہے تھے کہ ملتان میں ایک سٹیڈیم بنا دیا جائے۔ وہاں سپورٹس کے لیے کوئی سہولت مہیا ہونی چاہیے' وہاں کے نوجوانوں' طالب علموں کو ایسے مواقع ضرور

میسر ہونے چاہییں کہ وہ بھی ہاکی، کرکٹ اور فٹ بال کے انٹرنیشنل میچز دیکھ سکیں۔ لیکن یقین جانیے، ہماری طرف سے بھرپور کوشش کے باوجود تمام سابقہ حکومتوں نے اس بات کو نظر انداز کیا۔ یہ کریڈٹ بھی میاں شہباز شریف صاحب کو جاتا ہے کہ انھوں نے ملتان میں نواز شریف سٹیڈیم کی تعمیر کے لیے اس بجٹ میں provision رکھی۔ آج کل نوجوانوں میں جو ہیروئن کی لعنت پھیل رہی ہے، ان کا دہشت گردی کی طرف مائل ہونا یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ انھیں صحت مندانہ سرگرمیوں اور کھیلوں کی طرف رغبت نہیں دلائی جا رہی، انھیں ایسی سہولتیں مہیا نہیں کی جا رہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے بجٹ میں خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے لیے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ اس بجٹ کو خواہ کسی بھی angle سے دیکھ لیں یہ آپ کو ایک متوازن، متناسب بجٹ نظر آئے گا، ہر علاقے کو فنڈز کی مناسب allocation کی گئی ہے۔ جناب والا! اس بجٹ میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کو مشینری اور جدید ٹیکنالوجی مہیا کرنے کے لیے رقم مختص کی گئی ہے، جس پر میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب والا! یہاں میرے ایک دوست نے نشان دہی کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اسمبلی کی طرف سے قرار داد پاس ہونے کے باوجود ملتان کے لیے ہوم اکنامکس کالج فار گرلز کی provision اس بجٹ میں نہیں رکھی گئی۔ جناب چیئرمین! میں نے اس بابت ابھی ابھی وزیر خزانہ صاحب سے بات کی ہے۔ انھوں نے مانا ہے کہ یہ قرار داد ان کے نوٹس میں نہیں آ سکی تاہم انھوں نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں مناسب کارروائی کر کے ملتان میں ہوم اکنامکس کالج فار گرلز کا اجراء اسی سال میں ممکن بنایا جائے گا۔ یعنی اسے کسی طریقے سے اسی سال کے بجٹ میں شامل کیا جائے گا۔ میں اس مہربانی پر بھی ان کا بہت شکر گزار ہوں۔ جناب والا! یہ سب باتیں میں نے اس لیے عرض کی ہیں کہ یہاں یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ بجٹ بناتے وقت مختلف علاقوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ جناب والا! ملتان کا علاقہ جو ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے، میں آپ کو یاد دلاؤں گا کہ پچھلے سال بجٹ کے موقع پر میں نے اس ہاؤس میں point out کیا تھا کہ ملتان میں سیوریج کا پانی گلیوں میں نہروں کی طرح بہتا ہے۔ وہاں کی گلیاں اور سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ نمازی نماز پڑھنے کے لیے نہیں جا سکتے، وہاں ناپاکی کا عالم ہوتا ہے، جنازے چھتوں سے گزارے جاتے ہیں۔ میری اس گزارش پر اس سال ان علاقوں کے لیے خصوصی طور پر رقومات مختص کی گئی ہیں تاکہ اس علاقے میں سیوریج کا نظام مناسب طریقے سے ٹھیک کیا جا سکے۔ میں اس کے لیے محکمہ خزانہ اور خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب کا شکر گزار ہوں۔ جناب والا! جو بات بھی

حکومت کے نوٹس میں لائی جاتی ہے اس بابت حکومت انتظامات کرتی ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ سال اس سے بھی زیادہ بہتر انداز میں انتظامات کیے جائیں گے۔ جناب والا! میں ایک بار پھر محکمہ خزانہ، محکمہ P&D اور وزیر اعلیٰ صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے ہمارے علاقے پر خصوصی توجہ فرمائی ہے اور میں توقع رکھوں گا کہ یہ ہاؤس اس بجٹ کو پاس کرے گا۔۔۔۔

حاجی عبدالرزاق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اذان ہو چکی ہے اور جماعت کھڑی ہونے میں صرف دس منٹ رہتے ہیں۔ آپ ظہر کی نماز کے لیے اجلاس کو adjourn کریں۔

جناب چیئرمین : آپ درست فرما رہے ہیں، انصاری صاحب اپنی تقریر ختم کر لیں۔

مولوی سلطان عالم انصاری : جناب چیئرمین! میں آخر میں یہی عرض کروں گا کہ یہ بجٹ نہایت ہی متوازن اور متناسب ہے۔ اس پر کسی قسم کے اعتراضات کی گنجائش نہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، اب میرے پاس دو مقررین کے نام ہیں۔ سردار منصب علی ڈوگر صاحب اور نوابزادہ سید شمس حیدر صاحب۔ کیا آپ دونوں صاحبان صبح تقریر کرنا چاہتے ہیں؟

سردار منصب علی ڈوگر، جی۔ میں صبح تقریر کروں گا۔

نوابزادہ سید شمس حیدر (پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت)، جناب والا! میں بھی صبح تقریر کروں گا۔

جناب چیئرمین، تو پھر ہاؤس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

پیر' 21۔ جون 1999ء

(یوم الاثنین' 6۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 57 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا
اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ
بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ
الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

سورۃ الحجرات 1 تا 3

مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو' بے شک اللہ سنتا جانتا ہے ۝ اے اہل ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرو۔ اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمھارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو ۝ جو لوگ پیغمبر اللہ کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقوے کے لیے آزما لیے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر : جو تحاریک استحقاق pending چلی آ رہی ہیں' ان کو پہلے لیتے ہیں۔ ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 54 ہے' لیکن ان کی طرف سے پیغام ملا ہے کہ وہ آج جلاس میں نہیں آ سکتے۔ لہذا ان کی تحریک کو pending کر لیتے ہیں۔

وزیر صحت، جناب سپیکر ! مجھے بھی ان کی طرف سے یہی پیغام موصول ہوا ہے۔ اگر آپ ان کی تحریک استحقاق کو کل تک pending فرمالیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے' ان کی تحریک کو کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 56' ملک نعیم الدین خالد صاحب کی طرف سے ہے۔ چونکہ ان کے والد محترم کی وفات ہوئی ہے اس لیے وہ بھی تشریف نہیں لا سکتے' اسے بھی pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 57 ہے۔ وزیر قانون کے فرمان کے مطابق ہم نے اسے pending کیا تھا۔ یہ کارٹون کے سلسلے میں ہے۔ راجہ صاحب ! اس بابت آپ کی ان سے کوئی بات ہوئی ؟

روزنامہ "نوائے وقت" میں ارکان اسمبلی کے بارے میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت

(----------جاری)

وزیر قانون : جناب سپیکر ! کل آپ نے حکم فرمایا تھا کہ متعلقہ اخبار سے یہ کہا جائے کہ weekly کی بجائے daily اخبار میں اس کی وضاحت یا عذر شائع کیا جائے۔ متعلقہ اخبار کو اس بابت میں نے convey کر دیا تھا۔ میں چیک کروا لیتا ہوں کہ آج کے اخبارات میں وضاحت آئی ہے یا نہیں؟ اگر وضاحت نہیں آئی تو پھر آپ بے شک اسے take up کر لیجیے گا' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : بہتر ہے' آپ چیک کروالیں۔

حاجی عبدالرزاق : جناب سپیکر ! میں نے آج کا سارا اخبار پڑھا ہے' اس میں اس حوالے کچھ نہیں شائع ہوا۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : حاجی صاحب ! آپ فکر نہ کریں۔ ہم اس کو dispose of نہیں کر رہے۔ وزیر قانون صاحب ذرا چیک کر لیں' ان کی تسلی ہو جانے دیجیے۔ پھر اگر ضرورت ہوئی تو اسے

take up کر لیں گے۔ میرے پاس اس وقت تک جو تحاریک استحقاق تھیں وہ ختم ہوئیں۔ کچھ رپورٹیں پیش ہوئی ہیں۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

حاجی غلام ربانی: میں مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مصدرہ 1999ء (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 1999ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

سردار محمد سرفراز خان: میں مسودہ قانون (ترمیم) (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1999ء (مسودہ قانون نمبر 9 بابت 1999ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امداد باہمی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

چودھری نذیر احمد: میں تحریک استحقاق نمبر 33 بابت 1998ء پیش کردہ میاں انتصار حسین بھٹی، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری نذیر احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری محمد اعظم چیمہ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری محمد اعظم چیمہ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری، پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری' پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں محمد ثاقب خورشید' پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں محمد ثاقب خورشید' پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 41 بابت 1999ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 41 بابت 1999ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد : جناب سپیکر ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"تحریک استحقاق نمبر 44 بابت 1999ء پیش کردہ رانا ثناء اللہ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"تحریک استحقاق نمبر 44 بابت 1999ء پیش کردہ رانا ثناء اللہ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر : آج کی بحث میں حصہ لینے کے لیے میرے پاس معزز اراکین کے 12 نام حکومتی بنچز سے اور 2 نام حزب اختلاف کی طرف سے ہیں۔ سب سے پہلے سردار منصب علی ڈوگر صاحب کو میں دعوت خطاب دیتا ہوں۔

سردار منصب علی ڈوگر (پی پی - 191)، جناب سپیکر! شکریہ ۔ جناب والا! بجٹ 2000-1999ء جو کہ پنجاب اسمبلی میں چودھری اقبال' وزیر خزانہ نے پیش کیا ہے اس کے متعلق میں بات کر رہا ہوں۔ اس سے قبل ہر بجٹ سے متعلق بڑی توہمات' بڑے خفیہ اسرار و رموز ہوا کرتے تھے ۔ اس دفعہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے وزیر P&D کے ذمے یہ لگایا کہ تمام عوامی نمائندگان' ایم پی ایز کو بلوا کر ان سے مشورہ کریں اور ان کی آراء' تجاویز لینے کے بعد بجٹ بنائیں۔ انہی تجاویز کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بجٹ عوامی خواہشات کے مطابق پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس بجٹ میں زراعت' آب پاشی' تعلیم ' شاہرات کی تعمیرات اور دوسرے سب پہلوؤں کو اس حوالے سے cover کیا گیا ہے کہ اس بارے میں اب کسی کو شکایت یا شکوہ نہیں ہے۔ مگر ہمارے محدود وسائل کی وجہ سے کچھ باتیں نہیں آ سکیں۔ پچھلی حکومتوں نے قومی خزانے کو جس بری طرح ختم کیا' اس کے باوجود اس بجٹ میں مثالی منصوبے پیش کیے گئے ہیں جن کی مثال پچھلے ادوار میں نہیں ملتی۔ اب

جو دوست ہمارے اس بجٹ پر تنقید کرتے ہیں انھیں اپنے بجٹ اور اپنے کام بھی دیکھنے چاہییں کہ پچھلی گورنمنٹ میں قومی خزانے سے جو منصوبے پیش کیے جاتے تھے ان کا کیا حال کیا جاتا تھا؟ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف نے مالی وسائل کے استعمال کا طریق کار اور اس پر جو مضبوط چیک قائم کیا ہوا ہے جب سے پاکستان بنا ہے آج تک کسی وزیر اعلیٰ نے اس طرح سے مالی وسائل پر چیک نہیں کیا۔ اس کا اعتراف ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے ادارے بھی کر چکے ہیں۔ جو لوگ' آفیسرز ان منصوبوں میں خرابی پیدا کرتے تھے ان کا انجام باعث عبرت بنا کر پیش کیا ہے۔ وہ آئندہ بھی اس صوبے میں مثال کے طور پر پیش ہوتا رہے گا۔ جناب والا! بجٹ تو بنتے آئے ہیں اور بنتے رہیں گے مگر میاں محمد شہباز شریف نے لوٹ مار کا جو راستہ بند کیا ہے وہ آج تک کسی حکومت نے نہیں کیا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں اپنے وزیر اعلیٰ اور وزراء کرام کو چند گزارشات پیش کرنا چاہوں گا کہ ہمیں زراعت میں جو انقلابی تبدیلیاں چاہییں' انھیں حاصل کرنے کے لیے بے شمار کوششیں کی گئی ہیں لیکن کم مالی وسائل کی وجہ سے ساری مکمل نہیں ہوسکیں۔ اس لیے آئندہ ہمیں اس سیکٹر میں زیادہ وسائل پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ہماری 70 فی صد آبادی دیہات میں رہتی ہے اور پورے ملک کے رزق کے وسائل ان دیہات سے منسلک ہیں۔ ہمارے وزیر آب پاشی موجود ہیں میں گزارش کروں گا کہ نہروں کی لائننگ کے لیے آئندہ زیادہ فنڈز رکھنے چاہییں۔ farm to market roads کے لیے بھی زیادہ فنڈز کی ضرورت ہے کیونکہ پچھلے ادوار میں جو فنڈز آئے وہ سڑکیں کاغذوں میں مکمل ہیں لیکن موقع پر ان کا وجود نہیں ہے اور اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

جناب والا! میں آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ شوگر انڈسٹری کی طرف بھی دلانا چاہوں گا کہ شوگر انڈسٹری ڈویلپمنٹ کے لیے شوگر سیس فنڈز نہیں دے رہی۔ میں چاہوں گا کہ وہ فنڈز بھی زراعت کی ترقی کے لیے' ان روڈز کے لیے استعمال ہونے چاہییں۔ وہ بے شمار فنڈز ہیں اور انھیں بھی صوبے کی ترقی میں شامل ہونا چاہیے۔ جناب والا! فلیٹ ریٹ ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ بن گیا ہے اس پر جلد سے جلد عمل در آمد ہونا چاہیے۔ جناب والا! ایجوکیشن کے متعلق ہم نے ارشد لودھی صاحب سے گزارش کی تھی اور ایم پی ایز کی متفقہ رائے کے طور پر انھیں بتایا گیا تھا مگر میرے خیال میں اس پر اس لیے عمل در آمد نہیں ہو سکا کہ شاید اتنی رقم موجود نہیں ہو گی۔ مطالبہ یہ تھا کہ ہر دیہات میں یا کم از کم ہر یونین کونسل کی سطح پر لڑکیوں کا ہائی سکول ہونا چاہیے چونکہ دیہات کے

بے شمار لوگ پرائمری کے بعد اپنی بچیوں کو سکول سے ہٹا لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنی بچیوں کو شہروں میں بھیجنے سے اجتناب کرتے ہیں اور یہ ہماری سوسائٹی کا حصہ ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہر گاؤں میں نہیں تو ہر یونین کونسل کی سطح پر بچیوں کا ایک ہائی سکول ہونا چاہیے۔

جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو ٹھیک کرنے کے لیے دن رات جس طرح ان تھک محنت کی ہے پچھلے پچاس سال میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس ایوان میں مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ انھوں نے اپنے اور اپنے خاندان کے لیے دھمکیاں بھی وصول کیں مگر انھوں نے دلیری اور جان فشانی سے اس کا مقابلہ کیا اور دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑا اور ملزموں کو کیفرکردار تک پہنچانے کے لیے پولیس کو active کیا۔ یہ انھی کا حصہ ہے اس کے لیے وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ جناب والا! میری بات کرنے کا مقصد یہ نہیں کہ میں حکومتی پارٹی کا رکن ہوں بلکہ یہ حقائق ہیں اور یہ دن کی طرح سچ ہیں ان کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔

جناب والا! جس طرح انھوں نے ایم پی ایز کو باعزت کیا ہے۔ پچھلے ادوار میں سیاستدانوں پر جو بدعنوانی کے الزامات لگائے جاتے تھے انھوں نے ایم پی ایز کو ان الزامات سے محفوظ کیا ہے۔ میں ان اقدامات کے لیے بھی وزیر اعلیٰ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور جب ہم الیکشن کے لیے دوبارہ حلقوں میں جائیں گے تو ان شاء اللہ کوئی بھی ہم پر انگلی نہیں اٹھا سکے گا کہ آپ لوگوں نے کوئی ایسا غلط کام کیا جیسے پچھلے لوگ کیا کرتے تھے۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر صحت سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع پاک پتن میں DHQ ہسپتال نہیں ہے۔ میں اس کے لیے ان کو کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں اور اس دفعہ بھی بڑی کوشش کی کہ اس بجٹ میں اسے شامل کر لیں مگر معلوم نہیں کہ کس وجہ سے یہ شامل نہیں ہو سکا۔ وزیرصحت اگر اسے شامل کر لیں گے تو وہاں کے عوام کی دعائیں لیں گے اور اگر نہیں کریں گے تو ان کی آہوں کا حصہ بھی راجہ صاحب کے حصہ میں آئے گا۔ جناب والا! میری یہی چند گزارشات تھیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔ خدا حافظ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نوابزادہ سید شمس حیدر صاحب!

نوابزادہ سید شمس حیدر: (پی پی۔ 22)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

Mr Speaker, I am very grateful to you for giving me an opportunity to

speak on the budget for the year 1999-2000. Sir, I would like to responsed..... .....
(interruptions)

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ نے انگلش میں بولنے کی اجازت لی ہے؟

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب والا! مجھے اجازت دی جائے کہ میں انگلش میں بات کر لوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اجازت ہے۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، شکریہ جناب سپیکر!

حاجی عبدالرزاق، جناب والا! یہ کوئی انگریزوں کی اسمبلی تو نہیں کہ انگریزی میں بات کرنا ان کی مجبوری ہے۔ یہ اردو میں بھی بات کر سکتے ہیں۔ یہ اردو میں بات کریں تاکہ ہم بھی سمجھ سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی نوابزادہ شمس حیدر صاحب!

NAWABZADA SYED SHAMAS HAIDER: Sir, I would be grateful if you would allow me to speak in English.

MR ACTING SPEAKER: You can express yourself well in Urdu.

NAWABZADA SYED SHAMAS HAIDER: Sir, I like to respond to the criticism made by the Opposition and as quoted by the newspaper the present budget is "a jugglary of words and figures". Sir, we don't agree with their sentiments. It is a matter of mathematics, pure and simple. It is a list of expected revenues against expenditures for the year 1999-2000. Sir, as we all are well aware that since Pakistan became a nuclear nation, economic sanctions were imposed and we were in great financial crisis, but I must congratulate the Punjab Government on presenting a very balanced budget which can be called a common man's budget tax free and based on self reliance. Sir, the funds for different departments have been ear-marked for future development. The health sector has been given importantance in this budget. You are well aware Sir, that in the

past poor man could not afford treatment. It was only the rich people, the privileged class who went to private hopsitals for medical treatment The present government with its dynamic leadership would like to change this system. We are working for the common man. We are not working for the privileged class. As reflected in the last years budget 7 billion rupees have been increased to 7.5 billion this year. It is an increase of Rs 50 crores a lot of money which is going to be spent on the rural areas under the Head SAP, Health, last year the amount was 3.5 billion This year there is an increase of about 60 percent. The increase of 73 crores is also going to be spent in the rural areas. I would also like to comment and respond to the comments made by my honourable friend the Leader of the Opposition and other members as they say that the money spent in the metropolitan cities is being deducted from the total budget, Sir, I would like to put that on record that the money was generated by selling properties which the kabza group for the last many years were occupying. This money was spent on roads of Lahore The rural areas are also being given their share. The south has been given their share. The planners do not look at Punjab as southern or northern sectors. They look at Punjab as a whole. There is long list of districts in the south of the Punjab which are under developed and which are under privileged. We are looking towards them and hopefully in this budget there is a big chunk of money allocated for that particular segment of Punjab. A children hospital is being made in Multan. Sir, in the medicine sector last year 33 crores were allocated. This year 40 crores of rupees have been ear-marked with an increase of 7 crores which is also a very big amount All southern districts have been given importance. TRAMA

CENTRES are being opend at all district Hospitals. These centres would be looking after accidents and other emergency needs. Presently Sir, I am proud to say that the health department is giving free emergency cover for the Ist 24 hours. Ten District are being given autonomy. In the past, Sir, as you are well aware in the districts usually the poor people suffered most. Sir, I represent a rural area and I am quite familiar with the sufferings of the common man there. Sir, BHUs were made at places where there was no transport. It was expected that the government would send doctors in these areas but unfortunately no doctor was willing to go to those remote places. Now, the present government has given incentive to these doctors and above 90 percent of these hospitals are with doctors. Six hospitals were given autonomy last year which includes Jinnah, General, Holy Family Hospital, District Hospital Rawalpindi, Bahawalpur Victoria Hospital and Sheikh Zaid Hospital. The rest of the hospitals are hopefully being given autonomy this yerar. Now, there is a debate in a lot of circles that this autonomy means privatization of the hospitals. No Sir, it does not mean privatization It amounts to the giving of powers localized power so that the decision making can be done at local level. They can decide where they would like to spend their budget. In a review which was conducted by a private company the evaluation they made. I would like to quote here a few facts and figures that in one of the Hospitals number of patients increased by 159 percent, that shows that the common man has found faith to go back to Government Hospitals again The bed occupancy rate has risen from 40 percent to 70 percent The equipment was lying in hospitals out of order for the last many years Special interest was taken by the Chief Minister and this equipment was

brought in order. The percentage of workable equipment has risen from 40 percent to 70 percent Hopefully by the end of this year 100 percent equipments would be made workable. The health department is working on four S's i e safe food, safe blood, safe water and safe medicines. Sir, a bill is being presented in the Assembly for approval of safe blood. A lot of debate has been going on this subject. That the blood which is donated by private companies is not tested for HIV and hepatitis. Now, it is going to be mandatory for all private sector blood banks to get tests done before they give blood to hospitals. As you know one of our honourable friend was made a Chairman of a task force which would look into the matter of illegal practices by the people selling medicines. Unfortunately Sir, the report which was presented to the task force was that most of the localdispensaries in the past have been given political concessions. They got no knowledge of medicines and unfortunately the poor people suffered most at their hands.

جناب قائم مقام سپیکر، شمس حیدر صاحب میں آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ آپ یہ جو گورنمنٹ کی پالیسیاں دے رہے ہیں' یہ صوبائی حکومت کی پالیسیاں ہیں؟

نوب زادہ سید شمس حیدر: جناب والا! یہ صوبائی حکومت کی پالیسیاں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں' ایک چیز میں mention کروں گا کہ یہ جو سرنجز آتی ہیں' ہسپتالوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق بھی آپ کی گورنمنٹ نے کوئی پالیسی بنائی ہے؟ یا یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے یا اس کی کیا صورت حال ہے؟ کیونکہ یہ بہت سارے کیسز ہیں۔ اگر آپ یا وزیر صحت صاحب اجلاس کے بعد مجھے ملیں تو میں آپ کو quote کروں گا کہ سرنجز جو استعمال ہوتی ہیں مثلاً آپ کی ایک بہت بڑی کمپنی ہے جس سے آپ یہ سرنجز لیتے ہیں اور اس کا نام ہے الشفاء۔ اس کے کیسز میرے پاس ہیں کہ ان کے پاس سے سرنج آئی اور hepatitis کے already germs اس کے پاس ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ استعمال شدہ سرنجز دوبارہ pack ہو کر آتی ہیں۔ اس پر

کارروائی کرنے کے لیے آپ نے کوئی قانون سازی کی ہے یا کوئی پالیسی بنائی ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! I am sorry کہ میں اپنے فاضل دوست کو interrupt کر رہا ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں کوئی بات نہیں یہ بڑی اہم بات ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! آپ نے بڑا اہم نکتہ اٹھایا ہے جس کے متعلق وضاحت کرنا ضروری ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں اگر کوئی specific case ہے تو،

I would like to come to your office regarding a specific case if any.

جناب قائم مقام سپیکر، آئیے میں آپ کو بتاتا ہوں۔

وزیر صحت، آپ تک ویسے،

Disposable syringes once they are used are destroyed We invite tenders for disposable syringes and there are lot of other companies apart from Al-Shifa which participate in tenders and on merit we give the order to the companies for the supply.

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف آپ کی بڑی مہربانی۔ آپ آئیں میں آپ کو ایک specific case دوں گا۔ جس میں آپ کے محکمے نے یہ کہا کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اور اس پر آپ کی لیبارٹری کی آپ کے پروفیسر کی رپورٹ ہے۔ اگر میں آپ کو یہ بتا دوں کہ یہ کیس میرے ہی بیٹے کے ساتھ ہوا۔ اور fortunately ڈاکٹر نے جب وہ سرنج استعمال کرنے سے پہلے دیکھا---

وزیر صحت، میں آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شمس حیدر صاحب!

NAWABZADA SYED SHAMAS HAIDER: We are talking about four S's, we are talking about medicine. Sir, according to the new legislation, all medical

stores would have to be registered with the Health Department. We are going to verify all previously given permission so that good medicines could be given to the public. With regard to preventive measures, I would like to state that we have been working a lot on the eradication of polio and I am proud to say that in Punjab hopefully by next year would be eradicated from this disease. We are working on tuberculosis, AIDs, Hepatitis but it is a very tedious task. But I would like to quote here a Chinese philosopher when he said to cover a thousand miles you have to take the first step. Sir, Punjab Government under the leadership of Mian Shehbaz Sharif has taken the first step. We have made a plan for the next 10 years. In the year 2010 it is expected that 1 billion dollar are going to be invested in the Health sector Donor agencies of the World Bank have supported our programme Sir, we are ready to meet the challenges of the 21st century We are planning in the Health Department to make ourselves ready for all what is to come We would like to see a very prosperous and healthy Pakistan In Sha Allah, Sir, this country would stand on its own tomorrow and would be one of the leading countries of the world. Lastly, I would like to pray that God may give courage to this Assembly to say and to speak the truth. Thank you, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، مظہر عباس راں صاحب' سردار محمد اقبال خان' حاجی مقصود احمد بٹ صاحب' تشریف نہیں رکھتے۔ سردار محمد سرفراز خان صاحب۔

سردار محمد سرفراز خان (پی پی - 14)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! باوجود اس حقیقت کے کہ خالی خزانہ اور معاشی طور پر تباہ حال ملک ملا۔ لیکن ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان اور میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی محنتوں اور کاوشوں سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس دفعہ اس سال ہم نے جو بجٹ پیش کیا وہ بغیر کسی ٹیکس کے پیش کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ

اور اپنے لیڈر میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ عوام سے ڈنڈا ماری' ہیرا پھیری سے جو ضلع ٹیکس محصول چونگیوں کی صورت میں خاص طور پر دیہاتیوں سے وصول کیا جا رہا تھا۔ وہ انھوں نے ختم کرکے ہسٹری میں ایک نئی چیز پیدا کی۔ اس پر ساری قوم ان کو مبارک باد پیش کرتی ہے۔ ان حالات میں موجودہ حکومت نے ملازموں کی جو تنخواہ بڑھائی خاص طور پر پولیس کی تنخواہ۔ ہر حکومت پولیس سے ہر قسم کا کام لینے کے لیے تیار ہوتی ہے۔ لیکن انھیں کوئی سہولت نہیں دی جاتی تھی۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! یہ ہر قسم کے کام کی ذرا تشریح تو کریں۔

سردار محمد سرفراز خان، ہر قسم کے کام سے مراد ان سے 24 گھنٹے ناجائز کام لینا۔ ناجائز کام پرانی حکومتیں لیتی رہی ہیں۔ بیس بیس گھنٹے پولیس سے کام لینا انصاف کے مطابق نہیں تھا۔ جناب والا! آپ کو علم ہے کہ ضلع اٹک پورے پنجاب میں سب سے زیادہ خستہ حالی میں مبتلا ہے۔ اور خاص طور پر پی پی 14 میرے حلقہ میں ایسے حالات ہیں کہ میرے حلقے میں نہ سکول ہیں نہ سڑکیں ہیں۔ انسان اور حیوان ایک مقام پر پانی پیتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ وہ special funds دے کر اس علاقے میں پینے کے پانی پر خاص توجہ دیں۔ میں نے کئی سکیمیں دی ہیں لیکن افسوس کے ساتھ عرض کروں کہ اس بجٹ میں جو پیسے رکھے گئے ہیں اس میں پی پی 14 کے لیے ڈرینج سکیم اور پینے کے پانی کے لیے بہت کم پیسے رکھے گئے۔ جناب والا! مجھے حکومت کی دشواریوں کا علم ہے۔ جس طرح انھوں نے سنٹر پنجاب کے ساتھ خاص شفقت اور مہربانی کی ہے اس طرح یہ اضلاع جو ایک side پر ہیں ان کا بھی خاص خیال رکھا جائے۔ میں ان کے ضمن میں چند ایک گزارشات کرنا چاہوں گا۔

تعلیم کے سلسلے میں میرے علاقے کے آٹھ آٹھ دس دس سال کے بچے دس دس کلو میٹر تک تعلیم کے لیے سکول پیدل جاتے ہیں۔ اور ٹیوبوں کے ذریعے دریا عبور کرکے پڑھنے کے لیے سکول جاتے ہیں۔ نالے ہیں۔ سردیوں میں پہلی اور دوسری جماعت کا بچہ نالے عبور کرکے سکول میں پڑھنے کے لیے جاتا ہے۔ حکومت نے جو رولز بنائے ہیں وہ رولز مہربانی کرکے میرے حلقہ میں بھی باقی پنجاب جیسے ہی رکھیں وہ دیہات جو بہت زیادہ پس ماندہ علاقے ہیں ان کے ساتھ رعایت کی جائے۔ اور میرے حلقے کے لیے مجھے 20 پرائمری سکول دیے جائیں۔ اور پانچ چھ سکول بچیوں کے لیے دیے جائیں۔ جناب والا! چھٹی' آٹھویں اور نویں جماعت کی بچیاں جوان ہوتی ہیں۔ اور وہ ویگنوں بسوں پر بیس

تیس میل کا سفر کرکے پڑھائی کے لیے سکول جاتی ہیں۔ میری درخواست ہے کہ "جگ" کو ہائر سکینڈری کا درجہ دیا جائے۔ "چھب" کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے۔ علاوہ ازیں میراں شریف' امھری' جلوات' مٹھیات گزھ' نازہ دومیر' ملوالی' کو ہائی کا درجہ دیا جائے۔ اور بوائز پرائمری سکول گردی' تورے والی' بھجی مار' چونترہ' کو مڈل کا درجہ دیا جائے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی درخواست کروں گا کہ ہمارے فنڈ میں سے وزیر خزانہ بیس پچیس فی صد لے کر باقی اپنے پاس سے رقم ڈال کر ہائی سکول اور مڈل سکول خاص طور پر بچیوں کے لیے مہربانی کریں۔

جناب والا! میرا علاقہ بارانی ہے۔ وہاں پر ایک تو بارش کی کمی ہے دوسرا زمین ناہموار ہے۔ میری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ محکمہ انہار کے بھی انچارج ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ میرے حلقے خوشاب گزھ سے ایک لنک ارگیشن نہر نکالی جائے۔ جو پنڈی گھیب فتح جھنگ کو سیراب کرتی ہوئی ضلع راولپنڈی کو سیراب کرتی ہوئی گوجر خان تک آئے۔ اور راجا صاحب کے علاقے کو بھی سیراب کرے۔(مداخلت) میں یہی رونا رو رہا ہوں کہ وہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ اس نہر کے ذریعے یہاں تک پانی آئے اور ساتھ ہی یہ نہر اسلام آباد کو بھی پانی دے۔ یہ وہاں ڈیم سے جو نہر نکال رہے ہیں وہ عارضی ہے' کیوں کہ خشک موسم میں وہ بھی ختم ہو جائے گا۔ دریائے اٹک اور دریائے سندھ کا پانی پکا ہے لہذا ان میں سے نہری نکالی جائے اور اس نہر کے ذریعے اسلام آباد' راولپنڈی اور میرے ضلع اٹک کے علاقے کو بھی سیراب کیا جائے جس طرح نواب کالا باغ نے میانوالی میں زوکڑیوں کو نہر دی تھی اور قیوم خان نے دریائے کابل سے نہر نکال کر چارسدہ وغیرہ کو نہر دی ہے۔ ہم بھی اسی علاقے کے رہنے والے ہیں' اسی پاکستان کے رہنے والے ہیں اور غریب آدمی ہیں اس لیے اس پر خصوصی توجہ دے کر نہر نکالی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بلڈوزروں کی بہت تکلیف ہے کیوں کہ ہماری زمین ناہموار ہے۔ انہوں نے محکمے تو تین تین بنا دیے ہیں۔ تین تین ڈائرکٹر جنرل بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی راولپنڈی بیٹھا ہوا ہے' کوئی چکوال بیٹھا ہوا ہے' کوئی فیصل آباد بیٹھا ہوا ہے اور ان کے پاس بلڈوزر نہیں ہیں۔ اور جو بلڈوزر ہیں وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مہربانی فرما کر اس علاقے کے لیے بلڈوزروں کے لیے خصوصی فنڈز دیے جائیں۔

جناب سپیکر! میرا رونا اس واسطے ہے کہ میرا حلقہ کبھی تلہ گنگ میں چلا جاتا ہے اور کبھی

اٹک میں چلا جاتا ہے۔ اس وقت تلہ گنگ بھی اٹک کا حصہ تھا تو اس کے جو بھی نمائندے تھے وہ زیادہ تر تلہ گنگ میں کام کرتے تھے۔ انہوں نے میرے جنڈ کے علاقے کو نظر انداز کیا تو آپ خصوصی مہربانی فرما کر جنڈ کے علاقے کے لیے سکول اور سڑکیں دیں۔ کئی جگہیں ایسی بھی ہیں کہ جہاں لوگوں نے آج تک پکی سڑکیں نہیں دیکھیں۔ تو براہ مہربانی ان علاقوں کو پکی سڑکیں اور سکول دیے جائیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ میرے حلقے سے گھنی کے مقام پر تیل اور گیس نکل رہا ہے۔ میرے حلقے کی گیس کوہاٹ اور بنوں جا رہی ہے۔ اور وہاں پنڈی' کوہاٹ اور بنوں کے لوگ بھرتی ہو رہے ہیں۔ براہ مہربانی مرکزی حکومت کو درخواست کی جائے کہ جہاں سے تیل یا گیس نکلے اس علاقے کے لوگوں کو بھرتی میں اول ترجیح دی جائے۔ گیس کی عیاشی تو ہے لیکن میرے علاقے میں جو سب سے بڑا نقصان ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ جنگل بالکل ختم ہو رہے ہیں۔ پنجاب میں شکار اور جنگل کے لحاظ سے کالا چٹا پہاڑ بہترین تھا۔ لیکن آپ یقین جانیں کہ اب وہاں جنگل کا نام و نشان بھی نہیں اور بری حالت ہے۔ لوگ مجبور ہیں کیوں کہ وہ درخت کاٹیں گے اور جلائیں گے۔ اگر مہربانی کر کے کھنڈہ' بسال' مٹھیال' پنڈ سلطانی' دومیگ اور ٹھٹہ وغیرہ کے علاقوں کو گیس دی جائے تو یہ جنگل محفوظ رہیں گے۔ اس سے حکومت کو بھی آمدنی ہو گی اور یہ ہمارا حق بھی ہے کیوں کہ یہ ہمارے علاقے سے نکل رہی ہے۔ یہ گیس ہمیں دینے کی بجائے کوہاٹ اور بنوں کو دے رہے ہیں۔ یہ ان کو بھی ضرور دیں لیکن "اول خویش بعد درویش" پہلے اپنے علاقے کو دیں' اس کے بعد اگر فاضل ہو تو آگے بھی دیں۔

جناب سپیکر! انسانی زندگی میں صحت بہت ضروری ہے۔ میرے علاقے میں بی ایچ یو کافی بنے ہوئے ہیں اور میں وزیر صحت سے درخواست کروں گا اور میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ وہاں تشریف لائیں' وہاں ڈاکٹر بھی نہیں ہیں اور دوائیاں بھی نہیں ہیں۔ وہ بھی انہی کا علاقہ ہے لہذا اس پر مہربانی' شفقت اور توجہ دیں۔ وہاں کے زمین داروں اور غریب لوگوں کے لیے دوائیوں کا کچھ بندوبست کیا جائے۔ وہاں ڈاکٹر نہ ہونے کے برابر ہیں لہذا لیڈی ڈاکٹر اور ڈاکٹر تعینات کیے جائیں۔

جناب سپیکر! آخر میں میں یہ عرض کروں گا کہ میرے علاقے میں میاں شہباز شریف

صاحب تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے بڑی مہربانی سے چند سکیمیں پاس کی تھیں لیکن میرے خیال میں شاید وزیر خزانہ یا سیکرٹری خزانہ ان سکیموں کو بجٹ میں درج کرنا بھول گئے ہیں۔ تو اگر وہ اس پر نظر ثانی کر لیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر! میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے شفقت اور مہربانی سے مجھے موقع دیا۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار رفیق حیدر لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری (پی پی۔ 240)، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس صدی کے آخری بجٹ کے اوپر اظہار خیال کا موقع عطا کیا۔ جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یہ صدی کا آخری بجٹ ہے اور آنے والی صدی کے لیے ہمیں ابھی سے پلاننگ کرنی پڑے گی۔ مگر بدقسمتی ہے کہ اس صدی کے آخری بجٹ کے اوپر بھی ہم نے اپنی روشوں کو تبدیل نہیں کیا۔ اور اس کا نتیجہ ہے کہ ہم اس ہاؤس میں بہت ساری ایسی باتیں غلط کر رہے ہیں جو کہ ہمیں اس فورم پر نہیں کرنی چاہییں۔ مثال کے طور پر یہاں پر بہت چرچا ہوا کہ یہ بجٹ ٹیکس فری ہے' یہ بجٹ کمال کا بجٹ ہے اور نہ جانے میرے کچھ احباب کو تو خود محکمے والوں نے تقریریں لکھ کر دیں' کچھ نے شاید وزیر اعلیٰ کو خوش کرنے کے لیے یہ مبارک بادیں دیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ پچھلے چند سالوں پر نظر ڈالیں تو جون میں پیش ہونے والا یہ بجٹ اپنی اہمیت کھو بیٹھا ہے کیوں کہ پچھلے دو سالوں میں اتنے منی بجٹ آئے' اتنے ٹیکسز لگائے گئے کہ جون میں پیش ہونے والا یہ بجٹ محض ایک آدھ formality رہ گیا ہے چونکہ اس کو بجٹ کا نام دے دیا گیا ہے۔ میں اس کی نگرز پر نہیں جاؤں گا کیوں کہ مجھے یقین ہے اور تجربہ بتا رہا ہے کہ آنے والے وقت میں اتنے federal cuts لگیں گے' اتنے منی بجٹ آئیں گے' اتنے ٹیکسز اور لگیں گے کہ اس کی افادیت ویسے ہی ختم ہو جائے گی۔ مگر ان موٹی موٹی کتابوں کو دیکھنے اور قائم مقام وزیر خزانہ کی تقریر سننے کے بعد کچھ اندازہ ہوا ہے کہ حکومت آنے والے سال میں کیا کرنا چاہ رہی ہے۔ تو میں یہ دعا کرتا ہوں کہ ہمارے قائم مقام وزیر خزانہ کنفرم ہو جائیں اور میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ کسی طریقے وزیر اعلیٰ سے اختیارات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو میری چند گزارشات پر ضرور غور فرمائیں گے۔ میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ پہلے ممبران کو خوش

کرنے کے لیے یہاں پلاٹ دیے جاتے تھے' پہلے ممبران کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے پرمٹ دیے جاتے تھے اور طرح طرح کی نوازشات سے نوازا جاتا تھا لیکن اب میں نے اس حکومت کے tenure میں دیکھا ہے کہ انہوں نے اسے ڈی پی کو اپنا لیور بنا لیا ہے اور دوسرے لفظوں میں اسے ڈی پی ٹوٹل چیف منسٹر گرانٹ بن گئی ہے اور یہ جس کو چاہتے ہیں نواز دیتے ہیں' جس کو چاہتے ہیں رد کر دیتے ہیں۔ یہاں پچھلے دن بھی بات ہو رہی تھی بلکہ میرے چھوٹے بھائی مخدوم خسرو بختیار صاحب نے بھی کل کہا' جو کہ غالباً محکمے نے ان کو تقریر تیار کر کے دی تھی مگر وہ اس کو پوری طرح پیش نہ کر سکے۔ اس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے certain weighages for developed and under developed districts رکھے ہوئے ہیں۔ مگر میں حیران ہوں کہ یہ تیسرا بجٹ آ رہا ہے ابھی تک اس ہاؤس کے فورم کے اوپر وہ فارمولا پیش نہیں کیا گیا جس کی بنیاد کے اوپر اس اسے ڈی پی کی ایلوکیشن کی جا رہی ہے۔ میں توقع رکھتا ہوں کہ قائم مقام وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں اس کا ذکر ضرور کریں گے تاکہ ہر کسی پر عیاں ہو جائے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو under developed district کو دی جاتی ہیں؟ اور کون سی چیزیں developed district کو دی جاتی ہیں؟ یہ فارمولا اگر سامنے آ جاتا تو یہ بات بھی آپ کے سامنے کھل کر آ جاتی۔ کیونکہ اکثر بھائی اس چیز کو بار بار یہاں اچھال رہے ہیں کہ جناب یہاں تو تفریق کی باتیں اپوزیشن کر رہی ہے اور تنقید برائے تنقید کر رہی ہے۔ میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی wind up تقریر میں اس کا بھی ضرور ذکر فرمائیں کہ جنوبی پنجاب سے' جو کہ میری معلومات کے مطابق receipts کے لحاظ سے اس وقت پنجاب میں اول پوزیشن پر ہے اور زرعی پیداوار کے لحاظ سے بھی اول پوزیشن پر ہے۔ جب آپ اس کا موازنہ ADP کے ساتھ کریں گے تو میرے خیال میں جو کچھ ہم عرض کر رہے ہیں وہ بڑا کھل کر عیاں ہو جائے گا۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گزشتہ دو دن سے' جس کی ابتداء میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے کی ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں 7 بار جنوبی پنجاب' جنوبی پنجاب کہا ہے۔ آج پھر لغاری صاحب وہی بات کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ایوان سے باہر ناپاک عزائم رکھنے والی قوتوں کو بڑھانے کے مترادف ہے۔ خدارا پنجاب کا پنجاب نام لیں' نہ جنوبی نہ شمالی' نہ لوئر نہ اپر نام لیں۔ قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب اور

میاں محمد شہباز شریف صاحب کی پالیسی یہ ہے کہ پنجاب کو بہتر کرنے کے لیے وہ کام کر رہے ہیں۔ لہذا ہمیں اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ یہ جو تعصب کی بات کرتے ہیں' یہ polarization کی بات کرتے ہیں۔ انھیں اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ پنجاب کی بات کریں۔ یہ کہیں کہ ڈیرہ غازی خان' راجن پور' اٹک یا راولپنڈی یا پنجاب کا کوئی علاقہ جو عدم توجہی کا شکار ہے' اس پر توجہ دی جائے۔ یہ سمتوں کی بات' یہ polarization کی بات نہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی' سردار صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں اس سے بخوبی آگاہ تھا کہ چند دوست مقرر کیے جائیں گے اور مجھے interrupt کیا جائے گا۔ مگر آپ custodian ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ ہاؤس میں حکومت کی طرف سے پیش ہوا ہے۔ لہذا یہ جو interruptions ہوں' آپ ایک اچھے ریفری کی طرح اس کا time out کریں گے اور میرے دس منٹ میں سے نہیں کاٹیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ دل کھول کر بولیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں کہنا تو نہیں چاہتا تھا مگر میں اپنے چند احباب کو جو اس طرح باتیں کر رہے ہیں۔ ان کی خدمت میں صرف ایک شعر پیش کروں گا۔

بیچ دے اپنی زباں ' اپنی انا ' اپنا ضمیر
پھر تیرے ہاتھوں میں سونے کے نوالے ہوں گے

جناب والا! میں شاعر کے ان الفاظ کو اپنے احباب سے کہوں گا کہ من وعن نہ لیں۔ مگر اس کی اس چوٹ کو سمجھیں کہ آپ کی اس طرح بے جا رس بھری باتیں' سوائے حکمرانوں کو day dreaming پر مجبور کر رہی ہیں اور کچھ نہیں کر رہیں۔ day dreamers تو وہ پہلے ہی تھے۔ مگر آپ دوستوں نے ان کو اس مرض میں زیادہ مبتلا کر دیا ہے۔ جس کا خمیازہ پورے پنجاب کو بھگتنا پڑے گا' پورے ملک کو بھگتنا پڑے گا۔ لہذا خدارا' ان رس بھری باتوں سے ان کے کان عادی نہ کیجیے۔ ان کو یہ کڑوی گولیاں کھلنے دیجیے۔ ان کو جاگنے دیجیے۔ ان کو سوچنے دیجیے اور آئندہ آنے والی صدی کے لیے تیار ہونے کا موقع عطا کیجیے۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے بھائی لغاری صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کرتا

ہوں کہ کون سی کڑوی گولیاں ہیں جو انھوں نے ابھی تک محفوظ رکھی ہوئی ہیں۔ ان کے پچھلے دور میں ڈیڑھ سو مقدمات نواز شریف پر بنائے گئے۔ میاں محمد شہباز شریف کو سات ماہ بغیر کسی الزام کے قید کیا گیا۔ اس کے بیٹے حمزہ شہباز کو سات آٹھ ماہ عباس شریف کے ساتھ اندر کیا' ان کی والدہ پر مقدمے کیے حتیٰ کہ میاں شریف کو دفتر سے اٹھا کر غائب کر دیا گیا اور بے پناہ مسلم لیگ کے تحریک نجات کے مجاہدوں پر اتنا ظلم و ستم کیا کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اب انھوں نے اور کون سی گولی کھلانی ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر انھوں نے کوئی اور ظلم کرنا ہے تو وہ بھی بتا دیں۔ باتوں سے بات نہیں بنے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی' لغاری صاحب!

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! مجھے خوشی ہے کہ کافی دن خواجہ صاحب یہاں موجود نہیں تھے۔ آج میرے خیال میں خاص طور پر میری خدمت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ اپنے روز مرہ کے معمول میں مصروف تھے۔ جو کہ صبح ناشتے سے رات گئے تک یہ کرتے رہتے ہیں۔ آج صرف ڈیوٹی کا فرق پڑ گیا ہے۔

جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ ہمیں اپنا ADP بناتے وقت اس چیز کا ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ block allocation مختلف محکموں میں کر دی جاتی ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ انھی allocations کو پھر وزیر اعلیٰ وقتاً فوقتاً اپنی پسند اور ناپسند کے اوپر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ احباب جو کہ پچھلے چار چار پانچ پانچ ماہ سے یہاں پر موجود ہیں۔ یہاں آ کر کیوں نہیں بولتے؟ جنھوں نے اپنی گاڑیوں کے ٹائر سکیمیں لینے کے لیے گھسا دیے ہیں۔ وہ یہاں آ کر کیوں نہیں بولتے؟ لابیاں تو ان کی آوازوں سے گونج رہی ہوتی ہیں مگر نہ جانے ان کی زبانوں کو گنگ کیوں لگ جاتی ہے۔ شاید میں سمجھتا ہوں کہ چودھویں ترمیم ہی ایک ایسی تلوار ہے جو کہ ان کی زبانوں کو گنگ کیے بیٹھی ہے۔

جناب والا! یہاں بڑے زور و شور سے کہا جاتا رہا ہے اور اس کو بڑا کارنامہ جتایا جاتا رہا ہے کہ ضلع ٹیکس بلکہ جگا ٹیکس کا وفاقی حکومت نے خاتمہ کر دیا ہے۔ آپ اس کو ملاحظہ کریں کہ ایک تو وفاقی حکومت کی یہ مداخلت صوبائی حکومت کے اندر ہے۔ دوسرا میں حیران ہوں اور میں توقع رکھتا ہوں کہ قائم مقام وزیر خزانہ صاحب بھی اس کا اپنی wind up تقریر میں ضرور ذکر کریں گے کہ یہ

ٹیکس کس حکومت کے دوران لاگو ہوا۔ یہ دُور کی بات نہیں۔ یہ کوئی صدیوں کی بات نہیں۔ یہ چند سال پیچھے کی بات ہے۔ آپ کو اس سے بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ آج جو اس کو ختم کرنے کے دعوے کر رہے ہیں۔ یہ خود اس پر عملدرآمد کروانے والے تھے۔ میں حیران ہوں کہ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسے دکانوں کے اوپر سیل لگ جاتی ہے۔ سیل کا بنیادی طریقہ کیا ہوتا ہے کہ قیمت بڑھا کر پھر اس میں سے کچھ فی صد کاٹ دی جائے۔ مگر دکان دار اپنا منافع پھر بھی نہیں چھوڑتا۔ یہاں بجائے اس کے کہ ہم اپنی سمتوں کو درست کر لیں' بجائے اس کے کہ ہم ملکی مفاد میں اور عوامی مفاد میں سوچنا شروع کریں۔ یہاں صوبے کو' قوم کو' دیہاتوں کو' شہروں کو تجربہ گاہ بنایا جا رہا ہے اور بڑی متضاد باتیں ہو رہی ہیں۔ ایک طرف تو بڑے بلند دعوؤں سے اس کو ختم کرنے کا کہا گیا ہے۔ حالانکہ میری نظر میں یہ pure انتظامی کمزوری تھی اور کچھ نہیں تھا۔ اگر آپ کی انتظامیہ ان چند ٹھیکے داروں کو قابو کر لیتی' مناسب عمل درآمد کرا لیتی تو آج جس حال میں آپ نے بغیر کسی پیسے کے لوکل گورنمنٹ کو لنگڑا لولا چھوڑ دیا ہے۔ ان کا آج یہ حشر نہ ہوتا۔ وفاقی گرانٹ کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ وفاقی گرانٹ کا تو آپ کو پہلے ہی بخوبی تجربہ ہے کہ آج تک وفاقی گرانٹ کا وعدہ کبھی وفا نہیں ہوا۔ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں کہ تھوڑا بہت جو کچھ لوکل باڈیز اپنے ذریعے سے لوگوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ اب وہ بھی نہیں ہوں گی کیونکہ ان کے پاس تو تنخواہوں کا پیسہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ مگر اس کا تضاد دیکھیے کہ ادھر آپ اس کے ختم کرنے کے دعوے کر رہے ہیں اور آج ہی کے اخبار میں بڑی سرخی لگی ہوئی ہے کہ سیلز ٹیکس کو ٹھیکے پر دینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ کیا وہ ٹھیکے داری نظام شروع نہیں ہوگا۔ آج کے اخبارات کو اٹھا کر دیکھیے۔ مگر ہم غلط بیانیاں کر کے کس کو بے وقوف بنا رہے ہیں؟ وہی بادشاہت والا طریقہ اپنا رہے ہیں کہ جب من میں آیا تو کچھ کر ڈالا۔ اور میں اس کو بادشاہت کا لفظ اس لیے دے رہا ہوں کہ یہ ان کی سوچ کی بات ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ یہاں پر بعض احباب صرف اپنی چند چھوٹی لالچوں کی خاطر ایسا کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں میں نے پریس میں پڑھا کہ ایک ہمارے بزرگ نے اس دور کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے تشبیہ دے دی۔ میں نے اسی وقت دل میں کہا نعوذ باللہ۔ کیوں کہ وہ دور تو وہ تھا کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نیند نہیں آتی تھی کہ اگر نیل کے کنارے پر اگر کوئی کتا بھوکا مر گیا تو آخرت میں میری پکڑ ہوگی اور یہاں تو لوگ بھوک کی وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں اور ہمارے بادشاہوں کو

خیال تک نہیں آ رہا۔ بلکہ سوچ کا یہ معیار ہے کہ اگر گزرتے ہوئے ٹھوکر نیاز بیگ کا چوک پسند نہیں آیا تو لاکھوں روپے خرچ کرنے کے باوجود اس کو مسمار کرا کے نئی تعمیر شروع کرا دی گئی۔ کیوں کہ وہ مغلیہ دور کی اس سوچ کے مالک ہیں کہ جب بادشاہ کو ایک چیز آنکھوں کو نہ بھائے تو اس کو تبدیل کر دیا جائے۔ ابھی لاکھوں روپیہ جیل روڈ کے اوپر خرچ کر کے اس کو چوڑا کیا گیا۔ مگر اب ازسرنو اس کی دوبارہ خوب صورتی کے لیے کروڑہا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ عوامی پیسہ ہے یا ذاتی پیسہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس سوچ کو تبدل کرنا ہوگا اور میرے دوست اگر مجھے معاف کریں۔ کیوں کہ ہمارے دوست بڑی جلدی غصے میں آ جاتے ہیں اور اپنے نمبر بنانے کی خاطر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہی وہ رس بھری باتیں ہیں۔ سب رپورٹیں ان کو درست مل رہی ہیں کیوں کہ اگر رپورٹیں درست نہ ہوتیں تو چیف منسٹر پنجاب آج وفاقی گورنمنٹ میں اپنا قائم مقام دفتر قائم نہ کرتا۔ صوبہ تو بھوکا مر رہا ہے اور ہمارے چیف منسٹر صاحب آ رہے ہیں' جا رہے ہیں اور یہاں باتیں ہو رہی ہیں کہ جناب' حکومت کے سربراہ شب و روز عوامی غم میں گھرے جا رہے ہیں۔ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ شب و روز وہ لاہور اور اسلام آباد کے تو چکر کاٹ رہے ہیں۔ reasons best known to them مگر اس صوبے کی فلاح کے لیے یہ وقت نہیں دے رہے۔ اگر وہ اپنے چیمبر میں بیٹھے میری بات سن رہے ہیں۔ بہتر تو یہ ہوتا کہ وہ یہاں سامنے ہوتے تاکہ کچھ کڑوی باتیں بھی سن جاتے۔ میٹھی باتیں تو روز صبح و شام ناشتے سے شروع ہوتی ہیں اور رات گئے تک ان کو سنائی جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' میاں فضل حق صاحب۔

میاں فضل حق: جناب سپیکر! میں اپنے محترم ممبر سے کہوں گا کہ جو باتیں یہ بجٹ کے متعلق کر رہے ہیں تو اس کی اجازت ہے کہ آپ کچھ اپنے حلقے کی بات کریں' کچھ گورنمنٹ کی پالیسی کی بات کریں۔ اس وقت سے جو یہ بات کر رہے ہیں ایک ذاتی لیول کی بات کر رہے ہیں۔ یہاں گورنمنٹ کی پالیسی پر ضرور تنقید کے طور پر بات کرنی چاہیے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ لاہور کی سڑکوں کی بات کرتے ہیں یا دوسری پالیسیز کی بات کرتے ہیں تو اس پر جب بحث ہوتی ہے تو اس سے بہت ساری چیزیں سامنے آتی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو وہ بات کرنی چاہیے جو بجٹ سے متعلق ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں 20 منٹ سے سن رہا ہوں سوائے بادشاہ سلامت حضرت عمر فاروق کے دور کے کوئی بھی بات نہیں کر رہے۔ یہ باتیں تو بہت پرانی ہو چکی ہیں ہمیشہ ہم سنتے ہیں۔ بات وہ کیجیے جس

سے اگلے کو سمجھ بھی آئے کہ آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں۔ بات تو بیچ میں کچھ بھی نہیں۔ میرا خیال ہے کہ بجٹ کو انہوں نے دیکھا بھی نہیں اور شاید وہ بجٹ پر بات کرنا بھی نہیں چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' مہربانی

جناب رفیق حیدر لغاری، مجھے بڑی خوشی ہے کہ میرے ایک پرانے ساتھی جو کبھی ہمارے ہم خیال ہوا کرتے تھے۔ آج پتا نہیں کس وجہ سے وہ میری بات کو سمجھتے ہوئے بھی نا سمجھ بنے بیٹھے ہیں۔ میں بجٹ ہی کی بات کر رہا ہوں اور خاکوانی صاحب تو آپ کو ضرور کچھ اشارے دے رہے ہوں گے۔ مگر میری بات ذرا غور سے سنیے گا کہ جب تک بجٹ بنانے والی سوچ' بجٹ پر implementation کرانے والی سوچ' حقوق دینے والی سوچ درست نہیں ہو گی اس وقت تک آپ اچھا بجٹ نہیں بنا سکتے۔ ابھی implementation نہیں کرا سکتے۔ آپ نگرز کی بات کر رہے ہیں۔ بیورو کریٹس وہ چیز ہیں کہ آپ ان کو جو بھی نگرز کہیں وہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور ایسے کئی بجٹ بنا کر آپ کے سامنے رکھ دیں گے اور جس قسم کا کہیں گے وہ آپ کو بنا دیں گے۔ مگر کیا آپ اس پر خوش ہو جائیں گے؟ آپ کے عوام اس پر خوش ہو جائیں گے؟ ارے بھائیو! کیوں اپنے کان بند کر لیے ہیں۔ ذرا علاقوں میں جا کر دیکھیں تو سہی کہ آپ کے بارے میں لوگوں کی دعائیں کس طرح نکل رہی ہیں۔ کیوں ہم اپنے آپ کو اس بھول میں رکھے ہوئے ہیں؟ انسان کے اپنے عمل کی سزا و جزا اللہ تعالیٰ آخرت میں دے گا۔ مگر سیاسی عمل اور سیاسی قول و فعل کی جزا سزا پبلک نے دینی ہے۔ جو کہ عنقریب آپ کے منتظر ہیں اور آپ کو فیصلہ سنائیں گے۔ جناب والا! میں اس controversy میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کیونکہ یہ تو اپنے نمبر کمائیں گے۔ مجھے اپنی بات کرنی ہے۔

اس کے بعد میں زراعت کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں سے majority اس پروفیشن سے وابستہ ہے اور میرے خیال میں تقریباً ہم سب مقروض ہیں۔ کوئی تھوڑا مقروض ہے کوئی زیادہ مقروض ہے مگر اسمبلیوں میں آ کر ہم بات نہیں کر سکتے۔ ہم اپنے پروفیشن کو کمزور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں زراعت کے متعلق بہت اونچی آوازوں سے باتیں ہوتی ہیں۔ اس کو ریڑھ کی ہڈی بھی تصور کیا جاتا ہے مگر اس ریڑھ کی ہڈی کو چند سالوں سے جو کینسر لگا ہوا ہے اس کے بارے میں کوئی بات کرنے کو تیار نہیں' ازالہ کرنے کو کوئی تیار نہیں' اس کا علاج کرنے کو کوئی تیار نہیں۔ بظاہر تو یہ ہے کہ آپ زراعت کا ایک ماسک فورس بنا رہے ہیں اور ایسے

اشخاص کو چیئرمین بنا دیا گیا ہے جن کا پیشہ کاروبار ہے اور زراعت ان کا مشغلہ ہے۔ آپ صوبے کے ساتھ اس سے بڑا مذاق اور کیا کر سکتے ہیں؟ آج اگر یہاں بات کی جاتی ہے کہ جناب ہم نے زرعی میدان میں اتنے معرکے مار دیے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا آپ پچھلے سالوں میں گندم، چاول اور کپاس کے اپنے اہداف پورے کر سکیں ہیں؟ کیا اس وقت آپ اپنے اہداف اس سال کے پورے کر سکیں گے؟ خاکوانی صاحب اس کا جواب دینے کے لیے بڑے منتظر ہیں اور اس دفعہ شاید جب ان کو موقع ملے گا تو ایک بڑا معرکہ بیان کریں گے کہ جناب ہم نے گندم کا اہداف پورا کر لیا ہے۔ ارے آپ نے تو وہاں سے لوگوں کی کلوٹیاں تڑوا کے، گندم اٹھوا کے سینٹروں میں پہنچوائیں۔ آپ کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ جناب! ہم نے اہداف پورا کر لیا۔ آپ کے انسپکٹرز اور اے ایف سیز نے زمینداروں کا پیٹ کاٹ کر، لوگوں کے پیر پکڑ کر اور راستے جاتی ٹرالیوں کو پولیس کے ذریعے روک کر تو اپنے اہداف پورے کیے ہیں۔ پھر بھی ہم ناز کرتے ہیں کہ جناب ہم نے اہداف پورے کیے ہیں۔ کپاس کا عالم یہ ہے کہ پنجاب ملک کے لیے کپاس میں سب سے بڑا حصہ دار ہے۔ اس میں وفاقی حکومت کا ٹارگٹ ایک کروڑ بیس لاکھ گانٹھ تھا اس کے برعکس 72 لاکھ گانٹھیں آئیں۔ اور غلط پالیسیوں کا نتیجہ کیا ہے کہ اس 72 لاکھ گانٹھ میں سے ساڑھے چار لاکھ گانٹھ اس وقت ginners کے پاس پڑی ہے جب کہ آپ نے اپنے کاروباری بھائیوں کو درآمد کرنے کے لئے اجازت دے دی ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مغل صاحب۔

جناب عبدالروف مغل، جناب والا! میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح معزز ممبر فرما رہے ہیں کہ لوگوں کے پیر پکڑ کر اور زبردستی لوگوں سے گندم حاصل کی گئی ہے ۔ حقائق یہ ہیں کہ کل کی بات ہے کہ آڑھتیوں نے گوجرانوالہ میں گندم کی پنج -/244 روپے دی ہے۔جبکہ آڑھتیوں کو 240 ملے ہیں۔ ان کو چار روپے کے اخراجات باربرداری کے پڑے ہیں ۔ تو وہی ریٹ حکومت نے دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے کاشت کاروں کے ساتھ بڑی ہمدردی کی ہے کہ جو انہوں نے پورے پنجاب سے نقد پر گندم اٹھائی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ، جی سردار صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! میں تو بڑا ہی حیران ہوں اور پریشان بھی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں آپ حیران و پریشان نہ ہوں آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! میں اس لیے حیران اور پریشان ہوں کہ حقائق کو اس طریقے سے غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگر یہاں کوئی مانیٹرنگ سیل ہے اور جس طرح اسمبلی کی ٹیپ چل رہی ہے اور کارروائی کا ایک ثبوت ہے۔ اگر یہاں مانیٹرنگ سیل ہے تو سب ڈپٹی کمشنرز کو جو فیکس دیے گئے اور جس کے ذریعے سے مجسٹریٹ اور اے سی سڑکوں پر نکل آئے۔ خدارا' اس کا بھی کوئی ثبوت مہیا کر دیجیے تو یہ سچائی آپ کے سامنے آجائے گی۔ کیونکہ میں فیلڈ کا رہنے والا ہوں اور میں اس کو جانتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار رفیق حیدر لغاری: خاکوانی صاحب! آپ کو کافی وقت مل جائے گا۔ اگر آپ مجھے موقع عطا کریں تو۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: مہربانی جناب والا! میں نے بڑا ضبط سے کام لیا ہے اور سچی بات ہے کہ unlike خاکوانی' حیران تھا اپنے اوپر بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ تو سردار صاحب بھی دیکھ رہے تھے کہ آپ بڑا ضبط کئے ہوئے ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! اپنے خیالات کے اظہار کا اور بجٹ پر تنقید کا ان کا ایک جمہوری حق ہے جو کہ ہم تسلیم کرتے ہیں۔ انہیں اپنی باری پر interrupt بھی نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن جس وقت آپ عوام کو گمراہ کرنے کی طرف چل پڑیں یا حقائق کو مسخ کرنا شروع کر دیں تو پھر اس وقت میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ پنجاب کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے کہ وہ تمام گندم جو سمگل آ کر یہاں سے لے کر سمگل کر لیا کرتے تھے ہم نے ان کا قلع قمع کیا ہم نے ان کی تجوریوں میں سے گندم نکال کر اپنے محفوظ ذخائر میں رکھی اور آج 26 لاکھ ٹن کا ٹارگٹ ' آج میں اپنے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں 27 لاکھ 85 ہزار ٹن ہم نے لی'

ایک لاکھ 75 ہزار ٹن زاید اور جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہاں پر بتانا چاہتا ہوں کہ ہر ایک ٹن پر میرے صوبے کو کم و بیش اڑھائی ہزار ایڈیشنل دینا پڑتا تھا۔ آج الحمدللہ صرف ایک چھوٹے سے محکمے نے اربوں روپے بچا کر خزانے میں جمع کرائے اور اسی سے پنجاب کے دیہات اور شہروں کی ترقی ہوگی اور یہ ڈپٹی کمشنر اور اے سی کی بات کر رہے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر کون ہوتے ہیں؟ وہ اس حکومت کے نمائندے اور کارندے ہیں۔ اگر ہم نے ان کو mobilize کیا ہے اگر ہم نے ان کو effectively use کیا ہے تو ہم نے کون سا غلط کام کیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ اس وقت پنجاب کے تمام شہروں کی مارکیٹوں میں گندم -/244 اور -/242 روپے عام مل رہی ہے۔اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ کیا پنجاب کے محکمہ خوراک کی ذمہ داری صرف گندم کو procure کرنے کی ہے۔ نہیں جناب والا! میں یہاں پر یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ -/240 روپے من اپنے کاشت کار کے لیے ensure کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی خاکوانی صاحب! شکریہ۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے خصوصی وقت دیجیے گا۔ میں ان کے کچے چٹھے بھی کھول کر بیان کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خاکوانی صاحب آپ بولیے آپ کو کون روک سکتا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب والا! اگر وزیر خوراک صاحب تقریر فرمائیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے بھی موقع عطا فرمائیں۔

سردار محمد طفیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: طفیل صاحب کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

شوگر ملز مالکان کی طرف سے گنے کے کاشتکاروں کو گنے کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر پر غور کے لیے خصوصی کمیٹی کی تشکیل

سردار محمد طفیل: جناب والا! میں ابھی لغاری صاحب کی باتیں سن رہا تھا اور جس طرح حافظ

خاکوانی صاحب نے ابھی فرمایا کہ میں کس طرح برداشت کر رہا تھا۔ جناب والا! آپ کے توسط سے میں اسی لفظ کی روشنی میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ گنے کے کاشت کاروں کا کیا بنا رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین) ان کی برداشت کا کیا حشر ہوگا؟ بتائیے کہ ان پر کیا بیت رہی ہوگی؟ جناب والا! میں نے گزارش کر دی ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ میں کس طرح برداشت کر رہا تھا۔ تو جو برداشت کاشت کاروں پر گزر رہی ہے اس کا کیا بنا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! کیا ان کو گنے کی قیمت نہیں ملی؟

سردار محمد طفیل، جناب سپیکر! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ میں تو ان کی بات کر رہا تھا کہ وہ فرما رہے تھے کہ میں کس طرح برداشت کر رہا تھا۔ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے 27 لاکھ ٹن گندم اکٹھی کی اور یہ اچھا قدم ہے اور میں اس کی تعریف کرتا ہوں۔ انہوں نے بلیکوں سے گندم اپنے خزانے میں لی یہ اچھا قدم ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ وہ اس برداشت کا بتائیں جو لوگ برداشت کر رہے ہیں۔ اس پر ان کا کیا خیال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار طفیل صاحب! آپ ادھر مخاطب ہوں ان سے براہ راست بات نہ کیجیے۔ مجھے آپ صرف یہ فرمایئے کہ آپ کی بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ آپ گنے کے سلسلے میں کیا فرما رہے تھے؟

سردار محمد طفیل، جناب والا! آپ کے سامنے ہاؤس میں وزیر خوراک نے یہ کہا کہ لغاری صاحب کی باتیں ان کی برداشت سے باہر تھیں۔ میری عرض یہ تھی کہ جو کسانوں کی برداشت سے باہر بات ہو رہی ہے ان کو گنے کی قیمت نہیں مل رہی ہے اس کے متعلق ان کی برداشت کیا کہتی ہے۔ جناب والا! میں نے سیدھا سوال کیا ہے اس میں کون سا وہم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خاکوانی صاحب! اس سلسلے میں آپ کچھ فرمانا پسند کریں گے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! 40 ارب روپے کا گنا خریدا گیا۔ تقریباً سوا اڑتیس ارب روپے کاشت کاروں کو ادائیگی ہو چکی۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ چیز ریکارڈ پر ہے۔

آوازیں: یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ ہے ---

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: لَا اِلٰہَ اِلا اللہ مُحمدٌ رَسُولُ اللہ

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ اگر بولنا چاہتے ہیں تو اٹھ کر بولیے اور کچھ کہنا چاہتے ہیں تو اٹھ کر کہیے۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ-----

جناب قائم مقام سپیکر! آپ فرماتے ہیں کہ قیمت نہیں ملی۔

راجہ محمد خالد خان: جی جناب والا! مجھے اپنے کاشت شدہ گنے کی قیمت نہیں ملی۔ اور میرے پاس جنوری کے دو چرز ہیں جن کی قیمت ابھی تک نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کسی specific مل کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: جی جناب والا! میں کریسنٹ شوگر مل فیصل آباد کے بارے میں بات کر رہا ہوں۔ 199 رکھ برانچ چک ہے اس میں میرے رقبے کا جو گنا گیا ہے اس کی رقم آج تک مجھے نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: خاکوانی صاحب! انہوں نے ایک specific مل کا نام لیا ہے' اس کو آپ چیک کر لیں۔ جناب آپ تشریف رکھیں میں اس پر بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔ یہ بات بحث کی نہیں ہو رہی۔ اگر کسی نے بات کرنی ہے تو وہ اپنی تقریر میں یہ بات کرے۔ آپ معزز مقررین کا وقت نہ لیجیے۔ میں نے وزیر خوراک کو ہدایت کی ہے۔ چونکہ راجہ صاحب نے ایک specific مل کا نام لیا ہے آپ اس کو چیک کریں کہ ادائیگی کیوں نہیں کی گئی۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی: جناب والا! میں ان شاء اللہ تعالیٰ چیک کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

سردار احمد خان عاکوکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے۔

سردار احمد خان عاکوکا: جناب والا! اگر نوٹ ہی فرمانا ہے تو پھر آدم شوگر مل کو بھی نوٹ فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم ایسا کرتے ہیں کہ میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین) وہ خاکوانی صاحب کے ساتھ مل کر یہ بات

دیکھ لے کہ اس میں کس کس مل کا کیا کیا ہے۔ اور یہ مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔ تو اس میں محمد اعظم چیمہ صاحب ' جناب امتیاز راجہ صاحب' جناب سردار محمد طفیل صاحب ' جناب سردار سعید اکبر خان صاحب اور پانچواں ممبر راجہ خالد خان صاحب ۔ تو یہ کمیٹی جناب محمد اعظم چیمہ صاحب کی کنوینر شپ میں قائم کی جاتی ہے۔ آپ ان ملوں کو دیکھ لیں جہاں سے شکایات آتی ہیں اور ان ملوں کو ہدایت فرمائیں اور ادائیگی کروائیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں اس میں ایک اضافہ کرنا چاہوں گا کہ شوگر سیس جو زمیندار سے کٹوتی ہوتی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! یہ آپ اپنی تقریر میں کہہ لیجیے گا۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں نے تقریر نہیں کرنی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ مسئلہ ختم کیجیے۔ ہم یہ ٹائم مقررین کو دیتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اپنا نام دیجیے' بولیے اور دل کھول کر بولیے۔ جی سردار رفیق حیدر لغاری صاحب!

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء پر بحث

(----------جاری)

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کیونکہ یہ کافی ٹائم میری تقریر میں آ گیا ہے۔ آپ ذرا فراخ دلی سے مجھے ٹائم دیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جتنا ٹائم آپ کو interrupt کیا گیا ہے میں اس سے بھی پانچ منٹ زیادہ دیتا ہوں۔ آپ بولیے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، مہربانی جناب۔ جناب والا! زراعت پیشے سے وابستہ لوگوں سے جو زیادتی ہو رہی ہے میں اس کا ذکر کر رہا تھا تو خاکوانی صاحب جوش کو نہ روک سکے اور interruptions آ گئیں۔ سردار صاحب نے جو کہا میں اس پر آ رہا تھا کہ اس وقت کئی ارب روپے شوگر ملوں نے دینے ہیں اور بدقسمتی کہیں کہ تمام کی تمام تقریباً 95 فیصد شوگر ملیں ان احباب کی ہیں جو کہ حکومت وقت کے

ساتھ ہیں اور زمینداروں کو نہ صرف وہ پیسہ نہیں دیتے ہیں چیمہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کیونکہ جناب سپیکر نے ایک کمیٹی بنا دی ہے' اس چیز کو ضرور مدنظر رکھیے گا کہ اس ہاؤس نے جو کہ صوبے کا سب سے بڑا فورم ہے' ایک قانون پاس کیا جس میں ایک ماہ کے اندر payment کرنا لازمی تھی۔ اگر ایک ماہ میں نہیں ہو گی تو دوسرے ماہ بمع سود ہو گی اور اگر اس کے بعد بھی نہیں ہو گی تو پھر حکومت وقت نے اپنے منسٹر کے ذریعے اس فورم پر یہ وعدہ کرایا تھا کہ ہم اس مل کے اثاثے بیچیں' چینی بیچیں' کچھ کریں' آپ کو ہم پندرہ دن کے اندر payment کرائیں گے۔ میرے ایک بھائی نے جنوری کا کہا ہے۔ میں بھی ایک چھوٹا سا گنے کا کاشت کار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چھوٹے کاشت کاروں کو تو پیسے مل رہے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جی' میں عرض کرتا ہوں۔ میں اپنے point پر آ رہا ہوں کہ زراعت پیشے کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ فروری کی ادائیگیاں ابھی تک نہیں ہوئیں اور وہ لوگ جن کو ہم زرعی ٹاسک فورس کا چیئرمین بنانے بیٹھے ہیں' کھلے عام کہتے ہیں کہ 30 روپے من سے اوپر' وہ جو 60' 70' 80 من پہلے ہی کھا گئے' کٹوتی کے نام پر بھی نہیں بھرلو کے نام پر' وزن میں ہی کھا گئے۔ جس کا ریکارڈ ہی نہیں دیا۔ وہ تو در کنار' وہ تو رب تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ جو حقوق العباد کھاتا ہے وہ جب تک اس آدمی کے حقوق نہیں پورے ہوں گے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔

خواجہ ریاض محمود، سب کو پوچھے گا۔ سب کو پوچھے گا۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! فرمائیے۔ ان کو ویسے تقریر پوری کر لینے دیجیے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! لغاری صاحب ہماری دکھتی رگوں کو چھیڑ رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ یہ بجٹ پر رہیں۔ بجٹ پر ہی بات کریں۔ انہیں شاید بھول گیا ہے' بیچارے اس الیکشن میں ہار گئے تھے **********

****

****

****

****

****(بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کو rule out کرتا ہوں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا اور میری درخواست ہے کہ ان کا کیس ویسے بھی کورٹ میں ہے اور جو subjudice case ہے اس پہ آپ نہ تو بات کریں۔ اور دوسرا میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کو بولنے دیں۔ آپ تحمل سے سنیں۔ اگر وہ ایسی بات کر رہے ہیں جو تنقید کے زمرے میں آتی ہے تو اس کا آپ اپنی تقریروں میں جواب دیجیے۔

جناب آصف علی ملک، وہ irrelevant ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! میں بڑے افسوس سے کہوں گا کہ آپ ہر بات کو irrelevant کہتے ہیں۔ میں نے بیس مرتبہ کہا ہے اور ہر معزز دوست یہ سمجھتا ہے کہ بجٹ میں تمام چیزوں پر بحث کی جا سکتی ہے۔ اگر irrelevant ہے تو وہ اخباروں میں آئے گا۔ پبلک دیکھے گی۔ وہ دیکھے گی کہ اپوزیشن والے کیا باتیں کرتے ہیں۔ ان کا جواب آپ تیاری کر کے دیجیے تاکہ آپ کو لوگ کہیں کہ موجودہ حکمران پارٹی سے تعلق رکھنے والے لوگ تیار ہو کر آتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہیں۔ تو یہ اس بات پر تو کوئی فائدہ نہیں کہ ایک مقرر بول رہا ہے اور آپ اس کو اس بات پر interrupt کریں کہ یہ کیوں بول رہا ہے؟ میری گزارش ہے کہ ان کو پورا کرنے دیجیے اور کافی مقررین ہیں۔ میں نے اس لیے صرف ان کو ٹائم زیادہ دیا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے دو نام ہیں۔ ایک تو کبھی آئے ہی نہیں اور آج بھی مجھے نظر نہیں آ رہے۔ میرے دوست نام تو دے دیتے ہیں لیکن ان کو بلا نہیں سکتے۔ میں چاہتا تھا کہ یہ کھل کر تنقید کر لیں۔

جناب آصف علی ملک، ٹھیک ہے۔ بہت کھل کے کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' بہت کھل کے تنقید کر لیں اور اس تنقید کا جواب ٹریژری بنچز کے دوست اس انداز سے دیں کہ عوام کو یہ پتا چل جائے کہ یہ تنقید برائے تنقید ہے' تعمیری تنقید ہے یا غلط تنقید ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کو پورا کر لینے دیجیے۔ پھر جو دوست سمجھتے ہیں کہ یہ غلط بات کر رہے ہیں' مجھے نام دیجیے! اگر وہ نہیں بول پائے تو میں ان کو بھی ان سے زیادہ وقت دوں گا تاکہ وہ اس کا جواب دے سکیں۔ بڑی مہربانی

سردار رفیق حیدر لغاری، شکریہ جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی بات continue کروں میں

یہ گزارش کروں گا کہ خواجہ صاحب نے جو personal remarks یہاں دیے ہیں ان کو expunge کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں آپ وہ سن نہیں رہے یا آپ اس طرف متوجہ نہیں ہیں۔ میں نے تو فوری طور پر کہا ہے کہ میں rule out کرتا ہوں اور جب ایک چیز rule out ہو جاتی ہے تو وہ یہاں تو نہیں رہتی۔ وہ تو expunge ہو جاتی ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں سمجھ نہیں پایا۔ درحقیقت بات پھر وہی ہے کہ خواجہ صاحب بجٹ کو دو اور دو چار گنتی بنا کر سمجھتے ہیں کہ بجٹ ہے۔ بجٹ دو اور دو چار کا نام نہیں ہے' بجٹ پورے سال کی پالیسیز پر مرتب ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ سے ایک گزارش کروں گا کہ آپ mathematically یہ calculate کر کے دیکھ لیں کہ اگر آپ interruptions کا ٹائم بھی شامل کریں تو جب سے آپ شروع ہوئے تھے اس وقت سے لے کر اب تک آدھے گھنٹے سے بھی زیادہ وقت ہو گیا ہے۔ آپ اب پانچ منٹ میں wind up کر لیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری: میں کوشش کرتا ہوں مگر آپ ذرا شفقت کیجیے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب! اس سے زیادہ اور میں کیا کر سکتا ہوں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں ان محرومیوں کی بات کر رہا تھا جو کہ اس وقت زراعت پیشہ لوگوں کو درپیش ہیں۔ ان کے پاس وسائل نہیں ہیں کہ وہ بروقت اپنی کاشت کر سکیں اور حکومت وقت کی سستی کہہ لیں یا بدنظمی کہہ لیں یا اس کا نوٹس نہ لینا کہہ لیں' جو بھی الفاظ اس کو آپ دینا چاہیں اس کی وجہ سے اس دفعہ بھی کپاس کی کاشت بروقت نہیں ہو پا رہی اور صحیح طریقے سے بھی نہیں ہو پا رہی کہ کاشت کار کے پاس چونکہ نہ کھاد ہے' نہ بیج کے پیسے ہیں اور جیسا کہ یہاں کل بھی بات ہوئی کہ یہاں ایسی ایسی بیج کی فرموں کو رجسٹر کر دیا گیا اور کس نے کیا؟ اسی دور حکومت میں یہاں کے بیٹھے ہوئے بیورو کریٹس نے کیا۔ ایسی فرموں کو رجسٹر کیا جو کہ pesticides میں deal کرتی تھیں اور malpractices ابھی بھی کر رہی ہیں۔ ان کے پاس کوئی qualification نہیں۔ ان کے پاس امپورٹ کرنے کے کوئی پرمٹ نہیں۔ مگر وہ جا کر فیڈرل گورنمنٹ سے اپنے آپ کو

رجسٹر کرا آتے ہیں اور زمیندار کی قسمت کے ساتھ کھیلتے ہیں۔ کپاس کے بیج میں بھی یہی حشر ہوا کہ جو من پسند لوگ تھے انھوں نے اس کاروبار کو اپنانے کے لیے اپنی گم نام فرمیں رجسٹر کرائیں اور پھر غلط بیج مہیا کر کے فصل کو تباہ کیا۔ پچھلے سال بھی کیا اور اس وقت بھی کر رہے ہیں۔ مگر حکومت وقت ہے کہ وہ صرف بحث برائے بحث' اس فورم میں یوں لگتا ہے کہ جیسے وہ الفاظی جنگ جیتنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر نیتیں اپنی ابھی تک صاف نہیں کر رہے۔ اور یہی حال آپ کے محکمہ ایری گیشن کا ہے کہ فصل کو ابھی پانی چاہیے مگر ملے گا چھ مہینے کے بعد ۔ آپ کا کینال سسٹم دنیا کا بہترین کینال سسٹم تھا مگر فنڈز کھا جانے کی وجہ سے ' de-silting نہ کرانے کی وجہ سے آج آپ کی نہریں اپنی capacity کے مطابق پانی ہی نہیں لے پا رہیں۔ جس کا نتیجہ ہے کہ میلوں تک آپ کا پانی نہیں پہنچ پا رہا۔ کیا وہ کسانوں کا کام تھا کہ وہ de-silt کرواتے؟ بجٹ میں تو آپ کروڑوں روپے دکھا دیتے ہیں ۔ درحقیقت میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ سارا نظام جو درہم برہم ہو رہا ہے یہ بدنظمی' بد انتظامی کی وجہ سے ہو رہا ہے اور اس وقت کوئی سسٹم نہیں اپنایا جا رہا جس کی monitoring کے ذریعے اپنی راہوں کو درست کیا جا سکے۔ جناب والا! باقی باتیں میں اس وقت کروں گا۔ جب زراعت کا سبجیکٹ آئے گا' میں صرف مختصراً عرض کرتا چلوں؛ اب آپ پولیس ہی کو لے لیجیے۔ آپ نے ایک دوست سے بجا طور پر پوچھا تھا کہ استعمال کیسا تھا ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ یہاں ایلیٹ فورس کے بارے میں پچھلے بجٹ پر اور اس سے پہلے بڑے چرچے ہوئے اور یہ بتایا گیا کہ اس ایلیٹ فورس کے آتے ہی ملک میں دکانیں کھلی رہ جائیں گی' لوگ گھروں کے دروازے بند نہیں کریں گے' عورتیں زیور پہن کر رات دو بجے تک بازاروں میں پھر سکیں گی اور یہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ مگر ہوا کیا کہ وہ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود اس ایلیٹ فورس کو سوائے اپنے مخالفین کے خلاف استعمال کرنے کے اور کوئی کام نہیں لیا گیا۔ حتیٰ کہ ہیومین رائٹس نے اس چیز کو pick up کیا' بی بی سی نے اس چیز کو pick up کیا ہے کہ اس ایلیٹ فورس نے جس طریقے سے انسانوں کے ساتھ سلوک کیا اس پر پوری دنیا افسوس کا اظہار کر رہی ہے ۔ وہ ایلیٹ فورس صرف اور صرف اپنے مقاصد کے لیے استعمال کی جا رہی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سپاہی کی تنخواہ نہ بڑھائی جائے' وہ سب سے کم تنخواہ دار طبقہ ہے ضرور بڑھائی جائے مگر مجھے افسوس ہے کہ یہاں کتابوں پر جب نظر ماریں تو اوپر بڑا بڑا لکھا ہوا ہے موٹو کے لحاظ سے موٹو

حکومت نے اپنا show کیا ہوا ہے کہ accountability to the tax payer بہترین governance' مگر وہ چیزیں کہاں ہیں؟ کیا وہ صرف کتابوں کے اوپر چھاپنے کے لیے ہیں یا اس کا عملی مظاہرہ بھی کوئی دکھائے گا؟ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ اب حکومت وقت کو اپنی آنکھیں کھولنی چاہییں' صرف وقت کو دھکا نہیں دینا چاہیے اب ہم اگلی صدی میں جانے والے ہیں ہمیں اپنے آپ کو اگلی صدی کے لیے تیار کرنا چاہیے ۔ اور زمینداروں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرنا چاہیے جیسے کسی کسان کی ایک بھینس تھی۔ وہ بھینس کی غذا تو کم کرتا چلا گیا اور دودھ کے اوپر اپنا کاروبار بنانے کے خواب دیکھتا چلا گیا ۔ نتیجہ وہی نکلا کہ بھینس قصائی کے پاس پہنچ گئی ' دودھ بھی ختم ہو گیا اور بھینس بھی کٹ گئی۔ تو ہماری زراعت کے ساتھ وہ کام نہ کیجیے کہ آپ وصول کرتے چلے جائیں مگر اس کی غذا کو بند کرتے چلے جائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار صاحب' شکریہ۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں صرف ایک شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گا' موقع تو آپ نے بہت دیا مگر بیچ میں interruption کی وجہ سے اپنی بات مکمل نہ کر سکا۔ میں حکومت وقت سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ۔

تازہ ہوا کے شوق میں اے بانیان شہر
اتنے نہ در بناؤ کہ دیوار ہی گر جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی ۔۔۔۔ سردار احمد خان عاکو کا صاحب۔

سردار احمد خان عاکو کا(پی پی۔ 227)، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اس بجٹ کے سلسلے میں مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بجٹ بہت اچھا ہے' بڑی محنت سے تیار کیا گیا ہے اور اس میں بہت اچھی سوچ کار فرما ہے ۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کو اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ اسی بات سے اندازہ لگائیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب تعلیم کو فروغ دینے میں کتنی دل چسپی رکھتے ہیں۔ اس میں فوج کو بھی ملوث کیا گیا' فوج نے بڑے سروے بھی کیے مگر افسوس کہ ابھی تک محکمہ تعلیم میں وہ خاطر خواہ ترقی نہیں ہو سکی جو ہونی چاہیے تھی ۔ جناب والا! یہ بڑی اچھی سوچ ہے کہ ٹیکنکل تعلیم دی جائے مگر میں اس میں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہوں گا کہ اگر اسی فی صد آبادی کو مدنظر رکھ کر زرعی تعلیم زیادہ دی

جائے تو وہ میرے خیال میں ملک کے لیے زیادہ سود مند اور فائدہ مند ہو گی۔ اس میں ایگریکچرل کالجز کا قیام انتہائی ضروری ہے اور جیسا کہ ہمارے قائد کی سوچ ہے اور جیسا کہ ان کا ارادہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایک ٹیکنکل کالج کا پڑھا ہوا فرد اگر ٹی وی کی سروس کرنا سیکھ جاتا ہے تو ممکن ہے کہ وہ اپنی دکان چلا لے اور اگر وہ نہ بھی چلا سکے تو وہ بے روزگار ہی رہے گا مگر ایک ایکڑ کا مالک اگر زراعت کے پیشے کے متعلق تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو وہ میرے خیال میں پورے ملک کے لیے فائدہ مند ہو گا۔ اس لیے میری تجویز یہ ہو گی کہ ایگریکچرل کالجز پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے زراعت پیشہ لوگ ابھی تک روایتی زراعت کر رہے ہیں صرف ٹریکٹر کے آ جانے سے یا ٹریکٹر سے ہل چلا لینے سے یہ کوئی جدید زراعت نہیں بن جاتی ۔ اصل میں پوری تعلیم حاصل کرنے سے اور پوری تربیت ہونے کی وجہ سے ہی یہ زراعت ترقی کر سکے گی۔ اس بجٹ میں زراعت کے متعلق بھی وزیر اعلیٰ صاحب کی بڑی مثبت سوچ ہے وہ اس کو ترقی دینا چاہتے ہیں ' اس میں کام کو بڑھانا چاہتے ہیں مگر اس میں ہماری حکومت نے بڑے کارنامے بھی سرانجام دیے ہیں۔ one window supply بہت اچھی سکیم ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اگر onewindow operation سسٹم بھی شروع کر دیا جائے اور اس میں کھاد' بیج اور دوائی بروقت' صحیح اور اصلی فراہم کر دی جائے تو میرے خیال میں بجائے پیسے دینے کے یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب والا! زراعت کی مد میں بڑے پیسے رکھے گئے ہیں۔ صرف سونا اور چاندی کے طلیئوں سے اگر ہمیں زراعت سکھائی جائے تو میرے خیال میں یہ بہتر نہ ہو گا۔ اس کو بڑے اچھے طریقے سے آگے چلانا چاہیے تاکہ زمیندار کو اور کاشت کار کو صحیح معلومات فراہم ہوں اور صحیح طریقے سے کاشت بھی ہو سکے۔ جناب والا! میں اس میں ایک مثال بھی دینا چاہوں گا کہ ایک دفعہ میں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اسلام آباد میں گیا تو وہاں میرا تعارف ایک خاتون سائنسدان سے کروایا گیا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ نیم کے پتوں پر ریسرچ کر کے کاٹن کے لیے سپرے تیار کر رہی ہے تو میں نے بڑا appreciate کیا۔ میں نے کہا' بڑی اچھی بات ہے' یہ تو بڑا سستا کام ہے۔ مگر جب میں گھر پہنچا اور میں نے اتفاق سے ٹی وی on کیا تو انڈیا والے وہ نسخہ ٹی ۔ وی پر بتا رہے تھے کہ نیم کے پتوں سے ایسی دوائی تیار ہو جاتی ہے۔ جبکہ ہماری اس سائنس دان محترمہ کی ریسرچ ابھی تک مارکیٹ میں نہیں پہنچی۔ جناب والا ! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ہم زراعت میں بہت پیچھے ہیں۔ ہمیں فیلڈ میں کام

کرنا چاہیے، صرف دفتروں میں بیٹھنے سے ہم زراعت boost نہیں کر سکتے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اس بجٹ میں farm to market roads کے سلسلے میں بڑی دل چسپی لیتے ہوئے contribution کی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں سڑکوں کا جال بچھایا جائے۔ بدقسمتی سے ہمارے اوپر پانچ کلومیٹر corridor distance کا ایک قانون لاگو کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اگر farm to market سڑکیں پہنچانی ہیں تو میں تجویز کروں گا کہ اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس پر ضرور غور فرمائیں گے۔ SKH کے درمیان کئی فارم اور چکوک آتے ہیں۔

جناب والا! پینے کے پانی کے سلسلے میں ہمارا بجٹ بہت فراخ دل ہے، ہماری سوچ بھی یہی ہے کہ کم از کم ہر ایک کو پینے کا پانی صاف اور میٹھا میسر آنا چاہیے۔ مگر مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرا پورا حلقہ کڑوے پانی کا علاقہ ہے لیکن اس بجٹ میں اس کے لیے کوئی سکیم نہیں رکھی گئی۔ از راہ کرم وزیر خزانہ صاحب اس پر غور فرمائیں اور میرے حلقے میں کم از کم پانچ دس سکیمیں دینی چاہییں۔

جناب سپیکر! نہری نظام کو درست کرنے میں میاں شہباز شریف صاحب بڑی دل چسپی لیتے ہیں، اس معاملے کو بڑی proirity دیتے ہیں۔ ہم نے انھیں بی ایس لنک سے متعلق نشان دہی کی تو انھوں نے ذاتی دل چسپی لیتے ہوئے ریکارڈ کم مدت میں بی ایس لنک کو مرمت کروایا۔ جناب سپیکر! ہمارے ضلع بہاول نگر میں ایک "عوام کینال" ہے جو کہ محکمہ انہار کے افسران کے لیے سونے کی کان بنی ہوئی ہے۔ یہ برسوں سے بن رہی ہے، غالباً 70 کی دہائی سے شروع ہوئی تھی لیکن آج تک مکمل نہیں ہو سکی۔ جناب والا! اس جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ دوسرا محکمہ انہار کے لیے جو بجٹ رکھا گیا ہے اس کی بالکل transparency نہیں ہے۔ اگر ایک پل دو تین لاکھ روپے میں بن سکتا ہے تو محکمہ انہار والے اس کا تخمینہ آٹھ لاکھ روپے بناتے ہیں۔ جناب والا! اس میں اگر عوامی influence ڈال دیا جائے تو بہتری آئے گی۔

جناب والا! ہماری حکومت نے پولیس ملازمین کی تنخواہیں بڑھا کر ان کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کیا ہے۔ لیکن مجھے یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ تھانے اور تحصیل کی سطح پر ابھی تک کرپشن ختم نہیں ہوئی۔ میں اس فورم پر یہ بات باآواز بلند کہنے کو تیار ہوں کہ ہم اس کرپشن کو ختم نہیں کر سکے، اس پہ کنٹرول نہیں کر سکے۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ ہماری کوتاہیاں بھی ہوں

لیکن ہمیں اس صورت حال کو درست کرنا پڑے گا۔ جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ، وزراء، پارلیمنٹ کے ممبران سب کام کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارا سسٹم ابھی تک وہی پرانا، فرسودہ اور دقیانوسی ہے۔ اس سسٹم میں جو خرابیاں ہیں انھیں ہم نے ختم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی گاؤں کے کنوئیں میں کتا گر گیا، دیہاتیوں نے مولانا سے پوچھا کہ کنواں کیسے پاک کیا جائے؟ تو اس نے کہا کہ آپ اس میں سے اکیس ڈول پانی کے نکال دیں۔ چنانچہ دیہاتی اکیس ڈول پانی کے نکال کر آ گئے۔ جب کسی نے پوچھا کہ کتا کہاں ہے تو انھوں نے کہا کہ کتا تو ابھی کنوئیں میں ہی پڑا ہے۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ جب تک آپ کتا نہیں نکالیں گے اس وقت تک یہ کنواں پاک نہیں ہوگا۔ جب تک سب کام آپ خود نہیں کریں گے، بیورو کریسی کے رحم و کرم پر رہیں گے اس وقت تک یہ نظام ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔ دفاتر میں آج بھی 24 گھنٹے ہیرا پھیری کی باتیں کی جاتی ہیں، یہ سوچتے رہتے ہیں کہ کس طریقے سے پیسہ نکالا جائے۔ جناب والا! ان چیزوں پر کنٹرول کرنا انتہائی ضروری ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب!

جناب ایس۔ اے۔ حمید (پی پی۔ 40)، شکریہ جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! پنجاب حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اپوزیشن کسی نہ کسی طور پہ اس میں کیڑے نکالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے بڑے غور سے قائد حزب اختلاف اور ممبران حزب اختلاف کی تقاریر سنی ہیں۔ میرا ارادہ قطعاً تقریر کرنے کا نہیں تھا لیکن ان کی تقاریر سننے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کو حقائق کے بارے میں مکمل طور پر باخبر رکھنا ہماری اولین ذمہ داری ہے۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے قائد حزب اختلاف نے جو یہاں پر تقریر کی اس میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ پنجاب کا بجٹ ہر شعبے میں خواہ وہ زراعت، صحت یا تعلیم سے متعلق ہو ترقیاتی عمل کے بغیر ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی تاثر دیا گیا کہ South پنجاب کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ پورے پنجاب کی اپوزیشن کا لیڈر کبھی South کی بات کرتا ہے اور کبھی North کی بات کرتا ہے۔ حالانکہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب سے یہ عہدہ سنبھالا ہے جتنا کام انھوں نے South میں کیا ہے اس کے مقابلے میں North میں کم کام

ہوا ہے۔ جناب والا! ابھی میرے محترم دوست رفیق لغاری صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم حقوق کی بات کرتے ہیں، ہم نیت کی بات کرتے ہیں، ہم بد نظمی اور بدانتظامی کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ قرآن کا فیصلہ ہے کہ تمہارے عملوں کا انحصار تمہاری نیتوں پہ ہے۔ جناب والا! جیسی ان کی نیتیں تھیں ویسا ہی ان کا انجام ہو گیا۔ جناب چیئرمین! تاریخ کا ایک سنہرا اصول ہے کہ انسان جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ اگر ان کی نیتیں ٹھیک ہوتیں تو آج ان کا حشر یہ نہ ہوتا۔ اگر ان کی بد انتظامی اور بد نظمی نہ ہوتی تو پیپلز پارٹی کا ووٹ گھر میں نہ بیٹھا رہتا۔ اس نے ان کے خلاف، ان کے پروگرام کے خلاف، ان کے اعمال کے خلاف، ان کی بد انتظامی کے خلاف اور ان کی نیتوں کے خلاف براہ راست پورے ملک، پوری قوم اور پوری دنیا کو بتا دیا کہ پیپلز پارٹی نے جو بد انتظامی کی تھی جس طرح ان کے اراکین نے، ان کے مشیروں نے، ان کے وزراء نے اس قوم کے مال کو کرپشن کے ذریعے لوٹا تھا۔ جس طرح بے نظیر اور آصف زرداری نے اس ملک کو کرپشن کا گڑھ بنایا تھا۔ آج اس کا انجام ان کے سامنے ہے کہ ملک سے باہر جا چکے ہیں اور پاکستان آنے کا نام نہیں لیتے۔

جناب والا! قائد حزب اختلاف نے پچھلے سال بھی اسی جگہ پر فرمایا تھا کہ بجٹ میں ٹریکٹرز کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ 50 کروڑ دے کر ٹریکٹر تو کسانوں کو کہہ دیا گیا لیکن بجٹ میں اس کی بات نہیں۔ جناب والا! آج مجھے بتائیں کہ وہ سال گزر چکا ہے کیا سپلیمنٹری گرانٹس میں 50 کروڑ روپیہ کسانوں کو نہیں ملا؟ وہ ملا ہے۔ اس لیے کہ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں لیکن جو کچھ انھوں نے کہا وہ کبھی نہیں کیا۔ جناب یہ ریکارڈ کی بات ہے۔

جناب والا! زراعت کے بارے میں ان کا یہ فرمان ہے کہ زراعت کے بارے میں کچھ نہیں ہوا۔ جناب چیئرمین! اگر زراعت میں کچھ نہیں ہوا تو جو پچھلا سال گزرا ہے اس میں پچاس کروڑ روپیہ ٹریکٹر کی مد میں دیا گیا۔ pesticides کے خلاف جو جہاد 1998ء اور 1999ء میں کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پچاس سال کی تاریخ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے زرعی شعبے کو ترقی دینے کے لیے، ٹیل تک پانی پہنچانے کے لیے اور کسانوں کو قرضے دینے کے لیے جو one window operation کا طریقہ کار اختیار کیا اس کے بعد اجناس کو کھیت سے مارکیٹ تک پہنچانے کے لیے جس طرح کام کیا آج اس کے نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ گندم کی فالتو پیداوار نہیں ہوئی، اگر اس کی فالتو پیداوار نہیں ہوئی تو پنجاب کو ٹارگٹس سے زیادہ ایک لاکھ 70 ہزار ٹن کیسے مل گئی؟ ہم ان کی بات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ زبردستی چھینی گئی۔ لیکن آج پھر

مارکیٹ میں گندم کا ریٹ 244 روپے کیوں ہے؟ ابھی میرے معزز دوست نے کہا کہ گندم 244 میں مل رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسان کے پاس وافر گندم تھی تو لی گئی اور اگر آج وافر گندم ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مارکیٹ میں اس کے دام 300 یا 350 روپے نہیں ہیں۔جناب والا! یہ تو حقائق سے آنکھیں پھیرنے والی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن جس طرح پنجاب کے بجٹ کے بارے میں اور حکومت کے بارے میں اپنا تاثر دے رہی ہے وہ کسی طرح بھی عوام کو دھوکے میں نہیں ڈال سکتی۔

جناب والا! اس کے بعد انھوں نے انسانی حقوق کی بات کی' رفیق حیدر صاحب بھی انسانی حقوق کی بات کر رہے تھے۔ لیکن یہ بات بھول جاتے ہیں کہ انھوں نے ماضی میں کیا کیا؟ کیا یہاں اسمبلی سے انعام اللہ نیازی کو نہیں پکڑا گیا؟ لیکن یہ نہیں بتا سکتے کہ آج ایبیٹ فورس نے کس کو پکڑا؟ صرف یہ کہہ دیا کہ ایبیٹ فورس لوگوں کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنا رہی ہے لیکن یہ بتائیں کہ کس کو سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا ہے ؟ اگر پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے ایبیٹ فورس بنائی ہے تو وہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے کے لیے بنائی ہے۔ پنجاب میں فرقہ واریت کی بنیاد پر جو شیعہ سنی فسادات ہو رہے تھے ان کے خاتمے کے لیے بنائی ہے۔ پنجاب پولیس میں جو ایک روایتی کلچر تھا اس کو ختم کرنے کے لیے انھیں یہ جتانے کے لیے بنائی ہے کہ اگر تم نے کام کیا تو اس فورس میں تمہارا کام ہے ورنہ تمھیں فارغ کر دیا جائے گا۔ یہ فورس کس کے کام آئے گی؟ جناب والا! یہ فورس پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے کام آئے گی۔ آج حالات اور واقعات بتا رہے ہیں کہ وہ چیز وہ تعصب وہ فرقہ واریت جس کی بنیاد پر ہماری مسجدوں' ہماری امام بارگاہوں میں روزانہ قتل عام ہو رہے تھے جس کی بنیاد پر خون کی ہولی کھیلی جا رہی تھی۔ کیا آج یہ تاریخی کارنامہ نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تمام علمائے کرام کو جمع کر کے ایک تاریخی فیصلہ کروایا کہ کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں ' کسی پیغمبر کے بارے میں' کسی فرقے کے بارے میں بات نہیں کر سکتا اور آج پورے علمائے کرام اس بات پر متفق ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور صاحبزادہ فضل کریم نے اتنا زبردست کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ وہ لٹریچر جو نفاق کی بنیاد بنا تھا' جو خون کی ہولی کھیلنے کی بنیاد بنا تھا۔ وہ لٹریچر جس کی بنیاد پر مسجدوں میں بے گناہ نمازیوں کو اور معصوم بچوں کو قتل کیا جاتا تھا آج اس کا خاتمہ ہو چکا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب اس پر مزید کام کر رہے ہیں۔ اس لیے کسی طور پر یہ کہنا یا اس پر زور دینا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال

ٹھیک نہیں' یہ درست نہیں۔ ایک ہزار روپیہ کانسٹیبل کو کس لیے دیا گیا؟ صرف اس لیے دیا گیا کہ وہ عوام کی جیبیں نہ کاٹے۔ اگر آج ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا گیا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہم لوگوں کو احترام و عزت دینا چاہتے ہیں۔ ان کو یہ سوچ کیوں نہیں آئی؟ اس وقت کے وزیر اعلیٰ وٹو صاحب تھے۔ انھوں نے صرف اپنی آسائش کے لیے 30 کروڑ روپے کا جہاز خرید لیا لیکن انھیں پولیس کا نظام ٹھیک کرنے کی سوچ تو نہیں آئی۔ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس سے پہلے اس طرح کا کوئی بجٹ نہیں آیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے بعد ان شاء اللہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا کیونکہ میاں شہباز شریف جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ انسانی حقوق کی بات کر رہے تھے لیکن ان کے انسانی حقوق یہ ہیں کہ آصف زرداری قتل میں بیٹھے جسٹس نظام الدین اور ان کے بیٹے کو قتل کروا دیں تو یہ انسانی حقوق کا جھنڈا اٹھا لیتے ہیں۔ ان کے لیے انسانی حقوق کی حفاظت یہ ہے' ان کا claim یہ ہے کہ وقت کی حاکم ہوتے ہوئے ان کا بھائی قتل ہو جائے تو یہ انسانی حقوق کے علمبردار ہیں۔ جناب والا! جو کچھ یہ کہتے رہے اور جو کچھ کرتے رہے آج قوم نے انھیں فارغ کر دیا اور ان شاء اللہ دوبارہ کبھی بھی یہ اس کرسی پر نہیں بیٹھ سکیں گے۔

جناب والا! بجٹ کیا ہے؟ بجٹ عوام کی امنگوں' ان کی خواہشات اور ان کے جذبوں کی تکمیل ہے۔ بجٹ اعداد و شمار کا دھندا نہیں۔ آپ نے بجٹ میں یہ دیکھنا ہے کہ حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کیا کیا ہے؟ حکومت نے عوام کو روزگار فراہم کرنے کے لیے کیا کیا ہے حکومت نے اس سٹیٹ کو اس صوبے کو ایک ویلفیئر سٹیٹ بنانے کے لیے کیا کیا ہے؟ آئیے جناب والا! میں بتاتا ہوں کہ حکومت کا پہلا پروگرام کیا ہے؟ سب سے پہلے یہ بات ریکارڈ پر ہے مسلم لیگ کی حکومت نے یہ محصول چونگی نہیں لگایا تھا۔ میرے دوست رفیق صاحب یہ بھول گئے ہیں کہ یہ ٹیکس آپ کے لگائے ہوئے ہیں۔ ٹھیک ہے ضلع ٹیکس کی ابتدا 1983ء میں ہوئی لیکن محصول چونگی کا سسٹم تو سالہا سال پرانا چلا آ رہا ہے۔ جناب والا! اگر میں آپ کو ذرا پیچھے لے جاؤں تو پانچ ہزار سال پہلے جب فرعون ایک دیہات سے مصر کی سرزمین کی طرف چلا تو اس وقت اس کے پاس ایک چھکڑا تھا جس میں بہت سے تربوز تھے۔ تو جہاں سے وہ گزرتا وہاں کے رہنے والے اس سے بھتہ وصول کرتے' اپنی فیس لیتے اپنا ٹیکس لیتے۔ جب وہ مصر پہنچا تو اس کے تربوز ختم ہو چکے تھے۔ اس نے وہاں قبرستان میں ڈیرہ لگا لیا اور جو لوگ اپنے مردوں کی نعشیں لے کر آتے تو وہ ا

سے بھتہ وصول کرتا۔ ایک ایسا وقت آیا کہ وقت کے حاکم کا کوئی عزیز وفات پا گیا۔ اور وہ وہاں پر پہنچے تو اِس نے ان سے بھی مطالبہ کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں اس قبرستان کا مالک ہوں، چوکیدار ہوں۔ انھوں نے کہا کہ مالک تو ہم ہیں حکومت تو ہماری ہے تم کہاں سے آ گئے ہو۔ تمہاری کون سی حکومت ہے۔ اس نے کہا کہ تمہاری حکومت ہے؟ یہ حکومت ہے؟ اس حکومت میں، میں اپنے گاؤں سے تربوز لے کر چلا جب میں یہاں پر داخل ہوا تو میرے تربوز ختم ہو گئے تھے۔ اتنے تم نے ٹیکس لگائے ہوئے تھے۔ قدم قدم پر ٹیکس تھے۔ یہ کوئی حکومت ہے؟ یہ کوئی حکومت نہیں۔ اس کے بعد بڑی لمبی کہانی ہے کہ وہ اس کو لے گئے اور بعد میں اس کو وزیر خزانہ بنایا اور بعد میں وہی فرعون بنا جس نے سات سو سال حکومت کی۔ کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ ایک ایسا ٹیکس تھا جس کو ختم کیا گیا۔ اس ٹیکس کا اثر دیکھیں کہ ایک بوڑھی عورت اپنے گاؤں سے اگر مرغی اور انڈے لے کر نکلتی ہے تو وہ اس سے بھی ٹیکس وصول کرتے تھے۔ اگر میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے یہ ٹیکس ختم کیا ہے تو انھیں تو خوش ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دیہات سے ہیں ہمارا تعلق دیہات سے ہے۔ ہم دیہات کی ترقی کے لیے کام کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنا عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے کہ ٹیکسوں کا جو جال بچھا ہوا تھا اس کو ختم کیا گیا اور اس کی بنیاد پر آج آپ نے ایک موقع دیا ہے کہ لوگ گاؤں سے شہروں میں اور شہروں سے شہروں میں کاروبار کر سکیں۔ یہ اگرچہ 20 ارب روپے کی financial implication ہے۔ لیکن حقیقت میں 100 ارب روپے کے قریب عوام کی جیبوں سے نکلتا تھا۔ اس کے بعد جناب چیئرمین! اگلی بات میں یہ کروں گا کہ جب ان کی حکومت گئی تو 5 ہزار فیکٹریاں بند تھیں۔ جن میں زیادہ فیکٹریاں پنجاب میں تھیں۔ 70 فیصد فیکٹریاں پنجاب میں تھیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ آج اگر میاں شہباز شریف کی حکومت ہے جو کہ ایک devoted, committed اور ایک dedicated worker ہے۔ جنھوں نے پنجاب کو ایک ایسی لیڈر شپ دی ہے کہ آج پوری دنیا ان کو تسلیم کرتی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر انھوں نے سٹمپ ڈیوٹی ساڑھے سترہ فی صد سے کم کر کے پانچ فی صد کر دی ہے تو اس کے اثرات کیا ہوں گے؟ آپ کی economic activity جو کہ مکمل طور پر جام ہو چکی تھی اب جناب چیئرمین وہ شروع ہو چکی ہے۔ یہ ایک investment کا نیا دور شروع ہو گا۔ اگر آکٹرائے ختم ہوتا ہے ضلع ٹیکس ختم ہوتا ہے اور اس کے بعد سٹمپ ڈیوٹی ختم ہوتی ہے تو میں

سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں سرمایہ کاری کی فضا بنے گی۔ جناب چیئرمین! بڑی واضح مثال ہے کہ آج آپ کے ملک میں آپ کے صوبے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب نے اوریکل کے ساتھ مائیکروسافٹ کے ساتھ 9 بلین کا ایک معاہدہ کیا ہے۔ آپ کے ملک میں اس سے 12 فیکٹریز بنیں گی جس سے انجینئرز تیار کیے جائیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ یہ اندازہ کریں کہ ہم پہنچ کہاں چکے تھے؟ ہمیں انھوں نے کہاں پر پہنچا دیا تھا؟ اس قوم کو کس طور پر انھوں نے برباد کیا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو ایک چھوٹا سا تجزیہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انڈیا اس وقت، جس کے ہمارے جیسے حالات تھے اور ہم بھی اس کا ایک حصہ تھے۔ وہاں پر جناب والا! ایک صوبے کے وزیر اعلیٰ نے جس کا نام نائیڈو ہے اس نے مائیکرو سافٹ سے ایک معاہدہ کیا اور بنگلور میں ایک یونیورسٹی قائم کی۔ جس کی بنیاد پر آج ہندوستان کی ایکسپورٹ ساڑھے تین بلین ڈالر ہے۔ آج ہندوستان کے پاس تقریباً 70 ہزار سے زائد انجینئرز ہیں اور آج جناب چیئرمین ہمارے پاس پانچ چھ سو سے زیادہ انجینئرز نہیں ہیں۔ ہماری ایکسپورٹ کا تخمینہ صرف 40 ملین ڈالر ہے۔ جناب والا! اگر وزیر اعلیٰ پنجاب مائیکرو سافٹ اور اوریکل کو بلاتے ہیں اور پاکستان میں سرمایہ کاری کرواتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ صوبوں کو دوسرے ملکوں کے ساتھ معاہدہ کرنے کا اختیار نہیں۔ جناب چیئرمین! ہم نے یہ امریکہ کے ساتھ معاہدہ کیا ہے؟ یہ تو وزیر اعلیٰ نے ایک کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا ہے۔ اگر بنگلور کا وزیر اعلیٰ کمپنی کے ساتھ معاہدہ کر کے وہاں پر ایک سٹیٹ بنا سکتا ہے، وہاں پر انجینئرز produce کر سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے مائیکروسافٹ ہر سال 5 ہزار انجینئرز تیار کرتا ہے اور بل گیٹ خود جہاز لے کر آتا ہے اور وہاں سے انجینئرز لے کر جاتا ہے۔ وزیراعلیٰ پنجاب نے وہ تاریخی کام کیا ہے جس کی بنیاد پر پنجاب میں جو نیا کلچر introduce ہوگا اس کے بعد یہاں پر انجینئرز بنیں گے، یہاں پر پروگرامرز بنیں گے اور آپ کے اس ملک کو نہ صرف روزگار ملے گا بلکہ آپ کے ملک کو کثیر زرمبادلہ بھی حاصل ہوگا۔ جناب چیئرمین! اس صدی کے آخر میں پوری دنیا میں ایک ہزار بلین کی ایکسپورٹ ہوگی۔ اس میں اگر صرف ہمارا ایک فی صد حصہ بھی بن جائے تو ہم دس بلین ڈالر کما سکتے ہیں۔ اس وقت پورے پاکستان کی ایکسپورٹ 7.8 بلین ڈالر ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا تاریخی کارنامہ ہے جس کے اوپر پوری قوم میاں شہباز شریف کو مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتی ہے کہ انھوں نے چندرا بابو نائیڈو کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر دونوں کمپنیوں کے ساتھ یعنی مائیکرو سافٹ کے ساتھ بھی اور اس

کے ساتھ ساتھ اوریکل کے ساتھ بھی ایک تاریخی معاہدہ کیا جس کی بنیاد پر فیکلٹیز بنیں گی، انجینئرز بنیں گے۔ میں آج اس ایوان میں پورے پنجاب کے عوام کی طرف سے میاں شہباز شریف کو اوریکل شہباز Oracle-Miracle کا خطاب دینا چاہتا ہوں۔ جس طرح چندرا بابو نائیڈو کو Pentium Premier کا خطاب دیا گیا کہ وہ حیدر آباد کے Pentium Premier ہیں۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ شہباز اوریکل مریکل۔ شہباز نے اوریکل کے ساتھ جو معاہدہ کیا جس بنیاد پر آج اس صوبے میں کمپیوٹر کی جو بنیاد رکھی گئی ہے، اس کی بنیاد پر شہباز کا یہ اوریکل ان شا اللہ Miracle کی شکل میں پورے پاکستان کی تقدیر بدلے گا۔

جناب چیئرمین! آپ کے پیش رو نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ اپوزیشن کے اراکین کو وقت دیا تھا، میں نے ان کے جواب میں کچھ باتیں عرض کی ہیں۔ ابھی میں نے اپنی تقریر کرنی ہے۔ ابھی تو میں پالیسی کی طرف آ رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھے پانچ منٹ اور دے دیں۔ میں اپنی بات پانچ منٹ میں ختم کر لوں گا۔

جناب چیئرمین، دو منٹ میں بات ختم کر کے مہربانی فرمائیں۔ پہلے تقریباً پچیس منٹ آپ کو ہو چکے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، نہیں جناب۔

جناب چیئرمین، بہرحال مہربانی فرما کر دو منٹ میں اپنی بات کو ختم کریں۔ خواجہ صاحب کو شعر بھول رہا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میرا وقت بھی ایس اے حمید صاحب کو دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین، آپ کا ٹائم کہاں سے آیا؟

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر میں بات کرنا چاہتا تھا۔ وہ وقت جناب ایس اے حمید صاحب کو دے دیں۔ (قہقہے)

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید، شکریہ جناب چیئرمین! دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ ہے کہ یہ بجٹ سوشل جسٹس کا بجٹ ہے۔ جس میں معاشرے کے تمام افراد کے لیے میرٹ کی بات کی گئی

ہے۔ آج مجھے یہ بتائیں کہ ان کی پچھلی جتنی حکومتیں گئی ہیں کبھی کسی حکومتی پارٹی کے ایم پی اے کے خلاف کوئی کام کیا گیا ہے؟ ان کے وزیر اعلیٰ تو خود اپنے آدمی چھڑانے کے لیے تھانے میں پیش ہوتے تھے۔ یہ میاں شہباز شریف کا طرۂ امتیاز ہے جنھوں نے آنکھیں بند کر کے، جس نے زیادتی کی یا جس کی طرف زیادتی منسوب کی گئی اس کے خلاف ایکشن لیا گیا۔ خواہ حکومتی پارٹی کا ایم پی اے ہو یا ایم این اے ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے دور میں یہ بہت بڑی بات ہے جب سیاسی مجبوریاں بھی ہوں اس کے باوجود ایکشن لیا جائے۔ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پھر جناب چیئرمین صوبہ بھر میں جتنے بھی ٹیکنکل ادارے ہیں ان اداروں کو ایک چھتری کے تحت demand driven بنیاد پر انڈسٹری کچھ اور چیز مانگتی تھی اور تعلیم اور دی جاتی تھی۔ جناب چیئرمین! انڈسٹریز demand driven کی بنیاد پر ان کو ایک چھتری کے تحت لایا گیا۔ TEVTA بنایا گیا VTIs کونسلز بنی۔ آج کمپیوٹر اور دیگر فنی تعلیم دینے کے لیے پورے پنجاب میں 2 بلین روپے کی مد سے امداد سے ان بچوں کو وظیفے دیے جا رہے ہیں جو اپنی تعلیم کے اخراجات نہیں اٹھا سکتے۔ پورے صوبے میں یہ ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ جناب چیئرمین تھوڑی سی فراخ دلی کا مظاہرہ کریں----

جناب چیئرمین، نہیں اس طرح سب دوست بات نہیں کر سکیں گے۔ پھر وہ گوجرانوالہ کا الزام بھی آئے گا۔ (قطع کلامیاں)۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ ایس اے حمید صاحب ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب چیئرمین! مہربانی آپ کی میں آپ کا وقت لے چکا ہوں لیکن پورا ہاؤس کہہ رہا ہے کہ مجھے وقت دے دیں۔ جناب چیئرمین! ہاؤس سے پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین، وہ پیچھے صحت مند آدمی انکار کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب چیئرمین! یہ عجیب اتفاق ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال صوبہ بھر کے عوام کے لیے ایک روپے فی کلو آٹا سستا دینے کا نہ صرف اعلان کیا بلکہ بجٹ میں تقریباً 3.5 بلین روپے مختص بھی کیے گئے اور عوام کو یہ سستا آٹا ملتا رہا۔ لیکن اس کے بارے میں دیگر صوبوں نے اعتراضات کیے۔ جناب چیئرمین! آج اس رقم کو غریب آدمی اور مفلوک الحال آدمی کی فلاح کے لیے-/5 روپے کلو کے حساب سے آٹا فراہم کرنے کے لیے اس سکیم کو پورے پنجاب میں پھیلا دیا

گیا ہے۔ پنجاب کے چالیس شہروں میں یہ سکیم جاری کی جائے گی۔ جس میں -/5 روپے فی کلو کے حساب سے یہ آٹا ہو گا۔ پچھلے دو سال میں دس شہروں میں یہ سکیم جاری کی گئی تھی۔ اب پورے چالیس شہروں میں اس سکیم کی بنیاد رکھی گئی۔ آٹا مارکیٹ میں -/10 روپے فی کلو ہو تو اس سکیم کے تحت -/5 روپے فی کلو کے حساب سے آٹا عوام کو دیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی سروس ہو گی یہ غریب لوگوں کے لیے بہت بڑا کام ہو گا۔ یکم جولائی سے اس بارے میں مکمل طور پر کام شروع ہو جائے گا۔ جناب والا! چونکہ آپ نے مجھے وقت نہیں دیا۔ آخر میں عرض کرنا چاہوں گا کہ۔

جناب چیئرمین، یہ شیخوں والی بات کی ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا نئی دیتے ہیں

شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جناب ایس اے حمید میرے بھائی ہیں میں نے ان کو تقریر کے دوران interrupt کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ انھوں نے فرعون کی ایک مثال دی ہے کہ انھوں نے خربوزے لیے اور ان کا ٹیکس وغیرہ۔

جناب چیئرمین، آپ فکر نہ کریں۔ موجودہ وزیر خزانہ کے بارے میں یہ بات نہیں تھی۔

جناب سعید اکبر خان، میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین، نہیں نہیں ان کے بارے میں نہیں تھی۔ آپ فکر مند نہ ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، اگر انھوں نے ان پر مثال نہیں دی تو گویا انھوں نے حاکم وقت کی یہ مثال دی ہے؟

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ ان کے بارے میں مثال نہیں دی گئی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! یہی حد شہ ہے کہ وزیر خزانہ بہت شریف آدمی ہیں۔

جناب چیئرمین: محمد عارف چودھری صاحب!

جناب محمد عارف چودھری (پی پی 154): شکریہ جناب چیئرمین! پیش کیے گئے پنجاب کے ٹیکس فری بجٹ کو پنجاب میں بسنے والے تمام طبقہ کے لوگ سراہا رہے ہیں۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ اپوزیشن کے دوست اس پر بے جا تنقید کر رہے ہیں۔ حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر ان کے پاس کوئی اچھی proposals تھیں تو وہ حکومت کو دیتے۔ سب پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فخر پاکستان میاں محمد نواز شریف کی زیر قیادت پاکستان مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے الحمد للہ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پنجاب کی تاریخ میں میاں محمد شہباز شریف کی صورت میں ہمیں ایک ای محنتی، انتھک اور پنجاب کے 7 کروڑ عوام کے دلوں کی ترجمانی کرنے والا وزیر اعلیٰ ملا ہے۔ اگر ان کی تجاویز اچھی ہوتیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ ان کو ضرور accommodate کرتے۔ بجٹ پر بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میں بھی اپنی تجاویز جو میرے ذہن میں ہیں دینا چاہوں گا۔ یہاں پر صوبائی وزیر صحت راجہ اشفاق سرور بیٹھے ہوئے ہیں۔ اختر محمود صاحب ہیں، جو بہت محنت کرتے ہوئے محکمہ صحت میں تبدیلیاں لا رہے ہیں۔ میری ان سے گزارش ہے کہ آپ کا extension programme چل رہا ہے مختلف شہروں میں مختلف ہسپتالوں میں OPD ہے، ایمرجنسی ہے یا اور مختلف ڈیپارٹمنٹ بنا رہے ہیں مگر ان کے لیے آپ پیرا میڈیکل سٹاف اور آلات نہیں دے رہے۔ میری گزارش ہے آپ اس معاملے میں توجہ فرمائیں اور بالخصوص تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں فزیو تھراپسٹ، نیورو سرجن اور یورالوجسٹ آپ پہلی فرصت میں مہیا کریں۔ اس کے بعد میں میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کو ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جنھوں نے ایکسپورٹ ٹیکس اور octroi tax اس ملک سے ختم کیا۔ مگر octroi tax ختم ہونے سے اربن کونسل کو جو مشکلات پیش آئیں گی ان کا ذکر یہاں پر کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں۔ جن اربن کونسلز کا octroi سے تعلق ہے وہ اس بات سے آگاہ ہیں کہ octroi ہی ان کا ایک major source of income ہے اخراجات کے حساب sanitation، پرائمری ایجوکیشن اور سٹریٹ لائٹس وغیرہ کے بڑے اخراجات ان کے ذمے ہیں۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ وہ اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کرتے ہوئے اس کے لیے ا ٹھوس منصوبہ بندی کریں۔ اس وقت اربن کونسلز پریشان ہیں ان کو اپنا بجٹ بنانے میں دشوا

پیش آ رہی ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ اربن کونسلز باقی تمام معاملات تو طے کر لیں گی۔ آپ ایجوکیشن کے حوالے سے اربن کونسلز جو سکول چلاتی ہیں ان کو محکمہ تعلیم میں ضم کر لیں۔ اس طرح اربن کونسلز صحیح معنوں میں اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنے عوام کی خدمت کر سکیں گی۔ میں سمجھتا ہوں ADP میں پنجاب کے تمام لوگوں سے مساویانہ سلوک ہوا ہے۔ اور یہ exercise بجٹ بننے سے پہلے کی گئی یہی وجہ ہے کہ last year آپ کے ذہن میں ہو گا کہ پورے ہاؤس میں بہت شور مچا تھا کچھ لوگ رہ گئے تھے۔ اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام لوگ مطمئن ہیں۔ میری اس سلسلے میں بھی submission ہے کہ جس طرح باقی تمام محکمہ جات میں بہتر سے بہتر کار کردگی کے لیے کوشش کی جا رہی ہے اس محکمہ میں بالخصوص جو ان سے متعلقہ وزراء صاحبان ہیں ان کو میں چند باتوں کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں نان شیڈول آئٹمز ڈویلپمنٹ کے سلسلے میں ایک ایسی لعنت ہے کہ جس میں ایک روپے کی چیز کو بڑھا کر 10 ہزار روپے کی بھی کر سکتا ہے۔ ٹی ایس کرنے کا ایک ایسا بوسیدہ اور فضول نظام ہے۔ اس ملک کے انجینئرز ٹھیکے داروں کی ملی بھگت سے لوٹ رہے ہیں۔ ہر ضلع میں اور بالخصوص پنجاب میں ریپیئر ورک کے لیے جو 100 ملین سالانہ ایلوکیشن ہوتی ہے' اس میں بھی اتنا گھپلا ہے کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میری یہی گزارش ہے کہ اس معاملے میں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ اوکاڑہ میں گزشتہ ماہ میرے پاس پبلک ہیلتھ کی سکیمیں تھیں۔ محکمہ والوں نے ان سکیموں کا جو تخمینہ بنا کر دیا وہ 6.6 ملین کا تھا مگر اتفاق سے پہلی دفعہ competition ہوا اور 6.6 ملین کا ٹارگٹ 4.2 ملین رہ گیا یعنی 2.4 ملین کی بچت صرف 6 ملین میں ہوئی تو آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ اور متعلقہ وزیروں سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ آپ ٹینڈر کال کرتے وقت competition کے رجحان کو ڈویلپ کریں۔ ان فنڈز میں سے 40/50 فی صد تو ویسے ہی کھائے جاتے ہیں۔ اگر ہم سب مل جل کر کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ دن دور نہیں کہ یہ ملک اور یہ پنجاب تعمیر و ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے مستقل بنیادوں پر یہاں اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

جناب چیئرمین! زراعت کے حوالے سے بھی میرے دوستوں نے بہت سی باتیں کی ہیں اور حکومت بہت سے اقدامات بھی کر رہی ہے۔ اس معاملے میں میری بھی گزارش ہے کہ بالخصوص جن آلات کا مصرف صرف اور صرف زراعت کے لیے ہے' آپ ان کو سبسڈائزڈ ریٹس پر یہاں متعارف

کرائیں۔ یہ ماضی میں بھی تھا اور اب پھر میری آپ سے گزارش ہے کہ ان زرعی آلات کو متعارف کرائیں۔ میں ایس اے حمید صاحب کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کی صورت میں ایک ایسا بہترین شخص ملا ہے کہ پچھلے دو سال سے فوڈ سٹمپ سکیم جو صرف بڑے دس شہروں میں چل رہی تھی' انہوں نے اس کو منظم کر لیا ہے اور میں بالخصوص وزیر اعلیٰ پنجاب کا مشکور ہوں کہ وہ اس سکیم کو 30 کروڑ سے ایک ارب 30 کروڑ تک لے گئے ہیں۔ اب اس سے ان شاء اللہ پنجاب کے تمام اضلاع مستفید ہوں گے۔ میں اس کے لیے بھی ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں اوکاڑہ کی سیوریج سکیم کی منظوری اور اس کے لیے 140 ملین کی رقم مہیا کرنے پر اہل اوکاڑہ کی طرف سے حکومت کے تمام نمائندوں اور بالخصوص میاں شہباز شریف کا ممنون ہوں جنھوں نے اوکاڑہ کے لوگوں کا دیرینہ مسئلہ حل کیا ہے۔ وماعلینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، جناب اختر محمود ایڈووکیٹ۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ(پی پی 2)، جناب چیئرمین! بے حد شکریہ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔

جناب چیئرمین! بجٹ نہ صرف یہ کہ اعداد و شمار کا مجموعہ اور مستقبل کے حوالے سے ان بجٹ تجاویز اور تخمینہ جات کا نام ہے بلکہ اگر میرے دوست اور ساتھی جو ایوان کی اس جانب سے بول رہے تھے اگر وہ اس کا بغور مطالعہ کر کے آتے تو انھیں یہ محسوس ہوتا کہ یہ بجٹ ایک target بھی رکھتا ہے' ایک ہدف بھی رکھتا ہے' ایک sense of direction بھی رکھتا ہے' مستقبل کی منصوبہ بندی بھی کرتا ہے اور آج کی قومی امنگوں کے تقاضوں پر بھی پورا اترتا ہے۔ اس میں وہ تناسب' وہ توازن' وہ اعتدال' وہ میانہ روی ہے کہ وسائل محدود ہیں اور مسائل لامحدود ہیں' ان محدود وسائل کو لامحدود مسائل کے حل کرنے کے لیے کس انداز سے استعمال کیا جائے کہ لانگ ٹرم پلاننگ' مڈ ٹرم پلاننگ اور شارٹ ٹرم پلاننگ کے وہ سارے تقاضے پورے ہوں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں ایک دوست فرما رہے تھے کہ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا اور میری سمجھ میں وہ نہیں آتا۔ کسی نے کہا ہے:

سمجھ میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

جناب چیئرمین! جب دماغ میں بت رکھے ہوئے ہوں گے تو پھر یہ نازک باتیں شاید ان کی سمجھ میں نہیں آئیں گی مگر حقیقت یہ ہے کہ آج سے سوا دو اڑھائی سال پہلے جب ہم نے زمام اقتدار سنبھالی تو ہمیں ایک نئی بنی معیشت ملی' اقتصاد کی رگوں سے خون نچوڑ لیا گیا' لوٹ کھسوٹ کا ایک ایسا نظام برپا تھا' ایک ایسا فرسودہ ڈھانچہ ہمیں وراثت میں ملا کہ جس کے بارے میں یہاں صدہا بار ذکر کیا جا چکا ہے اس لیے کہ وہ ایسی راہ کے مسافر تھے کہ جن کی نہ کوئی منزل تھی' نہ کوئی راستہ تھا۔ وہ اس قوم کو لوٹنے کے لیے ایک گم کردہ راہ مسافر کی طرح آئے اور پھر اسے لوٹ کر چلے گئے۔ آج خدا کے فضل و کرم سے زمام کار ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جنھوں نے اس قوم سے' اس وطن سے' وطن کی اس مٹی سے' اس دھرتی سے یہ commitment کی ہوئی ہے کہ ہم نے یہاں خوش حالی لانی ہے' ہم نے یہاں انصاف لانا ہے' ہم نے یہاں عدل لانا ہے' ہم نے یہاں احسان اور ایثار کی مثالیں قائم کرنی ہیں' ہم نے محنت شاقہ کر کے اس وطن کی قسمت کو سنوارنا ہے' ہمیں اس کی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچانا ہے چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ شبانہ روز محنت کر کے جناب وزیر اعلیٰ' محترم وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم نے ایسا متوازن بجٹ دیا جس میں ہر شعبہ زندگی کے لیے رقوم مختص کی گئیں اور صرف رقوم ہی مختص نہیں کی گئیں بلکہ اس میں third party evaluation کا بھی اہتمام کیا گیا اور قصہ ماضی بن گیا وہ دور جب بیت المال سے بھی بھاری رقوم نکالی جاتی تھیں اور ان کو اپنے ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ بیت المال کہ جس سے غریبوں کے آنسو پونچھے جانے چاہییں' جس سے بیواؤں کے سروں پر چادریں ہونی چاہییں' جس سے یتیموں کی دست گیری کی جانی چاہیے اور جس سے مفلوک الحال طبقوں کو زندگی کی مناسب سہولتیں فراہم ہونی چاہییں' اس لیے کہ حکومت کا یہ کام ہے کہ وہ پوری قوم کو زندہ رہنے' آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کے یکساں مواقع مہیا کرے۔ چنانچہ آج خدا کے فضل و کرم سے اس بیت المال سے ٹیکنیکل ایجوکیشن کا اہتمام ہے تاکہ قوم کے نونہال تعلیم حاصل کر سکیں' اپنا مستقبل سنوار سکیں اور ملک و قوم کے مفید شہری بھی بن سکیں۔ چنانچہ ایک وقت تھا جب کہ محکموں میں تبادلے چیف منسٹرز ڈائرکٹوز کے ذریعے ہوتے تھے مگر میں کہتا ہوں کہ وہ حکومت چلی گئی۔ آج وہ دور ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اب ڈائرکٹوز کے ذریعے نہیں بلکہ ڈائرکشن کے ذریعے حکومت ہوتی ہے' ٹرانسپیرنسی کے تحت حکومت ہوتی ہے' میرٹ کے تحت حکومت ہوتی ہے اور پورا نظام زندگی دن بدن بہتری

کی طرف مائل ہے۔ مجھے اعتراف کرنا چاہیے کہ There is always room for improvement. بہتری کی، اصلاح کی اور مناسب انداز سے اصلاح کی شعوری کوششوں کی ہمیشہ گنجائش رہتی ہے۔ یہ جدوجہد مسلسل جاری ہے چنانچہ آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارے پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام کے دلوں کی دھڑکن وزیر اعلیٰ پنجاب کے دل میں وہ احساس بھی ہے، وہ لگن بھی ہے، وہ تڑپ بھی ہے، وہ خلش بھی ہے، وہ کسک بھی ہے، وہ شعور بھی ہے، وہ جذبہ بھی ہے، قوم سے محبت اور قوم کی دردمندی کا ایک گہرا احساس بھی ہے اور یہی احساس ہے جو انہیں ایک شعلہ جوالہ کی طرح تڑپائے رکھتا ہے۔ وہ صبح سے رات تک اور رات سے صبح تک اس قوم کی تقدیر سنوارنے کے لیے، اس صوبے کے عوام کی حالت بدلنے کے لیے جدوجہد اور محنت کر رہے ہیں اور خدا کا فضل و کرم ہے۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں ہے

آپ اپنے دور پر بھی غور کر لیں اور آج کے حالات پر بھی غور کر لیں۔ آج خدا کے فضل و کرم سے ہم نے حالات کے چیلنجوں کا سامنا کر لیا ہے، ہم نے وہ چیلنج قبول کر لیے ہیں۔ ہم ہر شعبۂ زندگی میں خواہ اس کا تعلق زراعت سے ہو، خواہ اس کا تعلق تعلیم سے ہو، خواہ اس کا تعلق صحت سے ہو، خواہ اس کا تعلق سماجی زندگی سے ہو، ترقیاتی کاموں سے ہو، لاء اینڈ آرڈر سے ہو، ہر شعبہ زندگی میں خدا کے فضل و کرم سے اس بہتری کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔

ہم نے عزم سے بنیاد سحر رکھتے ہیں

اور ان شاء اللہ اسی بنیاد سے وہ عمارت بنے گی اور یہیں سے وہ سورج طلوع ہوگا کہ جس کی کرنیں گویا پورے عالم کو تابناک بنا دیں گی۔ جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ یہاں پر پولیس مقابلوں کا ذکر ہوا تو مجھے کہنے دیجیے کہ انھیں پولیس مقابلے میں مارے گئے مجرم تو یاد رہ گئے، دہشت گرد تو یاد رہ گئے مگر وہ 53 پولیس والے جو اس راہ میں شہید ہو گئے، مگر وہ غریب لوگ انھیں یاد نہ آئے۔ 53 پولیس والے گزشتہ سال ان مجرموں کو پکڑنے کے لیے جاتے ہوئے شہید ہوگئے۔ وہ غریب لوگ تھے، وہ ماؤں کے بیٹے تھے، وہ عیال دار تھے ان کے بھی خاندان تھے۔ کاش ہمیں ان کو بھی خراج تحسین پیش کرنے کی جرأت ہوتی۔ ہم لوگ انھیں اس لیے سلام عقیدت پیش کرتے ہیں کہ انھوں

نے ایک بڑے قومی مقصد کے لیے جد وجہد کی۔

جناب والا! پولیس کے حوالے سے ایلیٹ فورس کا ذکر ہوا۔ آج ایلیٹ فورس خدا کے فضل و کرم سے دہشت گردوں کے لیے اور مجرموں کے لیے ایک terror بن چکی ہے۔ وہ گویا ان تمام دیانتدار قوتوں کو ایک تحفظ فراہم کررہی ہے۔ شریف شہریوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے۔ ہم نے 300 پولیس کے S.H.Os بھرتی کیے جو اعلیٰ تربیت کے مراحل سے گزر رہے ہیں جن کی فوجی انداز سے تربیت ہوگی اور ان شاء اللہ یہ جو corruption کا ذکر ہوا ہے' یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن کردی جائے گی۔ اس لیے کہ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ corruption صرف میرٹ پر سختی سے عمل کرنے سے اور rules and regulations پر سختی سے عمل در آمد کرنے سے دور ہوسکتی ہے۔ ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس جد و جہد میں ہم پورے عوام کو اپنے ساتھ لے کر چلیں گے۔ ہم لوگوں میں شعور بیدار کریں گے' ہم لوگوں میں احساس پیدا کریں گے۔ جب ہم نے یہ عنان حکومت سنبھالی تو یہ طے تھا کہ ہمیں قائد اعظم اور علامہ اقبال کے خوابوں کی سر زمین کو' اس پاکستان کو نکھارنا' سنوارنا اور اجالنا ہے' چنانچہ گزشتہ تین سال سے اس لٹی پٹی معیشت کہ جس کی رگوں سے لہو نچوڑا گیا ہم اس کو راہ پر ڈالنے کی شعوری کوشش کر رہے ہیں اور یہ بجٹ بھی اسی سلسلے کی ایک بہترین کڑی ہے۔

جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ آج کی زندگی میں ہمیں جینے کے لیے خود انحصاری پر اور اپنے آپ پر بھروسہ کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ ہمیں بہت لمبے عرصے تک فارن ایڈ نہیں مل سکتی ہے۔ یہ بہت جرأت غیرت کا فیصلہ ہمارے وطن میں ہماری قیادت نے کیا کہ اس قوم کو ہم نے ایک ایٹمی طاقت بنانا ہے۔ یہ حقیقت مجھے کہنے دیجیے کہ اگر قائد اعظم کی عظمت میں ایک آنچ کی کسر ہوتی تو پاکستان نہ بنتا اور اگر نواز شریف کی استقامت اور جرات ایمانی میں ایک آنچ کی کسر ہوتی تو پاکستان ایٹمی طاقت نہ بنتا۔ آج پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے' آج پاکستان پورے عالم اسلام کے لیے ایک حصار ہے' آج پاکستان پورے برصغیر کے لیے ایک روشنی کا مینار ہے اور آج پاکستان طاقت کی زبان میں جواب دینے کی جرأت رکھتا ہے ورنہ دشمن کے مذموم عزائم نہ جانے کیا تھے انہوں نے نہ جانے کون سی زبان استعمال کرنی تھی۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ گزرے ہوئے کل میں ہماری

پہچان corruption تھی اور اس corruption کے حوالے سے ہم پوری دنیا میں دوسرے یا تیسرے نمبر پر تھے۔ مگر آج ہماری پہچان ایٹمی قوت بننے کے حوالے سے ہے۔ آج ہمارا سبز پاسپورٹ دنیا میں عزت، وقار، مان، اعزاز اور ناز کا حامل ہے۔ آج پاکستانی بیرون ملک فخر کے ساتھ اپنا سر بلند کرکے چل سکتے ہیں۔ آج ہم نے ہر شعبہ زندگی میں انقلاب آفریں تبدیلیاں کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے اس انقلاب کی بنیاد رکھ دی ہے۔ آج ہم نے قوم کو مایوسی کی دلدل سے باہر نکال دیا ہے۔ آج ہم نے معیشت کو نئے سرے سے استوار کیا ہے۔ آج ہم نے پورے ملک میں مالیاتی ڈسپلن نافذ کردیا ہے۔ آج تمام شعبہ ہائے زندگی اس روشنی سے مستفید ہورہے ہیں اور آج تمام محکمہ جات جان رہے ہیں کہ اب میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے ساتھ وہی شخص کام کرسکے گا جو محنت پر، دیانت پر، اور امانت پر اعتماد رکھتا ہو، جو جدوجہد کرنا جانتا ہو، جو مستعد ہو، جس کے پاس سوچ ہو، فکر ہو، فلسفہ ہو، شعور ہو، نظریہ ہو، ایمان ہو، وجدان ہو اور وہ سب کچھ ہو جس کی اس وقت ہمارے وطن کو ضرورت ہے۔

جناب والا! آپ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ قیادت نام ہے جرأت کا اور ذہانت کا اور خدا کے فضل و کرم سے میری قیادت کو ایقان و ایمان بھی میسر ہے اور ایک ذہانت کا معیار بھی ان کے پاس ہے۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہم ایک ایسی ٹیم میں کام کر رہے ہیں۔ جن کے پاس وہ سب کچھ ہے جس میں حرکت ہے، حرارت ہے، شعور ہے، جس میں روشنی ہے اور جس میں نمو ہے۔ جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج خدا کے فضل و کرم سے یہاں پر حسن اخلاق بھی ہے، حسن سلوک بھی ہے، حسن نیت بھی ہے اور اخلاص عمل بھی ہے اور حسن نیت اور اخلاص عمل کے بغیر، commitment اور devotion کے بغیر، dedication کے بغیر کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا جو فرق انہیں نظر نہیں آتا وہ یہ تھا کہ وہ commitment سے محروم تھے، وہ ٹارگٹ سے محروم تھے، وہ sense of direction سے محروم تھے وہ devotion سے محروم تھے وہ dedication سے محروم تھے۔ آج خدا کے فضل و کرم سے وہ ساری خوبیاں، وہ سارے کمالات، وہ ساری اچھی باتیں اور وہ سارے اعزازات ہم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ آپ یقین رکھیں کہ یہ بجٹ جو ہر شعبہ زندگی میں انقلاب آفریں تبدیلیوں کا پیش خیمہ ہوگا، جس میں توازن بھی ہے اور حسن بھی ہے اور یہ حسن،

جس رنگ میں ہوتا جہاں ہوتا ہے
اہل دل کے لیے سرمایۂ جان ہوتا ہے

جناب چیئرمین! مجھے احساس ہے کہ میں نے بہت سا وقت لے لیا لیکن مجھے صرف یہی بتانا ہے کہ جناب اعداد و شمار کے بکھیڑوں سے باہر نکلیے اس سوچ کی طرف دیکھیے' اس ذہن کی طرف دیکھیے' اس شعور کی طرف دیکھیے اور اس جذبے کی طرف دیکھیے جو اس بجٹ کے ایک ایک صفحے پر آپ کو نمایاں نظر آئے گا کہ چیف منسٹر اس ملک کی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں اور اس صوبے کی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں۔ اس صوبے کی مانگ میں سندور بھرنا چاہتے ہے۔ یہاں روشنیاں لانا چاہتے ہے' یہاں اجالے بکھیرنا چاہتا ہے اور یہاں انسان دوستی اور انسانیت نوازی لانا چاہتے ہیں۔ یہاں شرف و وقار انسانیت کا پرچم سر بلند کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں مجرموں کا کوئی ٹھکانا نہیں ہو گا اور دیانت دار لوگوں کی عزت و توقیر میں اضافہ ہوگا۔ یہی شرف و وقار انسانیت ہمارا نعرہ ہے۔ ہم اسی شرف و وقار انسانیت' اسی انسان دوستی اور اسی انسانیت نوازی کے ناتے پورے صوبے میں ایک انقلاب نو' ایک صبح نو کے پیامی ہیں اور ان شاء اللہ بہت جلد وہ وقت آ رہا ہے جب یہاں کوئی محروم نہیں رہے گا کوئی بھوکا نہیں رہے گا۔

اگر ہماری ان پالیسیوں کو بروئے کار آنے دیا گیا اور ہمیں رب تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے وقت دیا تو آپ دیکھیں گے کہ یہ پاکستان علامہ اقبال اور قائد اعظم کے خوابوں کی سر زمین بن کر رہے گا اور ان کروڑوں مسلمانوں کے خوابوں کی سر زمین کہ جنہوں نے اس وطن کے لیے لازوال قربانیاں دیں۔ان ڈیڑھ کروڑ انسانوں کی قربانیاں جنہوں نے اپنے آباو اجداد کی ہڈیوں کو چھوڑا ان دس لاکھ انسانوں کی قربانیاں جنہوں نے خون کا نذرانہ پیش کرکے اس وطن کی بنیادوں کو استوار کیا اور ان 70 ہزار بہو بیٹیوں کی عصمتوں کی قربانی کہ جنہوں نے ایک سنہرے پاکستان کا' ایک روشن پاکستان کا' ایک سرسبز پاکستان کا' ایک خوش حال پاکستان کا خواب دیکھا تھا۔

سوال کرتے ہیں لمحے جواب ہیں ہم لوگ
نئی سحر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ
یہ فیصلہ ہے وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

جناب چیئرمین، شکریہ۔ رانا نورالحسن صاحب۔

جناب رانا نورالحسن، (پی پی ۔ 163)، شکریہ۔ جناب چیئرمین! آج آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب چیئرمین! یہ متوازی اور یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں قائد پنجاب وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب چودھری محمد اقبال صاحب اور ان کے رفقائے کار جنہوں نے شبانہ روز محنت سے اس بجٹ کو تیار کیا ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین! آپ کو علم ہے کہ جس طرح سے ہمارے قائد نے اس اجڑی ہوئی معیشت کی باگ ڈور سنبھالی تھی۔ آج الحمدللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگ جو یہ چاہتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہم ٹینکوں میں بیٹھ کر لاہور میں داخل ہوں گے۔ آج یہ ہمارے قائد ہی کی صلاحیتوں کی بدولت وہ لوگ بسوں میں بیٹھ کر یہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میرے دوست لغاری صاحب بجٹ کی کوئی بات یا اپنی کوئی تجویز پیش نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ جو باتیں کر رہے تھے۔ انہیں اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہ اس سے قبل جب وہ لوگ حکومت میں تھے تو انہوں نے اس جنوبی پنجاب کے لیے کیا کیا تھا؟ جو آج جنوبی پنجاب کی باتیں کرتے ہیں۔ پچاس سال کے بعد میں اپنے شہر کی بات کرتا ہوں کہ ملتان شہر میں جو مدینۃ الاولیاء کہلاتا ہے جو بزرگوں کا شہر ہے۔ اس میں کوئی سابقہ دور میں کاغذوں میں پیسے خرچ ہوئے۔ سڑکیں بنیں۔ مگر عملاً وہاں پہ ایک پائی بھی خرچ نہ ہوئی۔ جناب چیئرمین! وہاں سے اس سے قبل وزیر اعلیٰ نواب صادق حسین قریشی کا تعلق بھی ملتان سے تھا۔ مخدوم سجاد حسین قریشی کا تعلق بھی ملتان سے تھا اور سابقہ دور میں سید یوسف رضا گیلانی جو قومی اسمبلی کے سپیکر تھے وہ بھی مدینۃ الاولیاء ملتان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس دور میں وہاں پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا۔ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ مسلم لیگ کا گڑھ ہے۔ وہاں سے ہمیشہ مسلم لیگ نے sweep کیا ہے۔ تو جناب چیئرمین! اب یہ انصاف کی باتیں کرتے ہیں اس وقت انہیں یاد نہیں تھا کہ جو بوؤ گے سو کاٹو گے تو آج یہ کہتے ہیں کہ ہمیں فنڈ نہیں مل رہے۔ جناب چیئرمین! آپ ملتان کو ہی لے لیجیے۔۔۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب والا! میں اپنے فاضل بھائی سے یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ جس دور کے یہ ظلم و ستم بتا رہے ہیں۔ کیا اس دور میں اسی پارٹی کے یہ بھی حصے دار تھے یا نہیں؟ اس کا بھی ذکر کرتے چلیں۔

رانا نورالحسن، جناب چیئرمین! میں اس کا بھی جواب دینا چاہتا تھا کہ میرا پیپلز پارٹی سے کبھی تعلق رہا ہی نہیں۔

جناب چیئرمین، لغاری صاحب! میری تھوڑی سی گزارش سن لیں۔ Cross talk is not allowed اپنی تقریر کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے یا نہیں بنتا میں نے ہی اس کا نوٹس لینا ہے۔

رانا نورالحسن، جناب چیئرمین! cross talk نہیں مگر میں اس کی وضاحت کے لیے کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، یہ سمجھیں کہ بات ہوئی ہی نہیں۔ آپ کو تقریر کہیں بھول جائے گی۔ ذرا جلدی کریں۔

رانا نورالحسن، جناب چیئرمین! امن و امان میں ہی دیکھ لیجیے کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے دہشت گردوں کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کر کے ان کا نیٹ ورک توڑا ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسجدوں میں جو قتل عام ہوا کرتا تھا۔ سابقہ دور میں میرے شہر ملتان میں الخیر مسجد میں فجر کی نماز کے دوران 27 افراد کو جن میں طلباء بھی شامل تھے قتل کر دیا گیا۔ جناب قائد! اسی طرح سے شیعہ حضرات کی امام بارگاہوں میں بھی قتل عام ہوتے رہے۔ آج الحمدللہ ہم نے سکھ کا سانس لیا اور اس وقت بھی میں آپ کو اپنی آنکھوں دیکھی ایک مثال بتلاؤں کہ مخدوم یوسف رضا گیلانی وہاں پر جنازے میں پہنچے اور انہوں نے ان کا جنازہ پڑھنا چاہا۔ میں اس چیز کا شاہد ہوں کہ عوام نے مخدوم یوسف رضا گیلانی کو جنازہ نہیں پڑھنے دیا اور انہوں نے گلیوں میں سے بھاگ کر وہاں سے جان چھڑائی۔ آج وہ وقت نہیں ہے۔ الحمدللہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دہشت گردوں کا نیٹ ورک ٹوٹ چکا ہے اور تقریباً ختم ہو چکا ہے۔

جناب والا! اسی طرح سے میرے قائد نے زراعت میں ون ونڈو سکیم، گرین ٹریکٹرز، زرعی ادویات اور کھاد کا جس طرح سے کنٹرول کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ سابقہ دور میں کسان جب ادویات اور کھاد خریدتا تھا تو میں اس حوالے سے بھی یہ بات کر رہا ہوں کہ ملتان شہر خاص طور پر ادویات کے لحاظ سے پاکستان کی سب سے بڑی منڈی ہے۔ آپ یقین کریں کہ وہاں پر زرعی ادویات کی جگہ مٹی کا تیل فروخت ہوتا تھا اور کھاد کی جگہ پتھر فروخت ہوتے تھے۔ آج میرے قائد نے جس طرح سے اس پر کنٹرول کیا ہے۔ الحمدللہ ہم یہ فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ اب وہاں پر زرعی ادویات۔۔۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ جی۔ اس وقت پونا ایک بجنے کو ہے۔ دو بجے تک اجلاس کا ٹائم ہے۔ آج wind up بھی ہونا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ٹائم دینے کی کوشش کی گئی ہے اور سپیکر صاحب نے بھی کافی ٹائم دیا اور میں نے بھی کوشش کی ہے کہ ہر آدمی' ہر مہربان بات کر سکے اور کرنی بھی چاہیے۔ ہم اپنے اپنے حلقے کی نمائندگی کرتے ہیں اور اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ جو ہمارے ضمیر میں بات آئے وہ کرنی چاہیے۔ میری آپ سے گزارش ہے۔ اگر آپ لیٹ بیٹھنا چاہیں تو الحمدللہ۔ لیکن پانچ پانچ منٹ میں اپنے مسائل' اپنی بات اور بجٹ کی حد تک بات کریں۔ باقی باتوں کو چھوڑیں۔ جو باتیں ریکارڈ کر رہے ہیں ان شاء اللہ ان کا عاقبت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ پانچ منٹ سے زیادہ نہ بولیں۔ اگر آپ اتفاق کریں گے تو سارے دوست بول لیں گے۔ ابھی لالیکا صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔ دوسرے دوستوں نے بھی کرنی ہے۔ کئی کئی اہم باتیں بھی آئی ہیں اور ویسے بھی خاکوانی صاحب نے بڑا ضبط کیا ہوا ہے۔ تو میری صرف عرض یہ ہے کہ آپ کے اڑھائی منٹ گزر گئے ہیں۔ آپ کو اڑھائی منٹ ملتے ہیں۔ میں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دوں گا۔ منسٹر صاحب نے تقریباً آدھ گھنٹے سے زائد لینا ہے اپنے سارے جوابات دینے ہیں تو اس لیے اڑھائی منٹ میں بات ختم کر لیں۔

رانا نور الحسن، جناب چیئرمین! محکمہ تعلیم میں بوٹی مافیا کا خاتمہ' میرٹ پر داخلہ ۔ جناب چیئرمین! اسی طرح محکمہ مال میں جو کچھ سابقہ دور میں ہوا اس کو چھوڑ کر میں کہتا ہوں کہ اب محکمہ مال کو بھی کمپیوٹرائزڈ کر دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں تک شمالی پنجاب اور جنوبی پنجاب کی بات ہے تو ملتان میں الحمد للہ آج overhead bridge بھی تقریباً مکمل ہو چکا ہے under pass بھی بن رہا ہے اور children complex جیسا کہ شمس حیدر صاحب بتلا رہے تھے' وہ بھی ملتان کے لیے ہے' وہ بھی جنوبی پنجاب کے لیے ہے۔ اسی طرح سے ان کے حلقوں میں بھی اس وقت بہت زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں محکمہ صحت کے سلسلے میں' اپنے بھائی راجہ اشفاق سرور صاحب سے ایک درخواست کروں گا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی ان کو کہا تھا کہ ملتان جنوبی پنجاب کا مرکز ہے اور وہاں پر ایک بہت بڑا ہسپتال نشتر میڈیکل کالج کے نام سے ہے۔ جناب والا! وہاں پر اگر کارڈیالوجی کا انتظام کر دیا جائے تو بلوچستان بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہے اور تمام اضلاع بھی مستفید ہو سکتے

ہیں جنہیں اس کے لیے لاہور اور اسلام آباد یا کراچی کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہاں پر بلڈنگ موجود ہے صرف یہ وہاں پر عملہ اور دیگر لوازمات فراہم کریں تو ان شاء اللہ میں ان سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس پر ہمدردی سے غور کریں گے۔

جناب چیئرمین! ضلع ٹیکس اور چونگی ٹیکس جس کے لیے آپ کو بھی پتا ہے کہ جس طرح سے لوٹ مار ہوتی تھی جگا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ میں ایک دفعہ پھر وزیر اعظم پاکستان' وزیراعلیٰ پنجاب' وزیر خزانہ پنجاب اور ارشد خان لودھی صاحب جنہوں نے پہلی دفعہ پی اینڈ ڈی والوں کے ساتھ بٹھا کر سی اینڈ ڈبلیو سے ہماری میٹنگ کروائی اور ہماری تجاویز لیں۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔والسلام۔

جناب چیئرمین: جناب محمد حیات۔

جناب ملک محمد حیات اترا(پی پی 34): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! حکومت پنجاب نے امسال جو متوازن ' فلاحی اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا ہے ۔ اس کے لیے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور قائم مقام وزیر خزانہ جناب چودھری محمد اقبال صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جناب والا! قوم اور ملک کی ترقی میں جو بنیادی چیزیں شامل ہیں ان میں تعلیم' صحت ذرائع آمدورفت اور بھی چند ایسے مسائل ہیں کہ قوموں کی ترقی ان پر انحصار کرتی ہے۔ میں یقیناً اس بات سے متفق ہوں کہ جناب میاں محمد شہباز شریف پنجاب کے عوام کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہیں۔ وہ دن رات اس بات میں کوشاں ہیں کہ پنجاب ترقی کی منازل کس طرح سے طے کر سکتا ہے اور دو اڑھائی سال کی محنت کے بعد وہ اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ انہوں نے ان معاملات کی راہ کا تعین کر لیا ہے اور مرض کی تشخیص ہو گئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ یہ جو معاملات گزشتہ دور میں انتہائی نیچے چلے گئے تھے وہ ان شاء اللہ اب ابھر کر سامنے آئیں گے۔ وقت کی کمی کے پیش نظر میں کچھ باتیں صرف اپنے حلقہ کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین! میرا حلقہ کچھ اس طرح سے ہے کہ وہ پانچ اضلاع سے ملحق ہے ۔ چکوال' میانوالی' بھکر' جھنگ اور سرگودھا کی حدود اس سے ملتی ہیں تو اسی نسبت سے اس کے مسائل بھی بے پناہ ہیں۔ میں سب سے پہلے جو تعلیم کا مسئلہ ہے اور جیسا کہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ ایک قطرہ جہالت کے سمندر کے لیے کافی ہے۔ تو میں اس قطرے کا ہزارواں حصہ مانگتا

ہوں۔ میرے حلقے میں تعلیم کی بہت کمی ہے۔ وہاں پر ایک تحصیل ہے جو میرے حلقے میں ہے۔ پوری تحصیل اور ایک تھانہ وہاں پر نہ لڑکیوں کا اور نہ لڑکوں کا ڈگری کالج ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر گرلز ہائی سکول اور بوائز ہائی سکول ہونے چاہییں۔ تحصیل کی سطح پر ڈگری کالج بوائز اور گرلز دونوں کے لیے ہونا چاہیے اور ٹاؤن کمیٹی کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے انٹر کالج ہونے چاہییں۔ تعلیم بنیادی ضرورت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کے حصول کے لیے چین بھی جانا پڑے تو جانا چاہیے۔ تو میری گزارش ہو گی کہ تعلیم کے لیے میرے حلقے پر خصوصی توجہ دی جائے۔

دوسری بات زراعت کی ہے۔ میرا حلقہ جو زیادہ بارانی اور خشک علاقہ ہے وہاں پر کچھ ٹیوب ویل لگے ہوئے تھے۔ محکمہ بجلی کے زیادہ بلیوں کی وجہ سے وہ ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ وہاں پر ایک سلسلہ چل رہا ہے کہ فلیٹ ریٹ مقرر کیے جائیں وہاں پر ایک چشمہ لنک کینال نکلتی ہے جو سطح زمین سے کچھ اوپر ہے اور گرمیوں میں جب پانی زیادہ بہتا ہے تو میرے دو تین گاؤں جو میرے حلقہ کے اہم گاؤں ہیں ان میں پانی آ جاتا ہے اور زرعی زمین ناقابل کاشت ہو جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! وہاں پر کچھ سیم نالہ جات بنائے گئے تھے جن پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے لیکن اب ان کی صفائی کے لیے لاکھوں خرچ نہیں کیے جاتے جس کی وجہ سے وہ سیم نالے بند پڑے ہیں۔

تیسری بات جناب شعبہ صحت سے ہے میرے حلقہ میں قریباً 40 سال سے ٹی ڈی اے نے ایک ہسپتال بنایا تھا جو اس وقت سول ہسپتال کا درجہ حاصل کر چکا ہے اور اس کی بلڈنگ اب اتنی خستہ حالت میں ہے کہ اب وہ گرنے کے قریب ہے۔ وہاں پر لیڈی ڈاکٹر کی تقرری بھی ضروری ہے اور اتنے عرصے سے وہاں پر لیڈی ڈاکٹر بھی نہیں ہے۔ میرا حلقہ بے شمار مسائل کا شکار ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب محمد افضل خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان(پی پی۔ 55): شکریہ جناب چیئرمین! آج اپوزیشن بنچز کی جانب سے لغاری صاحب نے ایک بڑی خوبصورت مثال دی۔ ایک ایسی بھینس اور ایک ایسے گوالے کی جو دودھ کا کاروبار کرتا تھا اور دودھ کے کاروبار سے عمارت بناتا رہا اور بھینس کا چارہ کم کرتا رہا اور وقت ایسا آ گیا کہ بھینس قصابوں تک پہنچ گئی اور گوالہ دربدر ہو گیا۔ وہ بھینس اس سے پہلے کہ ذبح کی جاتی اللہ کے

فضل و کرم سے پاکستان میں پاکستان مسلم لیگ کی حکومت بن گئی اور اس بھینس کے رکھوالے آ گئے اور آج ان گزشتہ اڑھائی سالوں میں اس بیمار بھینس کو صحت مند کر کے اس کو درست کیا جا رہا ہے وہ جو دربدر تھے ان کو پتا ہے کہ آج وہ کہاں ہیں۔ آج جس محنت اور کوشش کے ساتھ ملک کے حالات کو درست کیا جا رہا ہے۔ آج کے اس بجٹ نے نہ صرف اس ہال کے اندر بھی بلکہ پاکستان کے پریس میں بھی جو پذیرائی اس بجٹ کو ملی یہ بجٹ اپنی مثال آپ ہے۔ اس مختصر وقت میں اور ان مشکل حالات میں تعلیم کے لیے اس بجٹ میں جو بے پناہ اضافہ کیا گیا ہے جو غیر ملکی تعلیمی اداروں کے ساتھ نئے کنٹریکٹ پر دستخط کیے گئے۔ جو اوریکل (oracle) کمپنی کے ساتھ، مائیکروسافٹ کے ساتھ، جو کمپیوٹر کی تعلیم میں آج تبدیلی کی نوید سنائی گئی اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اپوزیشن کی طرف سے تنقید کی گئی کہ چار سو انجینئر تیار ہوں گے اور یہ بہت کم تعداد ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ ان شاء اللہ پہلے سال میں چار ہزار اساتذہ تیار ہوں گے، جو چار لاکھ کمپیوٹر انجینئر تیار کریں گے اور پھر وہ چار لاکھ انجینئر جب کئی لاکھ انجینئر تیار کریں گے تو وہ انقلاب جو آنے کا وہ ملک کی تقدیر بدل دے گا ان شاء اللہ اس کی پہلی اینٹ رکھ دی گئی ہے۔

اسی طرح صحت کے شعبے میں جو بجٹ اضافہ کیا گیا ہے اس کے نتائج اور جو نیا ہومیوپیتھک علاج، 64 ڈسپنسریاں کھولنے کا پروگرام بنایا گیا یہ بھی پنجاب کی تاریخ میں ایک نیا قدم ہے اور ان تمام لوگوں کی جو امنگیں تھیں کہ وہ ہومیو پیتھک علاج کرانا چاہتے ہیں، آج سرکاری خزانے کے ذریعے ہومیو پیتھک علاج کروایا جا سکے گا یہ بھی ایک انقلابی قدم ہے۔

حکومت کے ملازمین اور پولیس کے سپاہیوں کی تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا یہ وقت کی ضرورت کا اہم ترین فیصلہ ہے اور اس کے ساتھ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے اداروں کی کارکردگی میں اضافہ ہوگا اور جن مسائل کا حکومتی ملازمین شکار تھے ان کو نجات ملے گی۔ اور ان کی کارکردگی بہتر بنے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بجٹ کا ایک اور جو خوش آئند پہلو ہے وہ یہ ہے کہ جو ہمارے سسٹم کے نقائص تھے ان کی پہچان کی گئی اور ان کا حل دیا گیا۔ مثلاً جناب چیئرمین! آپ بخوبی واقف ہیں کہ سٹمپ ڈیوٹی کی وجہ سے لوگ رجسٹریاں نہیں کرواتے تھے۔ affidavits کے اوپر کئی

کئی سال تک لوگ پراپرٹیاں لے کر چلتے تھے۔ اس کے ساتھ مقدمے بازی شروع ہوتی تھی۔ اس کے ساتھ ناانصافیوں کے انبار لگ جاتے تھے۔ آج ان شاء اللہ تعالیٰ لوگ اپنی صحیح قیمت پر رجسٹریاں کروائیں گے۔ اس سے ہماری economy جو ہے' وہ white economy بنے گی اور اس کے ساتھ ہمارے کاروبار میں ترقی اور برکت آئے گی۔ ضلع ٹیکس اور محصول چونگی ٹیکس کی ناانصافی کو جو دور کیا گیا' اس سے عام آدمی کی زندگی میں بہت اچھا اثر پڑے گا۔ میں اس بات کا خود گواہ ہوں کہ ایک غریب آدمی اپنی بکری کا بچہ شہر میں بیچنے کے لیے بس میں لے کر آیا اور جب وہ بس کے اڈے پر اترا تو اس کو شام تک بٹھایا گیا کہ تم اس کا محصول گیارہ گنا جمع کراؤ اور آخر میں اس کی بکری کی قیمت اس کے محصول کے برابر نہیں تھی جو گیارہ گنا محصول اس سے مانگا جا رہا تھا۔ تو اس بجٹ میں یہ جو معاشرے کی ناانصافیاں دور کی جا رہی ہیں' یہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ملک کے اندر وہ عدل وانصاف لے کر آئیں گی جس کے لیے اس ملک کو بنایا گیا تھا۔

اسی طرح ان مشکل حالات میں جو ڈویلپمنٹ کے لیے پیسہ رکھا گیا اور جو سب سے خوبصورت بات اس بجٹ کی ہے' جس پر بہت سے ساتھیوں نے بات نہیں کی وہ پرفارمنس بجٹ اور زیرو بجٹنگ ہیں۔ یہ دو تین چیزیں جو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اب لکھ کر لے آیا گیا ہے' لیکن پرفارمنس بجٹنگ وزیراعلیٰ پنجاب نے گزشتہ ایک سال سے پنجاب میں شروع کی ہوئی ہے۔ جہاں جہاں پیسہ allocate کیا گیا اس پیسے کے استعمال کے اوپر کڑی نگرانی کی جا رہی ہے۔ پنجاب میں وہی ساری سرکاری افسران کی ٹیم ہے' وہی ڈپٹی کمشنر ہیں' وہی کمشنر ہیں' وہی پورا سسٹم ہے۔ لیکن آج کیوں نئی سڑکیں بن رہی ہیں؟ آج کیوں نئے کھمبے لگ کر وہاں پر بتیاں جل رہی ہیں؟ آج شہروں کے اندر کیسے تبدیلی آ رہی ہے؟ یہ جو پرفارمنس کے اوپر چیک رکھا گیا اور جو اس بجٹ کے اندر آٹھ شعبوں پر پرفارمنس بجٹنگ کو نافذ کیا گیا' اس کے ساتھ ان شاء اللہ بہترین نتائج نکلیں گے اور ملک میں بڑی مشکل سے اکٹھا کیا ہوا ٹیکس کا پیسہ ہے' غریب لوگوں کا جو پیسہ ہے اس کا بہترین مصرف ہو گا اور اس کے بہترین نتائج نکلیں گے۔

جناب چیئرمین! میری باری آئی ہے تو اب آپ نے وقت کنٹرول کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں چند ایک نشان دہیاں اور بھی کرنا چاہوں گا۔ میں وزیر خزانہ کو اور فنانس منسٹری کی ٹیم کو جنھوں نے بڑی محنت کر کے یہ ایک خوبصورت بجٹ پیش کیا مبارک باد دیتا ہوں۔ میں سمجھتا

ہوں کہ جسٹس اور کورٹس آف لاء کے شعبہ میں جو allocation رکھی گئی وہ بہت کم ہے اور ہمیں اپنے سول کورٹس کو improve کرنا ہے۔ ہم نے اپنے سول جج کے حالات کو بہتر کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہیں سے بھی فنڈز نکال کے جسٹس کے لیے اور کورٹس آف لاء کے لیے فنڈز میں اضافہ کرنا نہایت ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

پنجاب کے اندر فارسٹیشن اور سیم و تھور کے لیے کوئی الگ allocation ضرور ہونی چاہیے کہ یہ ہمارے پنجاب کے بہت بڑے مسائل میں شامل ہے۔

یہاں ایک چیز کی اور میں نشان دہی وزیر خزانہ صاحب کے لیے کرانا چاہوں گا کہ جو autonomous bodies اور development instrutions ہیں ان کو جو پیسہ قرضے کی شکل میں دیا گیا اس کے اوپر بے پناہ سود ڈال کر اس کو بڑھایا جا رہا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اس کے اندر جو سود کا پہلو ہے' ان اداروں کے اندر جو پرانے losses ہو چکے ہیں' ان losses کو write off بھی کرنا چاہیے۔ میں یہاں پر فیصل آباد کی مثال دیتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ فیصل آباد واسا کے اوپر سات ارب روپے کے قرضہ جات ہو گئے ہیں اور 28 ارب روپیہ صرف اس سال اس میں سود کا شامل کیا گیا ہے۔ تو یہ چند چیزیں جو ہیں ہمیں write off کرنی چاہییں کیونکہ یہ ادارے انہیں کبھی واپس نہیں کر سکتے اور یہ اعداد غلط تاثر دیتے ہیں۔

ایک نشان دہی میں اور کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ٹریفک پولیس کے نظام کے لیے بجٹ میں allocation کو بڑھانا چاہیے۔ ہم ٹریفک پولیس کے انتظام میں اور ٹریفک کنٹرول کے انتظام میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہیں لا سکے۔ جہاں ہم بے پناہ تبدیلیاں اپنے ملک کے سسٹم میں لائے' جہاں ہم نے بے پناہ improvements کیں جن کی نشان دہی آج جناب ایس۔ اے۔ حمید صاحب نے اپنی بڑی جامع تقریر کے دوران کی' جناب اختر محمود صاحب نے کی۔ انھوں نے ہم سب کی ترجمانی کی۔ ہم پنجاب میں revolutionary changes لے کر آئے ہیں لیکن میری استدعا ہے کہ ٹریفک کے نظام کو بہتر کرنے کے لیے بھی کوئی block allocation رکھی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ملک رشید احمد صاحب!

ملک رشید احمد: (پی پی 146)، شکریہ جناب سپیکر۔ میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ نے

بجٹ جیسے اہم موضوع پر اظہار خیال کے لیے مجھے دعوت دی۔

جناب والا! جہاں تک موجودہ بجٹ کا تعلق ہے۔ یہ انتہائی متوازن' ٹیکس فری اور ترقی پسند بجٹ ہے۔ اس میں نئے ٹیکس لگانے کی بجائے ٹیکسوں میں چھوٹ دی گئی ہے اور بعض ظالمانہ اور جابرانہ ٹیکسز کو سرے سے ختم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عوامی امنگوں کے عین مطابق بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ موجودہ مسلم لیگی حکومت نے جن حالات میں اقتدار سنبھالا تھا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ آپ کے اور میرے اس معزز ایوان کے تمام ارکان جانتے ہیں کہ اس وقت معیشت تباہ حال تھی۔ خزانہ خالی تھا اور ان حالات میں میاں محمد نواز شریف وزیراعظم پاکستان نے ملک کو default ہونے سے بچانے کے لیے ان تھک جدوجہد کی اور الحمدللہ' اللہ کے فضل سے وہ اس میں کامیاب ہوئے۔

جناب والا! اس کے علاوہ اس وقت ہمارے ہمسائے نے' ہمارا جو ازلی دشمن ہندوستان ہے' جو ہر وقت اس تاک میں رہتا ہے کہ ہمارے خلاف جارحیت کر سکے اور اس نے آج تک ہمیں دل سے بھی تسلیم نہ کیا ہے۔ اس نے ایٹم بم کا دھماکہ کیا اور وہ ہم سے ہر لحاظ سے' آبادی کے لحاظ سے' فوج کے لحاظ سے' وسائل کے لحاظ سے بہت بڑی قوت تھا لیکن میاں نواز شریف نے ہمت اور جواں مردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوری قوم کے مطالبے پر اس کے بارہ چودہ دن بعد 28 مئی کو چاغی کے پہاڑوں میں ایٹمی دھماکہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آئی۔ ایم۔ ایف' ورلڈ بنک اور امریکہ جیسی طاقتیں اب ہماری مخلص اور محب وطن قیادت کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ انہی جوانوں کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ:

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ اور جناب وزیر خزانہ کی توجہ زراعت کی طرف دلانا چاہوں گا۔ ان نامساعد حالات کے باوجود ہماری موجودہ قیادت اور میاں

شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت نے یہ فیصلہ کیا کہ اس ملک میں زراعت کو ترقی دینے کے لیے پوری ہمت اور لگن کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ انھوں نے فلیٹ ریٹ کے متعلق واضح یقین دہانی کرائی کہ میں ان شاء اللہ کوشش کروں گا کہ صوبے کی زراعت کو ترقی دینے کے لیے فلیٹ ریٹ کو بحال کرایا جا سکے تو میں ان کا تہ دل سے مشکور ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ میاں شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب فلیٹ ریٹ بحال کر کے اس صوبے کے عوام کو ایک نیا تحفہ دیں گے۔

جناب والا! میں اپنے ڈسٹرکٹ قصور کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ حلقہ 145, 146 اور جناب سپیکر آپ کا حلقہ 152 ضلع قصور کی سرحد پر واقع ہے اور دریائے ستلج ان تینوں حلقوں کو چیرتا ہوا گزرتا ہے۔ یہ دریا سارا سال خشک رہتا ہے اور بارشوں کے موسم میں جب پانی زیادہ ہو جاتا ہے تو اس وقت دریا کے گیٹ کھول دیے جاتے ہیں جس کے باعث ضلع قصور بربادی کا شکار ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کو بخوبی علم ہے کہ ہندوستان نے اپنی جانب تین' چار سپر بنا رکھے ہیں جن سے پانی ٹکرانے کے بعد پاکستان کی طرف آتا ہے اور ہمارے ہزاروں زرعی ایکڑ رقبے برباد ہو چکے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب چودھری محمد اقبال صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کی طرف فوری توجہ دی جائے۔

جناب والا! اس دریائی کٹاؤ کی وجہ سے بے شمار دیہات صفحہ ہستی سے مٹ چکے ہیں' ہزاروں کی تعداد میں لوگ بے گھر ہو کر دوسری جگہوں پر منتقل ہو چکے ہیں اور کم و بیش پچاس' ساٹھ دیہاتوں کا زرعی رقبہ برباد ہو چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو راجباہ پہلے دریائے ستلج سے تقریباً تین میل دور بہتی تھی آج وہ دو اڑھائی فرلانگ رہ گئی ہے۔ اگر خدانخواستہ وہاں تک دریا آ گیا تو لاکھوں ایکڑ رقبہ سیراب ہونے سے رہ جائے گا۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے میدان میں' صحت کے میدان میں اور دیگر شعبہ جات میں انتہائی فراخدلی سے بجٹ میں رقوم مختص کی گئی ہیں تاکہ تعلیم کے میدان میں اور صحت کے شعبہ میں بنیادی سہولتیں عوام الناس تک پہنچائی جا سکیں۔

جناب والا! جہاں تک ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیز کا تعلق ہے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے پہلی دفعہ ممبران صوبائی اسمبلی کو اس بات کا احساس دلایا ہے کہ ان کا بھی بجٹ میں کچھ حصہ ہے اور ان سے بھی بجٹ کے معاملے میں مشاورت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جہاں تک چھوٹے پولیس ملازمین کی تنخواہوں کا تعلق ہے یہ بھی ایک مستحسن اقدام ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے سپاہی اور حوالدار کی تنخواہوں میں ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں میاں صاحب کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بات بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ میاں صاحب نے اپنی تین، چار تقریروں میں اس طرف توجہ دلائی تھی کہ میں تھانہ کلچر کو تبدیل کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جہاں تک تھانوں کا تعلق ہے وہ بچڑ خانے بنے ہوئے ہیں۔ جب غریب لوگ وہاں اپنی فریاد لے کر جاتے ہیں تو ان کے ساتھ اس حد تک ظلم اور زیادتیاں ہوتی ہیں جس کا شمار نہیں، کسی بیوہ کا بیٹا قتل ہو جاتا ہے تو ملزم پیسے دے کر بری ہو جاتے ہیں، اگر کسی کی بیٹی اغوا ہو جاتی ہے تو ملزم پیسے دے کر فارغ ہو جاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تھانوں میں بڑی بڑی توندوں والے جو لوگ براجمان ہیں ان کا جب تک قلع قمع نہیں کیا جائے گا اس وقت تک تھانہ کلچر میں تبدیلی نہیں آسکتی۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے توقع رکھتا ہوں کہ تھانے کلچر میں فی الفور تبدیلی لائی جائے۔

جناب والا! آخر میں میں وزیر اعلیٰ پنجاب جناب میاں شہباز شریف صاحب کا اور چودھری محمد اقبال صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ متوازن اور ٹیکس فری بجٹ دے کر قوم کی امنگوں اور توقعات پر پورے اترے ہیں۔ شکریہ جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جناب شوکت علی لالیکا صاحب۔

میاں شوکت علی لالیکا (پی پی 226)۔ شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا۔

جناب والا! جب ہماری حکومت برسر اقتدار آئی اس سے پہلے ڈاکٹر نے دل کے مریضوں کو اخبار پڑھنے سے روک دیا تھا کیونکہ جب بھی اخبار اٹھاتے تھے تو ان میں ڈکیتی، قتل اور اغوا کی خبریں آتی تھیں۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، حساب وہ جس کی مخالف تعریف کریں۔ کل میرے دوست اور میرے ساتھ نوانی صاحب نے یہ کہا کہ جہاں وزیر اعلیٰ کو یہ علم ہوتا ہے کہ کرپشن ہو رہی ہے، جہاں وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ علم ہوتا ہے کہ ظلم ہو رہا ہے تو وہ انتہائی اہم قدم اٹھاتے ہیں۔ مجھے اس بات پر خوشی ہوئی اور میں آج اس بات پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں بات کروں گا۔ جس درد، جس لگن کے ساتھ وز

اعلیٰ پنجاب زراعت میں دل چسپی لے رہے ہیں اور جس طریقے سے پچھلے بجٹ میں پانچ ہزار ٹریکٹروں کا اعلان کیا گیا اور میرے ساتھی جناب سعید احمد منیس صاحب نے یہاں یہ کہا کہ کسان کے ساتھ یہ دھوکہ ہو گا ' کسان کے ساتھ یہ فراڈ ہے انھوں نے اپنی جگہ پر بات صحیح کی۔ اس کے بعد میں بات کروں گا۔ لیکن جس شفاف طریقے سے ' جس اچھے انداز سے ٹریکٹروں کی تقسیم کی گئی وہ ایک ریکارڈ ہے۔ انھوں نے بھی ایک عوامی ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا تھا گورنمنٹ کے خزانے سے ٹریکٹرز کی سبسڈی لے لی گئی تھی لیکن کسانوں کا خون نچوڑا گیا اور ڈیڑھ لاکھ روپے زائد وصول کیے گئے۔ اس بات کا گواہ میرا ڈسٹرکٹ بہاولنگر ہے۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے اس دفعہ بھی پانچ ہزار ٹریکٹرز پر subsidy دی ہے۔ ان شاء اللہ یہ ٹریکٹرز شفاف انداز سے مستحق لوگوں کے پاس پہنچیں گے۔ جناب والا! جس طریقے سے زراعت اس ملک کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتی ہے' اسی طرح نہری نظام زراعت کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جناب والا! ہمارا نہری نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے انتہائی دلچسپی کے ساتھ اس کو درست کرنے کے لیے دن رات کام کیا ہے۔ اس بات کی گواہی میں خود دوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بارے میں چھ چھ گھنٹے کی طویل میٹنگز کیں' میں ان میٹنگز میں خود موجود تھا۔ ہم تھک جاتے تھے لیکن وہ نہیں تھکتے تھے۔ جناب سپیکر! آپ نے گھنٹی بجا دی ہے۔ مجھے صرف پانچ منٹ مزید دے دیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر : چیمہ صاحب نے مجھے فرمایا تھا کہ پانچ پانچ منٹ کا وقت ہے لیکن میں نے آپ کو پورے دس منٹ دیے ہیں' آپ نے شاید گھڑی پہ نظر نہیں رکھی۔ آپ کے بعد اور مقرر ہیں' پھر وزیر خزانہ صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ wind up کریں۔

میاں شوکت علی لالیکا : جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب بی ایس لنک۔ 1 کا سٹرکچر تباہ ہوا تو پیپلز پارٹی کی حکومت نے اس کی فائل کو جس طریقے سے ذلیل کیا وہ ایک الگ داستان ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے اسے کم ریکارڈ مدت میں چالو کیا۔ جناب والا! چونکہ آپ نے مجھے وقت بہت کم دیا ہے' میں آخر میں نہری نظام سے متعلق ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ مسائل لامحدود ہیں جبکہ وسائل محدود ہیں۔ زراعت اور نہری نظام کو بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے' اس بارے میں ہنگامی

بنیادوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! بڑے بڑے شہروں سے فیکٹریوں کا گندا پانی' کیمیکل ملا پانی نہروں میں جا رہا ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ان لوگوں سے ٹیکس وصول کر کے نہری نظام کو بہتر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ نہری نظام کی lining کی جائے۔ اس سے نہ صرف ہمارا 30 فی صد seepage کے ذریعے ضائع ہونے والا پانی بچے گا بلکہ اس seepage کے ذریعے جو زمین سیم و تھور کا شکار ہو رہی ہے اس پر لہلہاتی فصلیں اُگیں گی۔ جناب والا! پانی سٹور کرنے کے لیے ڈیموں کی گنجائش کم ہو رہی ہے۔ اس بابت بجٹ میں زیادہ رقوم مختص کی جائیں۔ درخت کاٹ دینے کی وجہ سے ڈیم silt ہو رہے ہیں اور وہ اپنی پوری capacity کے ساتھ پانی سٹور نہیں کر رہے۔ تو میں تجویز کروں گا کہ ڈیموں کی مرمت کے لیے زیادہ رقوم رکھی جائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ لالیکا صاحب! آپ کو کافی وقت مل چکا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

میاں شوکت علی لالیکا: ٹھیک ہے' جیسے آپ کی مرضی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بڑی مہربانی۔ ہماری آج کی بحث کے آخری سپیکر حاجی ملک عمر فاروق ہیں۔ میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ وقت کا خیال رکھتے ہوئے کوشش کریں کہ اپنی تقریر کو جلدی wind up کر لیں۔

حاجی ملک عمر فاروق: (پی پی 5)، جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ چونکہ مجھے آخری مقرر کے طور پر پکارا گیا ہے اور وزیر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔ اس لیے میں یقیناً وقت کا خیال رکھوں گا۔

جناب والا! سب سے پہلے میں ہر دلعزیز اور کردار و عمل کے غازی وزیر اعلیٰ پنجاب' میاں شہباز شریف کی سرپرستی میں ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ محترم چودھری اقبال کو پنجاب کے عوام اور اس معزز ایوان کی طرف سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! اپوزیشن بنچز کی طرف سے روایتی انداز میں اس بجٹ پر تنقید کی گئی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے مثبت انداز میں دلائل کے ساتھ اس بجٹ کی تعریف بھی ہوئی۔ جناب والا! ایک سچے پاکستانی کی حیثیت سے سچائی کو بند آنکھوں سے نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ سچائی کو تسلیم کرنا چاہیے۔ اس متوازن بجٹ پر تنقید کرنا اپوزیشن کا حق ہے لیکن اس کے جو پہلو تعریف کے قابل ہیں' اس موجودہ حکومت کا جو عمل اور کردار تعریف کے قابل ہے اسے بھی ضرور مدنظر رکھا جائے۔ اگر کردار و عمل درست ہو

تو پھر سچائی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ حکومت کو نامساعد حالات میں عنان حکومت ملا۔ ہم نے شبانہ روز محنت کے ساتھ حالات کو سنبھالا ہے۔ اس بجٹ میں میرے ہر دلعزیز قائد نے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کے لیے مختص رقم کو دو ارب روپے سے بڑھا کر تین ارب روپے کر دیا ہے۔ ان ضلعی ترقیاتی کمیٹیوں نے دن رات محنت کر کے ترقیاتی سکیموں کو شفاف اور معیاری انداز سے مکمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! ذرا سابقہ دور کے ترقیاتی کاموں کو بھی سامنے رکھا جائے۔ اس دور میں ٹھیکےداروں سے کمیشن وصول کیے گئے۔ زکوٰۃ، بیت المال، تعلیم کے وظائف میں بھی ڈکیتی سے پرہیز نہیں کیا گیا۔ آج اپوزیشن کی طرف سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ پنجاب کی زراعت پہ توجہ نہیں دی جا رہی۔ جناب والا! میاں شہباز شریف کی قیادت میں جتنے بجٹ پیش ہوئے ان کو دیکھا جائے، کیا گندم کی قیمت مسلم لیگ کی حکومت نے نہیں بڑھائی؟ کیا ون ونڈو اپریشن کے تحت اربوں روپے زمینداروں کو معاونت کے طور پر نہیں دیے گئے؟ کیا گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت شفاف انداز سے کسانوں کو subsidy پر ٹریکٹر نہیں دیے گئے؟ میں اس فلور پہ خود یہ گواہی دیتا ہوں کہ میرا ایک انتہائی قریبی عزیز تھا، اس نے بھی ٹریکٹر کے لیے درخواست دی لیکن اسے ٹریکٹر نہیں ملا۔ لیکن میرے حلقے میں پیپلز پارٹی کے چار لوگوں کو ٹریکٹر ملے ہیں۔ اس سے زیادہ شفاف طریق کار کیا ہو سکتا ہے؟ اس سے زیادہ زراعت کی طرف توجہ کیسے ہو سکتی ہے؟ چونکہ وقت مختصر ہے، میں wind up کرتا ہوں۔ آج امن و امان کی صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ جب ہم نے حکومت سنبھالی تھی تو امن و امان کی خراب صورت حال کے حوالے سے اخبارات کی شہ سرخیاں آپ کے سامنے تھیں۔ لیکن اللہ کی مہربانی اور فضل و کرم کے باعث، وزیر اعلیٰ پنجاب کی دن رات کی محنت اور کاوش سے آج حالات آپ کے سامنے ہیں۔ سچائی کی نظر سے دیکھا جائے۔ ہم نے فرقہ واریت پہ جس انداز سے کنٹرول کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت کو سلام پیش کرتا ہوں، محترم صاحبزادہ فضل کریم صاحب کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے فرقہ واریت کے نام پر ہونے والے فرقہ واریت کے ناسور کو ختم کیا۔ جو پورے پنجاب اور پورے پاکستان میں جڑیں پھیلا رہا تھا۔ اس کو جس انداز سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کے وزیر صاحبزادہ فضل کریم نے کنٹرول کرنے کے لیے محنت کی علمائے کرام کا بورڈ بنایا اور اس پر قانون سازی کا جو پروگرام رکھتے ہیں۔ آپ کے سامنے یہ بے مثال کام ہے۔

جناب والا! چونکہ وقت کم ہے لیکن میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ ا
وہ وقت نہیں' اب وہ زمانہ نہیں کہ وزارتیں جن میں اعزاز کا نام تھا یا ایم پی اے بننا اعزاز اور مقا
کا نام تھا بلکہ اب یہ تمام چیزیں کردار و عمل کے نام ہیں۔ آج پنجاب کی حکومت اور پنجاب کے وزر
وزیراعلیٰ پنجاب کی قیادت میں دن رات عملی طور پر کوشاں ہیں اور تمام دوستوں کو جو جو ذمہ داریاں د
گئی ہیں یہ عمل سے ثابت کر رہے ہیں۔ اب حکومتی سہولیات سے مستفید ہونا' گاڑیوں پر جھنڈ
لہرانا اور حکومتی وسائل کو بے دریغ استعمال کرنے کا زمانہ گیا۔ اب وہی میاں شہباز شریف کی قیاد
میں کام کر سکے گا جو کردار و عمل اور محنت کے ساتھ اس پنجاب کی خوش حالی اور ترقی کے لیے ا
کردار ادا کرے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس متوازن بجٹ پر دل کی گہرائیوں سے
مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں گزارش کروں گا کہ قبل اس کے کہ وزیر خزانہ اپنی inding up speech شروع کریں ہمارے ایک نئے ساتھی منتخب ہو کر آئے ہیں پہلے ان کا حلف ہو جائے عبدالشکور سواگ صاحب پی پی 216 لیہ سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ غالباً وہ واپس چلے ہیں پہلے ان کی طرف سے پیغام آیا تھا کہ میں آیا ہوں۔ تو وزیر خزانہ صاحب اپنی تقریر جاری کریں۔

وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر

وزیر خزانہ(چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں نے آپ کی وساطت سے اپنی مختصر تقریر
پنجاب کے بجٹ کے خدوخال اس معزز ایوان میں گوش گزار کر دیے تھے۔ میں آج اپنے آپ
صرف اس بات پر محدود رکھوں گا کہ یہ بجٹ کس spirit میں پنجاب کے عوام کے سامنے پیش
گیا۔جناب والا! ہمارے فاضل قائد حزب اختلاف کو کوئی استاد تو مل گئے ہیں لیکن وہ استاد صاحب پور
باتیں ان کو نہیں بتاتے۔۔۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب قائم مقام سپیکر، میں معذرت کرتے ہوئے پھر interrupt کروں گا کہ معزز ممبر تشریف
لے آئے ہیں اور چونکہ بغیر حلف وہ ہاؤس میں نہیں بیٹھ سکتے' اس لیے گزارش ہے کہ آپ تھوڑا

قائم دے دیں تا کہ وہ حلف لے لیں۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر نے نئے منتخب رکن ملک عبدالشکور سواگ سے حلف لیا اور معزز رکن نے حلف لینے کے بعد رجسٹر پر دستخط کیے)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز جی۔ جی چودھری صاحب!

وزیر خزانہ کی اختتامی تقریر

(----------جاری)

وزیر خزانہ: جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ میں اس spirit کی بات کرنا چاہتا ہوں جس spirit میں صوبہ پنجاب کی عوام کے لیے یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ فاضل دوست قائد حزب اختلاف کا یہاں پر تنقید کرنا اور ہماری رہنمائی کرنا اور اگر کہیں پر ہمارا کوئی step درست نہ ہو تو اسے اجاگر کرنا ان کا prerogative ہے ان کا حق ہے اور اس معزز ایوان کی ہمیشہ سے یہ روایات رہی ہیں اور ہمیشہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ چیزیں آتی رہی ہیں۔ لیکن مجھے اپنے فاضل دوست سے تھوڑا سا گلہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں جتنے بھی کام ہوئے ہیں جن کو بجٹ میں اجاگر کیا گیا ہے۔ اگر کسی ایک بات کی تعریف کر دیتے تو پتا چلتا کہ وہ تنقید برائے تنقید نہیں کر رہے' بلکہ انھوں نے اچھے کاموں کی تعریف بھی کی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے جناب سید اکبر خان صاحب کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ وہ واحد اپوزیشن ممبر ہیں جنھوں نے دل کھول کر بات کی۔ انھوں نے کہا کہ اس وقت صوبہ پنجاب میں وہ قیادت کام کر رہی ہے جن کی طرف انگلی نہیں اٹھائی جا سکتی (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی نہایت ہی طویل تقریر ہم نے بڑے حوصلے سے سنی' اس لیے میں بھی ان سے گزارش کروں گا کہ ہماری معروضات بھی بڑے غور سے سنیں۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرتے ہوئے معذرت چاہوں گا کہ ان کی تقریر حقائق' دلائل اور منطق سے تھوڑی سی عاری تھی۔ انھوں نے ایک کتاب اٹھائی' اس کے ورق الٹے اور اس کی تمام تفاصیل اور تمام figures پیش کر دیے اور بڑا کریڈٹ لینے کی کوشش کی۔ جناب والا! ان کا حق ہے اور وہ جو بھی چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارا ان سے صرف یہ difference تھا کہ ہم نے انھیں اگلے سال کی طرف کھینچنے کی کوشش کی لیکن وہ پچھلے سال کی بات کرتے رہے۔ میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں' لیکن ساتھ ساتھ۔ ایک سال پیچھے نہیں۔ صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں اور

کوئی گستاخی کی بات نہیں کرنا چاہتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غریبوں، بوریا نشینوں اور پسے ہوئے لوگوں کو تھوڑا سا اٹھانے کے لیے بات کی گئی۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز قائم مقام وزیر خزانہ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے بھی میں یہ بتاتا رہا ہوں کہ ان کو ابھی تک یہ نہیں معلوم کہ پچھلا سال کون سا ہے اور رواں مالی سال کیا ہے؛ میں نے جو تقابلی جائزہ پیش کیا ہے وہ رواں مالی سال کا آئندہ مالی سال کے ساتھ ہے۔ لیکن یہ پیچھے بھاگتے ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ پیچھے کہاں بھاگ رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی چودھری صاحب!

وزیر خزانہ ، جناب سپیکر! تقابلی جائزہ ریکارڈ پر ہے۔ آپ نے بھی سنا میں نے بھی سنا اور تمام معزز ایوان نے سنا۔ میں اس کے اوپر اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ یہ پسے ہوئے لوگوں کو اٹھانے کی ایک کوشش ہے۔ جو ٹیکس فری بجٹ ہم نے پیش کیا ہے اور اس کے اوپر ہماری صوبائی قیادت اور تمام رفقائے کار تحسین کے قابل ہیں۔ ہم یہ امید کرتے رہے کہ ان کو تحسین پیش کی جائے گی۔ اس سلسلے میں جناب والا میں ایک شعر بھی اس قیادت کو پیش کروں گا جس نے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ خواجہ صاحب نے لکھ کر دیے ہیں یا اپنے ہیں؟

وزیر خزانہ، نہیں، جناب یہ میری اپنی کاوش ہے خواجہ صاحب بعد میں اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہیں گے۔

سہمے ہوئے لوگ ڈرے جاتے ہیں
یہ نگینے انگوٹھی میں جڑے جاتے ہیں
میں ان لوگوں کے لیے زندہ ہوں
جو مخملی میں مرے جاتے ہیں

اس spirit میں جناب انھوں نے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! اس میں جو بھی کاوش کی گئی' میں عرض یہ کر رہا تھا کہ اس مفلسی کو ختم کرنے کے لیے ہم نے یہ کاوش پیش کی ہے۔ لیکن یہاں پر جو اچھی بات بھی کہی گئی اس کو ہدف تنقید بنایا گیا اور اچھی بات سنے بغیر اس پر تنقید شروع کر دی گئی۔ مثال کے طور پر جناب سپیکر! اگر آپ دیکھیں کہ سپاہی کی تنخواہ بڑھائی گئی' یہ کوئی قابل اعتراض بات تھی؟ اس کے اوپر بھی قائد حزب اختلاف اور ان کے رفقائے کار نے وہ تنقید کی کہ ہم سن سن کر حیران رہ گئے۔ جناب سپیکر! سپاہی اس طبقے کا وہ مظلوم آدمی ہے جو تھوڑی تنخواہ میں بھی 24 گھنٹے ڈیوٹی دیتا تھا۔ اس کا احساس آج تک پچھلی حکومتوں نے نہیں کیا۔ ان کی اپنی حکومت رہی ان کے رفقائے کار کی حکومت رہی ہے لیکن انھوں نے کبھی اس بات پر توجہ نہیں دی کہ یہ 24 گھنٹے کے ملازم ہوتے ہیں ان کی طرف بھی کوئی توجہ دی جائے۔ میں اس spirit سے آگے بڑھتے ہوئے آپ کو یہ عرض کروں گا کہ جہاں جو بھی اچھی بات کی گئی لیکن کسی ایک بات کی بھی یہاں پر تعریف نہیں کی گئی۔ سوائے جناب سعید اکبر خان صاحب کے۔ اس کے بعد آپ دیکھیں کہ اگر فوڈ سٹمپ کی بات کی گئی ہے تو اس کے اوپر بھی تنقید ہوئی ہے۔ اگر غریب لوگوں میں آٹا سبسڈی دی گئی ہے تو اس کے اوپر بھی تنقید کی گئی ہے۔ میں حیران ہوا ہوں کہ اس طرح کی جو تنقید والی spirit ہے۔ صوبہ پنجاب کے اندر کس طرح سے تعریف ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہمارے فاضل دوست نے بات کی ہے مقننہ کی' عدلیہ کی' اور صحافت کی۔ اس پر بھی انھوں نے کہا ہے کہ اس پر بھی میں تنقید کا پورا حق رکھتا ہوں۔ جناب سپیکر! آپ ذرا غور فرمائیں کہ ہماری حکومت ایک شفاف حکومت ہے' میرٹ کی حکومت ہے good governance کی حکومت ہے۔ جناب والا! آپ دیکھتے رہے ہیں کہ پہلے اضلاع میں کس طرح سے پوسٹنگز اینڈ ٹرانسفرز ہوتی تھیں اور آج کل کس طرح سے ہو رہی ہیں۔ پہلے دور کی بات کو میں دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ پھر وہ ناراض ہوں گے۔

جناب والا! اس سے آگے آپ آئیں تو انھوں نے کہا کہ غیر ممالک سے معاہدے کیے گئے۔ جناب سپیکر! پھر میرے دوست ناراض ہوتے ہیں آپ فرمائیں آپ سپیکر ہیں اس ایوان کے

کسٹوڈین ہیں۔ جناب سپیکر! غیر ممالک کے ساتھ معاہدے اور غیر ملکی کمپنیوں کے ساتھ معاہدے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ آپ اس کے گواہ ہیں اور آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں انھوں نے کہا ہے کہ غیر ممالک کے ساتھ معاہدے کیے گئے اور فارن پالیسی کے خلاف کام کیا گیا۔ جناب والا! اگر اس ملک سے بے روزگاری دور کرنے کے لیے اوریکل کمپنی سافٹ ویئر کمپنی سے 9 ارب روپے کی صوبہ پنجاب کے اندر investment لائے ہیں تو اس کے اوپر بھی اعتراضات ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب سپیکر! انفرمیشن ٹیکنالوجی اس ملک کے اندر آ رہی ہے۔ ابھی ایک فاضل دوست نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں میں ان کا بڑا مشکور ہوں۔انھوں نے اس کا تقابلی جائزہ انڈیا کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انڈیا کی مین پاور تیار ہو کر پوری دنیا میں کام کر رہی ہے اور حکومت پنجاب نے اس پر پہلا step لیا ہے تو اس پر جناب سپیکر اعتراض کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انھوں نے ٹرانسپورٹ کے بارے میں کہا ہے کہ باہر کے ملکوں کے ساتھ معاہدے کیے گئے ہیں۔ جناب والا! میں پھر اپنی بات کو دہراؤں گا کہ باہر کی دنیا کے ساتھ اور ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کرنے میں بڑا فرق ہے۔ اگر ہماری حکومت نے ٹرانسپورٹ کا وہ ظالمانہ سسٹم ' ٹرانسپورٹ میں جو اربوں روپے کا گھپلا ہو رہا تھا اور عوام کو کوئی سہولت بھی نہیں مل رہی تھی اس کو ختم کر کے نئی ٹرانسپورٹ لانے کا معاہدہ کیا تو اس کے اوپر بھی اعتراض ہوا ہے اور آپ اس کے گواہ ہیں۔پھر تعلیم کو بھی میرے فاضل دوست نے بڑا ہدف تنقید بنایا کہ جناب آرمی سے ghost سکولوں کا سروے کروایا گیا اور اس میں ghost سکولوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جناب سپیکر! میں افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں بھی اس محکمے میں رہا ہوں اور باقی فاضل دوست سارے اس بات کے گواہ ہیں اس کا نتیجہ نکلا ہے یا نہیں نکلا۔اربوں روپے کے گھپلے اس میں سے نکلے اور ایک سکول میں 17 ٹیچر ہیں ' ایک سکول میں 5 ٹیچر ہیں جہاں دس کی ضرورت ہے وہاں دو ٹیچر ہیں جہاں دو کی ضرورت ہے وہاں دس ٹیچر ہیں۔یہ سارا سروے کرنے کے محکمہ تعلیم کو اس سے صاف کرنے کی کوشش کی گئی۔ جناب سپیکر! آپ یہ بھی دیکھیں اربوں روپے کے گھپلوں کے علاوہ ' کسی ایک واقعہ کی بھی تعریف کر دیتے تو جناب والا ؟ ہاؤس مطمئن ہوتے اور ان کے مشکور ہوتے۔

جناب سپیکر! بوئی مافیا ایک بچہ جس کی ماں ساری رات جاگ کر اس کو پڑ

لا بھی اسے پڑھاتا ہے اور وہ بچہ بھی رات کو جاگ کر پڑھتا ہے لیکن دوسرے آدمی کے پاس
ے ہیں تو وہ اس سے آگے نکل جاتا رہا ہے ۔ یہ صوبہ پنجاب میں ہوتا رہا ہے یا نہیں ہوتا رہا؟ اس
ی بات کو چیک کرنے کے لیے ایک فیصلہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا کہ اس بوٹی مافیا کو
ے سے ختم کرنا ہے۔ جناب والا! اب آپ کو ان شاء اللہ تعالیٰ پورے پنجاب میں بوٹی مافیا نظر
ں آئے گا۔ جناب والا! کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ سارے صوبائی سیکرٹری چیف سیکرٹری، وزراء اور
ے حکومتی کارندے کوئی اٹک جا رہا ہے، کوئی گوجرانوالہ جا رہا ہے، کوئی ملتان جا رہا ہے، کوئی ڈیرہ
ی خان جا رہا ہے۔ اس طرح کی دوڑ دھوپ سارے صوبے میں ہوئی ہے اور اس بوٹی مافیا کو صوبہ
اب سے ختم کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! انھوں نے ایک بات کی ہے، مجھے تو وہ بات دہراتے ہوئے
ا بڑی شرم آتی ہے کہ یہ جو ہمارا علاقہ ہے، کیا اس کو کہا؟ کیونکہ میں کہوں گا تو گستاخی ہو گی، یہ
ہمارا South ہے ۔ اس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ
چھنا چاہوں گا کہ South کے قائد حزب اختلاف ہیں کہ پنجاب کے قائد حزب اختلاف ہیں؟ پنجاب
ے قائد حزب اختلاف کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ South کی بات کریں۔ ان کو پنجاب کی
ت کرنی چاہیے پنجاب کے حقوق کی بات کرنی چاہیے پنجاب کے عوام کی بات کرنی چاہیے۔ جناب
لا! اتنی محدود سوچ یہ تو بڑے دکھ کی بات ہے کہ قائد حزب اختلاف ہو پنجاب کے اندر اور محدود
ت کرے۔ انھوں نے South کے متعلق کہا کیا ہے کیا نہیں ہو رہا؟ South کے اندر ہسپتال
ں چل رہے، یونیورسٹیاں نہیں چل رہیں، وہاں پر کڈنی سنٹر نہیں بن رہا، وہاں پر چلڈرن ہسپتال کی
لحہ بحال نہیں کی جا رہی؟ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا
کہ یہ موجودہ حالات چیک کر کے بات کریں۔ کیا چلڈرن ہسپتال کو بہتر کیا گیا ہے یا نہیں کیا
نی سنٹر کی منظوری دے دی گئی یا نہیں؟ وفاقی حکومت نے کڈنی سنٹر کا اعلان کر دیا ہے اور
ں میں یہ بات آج تک آئی نہیں۔

ب والا! انھوں نے بات کی ہے جس پر بہت تنقید کی گئی ہے وہ زراعت ہے۔ چاول
و گئی ہے، فی ایکڑ پیداوار کم ہو گئی ہے ۔ جناب سپیکر! آپ خود زمیندار ہیں اور اس
میں اور اس ملک کے بڑے ہی معزز شہری ہیں۔ اگر خدانخواستہ چاول کی پیداوار صوبہ

پنجاب میں کم ہوتی یا پاکستان میں کم ہوتی تو ہماری economy کا کیا بنتا؟ one crop economy ہے جو صرف کاٹن کے اوپر کھڑی تھی اور ہمارے ایسے موسمی حالات ہونے پوری دینا میں کاٹن کا نقصان ہوا اور وائرس کی وجہ سے نقصان ہوا جس کی وجہ سے ہماری پیداوار کم ہوئی۔ one crop economy کو اگر پاؤں کے اوپر کھڑا کیا ہے تو صرف چاول نے کھڑا کیا ہے۔ اس کے جناب والا! facts and figures آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1996-97ء میں 1.864 ملین میٹرک ٹن پیداوار تھی۔ 1997-98ء میں 1 948 ہوئی، 1998-99ء 2.176 ملین میٹرک ٹن پیداوار ہوئی۔ اور یہ کوئی 21 لاکھ 76 ہزار میٹرک ٹن بنتی ہے۔ جو 11.7 کے قریب چاول کی پیداور increase ہو گئی ہے۔ جناب والا اس کے اگر ایکسپورٹ کو دیکھیں تو 562 ڈالر میٹرک ٹن جو کہ تقریباً 28 ارب اور 50 کروڑ روپے کی ایکسپورٹ بنتی ہے اور جس کی وجہ سے ملک کی economy چل رہی ہے۔ لیکن اس کو بھی انھوں نے ہدف تنقید بنایا ہے کہ جناب چاول کی پیداوار کم ہو گئی ہے۔

اس کے بعد جناب سپیکر! یہ بھی کہا گیا کہ زراعت میں کچھ ہو ہی نہیں رہا۔ جناب سپیکر! ایمان داری سے پورا ہاؤس سن رہا ہے۔ آج تک جتنی منتخب حکومتیں آئی ہیں، باقی حکومتوں کی بات نہیں کر رہا۔ کسی منتخب حکم ران کو یہ جرأت ہوئی ہو کہ -/55 روپے فی من گندم کی قیمت ایک ہی وقت میں بڑھا دی گئی ہو؟ (نعرہ ہائے تحسین)۔اس -/55 روپے فی من گندم بڑھانے کا نتیجہ کیا نکلا؟ جناب سپیکر! چالیس لاکھ ٹن گندم جو باہر سے آتی تھی وہ دس لاکھ ٹن کے اوپر آ گئی۔ صوبہ پنجاب almost اس میں خود کفیل ہو گیا ہے۔ جناب والا! یہ کوئی چھوٹا کارنامہ نہیں ہے۔ آج تک کسی حکمران کو یہ توفیق حاصل نہیں ہوئی۔

جناب والا! پھر کہا گیا کہ ٹریکٹر کی تقسیم درست نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر! میں تو حیران ہوں کہ ابھی میرے ایک فاضل دوست نے آپ کے سامنے بتایا کہ بلا تفریق چاہے وہ مسلم لیگ کا ہے چاہے وہ پیپلز پارٹی کا ہے کمپیوٹر کے ذریعے جس کا نام نکل آیا اس کسان کو ٹریکٹر مل گیا۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں رکھی گئی کہ فلاں پارٹی کا ہو فلاں جماعت کا ہو فلاں ایم پی اے کا رشتہ دار ہو فلاں ایم این اے کا رشتہ دار ہو۔ جناب سپیکر! اس پر کوئی ایک لاکھ سے سوا لاکھ تک فیڈرل حکومت نے رعایت دی ہے اور ایک لاکھ روپے فی ٹریکٹر وزیر اعلیٰ پنجاب نے رعایت دی

ہے ۔ آج تک جناب والا! ایسی رعایت کسی نے نہیں دی۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔جناب والا! ایسی شفاف سکیم میں نے آج تک نہیں دیکھی ۔ میں خود بھی ایک ضلع کا انچارج تھا میں نے خود وہاں جا کر دیکھا ۔ پھر جناب والا! ادویات کے سلسلے میں کہا گیا ' جناب والا! آج تک اس صوبے میں کسی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی' وہ خود بھی وزیر زراعت رہے ہیں کہ کسی حکومت نے ان لوگوں پر ہاتھ ڈالا ہو ۔ کھاد میں ملاوٹ اور دوائیوں میں ملاوٹ اتنی شدت سے ہو رہی تھی کہ کسان کا خون چوسا جا رہا تھا ۔ جناب والا! میں خود بھی ایک کسان ہوں ۔ ایک آدمی پانچ سو روپے کی ہزار روپے کی چار ہزار روپے کی کاٹن کے اوپر دوائی چھینکتا ہے اور اس کو کوئی اثر نہیں ہوتا ۔ صرف دو نمبر دوائی ہونے کی وجہ سے ۔ ان کو جناب والا! جیل کی ہوا کھلائی ہے اور ہماری حکومت نے کھلائی ہے کسی اور حکومت کو توفیق نہیں ہوئی۔ اس کے بعد کسی ایک بات کی بھی تعریف آتی تو ہمارے دوست اور محنت کرنے والے لوگ بڑے خوش ہوتے۔ پھر یہ کہا گیا کہ ضلع ٹیکس کو ختم کرکے بڑی سخت غلطی کی گئی ہے۔ جناب والا! سارے پنجاب کے عوام گواہ ہیں کہ اتنا ظالمانہ ٹیکس اور اتنی عزت نفس خراب کرنے والا کام میں نے آج تک صوبہ پنجاب کے اندر نہیں دیکھا تھا۔ اگر 19 یا 20 ارب روپیہ حکومت کو آتا ہے تو 80 ارب روپیہ ان لوگوں کی جیب میں جاتا ہے جو اس ملک میں بدمعاشی پھیلا رہے ہیں۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ ایک آدمی اربوں روپے کا کاروبار کرتا ہے اس کو ایک چونگی پر کھڑا کرکے ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور ساری دنیا اس کا نقشہ دیکھتی ہے۔ اگر اس کا -/10 روپے ٹیکس بنتا ہے تو اس سے -/1000 روپے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ انصاف ہو رہا تھا؟ یہ اس کو support کر رہے ہیں کہ جی' وہ ٹیکس رہنا چاہیے تھا۔ جو لوگوں کی عزت نفس اور ان کی جیبیں لوٹتا تھا۔ اس نظام کو یہ کہتے ہیں کہ رہنا چاہیے تھا۔ جناب والا! اس ٹیکس کے متعلق یہ بھی کہا گیا اور اس میں ایک بات اور بھی آپ کے نوٹس میں لائی ہے کہ سعید احمد خان منیس کے بھائی ممتاز منیس کا بھی قرعہ اندازی میں ٹریکٹر نکلا ہے۔ اس سے زیادہ transparency اور کیا ہو سکتی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ وہ کم از کم اس کے اوپر ہی تالی بجا دیں' ہم ان سے اور کچھ نہیں مانگتے۔ جناب والا! پھر کہا گیا کہ یہ ضلع کونسل والے ٹیکس اس کے بغیر ضلع کونسل نہیں چلتی۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! پہلے یہ اپنی اطلاع درست کر لیں۔ اس سے پہلے بھی ایک دفعہ وزیر مواصلات نے ہاؤس کے فلور پر یہ بات کہی تھی۔ I had already denied it یہ غلط بات کر رہے ہیں۔ آج پھر میں یہ بات درست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پھر غلط بات کر رہے ہیں۔ جس کا یہ نام لے رہے ہیں اس کو تو وفاقی حکومت نے ایوارڈ اس بنیاد پر نہیں دیا تھا کہ یہ سعید منیس کا بھائی ہے۔ He is a progressive grower اور He has a contribution in sun flower اور اسے ورلڈ آرگنائزیشن نے گولڈ میڈلز دیے ہیں۔ اس کو وہاں اس وجہ سے ایوارڈ نہیں دیے گئے اور اس کو debar کر دیا تھا کہ یہ سعید منیس کا بھائی ہے۔ Just I want to bring this on record۔

جناب سپیکر، نہیں منیس صاحب! جانیے ٹریکٹر ملا یا نہیں؟

اپوزیشن کی طرف سے ایک آواز، ملا ہے جی۔ (قہقہے)

وزیر خزانہ، جناب والا! باقی باتیں ساری کی ساری درست ہیں۔ لیکن یہ ٹریکٹر نکلنے والی بات بھی درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ پالیسی تھی اس گورنمنٹ کی کہ 25 ایکڑ سے اوپر والے جو زمین دار ہیں ان کو یہ ٹریکٹر نہیں ملے گا۔ ان کی تو 25 ایکڑ سے ویسے ہی بہت زیادہ زمین ہے۔ وہ تو اس category میں نہیں آتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ اگر 25 ایکڑ سے اوپر زمین تھی تو انھوں نے apply نہیں کیا ہوگا۔ جب انھوں نے apply کیا ہے تو وہ 25 ایکڑ سے کم ہوں گے۔ اب ہم اس طرف چلے نکلیں کہ ان کے نام زمین کتنی ہے۔ بس ایک چیز کو appreciate کریں وہ گورنمنٹ کی طرف سے ہو یا اپوزیشن کی طرف سے ہو۔ جی۔

وزیر خزانہ، جناب والا! ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ ہمیں تو خوشی ہے کہ انھیں ٹریکٹر ہے۔ ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ ہم بلا تفریق دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ان کو بھی خوشی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں پھر ان کو correct کرنا چاہتا ہوں کہ یہ غلط بات کہہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اس میں خدشے کا اظہار بھی کیا گیا کہ جب یہ ضلع ٹیکس اور چونگی ٹیکس وصول نہیں کریں گے تو یہ ادارے کس طرح سے چلیں گے۔ ان اداروں کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے۔ ان کو ریموٹ کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ ان کو گورنمنٹ کی دسترس میں لایا جا رہا ہے۔ جناب والا! ایسی بات بالکل نہیں ہے۔ جنرل سیلز ٹیکس میں اس کو وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں چلانا چاہتی ہیں اور بڑے شدومد کے ساتھ چلانا چاہتی ہیں۔ مقصد کیا ہے کہ اس میں transparency آئے اور جو پیسہ ضلع کونسل میں خرچ ہو اس کا کوئی پرسان حال ہو۔ لوگوں کی جیبوں میں پیسے جانے ضرور بند ہو جائیں گے۔ لیکن ضلع کونسلیں اور کارپوریشنیں اللہ کے فضل و کرم سے' on behalf of the Chief Minister Punjab' میں اپنے لیڈر اور قائد کی پوری support سے یہ بات کر رہا ہوں کہ ان اداروں کو پورے شدومد کے ساتھ چلایا جائے گا۔ transparency قائم کی جائے گی' ان اداروں کو مستحکم اور مضبوط کیا جائے گا۔ ان کے خدشات بے وجہ ہیں ان کا کوئی خاص جواز نہیں ہے۔

پھر جناب والا! ADP پر بڑی تنقید کی گئی کہ 1998-99 میں یہ جو سلسلہ کیا جا رہا ہے اس پر عمل درآمد نہیں ہو گا۔ جناب والا! یہ P&D ڈیپارٹمنٹ کو پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں ضلعوں تک لایا گیا ان کا ایک نمائندہ ضلعوں میں ہو گا۔ ضلعی کمیٹیاں اور ڈویلپمنٹ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ان کو با اختیار کیا گیا ہے۔ ان میں ہمارا ایک ساتھی ان کو head کر رہا ہے۔ اور ان کی وہاں جو سکیمیں ہیں ان کی وہیں کی وہیں الاٹمنٹ ہو جائے گی اور ان کے جو فنڈز ہیں وہ وہیں الاٹ ہو جائیں گے۔ اور بڑی transparency سے کام کریں گی اور کام کر رہی ہیں۔ ان کے اوپر وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک incentive دیا ہے کہ جو شخص بہترین کام کر کے دکھائے گا اس کو حکومت پنجاب کا پورے پنجاب کے اندر ایڈوائزر بنایا جائے گا۔

جناب والا! اس میں یہ بھی کہا گیا کہ اس میں پس ماندہ اضلاع کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا۔ یہ بات بہت جوش و خروش سے کی گئی ہے۔ اور اس میں محترم لغاری صاحب نے بھی ایک دو باتیں کی ہیں کہ یہ پس ماندہ اضلاع ہیں اور ان کی طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے

ان کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پس ماندہ اضلاع میں سے بھکر، خوشاب، لیہ اور راجن پور کو خصوصی طور پر ایک ضلع کی گرانٹ 20 ملین فراہم کی گئی ہے۔ اس طرح کی بات نہیں کہ جو پس ماندہ علاقے ہیں ان کو فنڈز نہیں دیے جا رہے۔ یہ خدشہ ان کا درست نہیں تھا۔ یہ جو ترقیاتی پروگرام ہے یہ ضلع کی ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو دیا جائے گا۔ یہ اس طرح نہیں ہو گا کہ فلاں فلاں کو دے دیا جائے۔ جس ضلعے کو زیادہ ضرورت ہے اور وہ پس ماندہ ہے اس کو زیادہ فنڈ دیا جائے گا۔

جناب والا! پھر یہاں پر محکمہ صحت کو ہدف تنقید بنایا گیا کہ خود مختاری دے دی گئی ہے۔ جناب والا! آج تک پچھلے حکم رانوں کو ہسپتالوں کی طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں ملی۔ ہمارے حکم ران اللہ کے فضل و کرم سے وہ پہلے حکم ران ہیں۔ وہ جب بھی کسی visit پر جاتے ہیں، دورے پر جاتے ہیں آپ ان کا ریکارڈ دیکھ لیں ان کا ایک visit ہسپتال کا بھی ہوتا ہے۔ ہسپتالوں میں صفائی، ڈاکٹروں کی حاضری اور مریضوں کی دیکھ بھال پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہے۔ اور پھر ہسپتالوں کو autonomy دی گئی۔ اس کے نتیجے میں پہلے 24 گھنٹوں میں جو بھی مریض آتا ہے اس کو طبی سہولتیں مفت مہیا کی جاتی ہیں اس سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا اس سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ اس سے ان کے حالات بہتر ہوئے۔ اور autonomous body بننے کے بعد ان کے مریضوں کی آمد میں بہتری ہوئی ان کی آمدنی میں بہتری ہوئی۔ اور وہی آمدنی غریب عوام پر خرچ ہو رہی ہے جو پہلے نہیں ہوتی تھی۔ یہ سارے step لیے گئے ہیں جب یہاں بل لائے تو بڑا ہدف تنقید بنایا گیا تھا۔ کہ جی، یہ autonomy کیا ہے اور یہ کس چیز کا نام ہے؟ اس وقت وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا تھا کہ autonomy اس چیز کا نام ہے کہ جہاں مریض کی دیکھ بھال ہو، جہاں کی انتظامیہ بہتر ہو، جہاں پر صفائی ہو۔ اور انسانیت کی خدمت کا کام جہاں پر نظر آئے۔ اور transparent نظر آئے کہ کام ہو رہا ہے۔ اور میں آپ کو کون کون سی بات عرض کروں۔

جناب والا! بے روزگاری کے بارے میں جناب قائد حزب اختلاف نے بہت باتیں کی ہیں کہ بے روزگاری ہو رہی ہے خودکشیاں ہو رہی ہیں۔ اور لوگ مر رہے ہیں۔ جناب والا! بے روزگاری کے بارے میں 2 ارب روپے کے قرضے پنجاب سمال انڈسٹریز کو وقف کیے گئے ہیں کہ وہ حق داروں میں یہ قرضے تقسیم کرے۔ اس کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام بنایا گیا ہے جو کہ 19 کروڑ روپے کا ہے۔ اس کے اوپر بہت سارے اقدام وزیر اعلیٰ پنجاب نے اٹھائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وقت میں 15 منٹ کی توسیع کرتا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اس میں ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام' اس میں TEVTA کا قیام۔ اس میں خواتین کے لیے ایک SMIDA ہے۔ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں' میں صاحبزادہ فضل کریم صاحب کا ضرور ذکر کروں گا کہ اتنی کاوشوں کے بعد علمائے کرام کو اکٹھا کرکے ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس کا قیام کیا گیا ہے۔ تاکہ لوگ ٹریننگ حاصل کر سکیں۔ تکنیکی کام سیکھ سکیں۔ ان کے لیے پھر کوئی ڈیمانڈز ہوں' کارخانوں میں سے پھر ان کے لیے ڈیمانڈ آئے کہ یہ ٹرینڈ لوگ ہمیں چاہییں اس حساب سے وہ انسٹی ٹیوٹس قائم کیے گئے تاکہ بے روزگاری کو ختم کیا جا سکے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ ان ساری کاوشوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرکے TEVTA ایک ایسی اتھارٹی بنائی گئی ہے جس کے ذریعے بے روزگاری کو دور کرنے کی کوششیں کی جائیں گی۔

جناب والا! کمپیوٹر سسٹم میں جو بہتری آ رہی ہے یہ بھی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے کام ہو رہا ہے۔ کمپیوٹرائزیشن کے لیے 41 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کا ذکر رہ گیا تھا میرے فاضل دوست نے مجھے یاد کروایا میں ان کا بہت مشکور ہوں۔ جناب والا! انھوں نے بہت سی تنقید اور باتوں پر بھی کی ہے۔ خواتین یونیورسٹی کے بارے میں بڑی تنقید ہوئی کہ خواتین کی یونیورسٹی کیوں بنا دی گئی؟ جناب سپیکر! آپ غور فرمائیں کہ ایک پرانے پریذیڈنٹ ہاؤس کو خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا گیا ہے تو یہ اچھا کام ہوا ہے یا برا کام ہوا ہے؟ میں توقع کرتا تھا کہ یہ اس کی بھی تعریف کر دیں۔ لیکن میرے فاضل دوست کو وہ بھی نصیب نہیں ہوئی تو میں سوائے افسوس کے اور کیا کہہ سکتا ہوں اور اللہ تعالیٰ انھیں توفیق دے کہ وہ کسی اچھے کام کی تعریف کریں۔

جناب سپیکر! یہ بھی کہا کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بڑی تشویش ناک ہے اور اس ہاؤس کے اندر جو نقشہ کھینچا گیا کہ آپ غور فرمائیں کہ ایک وہ موقع بھی تھا کہ جب ایس پی کھڑا ہے اور پیچھے سے ساری پولیس بھاگ گئی ہے۔ ہم نے اس پنجاب کے اندر اس طرح کے واقعات بھی دیکھے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ بہتری آئی ہے کہ سپاہی اپنے افسر کے پیچھے کھڑا ہے۔ وہ کیوں کھڑا ہے کہ اس کو عزت اور وقار کا ایک مقام دیا گیا ہے' اس کی ٹریننگ کی گئی ہے۔ کسی سپاہی کو گولی چلانی نہیں آتی تھی۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ ایلیٹ فورس کے آنے سے مقابلوں

میں ڈاکو مارے جا رہے ہیں' چور مارے جا رہے ہیں اور انہوں نے دہشت گردوں پر بھی ہاتھ ڈالا ہے۔ انہوں نے دہشت گردوں کو جیلوں میں لا کر بند کیا۔ آج تک پولیس کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ دہشت گردوں کا مقابلہ کر سکیں یا ان کے سامنے کھڑے ہو سکیں اور یہ سارے اقدامات اسی لیے کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آج تک کسی حکومت کو اس کے سوا کوئی توفیق نہیں ہوئی کہ کسی ایم پی اے کا بھتیجا یا کسی ایم این اے کا بھانجا اے ایس آئی بھرتی کر لیں۔ یہ پہلی حکومت ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا پولیٹکل گورننٹ میں یہ پہلا جرأت مندانہ اقدام ہے کہ پبلک سروس کمشن کے ذریعے انسپکٹرز کو ڈائرکٹ بھرتی کیا گیا اور ان کی ٹریننگ اعلیٰ آفیسر کر رہے ہیں۔ وہ ان کو اس بات کی ٹریننگ دیتے ہیں کہ آپ کو ایس ایچ او لگایا جائے گا اگر آپ اچھے طریقے سے ٹریننگ کریں' اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں اور عوام کے دکھ درد کو لے کر آگے چلیں گے۔ اس کے علاوہ یہاں تھانہ کلچر کی بات کی گئی ہے اور یہاں بڑے دعوے ہوتے ہیں کہ تھانہ کلچر تبدیل نہیں ہو گا۔ جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ اگر 40 سال کا ایک مریض ہو تو وہ ایک لمحے میں ٹھیک نہیں ہو سکتا' اس کے لیے اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ سارے اقدامات اس لیے کیے جا رہے ہیں کہ ان کی اس طرح تربیت کر کے معاشرے کے سامنے لایا جائے۔ جو انسپکٹر میرٹ پر بھرتی ہو گا وہ بہتری کا سامان لے کر آئے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے ایک واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ حافظ آباد میں حاضر تھا۔ وہاں 10 ہزار کے جلسہ میں ایک غریب آدمی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب! اگر میرا بچہ میری اپنی کاوش پر ہوتا' سفارشوں پر ہوتا اور اسے ایم پی اے یا ایم این اے نے کروانا ہوتا تو شاید سپاہی بھی بھرتی نہ ہو سکتا' یہ صرف آپ کی ذات ہے کہ میرے بچے کو انسپکٹر بھرتی کیا ہے۔ اس نے 10 ہزار کے جلسہ عام میں یہ بات کی۔ جناب والا! یہ اقدامات کرنے والے ہیں جو ہماری حکومت کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے فاضل دوستوں نے ہمیں بہت ہی مفید آراء سے نوازا ہے اور بجٹ پر ہماری راہ نمائی فرمائی ہے' اپنے اپنے علاقہ جات کی باتیں کی ہیں اور اپنے مطالبات پیش کیے ہیں اور ڈویلپمنٹ کے کاموں کی باتیں کی ہیں۔ تو اگر میں ان کی تفصیل میں جانا چاہوں گا

تو مجھے کم از کم ایک گھنٹہ چاہیے' اس لیے میں اپنے سارے دوستوں کو اپنے لیڈر اور وزیر اعلیٰ کے behalf پہ یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی مشکلات ہیں وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو دیانت داری سے پیش کی جائیں گی اور ان کو ساتھ لے کر چلنا اور ان کا حل تلاش کرنا ہی تو ہمارا فرض ہے اور اس سے زیادہ ہم نے کرنا ہی کیا ہے اس لیے انہیں فکر مند نہیں ہونا چاہیے۔ ایک فاضل دوست نے کہا کہ جلسہ عام میں ان کے لیے جو اعلانات ہوئے تھے ابھی تک ان کی تکمیل نہیں ہوئی' ان شاء اللہ ایسی بات بالکل نہیں ہو گی کیوں کہ اس وقت صوبہ پنجاب ان ہاتھوں میں ہے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اجازت لینے سے پہلے ان کے اچھے کاموں کے اوپر یہی عرض کروں گا۔

جشن باد صبا نہیں رکتا
گل کا قافلہ نہیں رکتا

یہ کام ان شاء اللہ صوبہ پنجاب میں جاری و ساری رہے گا اور پنجاب پاکستان کا مثالی صوبہ ہو گا۔ میں آخر میں آپ کا اور اپنے فاضل دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! چودھری اقبال صاحب بڑے نفیس آدمی ہیں لیکن انہوں نے اپنی تقریر میں جو اشعار پڑھے ہیں اور ان اشعار کا جو بیڑا غرق کیا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ خواجہ ریاض محمود صاحب کو کہیں کہ وہ وہی اشعار اپنے خوب صورت انداز میں پیش کریں' کیونکہ جس شاعر کے وہ اشعار ہیں کہ اقبال صاحب کے اشعار پڑھنے سے ان کی روح تڑپی ہو گی' کم از کم خواجہ صاحب کے پڑھنے سے ان کو سکون آ جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ صاحب! آپ اس وقت اشعار سنا سکتے ہیں؟

خواجہ ریاض محمود: جی' جناب سپیکر۔ (قہقہے)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہی والے اشعار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں جی' آپ سنیں تو سہی' ہو سکتا ہے ان سے بھی بہتر ہوں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! میں حالات حاضرہ پر ہی شعر پڑھوں گا کیوں کہ ہمیشہ میں حالات حاضرہ پر شعر پڑھتا ہوں تو سارا ہاؤس محظوظ ہو جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا کہ،

میں نے پلکوں سے در یار پہ دستک دی ہے
میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں
زندگی جبرِ مسلسل کی طرح کاٹی ہے
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں
آؤ اِک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

منگل' 22- جون 1999ء

(یوم الثلثہ' 7- ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢
يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ
اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى
الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

سورۃ الھمزہ آیات 1 تا 9

ہر طعن آمیز اشارتیں کرنے والے چغل خور کی خرابی ہے ○ جو مال جمع کرتا اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے ○ اور خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا موجب ہوگا۔ ہرگز نہیں وہ ضرور حطمہ میں ڈالا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حطمہ کیا ہے ○ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے ○ جو دلوں پر جا لپٹے گی ○ (اور) وہ اس میں بند کر دیے جائیں گے ○ یعنی (آگ کے) لمبے لمبے ستونوں میں ○

وما علینا الا البلاغ ○

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 54 ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کی pending آ رہی ہے۔ یہ move ہو چکی ہوئی ہے۔ ہیلتھ منسٹر صاحب نے جواب دینا تھا۔

ڈاکٹر ہیلتھ سروسز کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری)

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب والا! اس تحریک استحقاق میں اٹھائے گئے واقعے کے متعلق ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز ' لاہور ڈویژن سے جواب طلب کیا گیا۔ اپنے جواب میں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز' لاہور ڈویژن نے بیان کیا کہ میرا کہیں بھی یہ مقصد نہیں تھا کہ خدانخواستہ اپنے کسی اسمبلی رکن کی کسی موقع پر بھی عزت میں کمی ہو۔ یہ تحریک استحقاق غلط فہمی پر مبنی ہے۔ صورت حال اس طرح ہے کہ جس وقت صوبائی اسمبلی کے محترم رکن جناب ذوالقرنین ڈوگر صاحب کا فون آیا تو اس وقت میں ذیلی کمرے میں ڈاکٹروں کے وفد کے ساتھ میٹنگ کر رہا تھا۔ جہاں ٹیلی فون کی سہولت موجود نہ تھی۔ نائب قاصد نے دیر کے بعد فون آنے کی اطلاع دی۔ جب میں واپس کمرے میں پہنچا تو فون ملوانے کو کہا تو اتنے میں علی عباس گل آغا صاحب کا فون آ گیا۔ پھر اس کے فوراً بعد محترم ڈوگر صاحب کا فون آیا اور میں نے تاخیری رابطے کی وضاحت بھی کی۔ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز فرماتے ہیں کہ میرے دل میں صوبائی اسمبلی اور اس کے معزز اراکین کے لیے پورا احترام اور عزت ہے۔ ٹیلی فون سننا اور اس کا جواب دینا ایک بنیادی' سماجی اور اخلاقی امر ہے۔ کال نہ سننا ان اخلاقی اصولوں کے بھی منافی ہے جو دینی تعلیمات' ذاتی طرز عمل اور میری پیشہ وارانہ تربیت کا حصہ ہے۔ صحت عامہ اور علاج معالجے کی بہتر سہولت اور ادارہ ہائے صحت کی بہتر کارکردگی کے لیے محکمہ صحت لاہور ڈویژن نے جو اقدامات کیے ہیں وہ محکمہ صحت اور فاضل اراکین اسمبلی کے بھرپور تعاون سے ممکن ہوئے ہیں۔ اس لیے میری کوشش یہی ہے کہ آئندہ بھی ان کی رہنمائی لوں۔

انھوں نے فرمایا ہے کہ تحریک کی وجہ غلط فہمی اور عدم رابطے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ میری دانستہ تاخیر سے فاضل رکن اسمبلی کو جو زحمت اٹھانا پڑی' مجھے اس پر دلی افسوس ہے اور میں خلوص دل سے معذرت خواہ ہوں۔ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس معذرت کے بعد تحریک استحقاق کو واپس لے لیا جائے۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہو گی کہ ایک طرف میرے فاضل رکن ایم۔ پی۔ اے میرے بھائی نے یہ بات اٹھائی ہے اور دوسری طرف سے یہ explanation آئی ہے۔ میں بالکل اپنے ایم۔ پی۔ اے بھائی اور دوست کے ساتھ ہوں۔ اپنے فاضل رکن کے ساتھ ہوں۔ وہ جس طرح فرمائیں گے کرلیں گے۔ مگر اس سے پہلے کہ یہ تحریک استحقاق admit ہو' میں یہ گزارش ضرور کروں گا کہ مجھے ایک موقع دیا جائے جس میں' میں ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز لاہور کو ان کے سامنے پیش کرسکوں اور اس بات کی تہ تک پہنچوں کہ یہ واقعہ کیوں ہوا ہے؟ اور وہ آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرلیں۔ میں نے اپنی جگہ ان سے پوچھا بھی کہ ایسی بات کیوں ہوئی؟ مگر میں چاہوں گا کہ میرا بھائی میرے سامنے وہاں موجود ہو اور ان کے سامنے بات ہو۔ پھر جس طرح آپ حکم کریں گے اس طرح ہم کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' منسٹر صاحب! اس میں ایک بات تو میں بتا دوں کہ کوئی بھی معزز ممبر جب on the floor of the House بات کرتا ہے یا اس کے بعد بھی کرتا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بات ہم زیادہ authenticated سمجھتے ہیں بہ نسبت اس کے کہ کوئی اس کا جواب آئے۔ بہرحال ملک صاحب! یہ آپ نے جواب بھی سن لیا۔ آپ کی بات کو میں زیادہ معتبر سمجھتا ہوں۔ لیکن جیسے ہیلتھ منسٹر صاحب فرما رہے ہیں' کیا آپ یہ مناسب سمجھیں گے کہ اس کو بلا کر آپ کے روبرو مزید وہ explanation کرلیں۔ ہم اس کو اس وقت تک pending رکھتے ہیں۔

ملک ذوالقرنین ڈوگر: جناب سپیکر! میں ڈائریکٹر صاحب کے اس جواب سے بالکل مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے جو تحریک پیش کی ہے اس کا ایک ایک لفظ میں پوری ایمان داری سے کہہ سکتا ہوں کہ ٹھیک ہے۔ میں نے جو تحریک استحقاق دی ہے وہ بالکل صحیح دی ہے۔ یہ جو انھوں نے کہا ہے کہ میں میٹنگ میں تھا' بالکل غلط ہے۔ میں نے دوبارہ confirm کیا۔ میری آپریٹر سے بات ہوئی۔ میں نے اسے سختی سے کہا کہ آپ نے میری بات کیوں نہیں کروائی؟ تو اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کیوں ناراض ہوتے ہیں؟ مجھے تو جو اندر سے حکم ملا ہے وہ میں نے کہا ہے کہ آپ ان کو کہہ دیں کہ میں دفتر میں نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات پر غور فرمائیں ناں۔ آپ کی بات کو تو ہم تسلیم کر رہے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جو بھی اس مقدس ہاؤس کا ممبر ہے ہم اس کی بات کو زیادہ معتبر سمجھتے ہیں اور زیادہ authenticated سمجھتے ہیں۔ ہیلتھ منسٹر صاحب نے ایک تجویز دی

ہے کہ اگر ڈاکٹر ہیلتھ کو بلا کر آپ کے روبرو بات کروا دی جائے' اگر آپ اس سے مطمئن ہو جائیں تو بہتر اگر نہ ہوں تو اس کو ہم pending کرتے ہیں۔ اس کے بعد جو بھی آپ کہیں گے اس کے مطابق ہم کر لیں گے۔

ملک ذوالقرنین ڈوگر، جی' ٹھیک ہے۔ pending کر لیں۔ بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ان کی بات کروا دیجیے۔ اگر اس کے بعد بھی معزز ممبر مطمئن نہ ہوں تو پھر تو دیکھیں گے کہ اس کے بارے میں کیا کرنا ہے۔ یہ کل تک کے لیے pending کر لیں؟

وزیر صحت، جی' کل تک کے لیے pending کر لیں۔ ایک بار پھر جس طرح آپ نے فرمایا ہے میں اس بات کو endorse کرتے ہوئے کہوں گا کہ ہمیں اپنے فاضل ممبران اور اپنے ساتھیوں سے افضل کوئی نہ ہے۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے اس کے بعد بیٹھ جائیں' تو اگر یہ میرے بھائی مطمئن نہ ہو سکے تو جس طرح آپ حکم فرمائیں گے ان شاء اللہ اس طرح کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

وزیر صحت، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلی تحریک استحقاق ملک نسیم الدین خالد صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں لا رہے۔ اس کو پھر pending کیا جاتا ہے---- اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 حاجی عبدالرزاق اور مہر محمد انور حیات خان لک صاحب کی ہے وہ روزنامہ "نوائے وقت" کے بارے میں ہے۔

روزنامہ "نوائے وقت" میں ارکان اسمبلی کے بارے میں توہین آمیز کارٹون کی اشاعت

(----------جاری)

وزیر قانون، جناب والا! میں نے جناب کے حکم کے مطابق پہلے بھی رابطہ کیا تھا' کل دوبارہ پھر میرا رابطہ ہوا ہے۔ میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی ہے اور میں نے اس سلسلے میں رپورٹ بھی آپ کو دی ہے۔ انھوں نے مجھے اس بات کا یقین دلایا ہے کہ وہ معذرت اس شمارے میں چھپوا دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب' ایک بات کی سمجھ نہیں آتی یہ اس شمارے میں ہی کیوں

چھپوانا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ اصول ہے کہ جس اخبار میں کوئی خبر آئے اس کی تردید بھی اسی اخبار میں دی جاتی ہے۔ یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ مثال کے طور پر خبر اگر آپ کے خلاف ' میرے خلاف یا کسی معزز رکن کے خلاف "جنگ" اخبار میں آئے تو اس کی وضاحت یا اس کی تردید "صحافت" میں لگا دی جائے تو یہ مناسب نہیں ہوتا۔ بلکہ یہاں تک ہوتا ہے کہ ہمارے بعض دوست یہ claim کیا کرتے ہیں کہ جہاں پر ہمارے خلاف خبر لگی ہے وہاں پر معذرت یا تردید دی جائے اور یہ ہمیشہ ایک اصول ہے کہ اسی اخبار میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے جذبات اور feelings بھی میں نے ان تک پہنچائی ہیں اور میں نے اپنی طرف سے بھی گزارش کی ہے اور انھوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں تردید شائع کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی حاجی صاحب' آپ اس بات سے مطمئن ہیں۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر! آج تین دن ہو گئے ہیں ۔ منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ یہ کل اخبار میں آ جائے گی۔ اب تین دن گزرنے کے باوجود بھی وہ ابھی تک اخبار میں نہیں آئی۔ آپ اس سے اندازہ کر لیں کہ مسئلہ کیا ہے شاید وہ ان کے کنٹرول میں نہیں۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی میں بھیجیں تا کہ وہ کمیٹی میں آئیں اور وہاں وہ بات کریں۔ انھوں نے ایسا کیا ہی کیوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے فرمایا ہے کہ جس اخبار میں یہ کارٹون چھپا ----

حاجی عبدالرزاق، جناب' یہ تو ٹالنے والی بات ہے کہ آٹھ دن بعد اخبار آئے گا ۔ اگر اس میں نہ آئی تو اگلے اخبار میں آ جائے گی۔ جناب یہ بات تو نہیں ہے ناں۔ جب ایک آدمی صدق دل سے کہنا چاہتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور میں معذرت خواہ ہوں تو یہ تو اسی دن کے اخبار میں آ جانا چاہیے ۔ یہ تو نہیں کہ جی آٹھ دن بعد اتوار کا اخبار آئے گا اس میں ہم لکھیں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں بنتی۔ یہ کوئی جواز نہیں۔ اگر کوئی جواز ہے تو آپ مجھے بتائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔ نہ میں نے یہ خبر چھاپی ہے نہ میں نے معذرت کرنی ہے۔ میں نے ان کے behalf پر آپ کے حکم کے مطابق یہ بات آگے پہنچائی ہے ' پورے ہاؤس کے جذبات کو میں نے آگے پہنچایا ہے ۔ اب اس کا جو logical حل تھا وہ یہی نکلتا ہے کہ جس دن وہ weekly آئے گا اس میں اس کی تردید آ جائے گی ' معذرت

بھی آ جائے گی۔ لیکن اس کے باوجود اگر معزز رکن یہ چاہتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آئیں۔ وہ ان کے پاس تو آئیں گے نہیں ۔ اور اگر یہ معاملہ کمیٹی میں جائے تو میں پھر on the floor of the House کہتا ہوں کہ پہلی پیشی پر انھوں نے کہہ دینا ہے کہ ہم معاف کرتے ہیں۔ اور پھر وہ معافی اخبار میں نہیں آئے گی انھوں نے اپنے طور پر کر دینا ہے۔ میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ میں نے یہاں ہمیشہ privileges کے حوالے سے کہا ہے میں کل ہی کی ایک بات آپ کو بتاتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں ایک پولیس آفیسر کے خلاف انتہائی، شدید قسم کے جذبات کا اظہار کیا گیا اور privilege motion دی گئی۔ اور اس وقت میں نے معزز رکن کو short statement بھی نہیں دینے دی اور میں نے کہا کہ میں concede کرتا ہوں، بغیر short statement کے میں نے concede کیا ۔ کمیٹی میں گئی اور واپس اس کا رزلٹ یہ نکلا کہ معافی دے دی گئی ۔ اس لیے میں بطور انفرمیشن منسٹر حاجی صاحب سے معذرت کرتا ہوں۔ اگر ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں میں ان سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ تو اس کو پھر pending کرنا ہے؟

وزیر قانون، جی اس کو pending کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ کو وزیر قانون صاحب کی بطور منسٹر انفرمیشن کے بھی معذرت قبول نہیں تو اس کو pending کر لیتے ہیں اور دیکھ لیتے ہیں اگر یہ سنڈے میگزین میں آ گیا تو ٹھیک ہے۔

حاجی عبدالرزاق، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 58 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے ۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو pending کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ تحریک التوائے کار نمبر ا سید ذیشان الہیٰ صاحب کی ہے ۔ جی شاہ صاحب۔

بیرسٹر عثمان ابراہیم، جناب والا! وہ سیکرٹری صاحب کو بتا کر کچھ دیر کے لیے باہر گئے ہیں اور وہ

جلد واپس آ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا جی۔ شاہ صاحب جا کر گئے ہیں اور وہ ابھی واپس آ رہے ہیں ۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار سردار انور سعید صاحب کی ہے ۔ جی سردار صاحب۔

کامرس کالج کمالیہ کے کمپیوٹرز میں خرابی

سردار سعید انور، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کامرس کالج کمالیہ میں کمپیوٹر کلاسز کا اجراء کیا گیا تھا مگر دانستہ کمپیوٹرز خراب کر دیے گئے ہیں اور باوجود انتہائی کوشش کے متعلقہ اہل کاران اس کی مرمت کی طرف پوری توجہ نہیں دے رہے اس وجہ سے کمالیہ اور علاقہ کمالیہ کے طلباء اس جدید دور کی اہم ضرورت سے محروم ہیں اور حکومت کا کثیر سرمایہ اہل کاران کی غیر ذمہ داری سے ضائع ہو رہا ہے استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ۔ وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب والا! سردار صاحب کا یہ جو مسئلہ ہے اس میں کسی حد تک صداقت بھی ہے اور حقیقتاً 1983ء میں کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کمالیہ میں کمپیوٹر کلاسز کا اجراء ہوا تھا۔ اور یہ ٹریننگ باقاعدگی سے تقریباً 1997ء تک چلتی رہی ہے اور اس میں تقریباً 92 طالب علموں نے ٹریننگ حاصل بھی کی ہے ۔ مگر ایسے مقامات پر محکمے کو کچھ عملی دشواریاں بھی پیش آتی ہیں کہ کمپیوٹر ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جس کی مرمت، دیکھ بھال اور out stations پر ان کی services availability ہے ان میں کافی دشواریاں ہیں پھر ٹرینڈ اساتذہ کی availability بھی اپنی جگہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ بہرحال یہ ساتوں کے ساتوں کمپیوٹرز اساتذہ کی کمزوری، طالب علموں کی ناتجربہ کاری کی بنیاد پر خراب ہوئے اور میں کہوں گا کہ محکمے نے اس خرابی کو دور کرنے میں دو سال لیے ہیں ۔ ابھی جون سے پھر یہ کورسز شروع ہو گئے ہیں اور مجھے یہ شک پڑتا ہے اور میں نے یہ محکمے کو لکھا بھی ہے کہ یہ ایسے لگتا ہے کہ جب یہ تحریک آئی ہے تو پھر آپ نے اس مسئلے کی طرف توجہ دی ہے اور میں نے اس کی انکوائری کا بھی آرڈر کیا ہے کہ اس دو سال کے عرصے کو آپ کس طرح سے justify کرتے ہیں کہ آپ نے اس مسئلے کا حل نہیں ڈھونڈا اور ابھی جون میں آپ نے اس کو صحیح کر کے دوبارہ

کورسز چلائے ہیں۔ ابھی تو کورسز چالو ہوئے ہیں اور طلباء بھی داخل ہوئے ہیں مگر میں کم از کم سردار صاحب کی اس تشویش میں برابر کا شریک ہوں کہ وہ اس دو سال کے عرصے کو کس طرح سے justify کرتے ہیں کہ یہ کیوں نہیں مرمت کیے گئے۔ میں ان شاء اللہ اس کا پورا سدباب کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کب تک اس ایوان کو بتائیں گے کہ انھوں نے یہ دو سال کا عرصہ کہاں گزارا اور کیا انکوائری ہوئی؟

وزیر تعلیم، جناب والا! میرے پاس جب اس تحریک کا جواب آیا تھا اور یہ ایشو بھی میرے نوٹس میں پہلی دفعہ آیا۔ اور اسی کے اوپر میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ جناب آپ اس کی انکوائری کریں---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے کوئی عرصے کا تعین کیا کہ اتنے دن کے اندر اندر آپ مجھے بتائیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! ابھی تو میں نے ان کو ایک ماہ کا کہا ہے کہ ایک مہینے میں آپ یہ انکوائری کریں اور blame fix کریں کہ کون آدمی اس کا ذمہ دار ہے۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جب میں نے یہ تحریک دی تھی تو اس کے دس دن بعد وہ کمپیوٹر چلنے شروع ہو گئے ہیں۔ اب میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو یہ dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 1' سید ذیشان الٰہی صاحب کی ہے۔

پرنسپل ڈگری کالج فیصل آباد کے تقرر
میں میرٹ پالیسی سے انحراف

سید ذیشان الٰہی شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت کا یہ امتیاز ہے کہ اس نے ہر سطح اور ہر سمت خواہ کوئی تقرری ہو تعیناتی ہو' میرٹ کی پالیسی کو اپنایا ہے۔ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد کے سابقہ پرنسپل کے ریٹائر ہونے پر ان کی جگہ نئے پرنسپل

تعینات کیے گئے ہیں جو کئی پروفیسروں سے سنیارٹی کے لحاظ سے جونیئر ہیں۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے میرٹ کا لحاظ نہ کرتے ہوئے غیر منصفانہ فیصلہ کیا ہے۔ جس سے حکومتی میرٹ پالیسی متاثر ہوئی ہے اور عوام الناس میں شبہات جنم لے رہے ہیں۔ پروفیسر برادری میں بالخصوص اور طالب علموں میں بالعموم بداعتمادی اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ میرٹ سے انحراف کے اس انتہائی اہمیت کے حامل واقعے پر اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر ! اس بات میں یہ گزارش کروں گا کہ محکمہ ایجوکیشن میں جتنی بھی سینئر appointments ہیں، ماضی کی practice سے ہٹ کر اب ہم خدا کے فضل سے میرٹ کی بنیاد پر کر رہے ہیں۔ اس میرٹ میں ہم دو خوبیوں کو مدنظر رکھتے ہیں۔ ایک سنیارٹی اور دوسرا اس کی capability to perform that job جناب والا ! اکثر اوقات یہ ہوا ہے کہ ایک آفیسر سینئر ہے مگر اس میں یہ capability نہیں کہ جس job پہ اس کو تعینات کیا جا رہا ہے اسے وہ اچھے انداز سے نبھا سکے۔ ہمیں ان شاء اللہ اس پر فخر ہے کہ وزیر اعلیٰ کی قیادت اور ہدایت کے مطابق ہم محکمہ تعلیم میں میرٹ کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک پرنسپل میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد کی تعیناتی کا تعلق ہے، جس بارے میں سید ذیشان الٰہی صاحب نے یہ تحریک دی ہے، اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ عصمت اللہ صاحب کی recommendation جب ڈائرکٹر کی طرف سے پینل میں آئی تو عصمت اللہ صاحب کی طرف سے اس ذمہ داری کو نہ نبھانے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ اگرچہ وہ پینل میں سینئر تھے، مگر انھوں نے معذرت کی کہ میں یہ ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ تو اس صورت میں پھر ہمیں سنیارٹی کے لحاظ سے پینل میں جو دوسرے نمبر پر تھے، ان پہ انحصار کرنا پڑا۔ شکریہ۔

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب سپیکر ! میں وزیر صاحب کے جواب سے اس حد تک تو مطمئن ہوں کہ وہ سنیارٹی کے علاوہ اس آدمی کی capability وغیرہ بھی دیکھتے ہیں۔ لیکن میرا اختلاف یہ ہے کہ ان پروفیسر صاحب کے علاوہ بھی ایک پروفیسر عارف بخاری ہیں جن کا سنیارٹی میں 150 نمبر ہے۔ لیکن جنھیں تعینات کیا گیا ہے اس کا سنیارٹی میں نمبر 153 ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری تعلیم یہاں موجود ہیں۔ انھوں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے خود جا کر یہ کہا تھا کہ یہ میرے استاد کے بیٹے ہیں، یہ سینئر ترین ہیں۔ تو وہ میرے استاد ہیں، ان کے ساتھ دو دفعہ زیادتی ہوئی ہے۔ دونوں nationalized کالج ہیں اور ان کالجوں میں وہ سب سے زیادہ سینئر آدمی ہیں لیکن انھیں چھوڑ کر من پسند آدمی کو تعینات کیا گیا ہے۔

اس پر احتجاج کے طور پر میں نے یہ تحریک پیش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : وزیر تعلیم صاحب! معزز ممبر آپ کے پاس آ جاتے ہیں' آپ ان کو مطمئن کریں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! معزز ممبر نے اپنے سوال کا جواب خود ہی دے دیا ہے کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری تعلیم کی سفارش اس میں مانع نہیں تو پھر آپ سمجھ جائیں کہ ہم سب کام میرٹ پہ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں' انھوں نے غالباً یہ کہا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری تعلیم کی سفارش پر کوئی appointment ہوئی ہے۔ معزز رکن کا ایک مؤقف ہے' ان کے پاس ایک میرٹ لسٹ ہے۔ آپ ذرا دیکھ لیں کہ غلطی کہاں پر ہوئی ہے اور انھیں اس بارے میں مطمئن کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اگر آپ اجازت فرمائیں تو ایک لمحہ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمائیے!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! میرے مہربان' محترم فاضل وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری کی سفارش کے باوجود ہم نے کام نہیں کیا' ہم کام میرٹ پر کرتے ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے اپنے محترم دوست سے عرض ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے میرٹ کے خلاف نہ تو کبھی میں نے سفارش کی ہے اور نہ ہی ایسا تصور کر سکتا ہوں کہ کسی نااہل کی میں کسی منصب کے لیے سفارش کروں۔ جناب والا! میری سفارش کا فقط مدعا یہ تھا کہ وہ آدمی سینئر تھا' اگر اس کا حق بنتا ہے تو اسے ضرور دیا جائے۔ اس سے آگے کچھ نہیں۔ میرے خیال میں وزیر محترم نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے غلط فہمی پیدا ہو رہی تھی کہ شاید میں نے میرٹ کے خلاف کوئی سفارش کی ہے۔ تو میں آپ کی وساطت سے یہ وضاحت چاہتا تھا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے' بہرحال آپ اس کو دیکھ لیں۔ اگر کہیں کوئی میرٹ سے ہٹ کر بات ہوئی ہے تو اس کا ازالہ کرنا بھی آپ کے فرائض میں شامل ہے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ : جناب سپیکر! وزیر صاحب اس بات کی یقین دہانی کرائیں کہ میرٹ کے مطابق کام ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ زیادہ capable ہیں' میں ان کا شاگرد رہا ہوں----

جناب قائم مقام سپیکر : یہ نہ آپ کے شاگرد رہنے کی بات ہے اور نہ بخاری صاحب کے استاد کے بیٹے ہونے کے ناتے کی بات ہے۔ میں نے وزیر تعلیم سے کہہ دیا ہے۔ آپ ان سے مل کر یہ فہرست

انھیں دے دیں۔ وہ اسے چیک کر لیں گے۔ اگر پھر بھی آپ سمجھیں کہ کوئی کمی رہ گئی ہے تو اگلے اجلاس میں بتا دیجیے گا۔ ہم اس پر ایکشن لے لیں گے۔

سید ذیشان الٰہی شاہ : بہتر ہے، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : تو تحریک التوائے کار نمبر 1 کو dispose of کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 2 بھی آپ کی ہے۔

واسا ایف ڈی اے میں ڈائرکٹر صاحبان کی کنٹریکٹ پر بھرتی میں بےقاعدگی

سید ذیشان الٰہی شاہ : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ واسا ایف۔ ڈی۔ اے فیصل آباد نے دو ڈائرکٹر ٹیکنیکل اور ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ٹیکنیکل تین سال کی مدت کے لیے کنٹریکٹ پر رکھے ہیں۔ متذکرہ بالا سیٹوں پر افراد کو کنٹریکٹ پر رکھتے وقت واسا افسران نے ملی بھگت کر کے انٹرویو کے دوران شفاف طریقہ اختیار نہ کیا ہے۔ انٹرویو کی آڑ میں اپنے من پسند افراد کو نوازنے کے لیے قانونی تقاضوں کو پورا نہ کیا ہے اور نہ ہی اخبارات میں صحیح تشہیر کی ہے۔ جن Candidates کو اندھیرے میں رکھا گیا بالخصوص ان میں اور بالعموم فیصل آباد کے شہریوں میں اس ناانصافی پر عدم اعتماد اور غم و غصے کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ لہذا اس مسئلے کو اسمبلی کی کارروائی روک کر زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی وزیر ہاؤسنگ صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! یہ مسئلہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے اجلاس میں discuss ہوا تھا اور میرے محترم بھائی جس تقرری کا ذکر کر رہے ہیں اس کی باقاعدہ انکوائری ہو رہی ہے اور انکوائری کے بعد جو رپورٹ آئے گی وہ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، جناب والا! میں جواب سے مطمئن ہوں کہ انکوائری کے بعد رپورٹ ایوان میں پیش کر دیں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر

4 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے ۔ رانا صاحب تشریف نہیں رکھتے اس کو disposed of تصور کیا جائے گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 جناب عثمان ابراہیم صاحب کی ہے۔

گوجرانوالہ میں ہسپتال کے قیام کی جگہ کی تبدیلی

جناب عثمان ابراہیم، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رواں مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں حافظ آباد روڈ(اندرون بائی پاس) گوجرانوالہ پر ایک 40 بستروں کا تحصیل لیول ہسپتال قائم کرنے کی سکیم شامل کی گئی ہے جو کہ اندرون شہر عوام کے علاج کے لیے سہولتیں فراہم کرے گا کیونکہ اس وقت ہسپتال کی سہولت میسر نہ ہونے کی وجہ سے عوام شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال اندرون شہر سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ایمرجنسی کے موقع پر اکثر مریض ہسپتال پہنچنے سے پہلے راستے میں دم توڑ جاتے ہیں۔ اندرون شہر ہسپتال کے قیام کی سکیم پر عوام نے سکھ کا سانس لیا تھا لیکن اب مجوزہ جگہ کو تبدیل کر کے محکمہ زراعت کے ریسرچ سیل میں یہ ہسپتال قائم کرنے کی سکیم بنائی گئی ہے اور محکمہ صحت نے کمال ہوشیاری سے "حافظ آباد روڈ" کا لفظ اس سکیم سے خارج کر دیا ہے ۔ اس سے پیشتر محکمہ صحت نے مجوزہ جگہ "حافظ آباد روڈ" پر ہسپتال قائم کرنے کی ہدایت جاری کی تھیں ۔ جس پر کمشنر گوجرانوالہ ، ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ اور ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ نے اندرون شہر ہسپتال قائم کرنے کے لیے حافظ آباد روڈ سے ملحقہ صغیر شہید پارک کے قریب جگہ کو موزوں قرار دیا تھا اور ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز نے جگہ کے حصول کے لیے ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کو چٹھی بھی لکھی تھی لیکن اب جس جگہ ہسپتال قائم کرنے کی تجویز دی گئی ہے اس جگہ کے قریب ڈی ایچ کیو ہسپتال واقع ہے اور بے شمار پرائیویٹ ہسپتال قائم ہیں ۔ اور اس جگہ کے ارد گرد کوئی آبادی بھی نہ ہے اور یہ جگہ حافظ آباد روڈ سے دو میل کے فاصلے پر ہے ۔

رواں مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل مجوزہ جگہ تبدیل کرنے سے عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہیلتھ منسٹر صاحب!

وزیر صحت، جناب والا! یہ بات درست ہے کہ رواں مالی سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں حافظ آباد

روڈ اندرون بائی پاس گوجرانوالہ میں چالیس بستروں پر مشتمل تحصیل ہسپتال قائم کرنے کی سکیم شامل تھی جس کا ADP No. 3956 ہے اس سکیم کے لیے رواں مالی سال میں 30 لاکھ روپے مختص کیے گئے چونکہ اس ہسپتال کی تعمیر کے لیے کوئی اراضی مختص نہ تھی۔ محکمے نے اس علاقے میں زمین کے حصول کے لیے کوشش کی اور اس سلسلے میں صغیر شہید پارک کے قریب تقریباً دو ایکڑ زمین جو کہ کارپوریشن گوجرانوالہ کی ملکیت تھی جس کے حصول کے لیے ڈپٹی کمشنر کو درخواست کی تاکہ اس میں ہسپتال کی تعمیر ہو سکے۔ لیکن میئر کارپوریشن گوجرانوالہ کی طرف سے اس زمین کی ملکیت کی منتقلی کا این او سی نہ مل سکا اور ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کی طرف سے مذکورہ زمین کی محکمہ صحت کے نام منتقلی کے لیے کی گئی درخواست کا اب تک کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ دریں اثنا ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ نے ایک اور سرکاری اراضی جس کی کل پیمائش 15 کنال 5 مرلہ اور 81 فٹ ہے جو کہ ڈی سی روڈ گوجرانوالہ پر ہے کی محکمہ صحت کے نام منتقلی کے لیے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کو سفارش کی۔ ریونیو ڈیپارٹمنٹ نے یہ زمین محکمہ صحت کو منتقل کر دی۔ زمین کی منتقلی کی advice جونہی محکمہ صحت کو موصول ہوئی تو محکمہ صحت نے ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز گوجرانوالہ کو ہدایت جاری کی کہ اس جگہ پر ہسپتال کی تعمیر کے لیے سکیم تیار کی جائے۔ لیکن ابھی تک محکمہ کو کوئی سکیم موصول نہیں ہوئی' اور نہ یہ زمین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال سے تقریباً اڑھائی کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور اس کے ارد گرد آبادی موجود ہے۔ یہ کہ محکمہ نے حافظ آباد روڈ کا لفظ سکیم سے خارج کر دیا ہے ہرگز درست نہ ہے۔ موجودہ ADP اور آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں سکیم اپنے اصل نام سے موجود ہے۔ تاہم گوجرانوالہ کے رہائشی محمد انور وغیرہ نے ایک رٹ' جس کا نمبر 3938/99 ہے' کے ذریعے لاہور ہائی کورٹ سے stay order حاصل کیا ہوا ہے کہ ڈی سی روڈ پر ہسپتال تعمیر نہ کیا جائے۔ مزید برآں حافظ آباد روڈ پر ہسپتال تعمیر کرنے کے لیے محکمہ صحت کو کوئی اعتراض نہیں۔ اس جگہ پر ہسپتال تعمیر نہ ہونے کی اصل وجہ زمین کی عدم دستیابی ہے۔ اگر زمین کے حصول کو مذکورہ ایم پی اے صاحب یقینی بنا دیں تو محکمہ صحت اسی جگہ ہسپتال تعمیر کرنے کو تیار ہے۔ بیان کیے گئے حالات کی وجہ سے تحریک التوائے کار کا کوئی جواز نہیں' لہٰذا اسے مسترد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب! آپ اس جگہ کے حصول کو یقینی بنائیں تو وہ ہسپتال بنانے کے لیے تیار ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! اصولی طور پر انھوں نے میرا موقف تسلیم کر لیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو آپ مطمئن ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں مطمئن نہیں ہوں بلکہ میں ان کی بات سے اختلاف کرتا ہوں کہ انھوں نے کہا ہے کہ میئر نے این او سی جاری نہیں کیا۔ میرے خیال میں میئر کی طرف سے ابھی ان کو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ انھوں نے ڈپٹی کمشنر کو چٹھی ضرور دی ہے لیکن انھوں نے آگے کوئی move نہیں کیا۔ تو اس طرح کے مسئلے ہاؤس میں پیش ہوتے ہیں۔ اگر کوئی جگہ بھی کسی کو ٹرانسفر کرنی ہو تو وہ مسئلہ ہاؤس میں پیش ہوتا ہے لیکن کارپوریشن کا کوئی اجلاس ہی نہیں ہوا۔ تو میں انھیں یقین دہانی دلاتا ہوں کہ آپ فی الحال اس سکیم کو pending کریں اور ویسے بھی pending ہے کہ stay order ہوا ہوا ہے۔ اگر محکمہ صحت نے ضد کی کہ نئی مجوزہ جگہ پر ہسپتال قائم کیا جائے گا تو پھر stay جاری رہے گا اور پھر آئندہ دس سال تک بھی یہ ہسپتال قائم نہیں ہو سکے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو ضد نہیں کر رہے۔ وہ تو on the floor or the House کہہ رہے ہیں کہ آپ جگہ مہیا کرا دیں تو وہ وہاں پر ہسپتال تعمیر کروا دیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میں ان شاء اللہ حافظ آباد روڈ پر ان کو جگہ مہیا کروا دیتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 6 بھی جناب عثمان ابراہیم کی طرف سے ہے۔

بلدیہ گوجرانوالہ کے ترمیمی بجٹ کی غیر قانونی منظوری

جناب عثمان ابراہیم، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "خبریں" روز نامہ "نوائے وقت" اور روز نامہ "پاکستان" کی اشاعت مورخہ 9 مئی 1999ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بلدیہ گوجرانوالہ کا ترمیمی بجٹ کا اجلاس صرف تین منٹ جاری رہنے کے بعد ختم ہو گیا اور ترمیمی بجٹ پڑھے بغیر منظور کر لیا گیا۔ تقریباً دو کروڑ روپے کے اس ترمیمی بجٹ کو پڑھے بغیر منظور کرنے سے اور اس پر کونسلرز کو بحث کی اجازت نہ دینے سے عوام میں شدید بے چینی، اضطراب اور شکوک و شبہات پیدا ہو گئے ہیں۔ اپوزیشن نے الزام لگایا ہے کہ یہ تمام کارروائی غیر قانونی اور غیر آئینی تھی اور بجٹ میں ایسی سکیمیں منظور کی گئی ہیں جو کہ پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہیں۔ علاوہ ازیں مالی سال ختم ہونے میں صرف ایک ماہ رہ گیا ہے اور اس عرصہ میں ٹینڈر جاری کرنے اور منظور کرنے کے بعد

ترقیاتی منصوبوں پر عمل در آمد عملاً ناممکن ہو گا۔

عوام کے قیمتی سرمایہ کے ساتھ اس غیر قانونی اور غیر آئینی عمل سے جو سلوک ہونے والا ہے اس سے عوام میں سخت غم و غصہ اور اشتعال پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر صحت، جناب والا!

1۔ بلدیہ اعلیٰ گوجرانوالہ کا اجلاس سالانہ ترقیاتی پروگرام کی منظوری کے لیے مورخہ 12 مارچ 1999ء کو طلب کیا گیا تھا۔ جس کی کارروائی عین قواعد و ضوابط کے مطابق عمل میں لائی گئی۔ بلدیہ کا ترقیاتی پروگرام میئر اور ڈپٹی میئر بلدیہ کی سربراہی میں شہر کا سروے کر کے ترتیب دیا گیا جس میں دوران اجلاس کونسلر صاحبان کے مطالبہ پر ضروری ترامیم پر کثرت رائے سے منظوری دی گئی۔

2۔ اجلاس کی کارروائی کی کاپی اور منظور کی گئی سکیموں کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

3۔ منظور شدہ ترقیاتی پروگراموں پر عمل در آمد شروع ہو چکا ہے۔ بذریعہ قومی پریس ٹینڈر طلب کر لیے گئے ہیں اور عنقریب ترقیاتی کام شروع ہو جائیں گے۔

اور حکومت کی ہدایت کے مطابق مالی سال کے اختتام تک پایہ تکمیل تک پہنچ جائیں گے۔ یہ ترقیاتی پیکج شہریوں کی تکلیف کے ازالہ کے لیے ان کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ترتیب دیا گیا ہے۔ یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اخباری بیانات کے پیش نظر دی گئی اور میں اس پر گزارش کروں گا کہ یہ تحریک مسترد کی جائے۔ اگر اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی بات ہے تو وہ لائیں وہ ضرور پیش کریں اس کو دیکھ بھی لیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ 12 مارچ کو یہ اجلاس طلب کیا گیا لیکن جناب والا! میری جو تحریک التوائے کار ہے اس میں دیکھیں کہ یہ اجلاس جو ہے' اگر اشاعت 9 مئی کو ہوئی ہے تو اجلاس 8 مئی کو ہوا ہوگا۔ یہ 12 مارچ کے پہلے اجلاس کی بات کر رہے ہیں۔ میں تو اس اجلاس کی بات کر رہا ہوں جو 8 مئی کو ہوا تھا اور جو صرف تین منٹ جاری رہا۔ اس کے متعلق وزیر

موصوف فرمائیں' 8 مئی کے اجلاس کی بات کریں انھوں نے 12 مارچ کے اجلاس کی بات کی ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! میں نے کہیں یہ نہیں کہا کہ 8 مئی کو اجلاس نہیں ہوا۔ انھوں نے سکیموں کی بات کی ہے۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ سکیمیں کس اجلاس میں منظور ہوئی ہیں۔ فلاں دن جو ریکارڈ میں موجود ہے اس میں منظور ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ فرمارہے ہیں کہ سکیمیں تو اس سے پہلے منظور ہو چکی تھیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! جو ٹینڈر جاری کیے گئے ہیں اور مالی سال ختم ہونے سے پہلے وہ سکیمیں مکمل ہو جائیں گی جو کہ بالکل ناممکن ہے کیونکہ مجھے یہ پتا نہیں تھا کہ آپ آج یہ تحریک التوائے کار لیں گے۔ میرے پاس اس سلسلے میں ایسے کاغذات ہیں' ثبوت ہیں۔ میں اب بھی آپ کو ایک دو ایسی سکیموں کی مثال دے سکتا ہوں جو کہ پہلے سے بنی ہوئی ہیں اور اس بجٹ میں وہ منظور کی گئی ہیں اور یہ جو سکیمیں جس کی ان کے پاس لسٹ ہے میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ لسٹ مجھے دیں اور ٹینڈر کی کاپی بھی دیں۔ دوسری میری یہ گزارش ہوگی کہ اسے کل تک کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جو آپ کے پاس ریکارڈ ہے وہ لے کر آپ وزیر موصوف سے ایک میٹنگ کر لیں۔ اگر ریکارڈ یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ بات غلط ہے تو اس پر وہ ایکشن لے لیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم، اس کو جناب مؤخر کر دیں۔ کیونکہ جو سکیمیں پہلے سے بنی ہوئی ہیں وہ سکیمیں بھی اس میں شامل کی گئی ہیں۔ مثلاً ایک سڑک جی ٹی روڈ تا شیلٹن ہوٹل وہ سڑک پہلے سے بنی ہوئی ہے لیکن یہ بجٹ میں اب بنا رہے ہیں۔ اس طرح ایک اور سڑک ہے گوندلاں والا روڈ سے چاندنی چوک تک' یہ بھی بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ بجٹ میں اب بنا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس ریکارڈ کے ساتھ ان کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب اس کو پھر آپ مؤخر کر دیں۔ میرے پاس اس کا پورا ریکارڈ موجود ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! میری اس سلسلے میں گزارش ہوگی کہ اس کو مؤخر نہ کریں۔ آپ کے حکم کے مطابق ہم میٹنگ کر لیں گے۔ ابھی کافی ٹائم ہے ایک اور تحریک بھی آسکتی ہے۔ میں ان شاء اللہ اپنے فاضل دوست کو مطمئن کروں گا اور اس کی روشنی میں ان کے جو اعتراضات ہیں ان کو دور کرنے کی

بھی کوشش کروں گا۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے' دو کروڑ روپے کی عوام کی رقم involve ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ عثمان ابراہیم صاحب فرما رہے ہیں کہ میرے پاس ریکارڈ ہے۔ جناب والا یہ نہایت ہی سنجیدہ مسئلہ ہے۔ اگر آپ اس کا نوٹس لیں گے تو معلوم ہوگا کہ نہایت اہم معاملہ ہے کہ ایک سکیم اگر پہلے ہی بن چکی ہے اور اگر اس کو دوبارہ شامل کر کے اس کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں تو انتہائی غلط بات ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو کل تک کے لیے مؤخر کر دیا جائے۔ کل ہاؤس میں وزیر صاحب بھی تشریف لائیں گے اور میاں عثمان ابراہیم بھی ریکارڈ پیش کریں گے۔ یہ نہایت serious معاملہ ہے

وزیر صحت، جناب والا! آپ کو اس میں assistance کی ضرورت نہیں تھی' یہ پتا نہیں کیوں بیچ میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ میں تو پہلے ہی اپنے دوست کے ساتھ ہوں یہ بیچ میں ویسے ہی اپنی assistance لے آتے ہیں بلکہ مجھے تو یہ شرارت لگتی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انھوں نے خود ہی کہا ہے کہ اس تحریک کو مؤخر نہ کریں۔ اس لیے ان کے دل میں بھی کوئی چور ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ یہ تحریک pending نہ ہو۔

وزیر صحت، جناب والا! میں تو مخلصانہ طور پر یہ بات کر رہا تھا کہ میں اپنے فاضل دوست کے پاس بیٹھ کر ان کے اعتراضات کو دور کروں گا۔ ان کے اگر میں اعتراضات دور نہ کر سکا تو تحریک تو یہ پھر بھی پیش کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، عثمان ابراہیم صاحب آپ ویسے بھی ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔۔۔۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میری بس یہی گزارش ہے کہ اسے آپ موخر کریں۔ کیونکہ یہ serious معاملہ ہے اس میں بڑا پیسہ involve ہے۔ گوجرانوالہ شہر کا دو کروڑ روپیہ involve ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ سکیمیں مکمل ہو جائیں گی۔ جناب والا! اس میں کچھ سکیمیں تو ایسی بھی ہیں جو میرے ایم پی اے فنڈ سے بن چکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس میں شامل کی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر وزیر قانون صاحب کیا فرماتے ہیں؟ اس کو مؤخر کر لیا جائے یا جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ بیٹھ کر بات کر لی جائے وہ زیادہ مناسب ہے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟

وزیر قانون، جناب والا! جس طرح متعلقہ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ آپس میں بات کر لیتے ہیں۔ اگر یہ معاملہ طے نہ ہو سکا تو کسی وقت بھی تحریک التوائے کار تو دی جا سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، لیکن ایک دفعہ جس مسئلے پر تحریک dispose of ہو جائے وہ دوبارہ تو نہیں آ سکتی۔

وزیر قانون، پھر جناب جس طرح معزز رکن چاہتے ہیں۔(قطع کلامیاں)۔

آوازیں، مؤخر کریں۔

راجہ محمد خالد خان ، جناب والا! اس پر ڈویژن کروا لیں۔ کون چاہتا ہے کہ مؤخر کریں اور کون چاہتا ہے کہ اسے dispose of کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے فلور مجھے دیا ہے۔ راجہ صاحب میرے بزرگ ہیں وہ ہمیشہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، معزز وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اس میں آپ یہ کیجیے کہ آپ کے پاس جو ریکارڈ ہے وہ فوری طور پر لا کر یہ بات کر لیں تاکہ اسے کل تک یا پرسوں تک ختم کر دیا جائے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! آپ اسے کل تک کے لیے مؤخر کر دیں میں صبح ان سے مل لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ انھیں ریکارڈ دے دیں اگر آپ کے اعتراضات صحیح ہیں تو ان کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ لے آئیں اسے کل تک کے لیے موخر کر دیتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب قائم مقام سپیکر، تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ وزیر جنگلات ملک سلیم اقبال صاحب! آپ نے اس شخص کے خلاف کوئی کارروائی کی جس نے آپ کو غلط اعداد وشمار دیے تھے؟ ایک جو تحریک آئی تھی اس پر چیئر نے رولنگ دی تھی (قطع کلامیاں)۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔

وزیر جنگلات، جناب والا! میں نے اس پر ایکشن لیا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب والا! اصل جواب درست دیا گیا تھا لیکن ہمارے محکمے کی طرف سے یا یہاں سے اس کا جواب غلط پرنٹ ہوا

ہے۔ لیکن میں نے اس پر ایکشن لیا ہے اور اس کی انکوائری کا حکم دے دیا ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک کے لیے توسیع کر دی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک کے لیے توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار سعید انور، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-08-99 تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-8-99 تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب قائم مقام سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی!

جناب خورشید احمد صوفی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خورشید احمد صوفی رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"Please register my leave of absence for the Budget session of the Punjab Assembly to be commenced from 15th June, 1999 as I am not feeling well for the last one week and have been advised bed rest by my physician."

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

"بوجہ بیماری مورخہ 30 اپریل 1999 تا 10 مئی 1999ء تک اجلاس attend نہ کر سکا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

بیگم راج حمید گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست بیگم راج حمید گل رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"I am suffering from fever since last week. I cannot attend the session. Kindly grant me leave for the budget session

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک احمد یار وٹو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد یار وٹو صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"میری طبیعت خراب ہے پروفیسر فیصل مسعود صاحب کے زیر علاج ہوں براہ کرم 20-6-99 تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں امتیاز احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں امتیاز احمد صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ۔

"15۔ جون 1999ء کے اجلاس میں ذاتی مجبوری کی وجہ سے شرکت نہ کر سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد اکرم بھٹی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اکرم بھٹی صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی

طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"I will be busy with some personal affair on Monday 21st June, 1999. Leave fot the same day may be sanctioned."

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمود خان کھچی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمود خان کھچی صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"بوجہ ناسازی صحت 18جون تا 21 جون اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ ان ایام کے لیے رخصت منظور فرمائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد ریاض ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست محمد ریاض ملک صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"I am sending you the request that I am ill today. So, I cannot attend today's session. Kindly grant me leave."

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم بجٹ گوشوارہ بابت سال 2000-1999ء کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ بجٹ گوشوارہ بابت مالی سال 2000-1999 کے مطالبات زر کی کل تعداد 42 ہے۔ اور تمام 42 مطالبات زر میں تخفیف کی تحاریک موصول ہوئی ہیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان طے پا جانے والے معاہدہ کے تحت مندرجہ ذیل دس کٹوتی کی تحاریک پر حسب ذیل ترتیب سے بحث ہو گی۔ نمبر 1 مطالبہ زر نمبر 18۔ زراعت۔ نمبر 2۔ مطالبہ زر نمبر 13 پولیس۔ نمبر 3۔ مطالبہ زر نمبر 15 تعلیم۔ نمبر 4۔ مطالبہ زر نمبر 16 خدمات صحت۔ نمبر 5۔ مطالبہ زر نمبر 9 آبپاشی و بحالی اراضی۔ نمبر 6۔ مطالبہ زر نمبر 20 وٹرنری۔ نمبر 7۔ مطالبہ زر نمبر 17 صحت عامہ۔ نمبر 8۔ مطالبہ زر نمبر 10 انتظام عمومی۔ نمبر 9۔ مطالبہ زر نمبر 12 جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں۔ نمبر 10۔ مطالبہ زر نمبر 2 مالیہ اراضی۔

قاعدہ نمبر 144 کے ذیلی قاعدہ (4) کے تحت تخفیف کی تحاریک پر کارروائی کل مورخہ 23 جون 1999 کو 1-00 بجے دوپہر تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت گلوٹین کے ذریعے مطالبات زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی۔ اب ہم مطالبات زر پر کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اور حسب معاہدہ تخفیف کی تحاریک بسلسلہ مطالبات زر نمبر 18 زراعت سے کارروائی شروع کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 18

وزیر خزانہ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

> "ایک رقم جو 2 ارب 38 کروڑ 29 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

> "ایک رقم جو 2 ارب 38 کروڑ 29 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: opposed.

جناب قائم مقام سپیکر: مطالبہ زر نمبر 18 میں تخفیف کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو' جناب منصور احمد خان' صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی' سردار رفیق حیدر لغاری' مولانا منظور احمد چنیوٹی' چودھری خالد جاوید وڑائچ' سید مسعود عالم شاہ' پیر شجاعت حسنین قریشی۔ جناب سعید احمد خان منیس اپنی تخفیف کی تحریک پیش کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف): جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"2 ارب 38 کروڑ 29 لاکھ 76 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 زراعت کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2 ارب 38 کروڑ 29 لاکھ 76 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 18 زراعت کو کم کرکے ایک روپیہ کر دیا جائے"۔

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I oppose it

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک کے تمام محرکین کو باری باری اپنی تحریک کے حق میں تقریر کے لیے میں دعوت دیتا ہوں۔ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس (پی پی۔ 193 قائد حزب اختلاف): شکریہ۔جناب والا! جیسے کہ آپ اور تمام معزز اراکین اسمبلی جانتے ہیں کہ صرف پاکستان کی نہیں بلکہ زراعت پنجاب کی بھی پہچان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس میں وہ دل چسپی نہیں لے رہی جو اس کو لینی چاہیے۔ حکومت نے اپنی بجٹ تقریر اور ایلوکیشنز میں بہت کچھ کہا ہے اور huge sum انھوں نے دکھانے کی کوشش کی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ انھوں نے اپنی تقریر میں figures کو jumble up کرکے' بہت سے محکمہ جات کو اکٹھا کرکے زراعت کے نام سے پیش کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے پنجاب کی شناخت زراعت کو دھندلا کر دیا ہے۔ صدیوں سے ہندوستان کو زرعی سہولتیں فراہم کرنے والا یہ صوبہ پنجاب' جسے اناج گھر کہا جاتا تھا' آج حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے زراعت میں بہت پیچھے چلا گیا

ہے۔ حکومت نے اپنی تقریر میں اپنے کیے گئے اقدامات کا ذکر کیا جس میں گرین ٹریکٹر سکیم کی بات بھی کی۔ معزز وزیر خزانہ نے کل اپنی winding up speech میں سکیم کی transparency کا ذکر کیا۔ میں اس کو touch کرنا ضروری سمجھتا ہوں' کیونکہ اس میں میری ذات سے منسوب انھوں نے کچھ کلمات فرمائے تھے۔ گرین ٹریکٹر سکیم اور اس کی transparency کا ذکر کرتے ہوئے قائم مقام وزیر خزانہ نے فرمایا کہ اپوزیشن لیڈر کے قریبی عزیز ان کے بھائی ممتاز منیس کو گرین ٹریکٹر سکیم میں ٹریکٹر دیا گیا ہے۔ جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ اطلاع ان کو کہاں سے ملی۔ کیونکہ یہ اس پوائنٹ کو ختم کرکے اگلے پوائنٹ پر جا چکے تھے۔ حکومت کہتی ہے کہ بوٹی مافیا ختم ہو گئی ہے اسی بوٹی مافیا کی ایک چٹ ان کے پاس پہنچی۔ لیکن بوٹی مافیا میں تو صحیح اندراجات دیے جاتے ہیں۔ یہ ان کو غلط بوٹی ملی۔ کھڑے تو پہلے ہی تھے اپنی تقریر کو rewind کرکے' reverse کرکے انھوں نے کہا کہ اتنی transparency ہے کہ اپوزیشن لیڈر کے عزیز کو بھی ٹریکٹر سکیم میں سے ٹریکٹر ملا ہے۔ میں نے اس وقت بھی contradict کیا اور یہ عرض کیا کہ اس سے پہلے بھی اس ہاؤس میں وزیر اطلاعات نے یہ بات کی تھی میں نے اس وقت بھی contradict کیا تھا کہ یہ ان کو غلط انفرمیشن ملی ہے۔ اگر ٹریکٹر مل بھی جائے تو میرے خیال میں وہ پاکستان کا شہری ہے اس میں کوئی ہرج نہیں اور یہ جھوٹ اس وقت کہہ دینا جس وقت قائد ایوان بھی موجود ہوں تو نہایت نامناسب بات تھی۔ میں اس ہاؤس کے فلور پر دوبارہ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ ہی ممتاز خان منیس نے ٹریکٹر کے لیے apply کیا نہ ہی وہ اس category میں fall کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ان کو کوئی ٹریکٹر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں منیس کا نام آ جائے تو اسے کمپیوٹر تو accept ہی نہیں کرے گا کیوں کہ وہ سرکاری کمپیوٹر ہے۔ اور میں اس کی authenticate example کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی ممتاز منیس کو وفاقی حکومت کے محکمہ کی طرف سے پریذیڈنشیل پرائیڈ آف پرفارمنس کے لیے میرٹ پر recommend کیا گیا تھا۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! یہ کٹ موشن کا حصہ ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ سب چیزیں زراعت کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر! جب ممتاز منیس کا نام پرائیڈ آف پرفارمنس کے لیے سیاسی لوگوں کے پاس گیا تو وہ صرف اس لیے deny ہو گئے کہ اس کے نام کے ساتھ منیس کا لفظ لگتا تھا۔ جناب سپیکر! وہ

ایسا progressive grower ہے کہ ورلڈ آرگنائزیشنز نے اس کو سن فلاور میں گولڈ میڈلز دیے ہیں۔ بیرون ممالک سے زراعت سے متعلقہ جو لوگ آتے ہیں، حکومت پنجاب ان کو ان کے فارم پر لے جا کر دکھاتے ہیں کہ یہ دیکھیں ہمارے ہاں سن فلاور میں کتنی ترقی ہو رہی ہے۔۔۔۔۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، چودھری صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون)، جناب سپیکر! آپ اس سے پہلے بھی اس چیز کا نوٹس لے چکے ہیں اور میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل دوست کو یہ دوبارہ پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں کہ Section 140(1) کے تحت رولز میں واضح طور پر mention ہے کہ

> "that the discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy."

انہوں نے کٹ موشن دی ہوئی ہے اس پر اپنی پالیسی بیان کریں تو میرا خیال یہ ہے کہ یہ جن چیزوں پر بحث کر رہے ہیں یہ ان کی کٹ موشن کا حصہ نہیں ہے۔ ان کو اپنی کٹ موشن تک محدود رہنا چاہیے اور اس پر بحث کرنی چاہیے کہ وہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ، جناب سپیکر! میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس غیر متعلقہ گفتگو کا جواب دوں کیوں کہ ان کو اتنا بھی علم نہیں کہ یہ سن فلاور پر بات ہو رہی ہے اور ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ حکومت سن فلاور آئل کی درآمد پر کتنا خرچ کرتی ہے۔ اور میں عرض کر رہا ہوں کہ progressive growers کے ساتھ کیا کیا جا رہا ہے کہ اگر حکومت کے محکمہ جات میرٹ پر اچھے progressive growers کو recommend کرتے ہیں تو پولیٹکل سیڑھیوں پر ان کے ناموں کو ختم کر دیا جاتا ہے کہ یہ ایک مخصوص پارٹی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں یا اپوزیشن کے کسی ممبر کے رشتہ دار ہیں اس لیے ان کو deny کر دیا جائے۔ اور جناب سپیکر! اس دفعہ پھر اسی ممتاز منیس کو محکمے نے پریذیڈنشیل پرائیڈ آف پرفارمنس کے لیے recommend کیا ہے اور وہ پھر صرف اسی وجہ سے رکا پڑا ہے کہ اس کے نام کے ساتھ منیس کا لفظ آتا ہے۔۔۔۔۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو interrupt نہ کریں' ان کو بات کرنے دیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! یہ رولز کی بات ہے۔ انہوں نے ایک بات کی ہے کہ میں نے غیر متعلقہ بات کی ہے۔ میں تو اس میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب والا! میں یہ سب رول پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ:

> "A Member giving notice of such a motion shall indicate in precise terms the particulars of the policy which he proposes to discuss. The discussion shall be confined to the specific point or points mentioned in the notice and it shall be open to members to advocate an alternative policy."

انہوں نے نوٹس میں کہاں دیا ہے کہ یہ ٹریکٹر نکلا تھا اور پھر یہ سن فلاور کہاں سے آ گئی؟ یہ بات تو ان کے نوٹس میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ اس پر تحریک استحقاق لائیں

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ اپنی کٹ موشن پر confine کریں۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک۔ آپ بات کریں جی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر!

جناب سپیکر! زراعت اور پاکستان لازم و ملزوم ہیں۔ اس وقت زراعت پاکستان کی اکانومی میں جتنی contribution کر رہی ہے اور جیسے کہا جاتا ہے کہ زراعت پاکستان کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی پالیسیاں اس سے یکسر مختلف ہیں۔ جیسے میں نے پہلے بھی عرض کیا

اور میرے کافی سارے دوست جو یہاں بیٹھے ہیں اور جو ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہیں انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ زراعت کو جتنا boost دینا چاہیے' اتنا boost حکومت نہیں دے رہی۔ اور آہستہ آہستہ زراعت پیچھے کی طرف جا رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر زراعت پیچھے کی طرف جائے گی تو وہ صرف زراعت کی حد تک نہیں رہے گی' اس میں صنعت بھی پیچھے جائے گی اور اس میں انوسٹمنٹ بھی پیچھے جائے گی۔ ہر چیز رک جائے گی کیوں کہ ہماری صنعت کا خام مال زراعت سے ملتا ہے' ہمارے عوام کے کھانے پینے کا بندوبست بھی زراعت کرتی ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ روزگار کا بندوبست بھی زراعت کرتی ہے تو یہ بھی بے جا نہیں ہوگا کیوں کہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد روزگار کے لیے بھی زراعت سے وابستہ ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ صنعت کی طرف توجہ نہیں ہونی چاہیے' صنعت کو بھی ضرور boost دیا جائے But not at the cost of agriculture میں جب یہاں یہ بات کرتا ہوں اور یہ بات یہاں تشریف رکھنے والے معزز اراکین اسمبلی کے علم میں ہے کہ صنعت کو سہولتیں زیادہ دی جاتی ہیں' ان کو قرضے زیادہ دیے جاتے ہیں۔ اگر ایک مل لگانی ہو' مثال کے طور پر ایک ٹیکسٹائل مل لگانی ہو تو پہلے اس کے لیے قرضہ دیا جاتا ہے' پھر اس کے بعد running finance دیا جاتا ہے اور اگر running finance کو بھی صحیح طریقے سے utilize نہ کیا جائے تو اس کو ایک بیمار انڈسٹری ڈکلیئر کر دیا جاتا ہے اور ان کے قرضہ جات معاف کر دیے جاتے ہیں۔ جب کہ اگر ہم زراعت کی طرف دیکھیں تو جہاں حکومت بلند بانگ دعوے تو کرتی ہے کہ انہوں نے ایک سال میں کہا کہ 30 ارب روپے کے قرضہ جات دیے گئے' آئندہ سال انہوں نے کہا کہ 40 ارب روپے کے قرضہ جات دیے جائیں گے اور اب کہا جا رہا ہے کہ 60 ارب روپے کے قرضہ جات دیے جائیں گے لیکن یہ تو دیکھیں کہ جو لوگ قرضہ لیتے ہیں اور اس کے بعد قدرتی آفات یا کچھ اور وجوہات کی وجہ سے فصلات صحیح نہیں ہوتیں تو کیا ان کا بھی قرضہ معاف کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اربوں روپے لینے والے صنعت کاروں کے تو قرضے معاف کر دیے جاتے ہیں اور یہاں تک کہ جن صنعت کاروں کے قرضہ جات معاف کیے گئے ہیں ان کے نام بھی عوام کے سامنے نہیں لائے جا رہے۔ لیکن جو زراعت کے لیے قرضے دیے جاتے ہیں اور جیسے میں نے عرض کیا کہ اگر قدرتی آفات کی وجہ سے فصلیں نہیں ہوتیں تو پھر ان بے چاروں کو چند ہزار روپے کے لیے گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ صنعت اور زراعت کے درمیان discrimination ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی پالیسی کا معاملہ ہے جس کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کاشت کاروں کی بہت ہی بڑی بدقسمتی ہے کہ سوٹ اور ٹائی پہننے والے بابو زرعی پالیسی بنا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ سردار سرفراز صاحب کو کہہ رہے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! سردار سرفراز صاحب پالیسی نہیں بنا رہے' میں تو پالیسی بنانے والوں کی بات کر رہا ہوں۔ یہ تو زراعت میں بڑا اچھا کام کر رہے ہیں اور یہ زراعت کے لیے ایک بہت بڑا ورثہ ہیں۔ لیکن ان کو بھی یہ شکوہ ہے کہ حکومت زراعت پر صحیح طریقے سے توجہ نہیں دے رہی۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ڈبل روٹی کھانے والے بابو جو کہ اسلام آباد میں بیٹھ کر پالیسیاں بناتے ہیں اور یہاں سول سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر پالیسیاں بنا دیتے ہیں۔ ماشاء اللہ آپ خود کاشت کار ہیں اور آپ کا زراعت سے تعلق ہے میں ان کو چیلنج کرتا ہوں کہ یہ صرف ایک رات جاکر کھیتوں میں پانی کا وارہ تو لگا دیں تو ان کو پتا چل جائے کہ زراعت میں کتنی تکالیف ہوتی ہیں۔ کسان کن حالات میں رہ رہا ہے۔ polluted and poisonous enviornment میں کسان رہ رہا ہے۔ وہ پورے علاقے کے لیے' پورے صوبے کے لیے اور پورے پاکستان کے لیے خوراک پیدا کر رہا ہے اور اس کو اس کا یہ صلہ ملتا ہے کہ فصل اچھی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اگر چند ہزار روپے واپس نہیں کر سکتا تو اس کو ایک معمولی سا پٹواری' ایک معمولی سا تحصیل دار اندر کر دیتا ہے۔ اس کی اس وقت تک ضمانت نہیں ہوتی جب تک وہ پیسے ادا نہیں کرتا۔ وہ پیسے کہاں سے ادا کرے گا یہ کوئی نہیں دیکھتا۔

جناب سپیکر! زراعت کی ترقی کانفرنسز اور سمینار سے نہیں ہوگی۔ اگر اس کے لیے حکومت جیسے میرے معزز دوستوں نے یہاں اپنی آراء دی ہیں۔ ان کے مطابق عمل درآمد کرے تو ترقی ہوگی۔

(اس موقع پر جناب چیئرمین چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ جناب سپیکر! کے جانے کے بعد آپ یہاں تشریف لائے اور آپ ایسی شخصیت ہیں جن کا براہ راست زراعت کے ساتھ تعلق ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اس وقت ایک ایسا شخص ہاؤس کو preside کر رہا ہے جب زراعت پر بات ہو رہی ہے اور وہ زراعت کو سمجھتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میں یہاں جو تجاویز دوں گا' وہ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں اپنی طاقت کے بل بوتے پر حکومت کو مجبور کردیں گے کہ وہ زراعت کے محکمے اور طبقے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔

جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کانفرنسز اور سمینارز سے زراعت کی ترقی نہیں ہوسکتی جب تک ان لوگوں کی آراء اور تجاویز کو جو اس فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ یہاں تشریف فرما ہیں، جو لاکھوں لوگوں کی نمائندگی کرکے یہاں آئے ہیں۔ ان کی آراء کو جب تک شامل نہ کیا جائے گا اس وقت تک زراعت ترقی نہیں کر سکے گی۔

جناب چیئرمین! میں یہاں کالا باغ ڈیم کی بات کرتا ہوں کہ حکومت وقت کا یہ ایک انتخابی نعرہ تھا کہ کالا باغ ڈیم بنایا جائے گا۔ اس کے بعد اس کو لمبا کیا جاتا رہا اور اس کا ایک ایک دن جو آگے بڑھ رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کئی کئی سال پیچھے لے کر جا رہا ہے۔ صرف زراعت کے میدان میں ہی نہیں بلکہ صنعت کے میدان میں بھی اور بہت سارے دوسرے میدانوں میں ہمیں پیچھے لے کر جا رہا ہے۔ وفاقی حکومت نے بغیر ہوم ورک کیے کالا باغ ڈیم کا اعلان تو کر دیا لیکن باقی صوبوں کو اعتماد میں نہ لیا گیا اور ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود آج تک کالا باغ ڈیم پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا گیا اور اعلان کو وفا نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی صوبوں کو بھی اعتماد میں لینا چاہیے اور یہ کام وفاقی حکومت کا ہے کہ انہوں نے بغیر ہوم ورک کیے ایک اعلان کیا۔ اب ان کا فرض بنتا ہے کہ وہ باقی صوبوں کو اس پر مطمئن کریں اور اپنے اعلان کو وفا کریں۔

جناب چیئرمین! میں زرعی شعبہ کی زبوں حالی کا ذکر کر رہا ہوں۔ کسان آج اپنی ہی زمین پر بھوکا مر رہا ہے۔ وہاں کے کھیت کھلیان لہلہاتی فصلوں کی بجائے بنجر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس میں ایک گورنمنٹ کے کئی policy matters ہیں۔ جس طرح Apportionment of Water Accord 1991 ہے۔ اس کا ایک غلط فیصلہ ہونا، اس کی غلط تقسیم کا ہونا اور اس میں اور کئی factors ہیں۔

جناب چیئرمین! اس پر کل تفصیل سے بات ہوچکی ہے لیکن میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اربوں روپیہ جہاں کپاس کے کاشت کاروں کا دبا پڑا ہے۔ بجائے اس کے کہ فصل خراب ہو رہی ہے وہاں اربوں روپیہ شوگر مل مافیا نے دبا رکھا ہے۔ میں معزز سپیکر صاحب کا شکریہ کرتا ہوں کہ انہوں نے کل نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس کا نوٹس لیا اور اس پر فیصلہ کیا اور ایک کمیٹی بنائی۔ خدارا! اگر اب گورنمنٹ سوچ سمجھ کر اس پر عمل درآمد کردے۔ جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہے کہ وہ کمیٹی آپ ہی کی صدارت میں بنی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ اپنی صدارت میں اس کمیٹی کے فیصلے کریں گے جو نہایت ہی اہم اور مثبت فیصلے ہوں گے۔ اگر یہ کہا جائے کہ زراعت کے ساتھ ایک سوتیلی ماں کا سلوک کیا جارہا ہے تو یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا۔ یہ وہی factors ہیں جن کو میں پہلے ہی بتا

چکا ہوں اور وہ factors جو میں آگے بھی بتاؤں گا کہ کس طرح میں کہتا ہوں کہ زراعت کے ساتھ سوتیلی ماں کا سلوک کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ صنعتی شعبہ جس میں کروڑوں روپیہ رعایتی نرخوں پر قرضوں کی شکل میں دیا جاتا ہے اور زراعت میں جیسا کہ میرے معزز بھائیوں نے اور معزز اراکین اسمبلی جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ہیں ۔ انھوں نے یہ بات بتائی کہ ٹیوب ویلوں کے لیے فلیٹ ریٹ کی سہولت ختم کردی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ ایک سروے رپورٹ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ ٹیوب ویل electricity پر چل رہے ہیں۔ اب فلیٹ ریٹ ختم ہونے کے بعد لوگوں نے اپنے electricity connection ختم کر دیے ہیں اور disconnect کرنے شروع کر دیے ہیں۔ کیونکہ اب وہ viable نہیں رہا اور جب وہ سوئچ اوور کرتے ہیں تو وہاں حکومت نے ڈیزل کے ریٹ بڑھائے ہوئے ہوتے ہیں تو کسی طریقے سے بھی زراعت میں یہ باتیں viable نہیں لگتی۔ خاص طور پر یہ فلیٹ ریٹ والی سہولت کا نہ ہونا' جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ پرزور گزارش کروں گا کہ فلیٹ ریٹ کی سہولت کو دوبارہ شروع کیا جائے اور چند ایک ڈویژن میں غالباً کر بھی دی ہے لیکن جو زراعت کے ڈویژن ہیں ان میں نہیں کی۔ پھر یہ بات آئے گی کہ یہ جنوبی پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب کی بات اس لیے کی جاتی ہے کہ آج جب زراعت کی بات ہو رہی ہے تو ایک وہی علاقہ ایسا ہے جو زراعت میں سب سے زیادہ اپنا حصہ ڈال رہا ہے اور وہاں زرعی ڈویژنز میں ابھی تک فلیٹ ریٹ واپس نہیں کیے گئے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہت جلد واپس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر! آزادی کے وقت زرعی شعبہ تقریباً 53% قومی آمدنی میں اپنا حصہ ڈال رہا تھا لیکن یہاں گورنمنٹ کی غلط پالیسی کی وجہ سے کم ہوتے ہوتے ایک سروے کے مطابق زرعی شعبہ قومی آمدنی میں صرف 25% حصہ ڈال رہا ہے۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ پاکستان کی 68% آبادی اس پر گزارا کر رہی ہے اور 32% شہری آبادی کی آمدنی 75% ہے۔ آپ دیکھیں کہ اس زراعت کے ساتھ کتنا ظلم ہو رہا ہے۔ یہ ان کی غریبی کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے اور اس میں مرحوم ڈاکٹر محبوب الحق جو کہ ایک اکانومسٹ بھی تھے اور ان سب باتوں کو اچھی طرح جانتے تھے۔ یاد ہے کہ انہوں نے اپنی ایک تقریر میں کہا تھا کہ پاکستان نے اپنی غربت کو دیہاتوں میں چھپا رکھا ہے اور دیہاتی آبادی ترقیاتی منصوبوں سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔ جناب چیئرمین! اکنامکس سروے آف ایگریکلچر 99-1998ء میں جو زراعت کی

growth rate ہے وہ 0.35 بیان کی گئی ہے۔ جناب چیئرمین! کتنی شرم ناک بات ہے کہ ایک ایگریکچرل ملک ہونے کے ناتے ہماری growth rate اتنی کم ہو جائے گی۔ یہاں آنر ایبل منسٹر صاحب نے اور کئی ایک اور ریموٹ کنٹرولڈ لوگوں نے جو کہ حکومت کے ریموٹ کنٹرولڈ لوگ ہیں۔ انہوں نے یہاں average yield of rice and other commodities and other crops بتائی ۔ جناب چیئرمین! میں آگے چل کر آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ ہم باقی دنیا سے کتنے پیچھے ہیں؛ اور خود پنجاب جو کہ سب سے بڑا صوبے اور ایک زرعی صوبہ ہے۔ وہ باقی صوبوں سے کتنا پیچھے ہے؟ میں ایک سروے آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ جناب چیئرمین! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ ورلڈ بنک کی رپورٹ میں کہا ہے اور میں اسے،

> For the consumption of those who are more interested to speak and hear English. I would just say that Pakistan agriculture has been plundered for the darling of development. i .e industry.

پھر وہی بات آتی ہے کہ انڈسٹری کو زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ حالانکہ زراعت کو زیادہ توجہ دی جانی چاہیے۔ اس کی output آنے سے صنعت کی زیادہ بہتری ہو گی۔ جناب چیئرمین! میں اب تھوڑا سا اس طرف آتا ہوں۔ کل معزز منسٹر فنانس نے خاص طور پر اپنی تقریر میں چاول کے حوالے سے یہ فرمایا تھا کہ چاول کی پیداوار بڑھ گئی ہے اور انہوں نے کچھ نمبرز بھی quote کیے تھے۔ جناب چیئرمین! اگر آپ کو محکمہ کہہ دے اور ماشاء اللہ آپ خود بھی چاول کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اور معزز فنانس منسٹر بھی چاول کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر آپ ایک سال چاول 30 من کی اوسط سے لے لیں اور اگلے سال 32 من لے لیں اور آپ یہ کہیں کہ average yield فی ایکڑ بڑھ گئی ہے۔ یہ کوئی کمال نہیں، اسے بڑھنا نہیں کہتے۔ جناب چیئرمین! آپ پہلے یہ دیکھیں کہ آپ کے صوبے میں potential کتنا ہے؛ اگر آپ کے صوبے میں potential یہ ہے کہ آپ نے 50 من فی ایکڑ لینا ہے اور آپ 30 من کی اوسط سے لے رہے ہیں تو یہ ایک وجہ ہے جہاں آپ کو توجہ دینی ہو گی کہ آپ کا potential تو 50 من ہے لیکن آپ 30 من کیوں لے رہے ہیں؛ آپ تو اپنا نقصان کر رہے ہیں۔ اگر صرف یہ کہہ دینا کہ اگر ایک سال کے بعد 2 من اس کی yield فی ایکڑ بڑھ گئی ہے تو اس پر آپ بہت چرچے کریں اور بہت خوش ہوں تو جناب چیئرمین! یہ خوشی والی بات قطعاً نہیں۔ میں تھوڑے سے نمبرز آپ کو پیش

کر دوں اور اس میں میرے نوجوان ساتھی خسرو بختیار صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں۔ انہوں نے بھی اگلے دن اری رائس کے بارے میں دوسرے صوبوں کے تقابلی جائزہ میں کیا تھا تو میں یہاں ایک چھوٹا سا چارٹ آپ کی اجازت سے پیش کرتا ہوں اور ایگریکلچر Statistics of Pakistan 1997-98 کے مطابق میں چاول کی بھی بات کر رہا ہوں۔ چاول کے ساتھ ساتھ باقی جو crops ہیں میں ان کی بھی بات کرتا جاؤں گا۔ چاول چونکہ فی ہیکٹر yield میں ہیں اور اگر یہ کلوگرام میں دیا ہوا ہے تو میں کلوگرام میں ہی بات کروں گا کہ پاکستان کی جو yield فی ہیکٹر paddy کی ہے۔ وہ 2805 کلو گرام ہے۔ Which is lower than the average per hector yield of the world which is 3827 KG جناب چیئرمین! چائنا 6331 کلوگرام، مصر 8567، کلوگرام، USA 6609 کلوگرام، جاپان 6416 کلوگرام، انڈیا 2915 کلوگرام اور جب میں پنجاب کی بات کروں گا تو پنجاب میں فی ہیکٹر 1382 yield of rice کلو گرام، Which is much lower per hector yield of rice of Sind فرنٹیر میں 1950 کلو گرام، بلوچستان میں 2735 کلو گرام اور جب میں باسمتی کی بات کروں گا تو surprisingly پنجاب کی باسمتی کی فی ہیکٹر yield 1273 کلوگرام ہے جو کہ باسمتی yield فرنٹیر کی 1853 ہے اور بلوچستان کی 1917 کلوگرام ہے۔ جب میں اری کی بات کروں گا تو پنجاب فی ہیکٹر 1793 کلوگرام، سندھ کی 2822 کلوگرام، فرنٹیر کی 2279 کلو گرام اور بلوچستان کی 3023 کلوگرام ہے۔ جناب چیئرمین! جب ہم باقی صوبوں کے ساتھ تقابلی جائزہ دیکھتے ہیں اور باقی ممالک سے دیکھتے ہیں تو ہمارا رائس کا کتنا فی ہیکٹر yield کم ہے اور یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہماری جو پالیسی ہے اس میں There is something wrong somewhere and where it is wrong? وہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ اس کو صحیح طریقے سے آگے لے جایا ہی نہیں جا رہا۔ میں تو یہ کہوں گا کہ deliberatley کیا جا رہا ہے کہ اس سیکٹر کو بالکل ہی ختم کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پاکستان کی یہ انتہائی بدقسمتی ہوگی۔ جب میں رائس کی بات کروں گا اور اس کے ساتھ جو related crops ہیں ان کی بھی ساتھ ہی ساتھ بات چلتی ہے کہ اس کے جو one of the causes ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ Apportionment of River Waters Accord 1991 اب میں سمجھتا ہوں کہ کس طریقے سے فیصلہ کیا گیا کیوں کیا گیا؟ اس کے پیچھے کیا مقصد تھا؟ میں سیاسی مسائل میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ اس معاہدہ کے مطابق پنجاب کو جو ایلوکیشن ہوئی ہے وہ 7.12 ایم اے ایف اور for every billion hector، سندھ فرنٹیر آف بلوچستان کا 21.10 respectively ایم اے ایف 18 ایم اے ایف اور 12.10

ایم اے ایف ہے۔ تو اس میں آپ دیکھیں کہ ہمارا جو کاشت شدہ رقبہ ہے۔ اس سے ہمارے صوبے کو بہت کم پانی دیا جا رہا ہے۔ جب پانی ہی نہیں ہو گا تو پھر یہ فصلیں کیسے ہوں گی؟ بڑی بد قسمتی کی بات ہے کہ ہم اپنا صحیح حصہ بھی نہیں لے سکے اور پھر سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ آبیانے کی شرح بھی ہمارے صوبے میں ہر سال بڑھتی جا رہی ہے۔ ایک تو ہمیں apportionment میں صحیح حصہ نہیں ملا اس کے بعد آبیانہ جو کہ ایک ٹیکس ہے۔ اس کے علاوہ باقی زرعی انکم ٹیکس کے متعلق میں آگے چل کر بات کرتا ہوں کہ بہت زیادہ ٹیکسز ہیں جو کہ اس غریب community پر ڈالے گئے ہیں۔ میں ان کو ظالمانہ کہوں گا کہ یہ ظالمانہ ٹیکسز ہیں جو کہ ایگریکلچر کمیونٹی پر ڈالے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ زراعت کو بہتر کرنے کے لیے بہت سارے factors ہیں۔ ان میں سے ایک فیکٹر ہے کہ terms of trade کیا ہیں؛ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ان کی طرف اگر کوئی توجہ دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہتر نتائج سامنے آ سکتے ہیں اور میں پھر ورلڈ بنک کی study کی رپورٹ کا چھوٹا سا پورشن پڑھنا چاہتا ہوں۔ جو کہ terms of trade کے سلسلہ میں آتا ہے،

> "A World Bank study has concluded that the policies of the Government have slowed down agricultural growth and agricultural production and its yields have become low because of the unfavourable terms of trade for agriculture sector".

جناب چیئرمین! اس کے بعد ایک پرائسنگ پالیسی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس پرائسنگ پالیسی کی طرف بھی صحیح توجہ نہیں دی گئی اگر اس پرائسنگ پالیسی کی طرف بھی صحیح توجہ دی جائے۔ اور جو inputs اور outputs ہیں ان کی قیمتوں کا صحیح تناسب رکھا جائے۔ جناب چیئرمین! ایک زمیندار یا کاشت کار زیادہ نہیں مانگتا وہ صرف یہ مانگتا ہے کہ جو اس کی inputs ہیں اس کو outputs کے prices بھی اسی کے حساب سے ملیں اور اس کو جائز منافع دے دیا جائے۔ لیکن یہاں پر جو pricing پالیسی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل نکمی ہیں اور It is not up to the mark. کہ بے چارہ کسان جو inputs پر اتنا زیادہ خرچ کرتا ہے، اتنا سرمایہ لگاتا ہے، اتنا قرضہ لیتا ہے۔ اس کا تناسب outputs کے ساتھ tally نہیں کرتا اس کو معمولی منافع بھی نہیں ملتا۔ اس لیے وہ روز

بروز پیچھے جا رہا ہے اور اس میں چند ایک criteria ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ جو میں criteria بتانے لگا ہوں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کی طرف توجہ دی جائے تو زراعت کی پیداوار میں بہت زیادہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ نمبر ایک ہے۔ cost of production نمبر دو risk sector جناب چیئرمین! آپ خود جانتے ہیں کہ یہ سارا کام risk پر ہی ہے کہ کسان ایک فصل بیج کر اور اس کے بعد پھر مہینوں انتظار میں ہوتے ہیں کہ یا اللہ ایسے موسمی حالات رہیں جو کہ ہمارے لیے بہتر ہوں اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ بھی ہونا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور رضا سے ہونا ہے لیکن risk sector کو کسی بھی پالیسی میں مدنظر نہیں رکھا گیا۔ change in input prices یہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور market prices ایک اور factor ہے جو determine کرنا چاہیے۔ ایک international market price situation ہے اس کو سامنے رکھنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے قابل احترام قائم مقام وزیر زراعت سے عرض کروں گا parity approach کو ذہن میں رکھنا چاہیے۔ inter crop parity اور inter crop price parity اس کو سامنے رکھنا چاہیے۔ input اور output price parity کو سامنے رکھنا چاہیے۔ parity between raw material and finished product prices کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اور parity between prices paid and prices received اس کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہیے۔ اور جب تک یہ جو realistic باتیں زراعت میں نہیں لائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی زراعت ترقی نہیں کر سکے گی کہ جب تک اسے dedication کے ساتھ نہیں attach کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج دو اڑھائی سال گزرنے کے باوجود ہمارے اس سب سے بڑے صوبے میں آج تک زراعت کا وزیر نہیں بنایا گیا ہے۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہ کتنی غیر ذمہ داری ہے کہ اتنا بڑا محکمہ اور ایسا محکمہ جو کہ صرف اس صوبے کی معیشت نہیں بلکہ پورے پاکستان کی معیشت میں حصہ دار ہے تو اس کے لیے کوئی وزیر نہیں۔ اور اتنا بڑا ہاؤس ہے 248 ممبران یہاں پر ہیں اور ان میں سے ماشاء اللہ بھاری مینڈیٹ والے اراکین اسمبلی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ ان میں بہت اچھے agriculturists ہیں' growers ہیں سمجھنے والے ہیں' پڑھے لکھے ہیں۔ قائد ایوان ان میں سے جس کو بھی مناسب سمجھیں کیونکہ یہ ان کا prerogative ہے۔ وہ ان کو ایک whole time job دے دیں ان کو وزیر بنا دیں تاکہ یہ جو neglected محکمہ ہے اس کی طرف توجہ دے سکیں۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں plant production کمیٹی کے بارے میں عرض کرنا چاہوں گا جو آج کل کی فصلات ہیں اور جس طریقے سے اب pesticides استعمال ہو رہی ہیں اور بیماریاں پھیل رہی ہیں ان کے تدارک کے لئے جو جدید سائنسی باتوں کو اپنانا پڑے گا اور اس میں programme of integrated pest management جو ایک نئی strategy ہے اس کو اپنانا پڑے گا۔ آج کل نئی کیمسٹری کے مطابق جو کیمیکلز استعمال ہو رہے ہیں، کیوں کہ بہت زیادہ دوائیں استعمال ہونے کی وجہ سے فصلات یا ہماری زمین immune ہو گئی ہے۔ اب اس کی کیمسٹری کو بدلا جا رہا ہے اور کئی ایک کمپنیوں نے اپنی کیمسٹری کو بدل دیا ہے لیکن وہ کیمسٹری اتنی مہنگی ہے کہ مثال کے طور پر اندازاً یہ کہتا ہوں کہ کپاس کے لیے کم از کم آپ اگر دس سپرے نہیں کریں گے تو آپ کو مطلوبہ نتائج نہیں مل سکیں گے۔ اور نئی کیمسٹری کے مطابق ایک سپرے پر آٹھ سو روپے سے لے کر ایک ہزار روپے تک خرچ کرنا پڑتا ہے۔ تو جہاں آپ صرف سپرے پر دس ہزار روپے خرچ کر بیٹھیں گے اور اس کے نتیجے میں آپ کی فصل اچھی نہیں ہوتی اور آپ کو اس کا return نہیں ملتا۔ جناب سپیکر! یہ جہاں ملک کی اکانومی میں نقصان ہو گا وہاں کاشت کار کا تو اپنا نقصان ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی سونے کا انڈہ دینے والی مرغی ہے جس کے اوپر اتنے ظلم کیے جا رہے ہیں کہ وہ خود مر رہی ہے اس نے سونے کا انڈہ کیا دینا ہے۔ تو وہی سونے کا انڈہ جو زراعت دے رہی ہے وہ آپ کی معیشت کو تھوڑا سا سہارا دیے ہوئے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی طرف بھی کافی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! provision of agricultural inputs آپ نے اس سال بھی دیکھا اور ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی پالیسیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کو inputs بروقت نہیں مل سکتیں۔ اب میں DAP کھاد کی مثال دیتا ہوں کہ جس وقت DAP کھاد کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس وقت نہیں ملتی اور جو چیز آپ وقت پر نہیں ڈالیں گے تو اس کے نتائج کیا ہوں گے وہ ایسے ہی ہے کہ آپ نے ڈالی ہی نہیں۔ اور جو سرمایہ آپ کے پاس تھا اس کو آپ نے ضائع کر دیا ہے اس کی آپ نے drain کر دی ہے۔ اور پھر اس میں adultrated کھادیں ہیں وہ بھی آپ کو black میں ملتی رہے۔ تو جہاں حکومت نے یہ بات تو کہی کہ وہ کوشش کر رہی ہے کہ adultration کو ختم کرے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایک تو agricultural inputs کو وقت پر مہیا کیا جائے اور وقت پر پالیسیاں بنائی جائیں اور ad hocism کی پالیسیوں کو ختم کر کے زراعت

کے لیے ایک فول پروف طریقہ establish کر دیا جائے تاکہ times to come ایسی پالیسی مرتب ہو جائے کہ زراعت پر پوری توجہ دی جا سکے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ریسرچ ورک میں صحیح توجہ نہیں دی جا رہی ہے۔ ریسرچ کے فنڈز تو رکھ دیے جاتے ہیں لیکن وہ فنڈز زیادہ تر تنخواہوں اور ایسی ہی دوسری سہولیات پر خرچ ہو جاتے ہیں اور سائنس دان high yields seed کی ورائٹی ریسرچ کی طرف اتنی توجہ نہیں دے رہے۔ ایک اور factor ہے کہ technology for increase in yields' جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ technology for increase in yields پر حکومت کا ایک صحیح emphasis ہونا چاہیے۔ اس وقت میں معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ جو extension ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا اس وقت کوئی کردار نہیں ہے۔ اس وقت جو بھی صوبے کے جس حصے میں بھی فصل ہو رہی ہے اس پر جتنی بھی محنت کر رہا ہے وہ کسان خود کر رہا ہے۔ اس میں محکمہ زراعت یا کسی اور محکمہ کا کوئی ساتھ نہیں۔ وہ خود اپنے علم' اپنے فیلڈ نالج پر انحصار کرنے میں پریکٹکل نالج' یا theoretical knowledge جس میں میں سمجھتا ہوں کہ بہت کم لوگ fall کرتے ہیں لیکن کاشت کار اپنی محنت خود کر رہا ہے۔ لیکن وہ بے چارہ کہاں تک محنت کر سکتا ہے اس کے لیے جو سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کو مہیا نہیں کیا جا رہا۔ جناب چیئرمین! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ عرض کیا تھا کہ سیڈز ایک بہت ہی pivotal role ادا کرتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو سیڈ بریڈرز ہیں وہ تو اس وقت ماشاء اللہ بہت روپیہ کما رہے ہیں۔ میں کاٹن کی مثال دیتا ہوں بلکہ صرف کاٹن ہی نہیں' رائس میں بھی اور باقی جو crops ہیں ان میں بھی کہا یہ جاتا ہے کہ ایک سیڈ کا نیا بیج پیدا کرنے کے لیے دس سے بارہ سال عرصے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن میں کاٹن کی مثال دوں کہ بہت ہی نئے نئے نام' کرشماتی نام سیڈز کو دے کر متعارف کروا دیا جاتا ہے۔ تاکہ سیڈز maturity سے پہلے جب دس بارہ سال کا عرصہ لگتا ہے تو وہ اس لیے ہوتا ہے کہ ہر سال وہ دیکھتے ہیں کہ اس بیج میں کون سا نقص پیدا ہوتا ہے' اس میں کون سی بیماری پیدا ہوتی ہے لیکن یہاں دو سال کے بعد ہی ایک attractive slogan دے کر' اس کو ایک اچھا سا نام دے کر بریڈرز یہ کہہ دیتے ہیں کہ فلاں جو بیج ہے اس سے پچاس من فی ایکڑ پیداوار حاصل ہوگی۔ تو جو بے چارہ کسان ہے وہ اس لالچ میں آ کر کہ ٹھیک ہے میں بے شک سیڈ کے لیے زیادہ پیسہ خرچ کر دوں تو مجھے اس کا شاید return اچھا آئے کیونکہ پچاس من فی ایکڑ ایک بڑی attractive yield ہے اور وہ کپاس کا جو بیج ہے وہ بیس ہزار سے

پچیس ہزار روپے من تک بکتا رہا ہے اور ان بریڈرز کے متعلق میں کہوں گا کہ in connivance with the government وہ کماتے رہے ہیں۔ اربوں روپے انھوں نے کمائے ہیں اور کسان بے چارے کو experience کے طور پر لیا ہوا ہے کہ وہ بے چارہ دو سال کے بعد جو ایک mature seed ہی نہیں ہے۔ وہ اتنا مہنگا خرید کے ڈالتا ہے اور جب اس کے نتائج آتے ہیں تو وہ صفر ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیڈ مافیا جو ہے اس کے اوپر بھی حکومت کو توجہ دینی چاہیے۔ اس کو ختم کریں۔

فرٹیلائزرز کا میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کو وقت پر مہیا کیا جانا نہایت ہی ضروری ہے۔ پھر support price ہے کہ کوئی ایک ایسی ایجنسی ضرور ہونی چاہیے جو کہ یہ ensure کرے کہ کاشت کار اور زمیندار کو اس کی out put کی صحیح پرائس مل رہی ہے یا کہ نہیں مل رہی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ قطعاً نہیں مل رہی۔ کہیں مڈل مین' آڑھتی کھا لیتا ہے۔ اس لیے کاشت کار آڑھتی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے' کیونکہ وہ تو ادھار لیے بیٹھا ہوتا ہے۔ اس کے اپنے sources اتنے نہیں ہوتے کہ وہ نئی فصل کاشت کر سکے۔ وہ ادھار پر کھاد بھی لے گا' بیج بھی لے گا' ادویات بھی لے گا اور پھر وہ آڑھتی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کہ جب اس کی فصل اترتی ہے تو وہ جتنی مرضی قیمت پر اس سے حاصل کر لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی ایجنسی ضرور ہونی چاہیے جو کہ ensure کرے کہ جو گورنمنٹ کی support price ہے وہ کم از کم اس کو صحیح مل سکے' تو وہ بھی نہیں مل رہی۔

جناب چیئرمین! میں اس میں ایک سائز آف فارمز کی بات کروں گا۔ تقریباً 41 % of the area جو ہے وہ subsistence farmers کے پاس ہے اور 24% areas medium farmers کے پاس ہیں جن کا 25 ایکڑ یا اس سے کم ہے۔ تو ان کی جو financial capacity ہے وہ بہت کم ہے اور میں اس سے پہلے عرض کر چکا ہوں' قرضہ جات کی جب میں نے بات کی ہے کہ کم از کم اگر ایگریکلچر کو بھی انڈسٹری کا درجہ دے دیا جائے اور وہی سہولتیں فراہم کر دی جائیں جو صنعت کاروں کو ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ایگریکلچر کو کافی boost مل سکتا ہے اور جو ہماری ایگریکلچر سے per acre yield ہے اور جو انکم ہے اس کو بڑھایا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! ایک سب سڈی پالیسی ہے اور میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر زراعت کو یہ عرض کروں گا کہ وہ ذرا توجہ سے یہ باتیں سنیں۔ گو کہ ان کا یہ مستقل محکمہ نہیں۔ لیکن اس وقت وہ اس معزز ایوان کے سامنے بیٹھے ہیں اور ایک بہت ہی ذمہ داری والی سیٹ پر بیٹھے ہیں۔ وہ ان باتوں کی طرف اگر توجہ دیں گے تو ہو سکتا ہے کہ ہمارے صوبے کی جو معیشت ہے یا زراعت ہے وہ ان کی توجہ

کی وجہ سے بہتر ہو جائے۔ تو ہماری سبسڈی پالیسی یہ ہے کہ سب سڈیز ختم کی جا رہی ہیں۔ آپ جتنے باقی ممالک ہیں ان کو دیکھ لیں۔ آپ یو ایس اے کو دیکھ لیں۔ آپ جاپان کو دیکھ لیں۔ باقی یورپین ممالک کو دیکھ لیں ان میں سبسڈیز گورنمنٹ مہیا کرتی ہے۔ وہ زراعت کو boost کرتی ہے اور کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہاں جو ایک خود زرعی ملک ہے اس سے وہ سب سڈیز withdraw کی جا رہی ہیں اور ختم کی جا رہی ہیں۔ ہمارے اسلیے ملک انڈیا میں بھی کافی اچھی سبسڈیز دی جا رہی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جیسے میں نے فلیٹ ریٹ کی بات کی ہے' اگر ہم انڈیا کی مثال لیں تو وہاں جہاں بجلی نہیں پہنچی انھوں نے free of cost موبائل جنریٹرز پہنچائے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہمارے کاشت کار کو ایسی سبسڈیز نہیں دی جائیں گی تب تک ہماری زراعت boost نہیں کر سکے گی۔

جناب چیئرمین! جہاں میں نے نیو ورائٹیز کی بات کی اور میں چاول پر بار بار stress اس لیے کر رہا ہوں کیونکہ گورنمنٹ نے اس میں بار بار یہ کہا ہے کہ رائس کے میدان میں یہ ماشاء اللہ بہت ترقی کر رہے ہیں۔ میں مثال دینا چاہوں گا کہ جو چائنیز سائنٹسٹ ہیں انھوں نے three line hybrid rice ایک high yielding variety ہے' وہ انھوں نے پیدا کی ہے۔ تو کیوں نہ ہم ان سے استفادہ حاصل کریں۔ ان کے پاس ایک single line hybrid rice بھی ہے۔ یہ بھی چائنیز نے ایک hybrid variety پیدا کی ہے اور یہ 9ٹن رائس فی ہیکٹر اس کی yield ہے۔ اگر حکومت اس کی طرف توجہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہم ہو گا۔

جناب چیئرمین! اب میں تھوڑا تھوڑا سا باقی crops کی صرف ایک per hector yield میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کی توجہ کے لیے اور معزز وزیر زراعت کی توجہ کے لیے بیان کرتا چلوں کہ پاکستان میں per hector yield of wheat 2,053 کلو گرام ہے۔ اگر ہم چائنہ کی دیکھیں تو 4,087 کلوگرام ہے۔ اگر ہم انڈیا کی دیکھیں تو 2,654 کلوگرام ہے۔ اسی طرح باقی ممالک کی ہے۔ مکئی پاکستان کی ہم دیکھیں تو وہ 1,440 کلوگرام ہے۔ ترکی کی 3,636 کلو گرام ہے۔ کینیڈا کی 6,870 کلو گرام ہے۔ اسی طریقے سے شوگر کین کی پیداوار اگر ہم دیکھیں تو پاکستان کی میں یہ 50,279 کلو گرام ہے اور اگر یو۔ ایس۔ اے کی پیداوار ہم دیکھیں تو وہ 76,210 کلو گرام ہے۔ اسی طریقے سے مصر ہے۔ ماریشس ہے۔ ان سب کی ہم سے زیادہ ہے۔ باقی اور ساری crops کی دی ہوئی ہیں لیکن میں یہ چاہوں گا کہ wheat کا تقابلی جائزہ میں اپنے پاکستان کے اندر دیگر صوبوں کے ساتھ کروں۔ یہ تین چار principal crops کی میں بات کروں گا کہ wheat پنجاب میں 327 کلو گرامز' سندھ میں 2374 کلو

گرامز، فرنٹیئر میں 1477 کلو گرامز، بلوچستان میں 2283 کلو گرامز۔ آپ اس میں دیکھیں گے کہ wheat میں بھی سندھ سے ہم کتنا پیچھے ہیں۔ اسی حساب سے رائس کی میں پہلے ہی دے چکا ہوں کہ رائس میں پنجاب بالکل bottom پر ہے۔ سندھ کی per hector yield بھی زیادہ ہے۔ فرنٹیئر کی بھی ہم سے زیادہ ہے اور بلوچستان کی بھی زیادہ ہے اور آپ حیران ہوں گے کہ رائس کی جو per hector yield ہے وہ پنجاب کی 1382 کلو گرامز ہے۔ جب کہ بلوچستان کی 2735 کلوگرامز ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے صوبے کی جو زرعی پالیسی ہے یہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ کتنی ناقص پالیسی ہے۔ اسی طریقے سے کاٹن کی پنجاب کی پیداوار 494 کلو گرامز ہے۔ سندھ کی 662 کلوگرامز اور بلوچستان کی پیداوار بھی 494 کلوگرامز ہے یعنی کہ سندھ کاٹن کی پیداوار ہم سے اونچا ہے اور ہم برابر کہاں جا کر ہوتے ہیں؟ وہ بلوچستان کے ساتھ۔ ان کی بھی 494 کلو گرامز ہے۔ اور ہماری بھی 494 کلو گرام per hector yield ہے۔

جناب چیئرمین! یہ تو ایک تقابلی جائزہ تھا جو میں نے per hector yield کا آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ تو میں اب اس بات کی طرف آؤں گا کہ زرعی ٹیکس میں پنجاب کی دوسرے صوبوں کے ساتھ جو disparity اور جو discremination رکھی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ظالمانہ ٹیکس تھا جو کہ اس معزز ایوان نے لگایا اور ابھی پرسوں آپ نے خود سنا کہ معزز اراکین اب خود ہی اس ٹیکس کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو withdraw کیا جائے۔ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ جو ٹیکس خود لگانے والے ہیں اب وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ انھوں نے ایک غلط ٹیکس پر ہاتھ کھڑے کر دیے تھے اور حکومت کے جو اعلیٰ پردھان لوگ تھے ان کے پریشر میں آ کر انھوں نے ایگریکلچرل انکم ٹیکس کا بل اس وقت پاس کر دیا تھا۔ لیکن بغیر ہوم ورک کے پیش کیا گیا تھا اور آج میں نے زراعت کے جو اعداد و شمار آپ کے سامنے پیش کیے ہیں یہ اس چیز کا منہ بولتا ثبوت ہے اور جن معزز اراکین اسمبلی نے تقاریر کی ہیں اس میں یہ مطالبہ کیا ہے کہ ایگریکلچرل انکم ٹیکس کو واپس لیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ انھوں نے ایک غلط فیصلہ کیا تھا۔

جناب چیئرمین! یہ بات نہیں We are also loyal to our country. میں سمجھتا ہوں کہ agriculturists سے زیادہ loyal اور ہو ہی کون سکتا ہے؟ لیکن فیصلے ایسے کیے جائیں جن کے اثرات کے دور رس نتائج نکلیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے سونے کے انڈے اور مرغی کی مثال دی ہے کہ جب آپ کی وہ مرغی ہی نہیں رہے گی، اس پر آپ اتنا burden ڈال دیں گے تو وہ بےچاری

crush ہو جائے گی تو آپ کو وہ سونے کا انڈہ کہاں سے دے گی۔ تو جناب چیئرمین! اس میں یہ عرض کروں گا کہ جو زرعی ٹیکس آئی۔ایم ۔ ایف کے نامناسب دباؤ پر حکومت نے بغیر ہوم ورک کے قبول کر لیا تھا اور اس میں with the other provinces جو disparity ہے اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے آئی۔ایم۔ایف نے کہا کہ پاکستان میں دو سو کروڑ روپیہ زرعی ٹیکس وصول کیا جائے اور انھوں نے جو بریک۔اپ دی وہ پنجاب میں 102.77 کروڑ ' سندھ میں 53.75 کروڑ ' سرحد میں 17.92 کروڑ اور بلوچستان میں 15.68 کروڑ۔ اور بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر پنجاب کا حصہ پہلے 125 کروڑ کر دیا گیا ' اور اس کے بعد 152 کروڑ تک اس کو بڑھا دیا گیا۔ اب میں آپ کی خدمت میں چند نکتے viz-a-viz جو باقی صوبوں کے ساتھ ہیں پیش کروں گا۔ ہمارے ہاں جو ٹیکس لگا وہ irrational تھا ' وہ unrealistic تھا بلکہ میں کہوں گا کہ unachievable بھی تھا ۔ پنجاب کا جو غریب کسان ہے' بےچارہ جو غریب کاشت کار ہے وہ اپنے گہنے بیچ کر اور اپنے جانور بیچ کر ٹیکس دیے جا رہا ہے صرف اس خوف سے کہ پولیس ان کو حوالات میں بند کرتی ہے اور اب وہ اپنی موت خود مر رہا ہے کیونکہ حکومت ٹیکسز زبردستی وصول کر رہی ہے اور اس کے پاس اب کھانے تک کا پیسہ نہیں بچا۔

جناب والا! اب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ صوبہ سندھ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے مالیے میں اضافہ کر دیں اور اس کے ذریعے وہ ٹیکس وصول کریں گے۔ لہٰذا انھوں نے جو ٹیکس وہاں رکھا وہ شوگرکین اور کاٹن پر 75 روپے فی ایکڑ رکھا ہوا ہے ۔ اور باقی crops پر چالیس روپے فی ایکڑ ہے ۔ رائس پر 30 روپے فی ایکڑ ہے۔ فرنٹیئر میں upto five acre فری رکھا ہے ' اس کے بعد باقی آبپاش رقبے پر سو روپے فی ایکڑ رکھا۔ جو اب کم کر کے 70 روپے کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! پنجاب نے 1997ء میں جو ایگریکلچرل انکم ٹیکس لاگو کیا میں اس کی شرح بیان کروں گا حالانکہ یہاں پر موجود میرے معزز دوست جانتے ہیں لیکن میں ان کو ایک reminder کے طور پر پڑھ کر سنا دیتا ہوں ۔ آبپاش ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان پر انھوں نے کوئی ٹیکس نہیں لگایا۔ ساڑھے بارہ ایکڑ سے پچیس ایکڑ آبپاش رقبے کے مالکان پر فی ایکڑ سو روپے ٹیکس۔ پچیس سے پچاس ایکڑ تک تین سو روپے ' ایک سو پچاس ایکڑ سے زائد آبپاش رقبے کے مالکان پر -/350 روپے ۔ اور بالغات پر پانچ سو روپے فی ایکڑ ایگریکلچرل انکم ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور پھر اس میں مزید آگے disparity رکھی گئی ہے اور اس میں reasons of categorization بھی نہیں رکھے گئے ' categorization of land بھی نہیں رکھے گئے ۔ آپ نہری علاقے اور بارانی علاقے کا مقابلہ کریں ایسے بارانی علاقے بھی موجود ہیں

مثلاً چولستان ہے ' ڈیرہ غازی خان ہے جہاں بارشیں بہت کم ہوتی ہیں اور They are just dependent on "Barish". لیکن ان کے لیے کوئی یہ bar نہیں رکھی گئی کہ اگر وہاں بارش نہیں ہوتی۔ ویسے تو انھوں نے ایریا کے مطابق وہ ٹیکس دینا ہے لیکن حکومت ان سے زبردستی وصول کیے جا رہی ہے چاہے وہاں بارش آئے یا نہ آئے۔ یہاں جو علاقے چکوال' تلہ گنگ ' راولپنڈی کے ہیں یہاں کوئی land categorization نہیں رکھی گئی۔ اب میں اگر ساؤتھ کی بات کروں تو وہاں نہری نظام بھی ہے وہ بارہ ماہ چلتا ہے ' ایک ششماہی نظام ہے جو صرف چھ مہینے کے لیے چلتا ہے لیکن اس کی categorization کوئی نہیں۔ تو جناب والا! اس میں ایسے flaws موجود ہیں کہ اگر گورنمنٹ اس پر review کرے تو یہ ایگریکلچر کے لیے ایک بہت بڑی boost ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ چند باتیں تھیں جو میں عرض کرنا چاہتا تھا۔ ویسے تو زراعت پر اگر دو' دو دن بھی رکھے جائیں تو اس پر بولا جا سکتا ہے ۔ مگر اس کٹ کا مقصد جو آپ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کی جو غلط پالیسیز ہیں ان کی طرف گورنمنٹ کی توجہ دلانا مطلوب ہوتا ہے تو میں آنریبل چیئرمین صاحب سے عرض کروں گا کہ میں نے جو تھوڑی سی باتیں کی ہیں اور جن کو میں نے elaborate کرنے کی کوشش کی ہے گو کہ بعد میں اور مواقع بھی آئیں گے اور اس وقت میں ان کو بتاؤں گا' اللہ کرے کہ کوئی فل ٹائم وزیر آ جائے جو اس پر فل ٹائم دے کیونکہ جناب چیئرمین! ان پر بہت سارے burden ہیں۔ بےچارے یہ کیا کریں ' ایک آدمی فنانس کو بھی سنبھال رہا ہے ' ایگریکلچر کو بھی سمبھال رہا ہے' اری گیشن کو بھی سنبھال رہا ہے ' ان کو سنبھالنے کے لیے اور بہت کچھ ہے۔ جب یہ دفتر میں ہوتے ہیں تو ان کو اتنے سارے محکمے سنبھالنے پڑتے ہیں اور جب دفتر سے باہر ہوتے ہیں تو ان کو سنبھالنے کے لیے اور بہت سے محکمے ہوتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ایک دفعہ پھر عرض کروں گا کہ گورنمنٹ ایک فل ٹائم وزیر زراعت ضرور تعینات کر دے تاکہ جو ignored صوبہ ہے وہ اس کی طرف مکمل توجہ دے سکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔۔۔ جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان (پی پی 40): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! جو کٹ موشن پیش ہے اور جو ڈسکس ہو رہی ہے وہ زراعت کی کٹ موشن ہے ۔ جناب والا! جو بھی میرا بھائی بجٹ پر یا کسی اور بات پر ڈسکشن شروع کرتا ہے وہ کسی نہ کسی طریقے سے زراعت کو ضرور touch کرتا ہے' کیونکہ

ہر آدمی اس کی اہمیت کو سمجھتا ہے ۔ جب سے ہم نے بچپن سے ہوش سنبھالی ہے ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ یہ زراعت جو ہے یہ اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے ۔ پہلے تو ہم سنتے تھے' کچھ عرصہ ہم کہتے رہے ہیں۔ اب میں نے اپنی بجٹ سپیچ میں بھی کہا تھا کہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو ہم سب دوستوں نے کہنا ہے' لیکن اس کی اہمیت تھی۔ اب کسی کے دل میں نہیں رہی۔ میں یہ کہوں گا کہ اب یہ صرف زبان کی ہڈی رہ گئی ہے' ریڑھ کی ہڈی نہیں رہی۔ کیونکہ اس شعبے کی جتنی اہمیت تھی' اس پر جس طریقے سے توجہ دی جانی چاہیے تھی وہ ہم نہیں دے سکے۔ جناب سپیکر ! یہاں سب دوست یہ کہتے ہیں کہ اس ملک کی تقریباً 70/75/80 فی صد آبادی کا تعلق زراعت سے ہے۔ جناب والا ! میں تو یہ کہوں گا کہ سو فی صد آبادی کا تعلق زراعت سے ہے۔ ایک آدمی فصل اگاتا ہے' وہ تو اس سے directly involve ہے۔ لیکن جو اس فصل سے فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ بھی اسی سے involve ہو گئے۔ اگر اس طریقے سے دیکھا جائے تو پھر سو فی صد لوگ زراعت کے پیشے سے منسلک ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں زراعت کے لیے تقریباً 2 ارب ' 38 کروڑ' 29 لاکھ' 76 ہزار روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس ہاؤس میں بلند بانگ دعوے کیے گئے تھے کہ زرعی ٹیکس سے جو رقم حاصل ہو گی وہ سب زراعت کے شعبے کی بہتری کے لیے خرچ کی جائے گی۔ لیکن یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! ہم اپنی زمین کو جتنا زیادہ protect کریں گے' بچائیں گے اتنا ہی اپنی پیداوار کو بڑھا سکیں گے۔ جتنی زیادہ زمین استعمال میں لائی جائے گی اسی حساب سے زراعت ترقی کرے گی ۔ اگر ہم فی ایکڑ پیداوار نہیں بڑھا سکتے تو پھر زیادہ رقبے پر فصلیں اگا کر زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر ! اس شعبے کا سب سے بڑا مسئلہ سیم و تھور' water logging کا ہے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک کے اعداد و شمار کے مطابق اس ملک کی تقریباً ⅓ زمین سیم زدہ ہو چکی ہے۔ یہ ایک قدرتی اصول ہے کہ جہاں آپ پانی دیں گے وہاں ڈرینج کا بندوبست بھی ضرور کیا جائے گا۔ جہاں واٹر سپلائی کریں گے وہاں اس کے نکاس کا بندوبست بھی ضرور کیا جائے گا۔ جناب سپیکر ! چونکہ وزیر آبپاشی و زراعت ہی وزیر خزانہ بھی ہیں اور انھوں نے وزیر قانون کو بھی مشورہ دینا ہوتا ہے ۔ اس وقت وہ وزیر قانون کے ساتھ محو گفتگو ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اپنی جو گزارشات کریں انھیں محترم وزیر صاحب سنیں۔ شاید ہماری کوئی اچھی بات ان کے ذہن میں بیٹھ جائے' گو کہ یہ مشکل ہے۔ جناب والا! میں نے یہ بات اس لیے کہی ہے کیونکہ وزیر آبپاشی کی توجہ کہیں اور ہے' میں ان کی

توجہ اپنی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ تو میں گزارش کر رہا تھا کہ جہاں بھی آپ واٹر سپلائی کریں گے وہاں اس کا ڈرینج سسٹم ضرور بنے گا۔ ہم نے نہری سسٹم تو بنا دیا' ہمارا نہری نظام اس دنیا میں سب سے بہترین ہے۔ لیکن یہ نظام اب روز بروز خراب ہوتا جا رہا ہے۔ اب اس کی وہ اہمیت یا حیثیت نہیں رہی جو پہلے ہوتی تھی۔ جناب سپیکر! ہم نے نہری نظام تو دے دیا لیکن یہ خیال نہیں کیا کہ جب ایک علاقے سے نہر جائے گی تو اس کی seepage سے کچھ زمین خراب بھی ہو گی۔ ہمیں اس کینال سسٹم کے ساتھ وافر پانی کے لیے ڈرینج کا انتظام کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ وافر پانی ' over flow ہونے والے پانی پر یا seepage پر قابو پایا جا سکے اور اس seepage سے جو رقبہ خراب ہوتا ہے اسے محفوظ رکھنے کے لیے کوئی سسٹم بنانا چاہیے۔ جناب سپیکر! یہ سسٹم انڈیا میں ہے' انھوں نے تمام انہار یا آبپاشی کے ذرائع کے ساتھ ڈرینج سسٹم دیا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں سیم نہیں ہے۔ ان کا کوئی رقبہ سیم سے خراب نہیں ہوا۔ جناب والا! کپاس کی فصل ہمارے ملک کے لیے سب سے بڑا زر مبادلہ کا ذریعہ ہے۔ کپاس کاشت کرنے کے بعد اگر اچانک بارش ہو جائے تو پھر ہمیں اسے دوبارہ کاشت کرنا پڑتا ہے۔ لیکن انڈیا پنجاب میں بارش کے پانی کے نکاس کے لیے بھی انھوں نے ڈرینج سسٹم بنایا ہوا ہے۔ میرے ایک دوست نے بتایا ہے کہ وہاں بارش کی وجہ سے کپاس خراب نہیں ہوتی۔ چونکہ ان کے ہاں ڈرینج سسٹم ہے اور جس وقت بارش ختم ہوتی ہے وہ اس سسٹم کے ذریعے پانی کھیتوں سے نکال دیتے ہیں۔ اس طرح ان کی کپاس بارش کی وجہ سے خراب نہیں ہوتی یا بارش کی وجہ سے کپاس انھیں دوبارہ کاشت نہیں کرنی پڑتی۔ کیونکہ اگر کپاس کے رقبے میں پانی وافر مقدار میں کھڑا رہے تو اس سے کپاس کی فصل خراب ہو جاتی ہے۔ اور اسے دوبارہ کاشت کرنا پڑتا ہے۔ اگر پانی آئے اور فوراً نکل جائے تو پھر اس سے فصل خراب نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ اس بارے میں غور کیا جائے۔ اگر اب تک ہم اس کام کو نہیں کر سکے تو آج کر لینا چاہیے۔ اس سے ہمارا لاکھوں ایکڑ رقبہ جو سیم زدہ ہو چکا ہے' اسے ہم دوبارہ کاشت کاری میں لا سکیں گے۔ جناب سپیکر! ہمارے ہاں جو سسٹم چل رہا ہے وہ کچھ اور ہے۔ ہم اس وقت ڈرینج کا سسٹم بناتے ہیں جب وہ زمین سیم زدہ ہو جاتی ہے۔ جب ہم رقبہ خراب کر بیٹھتے ہیں تو پھر سوچتے ہیں کہ اب ہم اس رقبے کو کیسے بچا سکتے ہیں؟ پھر ہم اس پر کروڑوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن وہ نتائج نہیں لے سکتے جو اس وقت چاہتے ہیں۔ جب ہمیں پتا ہے کہ ایک آدمی ہے اس نے بیمار ہونا ہے تو اس کے لیے پہلے ہی ہسپتال تعمیر ہوتا ہے اور ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں۔ جب ہم پانی مہیا کر رہے ہیں' نہر بنا رہے ہیں تو اس میں ڈرینج کا سسٹم بھی establish

کرنا چاہیے کیونکہ جو فالتو پانی ہے اس نے باہر جانا ہے تو ہم پہلے ہی اس کا بندوبست کر لیں۔ تو جو ہمارا رقبہ خراب ہوتا ہے ہم اسے بچا سکتے ہیں۔ بعد میں ہم ضرور اربوں روپے لگاتے ہیں لیکن وہ افادیت نہیں ہوتی جو اس سے لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے بھائی سعید احمد خان منیس نے comparison پیش کیا اور میرے معزز بھائی چودھری اقبال صاحب نے بھی کل اپنی winding up speech میں بہت بلند و بانگ دعوے کیے کہ ہم نے اتنی پیداوار بڑھا دی کہ اب ہم کافی چیزوں میں خود کفیل ہیں۔ جیسے انھوں نے گندم کا بھی ذکر کیا' انھوں نے کہا کہ پہلے ہم 40 لاکھ من در آمد کرتے تھے لیکن اب 10 لاکھ پر آ گئے ہیں۔ میری دعا ہے کہ ہم گندم کی اس درآمد سے بچ جائیں اور اربوں روپیہ جو اس سیکٹر پر خرچ کر رہے ہیں اور زرعی ملک کے ہوتے ہوئے اپنا قیمتی زرمبادلہ خرچ کر کے زرعی اجناس درآمد کر رہے ہیں یہ بچ جائے۔ جناب والا! مجھے یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ جس کسان نے ان کے کہنے کے مطابق 30 لاکھ من گندم کی درآمد سے ان کو بچایا اور میری اطلاع کے مطابق جب انھوں نے 40 لاکھ من گندم درآمد کی تھی تو اگر میں غلط نہیں تو اس پر شاید 43 ارب روپے خرچ ہوئے تھے۔ اگر اس کا موازنہ کیا جائے تو کسانوں نے 30 ارب روپیہ بچایا ہے لیکن یہ کتنے با انصاف ہیں کہ جس کسان نے ان کا 30 ارب کا زرمبادلہ بچایا ہے اس پر انھوں نے پونے دو ارب کا ٹیکس ضرور لگا دیا ہے۔ انھوں نے کسان کو اس بات کا یہ صلہ دیا ہے۔ میں ان کی اس بات کو appreciate کرتا ہوں کہ جو ان کے لیے بہتر کرے ان کو یہ صلہ کیا دیتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت پیشہ عناصر کو جتنا facilitate کریں گے یہ ملک خودکفیل ہوگا اور پورے ملک کی آبادی کی مالی پوزیشن بہتر ہو گی اور اس سے پورا ملک اور یہ صوبہ بھی خوش حال ہو گا۔ میں کبھی کبھی یہ بھی سوچتا ہوں کہ یہاں یہ بات کہی جاتی ہے کہ انڈسٹری میں اتنی employment ہے۔ گورنمنٹ بھی لوگوں کو employ کرتی ہے۔ میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا کام ملازمتیں دینا نہیں' بلکہ گورنمنٹ کا کام لوگوں کو بہتر پالیسی دے کر ان کے لیے بہتر سہولیات مہیا کرنا ہے۔ لیکن اگر آپ اس بات پر آ جائیں کہ اس ملک میں جتنے بھی ادارے ہیں ان میں سب سے زیادہ لوگ کہاں employed ہیں؟ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس میں سب سے زیادہ جو ادارہ employ کرتا ہے وہ زراعت ہے۔ جس میں اس ملک کی سب سے زیادہ آبادی directly and indirectly involved ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اس سے روزی لکھ دی ہے اور سب سے زیادہ لوگ یہاں سے

اپنا ذریعہ معاش حاصل کر رہے اور اپنا پیٹ پال رہے ہیں۔ آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جس طرح عام figures آتے ہیں کہ اس سے 70 فی صد لوگ involved ہیں تو اگر میں پورے ملک کی آبادی کا 70 فی صد بھی نہ کہوں اور 65 فی صد کہوں تو کل آبادی کا 65 فی صد اس سیکٹر سے involved ہے۔ تو آپ یہ دیکھ لیں کہ کون سا ادارہ ہے جس نے اس ملک کی سب سے زیادہ آبادی کو کھپایا ہوا ہے؟ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں اور آپ بھی زراعت سے منسلک ہیں یہاں پر میرے زمیندار بھائی بیٹھے ہیں۔ میں یہ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ اگر کسی آدمی کا ٹوٹل انحصار زراعت پر ہے اور اس کا کوئی side business نہیں اور پھر وہ مقروض بھی نہ ہو تو وہ بہت بڑا خوش قسمت ہوگا۔ اگر وہ مقروض نہیں ہے تو پھر ہر سال رقبہ بیچ کر گزر اوقات کرتا ہے یا زرعی بنک کا مقروض ہے یا کوآپریٹو سوسائٹیز کا مقروض ہے۔ جناب والا! میں بھی اسی پیشے سے منسلک ہوں اور میں نے دیکھا ہے کہ کوئی بھی زراعت پیشہ کسان یا زمیندار یہ نہیں چاہتا کہ میں نے جو قرضہ لیا ہے وہ سال کے بعد واپس نہ کروں۔ وہ چاہتا ہے اور اسے پتا ہے کہ اگر میں نہیں کروں گا تو اس پر سود در سود لگتا جائے گا اور میں پھنستا جاؤں گا۔ لیکن جب وہ سال کے بعد اپنے جائز اخراجات اور اپنی آمدنی کا موازنہ کرتا ہے تو اس کے پاس کچھ نہیں بچتا کہ وہ اپنا قرضہ اتارے۔ پھر وہ اور طریقے سوچتا ہے جس سے وہ اپنی گزر اوقات کرتا ہے اور اس طرح اس پر قرضے چڑھتے جاتے ہیں اور جب اسے جیل کی ہوا کھانی پڑتی ہے تو پھر وہ اپنا رقبہ سستے داموں بیچ کر قرضہ اتارتا ہے تب جیل سے باہر آتا ہے۔ جناب والا! یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ جو لوگ اربوں روپے کے قرضے لیتے ہیں ان کو تو کچھ نہیں کہا جاتا بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر negociate کیا جاتا ہے، بنکرز کے ساتھ ان کی میٹنگز کرائی جاتی ہیں کہ آپ یہ پیسے کس طرح دے سکتے ہیں؟ ان کے لیے کئی طریقے نکالے جاتے ہیں۔ ان کے قرضہ جات re-schedule ہوتے ہیں لیکن جو community اس ملک کی معیشت میں سب سے زیادہ contribute کر رہی ہے، ایک نائب تحصیل دار یا ایک پٹواری کے ذریعے اس کے کان سے پکڑ کر تحصیل کی حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے اور اس سے نہیں پوچھا جاتا کہ آپ نے یہ قرضہ کیوں نہیں واپس کیا؟ آپ کی کیا مجبوریاں تھیں؟ بلکہ اسے کان سے پکڑ کر حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے اور جب اس کے خاندان کے افراد پیچھے آتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے کہ پچاس فی صد آج جمع کرا دو باقی کی ضمانت دے دو اور اس کے بعد ہم اس بندے کو چھوڑیں گے۔ جناب والا! دراصل اس آدمی کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی، وہ آدمی بحیثیت ایک ادارے کے جو اس ملک کی معیشت میں contribute کر رہا ہے اس کو کوئی مد نظر نہیں رکھتا اور اس کے اس حصہ کو

کوئی نہیں دیکھتا کہ وہ اس ملک کی معیشت کے لیے کر کیا رہا ہے؟ صرف یہ کہ ایک کسان ہے یا ایک مزارع ہے یا ایک عام سا آدمی ہے اس کو پکڑنے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ کیونکہ اس کے پاس رہنے کے لیے کچے کوٹھے ہیں۔ سواری کے لیے کوئی ایسی گاڑی نہیں۔ لباس ان کا سادہ ہے اس کو پکڑنے کے لیے کسی کو رحم نہیں آتا۔ کیونکہ صنعت کار کے پاس اربوں روپے ہوتے ہیں اس کے پاس بہترین گاڑیاں بھی ہوتی ہیں' بہترین گھر بھی ہوتا ہے۔ اس کے گھر میں وہ داخل ہوتے بھی لرز جاتے ہیں اور اس پر ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتے ہیں کہ اس کی تو بہت بڑی اپروچ ہے۔اس کے تمام آفیسرز واقف ہیں۔ اس کے تو پیچھے بھاگنے والے بھی بہت ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ اکثریت کے ساتھ ان کا رویہ مختلف ہے۔ اگر ستر فیصد زراعت پیشہ عناصر سے پانچ فیصد کی حالت بہتر بھی ہے تو وہ بھی اس طریقے سے ہے کہ اگر اس نے دیکھا کہ اگر میں زراعت سے وابستہ رہا تو میں crush ہو جاؤں گا۔ اس نے زراعت کو بھی جاری رکھا اور ساتھ کوئی نہ کوئی بزنس بھی کر لیا جس کا آپ لوگوں کو پتا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے اس کی جو آمدنی بڑھتی ہے تو اس کی حالت بہتر ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ زراعت کی وجہ سے ہے۔ لیکن اصل میں یہ بات نہیں ہوتی۔ جناب سپیکر! اس بات پر ضرور غور کیا جائے۔ اگر اس ملک کو بچانا ہے اور اس ملک کی معیشت کو مضبوط بنانا ہے تو زراعت پیشہ عناصر سے بہتر سلوک کرنا ہوگا۔ بہتر طریقے سے ان کو سہولیات مہیا کرنی ہوں گی۔ میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ اگر اس طریقے سے جس دن سوچا گیا تو ان شاء اللہ اس ملک میں کوئی بھی زرعی اجناس امپورٹ نہیں کرنی پڑیں گی۔ اس سے پہلے میں بات کر رہا تھا کہ حکومت کے نمائندگان کہتے ہیں ہماری زراعت میں پیداوار بڑھ گئی ہے اور ہم نے اس میں بہت بڑی ترقی کی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات مانتا ہوں کہ آج سے چالیس پچاس سال پہلے ضرور جو فی ایکڑ پیداوار تھی اس میں کچھ بہتری آئی ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے کبھی یہ بھی بیٹھ کر سوچا ہے کہ ہماری جو زرعی پیداوار بڑھی ہے اور جس طریقے سے ہماری آبادی بڑھی ہے کبھی ہم نے اس کا بھی تقابلی جائزہ لیا ہے۔ ٹھیک ہے گندم کی فی ایکڑ پیداوار دس من سے بیس من کر لی ہے یا پندرہ من کر لی ہے۔ جناب سپیکر! جس طریقے سے ہماری پیداوار بڑھی ہے اور پھر ہماری آبادی بڑھی ہے کیا ہم نے اس کا کبھی تقابلی جائزہ لیا ہے۔ جناب سپیکر! اگر ہم اس کا تقابلی جائزہ لیں میں یقین سے کہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ اگر ہم اپنی پیداوار کو آبادی پر تقسیم کریں تو ہماری پیداوار کم ہوئی ہے۔ فی ایکڑ پیداوار میں لازماً کچھ اضافہ ہوا ہے لیکن ہمیں آبادی کے ساتھ بھی comparison کرنا چاہیے۔ جس طریقے سے ہماری آبادی کا تناسب

بڑھ رہا ہے اگر اس کے مطابق ہم نے زراعت میں ترقی نہ کی اور اسی تناسب سے فی ایکڑ پیداوار نہ بڑھی تو یہاں تو پھر قحط ہوگا اور اسی طرح سے بے روز گاری ہوگی اور اسی طرح سے لوگ خود کشیاں کریں گے۔اسی طرح سے لوگوں میں معاشی بد حالی ہوگی جس کی وجہ سے خود کشیوں میں اضافہ ہوگا اور اپنی زندگیوں کو ختم کریں گے جو کہ اتنی قیمتی چیز ہے اس کی بھی پروا نہیں کریں گے۔ اسی کی بنیاد پر ہمارے زرعی تحقیقی ادارے کے جو سربراہ ہیں ان سے بات کرنی چاہیے۔ ان کو بتانا چاہیے کہ ہماری ترقی ہماری آبادی پر پوری نہیں اتر رہی آپ اس بات پر ضرور سوچیں۔

جناب سپیکر! میرے بھائی سعید احمد خان منیس صاحب نے بات کی کہ یہ زرعی پیشہ عناصر جو ہیں ان کی زندگی کیا ہے؟ جناب سپیکر! ہم تمام دوست جتنے یہاں بیٹھے ہیں ایمان داری سے یہ سوچیں کہ کیا ان کی کوئی زندگی ہے؟ جس ماحول میں وہ سوتے ہیں جس ماحول میں وہ پلتے ہیں ہم نے ان کو دیا کیا ہے؟ ہم نے ہمیشہ ان سے وصول کیا ہے ان کی زندگی کو بہتر کرنے کے لیے ہم نے کبھی نہیں سوچا۔یہاں ایک مل کا مزدور بھی بہتر ماحول میں سوتا ہے' بہتر زندگی بسر کرتا ہے۔ چہ جائیکہ ہمارے جو کسان ہیں اور اس آبادی کا بیشتر حصہ ہیں وہ تو اسی کمرے میں سوتے ہیں جس میں اس کے جانور باندھے جاتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ سردیوں میں جنوری اور فروری کی رات دو بجے وہ اپنے فیلڈ میں ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ نہری پانی لگا رہے ہوتے ہیں۔جس وقت لوگ کمروں میں بیٹھ کر یا سو کر ہیٹر لگا کر رضائیوں میں بیٹھ کر بھی ان کو سردی لگ رہی ہوتی ہے وہ تو اس وقت بھی فیلڈ میں ہوتے ہیں اور ٹھنڈی ہوا لگ رہی ہوتی ہے لیکن وہ اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہاؤس کو اگر ان آرڈر کریں گے تو میں اپنی بات احسن طریقے سے کر سکوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس محنت کے باوجود جس ماحول میں وہ کام کرتے ہیں اور پھر جتنی محنت کرتے ہیں اس تمام تکالیف کے باوجود کیا اس ایوان کے ممبران یہ سمجھتے ہیں کہ جو ان کو ان کی محنت کا صلہ ملتا ہے وہ اس کو پورا ملتا ہے؟ یا جتنی اس کی آمدنی ہوتی ہے اس سے وہ بہتر زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم انہی دیہاتوں میں رہتے ہیں' دیہاتی آبادی کی اکثریت سے ووٹ لے کر اس ایوان کے ہم ممبر بنتے ہیں۔ ہمیں اس ماحول کا پتا ہے کہ وہ کس مپرسی کی سی حالت میں ہیں اور اس کا معیار زندگی زیرو ہے۔

جناب سپیکر! کل یہاں پر گنے کی بات ہوئی اور آپ ہمیشہ زراعت پیشہ عناصر کو جائز حقوق دلانے کے لیے آپ ان پر مہربانی فرماتے ہیں۔ آپ نے ہمیشہ ان کا صحیح حق ان کو دلوانے کے لیے ہر موقع پر صحیح حکم فرماتے ہیں۔ جناب سپیکر! ہمیں اس طرح کی پالیسی بنانی چاہیے کہ ہمیں اپنے کسان کو demand and supply کے متعلق سمجھانا چاہیے اور اس کو بتانا چاہیے کہ جو فصل آپ لگا رہے ہیں اس کی demand کتنی ہے۔ میرے بھائی سعید احمد خان منیس نے کہا کہ جو زراعت کا ایکسٹینشن کا محکمہ ہے اس کا کوئی رول نہیں۔ میں اس سے سو فی صد اتفاق کرتا ہوں۔ میں نے اپنے علاقہ میں کبھی نہیں دیکھا کہ جو فیلڈ اسسٹنٹ ہے' جناب سپیکر! ایک فیلڈ اسسٹنٹ کو جو simple matric ہے اس کو بھرتی کیا گیا ہے اور اس کو ہماری assistance پر لگا دیا گیا ہے کہ آپ ان کو مشورے دیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ پروفیشنل آدمی بھی نہیں ہے پتا نہیں ان کو کوئی فیلڈ اسسٹنٹ کا کورس کرواتے ہیں یا نہیں' ہمارے ہاں جو کورسوں کی حالت ہے کہ سرٹیفکیٹ یہاں بیچے بھی جاتے ہیں' جعلی بھی بنائے جاتے ہیں' سفارش پر بھی مل جاتے ہیں۔ جناب سپیکر انہی سرٹیفکیٹوں سے وہ پاس ہو کر آ جاتے ہیں اور ان کو ملازمت مل جاتی ہے اور پھر وہ ہمیں مشورے دیتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے کبھی اپنے علاقے میں فیلڈ اسسٹنٹ کو نہیں دیکھا کہ وہ آیا ہو اور کسی زمیندار کو اس نے بتایا ہو کہ اب یہ موسم ہے اور اس فصل کو کاشت کریں اور اس میں اتنی کھاد ڈالیں۔ جو بھی زراعت پیشہ کرتا ہے اپنا جو اس کا ٹوٹا پھوٹا علم ہے اور اپنا تجربہ ہے اسی کی بنیاد پر وہ اس ملک کی زراعت کو چلا رہا ہے۔ گورنمنٹ کی اس میں کوئی اتنی contribution نہیں جس سے اس کی افادیت بڑھنی تھی اس طریقے سے وہ نہیں بڑھ رہی۔ جناب سپیکر! ہمیں فیلڈ سٹاف کو زیادہ بہتر ٹریننگ دے کر اس بات پر عمل درآمد کروانا ہوگا کہ آپ فیلڈ میں جا کر زمین دار کو اسسٹ کریں اور ان کو بہتر مشورے دیں۔

جناب والا! میں ڈیمانڈ اور سپلائی پر بات کر رہا تھا۔ کسی زمیندار کو پتا نہیں ہوتا کہ کتنی فصل کاشت کرنی ہے اور یہی حالت گنے کے ساتھ ہوئی۔ جناب والا! اس مرتبہ grower کی اتنی بری حالت ہوئی کہ اس نے -/36 روپے من کی بجائے گنا -/18 روپے من فروخت کیا۔ کتنے ظلم کی بات ہے کہ 25 سے -/30 روپے تک تو اس کے اخراجات آ جاتے ہیں اور کسان نے ان اخراجات سے بھی 50% کم پر گنا فروخت کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کسانوں کو کسی نے نہیں بتایا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب سعید اکبر خان، ہمارے grower کو کسی نے نہیں بتایا کہ ٹوٹل ڈیمانڈ کتنی ہے اور جو رقبہ آپ کاشت کر رہے ہیں وہ بہت زیادہ ہے۔ آپ سے یہ گنا اتنا لیا نہیں جائے گا۔ پھر اس کا چیشر ہوا کہ اس کے ریٹس کم کیے گئے۔ اور اپنی مرضی کے ریٹس لگا کر کسان سے گنا لیا گیا۔ جس سے grower اور بھی تباہ ہو گیا۔ جناب والا! اس کے بعد ادائیگی کا مرحلہ آیا۔ تو اس کے لیے ایک نیا ہی طریقہ کار نکالا گیا۔ کہ جو CPR ملتے ہیں، گنا سپلائی کرنے کے بعد شوگر مل والے جو پرمٹ دیتے ہیں ان کی خرید و فروخت شروع ہوگئی۔ میرے پاس اگر دو چار 16 ہزار روپے کا تھا تو میں نے 10 ہزار روپے کا انھی مل مالکان کے ایجنٹس کو بیچا۔ جب میں نے 10 ہزار روپے کا بیچا تو مجھے 10 ہزار روپیہ مل گیا۔ جب میں نے 16 ہزار روپے کی ڈیمانڈ کی تو اس وقت مجھے 16 ہزار روپے نہیں دیے گئے۔ یہ کسان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ شوگر مل والوں نے ایک اور طریقہ نکالا چینی لے لیں۔ مارکیٹ میں اس کا ریٹ 15 سو روپے فی بیگ ہے تو انھوں نے ساڑھے 17 سو یا ساڑھے 16 سو لگا دیا۔ جب وہ چٹ لے کر گیٹ پر آیا تو ادھر ہی اس کا ایجنٹ تھا۔ اس نے ساڑھے 16 سو کی لی۔ پھر اس نے 14 سو کی خرید دے دی۔ پھر وہ چٹ مل مالکان کے دفتر میں پہنچ گئی اس کو تین چار سو روپے کا نقصان ہو گیا۔ لیکن اس بات پر بھی غور نہیں کیا جا رہا۔ ابھی تک کسانوں کے کروڑوں روپے بقایا ہیں۔ میرے بھائی حافظ اقبال خاکوانی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے ٹوٹل ادائیگیاں کر دی ہیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ مجھے ان سے کم از کم یہ توقع نہیں تھی۔ ان کا تعلق بھی اسی community سے ہے۔ بے شک وہ وزیر بن گئے ہیں۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: میں نے آپ کی تعریف کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی خاکوانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خوراک، جناب والا! اسمبلی کا ریکارڈ گواہ ہے کہ کل بھی میں نے گنے کے کاشت کاروں کو ادائیگی کے متعلق categorically یہ بات کی تھی۔ اس پر آپ نے ایک ہاؤس کمیٹی بنا دی ہے۔ وہ thrash out کرے گی۔ لیکن کل بھی میں نے کہا تھا کہ 40 ارب روپے میں سے 2 اڑھائی ارب روپے بقایا ہیں۔ لیکن ابھی میرے دوست فرما رہے ہیں کہ حافظ صاحب کو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ انھوں نے

کہا کہ ہم نے مکمل ادائیگی کر دی ہے۔ ان کو کہیں کہ یہ اپنے figures درست کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے فرمایا تھا کہ کچھ رقم رہتی ہے۔

وزیر خوراک، کچھ رقم رہتی ہے اس میں جو بھی دوست آتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ تو متاثرین ہیں۔ لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے کہا تھا کہ سو فی صد ہم نے ادائیگی کروا دی ہے اور یہ وزیر بن گئے ہیں اور ان کو زیب نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ آپ نے فرمایا تھا جناب سعید اکبر خان بھی موجود تھے اس کی تصحیح ریکارڈ میں ہے۔ آپ کی بات بجا ہے۔ انھوں نے صحیح نہیں فرمایا۔ جی سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے بات کرتے ہوئے آدھ گھنٹہ ہو گیا۔ مجھے پتا تھا کہ میں نے اگر کسی اور وزیر کا نام لیا تو کوئی کھڑا نہیں ہو گا سوائے حافظ اقبال خان خاکوانی کے۔ لیکن میں ایک بات کر دوں کہ انھوں نے پچھلے اجلاس میں کہا تھا کہ 15 جون تک total payments ہو جائیں گی۔ لیکن آج 22 جون ہے اور وہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ ابھی ادائیگیاں بقایا ہیں۔ جناب والا! ہم یہاں بیٹھ کر باتوں کی حد تک تو زراعت پیشہ افراد کو بڑی اہمیت دیتے ہیں لیکن اسی گورنمنٹ کے پچھلے tenure میں انھوں نے جو اس ملک کو تحفہ دیا وہ زرعی ٹیکس کے نام پر دیا۔ جناب والا! میں آج اس ہاؤس میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ زراعت پیشہ عناصر پر انھوں نے جو زرعی ٹیکس لگایا ہے یہ بالکل ناجائز ہے ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس پر انھوں نے جو طریق کار اپنایا ہے وہ بھی غیر انسانی اور غیر فطری ہے۔ انھوں نے کسی علاقے کے رقبے کو نہیں دیکھا کہ اس کی حیثیت، اہمیت اور اس کی پیداوار کیا ہے۔ انھوں نے ایک لاٹھی کے ساتھ اس کو چلایا ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں حکومت سے کہ یہ ظالمانہ اقدام واپس لے۔ جناب والا! انھوں نے تمام category کی زمین پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ میرا حلقہ انتخاب 98 فی صد بارانی علاقہ ہے۔ میں اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس ہاؤس میں بات کرتا ہوں کہ جو میں خود نزدیک سے دیکھ کر محسوس کرتا ہوں وہی حقیقت ہوتی ہے۔ جناب والا! پچھلے سال بارشیں بہت کم ہوئیں اور بارانی علاقوں کی فصلات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ لیکن اس حکومت کو اپنے اخراجات چلانے کے لیے کہ اگر زرعی ٹیکس کے پیسے وصول نہ ہوئے تو شاید یہ حکومت اپنے اخراجات نہیں چلا سکے گی، انھوں نے اتنا دباؤ ڈالا اور اتنے غلط انداز میں یہاں سے متعلقہ ڈپٹی کمشنرز کو ہدایات گئیں کہ اس مرتبہ اتنے بہیمانہ طریقے سے یہ زرعی ٹیکس وصول کیے گئے جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس مرتبہ لوگوں کی فصلات

نہیں ہوئی تھیں جو کچھ انھوں نے کاشت کاری پر خرچ کیا تھا ان کو وہ بھی حاصل نہیں ہوا انھوں نے اپنے رقبے بیچ کر یہ زرعی ٹیکس ادا کیے۔ اور لوگ اتنے پریشان تھے کہ میں پچھلے دنوں اپنے حلقے میں گیا تو میں ایمان داری سے محسوس کرتا ہوں کہ زراعت پیشہ، جو عناصر واقعی زراعت کے پیشے سے منسلک ہیں، ان کے چہرے پر مایوسی دیکھی۔ ان کے ذہن میں تھا کہ اب ہم زرعی بنک کے پیسے کیسے واپس کریں گے۔ اوپر سے ڈنڈے اور پولیس کے ساتھ وہ ان کے پاس آ گئے کہ آپ زرعی ٹیکس دیں۔ ان کے ذہن میں بھی یہ خیال نہیں تھا چونکہ ہماری فصل نہیں ہوئی تو ہم سے زرعی ٹیکس وصول کیا جائے گا۔ لیکن اتنے بھیانک انداز میں اس مرتبہ وصولیاں ہوئی ہیں جس کی مثال میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آئی کہ انھوں نے کیا کیا ہے۔ ایک تو انھوں نے زرعی ٹیکس کس طریقے سے وصول کیا ہے دوسرا جس طریقے سے انھوں نے اس مرتبہ گندم کی procurement کی ہے اس کے ظلم کی بھی مثال نہیں ملتی۔ میرے بھائی وزیر خوراک یہ فرما رہے تھے کہ ہم نے سمگلروں سے گندم لی۔ ہم نے فلاں سے لی۔ جناب والا! سمگلنگ کبھی بھی لوکل ایڈمنسٹریشن کی مرضی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے کئی ثبوت میرے پاس ہیں۔ کہ اگر لوکل ایڈمنسٹریشن نہ چاہے۔ تو کم از کم گندم کی سمگلنگ نہیں ہو سکتی۔ جو چیز جیب میں آ جائے اس کی تو سمگلنگ ہو سکتی ہے لیکن ٹرکوں اور ٹرالیوں میں لاد کر لے جانے والی چیز کی سمگلنگ لوکل ایڈمنسٹریشن کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! انھوں نے اس دفعہ پولیس کے ذریعے اتنے بُرے انداز میں گندم وصول کی۔ میں نے خود دیکھا کہ ایس ایچ اوز، تحصیل دار، مجسٹریٹ، ایس پی، اے سی، ڈی سی وغیرہ کی ہمارے ضلع میں ایک دو مہینے یلغار رہی ہے۔ جناب سپیکر! آپ کا ان غریب کاشت کاروں سے کس قسم کا رویہ ہے جس کو آپ کہتے ہیں کہ ہم ان کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں، ہمیں ان کی عزت کا خیال ہے، ہمیں ان کے وقار کا خیال ہے کیوں کہ وہ اس ملک کے لیے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ آپ کا ان کے ساتھ چوروں اور ڈکیتوں کی طرح کا رویہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہاں میرے بھائی وزیر خوراک نے کہا تھا کہ ہم ان کے ساتھ بڑے اچھے انداز سے پیش آ رہے ہیں۔ آپ اسی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں جو اس بات پر انکوائری کرے کہ انہوں نے کس ظالمانہ انداز سے گندم وصول کی ہے۔ جناب سپیکر! جس کے گھر کوئی 10 بوریاں پڑی تھیں وہ بھی انہوں نے لے لیں۔ انہوں نے ہمارے ضلع میں تو گندم کی موومنٹ پر مکمل طور پر پابندی لگا دی کیوں کہ ہمارا ضلع تین کیٹیگریز میں آتا ہے، دریائی، نہری اور

بارانی' ہمارے بارانی علاقے کے لوگ دریائی اور نہری علاقے سے گندم خرید کر اپنے کھانے کے لیے لاتے ہیں۔ اگر کوئی گندم کی بوری لے کر جا رہا تھا تو اس سے وہ چھین لی گئی اور محکمہ خوراک کے حوالے کر دی گئی۔ جناب سپیکر! میں جو بات کر رہا ہوں آپ اس ہاؤس کی کمیٹی بنا کر انکوائری کرائیں۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو جائے تو آپ جو سزا تجویز کریں گے میں اس کے لیے تیار ہوں' کیوں کہ آپ اور میں روزانہ فیلڈ میں رہتے ہیں اور ہم روز اس بات کو دیکھتے ہیں کہ اس فیلڈ میں لوکل ایڈمنسٹریشن کیا کر رہی ہے۔ اگر صحیح بات کو غلط کہا جائے تو وہ بہت افسوس ناک بات ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! اگر زراعت کے پیشے کو ترقی دینی ہے تو ہمیں زرعی تحقیق پر بھرپور توجہ دینی ہو گی۔ زرعی تحقیق کے لیے تھوڑا بہت بجٹ رکھا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کی percentage دیکھیں تو ان کے افسران اور عملے کی تنخواہ تقریباً 80 فی صد اور اس میں تحقیق کے لیے بالکل معمولی پیسہ ہے جس کی وجہ سے اس ملک یا اس صوبے میں زرعی تحقیق نہیں ہو رہی۔ جناب سپیکر! اگر ہم نے اس ملک کو معاشی بحرانوں سے بچانا ہے تو ہمیں زرعی تحقیق پر بھرپور توجہ دینی ہو گی۔ جس طریقے سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے اگر ہم نے اس کو بھوک اور افلاس سے بچانا ہے تو زرعی تحقیق پر ہمیں بھرپور توجہ دینی ہو گی اور زرعی تحقیق کر کے ہمیں فی ایکڑ پیداوار بمقابلہ آبادی لانی ہو گی' تب ہم اس ملک کو خوش حال بھی بنا سکتے ہیں اور آبادی کی اکثریت بھی خوش حال بنا سکتے ہیں۔ یہی ہماری گزارشات تھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے جو کٹ موشن دی ہے ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، (پی پی۔ 232) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔

جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم موضوع ہے اور خصوصاً ان حالات میں کہ جب پوری دنیا میں معاشی بحران ہیں اور پاکستان میں بھی معیشت کا بحران ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے۔ اور یہاں agricultural based community بستی ہے۔ جناب سپیکر! آپ عرب ممالک کو دیکھیں کہ وہ صرف زراعت کو ترقی دینے اور خود انحصاری حاصل کرنے کے لیے اپنے sand dunes پر کتنا خرچ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپ باہر کے ممالک کی مثال لیں جیسے یو ایس اے اس وقت دنیا پر حکمرانی کر رہا ہے اور اس نے بھی جب بنیادی ترقی کی تو اس نے پہلے

اپنی زراعت کو سنبھالا' زراعت کو ترقی دی' جس نے صنعت کو خام مال کی حیثیت سے سہارا دیا اور نتیجتاً اب وہ اس مقام پر پہنچا ہے کہ اسے زراعت پر مزید توجہ دینے کی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ وہ صنعت کے سیکٹر میں پورا عبور حاصل کر چکا ہے۔ تو جناب سپیکر! یہاں بھی صنعتی انقلاب آ سکتا ہے لیکن ہمیں اس کی بنیاد زراعت کو ہی بنانا ہوگا اور زراعت کی ترقی سے ہی صنعتی انقلاب آ سکتا ہے اور ہماری معیشت مستحکم ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! زراعت صرف پیشہ ہی نہیں' یہ ایک عبادت بھی ہے اور اگر آپ اس کو اسلامی نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو بیج ڈالنے سے لے کر ہر سطح پر یہ اپنا صدقہ ادا کرتی ہے۔ جب آپ زمین میں بیج ڈالتے ہیں تو اسے کیڑے مکوڑے کھاتے ہیں تو انسان کا صدقہ نکلتا ہے۔ جب فصل پک جاتی ہے چڑیاں کھاتی ہیں تو وہ بھی انسان کا صدقہ نکلتا ہے۔ میں یہ اس انداز میں کہہ رہا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث ہے کہ جب آپ صدقہ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلاؤں سے نجات عطا فرماتے ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ صرف معیشت کے بحران کا حل ہی نہیں' بلکہ اس میں آپ کی آنے والی زندگی کا بھی حل موجود ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ اگر آپ زراعت کے 20/25 سال کے اعداد و شمار دیکھیں تو پاکستان جو Agro based country ہے' یہاں زراعت کو ترقی دیے جانے کے مواقع موجود ہیں تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہاں law of diminishing return کے تحت ہماری پیداوار کم ہو رہی ہے۔ ہم جتنی انوسٹمنٹ کر رہے ہیں' ہمیں اتنا منافع حاصل نہیں ہو رہا۔ جناب سپیکر! آپ 1970ء کی per capita growth percentage of G N. P دیکھیں تو پاکستان کی 8.51 فی صد تھی جو کہ 25 سال بعد 1995ء میں 8 51 سے کم ہو کر 2.05 پر آ گئی ہے یہ ایک بہت بڑی تنبیہی صورت حال ہے۔ اس کے مقابلے میں اگر آپ ترکی کا موازنہ کریں تو 1970ء میں ان کی G N P per capita growth percentage 18.62- تھی جو کہ 1995ء میں 18.62- سے 6.18 پر آ چکی ہے۔ جناب سپیکر! پہلے میں نے G N. P. per capita growth percentage کا ذکر کیا اب صرف G. N. P. growth annual growth percentage کے حساب سے آپ دیکھیں تو ملائشیا نے 5.4 سے 9 10 تک ترقی کی ہے جب کہ پاکستان 11 82 سے کم ہو کر 4 90 پر آ چکا ہے۔ اسی طرح زرعی سیکٹر میں ہماری Gross Domestic Production کا بھی آپ موازنہ دیکھ لیں تو وہ بھی پچھلے 25 سال میں کم ہوئی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم 25 سال میں ٹیکنالوجی متعارف کرواتے' سائنس کی مدد

لیتے اور اس سیکٹر کو ترقی دیتے بلکہ ہم اس کو نیچے کی طرف لا رہے ہیں جو کہ بہت بڑی تشویش کی صورت حال ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح 1970ء میں برازیل میں agriculture value added annual percentage growth ایک فی صد تھی جو بڑھ کر 4.9 ہوئی ہے اور ہمارے ہاں 9.5 سے کم ہو کر 5.8 پر آ چکی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہمارے موجودہ بجٹ 99-1998ء میں direct taxes کی مد دی گئی ہے۔ اس میں بھی اگر آپ دیکھیں تو زیادہ contribution زراعت کی ہے اور اس سے direct taxes کی وصولی 3539.556 ملین روپے میں ہے۔ جبکہ direct taxes سے کل آمدن 4252.012 ملین روپے ہے۔ جناب سپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سیکٹر اتنی زیادہ contribution کر رہا ہے کہ اس پر مزید توجہ دینے سے direct taxes میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس سے ملک کی آمدن بھی بڑھ سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ADP کے متعلق میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ڈویلپمنٹ میں بھی 99-1998ء کے مقابلے میں 2000-1999ء میں یہ رقم کم کر دی گئی ہے جو کہ پہلے 1674.102 تھی' اب کم ہو کر 1417.160 رہ گئی ہے۔

جناب سپیکر! یہ حکومت شروع سے کہتی آئی ہے کہ ہم زراعت پیشہ لوگوں کو ترقی دیں گے۔ اس کو مزید promote کریں گے۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ان دعوؤں کے لحاظ سے انھوں نے اس سیکٹر کو صحیح promote نہیں کیا۔

جناب سپیکر! اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ مہنگائی کو جو چیز بڑھاتی ہے' وہ ہمارا انرجی سیکٹر ہے۔ ڈیزل اور پٹرول کا مہنگا کرنا ایک واضح ثبوت ہے کہ خود بخود ہر چیز مہنگی ہو جائے گی۔ آپ ٹریکٹر میں ڈیزل ڈالتے ہیں۔ جب اسے زراعت کے لیے استعمال کریں گے تو زراعت خود ہی مہنگی ہو جائے گی۔ میں مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انرجی ملک کے جس حصے میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ وہ حصہ خود بخود ہی مہنگا ہو گیا ہے۔ اس میں پھر الفاظ کی ہیر پھیر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بجٹ سے پہلے کر دیا گیا تھا تاکہ بجٹ میں اس کا نام نہ آ سکے۔

جناب سپیکر! اسی طرح down sizing سے جو بے روزگاری بڑھی ہے۔ میں اس کا حل بھی زراعت کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ یہ ملک زراعت پر انحصار کرتا ہے اور زرعی ملک میں زرعی انڈسٹری کو promote کیا جائے تو یہ بے روزگاری کا مسئلہ 80 سے 90 فی صد تک خود ہی حل ہو جائے گا۔ ہمارے پاس مواقع موجود ہیں اور اس کو promote کرنے سے ہمارا خام مال بڑھے گا اور

انڈسٹری میں بھی پیداوار بڑھے گی۔

جناب سپیکر! کل بھی میں نے عرض کیا تھا کہ فلیٹ ریٹ سے کسان پر ایک indirect tax لگا ہے۔ میں مزید عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان میں 27 فی صد رقبہ ٹیوب ویلوں کی کاشت پر انحصار کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چوتھائی سے زیادہ کسان اب indirect taxes کی زد میں آ چکے ہیں جو کہ فلیٹ ریٹ کے ختم ہونے سے ہوا ہے۔ یہ تو ایک ایسا ٹیکس ہے جو ایک آدمی پر ایک مالک پر ایک لاکھ روپے سے زیادہ فی سال پڑتا ہے۔ یہ کسان کے لیے بہت بڑا دھچکا ہے۔ انھوں نے پچھلے بجٹ میں جو تحفہ دیا تھا وہ زرعی ٹیکس کا تھا۔ میں چاہوں گا کہ جناب وزیر صاحب اپنی winding up speech میں ارشاد فرمائیں گے کہ زرعی ٹیکس لگنے سے پہلے کی رقم جو وصول کی جا رہی ہے۔ اس کو بند کیا جائے اور جو وصول کی جا چکی ہے۔ اس کو re-adjust کیا جائے۔ کیونکہ یہ کسان کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے کہ جب سے یہ قانون لاگو ہوا ہے۔ اس قانون کے مطابق یہ ٹیکس وصول نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں آگے عرض کروں گا کہ زراعت کی بنیاد بیج پر ہے' ویسے تو اس میں بہت سے عناصر منسلک ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر جب ہم بیج ڈالتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اس میں افادیت پیدا فرماتے ہیں اور اس سے آگے فصل چلتی ہے۔ یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کی ناقص پالیسی کی وجہ سے تقریباً 15 فی صد تصدیق شدہ بیج فراہم کیا جا رہا ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمیں جدید ٹیکنالوجی اور ایسے بیج متعارف کرانے چاہییں کہ کاٹن کے بیجوں میں pesticides کے خلاف resistance ہو اور ایسے بیج ہوں جو دنیا میں ترقی یافتہ ممالک میں متعارف ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ B.T. Cotton کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ امریکن سنڈی کے خلاف قوت مدافعت رکھتا ہے۔ اس پر 1997ء میں آسٹریلیا میں تجربہ کیا جا چکا ہے اور 75 ہزار ایکڑ پر یہ بیج کاشت کیا گیا اور سارا کھیت امریکن سنڈی سے محفوظ رہا۔

جناب سپیکر! میں پھر وہی کہوں گا کہ یہاں ایک بہت بڑا بیج مافیا ہے۔ انھوں نے اب اس بیج کے متعلق بھی تھوڑے بہت اعتراضات شروع کر دیے ہیں تاکہ ان کا بیج کا کاروبار متاثر نہ ہو۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سید کارپوریشن کی جو رجسٹرڈ فرمیں ہیں' یہ اب 100 سے بھی تجاویز کر چکی ہیں۔ یہ بالکل غیر معیاری ہیں اور ان کا کوئی سٹینڈرڈ نہیں' بلکہ میں ذاتی تجربہ عرض کرتا ہوں کہ ایک فرم نے مجھے سورج مکھی کا بیج فراہم کیا بلکہ پوری تحصیل لیاقت پور میں فراہم کیا۔ جب ہم نے sowing کر لی تو پیسے واپس کر دیے کہ یہ بیج up to the mark نہیں تھا اور اس کی germination نہیں ہوئی۔ ہم

معذرت چاہتے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت فصل کا وقت گزر چکا تھا۔ ہمارے پاس اس کے لیے کوئی option موجود نہیں تھا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسے مافیا کو، ایسی سوسائٹیز اور ایسے محکمے کو discourage کرنا چاہیے جو ملک دشمن عناصر کا کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گا کہ وہ purity and germination test پر بھی کوئی توجہ نہیں دیتے صرف سرٹیفکیٹ اوپر لگا دیتے ہیں، جب کہ ان کے رزلٹ بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ اس ناقص بیج کی وجہ سے گورنمنٹ سروے کے مطابق 5 فی صد سے لے کر 20 فی صد تک فصلوں کی پیداوار میں کمی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میرے بھائی قائد حزب اختلاف نے کہا میں بھی اسی طرح عرض کرنا چاہوں گا کہ زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دینا چاہیے یا انڈسٹری کی طرح ان کو benefit کرنا چاہیے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ اپنے خرچے پر بڑے بڑے فارم بنا کر وہاں sprinkle system متعارف کر دے تو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہو گا اور وہ یہ ہے کہ گنا جس کو moisture کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی طرح چاول اور گندم کو بھی بہت زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ sprinkle system کے ذریعے سعودی عرب میں ایک سو من سے زیادہ گندم فی ایکڑ لی جا رہی ہے، جب کہ ہمارے ہاں گندم کی اوسط پیداوار 22.5 یا 23 من فی ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا تھا کہ جب sprinkle system متعارف کریں گے تو پھر اقساط پر وصولی ہو گی تو کاشت کار beneficial ہو کر آسان قسطوں میں یہ پیسے آسانی سے واپس کر سکے گا۔ اسی طرح یہ foliole application کی باتیں کرتے ہیں کہ fertilizer foliole application سے ہو تو وہ بھی sprinkles system کے متعارف کرنے سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ اس سے فارم پر بجلی کی بچت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ sprinkle system کے ذریعے آپ ایک دن میں ایک سو ایکڑ تک کو بھی پانی لگا سکتے ہیں۔ جب کہ ٹیوب ویل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ ایکڑ ایک دن میں irrigate کر سکتے ہیں۔ اس سے انرجی کی بھی بچت ہو سکتی ہے، کھاد کی بھی بچت ہو سکتی ہے، وقت کی بھی بچت ہو سکتی ہے اور پیداوار میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح گنے کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ کل ہی آپ نے اس ہاؤس میں ایک بے چینی دیکھی۔ یہ کیا تھا؟ جناب سپیکر! یہ ایک رد عمل تھا۔ یہاں قانون سازی ہوئی، یہاں کھوکھلے دعوے کیے گئے، یہاں وعدے کیے گئے۔ لیکن چونکہ وہ پورے نہیں ہو سکے یا نہیں کیے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ کی نااہلی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے

ایک کمیٹی تشکیل دی کہ قانون کے ہوتے ہوئے بھی کمیٹی کی ضرورت پڑی۔

جناب سپیکر! میں پھر کہوں گا کہ یہ ایک بہت بڑا مافیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس نے اس پورے محکمے کو کنٹرول میں رکھا ہوا ہے کہ قانون سازی کے باوجود' اسمبلی میں تحاریک کے باوجود اور اسمبلی کی یاددہانی کے باوجود وہ کاشت کار کا پیسہ بروقت ادا نہیں کرتے۔ میں مزید کہتا ہوں کہ پاکستان میں اس وقت گنا 467 من فی ایکڑ پیدا ہو رہا ہے۔ اگر sprinkle system متعارف کرا دیا جائے تو ہمارے پاس ایسے کاشت کار بھی ہیں جو دوہزار من گنا فی ایکڑ پاکستان میں ان حالات میں لے رہے ہیں۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس شعبے میں بھی کاشت کار دو ہزار من تک کی پیداوار حاصل کر سکتا ہے۔ جب کہ USA میں 772 کی اوسط لی جا رہی ہے۔ آگے یہ ایک طفیلی کیڑے کی بات کرتے ہیں اور ترائی کو کارڈ سسٹم کے ایک کارڈ میں دو ہزار انڈے سفور کیے جاتے ہیں اور یہ چار سے پانچ کارڈ فی ایکڑ نصب کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اور دو ایکڑ میں صرف آٹھ کارڈ کا بتایا گیا ہے۔ چھ سے سات مرتبہ repetition سے کماد کی فصل کو سپرے کی ضرورت نہیں پڑتی اور اس سے آلودگی بھی پیدا نہیں ہوتی' کیمیکلز کا استعمال بھی گنے میں نہیں ہوتا اور اس ذریعے سے کماد کی اوسط پیداوار بڑھ سکتی ہے اور یہ کارڈ 7 سے 10 ڈگری سنٹی گریڈ تک بھی سفور کیے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہاں میں پھر کہوں گا کہ یہ سسٹم بھی اسی مافیا کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ یہ شوگر ملز والے جن من پسند زمین داروں کو چاہیں' یا انہیں بلیک میلنگ کریں کہ ہم آپ کو کارڈ دے رہے ہیں اور آپ نے گنا ہمیں دینا ہے۔ یہ سہولت بھی صرف من پسند زمین داروں کے لیے ہے جو کہ شوگر ملز ایسوسی ایشن اپنی طرف سے انھیں مہیا کر رہی ہے۔ گورنمنٹ کو چاہیے تھا کہ پورے پنجاب میں ایسے سسٹم پیدا کیے جاتے تاکہ ہمارے غریب کاشت کار بھی اس سے مستفید ہو سکتے۔ جب یہ کارڈ شوگر ملز ایسوسی ایشن سپلائی کرتی ہے۔ مختلف شوگر ملز سپلائی کرتی ہیں تو اس سے بلیک میلنگ بڑھ جاتی ہے۔ وہ کم تولتے ہیں' کم ریٹس دیتے ہیں' دیر سے پیسے دیتے ہیں اور جس طرح چاہیں کنٹرول کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کو اس میں ضرور مداخلت کرنی چاہیے کیوں کہ ہمارے پاکستان میں گنے کی پیداوار 98-1997ء میں 53 ملین ٹن ہوئی ہے اور 35 لاکھ ٹن چینی پیدا کی گئی ہے۔ جب کہ ہماری ضروریات 28 لاکھ ٹن ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی latest technology ہمارے پاس آئی ہی نہیں۔ ہماری پیداوار ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ اس پیداوار کو زرمبادلہ کمانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ بڑھتی ہوئی آبادی کا رجحان ہے تو ہم نے فی ایکڑ yield کو بڑھانا ہے اور گنے کی ریکوری کو بڑھانا

ہے تاکہ اس میں سے چینی زیادہ نکلے۔ جناب سپیکر! ایک اور وجہ بھی ہے کہ یہاں صحیح کھادوں کا استعمال بھی عمل میں نہیں لایا جا رہا۔ صرف کھاد سپلائی کی جاتی ہے۔ اس کا صحیح طریق کار یا اس کی مقدار کے لیے ابھی ہمارے کاشت کاروں کو know how ہے ہی نہیں۔ میں صرف تین مثالیں پیش کرنا چاہوں گا کہ نائٹروجن فاسفورس اور پوٹاش جن کا گنے کی فصل میں ایک اہم کردار ہے، چین اور ہالینڈ میں 407 اور 206 کلوگرام فی ہیکٹر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جب کہ پاکستان میں صرف 78 کلوگرام فی ہیکٹر استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح پوٹاش کی مد میں دیکھیں تو جاپان اور کوریا میں پوٹاش 109 اور 128 کلوگرام فی ہیکٹر استعمال ہوتی ہے۔ جب کہ پاکستان میں پوٹاش صرف 1 کلوگرام فی ہیکٹر استعمال ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! فاسفورس کی مد میں بھی جاپان اور کوریا 159 اور 108 کلوگرام فی ہیکٹر استعمال کر رہے ہیں۔ جب کہ پاکستان میں صرف 19 کلوگرام فی ہیکٹر استعمال کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا اسلامی نقطہ نگاہ سے پھر عرض کرنا چاہوں گا کہ کم ناپنا یا کم تولنا جو کہ شوگر ملز نے ایک وتیرہ اپنا لیا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی responsibility ہے کہ اس کو چیک کرے ورنہ عذاب الٰہی سے ہم سب نہیں بچ سکیں گے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف صحابی رسول ہیں۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پڑھ کر سنایا کہ جب کم ناپنا اور کم تولنا اختیار کریں گے تو قحط سالی، سختیوں اور بادشاہوں کے زور وظلم میں گرفتار ہوں گے۔ اسی طرح انہوں نے فرمایا کہ جب کاشت کار اور صنعت کار اموال کی زکوٰۃ روکیں گے تو آسمان سے بارش روک لی جائے گی اور بارش صرف جانوروں کے لیے برسے گی کیوں کہ وہ جان دار ہیں۔ جناب سپیکر! یہی فرمان آپ حال ہی میں دیکھیں۔ انڈیا پر ایک بہت بڑا طوفان آیا اور وہاں طاعون کی بیماری پھیلی۔ اس کے متعلق بھی چودہ سو سال پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا تھا۔ جب کسی قوم میں فحاشی غلبہ پکڑتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں ظاہر ہوں گی جو کہ ان کے اسلاف میں نہ پڑی ہوں گی۔ جناب سپیکر! ہم مسلمان ہیں، ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ گورنمنٹ اور بااختیار شوگر ملز ایسوسی ایشن کے حصے داروں کو چاہیے کہ کم از کم ایسی چیزیں جلد دور کریں تاکہ ہم عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔ جناب سپیکر! دنیا میں موجودہ آبادی پانچ ارب افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن ہر سال 8.5 کروڑ افراد اس ریشو سے بڑھ رہے ہیں۔ تو اس ریشو کی مناسبت سے 2050ء میں دنیا کی آبادی تقریباً دس ارب ہو جائے گی اور اس بڑھتی ہوئی آبادی میں ایندھن، خوراک، لباس اور اسی طرح کی ضروریات بڑھیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں زمین محدود ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی زمین میں ہی پوری انسانیت کو feed کرنا ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے کا نام۔ رزق اللہ تعالیٰ

ہی نے دینا ہے۔ لیکن اگر ہم کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی عنایت فرمائیں گے۔ لیکن اگر ہم توجہ نہیں دیں گے تو فی ایکڑ yield کم ہوتی جائے گی۔ ہمارے وسائل کم ہوتے جائیں گے اور ہم مزید ایک vicious circle میں گرفتار ہو جائیں گے۔ کیوں کہ زمین محدود ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ کو فی ایکڑ yield بڑھانے کے لیے پوری توجہ دینی چاہیے۔ میں ایک دو مثالیں عرض کرنا چاہوں گا۔ ترشاوا پھل جو کہ پاکستان کا اہم پھل ہے۔ پاکستان میں اس کی پیداوار 40 فی صد ہے اور یہ ایک لاکھ 85 ہزار ایکڑ کے باغات پر مشتمل ہے اور 1.8 ملین ٹن پھل پیدا ہو رہا ہے۔ جس میں پنجاب کی 95 فی صد contribution ہے اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ 76-1975ء میں 116 من فی ایکڑ حاصل کیا جاتا رہا ہے۔ جب کہ اب 24,25 سال بعد اس کی اوسط پیداوار 116 من سے کم ہو کر 100 من تک ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! پودوں کو مختلف بیماریاں لگ چکی ہیں۔ پودے اہمیت کھو چکے ہیں اور ان کی فی ایکڑ yield کم ہوتی جا رہی ہے۔ جس طرح آم ایکسپورٹ ہوتا ہے اسی طرح ترشاوا بھی ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ اس پر بھی گورنمنٹ نے کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ جناب سپیکر! پچھلے ایک دو سالوں سے اب پورا ملتان ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کے اکثر علاقوں میں آموں کی پروڈکشن بہت کم ہو چکی ہے۔ آموں کا پھل اب چھوٹا ہونا شروع ہو گیا ہے۔ لیکن گورنمنٹ نے اس بجٹ میں اتنے بڑے سیکٹر پر کوئی توجہ نہیں کی اور نہ ہی اس کے تدارک کا کوئی اعلان کیا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہم سیڈ آئل باہر سے امپورٹ کرنے کے لیے 31 ارب روپے فارن ایکسچینج خرچ کرتے ہیں۔ جب کہ آم کی گٹھلی میں 8 سے 9 فی صد تیل حاصل کیا جا سکتا ہے اور ہم یہاں ضائع کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اس پر تحقیق ہی نہیں ہو رہی۔ آم کی گٹھلی میں سے بھی تیل حاصل کرنے سے ہمارے مزید فارن ایکسچینج میں بچت ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے کاشت کاروں کا اہم کردار پھل، سبزیاں اور پھولوں کی ایکسپورٹ میں ہے۔ لیکن گورنمنٹ اس میں بھی ان کو کوئی benefits یا know how مہیا نہیں کر رہی۔ یہاں میں صرف صنعت گل بانی پر مختصر عرض کروں گا کہ یہ پھولوں کی صنعت ہے اور اس میں ہالینڈ 1995ء میں 22 کروڑ ڈالر فارن ایکسچینج کما چکا ہے۔ حالانکہ ہالینڈ کی زمین پاکستان کی کاشتہ زمین سے بہت تھوڑی ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت بھی گلاب، ٹیوب روز اور موتیا وغیرہ سنٹرل ایشیاء اور یورپ میں ایکسپورٹ ہو رہے ہیں۔ لیکن اس چیز کو پروموٹ کرنے کی گورنمنٹ کی responsibility ہے کہ چھوٹے چھوٹے سیکٹرز جب بڑی فصلیں law of diminishing دے رہے ہوں تو دوسری طرف منصوبہ بندی کے تحت balanced منصوبے دے کر مختلف introductions کرا کر فارن ایکسچینج بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان کی برآمدات میں جو major contribution ہے وہ cotton products کے ایکسپورٹ کرنے سے ہے۔ جو کہ 60% ہے۔ میں یہاں پر عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ اعزاز فیصل آباد کو جاتا ہے کہ 1914ء میں ایف 4 کے نام سے پہلی ایڈوانس ورائٹی لائل پور میں ہی ایجاد ہوئی۔ اور اب میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان میں 1997ء میں 72 لاکھ 45 ہزار ایکڑ کاشت کیے گئے اور 1998ء میں 74 لاکھ 66 ہزار 5 سو ایکڑ کاشت کیے گئے لیکن پنجاب میں کپاس کی cultivation کا تناسب کم رہا ہے۔ یہ تناسب سندھ میں بڑھا ہے۔ پنجاب میں کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب میں فصل منافع بخش نہیں رہی۔ کیونکہ پنجاب نے بہت سارے ایسے اقدامات کیے ہیں جس سے کاشت کاروں پر دباؤ بڑھ گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ دس ہزار ایکڑ کی کمی 1997ء سے 1998ء میں پنجاب میں کاشت کے رقبہ میں آئی۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تمام بڑے cotton growing ملکوں میں زرعی ادویات خود بنائی جاتی ہیں وہ اپنے ملک میں زرعی ادویات بناتے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں جتنی زرعی ادویات ہیں وہ باہر سے امپورٹ کی جاتی ہیں اور اس پر اتنا بھاری زرمبادلہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں چاہتا تھا کہ حکومت اگر صحیح analysis کرتی تو کپاس جو 60% زرمبادلہ دے رہی ہے' اس کو چاہیے تھا کہ کم از کم ایسے پروجیکٹس کا اعلان کرتی کہ اب زرعی ادویات یہاں بنیں گی۔ کم از کم پانچ کارخانے بھی یہاں لگیں تو وہ بھی کم پڑتے ہیں جو زرعی ادویات introduce کرتے۔ اور یہاں ان کی ذمہ داری ہوتی۔ اور ملٹی نیشنل کمپنیاں ہمارے کاشت کاروں کو بلیک نہ کرتیں۔ یہ کمپنیاں محکموں کے بیوروکریٹس سے مل کر اپنی من پسند قیمتوں پر deal کرتی ہیں اور کسان بے چارہ پھر indirect ٹیکسوں میں رگڑا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ سارا بوجھ جو اوپر کی deal کا ہوتا ہے وہ ultimately کسان پر آتا ہے۔ جناب سپیکر! ہماری بدنظمیوں کی وجہ سے ہماری کپاس جو نقد آور فصل ہے اس میں بھی مزید کمی آئی ہے۔ جو کہ پہلے 20 من تھی اب قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1997-98ء میں یہ 15 من پر آچکی ہے۔ اور اس کا موازنہ اگر آسٹریلیا' شام اور ترکی سے کریں تو وہاں 47,42,35 من فی ایکڑ ہے۔ جناب سپیکر! کپاس کے بیج کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کرتا چلوں کہ ہم اس میں سے 8 سے 10 فی صد edible oil حاصل کر رہے ہیں لیکن یہ تیل ہمارے جو پرانے expellers ہیں ان کے ذریعے حاصل کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس solvent extract plants بھی ہیں لیکن ان کو صحیح استعمال نہیں کیا جا رہا ہے۔ اگر ہم یہی بیج solvent extract

plant کے ذریعے crush کریں تو ہمیں جو 8 سے 10 فی صد تیل حاصل ہو رہا ہے یہی تیل 15 سے 17 فی صد تک حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! مزید میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس تیل کی بڑھوتری کی وجہ سے ہمارے ملک کو 117.6 ملین ڈالر زر مبادلہ کی بچت ہو سکتی ہے۔ جناب سپیکر! پھر میں یہی کہنا چاہوں گا کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں quote کر کے سارے کسانوں پر احسان کرنا چاہتے ہیں حالانکہ کسانوں کو اس کا کوئی علم ہی نہیں۔ اسی طرح حکومت نے کپاس کے کیڑوں کے تدارک کے لیے جو باتیں کی ہیں۔ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے 99 فی صد کسانوں کو اس کا پتہ ہی نہیں۔ یہ صرف یہاں بجٹ میں اور اپنی پالیسیوں میں اعلان کرنے کے لیے بتایا جاتا ہے۔ جبکہ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ On the part of the Government under exploitation of agriculture resources ہے کہ انہوں نے اس کی صحیح exploitation کی ہی نہیں کہ ہمارا کسان اس سے صحیح استفادہ کر سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں حکومت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت نے زراعت میں کوئی جدید پالیسی متعارف کروائی ہے؟ نہیں' جناب سپیکر! کیا اس بجٹ میں کوئی متوازن منصوبے یا اس قسم کی پالیسی دی گئی؟ نہیں' جناب سپیکر! کیا کوئی نئے لیبر انسٹی ٹیوٹ کا اعلان کیا گیا' جبکہ بے روزگاری ہے اور ہمارے پاس skilled labour کی شدید کمی ہے؟ نہیں جناب سپیکر! اسی طرح بجائے اس کے کہ solar energy یا hydal power پر کوئی توجہ دیتے تاکہ زراعت اور انڈسٹری میں انقلاب آتا یہاں power plants کو criticise کیا گیا energy producing units پر criticise کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس طرح ہم ایک دن فصل کاشت کرتے ہیں دوسرے دن بارش آ جاتی ہے۔ سمندر میں ایک cyclone آیا ہے اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلا۔ ہمارے forecasting units کا یہ حال ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر علاقہ میں اپنا forecasting unit ہو تاکہ فصل بروقت کاشت کی جا سکے۔ اور سپرے بھی بروقت کیے جا سکیں۔ اس وقت ہمارے لاکھوں کروڑوں روپے ضائع ہو جاتے ہیں جب ہم سپرے کرتے ہیں اور دوسرے دن بارش اس کو دھو دیتی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح established مارکیٹ کا قیام اشد ضروری تھا۔ ہم یہاں چیز پیدا تو کر لیتے ہیں لیکن زیادہ پیداوار کی صورت میں وہ کم قیمت پر فروخت ہو کر یہاں ہی استعمال ہو جاتی ہے' یا اگر زیادہ ٹرک منڈی چلے جائیں تو کھڑے کھڑے مال خراب ہو جاتا ہے اور وہ پھینکنا ہی پڑتا ہے' کیونکہ وہ polluted ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں کہنا چاہوں گا کہ کاشت کار کو اپنی پیداوار کی کوئی سکیورٹی ہی نہیں' ان کی کوئی انشورنس ہی نہیں اگر وہ زیادہ پیدا کرے تو ریٹ کم لے گا اور اگر پیداوار کم ہو تو خوش

قسمتی سے صرف چند کاشت کاروں کو اس کی قیمت صحیح ملتی ہے یا تھوڑا زیادہ مل جاتا ہے۔ میں پھر یہاں پر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے زرمبادلہ کا 60 فی صد کپاس کا جو حصہ ہے اس ضمن میں پہلے اس کی قیمت کو مشتہر کیا جاتا تھا اور خبر نامہ میں اعلان کیا جاتا تھا کہ اتنی گانٹھوں کا سودا ہوا۔ اس صوبے کی اتنی گانٹھیں اس قیمت پر بکیں اور اس صوبے نے اتنی' مکمل تفصیل فراہم کی جاتی تھی۔ لیکن APTMA مافیا نے خبر نامہ میں اس کی اناؤنسمنٹ بند کرا دی ہے۔ اب صرف وقفہ آتا ہے اور انگریزی میں چھپے ہوئے چند الفاظ ایک دو سیکنڈ میں گزر جاتے ہیں تاکہ 90 فی صد کاشت کار' یا میں کہتا ہوں کہ 99فی صد کاشت کاروں کو قیمت کا پتہ ہی نہ چل سکے کہ وہ اپنی مارکیٹنگ بھی صحیح کریں۔ جناب سپیکر! یہ اسی حکومت کی عنایت ہے۔ انہوں نے توجہ ہی نہیں دی کہ ہمارا جو اپنی فصل بیچنے کا تھوڑا بہت حق ہے وہ بھی انہوں نے چھین لیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر ان کی اس بات پر داد دیتا ہوں کہ انہوں نے ٹریکٹر سکیم دی۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایک سستی شہرت تو حاصل کر لی' پانچ ہزار کسانوں کو ٹریکٹر دینے کی' لیکن اس میں زیادہ جو چیز ضروری ہے کہ اگر کاشت کاروں کو صحیح ٹیکنالوجی دی جاتی اور اس سے پوری معیشت استفادہ حاصل کرتی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سے ہماری زراعت یقیناً ترقی کرتی۔ جناب سپیکر! اس وقت ہمارے جتنے ٹریکٹرز ہیں وہ اپنی capacity کی آدھی پاور استعمال کر رہے ہیں اگر انہی ٹریکٹرز میں آگے کی طرف weight لگا دیے جائیں تو اس کی طاقت میں 10 فی صد اضافہ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس ٹریکٹر کو four wheel کر دیا جائے تو اس کی طاقت میں مزید 10 فی صد اضافہ ہو سکتا ہے۔ جناب سپیکر! اگر ہم باغات کے لیے walking ٹریکٹر لے لیں کہ وہ باغات جہاں آموں کے پیڑ ہیں اس کے نیچے بھی یہ چل سکیں اور ان کو چھوٹے کاشت کار استعمال کر سکیں' میرے خیال میں اس سے زیادہ استفادہ حاصل ہو سکتا تھا۔ جناب سپیکر! پہلے امریکن ٹریکٹر آتے تھے۔ تو آپ نے بھی دیکھا ہو گا ہم نے بھی دیکھا ہے کہ ان کے پچھلے ٹائروں میں پانی بھر دیا جاتا تھا۔ وہ ایک ایسا وزن ہے جس سے ٹریکٹر سلپ نہیں ہوتا اس سے مزید 10 فی صد اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ٹریکٹروں پر چینیں لگا دی جائیں تو اس کی افادیت 90 فی صد تک پہنچ سکتی ہے۔ ہمیں چاہیے تھا کہ ہم اپنے ذرائع کو exploit کریں know how دیں۔ ہم نے چند کاشت کاروں کو تھوڑے سے ٹریکٹر دے کر پوری زراعت پر کیا احسان کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک اچھی اور سستی شہرت گورنمنٹ کو ملی ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ ٹیکنالوجی

پر انہیں ضرور توجہ دینی چاہیے تاکہ ہماری معیشت زراعت کی وجہ سے آگے بڑھ سکے۔ میں یہاں ایک اور بات کا ذکر بھی کرنا چاہوں گا کہ بار بار یہاں یہی اناؤنس ہوتا ہے کہ ہم نے چالیس ارب روپے کے قرضے کاشت کاروں کو دیے۔ یہ چالیس ارب روپے کی اگر آپ انڈسٹری میں مثال دیں تو میں کہنا چاہوں گا کہ industrialists تو اس کو معاف کرا لیتے ہیں۔ یہ چالیس ارب یا جتنے ارب یہ دیتے ہیں' ہر چھ ماہ بعد اس کی 90 فی صد سے اوپر recovery واپس لے لیتے ہیں اور اس کا benefit انہیں ملتا ہے کہ ان کا فارن ایکسچینج بچتا ہے۔ یہ پھر ایک اور المیہ ہے کہ ہمارے کاشت کار کتنے بوجھ تلے دبے ہیں کہ ان کے پاس پیسہ ہی نہیں۔ آپ نے پیسہ دیا اور area of cultivation بڑھایا لیکن یہاں ضرورت اس بات کی تھی کہ بجائے area of cultivation بڑھانے کے ہم گندم کی اوسط پیداوار بڑھاتے۔ کیونکہ یہ بالآخر ایک saturation point پر آ جائے گا' جب ہمارے پاس زمینیں ختم ہو جائیں گی تو پھر ہم سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہم per acre yield بڑھائیں۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ 40 ارب کے ساتھ ساتھ انہیں ٹیکنالوجی اور per acre yield کے لیے مزید کوشش کرنی چاہیے تھی تاکہ ملک کی معیشت بھی بہتر ہوتی اور ہمارا کسان بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کی average ٹیکنالوجی کے بحران کی وجہ سے اس وقت صرف گندم کی اوسط 22 من فی ایکڑ ہے جب کہ ہالینڈ' فرانس' جرمنی' مصر وغیرہ کی اگر آپ دیکھیں تو 82' 68' 68 اور 91 من فی ایکڑ ہے۔ میں یہاں عرض کرنا چاہوں گا کہ حکومت اس پر مزید ریسرچ کرے اور گندم کی پروموشن کے لیے مزید ٹیکنالوجی فراہم کرے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہمارا ملک agro-based ہے تو میں تھوڑا سا un-employment کے بارے میں پھر عرض کرنا چاہوں گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انکل ٹام نے یہ ٹیکنالوجی بھیجی ہے یا یہ قرضہ بھیجا ہے' ہم نے اس کو اپنانا ہے۔ جب کہ وہ developed countries ہیں' ہم developing countries ہیں۔ ہمیں under developing countries کی سوچ سے آگے بڑھنا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک ایسی مشین آئے جو process کو کمپیوٹر کے ذریعے سارا ہی حل کر دے۔ میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ ایک ایسا یونٹ ہے' suppose کہ آم کا جوس نکالا جاتا ہے اور آپ نے آم کو feed کر دیا ہے۔ اس کی sizing بھی کمپیوٹر کر رہا ہے' اس کی چھلائی بھی کمپیوٹر کر رہا ہے۔ اس کی grading بھی کمپیوٹر کر رہا ہے اور ultimately جوس کی پیکنگ بھی کمپیوٹر کر رہا ہے۔ ہم نے انکم تو بڑھا لی۔ پروڈکشن بھی بڑھا لی لیکن اصل بات سوچنے کی یہ ہے کہ developing countries میں یہ

intensive labour technology کے ذریعے حل ہو سکتا تھا۔ جہاں کمپیوٹر نے سارے کام کیے وہاں اگر ہم ہر سطح پر لیبر کے ذریعے جو مشینیں لیبر کے ہاتھ ہیں... operate ہوتی ہیں یا intensive labour mechanism استعمال کرتے تو اس سے ہماری کھپت بڑھ جاتی اور un-employment کا مسئلہ بھی کافی حد تک کم ہو جاتا۔ یہ میں نے صرف ایک فروٹ کی مثال عرض کی ہے۔ آپ سارے فیلڈز میں چلے جائیں' تو یہی ٹیکنالوجی' un-employment کا مسئلہ ہمارے developing countries میں حل ہو سکتا ہے۔ یہ Michael T. Todaro Structural Change Theory میں اس نے یہ حل دیا ہے۔ میں اس کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ جب ہم latest technology یا کمپیوٹرائزڈ یونٹس لگاتے ہیں تو اس سے امیر' امیر تر ہو جاتا ہے اور غریب اس میں پھر حصہ لینے سے محروم رہتا ہے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ agro-based industries کو totally intensive labour industries کے طور پر بدل دیا جائے تاکہ un-employment کا مسئلہ بھی حل ہو اور equal distribution of profit بھی ہو۔ اس طرح امیر' امیر تر نہ ہو اور غریب' غریب تر نہ ہو۔ پھر زراعت ہی ایک واحد ادارہ ہے جو اپنی production میں اپنے کسان کو' اپنے مزارع کو شیئر دیتا ہے۔ انڈسٹری میں جو مزدور کام کرتا ہے وہ شیئر نہیں لیتا بلکہ وہ ڈیلی ویجز یا ایک فکسڈ اماؤنٹ لیتا ہے۔ زراعت سے منسلک جو مزارع ہیں یا جو حصے پہ لیتے ہیں' ایک قابل ذکر بات ہے کہ وہ اس میں سے اپنا حصہ بانٹتے ہیں۔ اسی طرح جب وہ مزدوری کرتے ہیں تو وہ بھی اس میں سے اپنا شیئر لیتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ایک بہت فراخ دل ادارہ ہے اس کو promote کرنے سے عام غریب آدمی کا شیئر بھی بڑھ جائے گا اور آپ اگر دیکھیں کہ اس وقت پوری دنیا کی نظر چائنہ کی economy پر لگی ہوئی ہے۔ ہر ملک کی کوشش ہے کہ اس کے ساتھ ٹریڈ کرے۔ کیا وجہ ہے؟ یہ وجہ ہے کہ اس میں مڈل کلاس develop ہو چکی ہے۔ ہر کسی کی آمدنی بڑھ چکی ہے۔ ان کے پاس purchasing power بڑھ چکی ہے۔ اگر ہم اپنے رورل ایریاز کے کسان اور ان علاقوں میں جہاں 70 فی صد عوام رہتے ہیں ان کی معاشی حالت بہتر بنا دیں' ان کی purchasing power بہتر بنا دیں تو ہماری جتنی industrial production ہے' اس کی کافی حد تک اپنے ملک میں ہی کھپت ہو گی۔ ہمیں یہ فکر نہیں ہو گی کہ اب چینی زیادہ پیدا ہوئی ہے اور ہم اس کو کہاں رکھیں۔ میں چینی کے متعلق بھی عرض کرتا چلوں کہ اسی حکومت نے غلط پالیسی کے تحت جب چینی انڈیا سے درآمد کر لی تھی جس کی وجہ سے اتنا بڑا بحران آیا۔ ہمارے چینی کے سٹاک reserve ہوئے اور کسانوں کے پیسے روک دیے گئے۔

جناب سپیکر! چونکہ ہماری Third World Countries میں لیبر بہت سستی ہوتی ہے تو ہماری جو industrial production ہے، جب ہم intensive labour units لگائیں گے تو وہ production بھی بہت سستی ہو گی اور وہ دنیا میں compete کرے گی اور جب وہ competition میں آئے گی تو ہمارا product سستا اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے زیادہ بکے گا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ دنیا میں بھی ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کی زیادہ قیمت لگائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تو ویسے ہی ہمیں وافر اور سستی لیبر عنایت فرمائی ہے۔ صرف پلاننگ کا فقدان ہے۔ اگر ہم پوری توجہ اسی سیکٹر پر دینے دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ زراعت کے ذریعے un-employment ختم نہ ہو۔ یہ ضرور ختم ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ایک دو مثالیں عرض کرنا چاہوں گا کہ سونی اور مدر کیئر جیسے بڑے بڑے پراجیکٹس پوری دنیا میں اپنے پروڈکٹس بھیج رہے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ بھی اپنے پروڈکٹس Third World Countries کے رورل ایریاز کی لیبر سے بنواتے ہیں اور آج انھوں نے دنیا میں اپنا نام کمایا ہوا ہے۔ ہمیں مکمل طور پر نیشنل پلان کی ضرورت ہے اور established market کی ضرورت ہے اور جو ہماری production waste ہو رہی ہے، خاص طور پر آپ دیکھیں کہ میرے ساتھ بھی چند سال پہلے ایک اتفاق ہوا کہ جب تربوز وافر مقدار میں پیدا ہوا تو اس تربوز کا پورا ٹرک اتنے میں بکا کہ اس نے اس کی per acre seed cost بھی پوری نہ کی۔ تو ہمارے پاس راء میٹریل تو آ جاتا ہے لیکن ڈیمانڈ اور سپلائی کی غلط پلاننگ کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری حکومت نے یہ ایک پالیسی بنائی ہے کہ ہم اپنی سٹکنگ روکیں اور گندم کو اسی ایریا میں رکھیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی پالیسی ہے لیکن یہ اس طرح سے implement نہیں ہوتی کہ آپ water tight tanks بنا دیں کہ ہر چیز اندر رکھیں۔ جب آپ water tight tanks بناتے ہیں تو یقیناً leakage بھی ہوتی ہیں، جنھوں نے سٹکنگ کرنی ہے وہ مختلف راستے اختیار کرتے ہیں۔ ہمیں اس سے بہتر پلاننگ کرنی چاہیے تھی کہ ہمارے بہتر reservoirs ہوں جو rainy days کے لیے کام آئیں اور اپنے reservoirs promote کرنے سے ہمیں اتنا زیادہ ملے کہ ہم دوسروں پہ dependant نہ رہیں، بجائے اس کے کہ ایک چھوٹی سی پالیسی سے ہم اپنی فیڈریشن کو مزید خطرے میں ڈالیں۔

جناب سپیکر! میں اس Structural Change Theory کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے آخر پر جو انھوں نے لکھا ہے وہ میں آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہوں گا:

Today, most of the economists would agree that far from playing a passive supporting role in the process of economic development, the rural sector and particularly the agriculture sector must be the dynamic and the leading element in any over all strategy atleast for the majority of the developing countries.

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی اجازت سے مزید Harris P. Todaro model بھی پڑھنا چاہوں گا۔

It also stresses on a combination of wage price subsidy in the agriculture sector alongwith the production subsidy in the modern sector for complete elimination of unemployment.

جناب سپیکر! اس نے example دی ہے:

According to the theory of the need for balanced growth, if the economy was a closed economy i.e no imports and exports, if one sector grew much secure than the other the prices of its product would rise relative to those of the other. Therefore, with too slow growth in agriculture, the cost of food for urban workers would rise so high and hence the wages would have to be increased so much while manufacturers would find themselves unable to sell their products except at continuously decreasing prices. That manufacturing growth would be chocked off and would potentially stopped altogether.

یہاں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر ہم نے زراعت پر توجہ نہ دی تو انڈسٹری کا بھی پھر اس سے زیادہ برا حشر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ۔ وزیر خزانہ۔

وزیر خزانہ: جناب والا! میں فاضل دوستوں کا شکرگزار ہوں خصوصی طور پر قائد حزب اختلاف کا اور ان کے رفقائے کار کا کہ انھوں نے زراعت کے فیلڈ میں رہنمائی کی ہے۔ جناب والا! ان کا یہ خیال کہ فی ایکڑ پیداوار بڑھنی چاہیے اس میں ہماری بھی کوئی دوسری رائے نہیں۔ اس کے لیے جناب والا گواہ ہیں کہ جناب نے اس کے لیے ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی اور اس میں دیگر لوگوں کو شامل کر کے سیر حاصل بحث کے لیے فرمایا تھا اور وہ کمیٹی اس پر کام کر رہی ہے ۔ اس پر تو ہماری کوئی دوسری رائے نہیں۔ لیکن انھوں نے جو نگرز پیش کیے ہیں--- پھر لیڈر آف اپوزیشن ہم سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اب اگر آپ پنجاب کو بلوچستان سے compare کریں گے' بلوچستان میں اگر دس ہزار ایکڑ رائس بویا جاتا ہے اور پنجاب کے اندر جس حساب سے رائس بویا جاتا ہے اس کی جب آپ average نکالیں گے--- جناب والا! فی الحال میں آپ کو ذرا نیچے لے آتا ہوں ۔ ایک کاشت کار کی صرف چار ایکڑ زمین ہے' وہ اس چار ایکڑ زمین پر چاول لگاتا ہے' ایک کاشت کار کی سو ایکڑ زمین ہے' وہ اس پر کاشت کرتا ہے۔ جب آپ سو اور چار کی average نکالیں اور اس کا موازنہ کریں تو اس کا نتیجہ نکلے گا کہ جس طرح چار ایکڑ کی حفاظت ہو سکتی ہے سو ایکڑ کی نہیں ہو سکتی ۔ اس طرح سے جب یہ پنجاب' بلوچستان' سندھ اور سرحد کا موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس حساب سے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر میں صوبہ پنجاب کا تقابلی جائزہ پیش کروں تو اس میں میرے پاس کوئی چودہ پندرہ سال کا data بھی ہے لیکن میں آپ کو دو سال کا موازنہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! گزشتہ برسوں کے دوران بیشتر فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور 1997-98ء سے پیشتر یعنی 1995-96 کے دوران گندم' دھان' گنے' آلو' چنے' سرسوں اور توریا کی مجموعی پیداوار کی جو اوسط رہی حالیہ ان دو برسوں کے دوران بالترتیب ' جس ترتیب سے میں نے فصلوں کے نام لیے ہیں میں اسی ترتیب سے پیداوار کی بات عرض کر رہا ہوں کہ 8.92, 12.46, 28.70, 61.5, 22.51 and 7.36 فی صد اضافہ ہوا ہے۔ دھان کی اوسط پیداوار میں بھی حالیہ برسوں میں نمایاں اضافہ ہوا اور 1995-96ء میں دھان کی اوسط پیداوار 14.72 من فی ایکڑ تھی ۔ 1996-97ء میں 14.92 من فی ایکڑ اور 1997-98ء میں 14.98 اور 1998-99ء میں اس کی اوسط پیداوار میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ اور جناب سپیکر! فی ایکڑ پیداوار 15.8 من تک جا پہنچی ہے۔ جس کی اس سے پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس وقت خریف

میں چاول کی پیداوار 2.178 ملین ٹن رہی جو بذات خود ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے ایک بڑی موذبانہ گزارش کروں گا کہ چاول کی فصل پچھلے سال ہماری one crop economy تھی۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ہم صرف کاٹن پر بھروسہ کیے ہوئے تھے ہماری بدقسمتی جانیے کہ کاٹن میں ہماری توقع کے مطابق پیداوار نہ آسکی۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جو میں آگے عرض کروں گا کہ کیا وجوہات تھیں مثلاً موسمی حالات اور بہت سی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے ہمیں ہمارا ٹارگٹ achieve نہیں ہو سکا۔ آپ کو پتہ ہے کہ پنجاب چاول کی major production دیتا ہے۔ اگر یہ سہارا نہ دیتا تو ہماری جو ایکسپورٹ 28 یا 30 ارب کے درمیان ہوئی ہے اور پنجاب کے اندر اور پاکستان کے اندر ملکی معیشت کو اتنا بڑا سہارا اسی فصل نے دیا ہے یہ کسی دوسری فصل نے نہیں دیا۔ ہم کاشت کاروں کی محنت کا بھی انکار نہیں کر رہے اور ایکسپرٹ کی محنت کا اور اس کے جو سائنس دان ہیں جنہوں نے نئی نئی varieties نکالی ہیں اس طرح سے تو ہم ان کی محنت کا صحیح طریقے سے اقرار نہیں کر رہے۔ میں اپنے فاضل دوستوں سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ ان کی فی ایکڑ پیداوار کے بارے میں جو فکر مندی ہے اس سے مجھے انکار نہیں۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجوہات میں بیان کروں گا اس میں بہت حد تک ناسازگار موسم کا عمل دخل ہے اور دونوں سالوں کے دوران موسم خراب رہا' بارش میں سپرے گھل جانے کی وجہ سے کیڑے مار' خصوصاً امریکن سنڈی تلف نہ ہوسکی اور امریکن سنڈی اور دیگر کیڑوں سے کپاس کو بہت زیادہ نقصان بھی پہنچا اور محکمہ زراعت نے ان دونوں سالوں کے دوران امریکن سنڈی اور دیگر کیڑوں کے نقصان سے کپاس کو بچانے کے لیے خصوصی مہم بھی چلائی۔ ہر موسم میں ایک پروگرام بنایا گیا جس کو ٹاسک فورس کے چیئرمین monitor بھی کرتے رہے۔ ہر زراعت آفیسر ہر گاؤں میں تین تین دفعہ گیا' اس نے گاڑیوں پر لاؤڈ سپیکر فٹ کر کے لوگوں کو کیڑوں کے نقصان سے کپاس کو بچانے کی رہنمائی کی اور اگست ستمبر کے دوران ہفتہ میں دو دن کاشت کاروں کے لیے امریکن سنڈی کنٹرول کرنے کے لیے تربیتی وڈیو بھی چلائی جاتی رہی۔ ایسی کاوشیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئیں۔ انھوں نے دنیا کا جو بڑا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اس بارے میں بھی میں آپ سے عرض کروں۔ کہ ایسے بھی ممالک ہیں جن کے پاس ہم سے زیادہ وسائل بھی ہیں' ہم سے سائنس دان بھی زیادہ ہیں اور ہم سے ایکسپرٹیز بھی زیادہ ہیں تو جناب امریکہ میں کوئی 26 فی صد' سوڈان میں کوئی 44 فی صد : مصر میں کوئی 32 فی صد اور چائنا میں کوئی 4 فی صد کپاس کم پیدا ہوئی۔ یہ ایسے ممالک ہیں جو sources میں ہم سے زیادہ ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب میں کپاس کی

پیداوار میں جو مجموعی طور پر کمی واقع ہوئی وہ 2.74 فی صد بنتی ہے ۔ حکومت نے اپنی ذمہ داریوں سے کوئی غفلت نہیں برتی ۔ اس میں پوری کاوشیں کی ہیں اور وائرس اور سنڈی کو کنٹرول کرنے کے لیے جو ٹیکنالوجی میسر تھی مثلاً تحقیقی سرگرمیاں اور فیلڈ میں جو ٹیکنالوجی استعمال ہو سکتی تھی اس کی پوری پوری نگہداشت کی حکمت عملی وضع کی گئی ۔ اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کی گئی۔

جناب والا! میں آپ کو یہ عرض کرتا چلوں کہ حکومت اپنے وسائل میں رہ کر جو بھی کاوشیں کر سکتی ہے وہ کر رہی ہے اور اپوزیشن کے ہمارے دوست اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سے پہلے کاشت کار کو قرضے کی اس طرح کی سہولتیں پہلے کبھی میسر نہیں آئیں جس طرح کی ہماری حکومت نے دی ہیں ۔ آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ one window operation جس کے ذریعے آج کل قرضہ کاشت کار کو دیا جا رہا ہے اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ آپ کو یاد ہو گا کہ ہمارا بھائی کاشت کار پہلے پٹواری کے پاس جاتا تھا اور جو پاس بک بنوانی پڑتی تھی اس کے لیے بھی اس کو رشوتیں دینی پڑتی تھیں آج موقع پر اس کو پاس بک provide کی جاتی اور اس کو فوری طور پر قرضہ منی میں دیا جاتا ہے۔ اس کو کسی قسم کی کوئی دقت یا پریشانی نہیں بلکہ قرضہ لینے والے کم ہو گئے ہیں اور قرضہ وافر مقدار میں دیا جا رہا ہے اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور یہ حکومت کا مثالی کارنامہ ہے۔ جناب والا! اس بارے میں ذرائع ابلاغ کے ذریعے بھی بھرپور تشہیر کی جاتی ہے اور میں گزشتہ ربیع کی فیگرز آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی 8 ارب ' 8 کروڑ روپے کے قرضے چھوٹے کاشت کاروں کو تقسیم کیے گئے ہیں اس میں مقررہ ہدف سے بھی 20 فی صد زیادہ قرضہ دیا گیا ۔ پھر خریف کے دوران one window operation کے تحت کوئی پانچ ارب روپے کے قرضے تقسیم کرنے کے پروگرام کو حتمی شکل دے دی گئی ہے ۔

جناب والا! میرے فاضل دوستوں نے زرعی ادویات کی بات کی ہے کہ اس میں ملاوٹ کی وجہ سے فی ایکڑ پیداوار کم ہوئی ہے اور ملاوٹ کو دور نہیں کیا جا رہا۔ تو جناب عرض ہے کہ ہماری حکومت نے زرعی ادویات میں ملاوٹ کے کاروبار کو بند کرنے کے لیے جیسے اقدامات کیے ہیں اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس میں ہماری کارکردگی بڑی مثالی ہے۔ ہم نے ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں ایک ٹاسک فورس قائم کی اور ضلعی انتظامیہ کے تعاون سے ایک ایسی بھرپور مہم چلائی گئی کہ جس نے ادویات کے 2,694 نمونے حاصل کیے اور جن افراد کے نمونوں کے بارے میں لیبارٹری کے نتیجے کے بعد unfit report موصول ہوئی ان کو فوری طور پر گرفتار کیا گیا اور ان کو

جیل کی ہوا بھی کھلائی گئی ۔ تو جناب اس سے اور زیادہ کیا efficiency ہو سکتی ہے کہ ان کے خلاف 356 مقدمات بھی درج ہوئے اور 248 افراد کو جرم ثابت ہونے پر قانون کے مطابق سخت قید اور جرمانے کی سزا بھی ہوئی۔ اب گھناؤنے کاروبار کے تقریباً خاتمے تک بات پہنچ چکی ہے اور قرار واقعی سزا ان کو دی جاتی ہے جو اس میں ملوث ہوتے ہیں۔ کھاد میں ملاوٹ کے کارخانے ملتان میں بھی پائے جاتے تھے ان پر بھی ہماری حکومت نے ہاتھ ڈالا۔ وہ باقاعدہ کارخانے بنے ہوئے تھے جو دو نمبر کھاد تیارکرتے تھے۔ان پر بھی اسی ٹاسک فورس نے ہاتھ ڈالا ہے اور ان کو بھی سزائیں کروائی جا رہی ہیں ۔ ملتان اور فیصل آباد میں کھاد میں ملاوٹ کرنے والوں کا گروہ بنا ہوا ہے ان کے خلاف بھی ہم نے قانونی کارروائی شروع کی ہے ۔ جناب والا! یہاں پر مشینی کاشت کی بات ہوئی ہے' میں اپنے فاضل دوست سید مسعود عالم شاہ کی بات بالکل نہیں سمجھ سکا۔ ٹریکٹر پر سبسڈی کے لیے ایک لاکھ سے سوا لاکھ روپے تک مرکزی حکومت نے رعایت دی ہے جبکہ ایک لاکھ روپے کی حکومت پنجاب نے خصوصی طور پر رعایت دی ہے۔ اس پر شاہ صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ کوئی ناقص سا پروگرام ہے' اس سے کچھ حاصل نہیں ہو رہا۔ جناب والا ! کاشت کاری کی مشینری میں ٹریکٹر سے زیادہ کون سی چیز زیادہ ضروری ہے؟ اگر ہماری حکومت ' ٹریکٹر کی خریداری پر کاشت کار کو دو' سوا دو لاکھ روپے کا فائدہ دے رہی ہے تو اسے بھی acknowledge نہیں کیا جا رہا۔ میں پھر اپنی بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ کم از کم ایسی باتوں کو تو acknowledge کرنا چاہیے کہ حکومت کاشت کار کے لیے واقعی اچھے اقدامات کر رہی ہے۔

جناب سپیکر ! یہاں یہ بھی کہا گیا کہ سبسڈی سکیم کے تحت ٹریکٹر کی فراہمی کا طریق کار شفاف نہیں ہے۔ جناب والا! اب کمپیوٹر سے زیادہ شفاف طریقہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس میں کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاتی۔ اگر کمپیوٹر میں کسی کا نام آ گیا' خواہ وہ مسلم لیگ کا کاشت کار ہے یا پیپلز پارٹی کا کاشت کار ہے۔ اسے ٹریکٹر فراہم کیا گیا ہے۔ اس میں چھوٹے کاشت کار کو ترجیح دی گئی ہے۔

اسی طرح ہماری حکومت نے کپاس اور دھان کے کاشت کاروں کے لیے ایک وسیع تربیتی پروگرام ترتیب دیا ہے اور یہ بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس سال کپاس کی کاشت کے علاقوں سے 8135 دیہات میں اور دھان کی کاشت کے علاقوں سے 7235 دیہات میں گاؤں گاؤں جا کر ضلع کے ڈپٹی ڈائریکٹر حضرات ' زراعت آفیسرز اور دوسرے اہم اہل کاران کاشت کاروں کو ان فصلات کی بابت تربیت دے رہے ہیں۔ ذرائع ابلاغ سے بھی پروگرام کی تشہیر کی جا رہی ہے۔ کپاس اور دھان کی کاشت سے متعلق پانچ پانچ لاکھ پمفلٹ متعلقہ علاقوں کے کاشت کاروں میں تقسیم کیے گئے ہیں۔ اس

پروگرام کی نگرانی کے لیے سینئر افسران کی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں جن کی سربراہی خود سیکرٹری زراعت اور ڈائرکٹر جنرل زراعت کر رہے ہیں۔ ٹیلیویژن اور ریڈیو کے ذریعے کاشت کاروں کو کپاس' دھان' گندم اور گنے کی پیداواری ٹیکنالوجی سے آگاہ کیا جا رہا ہے۔

آم' ترشاوا پھلوں اور دوسرے پھلوں کے بارے میں مسعود عالم صاحب نے کچھ باتیں فرمائی ہیں۔ باغات سے بہتر پیداوار لینے کے لیے بھی بہت سے منصوبوں پر عمل ہو رہا ہے۔ آم کے باغات کے لیے وسطی اور جنوبی پنجاب میں ایک منصوبہ جاری ہے۔ باغات کی جدید سائنسی خطوط پر نگہداشت کے لیے عملی مظاہروں کے ذریعے باغبانوں کو تربیت دی جا رہی ہے۔ اس منصوبے کا اس قدر حوصلہ افزاء اثر ہوا ہے کہ وہ کاشت کار جو آم کے باغات کی زبوں حالی سے پریشان ہو کر انھیں اکھاڑنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اب انھیں بھی حوصلہ ملا ہے۔ جناب والا! ہماری حکومت ان جدید سفارشات پر عمل کر کے باغوں کو نئی زندگی دے رہی ہے۔ علاوہ ازیں پھلوں اور سبزیوں کی برآمد کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جا رہی ہیں' اس کے لیے کارگو کا انتظام کیا جا رہا ہے تاکہ یہ export بھی ہو سکیں۔

جناب سپیکر! آپ نے پچھلے دنوں سنا ہو گا کہ لاہور ایئرپورٹ پر ون ونڈو اپریشن کا اجراء کیا گیا ہے۔ جس کے تحت پانچ محکمے ایک ہی جگہ اور ایک وقت پر مکمل طور پر کام کریں گے۔ اس سے پھلوں اور سبزیوں کی برآمد میں تیزی آئے گی اور باغبانوں کو باغات کی پیداوار کے بہتر نرخ مل سکیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بات کی گئی ہے کہ بیج کی فراہمی کے سلسلے کوئی خاص اقدامات نہیں کیے جا رہے۔ بیج کو خالص شکل میں فراہم کرنے کے لیے' بیج کی تصدیق کے وفاقی ادارے کو محکمہ زراعت نے افرادی قوت سمیت ہر سہولت کی پیش کش کی ہے۔ اور اس امر کو یقینی بنایا ہے کہ کوئی فرد یا ایجنسی ناقص بیج فروخت نہ کرنے پائے۔ اس سلسلے میں کچھ نکات عرض کروں گا۔ ہماری سیڈ کارپوریشن نے 99-1998ء میں بیج کی 65 ہزار بوری مہیا کی ہیں۔ 2000-1999ء میں ان کا 67500 ہزار بوری بیج دینے کا پروگرام ہے۔ نجی شعبے کی طرف سے 74 ہزار بوری بیج مہیا کیا جا رہا ہے۔ اور 1999ء میں اس کو بڑھا کر 12 لاکھ 50 ہزار بوری کر دیا جائے گا۔ جناب والا! کل 8 لاکھ بوری کے قریب بیج مہیا کرنے کا ہمارا پروگرام ہے۔

جناب والا! یہاں یہ بات بھی کی گئی ہے کہ ایک بیج مافیا ملک کے اندر ابھر رہا ہے اور اسے کنٹرول کرنے کے لیے مناسب اقدامات نہیں کیے جا رہے۔ جناب سپیکر! بیج مافیا پرائیویٹ سیکٹر میں ہی ہو سکتا ہے' پبلک سیکٹر میں تو کوئی ایسی بات نہیں۔ سیڈ کارپوریشن ایسی آرگنائزیشن جو بہت اچھی جا

رہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشت کاروں کی بڑی دوست آرگنائزیشن ہے۔

جناب سپیکر: ششماہی نہروں سے گندم کے لیے آبپاشی کی فراہمی کے لیے پاکستان کی زرعی تاریخ میں پہلی مرتبہ محکمہ زراعت کے مشورے سے ایسا ہوا ہے کہ ششماہی نہروں کے علاقوں میں گندم کے کاشت کاروں کے لیے پانی چھوڑا گیا ہے۔ تاکہ انھیں گندم کی بوائی پر بھی پانی میسر ہو اور آبپاشی کے نازک اوقات پر کاشت کار گندم کو پانی لگا سکیں۔ اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب والا! مندرجہ بالا حقائق سے بالکل عیاں ہے کہ حکومت کی زرعی پالیسیوں سے صوبے کی زراعت پر نہایت مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اور جو اقدامات کیے گئے ہیں ان سے زراعت کو پائیدار اور مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے میں مدد ملے گی۔ فاضل دوستوں کے جو خدشات ہیں ان میں کوئی خاص وزن نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کی کٹوتی کی تحریک کو مسترد کیا جائے اور ہمارا مطالبہ زر منظور فرمایا جائے۔ بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

> 2 ارب، 38 کروڑ، 29 لاکھ، 76 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 18، زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

> ایک رقم جو 2 ارب، 38 کروڑ، 29 لاکھ، 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 2000-1999ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: منیں صاحب! وقت کے پیش نظر اگلی کٹوتی کی تحریک کو لے لیا جائے یا کل take up کریں؟

جناب سعید احمد خان منیں: جناب، جیسے آپ کی مرضی ہے۔

حاجی احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی فرمایئے !

حاجی احمد خان بلوچ : جناب سپیکر ! لابی میں لگے ہوئے ٹیلی فون ہمیشہ دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے ایم پی ایز کے لیے ہوتے تھے کہ وہ اگر ایمرجنسی میں کوئی بات کرنا چاہیں تو کال بک کروا کر بات کر لیتے تھے۔ یہ سہولت ہمیشہ مہیا رہی ہے' پچھلے اجلاس تک یہ فونز چلتے رہے ہیں۔ لیکن اس اجلاس میں کال بک کرانے والی سہولت ختم کر دی گئی ہے۔ میں 1985ء سے ممبر چلا آ رہا ہوں' یہ سہولت کبھی ختم نہیں ہوئی۔ اس دفعہ کیوں ختم کی گئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر : سیکرٹری صاحب ! معلوم کریں کہ یہ سہولت کیوں ختم ہوئی ہے؟ میرے نوٹس میں یہ نہیں ہے کہ یہ سہولت ختم کرنے کے لیے کہا گیا ہے یا یہ ختم ہے۔ میرے خیال میں یہ سہولت موجود ہے۔ بہرحال میں سیکرٹری صاحب سے کہتا ہوں کہ فوری طور پر اس کا بندوبست کریں۔

تو اب اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

بدھ' 23۔ جون' 1999ء

(یوم الاربعا'8۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ
رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ
اَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝

سورۃ الغاشیۃ 14 تا 19

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا ○ اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا ○ مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو ○ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے ○ یہی بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے ○ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ○

وما علینا الا البلاغ ○

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، تحاریک استحقاق لیتے ہیں ۔ تحریک استحقاق نمبر 54 ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کی pending چلی آ رہی ہے ۔ جی ملک صاحب! آپ کی وزیرصحت اور ڈائرکٹر کے ساتھ کوئی میٹنگ ہوئی۔

ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(----------جاری)

ملک ذوالقرنین ڈوگر، جناب والا! کل وزیر صحت اور سیکرٹری صحت کی موجودگی میں میٹنگ ہوئی ہے جس میں ڈائرکٹر ہیلتھ بھی موجود تھے لیکن وہ میٹنگ کوئی نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکی ۔ ڈائرکٹر ہیلتھ صاحب کا صرف یہ کہنا کہ آئندہ احتیاط کروں گا' میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی نہیں ہے۔ تو میری استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر صحت صاحب! آپ کچھ کہنا پسند فرمائیں گے؟

وزیر صحت، جناب! جس طرح میرے فاضل دوست نے فرمایا' آپ کے حکم کے مطابق میرے چیمبر میں ہماری بڑی تفصیلاً بات ہوئی' جس میں سیکرٹری صحت بھی موجود تھے ۔ پھر مجھے کچھ اسمبلی بزنس کے لیے آپ کے حکم پر واپس یہاں آنا پڑا۔ مگر پھر بھی وہاں ان کی وہ میٹنگ جاری رہی اور جب میں واپس جا کر اس میٹنگ میں شامل ہوا تو میرے فاضل دوست اور بھائی نے یہی اصرار کیا کہ اس کو کمیٹی کے پاس جانا چاہیے۔ تو اگر میرے بھائی کی کا اصرار یہی ہے اور وہ کہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں اور وہ اس کی رپورٹ دو مہینے کے اندر دے۔

اے ایس پی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(----------جاری)

جناب قائم سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 56 ملک نعیم الدین خالد صاحب کی ہے۔ وہ تشریف لے

آئے ہیں۔ جی آپ کی تحریک استحقاق pending چلی آ رہی ہے۔ آپ کے والد محترم کی وفات کی وجہ سے وہ take up نہیں ہوئی تھی۔ اس کا نمبر 56 ہے۔ جی' ملک صاحب!

ملک نعیم الدین خالد، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کے کہنے پر ان کو وقت دیا گیا۔ لیکن اے۔ایس۔پی صاحب سے کوئی ملاقات نہ ہو سکی۔ آپ کو پتا ہے کہ میں بھی مصروف رہا ہوں۔ کل میں اسی سلسلے میں ہاؤس میں آیا تھا۔ وزیر قانون صاحب نے آج صبح نو بجے کا وقت دیا ہوا تھا۔ لیکن کوئی ملاقات نہ ہو سکی۔ کل وزیر قانون صاحب میرے گھر پر آئے تھے ان سے میری وہاں بھی بات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے جیسے آپ سمجھتے ہیں ویسے کر لیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کچھ فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس تحریک استحقاق کو pend کیا گیا تھا۔ وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ میں اے۔ایس۔پی صاحب کو بلا لیتا ہوں اور اپنے فاضل دوست کے ساتھ sitting کرانے کے بعد جو بھی لائحہ عمل نکلے گا' اس پر عمل کر لیں گے۔ آج اے۔ایس۔پی وزیر قانون کے چیمبر میں موجود ہیں He is waiting there. وزیر قانون صاحب سی۔ایم صاحب کی میٹنگ میں ہیں جونہی وہ واپس آتے ہیں فاضل دوست کی ان کے ساتھ sitting ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس کو کل تک کے لیے pending فرمایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا اے۔ایس۔پی صاحب آئے ہوئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جی ہاں! اے۔ایس۔پی صاحب آئے بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : تو پھر انتظار کر لیتے ہیں تاکہ وزیر قانون صاحب بھی آ جائیں۔

ملک نعیم الدین خالد : جناب سپیکر ! میری جناب وزیر قانون سے بات ہوئی تھی تو انھوں نے کہا کہ جیسے آپ کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہو گا' آپ جس طرح مناسب سمجھتے ہیں ویسے کر لیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ میں اپنی تحریک استحقاق کو کمیٹی میں لے جانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر : ملک صاحب ! ہم آپ کو موقع فراہم کرتے ہیں۔ اگر آپ کی تسلی ہو جاتی ہے تو بہتر' ورنہ یہاں take up کر لیں گے۔

ملک نعیم الدین خالد : جناب والا! اے ایس پی صاحب جو بات کرنا چاہتے ہیں، وہ کمیٹی میں بھی کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ اگر کوئی تحریک کمیٹی میں جاتی ہے تو پھر اسے آخر تک جانا چاہیے۔ وہاں پر آپ نے اگر پہلی یا دوسری sitting میں patch up کرنا ہو، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو پھر ٹھیک نہیں۔ اس سے حکومت کے خزانہ پر بھاری بوجھ پڑتا ہے۔ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اے ایس پی آئے ہوئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری قانون موجود ہیں۔ وزیر قانون صاحب آ جائیں گے۔ آپ ایک بار ان سے مل کر بات کر لیں۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو پھر اسے ہم take up کر لیں گے۔ آپ ان کی موجودگی میں ان کی بات سن تو لیں۔ چونکہ آج وہ آئے ہوئے ہیں، اس لیے آپ بات کر لیں۔ ان شاء اللہ اگر آپ کی غلط فہمی دور نہیں ہوتی، patch up نہیں ہوتا تو اسے ہم take up کر لیں گے۔

ملک نعیم الدین خالد : جی، بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : اگلی تحریک استحقاق نمبر 57 جمعہ تک کے لیے pending ہے۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 58، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔

رکن اسمبلی کو ایک فوج داری مقدمہ کی ضمنی میں غلط طور پر بطور گواہ ظاہر کرنا

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 14 جنوری 1999ء کو تھانہ سٹی چنیوٹ میں FIR نمبری 27/99 بجرم HZO 10 حدود زنا آرڈیننس برخلاف محمد اقبال ناصر قوم آرائیں ساکن چک نمبر 1/2 ب اور سلمیٰ زوجہ الطاف قوم آرائیں محلہ عثمان آباد رجسٹرڈ ہوئی۔ مورخہ 14 جنوری کو SHO تھانہ مذکور اپنی ضمنی مرتب کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی M.P.A. کونسلر صاحبان اور معززین میرے روبرو پیش ہوئے اور فرداً فرداً مقدمہ بالا کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ محمد اقبال ناصر اور سلمیٰ الزام علیہان آپس میں قریبی رشتے دار ہیں۔ 13/14 جنوری 1999ء کی درمیانی شب محمد اقبال ناصر

سلمیٰ کے گھر بطور مہمان ٹھہرا ہوا تھا شیخ شکیل احمد نے ذاتی عداوت کی بناء پر پولیس کو غلط مخبری کرتے ہوئے غلط ریڈ کروایا ہے حالانکہ گھر میں مسماۃ سلمیٰ کے جوان بچے بھی موجود تھے۔ مقدمہ بالا غلط اور بے بنیاد ہے۔ مقدمہ خارج کرنا ہی قرین انصاف ہے۔ مورخہ 16 جنوری 1999ء کو S.D.P.O / D.S.P. سرکل چنیوٹ جماعت علی بخاری S.H.O. تھانہ مذکور کی ضمنی پر اکتفاء کرتے ہوئے اپنی ضمنی میں تحریر کرتا ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی M.P.A. کونسلر صاحبان اور معززین علاقہ میرے روبرو سب نے حلفیہ بیان دیا ہے کہ مسماۃ سلمیٰ اور اقبال ناصر الزام علیہان آپس میں رشتے دار ہیں ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق ناجائز نہ پائے گئے ہیں محض سابقہ عداوت کی بناء پر غلط مخبری کرتے ہوئے پولیس کو استعمال کر کے غلط مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن صوبائی اسمبلی کے حلفیہ بیان اور تفتیش میں حالات و واقعات سے مقدمہ غلط اور بے بنیاد پایا گیا ہے۔ میں S.H.O. کی تفتیش سے اتفاق کرتے ہوئے S.H.O. کو مقدمہ ہذا کی رپورٹ اخراج مرتب کرتے ہوئے مقدمہ ہذا ڈسچارج کرانے اور مدعی مقدمہ کے خلاف زیر دفعہ 182/24 ت پ عمل میں لائی جائے۔ میں ماہ جنوری میں اپنے تبلیغی دوروں پر ملک سے باہر تھا مجھے مقدمہ بالا کا علم ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں صفائی پیش کرنے کے لیے کسی پولیس آفیسر کے پاس گیا ہوں اور نہ ہی کوئی پولیس آفیسر میرے بیان لینے کے لیے میرے پاس آیا ہے۔ مقدمہ بالا کی جس ضمنی کی بناء پر ملزمان کو بری کیا گیا ہے اس ضمنی سے میرا کوئی کسی قسم کا تعلق ہے اور نہ ہی میری اس سلسلے میں رائے لی گئی ہے۔ ملک سے باہر ہونے کے باوجود S.H.O. تھانہ سٹی چنیوٹ اور ایس ڈی پی او / ڈی ایس پی سرکل چنیوٹ جماعت علی بخاری نے اپنی مرتب کردہ ضمنیوں میں (زنا / حرام کاری جیسے برے فعل کے مقدمے میں) میرا نام درج کر کے میری نیک نامی اور شرافت کی سیاست کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش کی گئی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ اندازہ لگائیں کہ میں اس ایوان کا ایک رکن ہوں۔ میرا اور میرے ساتھ سات کونسلرز کے نام لکھ کر 16 تاریخ کو ضمنی لکھی گئی' 16 کو ڈی ایس پی کے پاس گئی' 16 کو اس نے تصدیق کر دی اور پھر 16 تاریخ ہی کو ڈسچارج کرنے کی رپورٹ کر کے مدعی کے خلاف 182 لگا دی گئی۔ جناب والا! ان دنوں میں ملک سے باہر تھا۔ جب میں واپس آیا تو اس ضمنی کی فوٹو کاپیاں

سارے شہر میں تقسیم ہو چکی تھی کہ مولانا چنیوٹی نے ایک زنا کے مقدمہ میں صفائی دی ہے جبکہ میرے فرشتوں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے۔ اگر مجھ جیسے آدمی کے ساتھ' ایک ایوان کے رکن کے ساتھ پولیس پیسے کھا کر بڑی موٹی رقم ہضم کر کے ایسا گھناؤنا فعل کر سکتی ہے تو دوسرے عام لوگوں کے ساتھ وہ کیا سلوک کرتے ہوں گے؟ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں خواجہ ریاض محمود صاحب کی بھی توجہ دلاؤں گا کہ وہ اس بارے میں کارروائی کریں کیونکہ ان کے پاس آئے دن پولیس کے بارے شکایات آتی رہتی ہیں اور وہ اس بات اچھا تجربہ رکھتے ہیں۔ جناب والا! اگر پولیس کو اس قسم کی کارروائی سے نہیں روکا جاتا' اس کا سدباب نہیں کیا جاتا تو پھر کسی کی عزت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ لہذا میری درخواست ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی پارلیمانی سیکرٹری قانون صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری قانون : جناب سپیکر! مولانا صاحب کی اس تحریک کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ چونکہ یہ تحریک کل ہی محکمے کے پاس گئی ہے' میری گزارش ہو گی کہ اسے pend فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بھنڈر صاحب! آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر ضمنیوں میں اس طرح کی بات لکھی گئی ہے اور مولانا صاحب ملک کے اندر نہیں ہیں تو یہ بڑی سنجیدہ بات ہے۔ لہذا میں اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ کمیٹی دو مہینے کے اندر اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔

تحاریک استحقاق تمام ہوئیں۔ خانزادہ صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب سپیکر! یہ ایک شریف آدمی کے خلاف بہت serious charge ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا۔ لیکن حکومت کے نمائندے کو اسے defend کرنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اس evidence پر میں یہ سفارش کروں گا کہ آئی جی اس آدمی کو یک دم معطل کریں۔ اس کے بعد انکوائری کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر : خانزادہ صاحب! کسی نے defend نہیں کیا اور چونکہ معاملہ اب استحقاق کمیٹی کو refer ہو چکا ہے لہذا وہ دیکھے گی کہ کیا کرنا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون : جناب والا ! میں نے کسی کو defend نہیں کیا' میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ چونکہ جواب موصول نہیں ہوا' ہمیں محکمے کے موقف کا علم نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : اب تو تحریک کمیٹی کو refer ہو چکی ہے اور بات ختم ہو گئی۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ عثمان ابراہیم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 6 pending چلی آ رہی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

بلدیہ گوجرانوالا کے ترمیمی بجٹ کی غیر قانونی منظوری

(----------جاری)

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! کل منسٹر صاحب اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ سے میری ملاقات ہوئی ہے اس میں کافی aspects ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جتنا بھاری ایجنڈا تھا اس پر جو تین منٹ کا اجلاس ہوا ہے یہ ناممکن تھا اس کے بعد ترامیم کی گئی ہیں تو سیکرٹری نے under taking دی ہے کہ He will look into it اور اس نے بیس کے قریب کونسلر صاحبان کو اپنے آفس میں طلب کر لیا ہے۔ اور ان کے بیان حلفی لینے کے بعد وہ اس پر فیصلہ کریں گے۔ کچھ سکیمیں ایسی تھیں جو کہ پہلے سے بن چکی ہیں لیکن اس بجٹ میں بھی شامل کی گئی تھیں وہ بھی اس نے کہا ہے کہ انکوائری کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے آپ کی بات ہو گئی ہے۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! ایک منٹ۔ لیکن میں یہاں ہاؤس میں ان تمام باتوں کی on the floor of the House assurance چاہتا ہوں کہ جتنی بھی سکیمیں ہیں 30 جون کے بعد ان کا تفصیلی آڈٹ کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چلو منسٹر صاحب آ جاتے ہیں تو پھر ان سے بات کر لیتے ہیں۔

جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 7 حاجی امداد حسین صاحب کی ہے۔ حاجی امداد حسین صاحب تشریف نہیں رکھتے اور کسی کو کچھ بتایا بھی نہیں اس لیے اسے dispose of کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 8 الحاج مہر خضر حیات خان ہراج کی طرف سے ہے۔ لیکن ہراج صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اس لیے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 9 چودھری صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے۔

تاندلیانوالہ میں دریائے راوی پر کشتیوں کے پل کی تعمیر کے منصوبے کی عدم تکمیل

چودھری صفدر شاکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چاہ پیپل والا (نزد کھیانوالہ) تحصیل تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد دریائے راوی پر کشتیوں کا پل منظور ہوا ہے جس سے ضلع فیصل آباد اور ضلع ساہیوال کے درمیان آمد و رفت کا فاصلہ 70 میل کم ہو جائے گا۔ موجودہ مالی سال میں اس کشتیوں کے پل کے لیے 30 لاکھ روپے فنڈ رکھا ہوا ہے لیکن ابھی تک کام شروع نہیں ہوا جس سے علاقے کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر مذکورہ حکومتی منصوبہ کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزیر موصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! چاہ پیپل والا ضلع فیصل آباد کے مقام پر دریائے راوی پر کشتیوں کے پل کی سکیم موجودہ مالی سال 99-1998ء کے ADP میں شامل کی گئی ہے۔ محکمہ ہذا نے اس کا تخمینہ لاگت مبلغ 47.868 ملین روپے لگا کر محکمہ P&D کو بھیجا لیکن محکمہ P&D نے اس پر کچھ اعتراضات لگا کر واپس محکمہ ہذا کو بھیج دیا۔ محکمہ ہذا نے مذکورہ اعتراضات کا جواب دے کر محکمہ P&D کو یہ سکیم بھیج دی۔ اس سکیم کو آئندہ DDSC یعنی محکمانہ ترقیاتی ذیلی کمیٹی میں زیر غور لایا جائے گا۔ اس کی حتمی منظوری محکمہ P&D میں PDWP میں زیر غور لانے کے بعد دی جائے گی۔ اس سکیم کو اگلے مالی سال کے ADP میں شامل کیا گیا ہے۔ اس سکیم کی حتمی منظوری کے بعد اس پر اگلے

مالی سال میں کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی صفدر شاکر صاحب! ٹھیک ہے؟

چودھری صفدر شاکر: ٹھیک ہے جی۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔راجہ صاحب! اصل میں بیرسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ان کی بات ہو گئی ہے۔ لیکن وہ صرف on the floor of the House assurance چاہتے ہیں کہ جو ان کی میٹنگ ہوئی ہے اس پر عمل ہو گا۔

وزیر صحت: جناب والا! assurance کی بات تو نہیں ہوئی تھی۔ اگر ہماری آپس میں اپنے level پر commitment ہو گئی ہے تو I dont think کہ انھیں اعتراض ہونا چاہیے۔ ہم نے کل بھی بیرسٹر صاحب کو satisfy کیا اور ان شاء اللہ آئندہ بھی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب عثمان ابراہیم: ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تو اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10 بھی چودھری صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے۔

گڑھی شاہو لاہور میں سرکاری اراضی پر ناجائز قبضہ

چودھری صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے گڑھی شاہو میں 248 کنال زمین برائے کالونی / سرونٹ کوارٹرز مختص کر رکھی تھی۔ اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ اس قیمتی اراضی پر با اثر قبضہ گروپ نے ناجائز قبضہ کر کے وہاں پر بلند کوٹھیاں تعمیر کر رکھی ہیں۔ لاہور میں حکومت نے ناجائز تجاوزات کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کیے ہیں مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اس با اثر قبضہ گروپ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔

وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے ناجائز قابضین کے خلاف دو ٹوک الفاظ میں واضح کر رکھا ہے کہ ان کے ساتھ سختی سے نمٹا جائے گا۔ جس سے عوام میں خاصی پریشانی اور اضطراب پایا

جاتا ہے۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس اہم مسئلے پر بحث کے لیے وقت مختص کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی وزیر مال!

وزیر مال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! حسب رپورٹ عملہ مال سرکاری اراضی تعدادی 306 کنال 186 مربع فٹ واقع موضع گڑھی شاہو تحصیل لاہور کینٹ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔ قسم رقبہ زیر مساجد 2 کنال 6 مرلے' 113 مربع فٹ ہے۔ نمبر 2 پر تھانہ ہے یہ 11 کنال ' 4 مرلے ہے۔ زیر قبضہ سکول و ڈسپنسری تقریباً 11 کنال 8 مرلے ہے۔ زیر قبضہ کوئین میری کالج 66 کنال 18 مرلے۔ اسمبلی کوارٹرز 4 کنال۔ کچی آبادی گڑھی شاہو 20 کنال۔ قبرستان 16 کنال 9 مرلے۔ مقبوضہ محکمہ نزول 2 کنال 17مرلے۔ مقبوضہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر 5 مرلے اس کے آگے feet بھی ہیں لیکن میں ان کی تفصیل نہیں بتا رہا۔ سٹی کارپوریشن 2 مرلے۔ مقبوضہ PWD 15 مرلے۔ زیر سڑک و شارع عام 169 کنال 12 مرلے یہ تقریباً 306 کنال اور 186 سکوائر مربع فٹ بنتا ہے۔ رقبہ سرکاری تعدادی 20 کنال 41 مربع فٹ پر مشتمل خسرہ نمبران 1344 اور 1359 من واقع موضع گڑھی شاہو زیر قبضہ کچی آبادی گڑھی شاہو ہے۔ مذکورہ بالا کچی آبادی کی منتقلی کی اجازت کارروائی اجلاس منعقدہ 15-10-1990 زیر صدارت ممبر کالونیز بورڈ آف ریونیو لی گئی تھی۔ حسب رپورٹ ڈائرکٹر کچی آبادی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی بذریعہ چٹھی مورخہ 15-06-99 کچی آبادی 85 گھرانوں پر مشتمل ہے جن میں سے 65 گھرانوں کو ڈیمانڈ نوٹس بانے منجانب ایل ڈی اے جاری ہو چکے ہیں۔ تقریباً 60 بیع نامہ جات جاری ہو کر رجسٹرڈ ہو چکے ہیں بقایا کیس / معاملے ڈائرکٹر کچی آبادی ایل ڈی اے کے دفتر میں زیر کارروائی ہیں۔ کچی آبادی مذکور کے ملحقہ سرکاری رقبہ زیر پولیس سٹیشن گڑھی شاہو' ڈسپنسری' سکول' کارپوریشن' قبرستان ہے اور باقی ملحقہ رقبہ کچی آبادی مذکورہ بالا پرائیویٹ ملکیتی ہے۔ بورڈ آف ریونیو نے درج بالا رقبہ ایل ڈی اے کی تحویل میں دے دیا تھا اور ڈائرکٹر کچی آبادی اس کو کچی آبادی declare کر چکا ہے اور حسب ضابطہ مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں' کیونکہ ہم تمام رقبہ ڈائرکٹر ایل ڈی اے کے حوالے کر چکے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے مسترد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 11 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی طرف سے ہے۔

چنیوٹ جھنگ روڈ پر سیوریج کی ناقص تعمیر

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چنیوٹ جھنگ روڈ کی تعمیر کے ٹھیکے میں چنیوٹ شہر کا مین سیوریج جو کہ اس سڑک کے نیچے ہے بھی شامل تھا لیکن بلدیہ چنیوٹ کے ساتھ مل کر اس کمپنی نے نیا سیوریج نہیں ڈالا' بلکہ پرانے کی مرمت کر کے رقم خورد برد کر لی۔ نتیجتاً سڑک کی اونچائی کے پیش نظر اور سیوریج کے کام نہ کرنے کی وجہ سے سڑک کے ملحقہ علاقے ہر وقت پانی میں ڈوبے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بلدیہ چنیوٹ نے ان لوگوں کے تحفظ کے لیے اور پانی کی نکاسی کے لیے کوئی متبادل انتظام بھی نہیں کیا۔ اس لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے فوری اس مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر پبلک ہیلتھ جواب دیں گے یا آپ دونوں کے پاس جواب آئے ہوئے ہیں؟

وزیر صحت: جناب والا! تحریک التوائے کار محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلق تھی مگر یہ کام چونکہ پانی و سے ڈیپارٹمنٹ نے کیا تھا' اس لیے وزیر مواصلات کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: درست ہے۔ وزیر مواصلات فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! جھنگ چنیوٹ روڈ کی اصلاح و تعمیر کا کام ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے میسرز Hanbo کارپوریشن کورین کمپنی کو الاٹ کیا گیا۔ چنیوٹ شہر کی حدود میں میں سڑک کو اونچا کرنا مقصود تھا تاکہ بارش کے پانی کی وجہ سے سڑک کو نقصان نہ پہنچے۔ کورین کمپنی کے ٹینڈر میں نئے سیور بچھانے کی کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی اس کے باوجود سیور کے مسئلے پر غور و خوض کیا گیا۔ میسرز (Atal Consult) جو کہ اس کام کی نگرانی پر متعین تھے اور میسرز ایسل (ECIL) جو کہ ڈیزائنر تھے انھوں نے بھی اس مسئلہ پر غور کیا۔ آخر کار یہ فیصلہ کیا گیا کہ سڑک کو اونچا کرنے کے ساتھ ساتھ مین ہول بھی مضبوط کر دیے جائیں تاکہ پانی سڑک پر نہ آ سکے۔ میونسپل کمیٹی کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا پمپنگ سٹیشن بہتر کرے تاکہ گندے پانی کا نکاس ہر وقت ہوتا رہے۔ 1997ء میں یہ منصوبہ مکمل کر دیا گیا تھا۔ مزید یہ واضح کیا جاتا ہے کہ

نہ ہی نیا سیور ڈالا گیا تھا اور نہ ہی اس کام کی ادائیگی کورین کمپنی کو کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولانا صاحب انھوں نے تو یہ بات بتا دی ہے کہ وہاں پر نیا سیور نہیں ڈالا گیا اور نہ ہی اس کی ادائیگی کی گئی ہے۔ اس کے بعد تو یہ بات ختم ہو جاتی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا اس وقت ایڈ منسٹریٹر بلدیہ اے سی صاحب تھے۔ انھوں نے اس پر یہ تجویز دی تھی کہ یہاں پر سڑک بنانے سے پہلے بڑے سائز کا سیوریج ڈالا جائے اور اس سے کمپنی نے بھی اتفاق کیا تھا۔ لیکن وہ سیوریج نہ بچھایا گیا اور اسی پرانے سیوریج کو جو چھوٹا تھا اسی کو مکمل کر کے اسی سے کام چلایا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ سارا شہر پانی میں ڈوبا ہوا ہے اور اس کا کوئی متبادل انتظام نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے لیے آپ نئی سکیم بنوا لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میری یہ گزارش ہے کہ اس کو درست کریں یا اس کا کوئی متبادل انتظام کریں۔ اول تو یہ کہ جو طے شدہ سائز کا سیوریج تھا وہ نہیں بچھایا گیا۔ چھوٹے سائز کو مرمت کر کے اسی سے کام چلا لیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر موصوف سے مل کر اس سلسلے میں نئی سکیم بنوا لیں۔ وزیر موصوف سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان کے مسئلے پر توجہ فرمائیں۔ تحریک التوائے کار کا تو آپ نے جواب دے دیا ہے لیکن اس مسئلے کو بھی حل کروائیں۔ مولانا صاحب سے مل لیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! وزیر صاحب تو بہت مصروف ہیں ' میاں صاحب تو وزیر اعلیٰ کے آرڈر کے مطابق بھی ' ہمارے چنیوٹ کے لیے ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ ہمارے پڑوسی ہیں۔ لیکن چنیوٹ کے لیے پھر بھی وقت نہیں ہے کہ یہ چنیوٹ میں آ کر معائنہ کریں دیکھیں اور جو مسئلہ ان کے ذمے لگایا گیا ہے اس کو یہ حل کریں۔ اب پتا نہیں ان کے پاس میرے لیے وقت ہو گا یا نہیں؟ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے پاس وقت ہو گا۔ ان شاء اللہ وہ اس مسئلے کو حل کریں گے۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے اور وہ مسئلہ حل کر دیں گے۔ اس کے بعد نمبر 12 ہے حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ آپ کی پہلے چٹ آئی تھی اب آپ تشریف لے آئے ہیں۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میں نے پیش کی تھی' اب چونکہ ٹیکس ختم ہو گیا ہے اس لیے میں اسے واپس لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک التوائے کار واپس لے لی۔ اس کے بعد آپ ہی کی نمبر 13 ہے۔

ماڈل ٹاؤن کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں صارفین کو بجلی کے نرخوں میں حکومت کی اعلان کردہ سبسڈی سے محروم رکھنا

حاجی مقصود احمد بٹ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج سے تقریباً آٹھ ماہ قبل وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے بجلی کے نرخوں میں 30 فی صد سبسڈی دینے کا اعلان کیا تھا۔ واپڈا نے وزیراعظم صاحب کے اعلان پر فوری طور پر عمل درآمد کرتے ہوئے اپنے تمام صارفین کو 30 فی صد سبسڈی دے دی۔

ماڈل ٹاؤن کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور نے اپنے تک وزیراعظم صاحب کے اعلان پر عمل درآمد نہیں کیا۔ یہ سوسائٹی اپنے صارفین کو سابقہ ریٹ پر ہی بجلی فراہم کر رہی ہے۔ جب بھی اس سلسلے میں ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے اعلیٰ افسران سے اس مسئلے پر بات کی جاتی ہے تو طرح طرح کے بہانے بنائے جاتے ہیں۔ اس سوسائٹی کے رہائشی اور دیگر صارفین آئے روز عوامی نمائندوں اور حکومت وقت کے خلاف اس سلسلے میں کافی دفعہ وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ صاحب پنجاب کی رہائش گاہ پر احتجاج بھی کر چکے ہیں مگر اس سوسائٹی کے اعلیٰ افسران پر کوئی اثر نہیں ہوا جبکہ ان کی اس بے رخی پر حکومت وقت کی شہرت کو نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

لہٰذا میری آپ سے التماس ہے کہ اس مسئلہ پر فوری بحث کے لیے اسمبلی میں تحریک التوائے کار کو زیر غور لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر امداد باہمی۔

وزیر امداد باہمی (چودھری محمد ریاض)، جناب والا! ماڈل ٹاؤن سوسائٹی واپڈا سے bulk میں بجلی خریدی ہے اور واپڈا' سوسائٹی کو 2-A کیٹیگری کے مطابق بل بھجوایا جاتا ہے۔ جس پر وزیر اعظم صاحب نے کوئی چھوٹ نہ دی ہے۔ لہٰذا سوسائٹی اپنے سابقہ ریٹ پر بجلی سپلائی کرنے پر مجبور ہے۔ یاد رہے

کہ وزیر اعظم صاحب نے صرف کیٹیگری A کے صارفین کو ایڈیشنل سرچارج میں کمی کی سہولت دی ہے۔ اس ضمن میں وضاحت عرض ہے کہ اس میں سوسائٹی کے افسران یا اہل کاران کا کوئی قصور نہ ہے۔ سوسائٹی کی جانب سے متعدد بار واپڈا حکام اور وزارت بجلی و پانی اور وزیر اعظم آفس میں خطوط اور ٹیلی گرام بھیجے گئے ہیں۔ مگر تاحال کسی قسم کی چھوٹ حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جوں ہی سوسائٹی کو اس قسم کا کوئی ریلیف ملا سوسائٹی کے معززین کو فوراً ریلیف دے دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' حاجی صاحب! درست ہے آپ وزیر صاحب کی بات سے مطمئن ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ: جناب والا! میں تو وزیر صاحب کی اس بات سے مطمئن نہیں ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ جب سارے پاکستان کے لیے ایک قانون نافذ ہوا' سوسائٹی کو تو پہلے ہی وہاں سے رعایت پر بجلی مل رہی ہے۔ جب وہاں سے رعایت مل رہی ہے تو صارفین کو رعایت ملنی چاہیے۔ اگر وہاں سے رعایت نہیں مل رہی تب بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکالنا چاہیے۔ ایک سہولت پورے پاکستان کو مل رہی ہے تو وہاں کے رہائشیوں کو بھی ملنی چاہیے۔ محترم میاں فضل حق بھی اس حلقے کے ایم پی اے ہیں ان سے بھی آپ رائے لے لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (میاں فضل حق): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس مسئلے پر پچھلے دو اجلاسوں میں بھی تحریک التوائے کار بٹ صاحب کی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کے متعلق آئی تھی۔ اس کے اخراجات اور وہاں پر بجلی چوری کے مسئلے پر بحث ہوئی تھی۔ جناب والا! بجلی کے ریٹس پر جو بات آئی ہے' سوسائٹی کا basic concept یہ ہوتا ہے کہ نفع نقصان کے بغیر وہاں کے رہائشیوں کو سہولیات بہم پہنچائی جائیں۔ سوسائٹی بجلی واپڈا سے 9 روپے bulk میں خریدتی ہے اور اس پر اپنے overheads ڈال کر' ملازموں کی تنخواہیں' دیکھ بھال اور اس کے علاوہ وہ قانونی طور پر کچھ charge کر ہی نہیں سکتے۔ ہو یہ رہا ہے اور اس پر emphasis بھی کیا گیا' میں نے اور بٹ صاحب نے بھی کہا کہ وہاں پر جب تک سوسائٹی restore نہیں ہو گی تب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ کیونکہ سوسائٹی میں بے تحاشا کرپشن ہے۔ ابھی حال ہی میں ہم نے ایک ایڈوائزری کمیٹی بنائی' وزیر علیٰ صاحب کے پاس میں اس مسئلے پر ایک وفد بھی لے کر گیا۔ جس میں سوسائٹی کی restoration کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب نے ڈار صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی ہے کہ اس کو restore کرنے کے لیے قدم اٹھایا جائے۔ بات یہ ہے کہ وہاں پر سوسائٹی کے اندر کوئی

competent آدمی ہے ہی نہیں جو اس کو چلا سکے۔ انھوں نے ہمیں ایک break up دیا۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں اور ممبران کے knowledge کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ 33 فی صد overhead لگتا ہے جس میں سے 12 فی صد انھوں نے اپنے منہ سے کہا کہ بجلی چوری ہوتی ہے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ وہ خود admit کررہے ہیں کہ بجلی چوری ہوتی ہے۔ اب 12 فی صد کو ایک سال میں لے کرجائیں تو یہ کوئی 75 لاکھ روپے مہینے کے بنتے ہیں،

It comes to about Rs 75 lac every month. I am talking about every month i.e. May, June, July and August.

اس کے بعد بجلی چوری نہیں ہوتی۔ مقصد کہنے کا یہ ہے جو بٹ صاحب نے یہ motion move کی۔ میں چونکہ وہاں کا رہائشی بھی ہوں اور وزیر صاحب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے واسطے اس مسئلے کو اتنا lightly مت لیں۔ اس کی restoration کی طرف سوچا جائے۔ recently ہم نے کمیٹی کے ساتھ بیٹھ کر ایک decision لیا ہے۔ اور ہم نے ان کو break up دیا۔ ہم نے بیٹھ کر خود ان کو بتایا کہ آپ اس چوری کو اس طرح ختم کر سکتے ہیں۔ They have reduced the rates to an extent کہ انھوں نے 18% پر agree کیا۔ 33 سے پیچھے لاکر 15% پر لے آئے ہیں۔ اب بھی ہم نے ان کو کہا ہے کہ کوئی ٹیکنکل کمیٹی بنائیں۔ ہم آپ کو آدمی دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں آپ منسٹر کوآپریٹو کو شامل کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ، میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ دونوں پوائنٹس لیں کہ وہاں کے جو لوگ ہیں۔ جب تک competent society restore نہیں ہوتی وہاں آئیں۔ اس مسئلے میں وزیر صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہاں کے لوگ اتنے تنگ آ گئے ہیں کہ اب برداشت سے باہر ہو گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کسی طریقے سے سوسائٹی کو restore کروائیں۔ میں بجلی کے مسئلے میں ان سے درخواست کروں گا کہ آپ ذاتی دل چسپی لیجئے اور وہاں پر جو لوگ اس پر خود چوری کی بات کرتے ہیں ذرا ان کی پوچھ گچھ کی جائے۔

وزیر امداد باہمی، جناب والا! اس سلسلے میں پہلے ہی وزیر اعلیٰ نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جس میں میاں فضل حق موجود ہیں۔ دوسرا پوائنٹ جو بجلی کے بارے میں ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے واپڈا کے حکام کو متعدد مرتبہ کہا ہے مگر ان کی وضاحت یہی ہے کہ یہ category B میں آتے ہیں A میں

نہیں آتے۔ لہٰذا اس سلسلے میں جب بھی وہ ہمیں refund کریں گے تو ہم ان کے پیسے واپس کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو اب dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 14 بھی حاجی مقصود احمد بٹ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ ، منسٹر صاحب نے ابھی ایک بات کی ہے کہ وہ refund کر دیں گے۔ This cannot happen, Sir ہمیں کوئی refund نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے ان کی بات پر غور فرمایا۔ کہ ان کی واپڈا والوں سے بات ہوئی ہے جب وہ refund ہو جائے گی۔ اگر نہیں ہوگی تو پھر ان سے پوچھیں گے کہ آپ نے refund کیوں نہیں کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ، بس یہ clarification آپ لے لیں۔ جناب والا! آپ بھی ماڈل ٹاؤن میں رہے ہیں اور آپ کو سارے حالات کا پتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس بات پر جائیں گے تو بہت سی باتیں کھلتی ہیں واپڈا والوں کو کون پوچھے گا؟ واپڈا والوں نے کیا' تو یہ کریں گے۔ اگر واپڈا والوں نے نہ کیا' تو یہ کیا کر سکتے ہیں۔ واپڈا کا عالم یہ ہے کہ آپ نے اخباروں میں میرے متعلق بھی پڑھا ہو گا' دیکھا ہو گا کہ انھوں نے پہلے میٹر تبدیل کیا پھر فوری طور پر 30 ہزار روپے کا بل آ گیا۔ میں نے کہا کہ کل آپ میٹر لگا رہے ہیں اور آج 30 ہزار روپے کا بل بھیج رہے ہیں۔ کہنے لگے کہ آپ اس کو pay کر دیں ہم اس کو adjust کر لیں گے۔ اب یہ تیسرا مہینہ ہے پھر 30 ہزار روپے کا بل آ گیا ہے۔ اگر ان سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اوپر والے جانیں۔ اوپر والوں سے پوچھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ نیچے والے جانیں۔ بات یہ ہے کہ اس بات کو واپڈا والے clear کریں گے اور یہ آنے والے وقت پر منحصر ہے۔ وزیر صاحب فوری طور پر اس کا حل تو نہیں دے سکتے۔ اگر ان کو مل جائے اور یہ refund نہیں کریں گے تو پھر بات کریں گے۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب والا! میں نے تحریک نمبر 14 واپس لے لی ہے اور لکھ کر دے دیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس کے بعد 15 نمبر ہے وہ پڑھ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں وہ کل آئے گی۔ 14 نمبر تحریک withdraw ہوئی۔ اس سے پہلے کہ ہم اگلی کارروائی میں جائیں۔ میں معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ کل ایک بات ٹیلی فون کے سلسلے میں آئی تھی۔ اس کا فوری طور پر جب پتا کیا تو اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کا کوئی قصور نہیں تھا۔ ٹیلی فون والوں کی کارپوریشن نے پالیسی نئی بنائی ہے کہ 109 پر کالز بک نہ ہوں۔ ان کو ہم نے لکھا ہے کہ آپ کو بتانا چاہیے تھا۔ لیکن ہم نے فوری طور پر یہ کیا ہے کہ دونوں ٹیلی فون ڈائریکٹ ڈائلنگ پر کر دیے ہیں اور دو آدمی بٹھا دیے ہیں۔ جس معزز رکن کو ضرورت ہو وہ جائے اور ٹیلی فون ڈائریکٹ ڈائل ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) جی چشتی صاحب۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پچھلے اجلاس کے شروع میں نوٹس مواعید پیش کیا تھا۔ اس کے ساتھ میں نے 147 resolutions اور 165 اور ہاؤس کی کارروائی بھی ساتھ منسلک تھی۔ معلوم نہیں، دفتر نے اس کو برائے comments محکمہ اوقاف کو بھیج دی۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ معزز اراکین سے درخواست ہے کہ وہ ذرا خاموشی اختیار کریں۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! دو مرتبہ پوچھا ہے۔ وہ یہی فرماتے ہیں کہ نوٹس گیا ہوا ہے۔اور ابھی تک comments ہی نہیں آئے۔ اگر یہاں منظور فرما لیتے تو وہ نوٹس مواعید کمیٹی کے سپرد ہو جاتا اور اس کی کارروائی مکمل ہو جاتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کی تحریک ایشورنس تھی۔ منسٹر اوقاف بتائیں گے کہ 5 جون کو یہ ایشورنس موشن آپ کے محکمے کو بھیج دی گئی تھی۔ اس کا کیا ہوا؟ کیا یہ آپ کے سامنے سے نہیں گزری یا آپ کو پیش نہیں کی گئی، کیونکہ اس کا ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا؟

وزیر اوقاف، میری اس سلسلے میں چشتی صاحب سے بات ہوئی تھی۔ میں نے سیکرٹری اوقاف کو بھی اپنے پاس بلایا تھا۔ ان کا مسئلہ جلد حل کر دیا جائے گا۔ پرسوں اس مسئلے پر وزیر اعلیٰ سے بات ہوئی اور معزز رکن نے بھی بات کی۔ کل میں نے بھی اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ سے بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کے باوجود معزز رکن کو ضرورت پیش آئی کہ انھوں نے یہاں پر بات کی۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حتی المقدور کوشش فرما رہے ہیں۔ جو کچھ اس نوٹس میں یا اس کے مطابق جو کارروائی ہوئی ہے اس کے مطابق کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن سیکرٹری صاحب رکاوٹ بنے ہیں۔ وہ ہر طرح سے مخالفت کر رہے ہیں اور نوٹس کو واپس نہیں بھیج رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں وزیر اوقاف سے یہ کہوں گا کہ وہ کل تک اس نوٹس کا جواب اسمبلی کو بھیجیں۔

میزانیہ بابت سال 2000-1999ء کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ گزشتہ روز مطالبات زر کا 22-6-99 کو اعلان کیا گیا تھا کہ قاعدہ نمبر 144 کے ذیلی قاعدہ (4) کے تحت کٹ موشنز پر کارروائی آج مورخہ 23-6-99 کو 1-00 بجے دوپہر تک جاری رہے گی۔اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات زر پر قاعدہ مذکور کے تحت گلوٹین کے ذریعے براہ راست رائے شماری شروع کر دی جائے گی۔ اب ہم مطالبہ زر نمبر 13 سے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر 13

وزیر قانون، جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک رقم جو 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 2000-1999 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک رقم جو 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 2000-1999 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، اپوزڈ۔

جناب قائم مقام سپیکر، مطالبہ زر نمبر 13 میں تخفیف کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' جناب منعم جہاں زیب احمد خان وٹو' جناب منصور احمد خان' صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی' سردار رفیق حیدر لغاری' مولانا منظور احمد چنیوٹی' چودھری خالد جاوید وڑائچ' سید مسعود عالم شاہ' پیر شجاعت حسنین قریشی۔ جناب سعید احمد خان منیس اپنی تخفیف کی تحریک پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir

جناب قائم مقام سپیکر، جی منیس صاحب! فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! کٹوتی کی یہ تحریک محکمہ پولیس کے بارے میں ہے۔ اس معزز ایوان کے باقی جو اجلاس ہوتے ہیں۔۔۔ جناب سپیکر! آپ تھوڑے سے مصروف تھے اس لیے میں رک گیا تھا۔ کیوں کہ آپ نے ہی تو ہمیں سننا ہوتا ہے باقی تو کوئی سننے کے لیے تیار ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سبھی سنتے ہیں اور وہ آپ کے نوٹس لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یوں تو باقی اجلاسوں میں بھی لا اینڈ آرڈر کے سلسلے میں بحث ہوتی رہی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اس معزز ایوان میں کچھ اس قسم کی روایات پڑ گئی ہیں کہ بحث برائے بحث کے لیے تو یہاں باتیں کر دی جاتی ہیں لیکن جن نکات کی طرف نشان دہی کی جاتی ہے ان کی بہتری کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ پولیس ایک ایسا محکمہ ہے اور چونکہ ہم صوبے کی

بات کر رہے ہیں تو صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں پولیس ایک pivotal role ادا کر سکتی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس وقت نہیں کر رہی۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری پالیسی بنانے والی حکومت پر ہے اور حکومت کی کار کردگی اتنی قابل افسوس ہے کہ اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم ہو گی۔ اور میں یہ کہوں کہ اس کو اس خاص مد میں' ویسے تو تمام مدات میں' اس خاص مد میں اگر کوئی رعایتی نمبر دینے کی بھی کوئی گنجائش نکالیں تو وہ بھی نہیں نکلتی۔ جناب سپیکر! جب سے ہمیں آزادی ملی ہے اس وقت سے لے آج تک کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کا جائزہ لیا جائے اور اس صوبے میں آج کی لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ یہ ناکام ترین حکومت ہے تو یہ بے جا نہ ہو گا۔

جناب سپیکر! کسی بھی حکومت کی خاص طور پر 3 اہم ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور ان میں پہلے نمبر پر لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داری ہے' اس کے بعد عوام کو بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کی بات آتی ہے اور پھر ٹیکسیشن کا نظام آتا ہے۔ لیکن سب سے پہلی چیز لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ہے۔ کیوں کہ اگر آپ محفوظ ہوں گے تو پھر آپ ترقیاتی کاموں سے بھی استفادہ اٹھا سکتے ہیں' آپ حکومت کی طرف سے دی جانے والی باقی سہولیات سے بھی استفادہ اٹھا سکتے ہیں لیکن اس میں بنیادی چیز آپ کی سکیورٹی ہے۔ اور اس وقت ایک عام آدمی تو کیا' ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ غیر محفوظ ہیں اور صرف گھر کے' باہر ہی نہیں' بلکہ گھر کے اندر بھی اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک طرف تو وہ قول ہے جو پچھلے روز میرے ایک ساتھی نے یہاں معزز ایوان میں سنایا۔ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ فرات کے کنارے اگر ایک کتا بھی بھوکا سوتا ہے تو اس کی ذمہ داری بھی حکومت وقت پر ہے' خلیفہ پر ہے۔ لیکن یہاں دیکھا یہ گیا ہے کہ وہ بات بالکل ہی الٹ ہے۔

جناب سپیکر! یہاں لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں پہلے جو مباحثات ہوئے اس میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ ہم بطور اپوزیشن مثبت تنقید کریں اور ان باتوں کی نشان دہی کریں جن میں حکومت کی کارکردگی کمزور ہے اور ہم نے کافی تقابلی جائزے بھی پیش کیے۔ اس میں ہم نے گزشتہ سال کا crime rate رواں سال کے ساتھ quote کیا لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اس وقت حکومت اس کے جواب تو لکھے لکھائے دے دیتی ہے لیکن جب لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر ایک نظر دوڑائی جاتی

ہے تو اس کی کار کردگی صفر سے آگے نہیں بڑھتی۔

جناب سپیکر! پہلے تو یہ تھا کہ امیر کے گھر پر ڈاکہ ڈالا جاتا تھا' اگر امیر سڑک پر جا رہا ہے تو اس کو لوٹا جاتا تھا۔ لیکن آج صورت حال یہ ہے کہ اب امیر غریب اور شاہ و گدا میں کوئی فرق نہیں رہا۔ سب کو ایک ہی طریقے سے لپیٹا جا رہا ہے۔ اور پھر حکومت یہ کہتے نہیں تھکتی کہ انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کر لیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آگے چل کر کچھ اعداد و شمار بھی پیش کروں گا اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یہ باور کرانے کی کوشش کروں گا کہ حکومت لاء اینڈ آرڈر کے اس سیکٹر میں توجہ نہیں دے رہی۔ لیکن میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مرکز میں وزیر اعظم صاحب ہیں یا صوبے میں وزیر اعلیٰ ہیں تو وہاں یہ نعرہ تو ضرور لگا دیا جاتا ہے۔ اگر مرکز کی بات ہوگی تو کہا جائے گا کہ "جہاں ظلم' وہاں وزیر اعظم" اور اگر صوبے کی بات ہوگی تو کہا جائے گا کہ "جہاں ظلم' وہاں وزیراعلیٰ"۔ لیکن جب ہم اخبارات کو دیکھتے ہیں تو چیختی چنگھاڑتی سرخیوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ صرف نعرے ہیں' یہ صرف اعلانات ہیں اور ان کی output بالکل نہیں ہے۔ گزشتہ روز بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ ہم اخبارات میں پڑھتے ہیں اور ٹیلی ویژن پر دیکھتے ہیں کہ معزز وزیر اعلیٰ بہت لمبے لمبے دورانیے کی میٹنگز کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ان کی output دیکھی جائے تو وہ بالکل صفر ہے۔ انہوں نے جو ایک ماٹو بنایا ہے کہ تھانہ کلچر کو ختم کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! وہ کلچر ختم ہوتا نظر نہیں آ رہا اور مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جیسے آج آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے معزز رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے تو آپ دیکھیں کہ یہ پولیس کی کارکردگی ہے کہ ہو کچھ رہا ہے اور کہا کچھ جا رہا ہے۔ میں یہاں ایک ایسی مثال بھی دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے ایک سب ڈویژن میں ایک ایسا ڈی ایس پی او تعینات ہے اور اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے کہ اس بے چارے کو نظر نہیں آتا' اس کی آنکھیں کمزور ہیں وہ خود ضمنی لکھ نہیں سکتا' وہ ضمنی پڑھ نہیں سکتا۔ اور وہاں اس کا ریڈر ضمنی لکھتا ہے۔ ڈی ایس پی فرماتے کچھ ہیں' لکھا کچھ جاتا ہے۔ اس کے بعد مدعی یا ملزمان کو سمجھ نہیں آتی کہ ڈی ایس پی صاحب نے فیصلہ کچھ کیا تھا اور لکھا کچھ اور گیا ہے۔ تو میں یہ کارکردگی ضمناً عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے صوبے میں پولیس کی یہ کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر! چاہیے تو یہ کہ اہل اقتدار کو عوام کی آواز سننی چاہیے۔ ایک عام مفروضہ ہے

کہ اہل اقتدار کو سنائی بہت کم دیتا ہے لیکن اگر موجودہ حکومت کو دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ سننے پر یقین نہیں رکھتی اور میں یہ بات اس لیے کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز فلور پر ہم بارہا لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں ان باتوں کی طرف حکومت کی توجہ دلاتے رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جب ہم رزلٹ کی طرف دیکھتے ہیں تو وہ nil ہے۔ اب پوزیشن یہ ہے کہ آفیسرز OSD لگنا پسند کر رہے ہیں۔ وہ فیلڈ پوسٹنگ میں جانا پسند نہیں کر رہے۔ خاص طور پر انتظامی سیٹیں ہیں' جہاں پر انہیں دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! جہاں ایم پی ایز اور ایم این ایز کے قتل اتنی زیادہ تعداد میں ہو رہے ہوں' جہاں ڈی آئی جی رینک کے آدمی قتل ہو رہے ہوں' جہاں ایس ایس پی اور کمشنر انکم ٹیکس اور نیچے تک آپ چلے جائیں' جہاں اتنے قتل ہو رہے ہوں تو پھر فیلڈ پوسٹنگ میں کون جانا پسند کرے گا؟

جناب سپیکر! میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ہمارے صوبے کے اسی محکمے سے تعلق رکھنے والے چند سینئر آفیسرز نے اس وجہ سے اپنے خاندانوں کو باہر منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔ جہاں ایسا رجحان ہو جائے تو پھر عام آدمی کا کیا حشر ہو گا؟ جن سینئر آفیسرز نے ہماری حفاظت کرنی ہے' وہ اپنے آپ کو اتنا غیر محفوظ تصور کر رہے ہیں کہ اپنے خاندانوں کو باہر منتقل کر رہے ہیں' تو پھر عام آدمی کا کیا بنے گا؟

جناب سپیکر! یہ ایسی باتیں ہیں کہ جن کو دیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کنوتی کی تحریک قواعد و ضوابط کے مطابق ہے' یہ حکومت کی توجہ دلانے کے لیے ہے اور یہ بتانے کے لیے ہے کہ آپ کتنا پیسہ پولیس پر خرچ کر رہے ہیں۔ اور اس کی کارکردگی بالکل nil ہے۔

جناب سپیکر! پہلے بھی یہ واقعات ہوئے ہیں کہ ہمارے معزز ممبران بھی قتل ہوئے ہیں اور حال ہی میں عبدالشکور سواگ صاحب نے حلف لیا ہے' یہ جس سیٹ پر آئے ہیں وہ معزز ممبر بھی قتل کیے گئے۔ آپ دیکھیے کہ کیا ان کے والدین' بہن' بھائی اور بچے بھی تو انتظار میں رہتے ہوں گے کہ ہمارے خاندان کا فرد اپنے گھر میں واپس آئے۔ لیکن وہ آج تک بین ہی کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہم سب اسی ایک طبقے میں شامل ہیں۔ یہ نہ ہو کہ کسی دن ہم میں سے بھی کسی ایک کی باری آ جائے۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! گورنمنٹ تو کہتی ہے کہ میرٹ پر تمام پوسٹنگز اور ٹرانسفرز کی جا رہی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اس صوبے میں in-laws کا دوردورہ ہے۔ آپ کئی جگہ پر دیکھیں گے کہ حکومتی پالیسی بنانے والے، جن میں سیاست دان اور بیورو کریٹ ہیں۔ میں ان کو in-laws کہتا ہوں۔ ان کے داماد، بھتیجے اور جو رشتے داروں کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اس میرٹ پالیسی کی صریحاً نفی ہے کہ in-laws کو تو بہتر سیٹیں مل جائیں اور باقی بےچاروں کو out-laws سمجھا جائے۔ اس لیے in-laws کے گروپ کو ختم کر کے سختی سے میرٹ پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس پر شاید اعتراض نہ کروں، کیونکہ میرے ساتھیوں کا معاملہ ہے کہ سب ڈویژنل لیول پر تو خاص طور پر ڈی ایس پیز اور ایس ایچ اوز کی تعیناتیاں معزز ممبران کی مرضی سے ہو رہی ہیں۔ میں معزز ممبران کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ وہ بھی گورنمنٹ کی میرٹ پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر سفارش کرنی ہی ہے تو ایسے لوگوں کی سفارش کریں جو کہ صحیح طریقے سے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں امن عامہ کی اہمیت کے حامل معاملہ ہو تو وہاں اگر آپ موٹر ویز بنائیں گے، رنگ روڈ بنائیں گے اور انڈر پاس بنائیں گے تو اسے کوئی اچھا نہیں کہے گا۔ اس لیے نہیں کہے گا کہ عام آدمی محفوظ نہیں ہے۔ حکومت پرائیویٹائزیشن کی بہت دل دادہ ہے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ سکیورٹی مہیا نہیں کر سکتے تو پھر امن عامہ کو آپ پرائیویٹائز کر دیں۔ آپ ساروں کو کہہ دیں کہ حکومت اپنا آئینی حق ادا نہیں کر سکتی، آپ اپنی سکیورٹی خود کریں اور یہ اعلان کر دیا جائے کہ اسے پرائیویٹائز کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اسی کے حوالے سے جو چیز co-related ہے۔ میں اس کنوئی کی تحریک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کروں گا کہ اس وقت جیل منشیات فروشی اور جنسی جرائم کے اڈے بنے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ کو اس کی طرف پوری توجہ کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیل جو جرائم کے اڈے ہیں، یہ نرسریاں بھی ہیں، یہ یونیورسٹیاں بھی ہیں اور جیلوں سے مکمل معلومات اور ٹیکنیکل ٹریننگ لے کر وہاں سے نوجوان نکلتے ہیں۔ یہ معاملہ حکومت کی توجہ کا حامل ہے کہ جیل جو عبرت گاہ بنے۔ وہ ایک محفوظ کمین گاہ کا درجہ اختیار کر گئی ہے اور ایسے لوگ جو منشیات فروش ہیں، وہ اپنے آپ کو جیلوں میں زیادہ محفوظ محسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ جیلوں میں ان کا کاروبار آسانی سے

اور اچھے طریقے سے چل سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ انھوں نے جو فریضہ ادا کرنا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہے۔ پولیس کی جو انتظامیہ ہے۔ Prime Minister of Great Britain Sir Robert Neil (1788-1850) جب ہوم سیکرٹری تھے تو انھوں نے پولیس کی ایک regular force میٹروپولیٹن لاہور میں 1829ء میں establish کی تھی۔ اس کو آج بھی Bobies کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارا Police establishment کا سلسلہ وہاں سے شروع ہوا اور وہاں سے یہ borrow کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جو پولیس کے طور طریقے ہیں اور یہاں جو crime rate ہے۔ اگر اس کو پتا چلے جس نے اس کو ایجاد کیا تھا یا جو اس کا pioneer تھا تو میرے خیال میں وہ بےچارہ اپنی قبر میں اپنے آپ کو un comfortable محسوس کرے گا کہ پولیس کو بنانے کا جو concept تھا۔ اسے آج یہاں پورا نہیں کیا جا رہا' بلکہ خاص طور پر ہمارے صوبے میں پولیس کا جو کردار ہے۔ It has been degenerated in to Judge, Jury and Executioners. کہ وہ تفتیش بھی خود کرتی ہے' اس کا فیصلہ بھی وہ خود لکھتی ہے' وہ عدالت بھی خود بن جاتی ہے اور اس کے بعد وہ executioner بھی خود بن جاتی ہے۔ میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہاں جو ماورائے عدالت جعلی مقابلے ہو رہے ہیں' میرا اشارہ اس طرف ہے۔

جناب سپیکر! پھر یہ ایسا مسئلہ ہے' چاہے کوئی حکومت میں یا اپوزیشن میں بیٹھا ہے' ہم لاکھوں عوام کے نمائندہ ہیں تو ہم برابر کے ذمہ دار ہیں اور عوام کو جواب دہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو صرف تنقید سمجھتے ہوئے ہی نہیں لینا چاہیے کہ حکومت اس پر توجہ نہ دے۔ میں پہلے بھی بجٹ تقریر میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا تعاون جہاں تک ہم کر سکتے ہیں۔ ہم اس کے لیے حاضر ہیں لیکن حکومت کو چاہیے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو اچھے طریقے سے thrash out کرے اور دیکھے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ کیا یہ بے روزگاری کی وجہ ہے یا مہنگائی کی وجہ ہے یا اس صوبے میں کوئی گروپس بن گئے ہیں جن کو حکومت کنٹرول نہیں کر پا رہی۔ کون لوگ ہیں جو اس کی پشت پناہی کر رہے ہیں؟ جرائم کی شرح کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ دہشت گردی کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ ڈکیتیاں کیوں بڑھتی جا رہی ہیں؟ car snatching کیوں بڑھتی جا رہی ہے؟ اگر آج آپ اپنے گھر میں بیٹھے ہیں تو آپ محفوظ نہیں ہیں۔

کوئی بھی شخص اندر داخل ہو کر آپ کو ایک منٹ میں قتل کر کے چلا جائے۔ کیوں کہ آج کل اتنا حساس اسلحہ آ گیا ہے کہ اگر سو آدمی بھی بیٹھے ہیں تو ان کے لیے صرف ایک ہتھیار ہی کافی ہے اور ہمارے سمیت باقی افسران یا کسی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اپنے دفاتر میں غیر محفوظ ہیں۔ ججز، وکلاء اور طالب علم بھی غیر محفوظ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے حکومت کو ایسی strategy اور ایسا cell قائم کرنا چاہیے کہ وہ ان باتوں کو دیکھے کہ کون سی ایسی کمی ہے، کون سی ایسی جگہ ہے جہاں پر حکومت اپنی توجہ نہیں دے پا رہی؟ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اپنے صوبے کے لاء اینڈ آرڈرز کی صورت حال پر توجہ دینی چاہیے اور ہمارے چیف ایگزیکٹو کو چاہیے کہ وہ وفاقی معاملات میں ضرور رہ نمائی کریں۔ وہاں پر ضرور ایک مشیر کا کام کریں۔ جناب سپیکر! لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اپنے صوبے کے لوگوں کے تحفظ کو اولیت دی جانی چاہیے۔ وہ صوبے کی قطعاً خدمت نہیں کر رہے جو کہ ایک چیف ایگزیکٹو کو کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! بجٹ میں بھی ذکر ہے اور ویسے بھی آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ جو فورسز بنائی گئی ہیں جس میں ایلیٹ فورس کا بہت زیادہ چرچا تھا۔ جناب سپیکر! اس کے لیے بھی خاطر خواہ فنڈز رکھے گئے ہیں۔ لیکن ایلیٹ فورس کی کارکردگی، میں سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کے لیے وہ بنائی گئی تھی شاید وہ مقصد achieve نہیں ہو رہا۔ شریف شہریوں اور عام لوگوں کا perception یہ ہے کہ وردی پوش جو اس معاشرے کا حصہ ہیں۔ ان کو غنڈوں کا نام دیا جاتا ہے۔ جب عام پبلک بیٹھ کے باتیں کرتی ہے اور ان کے خلاف اخبارات میں ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایسا شرم ناک واقعہ ان سے ہوا ہوتا ہے کہ ایلیٹ فورس کے بارے میں حکومت کے concept کو جب سامنے رکھا جاتا ہے تو پھر وہ concept عوام کا منہ چڑاتا نظر آتا ہے۔ جناب سپیکر! ایلیٹ فورس کی میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ محرم کے دنوں میں ایک ایسا واقعہ جو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ایلیٹ فورس نے وہاں ٹریفک پولیس کے فرائض سنبھالے ہوئے تھے اور لوگوں سے پیسے بٹور رہے تھے۔ I was myself victim of this کہ میں نے ملتان سے لاہور آنا تھا اور وہاں ایلیٹ فورس نے میری گاڑی کو بھی روکا کیوں کہ میں بغیر اسکارٹ کے جا رہا تھا اور انہوں نے کہا کہ کاغذات دکھائیں۔ تو میں نے ان کو یہ کہا کہ بھئی، ایلیٹ فورس کا تو یہ کام نہیں ہوتا کہ آپ ٹریفک پولیس کو سنبھالیں۔ جب ان سے میرا تعارف ہوا تو مجھے تو انہوں نے جانے دیا۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ باقی صوبے کے عوام کے ساتھ کیا حشر کر رہے ہوں گے؟

ایلیٹ فورس کا کیا کام ہے کہ وہ ٹریفک پولیس کے فرائض سنبھالیں؟ جناب سپیکر! اس طریقے کے جو معاملات ہیں ان سے ہر شخص غیر محفوظ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عوام نفسیاتی مریض بنتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی یہ عرض کیا تھا اور میں اس کو دہرانا بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ کیوں کہ آنر ایبل منسٹر فنانس نے اپنی winding up تقریر میں ایک الزام لگایا تھا کہ ہم نے تو کانسٹیبل کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اور اس پر بھی لیڈر آف دی اپوزیشن نے تنقید کی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے criticism تو گورنمنٹ کی اس بات پر کیا تھا کہ آپ نے بلند بانگ دعوے تو کر دیے ہیں' slogans تو چھوڑ دیے ہیں' اپنی بجٹ تقریر میں اعلانات تو کر دیے ہیں کہ کانسٹیبل کی تنخواہ ایک ہزار روپے ماہانہ بڑھا دی جائے گی۔ لیکن میں نے ان کو یہ عرض کیا تھا کہ آپ صرف slogans کی حد تک رکھ رہے ہیں کہ جب بجٹ بکس میں دیکھا تو کہیں reflect نہیں ہوا ہوا تھا کہ ہزار روپے کی تنخواہ بڑھ جائے گی۔ ہزار روپے کی تنخواہ کانسٹیبل کے لیے اور ویسے حکومت نے جو اعلان کیا ہے کہ وہ تمام افسران یا لوئر سٹاف کی تنخواہ میں 25 فی صد تک اضافہ کر دیں گے۔ اس کا بھی کہیں ذکر نہیں اور میں اس لیے کہتا ہوں کہ حکومت کو دوغلی چھوڑ دینی چاہیے۔ آپ وہی اعلان کریں جس کو آپ پورا بھی کر سکیں اور وفا بھی کر سکیں۔ جناب سپیکر! کانسٹیبل کی تنخواہ پر میری اپنی رائے یہ تھی کہ ایک تو انہوں نے reflect نہیں کیا اور پھر یہ ان کو اندھیرے میں رکھنے کا طریقہ سوچ رہے ہیں۔ تو وہ یہ ہے کہ میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ ان کو 1994ء سے 25 فی صد raise دے رہے ہیں۔ بنیادی پے سکیل سے 1994ء سے رہے ہیں جب کہ ایک کانسٹیبل کی تنخواہ اس وقت 14 سو روپے ہوا کرتی تھی اور آج کانسٹیبل کی تنخواہ 20,24 سو روپے ہے۔ اگر وہ 1994ء سے 25 فی صد raise دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور پھر یہ جو 25 فی صد اضافہ ہے یہ بنیادی پے سکیل میں نہیں دیا جا رہا۔ یہ ایک الاؤنس کے طور پر دیا جا رہا ہے اور ہزار روپیہ بھی ایک الاؤنس کے طور پر دیا جا رہا ہے۔ یہ اگر بنیادی پے سکیل میں شامل نہیں ہوگا تو ان کو پنشن کے benefit نہیں ملیں گے اور پھر ہزار روپے کی تنخواہ جس کا بجٹ کی کتابوں میں کہیں بھی ذکر نہیں آیا۔ اب یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنا پیسہ بھی بچا لیں اور ایک اعلان بھی کر دیں کہ جو پولیس کانسٹیبل' جو روزانہ کا ڈرائیوری کا الاؤنس دیتا ہے وہ ماہانہ اس کا رف اندازہ ہے کہ وہ چودہ

پندرہ سو روپیہ بن جاتا ہے۔ اس کو ختم کر کے ایک فکسڈ الاؤنس جو ہے' وہ ہزار روپے دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ گویا کہ پولیس کی تنخواہیں بڑھائی نہیں جا رہیں بلکہ ان کو کم کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ پندرہ یا چودہ سو روپے سے ہزار روپے فکس کر دیں گے تو چار پانچ سو روپے کا پولیس کانسٹیبل کو خسارہ ہوگا۔ اس کا پولیس کانسٹیبل کو فائدہ نہیں ہوگا۔ تو یہ بھی ایک بات تھی جو کہ میں بتانا چاہتا تھا۔ کیوں کہ معزز منسٹر صاحب نے اپنی winding up تقریر میں یہ ذکر کیا تھا۔

جناب سپیکر! ڈرین فورس کے نام پر بجٹ میں پروویژنز رکھی گئی ہیں۔ اب ڈرین فورس جو ہے پولیس ڈیپارٹمنٹ وہ جس طریقے سے ڈرین ہو کر ہمارے سامنے آئی ہے اور جو کام وہ فیلڈ میں کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! وہ نہ آپ سے' نہ مجھ سے اور نہ معزز ممبران سے کوئی ڈھکے چھپے ہیں۔ تھانوں میں کس طریقے سے کرپشن ہو رہی ہے' انکیسرز میں کس طریقے سے کرپشن ہو رہی ہے؟ یہ جو ٹریننگ ہے۔ آج جس طرح گورنمنٹ نے slogan دیا ہے کہ عام آدمی کو پولیس سٹیشن میں عزت کا مقام دیا جائے گا۔ کیا اس کو عزت کا مقام مل رہا ہے؟ جو ٹریننگ کے نام پر پیسہ دیا جا رہا ہے کیا یہی ٹریننگ ہے کہ ایک آدمی جب پولیس سٹیشن پر جاتا ہے تو اس کو دھتکار دیا جاتا ہے۔ اس کو عزت سے deal نہیں کیا جاتا۔ اس کو دھکے مارے جاتے ہیں۔ اپنا مقدمہ درج کرانے کے لیے وہ کئی کئی دن روتا پھرتا رہتا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا کہ تھانے کے سطح پر ایسی کرائم کمیٹیز بنائی جائیں جو کہ Irrespective of political affiliation ہوں' Irrespective of party affiliation ہوں۔ اس میں آپ مسلم لیگ کے آدمی بھی شامل کریں' پیپلز پارٹی کے لوگ بھی شامل کریں' پولیٹیکل پارٹیز کے لوگ بھی شامل کریں اور تب جا کے وہ ایک ایسی کمیٹی بن سکتی ہے جو کہ صحیح معنوں میں اپنے عوام کی نمائندگی کر سکے۔ جتنی آپ کمیٹیز بنا رہے ہیں اگر اس میں صرف حکم ران طبقے سے لوگ رکھیں گے تو وہ کمیٹیز اپنا صحیح کام بالکل سرانجام نہیں دے سکتیں اور ہمارا جو رورل کلچر ہے' ارین کلچر ہے اس کو جب ہم دیکھتے ہیں تو وہاں ایک polarization ہے۔ وہاں گروہ بندی ہے' لابیز بنی ہوئی ہیں۔ اگر ایک لابی کے آدمی اس میں شامل ہیں اور دوسرے کے نہیں ہیں تو ظاہر ہے کہ جو ہمارا پولیٹیکل معاشرہ ہے وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے وہاں کمیٹیز بھی اپنا صحیح رول ادا نہیں کر سکتیں اور وہ کمیٹیز بھی دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ان کے خلاف غلط مقدمات درج کراتی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں جو ڈرین فورس کے لیے جو

پیسہ رکھا گیا ہے اس کو ensure کیا جائے کہ یہ صحیح ٹریننگ ہو اور کچھ عوام جس طریقے سے چاہتے ہیں، عزت چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ بہتر طریقے سے deal کیا جائے، ان کی بہتر طریقے سے شنوائی ہو اور جو بھی اپنی فریاد لے کے تھانے میں جاتا ہے، فوراً اس پر عمل کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تو ڈرین فورس کہ جب پیسہ خرچ ہو گا تو اس وقت تو حق بجانب ہو سکتا ہے، ورنہ یہ حق بجانب نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میں جب بات کرتا ہوں جس طرح میں نے پہلے عرض کیا، اس سے پہلے کہ میں crime figures کی طرف آؤں کہ جو ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں، یہ جو جعلی پولیس مقابلے ہو رہے ہیں۔ میں نے اگلے روز بھی یہ عرض کیا تھا کہ جب غلط آدمیوں کے خلاف کارروائی ہو اس کو کوئی بُرا نہیں کہتا۔ لیکن یہاں پر پولیس اختیارات کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس دن مثال بھی دی تھی کہ جس دن میں نے بھائی پھیرو کا نام لیا اور آپ نے بھول نگر کہا وہ ایک ہی بات ہے۔ لیکن میں نے وہ مثال دی تھی کہ وہاں پولیس نے رشوت لے کر کچھ لوگوں کے مخالفین کو قتل کیا تھا۔ تو اس کو چیک کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ آپ نے پولیس کو ایک کھلا لائسنس اور ایک پرمٹ دے دیا ہے کہ وہ جس کو چاہے قتل کر دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ منصفانہ بھی نہیں اور اخلاقاً بھی غلط ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ خاص طور پر پولیس مقابلوں کو دیکھے کہ کہاں صحیح ہوئے ہیں اور کہاں غلط ہوئے ہیں؟ پولیس مقابلوں کو غلط میں اس لیے کہتا ہوں کہ ہم اخبارات میں روزانہ دیکھتے ہیں کہ ان میں ایک ہی قسم کی سٹوری چھپی ہوتی ہے۔ ایسا شخص جس نے خود اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کیا ہوتا ہے ان کو بھی دکھا دیا جاتا ہے کہ وہ بھاگ رہا تھا اس کو پھڑا کے لے جایا جا رہا تھا اور اس کو پولیس مقابلے میں مار دیا گیا۔ ایک شخص جو خود اپنے آپ کو تھانے میں آ کر ایس ایچ او ایس پی یا ڈی آئی جی کے سامنے پیش کرے تو اس کو پھر بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ عام سمجھنے کی بات ہے کہ خود پولیس کے حوالے ہونے والا شخص کبھی بھی نہیں بھاگے گا اور نہ ہی اس کو کوئی چھڑوائے گا۔ جناب سپیکر! یہ ایسی باتیں ہیں جو حکومت کی توجہ کی مستحق ہیں اور میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ عدلیہ کو چاہیے کہ وہ اس کا نوٹس لے کہ اس قسم کی باتیں کیوں ہو رہی ہیں۔ اور پھر ان مسائل کی طرف توجہ دلانے کے لیے اپوزیشن یا صاحب رائے لوگوں کی طرف سے جب

سوالات اٹھائے جاتے ہیں تو کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبے کے آئینی سربراہ عوام کو عدالتوں کا راستہ دکھاتے ہیں بجائے اس کے کہ صوبے کا آئینی سربراہ حکومت سے پوچھے کہ یہ غلطیاں کیوں ہو رہی ہیں۔ اس کے برعکس صوبے کے آئینی سربراہ عوام کو عدالتوں کا راستہ دکھاتے ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عدالتوں کو چاہیے کہ وہ sou moto ایکشن لیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ کرائم نگرز کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں' کیونکہ جب میں یہ کہہ رہا ہوں کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال خراب ہے پولیس کو جو سکیورٹی فراہم کرنی چاہیے وہ فراہم نہیں کر رہی' تو میں نگرز کی صورت میں اس کو justify کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اس میں ' میں جہاں پنجاب کے اعداد و شمار پیش کروں گا وہاں کراچی اور سندھ کے اعداد و شمار بھی پیش کروں گا۔ جیسے میں نے کل زراعت کے حوالے سے فصل وار اور فی ایکڑ کے حساب سے اعداد و شمار پیش کیے تھے کہ جب ہم باقی صوبوں کے ساتھ اپنا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں تو ہم زراعت میں دوسرے چھوٹے صوبوں سے بہت پیچھے ہیں۔ حالانکہ ہمارا بڑا صوبہ ہے یہاں زراعت پر ہمارے ہاں جتنا زیادہ potential ہے ہمیں جتنی زیادہ آمدنی ہونی چاہیے اس کے حساب سے ہم چھوٹے صوبوں سے بہت پیچھے ہیں۔ جہاں امن و امان کی بات ہو گی تو میں اس کا بھی دوسرے صوبے کے ساتھ موازنہ کروں گا تاکہ میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کو یہ justify کر سکوں کہ میں جو بات کر رہا ہوں وہ صحیح کر رہا ہوں اور یہ بات میں اس نظریے سے کر رہا ہوں کہ ہمارے خلاف عوام میں بہت retaliation ہے۔ ہم منتخب نمائندوں یا حکومت کے خلاف عوام میں بہت retaliation ہے اور عام آدمی یہ محسوس کر رہا ہے کہ ان کو سکیورٹی مہیا نہیں کی جا سکتی۔ تو اس میں اگر ہم یہاں بیٹھ کر ایسی تجاویز اور آراء پیش کریں جس سے کہ ایک عام آدمی یا تمام مکتبہ فکر کے لوگ جو کہ سکیورٹی کے سلسلے میں حکومت کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ اگر ہماری آراء سے ان کو کوئی ریلیف مل سکتا ہے تو ہمیں ایسی آراء دینی چاہییں۔ جناب سپیکر! میں پنجاب کے اعداد و شمار پیش کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ میں بارہا یہ کہہ چکا ہوں کہ ہمارے ہاں کوئی ایسی روایت نہیں کہ یہ اعداد و شمار حکومت عام آدمی کو مہیا کرے۔ ہم نے یہ اعداد و شمار دائیں بائیں سے اکٹھے کرنے ہوتے ہیں اور میں نے یہ کوشش کی ہے کہ یہ اعداد و شمار حکومت کے حوالے سے ہی دوں' کیونکہ یہی اعداد و شمار پریس کانفرنسوں میں آئی جی صاحب اور دوسرے حکومتی ارکان پیش کرتے

رہے ہیں اور مختلف اخبارات و رسائل سے بھی یہ اعداد و شمار لیے گئے ہیں۔ تو پنجاب میں 1998ء میں 4732 قتل ہوئے ہیں۔ میرا مقصد سندھ کے ساتھ اس کا تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے' کیونکہ کہا جاتا ہے کہ سندھ میں حالات بہت خراب ہیں' وہاں پر امن وامان کی صورت حال بہت زیادہ خراب ہے۔ تو اس کا جب سندھ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو میں یہ کہتا ہوں کہ کراچی اور سندھ سے ہمارے حالات زیادہ خراب ہیں' تو جناب والا! پنجاب میں 1998ء میں 4732 جب کہ سندھ میں 2172 قتل ہوئے۔ پنجاب میں ریپ کے مقدمات 1653 اور سندھ میں 317 ہوئے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ کتنے glaring قسم کے اعداد و شمار ہیں۔ pillion riding کے بارے میں پورا صوبہ کہہ چکا ہے کہ اس کو ختم کر دینا چاہیے' عام آدمی کو اس سے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ اگر حکومت یہ کہے کہ pillion riding پر پابندی کی وجہ سے جرائم کی شرح کم ہو گئی ہے تو وہ کہیں نظر نہیں آتا۔ pillion riding پر 1998ء میں 43905 مقدمات درج کیے گئے ہیں۔ 1998ء پنجاب میں burglary کے مقدمات 10133' اغواء کے 5758 مقدمات درج کیے گئے۔ جناب والا! یہ صرف reported مقدمات ہیں اور آپ کو اور ہم کو یہ پتہ ہے کہ تھانوں میں جو حال ہوتا ہے کہ وہاں پر ہر آدمی کی شنوائی نہیں ہوتی۔ یہ صرف reported مقدمات ہیں۔ جن میں ڈکیتی کے 4580' گینگ ریپ 96' اور فرقہ وارانہ 78 قتل کے مقدمات درج ہوئے ہیں۔ تو جب آپ اس شرح کو سامنے رکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور سندھ میں کتنا فرق ہے؟ جناب سپیکر! اب میں لاہور اور کراچی کا ایک موازنہ پیش کرتا ہوں۔ میں نے پچھلے دنوں بھی یہ بات کی تھی اور پھر معزز وزیر نے جواب دیتے ہوئے کچھ اس طریقے سے کہا تھا کہ یہاں پر چونکہ آبادی زیادہ ہے اس لیے یہاں پر جرائم کی شرح زیادہ ہو گئی ہے۔ 1998ء میں قتل کے مقدمات صرف لاہور میں 996 ہوئے ہیں جبکہ کراچی میں 699 قتل ہوئے ہیں۔ میں آپ کو ان کی تفصیل ماہانہ وار بتا دیتا ہوں۔ جنوری میں لاہور 79 کراچی 30' فروری میں لاہور 67 کراچی 95' مارچ میں لاہور 96 کراچی 44' اپریل میں لاہور 91 کراچی 48' مئی میں لاہور 83 کراچی 53' جون میں لاہور 77 کراچی 130 یہاں ان کی شرح بڑھ گئی' جولائی میں لاہور 92 کراچی 76' اگست میں لاہور 89 کراچی 62' ستمبر میں لاہور 75 کراچی 56' اکتوبر میں لاہور 80 کراچی 35' نومبر میں لاہور 69 کراچی 35' دسمبر میں لاہور میں 88 اور کراچی میں 37 قتل ہوئے۔ تو آپ ماہانہ شرح اگر دیکھیں تو لاہور کی 83 بنتی ہے اور کراچی کی 55 بنتی ہے اور فی ہفتہ شرح لاہور کی 21 بنتی ہے۔ یعنی کہ تین افراد روزانہ یہاں قتل ہو

رہے ہیں۔ تو یہ اتنے glaring examples ہیں کہ میں سمجھتا ہوں اگر اس کو آپ مدنظر رکھیں تو جو امن و امان کی صورت حال ہمارے صوبے کی ہے' وہ آپ کے سامنے بالکل عیاں ہو کر آ جاتی ہے کہ It is not up to the mark. یہ mark سے بہت پیچھے ہے اور اس میں considerable effort exert کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اس کو ٹھیک کیا جائے۔ اس کے علاوہ پنجاب میں 1998ء میں 26 بم دھماکے ہوئے جب کہ سندھ میں 11 دھماکے ہوئے۔ پنجاب کے آٹھ ڈویژنوں میں سے لاہور اور گوجرانوالہ ڈویژنوں میں سب سے زیادہ دہشت گردی کے حملے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں موجودہ سال 1999ء کے کچھ figures vis-a-vis the other provinces آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور میں یہ یہاں سینیٹ کے حوالے سے quote کرنا چاہتا ہوں جہاں Interior Minister نے یہ figures دیئے تھے تاکہ کل آنرایبل منسٹر صاحب یہ نہ کہیں کہ یہ concoted figures ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

Welcome Mr. Chairman ۔ جناب چیئرمین! سینیٹ میں Interior Minister نے جو statement دی تھی اس میں صرف قتل کے کیسز انھوں نے بتائے کہ پاکستان میں 1999ء کے پہلے تین ماہ میں 2,235 قتل ہوئے ہیں۔ پنجاب میں 1,086' سندھ میں 431' فرنٹیئر میں 433 اور بلوچستان میں 61۔ تو یہ آپ دیکھیں کہ کس طریقے سے ہمارے صوبے میں کرائم ریٹ اوپر جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! پھر جہاں میں خودکشیوں کی بات کرتا رہا ہوں وہاں میں چاہتا ہوں کہ تھوڑے سے figures بھی آپ کو عرض کر دوں جو میں نے اکٹھے کرنے کی کوشش کی ہے۔ پنجاب میں جنوری سے لے کر اپریل تک 334 خودکشیاں ہوئی ہیں۔ جس میں جنوری میں 25' فروری میں 50' مارچ میں 101 اور اپریل میں 198۔ اور آپ دیکھیں کہ خودکشیوں کا ماہوار trend بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس میں مہنگائی' بے روزگاری' امن و امان کی صورت حال' ان سب کو آپ ملائیں تو یہ آپ کو بتائے گا کہ ہمارا صوبہ کس ڈگر پر جا رہا ہے اور کس طریقے سے یہاں عوام کو protection مل رہی ہے۔

جناب چیئرمین! اس میں' میں ایک حوالہ یہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں صرف عورتوں کا اگر ہم ذکر کریں تو 1998ء میں 841 قتل عورتوں کے ہوئے ہیں اور 700 اغواء ہوئے ہیں اور پچھلے دنوں کے ایک سروے کے مطابق پہلے تین مہینے جو 1999ء کے تھے اس میں باقاعدہ ان نوے دنوں میں جو ریپ کیسز رپورٹ ہوئے ہیں وہ 300 کیسز ہیں اور اس میں آپ دیکھیں کہ ہر مہینے کے لیے سو عورتوں کا ریپ ہونا یہ ایک بہت ہی alarming situation ہے اور یہ ایک منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہمارے اس صوبے میں امن و امان کی صورت حال کافی خراب ہے۔

جناب چیئرمین! میں نے یہ آپ کو مختصراً اعداد و شمار پیش کیے ہیں جس میں' میں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آپ پولیس پر اتنا زیادہ پیسہ جو رکھ رہے ہیں' یہ عوام کا پیسہ ہے' آپ اس کے صحیح استعمال کے لیے اقدامات کریں۔ پھر یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کو تحفظ بھی فراہم کرے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو تحفظ فراہم کرے۔ تو میں اپنی بات کو اب ختم اس لیے کرتا ہوں کیونکہ ہماری کوشش ہے کہ آج وقت بہت تھوڑا ہے تاکہ کچھ اور ڈیپارٹمنٹس کو take up کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بیٹھنے سے پہلے میں یہ پھر عرض کروں گا کہ حکومت وقت کو خدارا اس پر توجہ دینی چاہیے کہ امن و امان کی صورت حال بہت زیادہ خراب ہو چکی ہے اور پولیس کی کارکردگی انتہائی ناقص ہے اور اس کی ذمہ دار حکومت خود ہے کیونکہ حکومت policy maker ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خان صاحب آپ؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین۔۔۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید اکبر خان: پہلے تو میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ آپ اس کرسی پر تشریف لائے۔ 1985ء سے میں دیکھ رہا ہوں لیکن اس دفعہ مجھے بڑی امید تھی کہ پچھلے دس بارہ سال سے کسی پارٹی کے ساتھ آپ کی جو کارکردگی ہے اس لحاظ سے اس دفعہ کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ لیکن میں اس پہ بھی خوش ہوں کہ جب بھی اجلاس شروع ہوتا ہے تو اس میں جو پینل آف چیئرمین بنتا ہے اس میں آپ کا نام ہوتا ہے اور اس میں آپ پھر نمبر ون پر ہوتے ہیں اور آپ preside کرتے ہیں۔

مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ چلو، کچھ اور نہیں تو یہ تو ہے۔ (قہقہے)

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے انتہائی قابل احترام بھائی سعید اکبر خان صاحب نے آپ کی تھوڑی سی previous history بیان کی ہے لیکن مجھے بڑا دکھ ہوا کہ 19 ماہ تک آپ کو بغاوت کے الزام میں ناجائز قید رکھا، یہ انھوں نے آپ کو نہیں بتایا۔ کوٹ لکھپت جیل میں آپ کو 19 ماہ تک ایک جھوٹے بغاوت کے مقدمے، میں انھوں نے آپ پر یہ مہربانی کی۔ اس کا بھی اظہار کر دیتے تو ہاؤس کو پتا چل جاتا کیونکہ کئی نئے ممبر یہاں پر آئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اسی کارکردگی کے لیے تو آپ کو کہہ رہا تھا۔ لیکن انھوں نے انصاف نہیں کیا۔ میں اس بات پر بات کر رہا تھا۔ یہ اپنی بات کو کبھی admit نہیں کرتے۔ دوسرے کی بات یاد رہتی ہے۔ اپنی بات نہیں یاد رہتی۔ میں نے تو کہا کہ آپ کی سابقہ کارکردگی کے مطابق میں امید کرتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ لیکن کچھ نہیں ہوا۔ میں تو آپ کی کارکردگی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اس لیے میں نے یہ گزارش کی تھی۔

جناب چیئرمین، یہ ساری باتیں اس کٹوتی کی تحریک سے کس طرح منسلک ہو گئیں؟

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب۔ میں نے وہ start کیا ہے ناں۔ تو آپ کو مبارک باد کے زمرے میں، میں نے یہ گزارش کی ہے۔

جناب سپیکر! پولیس پر کٹ موشن پیش ہوئی ہے اور اس پر discussion ہو رہی ہے۔ میں اس پر زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ مجھے احساس ہے کہ ہماری دو تین cut motions اور ہیں۔ ایجوکیشن ہے ہیلتھ ہے۔ ہم ان پر discuss کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر میرے بھائی سعید احمد خان منیس نے سیر حاصل بحث کی اور اس پر انھوں نے اعداد و شمار کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ یہ گورنمنٹ لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے میں ناکام رہی۔

جناب سپیکر! میں ایک بات آج اس floor of the House پر کہنا چاہتا ہوں کہ پولیس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ ہمیں اس کو ٹھیک کرنا ہے اور ہمیں کرنا چاہیے اگر ہم اس معاشرے کو بہتر انصاف مہیا کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! کورٹس بھی انہی کی فائنز کی مرہون منت ہیں کہ جو بھی یہ ریکارڈ کورٹ میں پیش کریں گے، جو بھی گواہیاں یا ان کی ضمنیاں جائیں گی تو کورٹ کے بھی دائرہ اختیار میں اتنا

نہیں ہے کہ ان تمام چیزوں کو نظرانداز کر کے وہ کوئی فیصلہ کر دیں۔ ایک بات جو میں بار بار سوچتا ہوں جس میں ہم تمام لوگ شامل ہیں' اس میں' میں بھی شامل ہوں' میرے دوسرے دوست بھی شامل ہیں' میں سوچتا ہوں کہ دو ڈیپارٹمنٹس ایسے ہیں جن کو اگر ہم نے criticize نہ کیا تو شاید ہم ان سے انصاف یا بہتر نتائج نہیں لے سکتے۔ اس میں پولیس اور تعلیم ہے۔ باقیوں میں شاید پولیٹکل مداخلت سے وہ نقصانات نہ ہوں لیکن ان دو ڈیپارٹمنٹس میں اگر اسی طریقے سے رہا تو زیادہ نقصانات ہوں گے۔ اس میں' میں خود بھی شامل ہوں۔ دوسرے دوست بھی ہمارے شامل ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اپنے آپ کو اس میں سے exclude کرتا ہوں۔نہیں' میں بھی اتنا ہی ذمہ دار ہوں جتنے میرے کوئی دوسرے بھائی ذمہ دار ہیں۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ میرا اختیار ہو۔ پولیس میرے اشارے پر ناچے۔ دوسرے بھی دوست یہی چاہتے ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین ! اس سے ہمارے معاشرے میں بے انصافی پیدا ہو رہی ہے اور بے انصافی ہوتی ہے اس پوسٹنگ ٹرانسفر سے۔ میں جس وقت بھی کسی آدمی کو ایس۔ایچ۔او لگواتا ہوں یا ڈی۔ایس۔پی لگواتا ہوں تو وہ میری خاطر ہر وہ ناجائز کام کرنے کے لیے تیار ہے اور وہ اپنی پوسٹنگ بچانے کے لیے تیار ہے اور اس پوسٹنگ سے جو اس کو مفاد اور فائدہ ملتا ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے وہ پھر ہماری ہر ناجائز بات کو مانتا ہے جس سے معاشرے میں بے انصافی پھیلتی ہے اور عام آدمی جس کی کوئی approach نہیں' جو اس کے ساتھ بے انصافی ہوتی ہے تو اس کا رد عمل change ہوتا ہے۔ اس سے ڈکیت پیدا ہوتے ہیں ' اس سے چور پیدا ہوتے ہیں ' اس سے پھر انتقام کی آگ بھڑکتی ہے جس سے پھر قتل و غارت ہوتی ہے قتل و غارت کرنے کے بعد پھر وہ ڈکیت بن جاتے ہیں اور اس کے بعد اپنے آپ کو اس معاشرے میں survive کرنے کے لیے' وہ کوئی مزدوری نہیں کر سکتے' کوئی کام وہ چھپ کر وارداتیں کرتے ہیں وہ رات کو چھپ کر ڈکیتی کرتے اور اپنے اخراجات چلاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس طرح کے واقعات اکثر آپ کے نوٹس میں ہوں گے کہ جو اس طرح کے ڈکیت ہیں۔ جب ان کے ساتھ کسی نے بات کی ' جب کبھی کسی اخبار نے ان کا انٹرویو لگایا تو اس کے back ground میں یہی بات ہوتی ہے کہ میرے والد' میرے بھائی کو قتل کیا گیا ' یا پولیس نے فلاں آدمی کے influence سے اس کا پرچہ درج نہ کیا' اس کے لیے مجھے انصاف نہ ملا تو پھر میں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے لیے اپنا انصاف خود لیا' جس سے وہ پھر قاتل بنا '

قاتل سے پھر ڈکیت بنا۔ جناب والا! میرے ذہن میں اور کافی باتیں ہیں لیکن ہم دوستوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تھوڑی تھوڑی بات کریں' کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ پر بھی بات کریں۔ تو میں اس گورنمنٹ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ ان کے پاس بہت بھاری مینڈیٹ ہے۔ یہوہ کام کر سکتے ہیں جو سابقہ حکومتوں نے شاید ووٹ کے ڈر سے نہ کیا ہو' ان کے پاس پورا ہاؤس ہے' پنجاب میں بھی اور فیڈریشن میں بھی۔ تو جناب چیئرمین! اگر آج یہ اقدام کریں گے تو شاید آنے والی حکومت بھی ان کے بہتر اقدام سے خوف زدہ ہو کر violate نہ کر سکے۔ میری یہی گزارش ہے کہ پولیس میں جو بہت سی خرابیاں ہیں ان کو انھوں نے جس طریقے سے بھی دور کرنا ہے وہ ضرور کریں۔ لیکن اس ہاؤس میں جو ہم نے بات کرنی ہے ہم کم از کم اس کا فیصلہ کریں کہ جہاں سے بنیادی خرابی پیدا ہو رہی ہے اور جہاں سے زیادہ بے انصافی ہو رہی ہے ہم اس کو روک دیں اور اس عوام کو بہتر انصاف مہیا کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ منصور احمد خان صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین! بڑی عجیب اور حیرت کی بات یہ ہے' طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ جب بجٹ بنایا جاتا ہے اسی سلسلے میں یہ کٹ موشنز اسی بجٹ پر ہوتی ہیں۔ گو فروری سے ہی بجٹ بنانے کا کام شروع ہو جاتا ہے اور انچارج وزیر فروری سے لے کر مئی تک دن رات کام کرتے ہیں تب جا کر جون میں بجٹ پیش ہوتا ہے۔ لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ یہ بجٹ ایک ایسے منسٹر سے پیش کرایا گیا جو قائم مقام تھے جنھیں یہ ذمہ داری سونپی گئی۔ چونکہ اس بجٹ کی تیاری میں ان کا کوئی حصہ نہیں وہ قائم مقام تھے لہٰذا اس بجٹ کا بھی کوئی مقام نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین! دوسری بات یہ ہے کہ جس کٹ موشن پر یہ بات ہو رہی ہے یہ پولیس کے لیے ہے ۔ آپ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے پولیس کی مد میں رکھ دیے گئے۔ اب اس میں پولیس نے کرنا کیا ہے؟ پولیس سے موجودہ حکمرانوں نے۔۔۔

حاجی ملک عمر فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مہربانی فرما دیں' فاضل ممبر سے تعارف ہو جائے' چونکہ اس سے پہلے تو ہم نے ان کی زیارت نہیں کی۔ تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں ہے۔ نوابزادہ صاحب! آپ صرف کٹوتی پر

ہی فرمایئے ۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جی میں کٹوتی پر ہی عرض کروں گا۔ تو موجودہ حکم رانوں نے اس پولیس سے جو کام لینے ہیں وہ تو اپوزیشن کے اراکین ' ان کے ووٹرز' سپورٹرز کو victimize کرنے کا ہی کام لینا ہے۔ تو اتنی بڑی رقم رکھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ پھر جناب چیئرمین! سنائیں ماہ ہو گئے ہیں کہ پولیس لاء اینڈ آرڈر کو maintain نہیں کر سکی اور اس حکومت کی کارکردگی پورے پنجاب کے سات کروڑ عوام کے سامنے ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر یہ گرفت نہیں کر سکے Sectarian violence جس کے بارے میں بے شمار دفعہ وزراء صاحبان نے بھی اور قائد ایوان نے بھی بہت سے بلند بانگ دعوے کیے' بڑھکیں لگائیں وہ بھی ان سے کنٹرول نہیں ہو سکا اور یہاں تک کہ اب تک ہمارے قائد ایوان بھی اور وزیر اعظم بھی ---

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! نوابزادہ صاحب کا تو ہمیں بڑا احترام ہے ۔ نوابزادہ صاحب منجھے ہوئے اور influential ہیں لیکن ان کے لاء اینڈ آرڈر کا یہ سوال ہے کہ ان کے لیڈرز کو پھانسی لگی اور یہ سب گھروں میں بیٹھے رہے۔ تو کم از کم اس وقت باہر تو نکلتے اور شور مچاتے کہ اس انسان کو کیوں پھانسی لگ رہی ہے ' یہ جائز ہے یا ناجائز ہے۔ میں اس پر نہیں جانا چاہتا۔ لیکن انھوں نے اپنے لیڈر کو badly let down کیا صرف اس واسطے کہ ان میں جرأت نہیں تھی کہ فیلڈ میں نکلیں۔ اسمبلی میں باتیں کرنا تو بہت آسان ہیں' کیونکہ باہر کچھ ہوتا نہیں ہے۔ تو میں نوابزادہ صاحب کو disturb نہیں کرنا چاہتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام یہ کہیں کہ ان کی advice بڑی valuable ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب' فرمایئے ۔ ان باتوں کو چھوڑیے۔ آپ صرف کٹوتی پر فرمائیں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! میں کٹوتی پر ہی عرض کر رہا ہوں۔ جناب' اب تو یہ پوزیشن ہے کہ قائد ایوان بھی لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں totally ناکام ہو چکے ہیں اور وزیر اعظم کے بارے میں بھی سننے میں آیا ہے اور اخبارات میں بھی اکثر اس کا ذکر ہوا ہے کہ ان پر بھی حملے کیے جا چکے ہیں۔ تو جو حکم ران عوام کو تحفظ فراہم نہیں کر سکتے انھیں تو ویسے بھی حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا لیکن جس ادارے پر انھوں نے زیادہ اعتماد کیا ہے جس پر بہت زیادہ بھروسہ کیا ہے ان لوگوں سے بھی ان کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا ہے۔ اسی لیے جناب چیئرمین! عید

کے موقع پر بھی اتفاق فاؤنڈری کے کارکنان کو رائے ونڈ فارم پر لے جا کر ملوایا گیا اور ٹیلی ویژن پر snaps بنائی گئیں اور خبرنامے میں یہ کہا گیا کہ وزیر اعظم صاحب کھل مل گئے اور انھوں نے فلاں مسجد میں عید کی نماز پڑھی حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ انھوں نے نماز عید بھی رائیونڈ فارم میں پڑھی اور جن لوگوں میں کھل مل گئے وہ ان کے ہی اتفاق فاؤنڈری کے کارکنان تھے۔۔۔

جناب چیئرمین، نوابزادہ صاحب' ویسے آپ سے میری تھوڑی سی request ہے۔ میں تو ایسی جگہ پر ہوں' میری ہمیشہ کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ impartial معاملہ ہو۔ میرے خیال میں پولیس کی اہمیت پر' پولیس کے کارناموں پر گورنمنٹ تو خود آجائے گی۔ باقی اگر آپ نام لیں گے تو تلخی پیدا ہو گی اور کئی باتیں ہوں گی' جیسے پہلے ایک بات ہوئی تھی۔ تو میرا خیال ہے کہ آپ جیسے اچھے پارلیمنٹیرین کو اس کوتی پر ہی زور دینا چاہیے تاکہ کچھ نہ کچھ فائدہ ہو۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ نوابزادہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر اتفاق کے ملازم تھے جناب والا! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب کراچی کے کھلے بازاروں میں' کراچی کے لاکھوں انسانوں میں' صدر بازاروں میں' جب جمرود کی گلیوں اور کوچوں میں' جب پشاور شہر کے ہر حصے میں ہمارے وزیر اعظم صاحب کھلے پھرتے ہیں تو ان کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اور ان شاء اللہ ان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا رہے گا اور یہ گھریلو ملازموں کی بات کرتے ہیں یہ بات غلط ہے۔ گھریلو ملازم تب ہے جب ہم اور ہمارے ورکرز ختم ہو جائیں۔ ہم اپنی جان تک نچھاور کر دیں گے اور لاکھوں انسانوں میں ان کے ساتھ نماز پڑھیں گے' ان کے ساتھ رہیں گے۔

جناب چیئرمین : شکریہ' جی نواب زادہ صاحب!

نواب زادہ منصور احمد خان : جناب چیئرمین! آپ کے فرمان کے مطابق میں تو پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے ہی بات کر رہا تھا۔ جناب والا! آپ کے علم میں ہے' آپ بھی بہتر منصف ہیں کہ پولیس کی مجموعی طور پر کارکردگی پچھلے 27 ماہ میں کیا رہی ہے۔ اب اس پولیس کو جدید اسلحہ دے کر reinforce کیا گیا' ایلیٹ فورس بنائی گئی' ان کو کمانڈو ٹریننگ دی گئی۔ جناب چیئرمین! جن کے بارے میں عدالت عالیہ نے یہ observations دی ہیں کہ یہ لوگ "dacoits in uniform" ہیں۔ جن کے بارے میں عدلیہ کی بھی ایسی رائے ہو' انھیں آپ نے کمانڈو ٹریننگ بھی دے دی ہے۔

کہ اگر کوئی بدقسمت، بدبخت شہری بچ سکتا ہے تو کمانڈو گرفت میں آ کر اس کے بچنے کا امکان باقی نہ رہے۔ جناب والا! ایلیٹ فورس کی اب تک کی کارکردگی صفر ہے۔ ابھی تک انھوں نے کوئی ایسا کارنامہ انجام نہیں دیا جس کی وجہ سے یہ ایلیٹ فورس بنائی گئی تھی۔ جناب والا! جن کے شولڈرز پر محافظ کا بیج ہے، جو عوام کے محافظ ہیں وہ عوام کو تحفظ فراہم نہیں کر سکے۔ پچھلے دنوں ملتان میں پولیس فورس کے کچھ جوانوں کو دہشت گردوں نے مارا۔ ان کی تصاویر مقامی اور قومی اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہوئیں اور ساتھ ہی اس واقعے کا ذکر بھی کیا گیا۔ اس کے باوجود ان کے ساتھ کسی قسم کی ہم دردی کا پہلو نہیں نکلا، اس لیے کہ ان کے ساتھ ہم دردی کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ یہ ناکوں پہ عام شہریوں کو تنگ کرتے ہیں، انھیں پریشان کرتے ہیں۔ اور آج کل جو لوگ، ملزمان surrender کر دیتے ہیں، انھیں پولیس مقابلے میں پار کر دیا جاتا ہے، ماورائے عدالت قتل ہو رہے ہیں۔ تو جناب والا! اس پولیس فورس کے لیے اتنی بڑی رقم رکھنا یا منظور کرنا کسی طور بھی درست نہیں۔ پولیس نے پنجاب میں امن و امان کے حالات اس قدر خراب کر رکھے ہیں کہ دن دہاڑے، شام کو، رات کو راہزنیاں ہو رہی ہیں۔ ڈکیتیاں ہو رہی ہیں اور یہ پولیس والے ان کے بھائی وال ہیں۔ یہ ان سے بھتہ لے کر ایسے کام کرواتے ہیں۔ میں کہوں گا کہ آپ مزید فنڈز رکھ کر ان کیحوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ کی وساطت سے ایک بات میں حکومتی بنچز سے کرنا چاہوں گا کہ جتنے ادارے اس وقت حکومت کی زیرنگرانی کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے جس ادارے نے حکومت کی، حزب اقتدار کے لوگوں کی سب سے زیادہ leg pulling کی ہے، وہ پولیس کا محکمہ ہے۔ انھوں نے ان حکم رانوں کے تمام بلند بانگ دعوؤں کو leg pulling کر کے صفر کیا۔ اب اسی پولیس کے لیے یہ اتنی بڑی رقم رکھ رہے ہیں۔ جناب والا! میں اپنے حکومتی بنچز کے معزز بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ہماری اس کٹوتی کی تحریک کے حق میں ضرور ووٹ دیں۔ کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں ہے۔ اگر یہ صرف yes کر کے، ہاتھ کھڑے کر کے اپنے ضمیر کے خلاف فیصلہ کریں گے تو پھر یہ اس کے خود ہی جواب دہ ہوں گے۔ غالب نے کہا ہے کہ،

فائدہ کیا، سوچ تو بھی دانا ہے اسد
دوستی ناداں کی ہے، جی کا زیاں ہو جائے گا

جناب چیئرمین ! میں زیادہ وقت نہیں لیتا ' اپنی بات ختم کرتا ہوں' کیونکہ میرے بھائیوں نے کہا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بولنا ہے۔ تو میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جی وزیر قانون صاحب !

وزیر قانون : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا کہ قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے میں اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں۔ جناب سپیکر ! جو کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے اس میں لکھا یہ گیا ہے کہ ،

"To discuss the failure of the Government in controlling law and order situation with specific reference to check and control crime in the Province, fake police encounters and rampant corruption in the Department".

جناب چیئرمین ! میں قائد حزب اختلاف کا دل سے احترام کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک انتہائی سمجھ دار اور زیرک انسان ہیں۔ لیکن گزشتہ دو تین دنوں سے' جب سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے' اس دوران میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ وہ ایک لفظ بار بار دہرائے جا رہے تھے۔ وہ یہ فرماتے رہے کہ "میری سمجھ میں' میری سمجھ میں " تو میں نے سوچا کہ میرے بھائی جو اتنا اعتراض کر رہے ہیں واقعتاً ان کی سمجھ میں فرق آ رہا ہے اور اس سے وہ conscious تھے' اس لیے بار بار اپنی سمجھ کے مطابق بات کر رہے تھے۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس پورے ایوان کی سمجھ اور سوچ کو ساتھ لے کر چلتے تو شاید حقائق کچھ مختلف ہوتے اور وہ کچھ اور بات فرما سکتے۔ جناب چیئرمین ! معزز قائد حزب اختلاف نے اپنی سمجھ اور سوچ کے مطابق جو باتیں حکومت کے discredit میں ڈالی ہیں ۔اور گزشتہ تین چار دنوں سے جو وہ یہ فرما رہے ہیں کہ" میری سمجھ میں حکومت نے یہ غلط کیا' میری سمجھ میں فلاں محکمے میں یہ غلطی ہے "' تو اگر تھوڑا سا باریک بینی سے مطالعہ کرتے تو شاید وہ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتے کہ جس کو وہ discredit سمجھ رہے ہیں وہی دراصل اس حکومت کا credit ہے۔ گزشتہ سوا دو سال کے دوران آپ کسی بھی شعبے کو اٹھا کر دیکھ لیں' حکومت

نے ایک واضح کار کردگی دکھائی ہے۔ اور حکومت نے اپنی اس کار کردگی کی بنا پر عوام میں credibility بنائی ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 1999-2000ء کے بجٹ کے حوالے سے میرا اگر کوئی اختلاف قائد حزب اختلاف سے ہے تو وہ صرف اور صرف یہی ہے کہ قائد حزب اختلاف ہونے کے حوالے سے ان کا جو ایک تنقید کا فرض ہے' وہ اسے نبھانے کے لیے تنقید برائے تنقید کر رہے ہیں۔ میں یقین کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ حقائق سے چشم پوشی نہ کریں' سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ کہنے سے گریزاں نہ ہوں تو انھیں یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ انھوں نے پچھلے تین دنوں سے جو ایک رٹ لگا رکھی تھی وہ غلط تھی۔ بقول شاعر میں ان کے لیے صرف ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

کوئی حد ہے احترام آدمیت کی
بدی کرتے ہیں وہ اور شرمائے ہم جاتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! بطور قائد حزب اختلاف اپنے منصب سے انصاف کرتے ہوئے اگر دیانت داری کے ساتھ ایمان داری کے ساتھ اور پورے خلوص نیت کے ساتھ وہ اپنے ضمیر کو گواہ بنا کر اپنے دل سے اس بات کی گواہی چاہیں کہ کیا ان کے ماضی کے حالات یہ جن حالات میں بھی ماضی میں تھے۔ یہ ماضی میں اقتدار میں بھی رہے اس وقت کے حالات اور آج کے حالات میں کوئی فرق ہے؟ تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انھیں جواب ہاں میں ملے گا اور ان کا ضمیر اس بات کی گواہی دے گا کہ کل کے حالات اور آج کے حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جناب چیئرمین! میں ان سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ فرقہ واریت کے حوالے سے' تعمیر و ترقی کے حوالے سے مسائل کے حل کے حوالے سے' کرپشن کے خاتمے کے حوالے سے میرٹ کو رواج دینے کے حوالے سے' سفارش کے خاتمے کے لیے' اقربا پروری کے حوالے سے اور سب سے بڑھ کر کہ اس صوبے میں معاشی استحکام کو حاصل کرنے کے حوالے سے کیا انھیں کوئی تبدیلی نظر نہیں آئی؟ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اگر انھیں یہ تبدیلی نظر نہیں آئی تو پھر یہ ان کا اپنا ظرف ہے۔ آج انھوں نے بڑی مہربانی فرمائی ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بہت کم بات کی ہے۔ میں تو ذہنی طور پر بہت زیادہ criticism کے لیے تیار تھا لیکن مجھے خوشی ہوئی ہے ان کی باتیں سن کر اور باقی معزز دوستوں کی باتیں سن کر کہ انھوں نے سب سے کم وقت لاء اینڈ آرڈر پر بات کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس کہنے

کے لیے کوئی بات نہیں کہی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جو figures کے حوالے سے بات کی ہے اور موازنہ کیا ہے وہ بھی کوئی خاص figures نہیں دے سکے۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ وہ صرف قتل کے کچھ figures دے سکے ہیں اور پنجاب کا صوبہ سندھ اور بلوچستان سے موازنہ کرتے رہے ہیں۔ حالانکہ موازنہ دوسرے صوبوں سے نہیں ہوتا بلکہ یہ سال 98-1997ء اور 99-1998ء کا موازنہ کرتے تو پھر آپ کو پتا چلتا کہ حکومت کی کیا کارکردگی ہے؛ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صوبے میں امن و امان کی صورت حال بہتر کرنے کے لیے ہم نے long term policies بنائی ہیں۔ جن کے حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ترجیحات مقرر کی ہوئی ہیں،

> good governance combating sectarian terrorism, law and order situation in the province, new initiatives for institutional requirement of police, and internal accountability for betterment of Police.

ان ترجیحات پر عمل در آمد کرنے کے لیے اور ان کے حصول کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے دن رات محنت کی ہے۔ میں غلط ہوں گا اور بخل سے کام لوں گا کہ اگر میں اس بات کو تسلیم نہ کروں کہ ان مقاصد کے حصول کے لیے ان کی ٹیم نے بھی دن رات کام کیا ہے۔ ان مقاصد کے حصول میں ہمارے راستے میں رکاوٹیں بھی ہیں اور سب سے بڑی رکاوٹ وسائل کی کمیابی ہے اقربا پروری کی رکاوٹ ہے لیکن میں اپنے قائد میاں شہباز شریف صاحب کی جرأت کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ان کی قیادت کو سلام پیش کرتا ہوں اور ان کے جذبے کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے کسی بھی رکاوٹ کو خاطر میں لائے بغیر یہ کام کیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معزز ایوان کے ہر معزز ممبر کو پتا ہے کہ ہمارے اس صوبے میں امن و امان کے حالات بہتر ہوئے ہیں میں اس موقع پر اپنے قائد کے لیے ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ،

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے good governance کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے گزشتہ دو سال کے دوران اس concept کو فروغ دیا ہے۔ ہم نے صرف نعرہ نہیں لگایا بلکہ عملی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ good governance کا concept کیا ہے؛ اور اگر آج

ہمارے بھائی اس پر اعتراض کرتے ہیں تو میں انھیں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر سفارشی کلچر کی بات ہوئی۔ جناب سعید اکبر نے بھی کہا کہ تھانوں میں سفارشوں پر لوگ لگائے جاتے ہیں۔ جناب والا! میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ آج اگر ہم نے کسی بات کو یقینی بنایا ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ ہم پولیس افسران کی تعیناتی میرٹ پر کرتے ہیں نہ کہ سفارش پر۔ قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ in-laws کو accommodate کیا جاتا تھا۔ لیکن اب in-laws کو accommodate کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ آج تقرریاں میرٹ پر ہو رہی ہیں اور اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپنے ان مقاصد کے حصول میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں نے یہاں پر میرٹ پالیسی کی بات کی میں اسی حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ good governance کے concept کے پیش نظر ہم نے پولیس میں میرٹ کی پالیسی اپناتے ہوئے سپاہی سے لے کر انسپکٹر تک تمام بھرتیاں میرٹ پر کیں۔ اور میں پھر دعوے کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپاہی سے لے کر انسپکٹر تک کی بھرتی میں قائد حزب اختلاف ان کے ساتھی یا کوئی بھی معزز رکن اگر ایک آدمی بھی سفارش کی بنیاد پر بھرتی ہونے والا ثابت کر دیں تو میں ہر قسم کی سزا قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب چیئرمین! ہم نے وہ کلچر ختم کیا کہ یہاں سفارش اور رشوت کے ذریعے بھرتیاں کی جائیں اور ہمارے اس عمل کو عوام نے سراہا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اور یہ عرض بھی کرتا ہوں کہ اگر ہمیں اس عمل پر ستائش کی ضرورت تھی تو وہ عوام سے تھی نہ کہ اپوزیشن سے۔

جناب چیئرمین! میں میرٹ پر بھرتی کے حوالے سے اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے تقریباً دو سال پہلے جب ہم ممبر منتخب ہوئے اور یہ موجودہ اسمبلی معرض وجود میں آئی تو میں ایک دن اپنے حلقے میں گیا تو ایک خاتون جو میرے حلقے میں ایک فوجی افسر کے گھر ملازمہ ہے۔ تو وہ اس فوجی افسر کا خط لے کر میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میرا بیٹا گریجوایٹ ہے آپ اسے کہیں نوکری دلوا دیں۔ میں نے معذرت کی کہ چونکہ صوبے میں بھرتیوں پر پابندی ہے۔ بھرتی پر پابندی اٹھنے کے بعد آپکے بیٹے کو کہیں accommodate کروائیں گے۔ تو اس خاتون نے روتے ہوئے مجھے بتایا کہ میں بیوہ ہوں میری ایک بیٹی ہے جو اپاہج ہے اور ایک ہی بیٹا ہے اور میرے گھر کا خرچہ بہت مشکل سے چل رہا ہے۔ آپ براہ مہربانی اس کو کہیں پرائیویٹ نوکری دلوا دیں۔ میرے حلقے میں کوہ نور کاٹن مل ہے تو میں نے وہاں کے جنرل منیجر کے نام انھیں رقعہ دیا۔ پھر پتا

نہیں بندہ بھرتی ہوا یا نہیں۔ تقریباً تین ماہ کے بعد میں پھر اپنے حلقے میں موجود تھا تو وہی خاتون میرے پاس آئی اور وہ مجھے مبارک باد دینے لگی۔ تو میں نے یہ سمجھا اور یہ سوچا کہ شاید میں نے جو خط دیا تھا اس خط پر اس خاتون کا بیٹا کوہ نور مل میں بھرتی ہو گیا ہو گا۔ جناب چیئرمین! آپ یقین کیجیے کہ میں نے اس سے کہا کہ آپ کے بیٹے کا کام ہو گیا ہے؛ تو انھوں نے کہا کہ نہیں میرا بیٹا وہاں پر گیا تھا تو اس کو انھوں نے daily wages پر accommodate کیا تھا۔لیکن اسی عرصے میں حکومت پنجاب کی طرف سے انسپکٹرز کی پوسٹیں اخبارات میں ایڈورٹائز ہوئیں تو میرے بیٹے نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے apply کیا اور میرا بیٹا میرٹ پر پولیس میں انسپکٹر بھرتی ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین) جناب چیئرمین! ہم اس بات کی تحسین ان سے نہیں چاہتے بلکہ اس کی تحسین دینے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات جانتی ہے یا وہ خاتون جانتی ہے۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر ہم نے میرٹ کو فروغ دیا ہے تو اس سے استفادہ کس کلاس کو ہوا ہے؛ یہ آپ اندازہ فرما سکتے ہیں۔جناب چیئرمین good governance کے حوالے سے پولیس کے محکمے میں ہم نے internal accountability کا concept بھی دیا ہے۔ اب یہ حضرات اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ اگر facts and figures کی بات کر دیتے تو شاید یہ facts and figures بھی وہ دیکھ لیتے کہ جہاں ہم پولیس کو اربوں روپے کا فنڈ دے رہے ہیں' ان کے لیے یہ معزز ایوان مختص کر رہا ہے اور جہاں یہ ان کی تنخواہوں پر خرچ ہو گا یا ان کی betterment کے لیے خرچ ہو گا تو وہاں ہم نے پولیس کی کارکردگی پر بھی نظر رکھی ہوئی ہے۔ جناب چیئرمین! 97-1996ء میں اسی internal accountability کے concept پر عمل کرتے ہوئے۔ ہم نے 21900 پولیس کے ملازمین مختلف کیڈرز کے ملازمین' ایک کانسٹیبل سے لے کر سینئر آفیسرز تک ایسے ہیں جن کے خلاف ہم نے major اور minor penalties کے تحت کارروائی کی۔ اس کے بعد 98-1997ء میں ہم نے اس accountability کے concept کو مزید آگے بڑھایا۔ اس عمل کو مزید سخت کیا اور 98-1997ء میں 32 ہزار افراد ایسے ہیں جن کے خلاف کارروائی کی گئی۔ جناب چیئرمین! اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکومت اگر ایک طرف مراعات دیتی ہے تو دوسری طرف حکومت کارکردگی بھی چاہتی ہے۔ حکومت ان کی کارکردگی پر نظر رکھے ہوئے ہے اور اگر کوئی شخص کہیں کسی غلطی میں ملوث ہوتا ہے تو پھر اس کا احتساب بھی ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد ہماری جو دوسری ترجیح تھی combating of sectarian

terrorism اس حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ محض مذہبی دہشت گردی ایک ایسا سنگین مسئلہ تھا کہ جس کا حکومت کو روز اول سے سامنا تھا اور اگر میں یہ کہوں کہ اپنے بھائیوں کی طرف سے ہمیں یہ ورثے میں ملا تھا تو میں غلط نہیں ہوں گا۔ جناب چیئرمین! اس کی شدت کا اندازہ آپ صرف اس بات سے لگائیں کہ صرف 1997ء میں دہشت گردی کے 92 واقعات ہوئے اور ان 92 واقعات میں 195 بے قصور شہریوں کی جان چلی گئی۔ جناب والا! اس میں مسجدوں میں نماز ادا کرنے والے نمازی بھی تھے، امام بارگاہوں میں عبادت کرنے والے بے قصور شہری بھی تھے اور نہتے راہ گیر بھی تھے جو سڑک پر جا رہے تھے اور مذہبی دہشت گردی کا نشانہ بنے۔ ان حالات میں حکومت نے خصوصی اقدامات کیے، پولیس کو جدید سہولتیں فراہم کی گئیں۔ جس ایلیٹ فورس کی ابھی یہ بات کر رہے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کی اسی ایلیٹ فورس کی کارکردگی کے باعث اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم دہشت گردی پر قابو پانے میں کامیاب ہوئے۔ جناب قائد حزب اختلاف نے ملتان میں، ایلیٹ فورس کے حوالے سے بات کی کہ ان کو ایلیٹ والوں نے روکا تو انھوں نے خود ہی آگے یہ بات بھی فرمائی کہ یہ واقعہ محرم کے دوران ہوا۔ محرم کے دوران جناب چیئرمین! میں ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو جو ہمارے حساس districts تھے وہاں پر ہم نے ایلیٹ فورس کو تعینات کیا تھا اور وہاں پر وہ ہر آنے جانے والے کو چیک کرتی تھی اور اسی کے پیش نظر معزز قائد حزب اختلاف کو بھی روکا گیا۔ لیکن جب انھوں نے اپنی شناخت کروائی انھوں نے بتایا کہ یہ معزز قائد حزب اختلاف ہیں اسمبلی کے رکن ہیں تو انہوں نے جانے دیا۔ لیکن اس وقت ایلیٹ فورس کو تعینات کیا گیا تھا۔ لیکن اس کے علاوہ ایلیٹ فورس کو کہیں فیلڈ ڈیوٹی میں عام طور پر عام پولیس کے مقابلے میں تعینات نہیں کیا جاتا بلکہ ان کو سپیشل ٹاسک دی جاتی ہیں اور سپیشل ٹاسک کی achievement کے لیے ان کی ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر sectarian cases کے حوالے سے آپ کو figures دینا چاہتا ہوں کہ جس کو جناب قائد حزب اختلاف اور میرے دوسرے دوستوں نے omit کر دیا۔ اس لیے omit کیا کیونکہ میں یہاں پر figures کی بات کر رہا تھا اس لیے کہ یہ figures انھیں اچھے نہیں لگ رہے تھے۔ یہاں حکومت کی کارکردگی عیاں ہوتی تھی اس لیے انھوں نے اسے گول کر دیا۔ اب دیکھیں 1997ء میں دہشت گردی کے 92 کیسیز ہوئے 195 افراد کی اموات ہوئیں اور 99 دہشت گرد پکڑے گئے۔ 1998ء میں 34 واقعات ہوئے ان میں کمی واقع ہوئی۔ 78 افراد کی اموات

ہوئیں اور 47 پکڑے گئے۔ 1999ء میں صرف 9 واقعات ہوئے 38 اموات ہوئیں اور 32 دہشت گرد پکڑے گئے۔ جناب چیئرمین! اب آپ اندازہ لگائیں اور یہ اعداد و شمار میرے اپنے نہیں ہیں یا جس طرح جناب قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ انھوں نے یہ figures دائیں بائیں سے اکٹھے کیے ہیں۔ میں نے دائیں بائیں سے اکٹھے نہیں کیے۔ یہ actual figures ہیں جو کہ اس وقت بھی حکومت کے پاس موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری credibility ہے کہ ہم نے اس شعبے میں جو کارکردگی دکھائی ہے یہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب چیئرمین! یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد جو ہماری اگلی ترجیح تھی وہ improvement of law and order تھی' ان کرائمز کی situation کے حوالے سے تھی۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران' پورا معزز ایوان اس بات کا گواہ ہے کہ ہمیں خاص طور پر محرم الحرام کے دوران اور رمضان شریف میں مخصوص چیلنجوں کا سامنا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ اس صوبے میں مٹھی بھر مخصوص مفادت پرست لوگ محرم الحرام میں اور رمضان شریف میں ایک مخصوص صورت حال پیدا کر دیتے ہیں۔ حکومت کے لیے وہ situation انتہائی alarming ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام ممبران صوبائی اسمبلی کے تعاون سے تمام قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کی دن رات کی محنت سے اللہ تعالیٰ نے موجودہ حکومت کو ان دو اہم تہواروں پر سرخرو کیا۔ ان دو سالوں میں انتہائی پرامن طور پر رمضان شریف کا مہینہ بھی گزرا اور محرم الحرام کا مہینہ بھی گزرا۔ جناب چیئرمین! یہاں معزز قائد حزب اختلاف نے figures کی بات کی' صرف murders کے figures دے کر وہ خاموش ہو گئے۔ بم بلاسٹ کے حوالے سے بھی انھوں نے بات کی تھی۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ بم بلاسٹ کے واقعات اتنے ہوئے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خاص طور پر صوبہ پنجاب کے چند ہمارے اضلاع ایسے ہیں کہ جن کے مخصوص حالات ہیں اور وہ بارڈر ایریا پر fall کرتے ہیں infiltrators آتے ہیں دوسرے ملک سے کوئی واردات کر کے بھاگ جاتے ہیں لیکن حکومت نے گزشتہ دو سال کے دوران اس چیلنج کا بھی انتہائی جواں مردی کے ساتھ' انتہائی محنت کے ساتھ اور انتہائی خلوص نیت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے۔ 1996ء میں جناب چیئرمین! پورے صوبے میں بم بلاسٹ کے 66 واقعات ہوئے۔ 110 اموات ہوئیں۔ 1997ء میں صرف 15 واقعات ہوئے 42 اموات ہوئیں۔ 1998ء میں 25 واقعات ہوئے اور 47 اموات ہوئیں۔ 1999ء میں صرف 7 واقعات ہوئے اور 21 اموات ہوئیں۔ جناب چیئرمین! اس سلسلے میں' میں اپنے

تمام اضلاع کی مقامی انتظامیہ اور اپنے صوبائی اسمبلی کے ممبران کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی دن رات کی محنت کی وجہ سے' ان کے vigilant ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس شعبے میں کامیابی بخشی اور آج ہماری پولیس' ہماری انتظامیہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس بات کی اہل ہے کہ اگر کوئی infiltrator آتا ہے تو ایسے بے شمار واقعات ہمارے سامنے موجود ہیں کہ وہ بم رکھ کر بھاگ جاتے ہیں اور ان میں اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ اس کو چلائیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ کے لیے بھی ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

جناب چیئرمین! پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے اگلا شعبہ جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں اور facts and figures کے حوالے سے' جناب والا! میں زبانی بات نہیں کرتا کہ اس صوبے میں ایک روایت چلی آ رہی تھی کہ جو اشتہاری ملزمان ہوتے تھے ان کو سیاست دان پناہیں دیا کرتا تھے ان کو سیاست دان اپنے ڈیروں پر بٹھایا کرتے تھے اور ان کی پشت پناہی کیا کرتے تھے۔ لیکن موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد اس myth کو توڑا اور اس myth کو توڑنے میں ہم نے کن کن افراد کے خلاف کارروائی کی میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ایوان اس بات کا گواہ ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اشتہاری ملزمان کی گرفتاری کے حوالے سے عرض ہے کہ سال 1996ء میں 14042 اشتہاری ملزمان گرفتار ہوئے۔ 1997ء میں 15898 افراد گرفتار ہوئے۔ 1998ء میں 15465 افراد گرفتار ہوئے۔ اس میں ایک gradual increase اس بات کا ثبوت ہے کہ پولیس نے تندہی سے اور ایمان داری سے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور انھیں گرفتار کیا۔ مجموعی طور پر جناب قائد حزب اختلاف نے سرقہ بالجبر سے متعلق بات کی تھی' میرے لیے problem یہ ہے کہ انھوں نے جو comparative study دی ہے وہ سندھ اور پنجاب کے حوالے سے دی ہے لیکن میرے پاس جو figures ہیں وہ year-wise ہیں۔ میں نے 1997-98ء کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اور وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ صرف اس مد میں' سرقہ بالجبر میں اس کو میں اس لیے quote کر رہا ہوں کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ اس میں 12 فی صد اضافہ ہو گیا ہے۔ بلکہ اس میں 12% کمی ہوئی ہے اور 1997ء میں 5 ہزار 5 سو 8 کیسز رجسٹر ہوئے۔ جب کہ 1998ء میں 4 ہزار 8 سو 29 کیسز رجسٹر ہوئے۔ میں ان سے عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ اپنا ریکارڈ درست فرما لیں۔ اور اس شعبہ میں پولیس نے ایک واضح کارکردگی دکھائی اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سرقہ بالجبر میں جناب والا! بات ہوتی ہے detection کی کہ ایک جرم تو واقعہ ہو گیا لیکن اس کے detection ریٹ میں بھی گزشتہ

سال کے مقابلے میں ایک واضح اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! اسلحہ آرڈیننس کے تحت بھی پولیس کی کارکردگی گزشتہ سال کے مقابلے میں بہتر رہی۔ Local Inspection laws کے حوالے سے بہتر رہی۔ اغوا برائے تاوان جو اس صوبے کا کلچر بنتا جا رہا تھا۔ اس میں بھی واضح کمی ہوئی۔ اور گزشتہ سال کے مقابلے میں کم کیسز درج ہوئے۔ جناب چیئرمین! اب میں new initiative پر Institutional reforms in police کے حوالے سے انتہائی مختصر بات کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہم نے long term اور short term پلاننگ کی اس کے بعد ہم نے Elite Training سکول قائم کیا۔ up gradation of Sehala College کی improvement اور دیگر جو ہمارے ٹریننگ انسٹی ٹیوشنز ہیں ان کی بہتری کے لیے بھی ہم نے فنڈز رکھے ہیں۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی محترم قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ ٹریننگ کے شعبے پر حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ میں ان کی اس تجویز کو سر آنکھوں پر لیتا ہوں۔ اور ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس شعبے میں ہم خصوصی توجہ دے رہے ہیں اور پولیس ٹریننگ کالج سہالہ جو non willing workers کا ایک dump بنا ہوا تھا کہ جو شخص فیلڈ میں کام نہیں کرنا چاہتا تھا وہ سہالہ کالج میں اپنی پوسٹنگ کروا لیتا تھا۔ ہم نے اس trend کو بدلا۔ اور ہم نے اس وقت سہالہ پولیس ٹریننگ کالج میں صرف اور صرف ان لوگوں کو تعینات کیا جو پولیس ڈیپارٹمنٹ میں بہترین career رکھتے تھے۔ ان کے لیے جناب وزیر اعلیٰ نے بہترین incentives رکھے ہیں۔ ان کے لیے بہترین career opportunities رکھی ہیں۔ جو لوگ وہاں کام کریں گے عام پولیس افسران کے مقابلے میں انھیں زیادہ سہولیات فراہم کی جائیں گی انھیں زیادہ مراعات دی جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے سہالہ پولیس ٹریننگ کالج میں ہماری ٹریننگ کا معیار یقینی طور پر بڑھے گا۔ میں آپ کو یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو ہم نے پولیس آفیسرز بھی ڈائریکٹ انسپکٹرز بھرتی کیے ہیں، جو batch وہاں پر ٹریننگ حاصل کر رہا ہے جب وہ عملی زندگی میں آئیں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ تھانہ کلچر تبدیل ہو گا۔ تھانہ کلچر کے حوالے سے یہاں پر بات کی گئی کہ وہاں پر شریف شہریوں کو عزت اور احترام نہیں ملتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس بات کو پہلے سے ذہن میں رکھے ہوئے ہے۔ اور ہم یہ جو ڈائریکٹ انسپکٹرز بھرتی کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب ان کی تھانوں میں تعیناتی ہو گی۔ تو اس سے تھانے کی سطح پر انقلاب ضرور آئے گا۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ انھوں نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں دو تین پوائنٹس کی طرف انتہائی مختصراً آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ جہاں ظلم وہاں وزیر اعلیٰ۔ یا جہاں ظلم وہاں وزیر اعظم۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بنیادی طور پر عوام کی خدمت کے لیے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ اور اگر کہیں ظلم ہوتا ہے تو وزیر اعلیٰ پہنچتے ہیں۔ کہیں ظلم ہوتا ہے تو وزیر اعظم پہنچتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنا فریضہ ادا کرتے ہیں اور یہ فریضہ انھیں ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران جو پوسٹنگز ٹرانسفرز ہوئیں۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے مداخلت نہیں کی۔ یہاں پر معزز قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ آج کل افسران OSD بننا زیادہ پسند کرتے ہیں اور فیلڈ میں کام کرنا کم پسند کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پھر کریڈٹ موجودہ حکومت کو ہی جاتا ہے کہ اس وقت صرف اور صرف ان لوگوں کی پذیرائی ہے جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ حکومت کام چاہتی ہے۔ جو کام کریں وہ فیلڈ میں آئیں وہ ہمارے سر آنکھوں پر۔ لیکن جو کام نہیں کرنا چاہتے ہماری طرف سے OSD نہ بنیں بلکہ وہ گھر کو چلے جائیں۔ جن کی کام کرنے کی نیت ہے ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے انھیں عزت دیں گے انھیں توقیر دیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ ہمیں results بھی دیں گے۔

جناب چیئرمین! threats کے حوالے سے بات کی کہ حکمرانوں کو threats ملتی ہیں پولیس آفیسرز کو threats ملتی ہیں۔ گزشتہ دو سوا دو سالوں کے دوران حکومت کو بہت threats ملیں۔ ان کی طرف سے threats ملی ہوں گی اور بھی کسی طرف سے ملی ہوں گی۔ لیکن جب جذبہ سچا اور صادق ہو اور کام کرنے کی نیت ہو تو پھر threat سے کام رکا نہیں کرتے بلکہ اس سے مزید تیزی ہی آتی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں قائد حزب اختلاف نے بڑی عجیب بات کی۔ انھوں نے کہا کہ یہاں پر عوام موٹر وے اور انڈر پاسز کو پسند نہیں کرتے۔ میں اخبارات کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بات ہائی لائٹ ہونی چاہیے کہ موٹر ویز عوام پسند نہیں کرتے پتا نہیں پھر عوام کون سی چیز پسند کرتے ہیں۔ ہم تو عوام کو سہولیات دینا چاہتے ہیں اگر عوام کو سہولیات پسند نہیں تو پھر کیا پسند ہے؟ وہ قائد حزب اختلاف بہتر جانتے ہیں۔

جناب والا! انھوں نے جیل میں منشیات فروشی کے حوالے سے بات کی۔ یقین کیجئے میں دعوے کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ جو جیل ریفارمز آپ اس وقت لائے ہیں اور جیلوں میں اس وقت صورت حال ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ میں علیحدہ کسی وقت بات کروں گا۔ لیکن میں اس تاثر کو غلط قرار دیتا ہوں اور جیلوں میں اس قسم کی بات نہیں ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ انھوں نے پولیس مقابلوں کے حوالے سے بات کی ہے۔ میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی حکومت کو اس بات کا شائبہ ہوتا ہے کہ یہ پولیس مقابلہ غلط ہے وہاں پر ہم جوڈیشل انکوائریاں بھی کرتے ہیں۔ جوڈیشل انکوائری آرڈر کرتے ہیں۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے اخبارات میں دیکھا ہوگا کہ وکلاء نے علیحدہ تنظیمیں بنالی ہیں ہیومن رائٹس کے حوالے سے کہ جو fake police encounters ہیں اس حوالے سے آواز اٹھائیں گے۔ ہم welcome کرتے ہیں۔ ہمیں اگر کہیں زیادتی نظر آئے گی تو پہلے بھی ہم نے کارروائی کی ہے آئندہ کے لیے بھی کارروائی کریں گے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ انھوں نے pillion riding کے حوالے سے خود حکومت کی کارکردگی پر بات کرتے ہوئے کہا کہ اس میں اضافہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ It goes into our credit کہ اضافہ ہوا۔ اس کے علاوہ انھوں نے سفارشوں پر تعیناتیوں کی بات کی۔ میں اس کا جواب دے چکا ہوں۔ اور آخر میں نواب زادہ منصور صاحب نے بات کی تھی کہ وزیر اعظم اس دن فیکٹری کے ملازموں کو ملتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا پن ہے ہمارے وزیر اعظم کا۔ یہاں تو نواب، جاگیر دار اور سرمایہ دار اپنے گھر کے ملازموں سے کیا اپنے گھر والوں سے عید نہیں ملتے۔ وہ تو پھر فیکٹری والوں سے ملتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا بہت بڑا پن ہے۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے انتہائی توجہ سے مجھے سنا اور معزز ایوان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو کٹوتی کی تحریک میرے بھائی قائد حزب اختلاف اور دوسرے اراکین حزب اختلاف نے پیش کی ہے اس کو رد فرمایا جائے۔ اور جو اصل مطالبہ زر ہے اس کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے کہ

7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 13 پولیس

کو کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)۔

جناب چیئرمین: اب سوال یہ ہے:

ایک جو رقم 7 ارب 1 کروڑ 78 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب چیئرمین: مطالبہ زر نمبر 15۔

وزیر قانون: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

ایک رقم جو 29 ارب 99 کروڑ 56 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے۔ جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ رقم جو 29 ارب' 99 کروڑ' 56 لاکھ' 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجاب کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

MR MASOOD ALAM SHAH: I oppose it, sir.

جناب چیئرمین: مسعود عالم شاہ اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل اراکین جناب سعید احمد خان منیس' جناب سعید اکبر خان' جناب معظم جہان زیب احمد خان وٹو' جناب منصور احمد خان' صاحب زادہ محمد عطاء خان عباسی' سید دلاور [illegible] مولانا منظور احمد چنیوٹی' چودھری [illegible]

وزارتی، سید مسعود عالم شاہ، پیر شجاعت حسین قریشی۔ جی، مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ رقم جو 29 ارب، 99 کروڑ، 56 لاکھ، 42 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 15 بسلسلہ مد تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ رقم جو 29 ارب، 99 کروڑ، 56 لاکھ، 42 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 15 بسلسلہ مد تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب چیئرمین: وزیر قانون اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں۔ جی، مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ، جناب چیئرمین!

جناب چیئرمین! تعلیم کی مد بہت ہی اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ جو معاشرہ ترقی کرتا ہے اس کی بنیادی وجہ ہی تعلیم ہے۔ جن جن ممالک نے ترقی کی ہے ان کی بنیاد تعلیم کی ترقی کی وجہ سے بنی ہے۔

جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ نے کم و بیش ایک لاکھ 24 ہزار پیغمبر اس لیے دنیا میں بھیجے کہ وہ بھی آ کر دین اسلام کی تعلیم کریں، حق و انصاف کی تبلیغ کریں، سچ کو سچ کہیں، جھوٹ کو جھوٹ کہیں۔ تو یہ شعبہ، شعبہ پیغمبری بھی ہے کہ ہمارے اساتذہ اپنی نیک نیتی اور ایمان داری سے اپنے طلباء پر پوری توجہ دیں اور یہ پالیسی کٹ اس لیے دی گئی ہے کہ حکومت ہماری مثبت تجاویز پر غور کرے اور ہماری تجاویز کو سرد خانے میں ڈالنے کی بجائے ان کو اہمیت دے۔ یہی نہیں کہ جس طرح روایت چلی آ رہی ہے کہ اپوزیشن چاہے ایک گھنٹہ بولے، چاہے 5 منٹ بولے اور پھر Ayes اور Noes کے بعد یہ تحریک ختم ہو جاتی ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ کم از کم تعلیم، جو انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کے لیے بنیادی وجہ بنی ہے، اس کو اہمیت دینی چاہیے اور اس کے فروغ کے لیے حکومت مزید توجہ دے۔

جناب چیئرمین! یہاں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جیسے انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کو اہمیت دیتے ہوئے ایک کانسٹیبل کی تنخواہ ایک ہزار روپے بڑھائی ہے، میں یہاں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ چونکہ

ملک اور قوم کا انحصار آنے والی نسلوں اور ان کی تربیت پر ہے' جب آنے والی نسلیں کل کو اسی ہاؤس میں بیٹھیں گی' یہاں سیاست دان بنیں گے' یہاں کی معیشت انھی کی وجہ سے آگے چلنی ہے تو ان کو پڑھانے والے بھی باعزت طریقے سے اپنی زندگی گزار سکیں۔ انھیں ٹیوشنوں کے لیے سائیکلوں یا موٹر سائیکلوں پر جگہ جگہ نہیں پھرنا چاہیے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ تمام ٹیچرز کی بھی تنخواہ کم از کم دو ہزار روپے ماہانہ بڑھا دی جائے تاکہ وہ یکسوئی سے طالب علموں پر پوری توجہ دے سکیں۔

جناب چیئرمین! تعلیم کی اہمیت کو مزید اجاگر کرتے ہوئے میں آپ کی اجازت سے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان پڑھنا چاہوں گا۔ کسی قوم کو ایک خطہ ارض کا مالک بننے اور حکومت چلانے کے اہل بنانے کے لیے کم از کم تین بڑے ستون درکار ہوتے ہیں۔ ان میں سے پہلا تعلیم' اس کے بعد تجارت (کاروبار اور صنعت) اور پھر ملکی دفاع۔ جناب چیئرمین! بابائے قوم نے بھی تعلیم کو پہلے نمبر پر رکھا اس لیے کہ بنیادی ترقی کا عمل تعلیم کے ذریعے ہی آگے بڑھ سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! اسی طریقے سے میں یہاں ان خامیاں کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں جو ہمارے ہاں عام ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ صرف بدانتظامی ہے کہ یہاں گھوسٹ سکول بنے' یہاں بوگس بھرتیاں ہوئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا کرپٹ محکمہ تھا کہ آخر کار فوج کو آنا پڑا۔ اس محکمے میں یہ ساری کوتاہیاں اس لیے آئیں کہ اس میں ایڈمنسٹریشن کا بہت بڑا فقدان تھا۔

جناب چیئرمین! حکومتیں اکثر و بیشتر دعوے کرتی ہیں' پالیسیاں بناتی ہیں' نعرے لگاتی ہیں' قانونی تبدیلیاں لاتی ہیں' سبز باغ دکھاتی ہیں لیکن بچوں کا بنیادی حق صحیح طریقے سے ان تک نہیں پہنچایا جاتا۔ اس کی واضح مثال ہے کہ جب سے پاکستان بنا ہے' تعلیمی پالیسی کتنی دفعہ بنی لیکن ہر بار اس لیے فلاپ ہو گئی کہ اس پر صحیح عمل ہو ہی نہیں سکا۔ پہلی پالیسی 1947ء میں بنی' دوسری 1959ء میں وجود میں آئی' تیسری پالیسی 1970ء' پھر 1972ء' پھر 1996ء' پھر 1998ء کی پالیسی بنی' یہ متعدد پالیسیاں اس وجہ سے بنیں کہ پہلی پالیسیاں ناکام ہو چکی تھیں یہ اس کی بہتری کے لیے بنیں جس پر صحیح عمل کر ہی نہیں سکے۔

جناب چیئرمین! اب اکیسویں صدی آنے کو ہے اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارا ملک سب سے زیادہ ان پڑھ معاشرے کی حیثیت سے نئی صدی میں داخل ہو رہا ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آدھی صدی سے زیادہ گزر چکی ہے لیکن ہم اپنے ملک میں ابھی تک شرح خواندگی نہیں بڑھا

سکے۔ جناب چیئرمین! بنگلہ دیش ہم سے بعد میں آزاد ہوا ہے لیکن اس قوم پر آفرین ہے کہ انہوں نے اس شعبے میں خاطر خواہ ترقی کی ہے اور انہوں نے اس شعبے میں ہم سے بہت اچھی ترقی حاصل کی ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں میں ایڈمنسٹریشن کی بات کرتا ہوں' وہاں mismanagement اور accountability کی نشان دہی کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جب تک accountability عمل میں نہیں آئے گی اس وقت تک محکمہ ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ یہاں یہ بات واضح ہے اور آپ ریکارڈ میں دیکھیں کہ اسی محکمے میں اکثر و بیشتر unspent expenditure واپس ہو جاتے ہیں یا re-appropriate ہو جاتے ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے؟ یہ ایڈمنسٹریشن اور پالیسیوں کا فقدان ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پرائمری سکولز کی کمی نہیں۔ 1947ء کے مقابلے میں ہماری حکومتوں نے دھڑا دھڑ پرائمری سکول بنائے۔ 1947ء میں پرائمری سکول 12 ہزار کی تعداد میں تھے جب کہ اب یہ پرائمری سکول ایک لاکھ 65 ہزار تک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر و بیشتر عمارات خالی پڑی ہیں یا کسی کے ذاتی استعمال میں ہیں یا وہاں سٹاف جاتا ہی نہیں چاہتا۔ یا یہ کہ حکومت کی ناکامی کی وجہ سے وہاں بچوں کو کوئی incentive ہی نہیں دیا جاتا کہ وہ سکول میں آ کر ان کو آباد کریں۔ جناب سپیکر! عمارتیں تو بن جاتی ہیں لیکن پالیسی پر صحیح عمل درآمد نہ ہونے کی وجہ سے یہ سکول آج بھی ویران پڑے ہیں۔ اس وقت ہماری آبادی 1947ء کے مقابلے میں چار گنا بڑھ چکی ہے لیکن ابھی تک ہم نے اس محکمے کو صحیح طریقے سے نہیں چلایا۔

جناب سپیکر! ہماری سوچ اور عمل یکساں ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم پالیسی سوچیں لیکن عملی طور پر اس پر عمل نہ کریں۔ اسی طرح professional policies کا مکمل فریم ورک ہونا چاہیے۔ اس پر عمل درآمد بھی لازمی ہونا چاہیے۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہماری انتظامی مشنری پالیسیوں پر صحیح طریقے سے عمل درآمد کرے اور اس کا counter checks سیاسی ذریعے سے ہونا چاہیے کہ اگر وہ صحیح نہیں چل رہے تو جو ان پالیسیوں کو دیکھتے ہیں۔ ان کو اختیار ہونا چاہیے کہ وہ خاطر خواہ اقدام اٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! میں مثال پیش کرتا ہوں جیسا کہ میں نے کہا کہ پرائمری تعلیم پر جن ملکوں نے توجہ دی' یا زیادہ سرمایہ کاری کی آج وہ ایشین ٹائیگرز کے نام سے مشہور ہیں۔ جن میں ملائشیا'

جنوبی کوریا اور تھائی لینڈ بھی شامل ہیں۔ یہی نہیں ورلڈ بنک کے سروے نے اس کی مزید تصدیق کی ہے کہ پچھلے تیس پینتیس سالوں میں انھوں نے بھاری سرمایہ کاری صرف پرائمری تعلیم پر کی ہے۔ بعض ممالک جب شرح خواندگی کا کہتے ہیں تو وہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک یکساں توجہ دیتے ہیں۔ اس سے لٹریسی ریٹ کم رہتا ہے۔ یہاں ہمیں بنیادی تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے۔ آپ دیکھیے کے پچھلے بجٹ اجلاس میں یہاں دعوے کیے گئے' یہاں اعلانات ہوئے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عمل نہیں ہو سکا۔ پچھلی بجٹ کی کتاب میں یہ درج تھا کہ ہر طالب علم کو 20 روپے دیے جائیں گے۔ میری طرف سے یہ تجویز تھی کہ ان کو باعزت طریقے سے آنا دیا جائے یا لباس دیا جائے یا کتابیں دی جائیں۔ لیکن انھیں وہ بیس روپے بھی نہیں مل سکے۔ اب میری تجویز ہے کہ اگر بنیادی تعلیم کو فروغ دینا ہے تو مستحق افراد اپنے بچوں کے ذریعے کچھ کماتے ہیں۔ تو بچوں کو کم از کم ایک incentive دینے کے لیے اسی پالیسی کو revise کر کے آپ ایک سو روپے فی طالب علم دیں تاکہ ہماری پرائمری تعلیم بڑھ سکے۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس پرائمری تعلیم کے لیے ایکٹ موجود ہے۔ میں پھر افسوس سے کہتا ہوں کہ Laws are made but not implemented یہ Compulosry Primary Education Act 1994 ہے۔ جناب سپیکر! ایکٹ بھی موجود ہے' پالیسیاں بھی موجود ہیں' انتظامیہ بھی ہوتی ہے لیکن عمل نہیں ہوتا۔ یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم مخلص ہی نہیں۔ ہمارے اندر خلا ہے' اس کو دور کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک اور تجویز بھی دینا چاہوں گا کہ جو دیہاتی علاقے ہیں' وہاں خواتین ٹیچرز اس لیے نہیں جاتیں کہ ان کے لیے رہائش کی جگہ نہیں ہوتی اور ہمارا معاشرہ ایسا نہیں کہ ایک خاتون ٹیچر دور دراز علاقے میں جا کر بچیوں کو پڑھائے۔ میری تجویز ہے کہ خواتین ٹیچرز کے لیے کم از کم کوارٹرز مہیا کیے جائیں تاکہ وہ باعزت طریقے سے وہاں رہ کر بچوں کو پڑھا سکیں۔ اگر فوری طور پر حکومت اس پر عمل نہیں کر سکتی اور تعلیم کے ساتھ مخلص ہے تو کم از کم مرکز کی سطح پر ایک سواری مہیا کر دی جائے تاکہ جتنی خواتین ٹیچرز ہیں ان کو صبح لے جایا جائے اور وہ یکسوئی سے پڑھائیں اور چھٹی کے وقت دوبارہ اسی سواری پر انھیں گھر واپس چھوڑ دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے جو دیہی علاقوں کے معصوم بچے ہیں جو پیدل چل کر سکول تک نہیں جا سکتے یعنی ان کے گاؤں میں سکول نہیں اور سکول ان کے گھر سے دو اڑھائی میل دور ہے۔ ان

بچوں کو روزانہ پانچ میل کا سفر روزانہ پیدل طے کرنا پڑتا ہے۔ ان کے لیے بھی پرائمری تعلیم کی سطح پر ایک ایک سواری ضرور مہیا کی جائے تاکہ ہمارے بچے جو پیدل آتے ہیں یا ہچکچاہٹ سے آتے ہی نہیں۔ ان کو ایک incentive ملے گا اور ہماری تعلیم کو مزید فروغ ملے گا۔

جناب سپیکر! میں مزید ٹیکنیکل تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ فنی تعلیم اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں معاشی بحران موجود ہے۔ جب تک ہم white collar jobs بڑھاتے رہیں گے اور عام تعلیم دیتے رہیں گے تو ہمارے ہاں بےروزگاری بڑھتی رہے گی۔ جب تک ہم فنی تعلیم ساتھ ساتھ شروع نہیں کریں گے' اس وقت تک بےروزگاری کا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اسی سلسلے میں میں قائد اعظم کا فرمان پڑھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے 27 نومبر 1947ء کو فرمایا تھا کہ ہمیں اپنے لوگوں کو سائنسی اور فنی تعلیم و تربیت فراہم کرنے کی فوری ضرورت ہے تاکہ ہم اپنی اقتصادی زندگی کی تعمیر کر سکیں۔

جناب سپیکر! پاکستان میں 52 سال کے بعد بھی آج صرف 16 فی صد طالب علم فنی تعلیم حاصل کر سکے ہیں۔ میں پھر کہنا چاہوں گا کہ بےروزگاری کا مسئلہ حل ہونے سے امن عامہ پر بھی کافی حد تک کنٹرول ہو جاتا ہے۔ اس پر ہمیں توجہ دینی ہے اور اسی کے لیے ہمیں فنی تعلیم کو promote کرنا ہے۔ بچوں اور بچیوں کے سکولوں میں فنی تعلیم بنیادی طور پر لازمی قرار دی جائے۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! بچوں اور بچیوں کی مناسبت سے انھیں ہنر سکھائے جائیں' جیسا کہ بچیوں کے لیے سلائی' کڑھائی' بنائی یا اسی طرح کوکنگ وغیرہ سکھائی جائے تاکہ وہ آنے والے دور میں اپنے ہاتھ سے اپنے گھر میں روزی کما سکیں اور جب بچیاں پڑھی لکھی ہوں تو آنے والے دور میں یہی بچیاں ہماری مائیں ہیں۔ جب یہ پڑھی لکھی ہوں گی تو آنے والا معاشرہ کافی حد تک انھی کی تعلیم کی وجہ سے بہتر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح بچوں کو جب ان کے رویے کے مطابق option دیے جائیں گے کہ جس میں جو صلاحیت ہے' اسی کے مطابق انھیں فنی تعلیم فراہم کی جائے گی تو پھر جو بچہ پانچ سات یا دس جماعتیں پڑھ کر نکلے گا تو کم از کم اپنے روزگار کے قابل ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح موجودہ حکومت نے ایک Technical Education (TEVTA)

and Vocational Training Authority بنایا ہے۔ میں یہاں یہ کہتا ہوں کہ ابھی سے اس ادارے کے قیام کے شروع سے ہی انتظامیہ میں اور ادارے میں جھگڑے شروع ہو گئے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ کورٹ میں اساتذہ نے جا کر stay لیے ہوئے ہیں ایسی پالیسی مرتب نہ کی جائے' جس سے جھگڑے ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کو جھگڑوں سے ہٹ کر ایک صاف ستھری پالیسی کے تحت آگے بڑھایا جائے۔ اسی طرح میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ annual operational plan ہونے چاہییں جس میں کمیونٹی کی شمولیت زیادہ ضروری ہے۔ جب تک کمیونٹی کو اور معاشرے کو تعلیم کی اہمیت کا پتا نہیں ہو گا' جب تک وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے' وہ اپنے بچوں کو نہیں بھیجیں گے۔ جب ایک کمیونٹی مل کر اس ادارے کے لیے کام کرے گی تو اس میں donations آئیں گے اور لوگ active ہوں گے اور مقامی کمیونٹی کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو فروغ تعلیم کے لیے ضرور مائل کریں گے۔ جناب سپیکر! مقامی کمیونٹی کی شمولیت سے بنیادی تعلیمی مسائل کے ساتھ ساتھ اداروں کے جو دوسرے مسائل ہیں' وہ بھی حل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ free plantation ہے یا بعض سکولوں کے آگے encroachment کی ہوئی ہے یا صفائی نہیں ہے' hygienic ماحول کے لیے' بچوں کے لیے یہ اشد ضروری ہیں۔ اسی طرح introduction of local sports ہے۔ اگر ان کے پاس کھیلوں کے سامان نہیں ہیں تو کم از کم کبڈی' والی بال یا جو بھی علاقے کی مناسبت سے local sports شروع کروا سکیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جب کمیونٹی ملوث ہو گی تو چھوٹے چھوٹے مسائل پنچایت میں ہی حل ہو جائیں گے۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جس انسٹی ٹیوشن کی donations زیادہ ہوں اور وہ matching grant لینا چاہے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ انہیں incentive دے تاکہ سکولز پھر ایک لحاظ سے ترقی پر گامزن ہوں۔ پھر ایک مقابلہ ہو گا جس میں زیادہ سے زیادہ انسٹی ٹیوشن شامل ہوں گے اور وہ matching grant لینے کا حق دار ہو گا۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ بعض اوقات ایسے حالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ طالب علموں کو ایمرجنسی کے تحت سکول خالی کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے خدانخواستہ وبا' سیلاب یا جنگ وغیرہ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ students کو compensate کیا جائے اور ان دنوں کے اوقات کو evening classes کی شکل میں طالب علموں کو compensation دی جائے۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ٹیوشنز کی حوصلہ شکنی کرنی

چاہیے۔ تاکہ اساتذہ کو option ہی نہ ہو کہ وہ مزید انہیں گھر جا کر پڑھائیں گے۔ انہیں پوری توجہ کلاس میں ہی دینی ہو گی۔

جناب سپیکر! اس طرح میری ایک اور تجویز ہے کہ بک بنکس کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ جو ہمارے غریب لوگ ہیں جو کتابیں نہیں خرید سکتے، گورنمنٹ کو چاہیے کہ انہیں بنیادی تعلیم مفت دے۔ ساتھ ساتھ بک بنکس کا قیام ہو گا تو جو طالب علم امیر گھرانوں سے ہیں یا متوسط طبقے سے ہیں، جو کتابیں خرید سکتے ہیں، وہ بک بنک میں جمع کروائیں گے اور آنے والا غریب طالب علم اس سے مزید استفادہ حاصل کر سکے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہاں عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر تعلیم کو یکساں فروغ دینا ہے تو پھر disparities کو ختم کرنا ہو گا۔ آج تک جتنی انوسٹمنٹ اس ڈیپارٹمنٹ نے کی ہے وہ اربن ایریاز میں ہوئی ہے۔ میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ساری کی ساری یونیورسٹیاں، میڈیکل کالجز، ڈگری کالجز، پبلک سکولز، ٹیکنکل کالجز، ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس، سپیشل ایجوکیشن اور ہوم اکنامکس کالجز اربن ایریاز میں بنائے گئے ہیں۔ جب کہ ہماری بیشتر آبادی رورل ایریاز میں تقریباً 70 فی صد رہتی ہے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ ہر نیا پروجیکٹ جو بھی introduce کیا جائے وہ رورل ایریاز میں کیا جائے۔ کیوں کہ ہمارے دیہی علاقوں کے طالب علموں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں پھر quote کرنا چاہوں گا اور بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ ہوم اکنامکس کالج جو ملتان میں بننا تھا اس کو پھر نظر انداز کیا گیا۔ میں یہاں ایک تحریک التواء کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا اور اسی ہاؤس میں، میں نے نشان دہی کی تھی کہ ضلع مظفر گڑھ کی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب! میں آپ کو interrupt تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن آپ کو علم ہے کہ ہم نے پہلے ایک بجے کا اعلان کر دیا تھا۔ یہ میری عادت تو نہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ذرا اس کو پیش نظر رکھ لیں۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ جناب سپیکر! میں بس اب wind up کرتا ہوں۔ صرف دو منٹ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی مشکلات کی طرف آتا ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کا نام نہ لیں، اس سے دل آزاری ہوتی ہے۔ میں نگرز quote کرنے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ بہاولپور ڈویژن کی تیرہ پوسٹیں دو سال سے وہاں سے ہٹ کر کے لاہور اور گرد و نواح میں منتقل

کر دی گئی ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں کے علاقے کا کیا قصور ہے؟ بجائے اس کے کہ وہاں پروفیسرز بھیجے جاتے' وہاں students کو incentive دیا جاتا۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہاں طالب علموں کو لائے اور پروفیسرز مہیا کرے۔ وہ ٹیچرز مع پوسٹ ہی شفٹ ہو گئے ہیں۔ جناب سپیکر! جب کہ میں اس کے مقابلے میں اپوا کالج لاہور کی مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ وہاں ایک مضمون پر چھ ٹیچرز لگائے ہوئے ہیں' پانچ یا چھ ہیں اس کی میرے پاس تصدیق نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں ایسے انسٹی ٹیوشنز کا بھی تھوڑا سا ذکر کرنا چاہوں گا جن کی ہمارے اس سیکٹر میں contribution ہے۔ جیسے کچھ N. G.O's ہیں' وہ ابھی ایجوکیشن میں کافی contribution دے رہی ہیں۔ جیسے بی جی یا بک گروپ ہے انہوں نے اس پر کافی کام کیا ہے اور تعلیم کے سیکشن میں کافی contribution دیا ہے' ایس پی ای ایل ٹی نے بھی کافی contribution دیا ہے' اسی طرح ایچ آر ای پی نے بھی کافی contribution دیا ہے۔ میں یہاں یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا جیسے پارسیوں اور عیسائیوں نے یہاں no loss and no gain پر مشنری سکولز قائم کیے ہیں۔ اگر حکومت نے ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز کو اتانومی بھی دینی ہے تو no loss and no gain پر دے۔ یہ نہیں کہ انہیں money generating ادارہ بنا دیا جائے اور ان کے ذریعے غریب عوام پر بزنس کیا جائے۔ امراء کے لیے تو یہاں بڑے بڑے مہنگے انسٹی ٹیوشنز ہیں اور وہ وہاں پڑھ رہے ہیں۔ یہ صرف گورنمنٹ انسٹی ٹیوشنز تھے جہاں غریب کے لیے سکوپ تھا۔ جب میرٹ کے اعلانات کیے جاتے ہیں' جب وہ غریب میرٹ لے کر آئیں گے اور آگے یہی گورنمنٹ انسٹی ٹیوشنز اتانومی میں چلے گئے ہوں گے اور انکی فیس revise ہو کر اتنی مہنگی جائے گی تو وہ میرٹ والا بھی ان انسٹی ٹیوشنز سے استفادہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ کیوں کہ وہ پہلے ہی غریب آدمی ہے اور وہ گورنمنٹ انسٹی ٹیوشن میں پڑھ رہا ہے۔ شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے جناب شاہ صاحب کی تجاویز اور تنقید بڑے غور سے سنی ہے۔ مگر میں شاہ صاحب کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اگر پنجاب میں پہلی دفعہ کسی حکومت نے پرخلوص اور حب الوطنی کے جذبے سے کسی فیلڈ میں کام کیا ہے تو یہ شرف میاں شہباز شریف کی حکومت کو جاتا ہے۔ جنھوں نے بڑی دردمندانہ حیثیت سے اس میدان میں کام کیا ہے اور ان لوگوں نے پچھلے

تین چار سالوں کے دوران محکمہ تعلیم میں جو خرابیاں پیدا کیں میاں شہباز شریف نے ان کا پورا تجزیہ کیا' اس کی ساری خرابیوں کو تلاش کیا اور پھر مجوزہ ساری خرابیوں کا سدباب کرنے کے لیے ایک مربوط پالیسی وضع کی۔ جس میں ان شاء اللہ تعلیم کے تمام مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے ایک مضبوط اور متحرک پالیسی بنائی ہے اور جس کے خدو خال یہ ہیں کہ صوبے میں 2002ء تک 70 فی صد خواندگی کی شرح کو بڑھانا اور معیار تعلیم کو یکسر بہتر لیول پر لے کر آنا ہے۔ پچھلے سال اس محکمے نے میاں صاحب کی ہدایت پر بڑے عمدہ کام کیے اور ہمیں اس پر فخر ہے کہ اس محکمے نے جو کام کیے ہیں اس میں ہم نے آرمی سروے اور محکمانہ scrutiny کا انعقاد کیا۔ جس سے ہمارے سامنے اس کی ساری خرابیاں ابھر کر آئیں اور جو اس خرابیوں میں سرفہرست برائیاں تھیں وہ participatory 'corruption' participatory inefficiency اور participatory incompetence جیسی برائیاں اس میں موجود پائی گئیں۔ پھر ہم نے ناقص سکولوں کی نشان دہی کی۔ اس کے علاوہ اساتذہ کی بھرتی پر مختلف قسم کی جو بے قاعدگیاں کی گئی تھیں ان کو discover کیا۔ پھر آرمی سروے کی رپورٹ پر عمل در آمد ضلعی انتظامیہ کے آفیسرز کے ذریعے کرایا گیا' پھر اس پورے عمل کی تصدیق کروائی اور پھر محکمے کو بہتر انتظام و انصرام دینے کے لیے ہم نے تعلیم کے محکمے کو دو حصوں میں بانٹا کالج سائیڈ اور سکول سائیڈ۔ یہ اس کام میں بذات خود بہت بڑی محنت طلب چیز تھی۔ پھر پنجاب مڈل سکول پراجیکٹ جو ورلڈ بنک کی وساطت سے پنجاب کے اندر چلایا گیا تھا اس کا ان کی حکومت کے زمانے سے ہی گلہ دبایا گیا۔ اور یہاں تک کہ ورلڈ بنک پروگرام سمیٹ کر یہاں سے بھاگنا چاہتا تھا۔ اور اس طرح سے کو ان کی بے توجہی' بے حکمتی اور کرپشن کی وجہ سے پنجاب کو اس عمدہ پروگرام سے ہاتھ دھونے پڑ رہے تھے۔ ہم نے اس پروگرام پر اتنا عمدہ کام کیا کہ ورلڈ بنک اپنی رپورٹوں میں اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اس حکومت نے تھوڑے سے وقت میں جو کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو بڑے تعریفی خط لکھے کہ ہم اس پروگرام سے خوش ہیں اور اب یہی نہیں وہ اس پروگرام میں مزید investment کرنے کے لیے بھی تیار ہے۔ پھر انہوں نے این جی اوز کا ذکر کیا۔ ہم نے جناب اس میں بھی عوام کی شرکت کو ممکن اور بہتر بنانے کے لیے سکول مینجمنٹ کمیٹیوں اور این جی اوز سے مدد کے لیے اور اس پروگرام کو ترتیب دینے کے لیے رابطہ کیا ہے یہاں تک کہ پنجاب میں ہم نے تقریباً 21 ایسے سکولوں میں مدد کے

لیے participatory level پر مدد کے لیے ' ہم نے ان کو administration نہیں دی' بلکہ participatory حیثیت سے ان کے اندر بہتری پیدا کرنے کے لیے رابطہ کیا اور ایسے این جی اوز کی مدد سے ہم 21 سکول چلا رہے ہیں۔ جس میں انہوں نے اچھی کارکردگی اور پیسوں کی حد تک حصہ بھی دیا ہے۔ ادھر لاہور میں ایک این جی او نے ایک سکول کی بلڈنگ کی مرمت اور environment کو بہتر کرنے کے لیے پیسہ لگایا ہے۔ اور اساتذہ کی ٹریننگ میں مدد دے رہے ہیں اور مختلف ذرائع سے reading material بھی سکولوں کو دے رہے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ نہ ان سکولوں کی فیسیں بڑھائی ہیں اور نہ بچوں پر کوئی مالی بوجھ ڈالا گیا ہے۔ اور نہ ان کو اساتذہ کے معاملے میں کوئی عمل دخل دیا گیا ہے ۔ مگر اس کے باوجود وہ این جی اوز ان کے ساتھ تعاون کر رہی ہیں۔ تا کہ سکولوں میں تعلیم کے معیار کو بہتر سے بہتر کیا جائے۔ پھر ہم نے پچھلے سال دو پائلٹ پروجیکٹ crash literacy programme کے لیے چلائے تا کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ جو بچے ہمارے سکولوں سے باہر ہیں ان کو کیسے بہتر طریقے سے تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اور ایک پروگرام کے تحت 5 ہزار بچے اور دوسرے پروگرام کے تحت 50 ہزار بچے ہم نے پنجاب کے مختلف علاقوں سے سکولوں میں لیے اور اس پروگرام کو چلا کر ہم نے ایک ایسا data بنایا ہے جس کی بنیاد پر ہمارے لیے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ سکولوں سے باہر بچوں کو بہتر تعلیم دینے کا ہمارے پاس کیا طریقہ ہے۔ اور ہمیں یہ کام کس طرح سے کرنا چاہیے۔ تو اب ان شاء اللہ اس کے لیے مزید منصوبہ بندی ہو رہی ہے اور ہمارا یہ خیال ہے کہ کم از کم پنجاب میں 7 ملین ایسے بچے ہیں جن کو ہم نے اس سطح پر لانا ہے کہ وہ خواندگی کی ایک مناسب شرح حاصل کر سکیں۔ اور ان کے لیے ہم ایسے پروگرام آئندہ سال ترتیب دے رہے ہیں۔ جناب آپ نے یہ بھی دیکھا کہ محکمہ تعلیم میں حکومت کے خزانے کا بہت سارا پیسہ غلط تنخواہوں اور الاؤنسوں پر ضائع ہو رہا تھا جس کا باقاعدہ سراغ لگایا گیا اور آرمی سروے سے بھی اس کی کافی اطلاعات موصول ہوئیں۔ اور اس طریقے کو یکسر بدل دیا گیا اور مالی امداد کو محکمہ کے اندر بہتر طریقے سے چلایا گیا ہے کہ 1.5 ارب روپیہ غلط تنخواہوں کی مدوں میں ضائع ہو رہا تھا وہ سارے کا سارا پیسہ بچایا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) پھر ہم نے محکمہ تعلیم میں احتساب کے عمل میں پہلی دفعہ کارکردگی اور ترقی' کارکردگی اور تقرری دونوں کو link کیا ہے۔ صوبے میں پچھلے سال جو میٹرک کے امتحان ہوئے ان کے سلسلے میں ہم نے تقریباً 849 ایسے سکول شناخت کیے جہاں نتائج قابل قبول سطح

سے نیچے تھے ۔ اور ان تمام سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور ٹیچرز جو اس کمزور نتائج کے ذمہ دار تھے ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اور محکمہ تعلیم میں یہ بھی ہم پہلی دفعہ لائے ہیں کہ ذمہ داری کے ساتھ ساتھ احتساب بھی کر رہے ہیں اور یہی عمل آئندہ کالجز میں بھی دہرایا جائے گا۔ پھر ہم نے ملک میں تعلیم کو بہتر کرنے کے لیے خواندگی کی شرح کو بڑھانے کے لیے یہ، بھکر اور رحیم یار خان میں پانچویں جماعت تک مفت کتب فراہم کیں اور اسی طرح سے ہم نے پہلی سے پانچویں جماعت تک کے بچوں میں تقریباً دس لاکھ سے زیادہ ایسے سیٹ تقسیم کیے۔ اور ہم نے اس کی study کروائی ہے کہ سکولوں میں پہلی جماعت میں تقریباً 22 سے 25 فی صد داخلہ بڑھا ہے۔ اور اس سہولت کی وجہ سے بچے پرائیویٹ سکولوں سے منتقل ہو کر سرکاری سکولوں میں آئے۔ اور جب ہم نے مجموعی طور پر ان سب چیزوں کا تجزیہ کیا تو اگلے دن ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگلے سال سے پانچویں جماعت تک ہم پنجاب بھر میں مفت کتب فراہم کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ ہم سکول کی سطح پر ایک ایسا participatory نظام لا رہے ہیں جس میں اساتذہ، والدین، طلباء اور انتظامیہ چاروں کی شراکت سے اس سکول کو چلایا جائے گا۔ تاکہ سکولوں کے اندر نہ صرف رجسٹریشن بڑھے بلکہ تعلیم بھی بہتر سے بہتر ہو۔ اور پھر سکول کے اندر سہولیات پیدا کی جائیں۔ جس کے لیے ہم ہر سکول میں تقریباً 25 لاکھ روپے کی لاگت سے بچوں کو تفریحی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ جو اس سال سے اس دفعہ تقریباً دو ہزار سکولوں میں فراہم کی جائیں گی۔ اور اس نظام کے ذریعے سے ہم یہ بھی چاہیں گے کہ اساتذہ کی غیر حاضری کو ناممکن بنایا جائے اور معیار تعلیم کو بہتر کیا جائے۔

ایک چیز جو ہم اس دفعہ اور کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اب محکمے نے بجٹ سکول کی ہر سطح کا بنایا ہے، جو کہ ناممکن چیز تھی اور یہ محکمے میں ایک بہت بڑی exercise کی گئی اور اب محکمے نے ہر سکول کی سطح کا بجٹ بنایا ہے، جس میں اساتذہ کی تعداد، اس میں سہولیات کو دیکھتے ہوئے، پھر اس کی مرمت اور دوسری ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر سکول کا الگ سے ایک بجٹ بنایا گیا ہے اور اس طرح سے آئندہ محکمہ تعلیم نے پیسے کا زیاں ناممکن بنا دیا ہے۔

پھر ہم نے اس سال ایک بہت بڑی campaign چلائی کہ سکولوں کے اندر پرائمری

جماعت میں داخلہ بڑھے۔ رجسٹریشن کو بڑھایا جائے۔ مجھے آپ کو بتاتے ہوئے یہ خوشی ہو رہی ہے کہ اس campaign کے ذریعے سے اس سال 1999ء میں تین لاکھ زیادہ بچوں نے پرائمری جماعت میں داخلہ لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پچھلے سالوں کی نسبت سے بہت بڑی ترقی ہے۔جہاں صرف آٹھ' نو لاکھ بچہ داخلہ لیتا تھا' اس دفعہ ہم نے یہ داخلہ گیارہ ' بارہ لاکھ بچوں تک پہنچا دیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس campaign کو ہم قومی سطح پر پنجاب میں اور بھی بڑھا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب میں ہمارا ٹارگٹ یہ ہے کہ ہم اس شرح رجسٹریشن کو نوے فی صد تک لے جائیں۔ پھر موجودہ سکولوں سے پنجاب کے اندر جو drop out rate 51% ہے' اس کو چیک کر کے ان شاء اللہ ہمارا ایک سال میں ٹارگٹ ہے کہ اس کو 30 فی صد تک لایا جائے۔ پھر ہر سال اس کے اندر بہتری لاتے ہوئے ہم اس کو مزید کم سے کم تر کرتے جائیں۔

ہم نے پنجاب میں ایک بہت بڑی exercise یہ کی ہے کہ اساتذہ کی تعداد کو بچوں کی نسبت کے حساب سے پورا کر دیا ہے۔ پھر ایسے وہ سکول جو بن چکے تھے مگر ابھی تک وہاں عملہ تعینات نہیں ہوا تھا الحمدللہ ہم نے یہ کام پنجاب میں اب مکمل کر دیا ہے۔ پھر تقریباً 4410 ایسے سکول تھے جو اپنی استطاعت سے کم کارکردگی دے رہے تھے۔ بچوں کی رجسٹریشن نہیں تھی یا وہ سکول ایسی جگہوں پر بنائے گئے تھے جہاں پر ان کی ضرورت نہیں تھی' آبادی نہیں تھی اور وہ چل نہیں رہے تھے تو ایسے سکولوں کو ہم نے ایسے سکولوں کے ساتھ ضم کر دیا ہے جو کہ قریبی سکول تھے' ان کے اندر بچوں کی potential تھی اور تعلیم تھی' ان کے اندر ہم نے ضم کر کے اس طرح سے بہت سارا قوم کا پیسہ بچایا ہے۔

جناب والا! یہ چند ایسی چیزیں تھیں جن کا ذکر میں نے کیا ہے جو ہم نے پچھلے سال کی ہیں اور اب اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب ایجوکیشن کے محکمے کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب نے جو targets یا objectives مقرر کیے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہم پنجاب میں 2002ء تک 70 فی صد خواندگی کی شرح حاصل کریں اور معیار تعلیم کو اتنا بہتر کریں کہ بچوں کو پرائیویٹ سکولوں میں جانے کا incentive نہ رہے۔ ان دو objectives کی روشنی میں محکمے نے کافی سارے پروگرام draw کیے ہیں جن کا میں تھوڑا سا اجمالی خاکہ آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ ایک تو یہ جیسے میں نے گزارش کی کہ سات ملین ایسا بچہ ہے جو کسی نہ کسی طرح سے سکول کی عمر سے گزر چکا ہے۔ اگر ہم نے 70 فی

صد شرح خواندگی حاصل کرنی ہے تو اس بچے کو تعلیم کے عمل میں کسی نہ کسی شکل میں لانا ہو گا۔ اس کے لیے ہم نے تقریباً پچاس ہزار سکول تک پلان کیے ہیں اور ان شاء اللہ اس کے اوپر اس سال سے کام شروع ہو جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ محکمے کے اندر انتظامی صلاحیت کو بڑھانے کے لیے ہم نے de-centeralization کا پروگرام بھی بنایا ہے کہ سکول کی سطح کی تعلیم ضلع کی سطح تک de-centeralize کر دی جائے۔ اس کے لیے چیف ایگزیکٹو آفیسر اور محکمہ کے لیے یکسر ایک نیا ایجوکیشن ایڈمنسٹریٹو کیڈر بنایا جائے گا۔ اس کے ذریعے monitoring,evaluation,district planning for education اور اس کے اندر اساتذہ کی ٹریننگ یہ ساری ذمہ داریاں ان کو سونپی جائیں گی۔

شرح خواندگی کو بڑھانے کے لیے ہم نے ایک بہت بڑا initiative step اٹھایا ہے۔اس کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے تین اضلاع میں یونیورسل ایجوکیشن یونیسف کے اشتراک عمل سے اس سال جاری کی ہے جس میں سیالکوٹ، راولپنڈی اور بہاولپور کے اضلاع شامل ہیں۔ ان کے اوائل کے نتائج اتنے حوصلہ افزاء ہیں کہ یونیسف نے پہلی دفعہ اپنے اس محدود پروگرام کو ہماری کارکردگی دیکھتے ہوئے، ہمارا خلوص دیکھتے ہوئے، ہماری محنت کو دیکھتے ہوئے ہمیں پانچ اضلاع اور offer کر دیے ہیں۔ ان پانچ اضلاع میں ہم ان شاء اللہ ایسے اضلاع لا رہے ہیں جیسے جھنگ، پاک پتن، قصور، خوشاب اور راجن پور۔ یہ پانچ اضلاع اسی سال ہم یونیورسل ایجوکیشن میں شامل کر رہے ہیں اور اس طرح سے پنجاب میں ٹوٹل آٹھ اضلاع ایسے ہو جائیں گے جو یونیسف کی مدد کے ساتھ ٹوٹل یونیورسل ایجوکیشن کے تحت کام کریں گے۔

مفت کتابوں کی تقسیم کا فیصلہ جس کا میں پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں۔ پھر اساتذہ کی عزت افزائی کے لیے ہم جہاں یہ نظام رائج کر رہے ہیں کہ accountability ہو گی وہاں جو اچھے استاد ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ہم ایک ایسا پروگرام ترتیب دے رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! ہماری اطلاع کے مطابق آپ نے جو قتل عام شروع کرنا تھا،

بجٹ پر کٹ موشنز کا جو جھگڑا کرنا تھا وہ ایک بجے کا وقت تھا۔ اب ڈیڑھ بج گیا ہے اور مجھے ایسے لگتا ہے کہ بریگیڈیئر صاحب 2.00 بجے تک یہ wind up کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ آنریبل ممبر شاہ صاحب کی کٹ موشن تھی۔ میں نے اسی لیے کہا تھا کہ تھوڑا سا ٹائم کا خیال رکھیں۔ اب آپ ان کی کٹ موشن پر جواب سنیے ناں۔

جناب سعید اکبر خان، میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ڈیمانڈز پر ووٹنگ کل ہو گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' آج ہی ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، تو 2.00 بجے تک تو اجلاس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بس ان کا جواب تو سن لیں ناں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں' وہ بہت ہی اچھے طریقے سے جواب دے رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ 2 بجے تک wind up کریں اور 2.00 بجے اجلاس ختم کر کے کل ڈیمانڈز پر ووٹنگ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جی' ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں اس بات کا ذکر کر رہا تھا کہ اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لیے بھی ہم نے ایک پیکج تیار کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، خاموشی اختیار کیجیے۔ ان کو بات کرنے دیجیے پھر ان کی بات لمبی ہو جائے گی آپ interrupt کر رہے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! عرض یہ ہے کہ اسمبلی کا وقت مقررہ ہے ۔ عام طور پر کٹ موشنز پر جواب وہ ہوتے ہیں جو کوئی اعتراض کرے۔ ----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیجیے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، آپ مہربانی فرمائیں کہ میرے بھائی کو میرے محسن کو یہ فرمایا جائے کہ اب وہ تشریف رکھیں اور بسم اللہ کی جائے' بجٹ پاس کیا جائے پھر آپ وقت بڑھائیں گے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آج وزیر تعلیم ان کی کٹ موشن کا جواب دے رہے ہیں تو آپ کیوں interrupt کر رہے ہیں۔ یہ تو ایسے ہے جیسے ایک آدمی بھاگا جا رہا تھا' پیچھے سے کسی نے کہا کہ پکڑو' پکڑو' پکڑو۔ پولیس والے نے کہا کہ کیا وہ لوٹ کر جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں جناب

اپنی بات اس نے سنا دی میری سنتا نہیں۔ اب ان کی بھی سنیے۔ جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں چیمہ صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ شاہ صاحب نے جو پوائنٹس اٹھائے ہیں انہی تک میں اپنے آپ کو محدود رکھے ہوئے ہوں۔ مگر چونکہ صبر سب کا ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے اس لیے میں گزارش کروں گا کہ ہم تعلیم کی بہتری کے لیے جو تعلیم کا پروگرام لا رہے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے اس مطالبے کو منظور کیا جائے اور تحریک کو مسترد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 29 ارب، 99 کروڑ، 56 لاکھ، 42 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 15 بسلسلہ مد تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 29 ارب، 99 کروڑ، 56 لاکھ، 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(زر مطالبہ منظور ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ آج کارروائی کے آغاز کا اعلان کیا گیا تھا قاعدہ نمبر 144 کے ذیلی قاعدہ 4 کے تحت کٹ موشنز پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اب چونکہ ٹائم ہو چکا لہٰذا باقی ماندہ مطالبات زر پر قاعدہ مذکور کے تحت گلوٹین کے ذریعے براہ راست رائے شماری شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے مطالبہ زر نمبر 1 لیتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 11 لاکھ، 69 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات

کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 47 کروڑ، 10 لاکھ، 89 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000 کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 8 کروڑ، 25 لاکھ، 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 3 کروڑ، 66 لاکھ، 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 50 کروڑ' 94 لاکھ' 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ' 18 لاکھ' 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ' 24 لاکھ' 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 10 کروڑ، 24 لاکھ، 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 5 ارب، 17 کروڑ، 45 لاکھ، 7 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 ارب، 38 کروڑ، 76 لاکھ، 16 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت

کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 53 کروڑ، 29 لاکھ، 60 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عدل گستری برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ۔

"ایک رقم جو 58 کروڑ، 73 لاکھ، 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 93 لاکھ، 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 ارب، 50 کروڑ، 9 لاکھ، 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 54 کروڑ، 82 لاکھ، 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 10 کروڑ، 58 لاکھ، 73 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 79 کروڑ، 4 لاکھ، 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 17 کروڑ، 49 لاکھ، 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 16 کروڑ، 38 لاکھ، 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 59 کروڑ ' 33 لاکھ ' 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 ارب' 36 کروڑ ' 50 لاکھ ' 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 ارب' 82 کروڑ' 89 لاکھ' 52 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ ،

"ایک رقم جو 11 کروڑ ' 11 لاکھ ' 41 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیر مکانات و عملی منصوبہ بندی برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ ،

"ایک رقم جو 1 کروڑ ' 26 لاکھ ' 22 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 ارب '53 کروڑ 90 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 9 کروڑ ' 9 لاکھ '14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 ارب روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 88 کروڑ ' 5 لاکھ ' 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 کروڑ ' 8 لاکھ ' 11 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو ' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے ،

"ایک رقم جو 18 ارب 92 کروڑ' 43 لاکھ ' 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 35 کروڑ' 93 لاکھ ' 1 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور پتھر کے کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 5 کروڑ سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 7 ارب، 4 کروڑ، 55 لاکھ، 30 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے ،

"ایک رقم جو 1 ارب، 35 کروڑ، 62 لاکھ، 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آب پاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 8 کروڑ، 53 لاکھ، 50 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے۔

"ایک رقم جو 10 کروڑ، 21 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 41

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 4 ارب، 26 کروڑ، 85 لاکھ، 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات اور پل برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 42

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 2 ارب' 2 کروڑ' 79 لاکھ' 88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 43

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک رقم جو 1 ارب' 74 کروڑ' 38 لاکھ' 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 2000ء کو ختم ہونے والے مالی سال 1999-2000ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپل کمیٹیاں / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، سید اکبر صاحب! میرے خیال میں ہم 2.00 بجے سے پہلے فارغ ہو گئے ہیں آپ کا یہی مطالبہ تھا۔ اب اجلاس کل شام 7.00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

جمعرات ' 24۔ جون 1999ء

(یوم الخمیس' 9۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں شام 7 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾

سورہ آل عمران آیات 31 تا 32

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمھیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا اور (اللہ) بخشنے والا مہربان ہے○ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ○

وما علینا الا البلاغ ○

استحقاق

اے ایس پی علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کا رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر، تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔ کل بھی بات ہو گئی تھی کہ ملک نعیم الدین خالد کی تحریک استحقاق پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ ملک نعیم الدین خالد صاحب تشریف لائے ہیں؟ ان کی میٹنگ وغیرہ ہو گئی تھی؟ پارلیمانی سیکرٹری بتا رہے تھے کہ وہ آئے ہوئے ہیں-----

وزیر قانون، جناب والا! متعلقہ پولیس آفیسر کافی دیر یہاں بیٹھے رہے ہیں لیکن ان کی آپس میں ملاقات نہیں ہو سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وہ کل آئے ہوئے تھے۔ کیا ان کی بات نہیں ہو سکی؟

وزیر قانون، جناب والا! نہیں ہو سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر ان کی ملاقات نہیں ہو سکی تو پھر اس کو پینڈنگ رہنے دیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب۔

جناب قائم مقام سپیکر، حاجی عبدالرزاق صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 57 بھی پینڈنگ ہے۔ کل جمعہ کو پتا چل جائے گا۔ وہ میگزین جمعہ کو آتا ہے یا اتوار کو؟

وزیر قانون، اتوار کو آتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

ہنگامی قانون

ہنگامی قانون فنی تعلیم اور پیشہ ورانہ ٹریننگ اتھارٹی، پنجاب مجریہ، 1999ء

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Technical Education

and Vocational Training Authority Ordinance, 1999 (XXIV of 1999). Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the table of the House. The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Ordinance, 1999 (XXIV of 1999).

MR ACTING SPEAKER: The Punjab Technical Education and Vocational Training Authority Ordinance, 1999 (XXIV of 1999) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91 (6). It is referred to the Standing Committee on Industries and Mineral Development for report by 21st July, 1999.

حسابات مالیات / حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 97-1996ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

MR ACTING SPAKER: Now, the Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor-General of Pakistan thereon for the year 1996-97. Minister for Finance.

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I lay on the table of the House. The Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor-General of Pakistan thereon for the year 1996-97.

MR ACTING SPEAKER: The Finance Accounts, the Appropriation Accounts and the Report of the Auditor-General of Pakistan thereon for the year 1996-97 has been laid on the table of the House. It is referred to the Public Accounts Committee No II for report within one year.

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 1999-2000ء

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

MR ACTING SPEAKER: Now, the Schedule of Authorized Expenditure for the year 1999-2000. Minister for Law

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay on the table of the House. The Schedule of Authorized Expenditure for the year 1999-2000

MR ACTING SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 1999-2000 has been laid on the table of the House.

مسودہ قانون

مسودہ قانون، مالیات پنجاب بابت سال 1999ء

MR ACTING SPAKER: We take up the Punjab Finance Bill, 1999 (Bill No 134 of 1999) Minister for Finance.

MINISTER FOR FINANCE: Mr Speaker Sir, I move.-

> That the Punjab Finance Bill 1999 be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

> That the Punjab Finance Bill 1999 be taken into consideration at once.

منیس صاحب! آپ اس پر بولیں گے۔ جی فرمایئے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، منیس صاحب۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I opposed it

پوائنٹ آف آرڈر

مسودہ قانون مالیات بابت 1999ء کی ضمن 3 کے ذریعے کمپنیوں پر عائد کردہ پروفیشنل فیس صوبائی اسمبلی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! فنانس بل سے پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! فنانس بل پر جو سیکشن 3 ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک وفاقی معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اسے صوبائی اسمبلی ٹیک اپ نہیں کر سکتی۔ کہ دو قسم کی فہرستیں ہیں ایک Federal Legislative List اور دوسری Concurrent Legislative List ہے۔ یہ جو معاملہ ہے یہ fall کرتا ہے Federal Legislative List میں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز' میں معزز راکین سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سنیں اور توجہ دیں۔ بڑی اہم بات ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس میں حوالہ دینا چاہتا ہوں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے صفحہ 218 پر شیڈول 4 کا نمبر 48۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، صفحہ نمبر کیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی یہ صفحہ نمبر 218 اور اس کا سیریل نمبر 48 ہے۔ یہ ہے Taxes on Corporation کے متعلق ہے۔ اس کو سیریل نمبر 54 کے صفحہ نمبر 219 کے ساتھ ملا کر پڑھیں جو کہتا ہے،

> Fee in respect of any of the matters in this part, but not including fees taken in any court.

جناب سپیکر! اس میں بڑا واضح دے دیا گیا ہے کہ یہ وفاقی معاملہ ہے اور یہ Federal Legislative List میں fall کرتا ہے۔اور اسے صوبائی اسمبلی take up نہیں کر سکتی۔ جناب سپیکر اس میں' میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ یہاں پر already ایسی legislations ہو چکی ہیں جو کہ

violation of the Constitution تھیں۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور میں ایک دو مثالیں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ کہ جس طرح موبائل فونز پر تھا اس میں بھی میں نے آئین سے حوالہ دیا تھا۔اس کے بارے میں صفحہ 215 میں دیا ہوا ہے اور ایئر ٹکٹس کے بارے میں بھی حوالہ دیا تھا۔لیکن یقیناً Majority is authority۔ لیکن ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم آئین قانون کے مطابق چلیں اور اگر ہم قانون اور آئین کے مطابق نہیں چلیں گے تو جناب سپیکر! یہ ایک legislative ادارہ ہے اور اس صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ تو باہر ہمارا مذاق بنتا ہے کہ ہم آئین اور قانون کے مطابق نہیں چل رہے۔ یہ صرف میرے کہنے کی بات نہیں' جناب سپیکر یہ آپ اور ہم سب کی بات ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم اس کو قانون کے مطابق لے کر چلیں۔ اور اس میں میں آپ کو ایک اور مثال بھی دینا چاہوں گا۔ اس میں میں نے جو سابقہ سالوں کی مثال آپ کو دی ہے جہاں صوبائی حکومت کی طرف سے موبائل فونز پر فیس لگائی گئی تھی' اب وہ بھی آئین کے صفحہ 215 کے 7 نمبر پر دیا ہوا ہے کہ:

7 . Posts amd telegraphs , including telephones , wireless , broadcasting and other like forms of communications; Post Office saving Bank.

اور ایئر ٹکٹس پر جو ٹیکس لگایا گیا تھا اس پر بھی میں نے اس وقت بتایا تھا کہ یہ بھی صفحہ نمبر 219 کے نمبر 53 پر ہے کہ:

53 . Terminal Taxes on goods or passengers carried by railway, sea or air; taxes on their fares and freights.

وزیر قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! I am already on point of order.

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ان کی بات میں مداخلت کرنے کی معذرت چاہتا ہوں۔ میں صرف ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معزز قائد حزب اختلاف page نہ بولیں بلکہ آئین کے متعلقہ

آرٹیکل کا نمبر بولیں تاکہ ہم اس کو دیکھ سکیں۔ وہ صفحہ نمبر بول رہے ہیں۔ ان کے پاس آئین کی جو کتاب ہے اس میں اور میرے پاس جو آئین کی کتاب ہے اس میں فرق ہے۔ اس لیے وہ متعلقہ آرٹیکل کا نمبر بولیں۔

جناب سپیکر: جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر میں نے شیڈول 4 کے صفحہ نمبر بھی بتائے ہیں اور آرٹیکلز بھی quote کیے ہیں۔ پہلے جو میں نے بات کی ہے کہ 48 read with 54 اور جو موبائل فونز کا ہے وہ 7 ہے اور ایئر ٹکٹس کا 53 ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ Federal Legislative List کا معاملہ ہے۔ میں اس میں یہ چاہوں گا کہ اس پر آپ رولنگ فرمائیں کہ اس پر صوبائی اسمبلی میں یہ بات take up نہیں کی جا سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون! آپ اس پر کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! براہ مہربانی آپ آرٹیکل 163 ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں یہ ہے کہ provincial taxes in respect of professions,etc.

"163 . A Provincial Assembly may by Act impose taxes , not exceeding such limits as may from time to time be fixed by Act of [Majlis-e-Shoora(Parliament)] , on persons engaged in professions , trades , callings or employments , and no such Act of the Assembly shall be regarded as imposing a tax on income".

اس کے بارے میں قائد حزب اختلاف فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی منیس صاحب! سنا آپ نے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں ان کو follow نہیں کر سکا، وہ معاملے

jumble up کر رہے تھے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو دوبارہ فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے آرٹیکل 163 کا حوالہ دیا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, when Mr Manais, Leader of the Opposition was the fullfledged Speaker of this House and the same Constitution was there why did he pass the Bill Today he is objecting to the same to which he was a party for the last so many years.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس کے بارے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ I will again stress that it is a Federal subject اس میں جتنے بھی functionaries ہیں وہ وفاقی نوعیت کی ہیں۔ It comes under the Corporate Law Authority اور یہ وفاقی حکومت کا ہے۔ جتنی بھی کمپنیاں ہیں ان کو Companies Ordinance 1984 کے تحت وفاقی حکومت deal کرتی ہے۔ اس کے جتنے بھی معاملات ہیں یہ Corporate Law Authority کے تحت ہیں۔ I will again stress on the point کہ یہ Federal Legislative List کی بات ہے اور کہیں بھی صوبائی حکومت کو authorise نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو آپ نے پڑھا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی جناب والا! میں نے اس کو پڑھا ہے۔ لیکن Fedrel Legislative List سے جو پوائنٹ میں نے take up کیا ہے آپ نے اس کو بھی دیکھ لیا اور اس پوائنٹ کو بھی دیکھ لیں جو وزیر قانون صاحب نے دیا ہے اس کے بعد آپ رولنگ فرما دیں۔

پوائنٹ آف آرڈر پر چیئر کی مختصر رولنگ

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب! اس میں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ،

"163. A Provincial Assembly may by Act impose taxes, not

exceeding such limits as may from time to time be fixed by act of [Majlis-e-Shoora(Parliament)] , on persons engaged in professions , trades , callings or employments , and no such Act of the Assembly shall be regarded as imposing a tax on income".

ہم یہ فیس کلاز 3 کے ذریعے عائد نہیں کر رہے بلکہ یہ تو professional فیس پر لگایا گیا ہے۔ یہ professional ٹیکس ہے۔ اسے وفاقی حکومت کے تابع صوبائی حکومت عائد کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ لہذا میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو رول آؤٹ کرتا ہوں اور میں اس کی تفصیلی رولنگ بعد میں پیش کر دوں گا۔ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں اب پنجاب فنانس بل جو یہاں پیش کیا گیا ہے اس کی طرف آتا ہوں۔ اس کے دو sections ہیں جہاں کہ Amendments in the Punjab Finance Act, 1999 کے ذریعے amendments propose کی گئی ہیں، ایک Amendment of Act (II of 1899) ہے جس میں سٹمپ ایکٹ 1899 جو شیڈول I میں دیا ہوا ہے 'In Article 23 (a), (b) and (c) اس میں substitution propose کی گئی ہے۔ Successive governments from time to time اس کو اپنی مرضی سے enhance کرتی ہیں اور پھر انہیں reduce کرتی ہیں اور یہ جو matter under discussion ہے اس میں پہلے 1977 میں یہ ایکٹ بنا اس کو substitute کیا گیا۔ پھر اس کے بعد Punjab Act No.4 of 1986 میں اس کو پھر substitute کیا گیا۔ اس کے بعد پھر Punjab Act No.1 of 1990 میں اس کو substitute کیا گیا اور اس کے بعد Act No. 6 of 1992 میں پھر اس کو substitute کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کو 1998 میں substitute کیا گیا تھا۔ اب اس میں دیکھنا یہ ہے کہ گو گورنمنٹ نے یہ reduction propose کی ہے۔ لیکن گزشتہ سال جب اس میں enhance کیا گیا تھا

اور کافی حد تک اسے زیادہ enhance کیا گیا تھا تو اس وقت بھی ہم نے یہ point out کیا تھا کہ آپ اتنا enhance نہ کریں کہ آپ کے جو revenue receipts ہیں وہ کم ہو جائیں۔ لیکن اس پر پھر میں وہی بات کروں گا کہ majority نے اپنا فیصلہ دیا اور اس کو impose کر دیا گیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ جب وہ لاگو کیا گیا تھا' کیا اس وقت گورنمنٹ نے اپنا mind apply کیا تھا؟ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ نے اس وقت اپنا mind apply نہیں کیا تھا اور اس کے جو دور رس نتائج نکلنے تھے' وہ گورنمنٹ نے مدنظر نہیں رکھے اور اس وقت بھی میں نے یہ بات تمام ہاؤس کو جناب سپیکر' آپ کی وساطت سے عرض کی تھی کہ یہ گورنمنٹ ایک ایسا قدم اٹھا رہی ہے کہ جس میں revenue receipts بڑھنے کی بجائے کم ہوں گے۔ اس لیے کہ اس کی جو enhancement ہے وہ اتنی زیادہ ہے کہ لوگ اس میں alternate ڈھونڈیں گے اور پھر لوگوں نے alternate ڈھونڈے۔ رجسٹریاں کرانے سے لوگ گریزاں ہوئے اور انھوں نے پھر اس میں اقرار نامے لکھوانے شروع کر دیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہی گورنمنٹ کو یہ سوچنا چاہیے تھا کہ ایک فیصلہ جب گورنمنٹ کر رہی ہے تو ایسا فیصلہ کیا جائے جس سے ان کی جو انکم ہے وہ بڑھے نہ کہ کم ہو' کیونکہ taxes enhance کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ اپنے taxes کو بڑھانا چاہتی ہے۔ تو اس وقت سوچ سمجھ کر یہ بات کرنی چاہیے اور ایسا فیصلہ کرنا چاہیے کہ جس سے receipts جو ہیں وہ enhance ہوں' نہ کہ decrease ہوں اور آج میرے خیال میں حکومت کو جب یہ احساس ہوا ہے کہ پورے سال میں رجسٹریوں کی تعداد بہت کم ہوئی ہے اور لوگوں نے alternate راستے اختیار کرنے شروع کر دیے تھے تو اب گورنمنٹ نے اس کو reduce کیا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ بات قطعاً سمجھ نہیں آتی کہ گورنمنٹ جب ایسے haphazard steps اٹھاتی ہے' اب میں مثال دیتا ہوں کہ گورنمنٹ نے لگژری وہیکلز پر ایک ٹیکس عائد کر دیا اور اس وقت بھی یہ بات ہم نے بتائی اور point out کی تھی کہ آپ یہ ایک ایسا قدم اٹھا رہے ہیں کہ یہ صرف پنجاب میں آپ enhance کر رہے ہیں۔ اس میں آپ کے revenue receipts کم ہوں گے اور کم اس لیے ہوں گے کہ یہاں آپ نے تین لاکھ روپے سے لے کر چار لاکھ روپیہ لگژری وہیکلز پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ تو لوگوں کے پاس ایک option ہے کہ وہ باقی صوبوں میں جائیں۔ وہ سندھ میں جا کر اپنی

گاڑی رجسٹر کرائیں، وہ فرنٹیئر میں کرائیں، وہ بلوچستان میں کرائیں، وہ فیڈرل کیپیٹل میں جا کر کرائیں، تو اس سے ہونا یہی تھا جو ہوا ہے۔ میرے پاس اس وقت صحیح اعداد و شمار نہیں ہیں لیکن گورنمنٹ کو یہ علم ہے کہ جو رجسٹریشن آف وہیکلز ہے وہ بہت حد تک، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں نہ ہونے کے برابر رہ گئی اور سب لوگوں نے وہ گاڑیاں باہر رجسٹر کروانی شروع کر دیں۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس قانون ساز ادارے کو قانون اس طرح کا بنانا چاہیے جو کہ ایک foolproof قسم کا قانون ہے۔ اب اتنی flaw اس قانون میں بھی ہے کہ اس میں ایک retrospective effect سے لاگو کیا گیا۔ اس میں کہا گیا کہ یکم جولائی 1994 کے بعد جتنی گاڑیاں رجسٹرڈ ہوں گی وہ اس پر لاگو کیا جائے گا۔ پھر اس میں یہ بھی کہہ دیا گیا، پہلی بات تو یہ ہے کہ،

This was a discrimination between the provinces.

پھر اس میں یہ کہہ دیا گیا کہ،

> Those vehicles registered after Ist of July, 1994 will pay such and such amount or those which are registered out side the province but plying within Punjab.

ان پر بھی یہ لاگو ہو گا۔ اب چونکہ ایک غلط ٹیکس لگا دیا گیا تھا اور ایک غلط بات کر دی گئی تھی تو روزانہ اب سڑکوں پر جھگڑے ہو رہے ہیں اور لوگوں سے زبردستی وہ ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ تو میرا مثال دینے کا مقصد یہ ہے کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ haphazard decisions نہیں لینے چاہییں۔ اگر آج گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ انھوں نے پچھلے سال ایک غلط فیصلہ کیا تھا اور اب وہ عوام کو ریلیف دینا چاہتی ہے، اچھی بات ہے لیکن میں ان کو یہ ضرور کہوں گا کہ آپ ہمیشہ ایسا فیصلہ کریں، سوچ سمجھ کر کریں کہ جس کو پھر واپس نہ لینا پڑے۔ آپ دُور اندیشی سے سوچیں۔ اپنی نظر کو زیادہ سالوں تک آگے لے جائیں تاکہ آپ کو پھر reverse gear نہ لگانا پڑے۔

جناب سپیکر! اس میں آگے Amendment in Act XV of 1977 ہے۔ اس میں

"Companies registered under Companies Ordinance 1984 with paid up capital ....."

ہے۔ اس کی آگے تفصیل دے دی گئی ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو بہت ہی زیادہ enhance

کر دیا گیا ہے۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ٹیکس لگانے کا مقصد to collect money ہے۔ لیکن how to collect money? آیا جس سے لیا جا رہا ہے اس پہ burden ڈالا جا رہا ہے یا آپ اس کو justify کر رہے ہیں؛ یہ جو اتنی ہے' جو اس سے پہلے تھی وہ دو ہزار' پانچ ہزار اور کچھ تھی۔ پھر اس کو enhance کر کے اب دس ہزار' تیس ہزار' ستر ہزار اور ایک لاکھ روپیہ کر دیا گیا ہے۔ اگر اس کی آپ percentage نکالیں تو یہ بہت ہی زیادہ بنتی ہے۔ تو آپ بجائے اس کے کہ registration of companies کو encourage کریں' آپ ان کو discourage کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے صوبے کی trade بھی suffer کرے گی اور پھر اس میں یہی ہو گا کہ لوگوں نے اپنی کمپنیز دوسرے صوبوں میں رجسٹر کرانی شروع کر دینی ہیں اور وہاں کی جو رجسٹریشن فیس ہے وہ ظاہر ہے کہ ہمارے صوبے سے بہت کم ہو گی' جیسے کہ میں نے پہلے لگژری وہیکلز کے بارے میں مثال دی ہے۔ پھر جیسے آنریبل منسٹر فار فنانس نے یہ بات کی ہے کہ This is a professional tax اور انھوں نے آئین کے آرٹیکل کا حوالہ دیا ہے۔ تو پروفیشنل ٹیکس یا کوئی کسی قسم کا بھی جو ٹیکس ہے' پہلے آپ نے دیکھنا یہ ہے کہ کیا آپ ان کمپنیز کو infrastructure provide کر رہے ہیں؛ آپ ان کا جو tax net ہے وہ اتنا زیادہ بڑھا رہے ہیں' کیا آپ ان کو وہ سہولتیں مہیا کر رہے ہیں کہ جن کے بدلے میں آپ ان سے یہ اتنا بڑا ٹیکس لے رہے ہیں؛ میں سمجھتا ہوں کہ کمپنیز' جیسے میں نے عرض کیا ہے وہ towards the other provinces shift ہو جائیں گی اور پھر جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ trade ہمارے ہاتھوں سے نکل سکتی ہے۔ ہم کیوں ایسا کام کر رہے ہیں کہ trade بھی ہمارے ہاتھوں سے نکلے اور ہمارے جو revenue receipts آ رہے ہیں وہ بھی اس سے کم ہو جائیں اور اس کی مثالیں میں پہلے دے چکا ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم کمپنیز پر صرف registration of fees میں اتنا زیادہ بوجھ ڈال رہے ہیں اور آپ نے اس میں ماشاء اللہ ایک رولنگ دے دی ہے اور اس سے بڑی اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا کمپنیز' ان کے مالکان اور ان کے جو ملازمین ہیں ان کو ہم نے کیا سہولتیں فراہم کی ہیں؛ جب میں سہولتوں کی بات کرتا ہوں یا infrastructure کی بات کرتا ہوں تو اس میں آپ یہ دیکھیں کہ جب وہ صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے Is he secure? کیا آپ نے اس کی زندگی محفوظ بنائی ہوئی ہے؛ آپ اس سے اتنا ٹیکس لے رہے ہیں۔ جس روڈ پر وہ جا رہا ہے کیا

آپ نے ان کو ایسی روڈ facilities مہیا کر دی ہیں کہ آپ ان سے اتنا زیادہ ٹیکس لے رہے ہیں؟ جس ٹرانسپورٹ پر چڑھ رہا ہے کیا آپ نے اس کو ٹرانسپورٹ میں اتنی facilities مہیا کر دی ہیں کہ آپ اس کا اتنا زیادہ ٹیکس بڑھا رہے ہیں۔ کیا آپ ان کو ایسی environment دے رہے ہیں جس میں وہ اپنے آفس میں جا رہا ہے یا اپنی کمپنی میں جا رہا ہے جس کے لیے آپ اتنا زیادہ ٹیکس لے رہے ہیں کیا آپ نے اس کو اتنی ہیلتھ facilities دے دی ہوئی ہیں کہ اس پر اس زیادہ ٹیکس کا burden ڈال رہے ہیں؟ کیا آپ نے ان کو ایجوکیشن میں اتنی سہولتیں فراہم کر دی ہیں؟ کیا آپ نے امپورٹ میں facilities دے دی ہیں؟ کیا آپ نے ایکسپورٹ میں اتنی facilities دے دی ہیں کہ آپ اس سے اتنا زیادہ ٹیکس لے رہے ہیں؟ کیا آپ نے اس کو سیوریج کی سہولتیں دے دی ہیں کہ آپ اس سے اتنا زیادہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں؟ کیا آپ نے مہنگائی کم کی ہے' daily use کی commodities کی قیمتیں کم کی ہیں کہ آپ ان سے اتنا زیادہ ٹیکس لے رہے ہیں؟ کیا آپ نے drinking water اس کو اس حد تک صحیح مہیا کر دیا ہے کہ آپ اس سے اتنا زیادہ ٹیکس وصول کر رہے ہیں؟ تو جناب سپیکر! جب یہ ساری باتیں دیکھی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ This tax is a burden on the companies. اس کو آپ کیوں discourage کر رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں formation of companies will become difficult۔ اور یہ جو Corporate Law ہے' یہ جو کمپنی لاء ہے اس کو بنایا بھی گیا تھا to promote capital in the country. تو یہ ٹیکسز کا burden بڑھا کر جیسا کہ ہر سال اس کو بڑھایا جا رہا ہے' آپ اس پر مزید ایک ایسا burden ڈال رہے ہیں۔ اب جب میں بات کرتا ہوں کہ جناب' کیا آپ نے ان کو security provide کی ہے؟ تو ابھی کل ہی یہاں اس آنریبل ہاؤس کے فلور پر لاء اینڈ آرڈر کی situation کی بات ہوئی' پولیس کی بات ہوئی۔ تو جو کمپنیاں ہیں' ان کے مالکان ہیں' ان کے ملازمین ہیں یہ اس معاشرے کا حصہ ہیں جن کے اوپر اتنا burden ڈالا جا رہا ہے۔ میں وزیر قانون صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ انھوں نے comparative statements دیں اور انھوں نے اس کو کسی اور انداز میں لیا ہے لیکن ایک بات تو آج بچہ بچہ کہہ رہا ہے کہ ملک کی جو لاء اینڈ آرڈر situation ہے' اور خاص طور پر صوبہ پنجاب کی وہ ہاتھ سے بالکل نکل چکی ہے اور جیسا میں نے کل عرض کیا تھا کہ ان پچاس سالوں میں' آزادی سے لے کر آج تک اس جیسی ناکام ترین

حکومت پہلے کبھی نہیں آئی۔ تو جناب سپیکر! اس میں پہلے یہ چاہیے ہو گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں معزز اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ اس میں دلچسپی کیوں نہیں لے رہے۔ یہاں پر اتنی اہم بات ہو رہی ہے اور یہ شور، بڑے افسوس کی بات ہے۔۔۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو جناب سپیکر! ٹیکسز کا یہ جو تمام burden ہے اس burden کو ڈالنے سے پہلے ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔ اب میں یہاں یہ مثال دینا چاہتا ہوں کہ بجٹ میں جو allocations ہیں۔ مثلاً road and bridges کی allocations جو ہیں، اگر Annual Development Programme کو دیکھا جائے تو وہ کم ہو گئی ہیں وہ تقریباً 9 فی صد سے کم ہو کر 6 تقریباً پر آ گئی ہیں۔ حالانکہ خودمختاری کے بڑے بلند بانگ دعوے کیے جاتے رہے ہیں اور خود مختاری کے نتیجے میں آپ کو کیا ملا ہے؟ Everybody knows it except the Government and the honourable Minister for Health. کیونکہ انھوں نے ماشاء اللہ جو کام کیا ہے اس کو تو غلط کہنا نہیں۔ میں نے پچھلے دنوں جو اے۔ڈی۔پی کی بات کی تھی کہ اے۔ڈی۔پی میں بھی جو ڈویلپمنٹ سائڈ پر allocations ہیں وہ رواں مالی سال کی نسبت آئندہ مالی سال کے لیے کم کر دی گئی ہیں اور یہی حالت ایجوکیشن کی ہے۔ ایجوکیشن کی پچھلے سال کی جو utilization ہے وہ 10 فی صد بتائی جا رہی ہے۔ یہ اور جو facilities provide کی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ہی کم ہیں حالانکہ گورنمنٹ نے یہ کہا ہے کہ شرح خواندگی فی صد پر لے جائیں گے۔ جناب مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ شرح خواندگی کیا ہے یہ 70 فی صد پر کس طرح لے جائیں گے؟ جو ان کا دعویٰ ہے کہ وہ 35 فی صد۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! محترم لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہ فرمایا ہے کہ ایجوکیشن میں utilization 10 فی صد ہے میں ان کی اطلاع کے لیے یہ ضرور کہوں گا کہ کالج سائڈ پر ہائر ایجوکیشن میں ہماری utilization above 90% ہے اور سکولز سائڈ پر بھی تقریباً یہی ہے۔ Please, you correct your information.

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! I have all the regard for the honourable Minister for Education but انھوں نے جو نمبرز بتائے ہیں Those are unbelievable.

He should again check themup. تو جناب، اس ایجوکیشن میں جو Annual Development Programme کا حصہ ہے اس میں بھی رواں مالی سال کی نسبت ---

جناب قائم مقام سپیکر، آپ unbelievable کے ساتھ remarkable نہیں کہہ سکتے۔ صرف آپ ہی یقین نہیں کر رہے ہیں اور اگر واقعی یہ ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس لیے یہ کہہ رہا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ جو اپنے پیپرز اس آنریبل ہاؤس کے سامنے رکھتا ہے اس میں انھوں نے کبھی utilization نہیں دکھائی اور جہاں ایک چیز چھپائی جائے تو وہ پھر unbelievable ہی ہوتی ہے۔ جو میرے sources ہیں، میں نے اپنے ہی sources کی بات کرنی ہے، گو وزیر قانون صاحب کو یہ بات اچھی نہیں لگے گی۔ میں تو چاہتا ہوں کہ یہ utilization کے نگرز وائٹ پیپر میں دے دیا کریں جیسے یہ باقی سیونگ کا دے دیتے ہیں اور اخراجات کا دے دیتے ہیں یہ سارا کچھ وائٹ پیپر میں آجاتا ہے اور وہ black and white میں ہوتا ہے۔ تو اگر utilization بھی وائٹ پیپر میں دے دی جائے تو پھر یہ unbelievable اور remarkable باتیں ہوں ہی نہ۔ پھر تو ایک چیز سامنے ہے اس کو کھل کر criticize کیا جا سکتا ہے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن میں جب تک آپ ان کمپنیوں کے مالکان اور ان سے allied لوگوں کو یہ facilities مہیا نہیں کریں گے تو This will be a higher burden on the companies اور اس میں utlimately صوبہ suffer کرے گا۔ تو جناب سپیکر! جہاں میں نے پینے کے صاف پانی کی بات کی ہے جناب والا! ہاؤس کو آرڈر میں لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آنریبل ممبرز کی اس اجلاس میں کوئی دلچسپی نہیں؟ میری گزارش ہے کہ بات سنیں، اس کا جواب ٹریژری بنچز سے آنا ہے۔ اگر آپ بات سنیں گے نہیں تو جواب کیسے دیں گے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس کے بعد پینے کا صاف پانی ہے ۔ جناب انھوں نے اپنی بجٹ تقریر میں واضح بتایا تھا کہ پینے کے لیے صاف پانی مہیا نہیں ہو رہا۔ میں نے examples quote کی تھیں، میں نے چولستان، ڈیرہ غازی خان ڈویژن کی examples quote کی تھیں کہ آج بھی بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں انسان اور جانور ایک ہی جگہ سے پانی پی رہے ہیں۔ جناب! میں یہ

نہیں کہتا کہ ٹیکسز نہ لگائے جائیں۔ لیکن burden اتنا ڈالا جائے جتنا کہ اگلا برداشت کر سکتا ہے اور اس میں انھوں نے ---

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے انھیں interrupt کیا ہے لیکن میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو زیر بحث مسئلہ ہے وہ ہے فنانس بل۔ لہٰذا ان کو فنانس بل کے متعلق ہی بات کرنی چاہیے۔ اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں اور جس طرح فنانس منسٹر صاحب نے پیش کیا ہے یقیناً قائد حزب اختلاف نے اسے پڑھا ہو گا اس میں ہم نے ٹیکسز کو کم کیا ہے۔ عوام کو ریلیف دینے کی بات کی ہے۔ اس بارے میں تو قائد حزب اختلاف بات نہیں کر رہے۔ پہلے وہ وہیکل ٹیکس پر گئے، پھر انھوں نے ہیلتھ کے بارے میں بات کی ہے، بعد میں roads and bridges کی allocation پر آ گئے، اس کے بعد ایجوکیشن کی بات کی ہے۔ وزیر تعلیم نے انھیں اس پر interrupt بھی کیا۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اس بابت اپنا نقطۂ نظر بیان فرمائیں کہ آیا وہ اس ریلیف دینے کے حق میں ہیں یا نہیں؟ اگر حق میں نہیں ہیں تو اس پر اپنے دلائل دیں، وزیر خزانہ ان کا جواب دیں گے۔ اور اگر اس کے حق میں ہیں تو پھر حکومت کے اس اقدام کو appreciate کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! وزیر قانون نے بڑی خوبصورت بات کہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: معزز وزیر قانون نہایت ہی قابل احترام ہیں، لیکن وہ میری بات کو سمجھ نہیں رہے۔ انھوں نے ریلیف دینے کی بات کی ہے، تو جناب والا! reduction پر تو میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں، مثالیں دے چکا ہوں کہ حکومت کو ایسے haphazard decisions نہیں لینے چاہییں۔ اگر آج وہ کم کر رہے ہیں تو اچھا کیا ہے لیکن یہ بھی دیکھیں کہ انھوں نے جو فیصلہ پچھلے سال کیا تھا وہ کتنا غلط تھا۔ انھوں نے جو taxes enhance کیے ہیں، اب میں اس پر بات کر رہا ہوں۔ جناب والا! آپ نے تو یہ more than even thousand times بڑھا دیے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر آپ ٹیکس بڑھاتے ہیں، لاگو کرتے ہیں تو اتنے کریں جتنے لوگ برداشت کر سکیں۔ اور پھر ان ٹیکسوں کو justify کریں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ یہ سب سہولتیں مناسب مقدار میں مہیا نہیں کر رہے۔ اس لیے اتنے ٹیکس لگانے کی کوئی justification نہیں بنتی۔ میں حکومت کو pin point کر رہا

ہوں کہ فلاں فلاں محکمے میں آپ کی short comings ہیں۔ جناب والا! جب تک یہ تمام سہولتیں مہیا نہ کی جائیں تو اس وقت تک کوئی justification نہیں بنتی کہ حکومت اتنے taxes enhance کرے۔ میں یہاں زرعی انکم ٹیکس کی مثال دیتا ہوں۔ اس ٹیکس کا دائرہ کار اتنا وسیع کر دیا گیا ہے کہ اب زراعت ایک کھانے کا پیشہ بن گیا ہے اور لوگ اس پیشے کو چھوڑنے کا سوچ رہے ہیں۔ زراعت پیشہ لوگ پورے ملک کو خوراک مہیا کرتے تھے لیکن اب کاشت کار خود بھوکے مر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جب آپ اتنے زیادہ ٹیکس بڑھائیں گے اور لوگ انھیں برداشت نہیں کر سکیں گے تو پھر حکومت اگلا قدم یہ اٹھاتی ہے کہ جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے انھیں جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ یہاں آپ نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا آپ نے جیلوں میں مناسب سہولتیں مہیا کی ہوئی ہیں؟ ایک جیل جہاں پہ ہزار لوگوں کی گنجائش ہے کیا وہاں پانچ ہزار آدمی تو نہیں ٹھونس دیے گئے' کیا انھیں صحیح کھانا دیا جا رہا ہے' صحیح ماحول مہیا کیا جا رہا ہے؟---

جناب قائم مقام سپیکر : منیں صاحب! یہ آپ جیلوں کے کھانوں کی طرف کیوں چل نکلے ہیں؟ میں گزارش کروں گا کہ آپ relevant رہیں۔ میں نے آپ کو کبھی interrupt نہیں کیا۔ لیکن اب میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ irrelevant ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ relevant رہیے۔ جو ٹیکس بڑھائے گئے ہیں آپ ان پہ بات کریں۔ یہ کہنا کہ جیلوں میں کھانا صحیح نہیں ہے' وہاں قیدیوں سے مشقت لی جاتی ہے' جیلوں کے باتھ روم صحیح نہیں ہیں۔ ان سب باتوں کا تو ٹیکسوں سے کوئی تعلق نہیں۔ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اپنی بات relevant رہتے ہوئے جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جو میں نے عرض کرنا تھا وہ آپ نے حکم فرما دیا ہے۔ میرے فاضل دوست یا تو آج تیار ہو کر نہیں آئے یا بالکل confuse ہیں۔ ہم نے ٹیکس کم کیے ہیں تو یہ اسے بھی appreciate نہیں کر رہے۔ صرف derail ہو رہے ہیں' بات تو سٹمپ ڈیوٹی کی ہو رہی تھی لیکن میرے بھائی تعلیم' roads and bridges اور جیلوں کی بات کر رہے ہیں۔ اگر وہ اس relevant موضوع کی طرف آئیں' اس پہ بات کریں تو ہم جواب دے سکیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیں : جناب سپیکر! پہلے جب وزیر خزانہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا تو میں اس وقت بھی بتا چکا ہوں۔ اب معزز قائم مقام وزیر خزانہ یہ فرما رہے ہیں کہ "ان کی سمجھ

میں نہیں آ رہی " جناب والا : ان کی سمجھ میں تو کوئی بات بھی نہیں آئی۔ جب سے انھوں نے بجٹ پیش کیا ہے اس دن سے لے کر آج تک ان کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی اور نہ ہی آئی ہے۔ جناب سپیکر! اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا سیکشن II اور دوسرا سیکشن III ہے۔ میں سیکشن II پہ بات کر چکا ہوں اور اب میں سیکشن III پر بات کر رہا ہوں۔ اس میں آپ نے taxes enhance کیے ہیں اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ اتنے taxes enhance کریں جتنے اگلا برداشت کر سکے۔ جب آپ ٹیکس بڑھاتے ہیں تو آپ کو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا آپ infrastructure مہیا کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس پر میں مختلف محکموں کی مثالیں پیش کر رہا ہوں----

وزیر خزانہ : جناب سپیکر ! ایک منٹ کے لیے اجازت چاہوں گا' میں انھیں زیادہ disturb نہیں کرنا چاہتا۔ جناب والا ! کمپنیز ٹیکس کی بات ہو رہی ہے' تو میرے بھائی ذرا یہ بتائیں کہ جیلوں کے کھانوں کا ذکر کہاں سے آ گیا؟ کیا اس کی کوئی relevancy بنتی ہے؟ آپ منصف ہیں' انصاف فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ ذرا انھیں بات کرنے دیں تا کہ جلدی wind up ہو سکے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر ! آپ نے بھی حکم فرمایا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں نے تو relevancy کی بات کہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب والا ! جب اتنے زیادہ ٹیکس لگائے جائیں گے اور لوگ یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکیں گے تو پھر لا محالہ وہ جیلوں میں جائیں گے۔ تو کیا وہاں پر ایسی سہولیات مہیا کی ہوئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر : منیس صاحب ! کیا آپ کا خیال ہے کہ سب کو جیل جانا چاہیے؟ اگر جیلوں میں سہولتیں ہوں تو پھر کیا خیال ہے کہ سب لوگ خوشی سے جیل چلے جائیں؟

جناب سعید احمد خان منیس . جناب سپیکر ! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ حکومت جب کوئی غلط فیصلہ کرتی ہے' جب اتنے زیادہ ٹیکس بڑھا دیے جائیں کہ لوگ انھیں ادا نہ کر سکیں ----

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب ! آپ relevant رہ کر بات کریں۔ میں نے تو کبھی آپ کو

interrupt نہیں کیا۔ لیکن جہاں میں سمجھتا ہوں کہ آپ relevant نہیں ہیں' اور relevant رہنے کے لیے کہہ دیتا ہوں تو آپ اسے محسوس نہ کیجیے۔ براہ کرم آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس : جناب سپیکر! میں مختصر کرتے ہوئے اسے wind up کرتا ہوں۔ میں اس میں یہ مثال دینا چاہوں گا کہ ایک کاشت کار جس نے پانچ سو روپے ٹیکس ادا کرنا ہے۔ اس کی فصلیں خراب ہو گئی ہیں اور وہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتا۔ ایک پٹواری اسے پکڑ کر حوالات میں بند کر دیتا ہے یا ایک مہینے کے لیے اسے جیل میں بند کر دیا جاتا ہے تو کیا یہ اس کے ساتھ ظلم نہیں ہو گا؟ یہ ظلم اس لیے ہو رہا ہے کہ جب حکومت نے ٹیکس لگایا تو اس ٹیکس کو انھوں نے justify نہیں کیا۔ کاشت کار کو اس ٹیکس کا return نہیں مل رہا۔ اگر اسے صحیح return ملے تو وہ فوراً ٹیکس ادا کر دے گا۔ یہ میں ایک مثال دے رہا ہوں' اس کاشت کار کی جو کہ مہینہ مہینہ اور دو دو مہینے اندر حوالات میں پڑا رہتا ہے۔ آپ کو بھی اس کا بخوبی علم ہے' کیونکہ آپ اور ہم جس معاشرے سے تعلق رکھتے ہیں وہاں روزانہ ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت یہ دیکھ لے کہ اس کو صحیح infrastructure مہیا کیا گیا ہے تو اسے enhance کریں۔ میں تجویز دوں گا کہ چونکہ صحیح infrastructure provide نہیں کیا گیا اور صحیح سہولتیں مہیا نہیں کی گئیں اس لیے کمپنیز پر ٹیکس کا اتنا زیادہ بوجھ ڈالنا مناسب نہیں۔ اس میں خاص طور پر ہماری تجارت suffer ہو گی اور رجسٹریشن یہاں سے بند ہو کر دوسرے صوبوں میں منتقل ہو جائے گی۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں آپ کے سامنے یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آج فنانس بل کے بارے میں قائد حزب اختلاف نے جو باتیں فرمائی ہیں ان کا جواب مجھے بڑے افسوس کے ساتھ دینا پڑ رہا ہے۔ جناب والا! ہماری حکومت نے سب سے پہلے عوام کو جو stamp duty میں relief دیا ہے کم از کم یہ اس کی تعریف کر دیتے۔ لیکن انھوں نے اس بارے میں جس رنگ میں باتیں کی ہیں وہ سن کر مجھے نہایت ہی افسوس ہوا ہے۔ میں پہلے اس کی صورت حال کے بارے میں عرض کر دوں کہ پہلے صورت حال کیا تھی؟ جناب والا! جائیداد کی خرید و فروخت پر مندرجہ ذیل قسم کے محصولات عائد تھے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے Capital Value Tax 2.5%

عائد تھا۔ صوبائی حکومت کی طرف سے زرعی سکنی اراضی کی stamp duty 5 فی صد سے لے کر 10 فی صد تک تھی۔ صوبائی حکومت کی طرف سے عائد رجسٹریشن فیس زرعی وسکنی اراضی کی مالیت کا ایک فی صد جبکہ شہری جائیداد پر یہ ڈیوٹی پچاس روپے فی دستاویز تھی۔ لوکل کونسلوں کی طرف سے عائد لوکل کونسل ٹیکس اراضی بشرح جائیداد کی مالیت کا 5 فی صد اور یہ سارے ملا کر محصولات کی کل شرح 12.5 فی صد سے لے کر 17.5 فی صد تک تھی۔ لیکن ہم نے اسے 5 فی صد کر دیا ہے۔ بجائے اس کے کہ میرے محترم بھائی قائد حزب اختلاف اسے appreciate کرتے وہ اسے criticise کرتے رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ چونکہ اس مد میں حکومت کی آمدنی کم ہو گئی تھی اس لیے حکومت نے یہ سارا کچھ کیا ہے۔ لیکن میں یہ بات بھی on record لانا چاہتا ہوں کہ اس سال مئی 1999ء تک stamp duties کی مد میں پچھلے سال کی نسبت 49 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ حکومت وقت ساری قربانی دے رہی ہے تاکہ لوگوں کو ریلیف دیا جائے، لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کی جائیں اور جو کوئی پانچ یا دس مرلے کا مکان بنانا چاہتا ہے تو کم از کم اس طبقے کو کوئی ریلیف دیا جائے اور پنجاب کے اس سال کے بجٹ میں یہی ساری spirit ہے لیکن انھوں نے اس میں بھی کسی پوائنٹ کو appreciate نہیں کیا۔ اس کے بعد انھوں نے percentage پڑھ کر سنائی ہے لیکن اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا کہ رورل ڈویلپمنٹ کے لیے ہماری حکومت نے 50 فی صد اضافہ کیا ہے۔ اگر یہ اس کا ذکر کر دیتے تو ہم سمجھتے کہ وہ تنقید برائے تنقید نہیں کر رہے بلکہ مثبت باتوں کو سراہ بھی رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ توفیق نہیں دی۔ پھر انھوں نے بہت زور دار طریقے سے بات کی ہے اور میں حیران ہوں کہ اگر کہیں ٹیکس کم ہوتا ہے تو اسے بھی appreciate نہیں کرتے۔ پھر انھوں نے پروفیشنل ٹیکس کے بارے میں بڑی باتیں کی ہیں۔ جناب والا! ایک وہ طبقہ ہے جو afford کر سکتا ہے اور ایک وہ طبقہ ہے جو afford نہیں کر سکتا۔ جو طبقہ afford نہیں کر سکتا اس کو ریلیف دینا حکومت وقت کا اولین فرض ہے اور اگر حکومت وہ فرض نبھاتی ہے تو اس کی کوئی تعریف نہیں ہوتی۔ وہ طبقہ جو ٹیکس دینے کے قابل ہے اگر اس پر ٹیکس نہیں لگایا جائے گا اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ ان کو سہولیات دی جائیں۔ جناب والا! جو طبقہ ٹیکس نہیں دیتا اور وہ afford بھی کر سکتا ہے اگر وہ ٹیکس نہیں دے گا تو پھر سہولیات کہاں سے آئیں گی؟ آسمان سے تو نہیں آئیں گی۔ after all ضروریات اسی

طرح سے پوری ہوتی ہیں۔ جن معاشروں میں عوام کو بہت زیادہ سہولتیں دی گئی ہیں وہاں پر ٹیکس کی شرح دیکھیں کہ عوام کس طرح ٹیکس دیتے ہیں؟ اس پر بھی فرما رہے کہ یہ سارا پروفیشنل ٹیکس ہے اور حکومت نے بڑی زیادتی کی ہے۔ جناب والا! جیسے انھوں نے آئین کی دفعہ پڑھی ہے لیکن غیر متعلقہ portion پڑھ رہے تھے اور غیر متعلقہ portion پڑھ کر آپ کو confuse کیا ہے اور مجھے بھی confuse کر رہے ہیں۔ جناب والا! کمپنیز پر پہلے قانون کے تحت جو انکم ٹیکس کے ساتھ ایک فی صد fix کیا گیا تھا اس کا انھوں نے ذکر نہیں کیا بلکہ ویسے ہی کہہ دیا ہے کہ ٹیکس بڑھا دیا ہے۔ اگر یہ غور فرمائیں تو ٹیکس میں کمی ہوئی ہے زیادتی نہیں ہوئی۔ میں اس میں تھوڑا سا شیڈول پڑھ دیتا ہوں کہ ان لوگوں کو ٹیکس کے نیٹ ورک میں لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب والا! وہ کمپنیز جو not exceeding 10 million' ان پر 10 ہزار روپے ٹیکس عائد کیا ہے۔ exceeding 10 million but not exceeding 25 million' ان کو 30 ہزار روپیہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔اب یہ اس طبقے کو defend کر رہے ہیں جو afford کر سکتا ہے۔ جس نے پورے معاشرے کو چلانا ہے پورے معاشرے کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اگر ان کو بھی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا تو پھر کس سے ٹیکس وصول کیا جائے گا؟ پھر وہ کمپنیز ہیں جو exceeding 25 million but not exceeding 50 million ان پر 70 ہزار روپیہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ اس کے بعد وہ کمپنیز جو exceeding 50 million' ان پر ایک لاکھ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ لیکن میرے فاضل دوست اس طبقے کو defend کرتے ہوئے کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ کبھی زرعی ٹیکس کی طرف چلے جاتے ہیں؟ کبھی روڈز کی طرف اور کبھی تعلیم کی طرف چلے جاتے ہیں' کبھی پبلک ہیلتھ کی طرف چلے جاتے ہیں۔ لیکن relevant portion کی باتیں نہیں کرتے ۔ جناب والا! جو لوگ afford کر سکتے ہیں ہم ان کو tax net work میں ایک سلسلہ expand کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اس میں contribute کریں اور حکومت exchequre میں contribute کرے تاکہ پسے ہوئے طبقے کے لیے سہولت کا سامان بنایا جائے۔ جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف کہتے ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آئی۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کوئی سمجھ والی بات فرمائیں تو ہمیں سمجھ بھی آئے۔ جناب والا! ہمیں خوشی ہے کہ محترم قائد حزب اختلاف اس میں contribute کر رہے ہیں لیکن میں پھر ان سے عرض کروں گا کہ پوری طرح تیار ہو کر آیا کریں اور relevant باتیں کیا کریں تو ہم ان کو

appreciate کریں گے اور ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ اس لیے جناب سے استدعا ہے کہ ان کے دلائل میں نہ تو کوئی منطق ہے نہ کوئی خاص وزن ہے اس لیے مہربانی کر کے فنانس بل کو منظور فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That the Punjab Finance Bill, 1999 be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے دیکھ لیا کہ کسی کو کچھ نہیں پتا کہ اس ہاؤس میں ہو کیا رہا ہے؟ کیبنٹ کے وزرا بیٹھے ہیں ان کو بھی نہیں پتا کہ کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے؟ ان کو کچھ نہیں پتا۔ یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے زبردستی پاس کروا دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی باتوں کو endorse کرتا ہوں اور معزز قائم مقام وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا کہ ان کو سب کچھ سمجھ آ رہا ہے۔ تو اب یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ ان کو "کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی"۔

وزیر خزانہ: جناب والا! قائد حزب اختلاف جو ارشادات فرما رہے ہیں اب میں ان کا کیا جواب دوں؟ یہ تو بالکل بچوں والی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ نے ان کے دلائل سنے ہیں اور میں نے جو جواب دیا ہے وہ بھی آپ نے سنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کچھ تو آپ بھی دیکھیں کہ میں نے دس دفعہ ہاؤس کو کہا ہے کہ "Be attentive" چودھری صاحب بات سنیں! بات یہ ہے کہ آپ کے سامنے میں نے معزز ہاؤس کے معزز اراکین کو دس مرتبہ کہا ہے کہ "Be attentive" یہ بڑی اہم چیز ہے لیکن اس کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ میں کچھ نہیں کہتا۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔

Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill under is consideration. An amendment has been received in it from the Finance Minister. He may move it.

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That for clause 2 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted:-

"2. Amendment of Act II of 1899.- In the Stamp Act 1899 (II of 1899), in Schedule I-

(1) In Article 23, for sub-articles (a), (b) and (c), the following shall be substituted.-

(a)	In the Case of agricultural land	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the land.
(b)	In the Case of immovable property in an urban Area.	Five rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.
(c)	In any other case	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.

(2) In Article 31 -

i) in sub-article (b), for the words "Eight rupees", the words "Five rupees" shall be substituted.

ii) in sub-article (c), for the words "Five Rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(3) In Article 33-

i) in sub-article (a) in clause (ii), for the words "Five rupees",

the words "Four rupees" shall be substituted.

ii) in sub-article (b), in clause (ii), for the words "Seven rupees", the words "Four rupees", shall be substituted.

iii) in sub-article (c), for the words "Six rupees", the words "Four rupees" shall be substituted."

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون کی طرف سے مسودہ قانون مالیات بابت سال 1999ء کی ضمن 2 میں پیش کردہ ترمیم دو کامل دن کا پیشگی نوٹس نہ ہونے کی وجہ سے پیش نہیں ہو سکتی

جناب سعید احمد خان منیس: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر آپ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء رول 105(2) دیکھیں۔ اس میں دیا ہوا ہے کہ،

"105 (2) If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved".

جناب سپیکر! two clear days اس ترمیم کے لیے نہیں بنتے جو گورنمنٹ نے move کی ہے۔ اس کا نوٹس 'which was received on 23rd of June, 1999 at 8.45 a.m.' تو یہ جناب سپیکر! two clear days نہیں بنتے اور اس میں، میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس پر already رولنگ دے چکے ہیں اس میں Land Revenue Abolition Bill 1997 پر میں نے similar ایک ترمیم move کرنا چاہی تھی اور اس میں معزز وزیر قانون صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ اس میں two clear days نہیں بنتے۔ اس پر سپیکر نے مجھے disallow کیا تھا اور اس پر انھوں نے بعد میں ایک detailed

رولنگ دی تھی۔ جس میں انھوں نے کہا تھا کہ واقعی two clear days رولز آف پروسیجر کے مطابق نہیں بنتے اس لیے انھوں نے مجھے disallow کیا تھا اور اپنے اس stand کو upright رکھا تھا۔ اس رولنگ کی ایک کاپی جناب سپیکر! میں آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ میرے پاس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ یہ چونکہ رولز آف پروسیجر کے مطابق two clear days نہیں دیے گئے اور اپوزیشن کو بھی allow نہیں کیا گیا تھا تو میں یہ آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو evenly hanle کرتے ہوئے جس طرح اپوزیشن کی ایک ترمیم کو allow نہیں کیا گیا تھا تو گورنمنٹ کی ترمیم کو بھی allow نہ کیا جائے۔ چونکہ اگر یہ allow کی جائے گی تو اس میں discrimination آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب میری ایک تو گزارش یہ ہے کہ اگر آپ کو کوئی اعتراض تھا تو میرا خیال ہے move ہونے سے پہلے کرتے تو زیادہ بہتر تھا۔ میرے پاس سپیکر صاحب کی سابقہ رولنگ بھی سامنے پڑی ہے۔ اس کو اگر آپ clearly پڑھیں گے تو سپیکر کو ایک صوابدید دی گئی ہے' اس کی صوابدید پر چھوڑا گیا ہے۔ جہاں پر لکھا ہوا ہے کہ،

> ". . . . . member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows a amendment to be moved".

اس میں اب قاعدہ 105(2) کے تحت move ہو چکی ہے۔ اس پر اب آپ اعتراض نہیں کر سکتے۔ ویسے بھی اگر اس پر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو میں وہی عرض کروں گا کہ جب چیئر کو اس کی صوابدید کا ایک حق ہے تو صوابدید کے تحت in the wider interest of the public اس کی اجازت دیتا ہوں۔ اس لیے میں آپ سے agree نہیں کرتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ نے جو حکم صادر فرمایا وہ سر آنکھوں پر' کیونکہ You are the Speaker ; you are the judge; you are the referee لیکن میں بات صرف یہ کر رہا ہوں کہ اس میں discrimination کا عنصر نظر نہیں آنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس میں discrimination والی بات نہیں ہے۔ جب چیئر کو ایک صوابدیدی اختیار استعمال کرنے کا حق حاصل ہے تو میں وہ رولز کے تحت حق استعمال کر رہا ہوں اور میں نے رولنگ بھی دے دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب سپیکر! آپ نے جو رولنگ دی ہے میں نے تو عرض کیا ہے کہ وہ سر آنکھوں پر۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو سر آنکھوں پر' اس کے بعد تو پھر آپ کو ----

جناب سعید احمد خان منیس، آپ کو دونوں سائیڈوں کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری دو آنکھیں ہیں میں دونوں آنکھوں سے دیکھتا ہوں۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر قائد حزب اختلاف کو مجھ سے زیادہ رولز سے واقف ہونا چاہیے' کیونکہ یہ ایک وقت میں خود سپیکر بھی رہ چکے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ یہ فرمائیں کہ کوئی رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ سپیکر کے طرز عمل پر ایوان میں تنقید کی جائے؟ آپ ایک رولنگ دے چکے ہیں اس پر اب وہ بات نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں انھوں نے ایک لفظ discrimination کا استعمال کرنا تھا انھوں نے کر لیا discrimination کا' میں نے ان کو بتایا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

MR ACTING SPAKER: The Amendment moved is:

> That for Clause 2 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted.
>
> "2. Amendment of Act II of 1899.-- In the Stamp Act 1899 (II of 1899), in Schedule I.
>
> (1) In Article 23, for sub-articles (a), (b), and (c), the following shall be substituted.

(a)	In the Case of agricultural land	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the land.
(b)	In the Case of immovable property in an urban Area.	Five rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.
(c)	In any other case	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.

(2) In Article 31----

(i) in sub-article (b), for the words "Eight rupees", the words" Five rupees" shall be substituted.

(ii) in sub-article (c), for the words "Five rupees", the words" Four rupees" shall be substituted.

(3) In Article 33---

(i) in sub-article (a) in clause (ii), for the words "Five rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(ii) in sub-article (b), in clause (ii), for the words "Seven rupees ", the words "Four rupees" shall be substituted.

(iii) in sub-article (c), for the words "Six rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(The Amendment was not opposed by any Member).

MR ACTING SPEAKER: Now, the amendment moved and the question is:-

That for clause 2 of the Bill, as introduced, the following shall be substituted.

"2. Amendment of Act II of 1899.---In the Stamp Act 1899 (II of 1899),

in Schedule I---

(1) In Article 23, for sub-articles (a), (b), and (c), the following shall be substituted:-

(a)	In the Case of agricultural land	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the land.
(b)	In the Case of immovable property in an urban Area.	Five rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.
(c)	In any other case	Four rupees for every one hundred rupees or part thereof of the value of the property.

(2) In Article 31----

(i) in sub-article (b), for the words "Eight rupees", the words "Five rupees" shall be substituted

(ii) in sub-article (c), for the words "Five rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(3) In Article 33---

(i) in sub-article (a) in clause (ii), for the words "Five rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(ii) in sub-article (b), in clause (ii), for the words "Seven rupees ", the words "Four rupees" shall be substituted

(iii) in sub-article (c), for the words "Six rupees", the words "Four rupees" shall be substituted.

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is :-

That Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Clause 2 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment received in it, the question is:-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment received in it, the question is:-

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law:

MINISTER FOR FINANCE: Sir, I move:

That the Punjab Finance Bill 1999 be passed

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Finance Bill 1999 be passed.

(Not opposed)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Finance Bill 1999 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed unanimously.

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے کہا تھا کہ میں بعد میں تفصیل سے رولنگ دے دوں گا۔ اب میں اپنی وہ رولنگ پڑھ رہا ہوں۔

مسودہ قانون مالیات پنجاب بابت 1999ء کے ذریعے پروفیشنل فیس عائد کرنے سے متعلق پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں چیئر کی تفصیلی رولنگ

MR ACTING SPEAKER: Ch. Muhammad Iqbal, Minister for Finance moved that the Punjab Finance Bill 1999 may be taken into consideration. The motion was opposed by Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Leader of the Opposition. He was accordingly invited to debate on the principle of the Bill Before doing that, he however raised a point of order that the Bill cannot be taken into consideration because Clause 3 of the Bill proposed to impose fee on Companies which was a Federal subject and in view of entry No. 54 in the Federal Legislative List, IV Schedule of the Constitution such fee could be imposed only by the Federal Law. Ch. Muhammad Iqbal, on the basis of

Article163 of the Constitution emphasised that Clause 3 of the Bill proposes to impose professional tax on companies. The imposition or alternation of such tax was within the competence of the Provinces. After considering the matter I have ruled out the point of order and reserved the detailed ruling. The point of order raised by Saeed Ahmad Khan is misconceived inter alia for the following reasons:

(a) No fee has been imposed Companies through Cluase 3 of the Bill;

(b) the said Clause has, in fact, revised the professional tax on companies. The imposition of professional tax on person engaged in professional trade calling or employments, of course, within the limits prescribed by the Federal Law is within the jurisdiction of Article 163 of the Constitution. It was on account of the above that I had ruled out the point of order.

میری گزارش ہے کہ کل جمعہ ہے اور جمعے کی نماز ہوتی ہے۔ اجلاس صبح کے وقت رکھیں یا شام کے وقت (قطع کلامیاں) مجھے سمجھ نہیں آ رہی پھر میں یہ کہوں گا کہ جو دوست صبح کا اجلاس کہتے ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ اپوزیشن لیڈر کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میرے خیال میں کل ضمنی بجٹ پر بحث کا دن ہے۔ اس کے لیے maximum time ہونا چاہیے۔ اگر آپ کل صبح کا وقت اجلاس کے لیے رکھیں گے تو پھر آپ کو جمعے کی نماز کے لیے اجلاس کو مختصر کرنا پڑے گا۔ اس میں وقت بہت کم ہو گا۔ جو معزز اراکین بات کرنا چاہیں گے انھیں موقع نہیں ملے گا۔ لہذا اجلاس کو شام 4-00 بجے پر رکھ لیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! اگر آپ پسند فرمائیں تو اجلاس کو کل صبح ذرا جلدی کر لیں بے شک اس کا

وقت 8-30 کا رکھ لیں۔ تاکہ ان کو بولنے کا پورا وقت مل جائے۔ ویسے دلائل تو کوئی خاص ہوں گے نہیں لیکن ہم انھیں سن لیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، پھر ایسے کرتے ہیں کہ اجلاس صبح کو ذرا جلدی رکھ لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، گزارش یہ ہے کہ ضمنی بجٹ پر بحث ہے۔ چند دوست یہاں پر اظہار خیال کرنا چاہیں گے۔ کل دن کے اجلاس میں پھر آپ وقت بڑھا نہیں سکیں گے۔ کل شام کے اجلاس میں آپ اگر پندرہ منٹ یا آدھ گھنٹہ بڑھانا بھی چاہیں گے تو بوقت ضرورت بآسانی بڑھا سکیں گے اور دوست آسانی سے بحث میں حصہ لے لیں گے۔ جناب والا! اس گورنمنٹ نے اپنا جو بجٹ پیش کیا ہے اس پر باتیں سننے کی متحمل کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب قائم مقام سپیکر، جو معزز اراکین چاہتے ہیں کہ اجلاس کل شام کو ہو وہ ذرا بتائیں گے کہ کتنے دوست ہیں؟ (قطع کلامیاں) یہ تو صرف چار دوست ہیں جو کہتے ہیں کہ اجلاس شام کو ہو۔ تو ٹھیک ہے پھر صبح 8-30 بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔ جو دوست بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں تاکہ وہ کل بحث میں حصہ لے سکیں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 25۔ جون 1999ء

(یوم الجمعہ' 10۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 8 بج کر 53 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

سورہ حٰمٓ السجدہ آیات 33 تا 35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں ۝ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے ۝ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ملک نسیم الدین خالد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 56۔ pending چلی آ رہی ہے۔ تشریف نہیں لائے اسے کل تک کے لیے pending کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد حاجی عبدالرزاق اور مہر محمد انور حیات خان صاحب کی ہے یہ تو already اتوار تک کے لیے pending ہے۔ ایک تحریک استحقاق نمبر 59 ہے مہر اللہ ڈوایا تھند صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں لائے اس کو بھی pending کرتے ہیں۔ میں نے کل کہا تھا کہ شام کا اجلاس رکھ لیں زیادہ بہتر ہے۔

ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998ء پر بحث

جناب قائم مقام سپیکر، اب ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998ء پر بحث شروع کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف جناب سعید احمد خان منیس کی تقریر سے ہو گا۔ اس سے پہلے کہ میں انھیں تقریر کی دعوت دوں۔ جملہ اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور جنھوں نے ابھی تک اپنے ناموں کی چٹیں نہیں بھجوائیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں بھجوا دیں۔ شکریہ۔

جناب سعید احمد خان منیس (پی پی 193' قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جیسے ابھی آپ نے فرمایا۔ کل میں نے بھی یہ عرض کیا تھا کہ اجلاس شام کا رکھ دیں۔ میں اب بھی یہ تجویز دیتا ہوں کہ آج کا اجلاس آپ شام کے لیے کر دیں۔ میں نے اس پر بحث کا آغاز کرنا ہے اور آپ حاضری دیکھ رہے ہیں۔ میں کس سے بات کروں' کس کو اپنی تقریر سناؤں؟ کیا میں ان در و دیوار کو سناؤں' کیا ان خالی بنچوں کو اپنی تقریر سناؤں؟ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس اجلاس کو شام تک کے لیے ملتوی کریں۔

وزیر تعلیم، اصل میں جناب والا! بات یہ ہے کہ انھوں نے تیاری نہیں کی'

and he is looking for ways and means to get out of it.

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' یہ بات نہیں۔ لاء منسٹر کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے آج صبح کے لیے اجلاس کا وقت رکھا تھا۔ لوگ آ گئے ہیں اور ابھی تک آ رہے ہیں' آہستہ آہستہ آتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قائد حزب اختلاف فرما رہے ہیں کہ آگے پیچھے دیکھ لیں۔ تو ان کا اپنا ایک ساتھی بھی

نہیں آیا۔ کم از کم وہ اپنی ٹیم کو ہی ساتھ لے کر ایوان میں آ جاتے۔ جناب والا! میں تسلیم کرتا ہوں کہ حاضری کم ہے لیکن دوسروں پر ہی ساری ذمے داری ڈال دینا درست نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! ratio بھی دیکھیں۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن کم از کم وہ اپنے ایک ساتھی کو تو اپنے ساتھ ایوان میں لے آتے۔ کیا ان کا کوئی فرض نہیں بنتا؟ ساری ذمہ داری دوسروں کے کندھوں پر ڈال دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بجٹ اجلاس ہے اور اس میں حاضری یقینی رکھنا حکومتی بنچز کا کام ہے۔ بجٹ اجلاس میں بھی اگر حکومتی بنچز اپنی حاضری پوری نہیں رکھتے تو آپ دیکھیں کہ اس میں دل چسپی کا کیا عالم ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! آج انھوں نے opening کرنی ہے۔ ہمارے لوگوں نے بحث میں حصہ لینا ہے۔ بحث میں حصہ لیں گے۔ وزیر نے wind up کرنا ہے۔ وہ موجود ہیں اور ان سے پہلے آئے ہوئے ہیں۔ جنھوں نے بحث کا آغاز کرنا ہے وہ بعد میں آئے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں بڑے ادب سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف نے جب خطاب فرمانا ہو تو کم از کم ان کے ساتھیوں کو تو تشریف لانا چاہیے۔ اور انھیں ان کا خطاب سننا چاہیے۔ اتنا عالمانہ خطاب اگر وہ خود نہیں سنتے تو ہم سے کیا گلہ ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں شکریہ ادا کرتا ہوں وزیر خزانہ کا کہ انھوں نے مجھے قائد ایوان کہہ کر پکارا ہے۔ وہ وقت بھی ضرور آئے گا اور عنقریب آنے والا ہے۔ مجھے تو بڑا افسوس ہو رہا ہے میں جب یہاں حکومتی بنچز پر دیکھتا ہوں تو خوشی ہوتی ہے کہ یہ دوست آج بیٹھے ہیں لیکن اگلا وقت جو عنقریب آنے والا ہے سوچتا ہوں تو دکھ بھی ہوتا ہے کہ کافی سارے لوگ front benches پر نہیں بیٹھے ہوں گے، بلکہ وہ پیچھے چلے گئے ہوں گے۔ کیونکہ اخبارات میں آ رہا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی آنے والی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں یہ تعداد کل رات سے کچھ زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! قائد حزب اختلاف بڑے پرانے خواب دیکھنے کے عادی ہیں۔ خاص طور پر جب

بندہ اپوزیشن میں ہوتا ہے تو ایسے خواب ہر روز بڑے آتے ہیں۔ ہر روز رات کو ایسے خواب آتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ اپنا خطاب فرمائیں۔ ہم غور سے ان کے ہر پوائنٹ کو نوٹ کریں گے اور اس کا جواب بھی دینے کی کوشش کریں گے۔ ہم تو ان کی تقریر سننے میں بڑی دل چسپی رکھتے ہیں۔ ان کے اپنے ساتھی ان کی تقریر سننے میں دل چسپی نہیں رکھتے تو ہم اس میں کیا کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے دیکھ لیں وزراء کی حاضری اتنی کبھی نہیں ہوئی جتنی آج ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! منیس صاحب نے فرمایا ہے کہ بڑی جلدی ان کی باری آنے والی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ:

> If their wishes were to receive divine grace, perhaps their Government would have died soon after taking the oath.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! میں پھر بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ آپ حاضری دیکھیں۔ معزز وزیر قانون میرے بڑے بھائی ہیں بہت محترم ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میرے ساتھ ایک ساتھی بھی ایوان میں نہیں آیا۔ ذرا وہ اپنے بنچز پر بھی دیکھیں ان کا بہت بھاری مینڈیٹ ہے۔ اس ratio کے مطابق تو میں ایک کافی ہوں۔ جناب والا! سپلیمنٹری بجٹ پر بحث شروع ہونے والی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! We can't compel anybody کہ وہ اپنے ساتھیوں کو مجبور کرکے رکھیں زبردستی باندھ کر رکھیں' کہ وہ ان کی باتیں سنیں' وہ نہیں سننا چاہتے۔ شاید لابیوں میں بیٹھے ہوں۔ یہ اپنی بات ختم کریں کورم بھی پورا ہو گا ساتھی بھی موجود ہوں گے۔ ہر چیز موجود ہو گی۔ یا تو یہ کہیں کہ میں تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ ابھی دوست سارے کے سارے اندر آ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کورم کی تو بات ہی نہیں کرتے۔

وزیر قانون: شاید سارے دوست باہر بیٹھے ہوں۔ لیکن وہ ان کی باتیں نہیں سننا چاہتے ۔ یہ زبردستی انھیں کیوں سنانا چاہتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! وہ کورم کی بات نہیں کر رہے وہ تو ویسے ہی بات کر رہے ہیں۔ تو پھر بسم اللہ کیجیے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بحث میں اپنی معروضات پیش کرنے کے لیے دعوت دی ہے۔ سب سے پہلے تو میں main budget کی بات کروں گا جو کہ یہاں پاس ہو چکا ہے۔ بجٹ ایک اہم دستاویز ہوتی ہے۔ اس میں جو irregularities point out کی گئی تھیں میں سمجھتا ہوں کہ معزز ہاؤس نے اس کو اس انداز میں پاس کیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پاس کرنے سے پہلے وزیر خزانہ ان پوائنٹس کی طرف توجہ دیتے اور ان کی rectification کر لیتے۔ اور corrigendum سے شروع کر دیتے تاکہ جس وقت ووٹنگ ہوئی ہے اور thumb impressions اس معزز ایوان سے لگوائے گئے' اس سے پہلے اس بجٹ دستاویز کو درست کر لیا جاتا۔ جناب والا! ہر سال اسی طریقے سے ہوتا ہے' کہ ایک چیز point out کی جاتی ہے اور مثبت طریقے سے point out کی جاتی ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایوان کو دھوکے میں نہ رکھا جائے۔ اس صوبے کے عوام کو دھوکے میں نہ رکھا جائے۔ اور ADP کا حجم زیادہ کرنے کے لیے نوجوان تو نہیں کہہ سکتا اپنے محترم وزیر خزانہ کو جو inflated figures بتائے گئے ہوتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب جناب والا! اس trend کو ختم ہونا چاہیے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ میں نے جو point out کیا ہے کہ بجٹ میں جو irregularities تھیں ان کی طرف توجہ دیں گے۔ وہ اب بھی اپنی ان غلطیوں کو تسلیم کرتے ہوئے corrigendum جاری کروا دیں گے۔ ماشاء اللہ وزیر تعلیم نے کہیں لٹریسی ریٹ 35 فی صد سے زیادہ بتایا ہوا ہے۔ اور وہ اس کو 70 فی صد تک لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی!

وزیر تعلیم، جناب والا! میں نے نہیں بتایا۔ یہ آپ کے قومی census نے بتایا ہے کہ پنجاب میں لٹریسی ریٹ 47.5 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی تشریف رکھیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے کل شام کو عرض کیا تھا۔ کہ unbleveable بلکہ incredible ہے کہ یہاں کا لٹریسی ریٹ تقریباً 47 ہو۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک سنا تھا کہ جو اپنا نام لکھ لیتا ہے اس کو literate قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن آج مجھے یہ figures سن کر محسوس ہو رہا ہے کہ جو انگوٹھا لگا لیتا ہے اس کو بھی literate کی category میں لایا جاتا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں

گا کہ جو بجٹ دستاویز ہوتی ہے وہ صرف اعداد و شمار کا مجموعہ نہیں ہوتی۔ اس میں سمت بتائی جاتی ہے کہ حکومت ان اعداد و شمار کے ساتھ صوبے کو کس سمت میں لے جانا چاہتی ہے۔ جیسے میں نے عرض کیا کہ جو موجودہ بجٹ تھا اس میں کوئی سمت نہیں' اس کا کوئی تعین نہیں اور وہ کوئی رخ نہیں بتاتا۔ جناب والا! میں یہاں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ بھی عرض کروں گا ٹیلی وژن جو ایک سفید ہاتھی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ حکم رانوں کی خوش نودی حاصل کرنے کے لیے ان کی باتوں اور کاموں کو بہت زیادہ ہائی لائٹ کرتا رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اس بجٹ پر اپوزیشن کی مثبت تنقید کو بھی ٹیلی وژن والوں نے overlook کیا ہے۔ ویسے بھی مجھے اس چیز پر اتنا افسوس نہیں کہ ٹیلی وژن کی credibility ایسی ہوگئی ہے کہ اسے اب کوئی دیکھتا ہی نہیں۔ لوگ اب دوسرے مختلف چینلز پر نشر ہونے والی خبریں دیکھتے ہیں لیکن چونکہ اس میں صوبائی اسمبلی کا بجٹ نہیں آتا تو لوگوں تک یہ باتیں نہیں پہنچ سکتیں۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ' در اصل اس لیے ہوتا ہے کہ اس میں ایمرجنسی میں کیے گئے اخراجات مانگے جاتے ہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں ضمنی بجٹ کو ایک عجیب رنگ دے دیا جاتا ہے۔ سال کے تمام کام مین بجٹ میں لانے کی بجائے ضمنی بجٹ کی صورت میں آ جاتے ہیں۔ میں آپ کو ان کی ہیڈ وائز مثالیں پیش کرتا ہوں کہ یہ اخراجات کہاں کہاں کیے گئے ہیں۔ آیا ان کو مین بجٹ میں reflect ہونا چاہیے تھا یا ضمنی بجٹ میں reflect ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر! سپلیمنٹری بجٹ سٹیٹمنٹ برائے 99-1998ء کے اگر صفحہ نمبر 4 پر دیکھیں تو Jails and convicts میں creation of new posts کی گئی ہے۔ میں generally یہ بات کرتا چلوں کہ حکومت نے ویسے تو creation of posts and appointments پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن جب ہم ضمنی بجٹ کو اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس کے بہت سے ہیڈز میں دکھایا گیا ہے کہ نئی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں۔ ظاہر ہے جب نئی اسامیاں پیدا کی گئی ہوں گی تو ان پر بھرتیاں بھی کی گئی ہوں گی۔ Jails and convicts میں 6 اسامیاں سپرنٹنڈنٹ جیلز اور 10 اسامیاں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیلز دکھائی گئی ہیں۔ تو میں معزز وزیر سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس پر پابندی نہیں تھی؟ یا آپ کو ایمرجنسی میں کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ آپ نے یہ اسامیاں پیدا کیں حالانکہ آپ نے تو پابندی لگائی ہوئی ہے؟ اور معزز وزیر اعلیٰ اور وزراء کے بیانات بھی آتے رہے ہیں کہ نئی اسامیوں اور بھرتیوں پر پابندی ہے۔ تو پھر یہ دوغلی کس طریقے سے سامنے آ رہی ہے؟

جناب سپیکر! اس کے بعد ڈیمانڈ نمبر 16 ایگریکلچر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں یہاں جن باتوں کی نشان دہی کرنے لگا ہوں وہ ایمرجنسی کی کیٹیگری میں نہیں آتیں۔ اس میں Provision of funds for dis-semination campaign of pest management technology to the farmers on Television. کے لیے 63 لاکھ اور 69 ہزار روپے رکھ دیے گئے ہیں۔ اس میں اب ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ کاشت کاروں تک ٹیکنالوجی کو پہنچانے کے لیے ٹیلی وژن پر کیا کام کیا گیا ہے۔ صرف یہ کہ ٹیلی وژن پر "سونا' چاندی" کا ایک پروگرام دکھا دیا گیا ہے جس سے ایسا لگتا ہے کہ وہ کردار کسی حکم ران کے بہت زیادہ پسندیدہ ہیں کہ ان کو بار بار دکھایا جا رہا ہے اور اس بھونڈے طریقے سے دکھایا جا رہا ہے کہ میں سمجھتا ہوں ان کاشت کاروں کو وہ دکھانا کوئی عزت کے قابل نہیں۔ جب کہ اس میں ایک بھاری رقم مختص کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی پیسہ زراعت کی کسی ایسی مد میں سبسڈیز پر لگا دیا جاتا جس سے کاشت کار کو فائدہ ہوتا تو وہ زیادہ بہتر تھا' بجائے اس کے کہ حکومت ٹیلی وژن پر ایک نکمی سی ایڈورٹائزمنٹ دے کر اپنے چند چمچوں کو خوش کرے۔

جناب سپیکر! اس میں Provision of funds for uplift of Bhagh-e-Jinnah Lahore کے لیے پیسہ رکھا گیا ہے۔ حکومت جب مین بجٹ بنا رہی تھی تو اس وقت اسے باغ جناح نظر نہیں آیا تھا؟ اور پھر یہ کہ باغ جناح کو ایگریکلچر سیکٹر میں نہیں ہونا چاہیے' اسے ہارٹیکلچر یا فلوریکلچر میں ہونا چاہیے۔ یہ زراعت کے ساتھ ایک مذاق ہے کہ اس میں بہت سی دیگر مدات شامل کر کے اس کا حجم بڑھا دیا جائے۔ کھیتوں سے منڈیوں تک کی سڑکوں کو بھی ایگریکلچر سیکٹر میں ڈال دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ باغ جناح کے لیے پیسے ایمرجنسی کی کیٹیگری میں نہیں آتے۔ ہاں! البتہ وہاں معزز وزیر اعظم صاحب ہر ہفتے کرکٹ کھیلنے جاتے ہیں تو وہاں شاید یہ ایمرجنسی ہو کہ اس کی uplift کے لیے یا وہ جس کمرے میں dress and undress کرتے ہیں اس کی renovation کی ضرورت ہو۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایمرجنسی کی کیٹیگری میں قطعاً نہیں آتی۔ اور حکومت کو ایسی رقوم ضمنی بجٹ میں رکھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ اس سے آگے Provision of funds for landscaping and beautification plan, Kuldana to G.P.O. Tonely Tanks and Mall Road, Murree.

یہ دوبارہ ایک بڑی دلفریب بات ہے کہ حکومت چند علاقوں پر بار بار پیسہ خرچ کرتی ہے تو کیا اس کو مین بجٹ میں reflect نہیں کیا جا سکتا تھا؟ کیا یہ یک دم خیال آ گیا کہ اس کی uplifts کی ضرورت ہے اور یہ دیکھیں کہ لاہور میں کام زیادہ ہوں گے' مری میں کام زیادہ ہوں گے اور راولپنڈی میں کام زیادہ

ہوں گے۔ جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں کام نہیں ہونے چاہییں کیوں کہ وہ بھی اس صوبے کا حصہ ہیں اس لیے ان کی uplift بھی ہونی چاہیے لیکن پھر میں یہ کہوں گا کہ یہ پیسہ بھی کسی ایمرجنسی کی کیٹیگری میں نہیں آتا۔

جناب سپیکر! اس میں پھر کیش ایوارڈز رکھے گئے ہیں۔

Provisions of funds for cash awards to Director General Agriculture (Extension) for launching campaign against spurious adulterated, fake and sub-standard Agriculture pesticides.

اسی کے ساتھ

Provisions of funds for cash award to Director (P W & Q C) Multan and others for their outstanding performance in the campaign launched against adulteration of pesticides.

جناب سپیکر! میں نے پچھلے روز بھی یہ بات کی تھی کہ اگر آپ زراعت کو مجموعی طور پر دیکھیں تو اس کی کارکردگی پیچھے جا رہی ہے۔ فی ایکڑ اوسط کم ہوتی جا رہی ہے اور اس پیسے کو آپ ایسے اڑا رہے ہیں کہ جیسے یہ آپ کا ذاتی پیسہ ہے کہ آپ ہر کسی کو کیش ایوارڈز دیے جا رہے ہیں۔ اس میں کیش ایوارڈز دینے کی کیا ضرورت ہے؟ جب ایک شخص سرکاری ملازم ہے تو اس کا وہ فرض ہے کہ اسے جو منصب دیا گیا ہے اس نے نبھانا ہے کیوں کہ اسے اس کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ حکومت اپنے چند آدمیوں کو خوش کرنے کے لیے کیش ایوارڈ دے رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ incentives نہیں ہیں بلکہ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو Grant No. 31 Miscellaneous کی مثال دیتا ہوں اور میں دوبارہ وہ بات کرتا ہوں کہ اس میں

Creation of 29 posts of instructors in Technical Training Programme

اور

Creation of posts for Devisional/District Development

Committees in Punjab

ہو سکتا ہے یہ اس لیے دی گئی ہوں کہ سال کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا ہے اور اس کے لیے کچھ اسامیوں کی ضرورت ہو لیکن جناب سپیکر! جہاں تک میرا علم ہے کہ پنجاب میں پہلے ہی ہر کیٹیگری کا بہت سارا سرپلس سٹاف ہے جو کہ ابھی تک پول میں بیٹھا تنخواہیں وصول کر رہا ہے اور ان سے کوئی کام نہیں لیا جا رہا۔ جب آپ کے پاس سرپلس سٹاف ہے تو پھر ان نئی اسامیوں کے پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر آپ کوئی نئی چیز شروع کرنا چاہتے ہیں تو سرپلس سٹاف کو وہاں کھپائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو پیسہ رکھا گیا ہے۔ اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

اس کے بعد Punjab Local Council's Election Authority کے لیے پیسہ رکھا گیا ہے۔ To meet the requirments of Punjab Local Council's Election Authority. اس میں' میں پھر وہی بات کروں گا کہ ان باتوں کو یا ان چیزوں کو سالانہ بجٹ میں آنا چاہیے۔ تنخواہیں یا غیر ترقیاتی اخراجات تو سالانہ بجٹ میں پہلے ہی آ جانے چاہییں اور یہ آ بھی گئے ہیں تو بعد میں پیسہ دینے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے؟ یا کسی نے وہاں چیک کیا ہے کہ جو پیسہ ان کے لیے بجٹ میں رکھا گیا تھا' کیا اسے صحیح انداز سے استعمال کیا گیا ہے؟ البتہ میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ الیکشن ہونے اور اس میں بار بار حکومت نے اپنے لوگوں کو سامنے لانے کے لیے الیکشن اتھارٹی پر دباؤ بھی ڈالا۔ تو ہو سکتا ہے کہ ان کو خوش کرنے کے لیے ایسی چیزیں خرید کرنے کی ضرورت ہو' ان کی ڈیمانڈز پوری کرنے کی ضرورت ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کاریں خرید کر دی گئی ہوں یا ان کے افسران کے دفاتر کو زیادہ اچھا maintain کرنے کے لیے رنگ و روغن' صوفے اور دوسری چیزیں خرید کرنے کے لیے پیسہ دے دیا گیا ہو۔ لیکن اس میں دیا ہوا ہے کہ repairs and maintenance of durable goods۔ یہ durable goods اور کیا ہو سکتی ہیں۔ یہی ہو سکتی ہیں کہ ان کو الیکشن میں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کرنے تھے تو انھوں نے یہ پیسہ رکھ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قطعاً اس پیسے کو ضمنی بجٹ میں رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب سپیکر! اس میں ایک گرانٹ نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو کے لیے رکھی گئی ہے۔ میرے معزز بھائی وزیر قانون کہیں گے کہ یہ پھر وہی بات کر رہے ہیں کہ "میری سمجھ کے مطابق" اور "میرے علم کے مطابق" تو میں نے بات تو اپنے علم کے مطابق کرنی ہے۔ کیونکہ ماشاء اللہ آپ کا علم تو ویسے ہی زیرو ہے۔ میں نے تو اپنے علم کے مطابق بات کرنی ہے کہ یہ کون سا نیشنل ہارس اینڈ

کیٹل شو تھا' کیونکہ مجھے تو کسی ایسے نیشنل ہارس اینڈ کیٹل شو کا پتا نہیں ہے۔ یہاں پر تو اسے discourage کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی حیاشی نہیں تھی۔ یہ تو لائیو سٹاک کو promote کرنے کے لیے شو ہوا کرتا تھا۔ وہ trend اس حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ اس میں تو لائیو سٹاک کو ترقی ملتی تھی۔ لائیو سٹاک ایسا شعبہ ہے جو آپ کی معیشت میں بہت اثر انداز ہوتا ہے۔ میں کئی دفعہ وزیر قانون و پارلیمانی امور کو یہ درخواست کر چکا ہوں کہ آپ لائیو سٹاک پر بحث رکھیں تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ لائیو سٹاک اور زراعت ایک ایسا شعبہ ہے۔ جس پر اگر حکومت توجہ دے تو ہماری معیشت بہتر ہو سکتی ہے اور ہم معاشی مسائل کو کافی کم کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کو compensation کی مثالیں دینا چاہوں گا جو صفحہ 16-17 پر دی ہوئی ہیں۔ مختلف محکموں میں حکومت نے Compensation and financial assistance to poor families دی ہوئی ہیں۔ میں اس میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک تو compensation وہ ہے کہ اچانک کسی پر کوئی تکلیف آن پڑتی ہے اور ان کو compensate کیا جاتا ہے اور ایک وہ ہے جو کہ امن عامہ کی خرابی کی وجہ سے دہشت گردی کی وجہ سے جو لوگ مارے جاتے ہیں' ان کو compensate کیا جاتا ہے۔ اگر آپ یہ لمبی فہرست دیکھیں جو تقریباً ڈیڑھ صفحے کی ہے۔ یہ امن عامہ خراب ہونے کی ایک واضح مثال ہے کہ اتنے لوگوں کو Cash awards and financial assistance دی گئی۔ کوئی بم دھماکے میں ہے' کوئی دہشت گردی کی وجہ سے ہے اور اسی طرح بہت سارے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ منہ بولتا ثبوت ہے کہ صوبے کی امن عامہ کی صورت حال حکومت کے کنٹرول میں نہیں۔ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے تو یہ اپنی انا کی تسکین کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ اس طرف توجہ دیں کہ کس طریقے سے لوگوں کی حفاظت کرنی ہے۔ اس کے بجائے ایک رواج اور فیشن بن گیا ہے کہ جب کوئی واردات ہوتی ہے تو ایک وزیر وہاں چیک تقسیم کر دیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری ذمہ داری پوری ہو گئی ہے' کیونکہ ہم نے ان کو پیسہ دے دیا ہے۔ جناب سپیکر! انسانی جان کی کیا compensation ہو سکتی ہے؟ ان کو چاہیے کہ یہ امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے foolproof انتظامات کریں۔ میں نے پہلے بھی اس پر بحث کرتے ہوئے ان کو بتایا ہے کہ ان کو چاہیے کہ یہ مہنگائی کو کم کریں' یہ بے روزگاری کو کم کریں۔ لوگ اس سے frustrate ہو کر وارداتیں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد محکمہ تعلیم میں دیا ہوا ہے کہ Payment to M/s Furgusons

اس & Company for conducting review system for the Education Department کے لیے 11 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے اور میسرز فرگوسن ان چند کنسلٹنٹس کمپنیوں میں سے ہیں' جو حکومت کے چہیتے لوگ ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی ضمنی بجٹ میں میں نے نشان دہی کی تھی اور کئی دفعہ جب تعلیم پر بحث ہوتی رہی ہے تو اس میں بھی نشان دہی کی ہے کہ یہ حکومت کی چہیتی فرمیں ہیں۔ جن کے نام بار بار سامنے آتے ہیں اور ان کو ادائیگیاں کی جا رہی ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ یہ جو کنسلٹنٹس ہیں' یہ حکومت کو صحیح راستے پر نہیں لے جا رہے۔ میں نے جو Zero Budgeting or Performance Budgeting کی بات کی تھی' یہ انہی کنسلٹنٹس کا دیا ہوا طریقہ کار ہے۔ میں نے اس دن بھی یہ کہا تھا کہ جس طریقے سے حکومت Performance Budgeting لائی ہے اور بڑے بلند و بانگ دعوے کیے جا رہے ہیں کہ ہم نے ٹارگٹ مقرر کر دیے ہیں اور یہ ٹارگٹ سو فی صد حاصل کر لیے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کس جنت میں رہ رہے ہیں؟ میں جنت سے اگلے الفاظ یہاں عرض کرنا نہیں چاہتا لیکن میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ کس جنت میں رہ رہے ہیں؟ کہ حکومت نے کبھی اپنی utilization سو فی صد نہیں دکھائی۔ اگر ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کو خاص طور پر دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کئی ایسے اضلاع بھی ہیں کہ ان کی utilization تین چار فی صد سے زیادہ نہیں۔ کئی اضلاع کی دس پندرہ فی صد ہے اور اگر پورے صوبہ پنجاب کی اوسط نکالی جائے تو Utilization of ADP funds is not more than 30%. میں یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ حکومت نے تو اپنی ناقص کارکردگی چھپانے کے لیے کسی بھی بجٹ کی کتاب میں---

جناب منشاء اللہ بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ بعض اضلاع میں 13 فی صد اور 10 فی صد utilization of fund ہے۔ وہ کسی ایک ضلع کا نام لے سکتے ہیں' کسی ایک ضلع کا نام لے کر مجھے بتائیں جہاں 50 فی صد سے زیادہ utilization نہیں ہوئی۔ لہذا وہ اپنی اس بات کو صحیح کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی' منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں ان فرموں کا ذکر کیا تھا کہ ان چند فرموں کو لاکھوں روپیہ فیسیں دی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! پھر lumpsum provision to meet the emergent expenditure صفحہ 20 پر دیا ہوا ہے۔ یہ 5 کروڑ روپے کی lumpsum provision ہے۔ میں عرض کروں گا کہ جو ضمنی بجٹ ہوتا ہے اس میں جتنے بھی اخراجات کیے جاتے ہیں' ان کی تفصیل دی جاتی ہے۔ اب پھر ایک lumpsum بلاک ایلوکیشن رکھ دی گئی ہے۔ آخر یہ تو بتانا چاہیے تھا کہ اتنا زیادہ پیسہ یعنی پانچ کروڑ روپیہ کہاں خرچ ہوا ہے؟ اس میں یہ کہہ دینا کہ lumpsum provision to meet the emergent expenditure جناب والا! یہ تو پھر معزز ایوان کو دھوکہ دینے والی بات ہے۔ یہ پیسہ کہاں اور کس مقصد پر خرچ ہوا ہے؟ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ذہن میں اٹھتی ہیں کہ آیا کیا پھر یہ پیسہ لاہور میں خرچ کر دیا گیا ہے؟ کیا یہ ان چند من پسند جگہوں پر خرچ کر دیا گیا ہے؟ جن کو حکومت زیادہ boost دینا چاہتی ہے؟ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ معزز وزیر خزانہ صاحب اپنی واائنڈنگ اپ تقریر میں کم از کم پانچ کروڑ روپے کا ضرور ذکر کریں کہ یہ پیسہ کہاں کہاں خرچ کیا گیا ہے؟ کیوں کہ ضمنی بجٹ میں lumpsum کا آ جانا ایک نئی بات ہے۔ جناب سپیکر! state treading and food grains and sugar ڈیمانڈ نمبر 8 میں ہے۔ Additional appropriation required to meet the anticipated excess expenditure on account of purchase of imported wheat یہ ایک ارب 53 کروڑ 13 لاکھ ستانوے ہزار روپے ہے۔ ہمیں تو یہاں فلور میں بتایا جاتا ہے کہ گندم کی کوئی کمی نہیں' گندم باہر سے منگوانے کی ضرورت ہی نہیں اور یہ صوبہ self sufficient ہو گیا ہے۔ حکومت بتا رہی ہے کہ گندم امپورٹ کی گئی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ گورنمنٹ اس معزز فلور پر نگرز دے کر اور بلند بانگ دعوے کرتی ہے تو پھر یہ تضاد کس لیے ہے؟ اور پھر اس میں Provision of funds for payment to M/s Sherazi and Co. on account of supply of Fax. چار لاکھ اور 47 ہزار روپے supply of fax لکھا ہوا ہے' supply of faxes نہیں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی نہایت ہی قیمتی چیز لی گئی ہے جس کے اتنے سارے پیسے ہیں؟ کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ فیکس مشین کے تو اتنے زیادہ پیسے نہیں ہوتے۔ جناب سپیکر! تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ یہ آرڈر پر بنوائی گئی ہے۔ کیا اس میں کوئی ایسے valuable detecting devices رکھے گئے ہیں کہ اس سے detect کیا جائے کہ اٹک والی پوسٹ سے کوئی نرک illegal طور پر گندم تو نہیں لے جا رہا یا فیکس مشین میں کوئی نیلی وژن لگا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی inflated سی نگرز بنائی ہے۔ تو میں معزز وزیر خزانہ کو کہوں گا کہ اس کو ضرور چیک اپ کرائیں کہ اتنی مہنگی فیکس کون سے ملک کی بنی ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر مال: میں interrupt تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں آپ کے توسط سے لیڈر آف دی اپوزیشن سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ یہ مثال دیں گے کہ کوئی ایسا جہاز تو نہیں ہے جو سپیشل آرڈر پر بنایا گیا ہے جس میں گولڈ plated چیزیں ہیں جو اس میں فٹ کی گئی ہیں۔ جیسا کہ ان کے ساتھی منظور وٹو صاحب نے بنایا تھا۔ یہ کہتے تو شاید ہم غور کر لیتے کہ فیکس مشین ایسی کوئی چیز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں: شکریہ جناب سپیکر! جہاز کا جو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ میں اس کا جواب دینا مناسب تو نہیں سمجھتا کہ معزز وزیر صاحب نے نہایت ہی irrelevant بات کی ہے جس کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور پارلیمانی روایت کو بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ لیکن میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر آپ کو یہ جہاز اتنا ہی ناپسند تھا تو آج اڑھائی سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس کو استعمال تو ایسے کیا جا رہا ہے جیسے وہ کوئی سائیکل ہو۔ اس کو بیچ تو نہیں دیا گیا؟ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ناجائز اخراجات کیے گئے ہیں تو پھر اس کو استعمال کیوں کر رہے ہیں؟ اس کو بیچ دیتے۔ اس کو صرف چیف منسٹر صاحب استعمال نہیں کر رہے بلکہ معزز منسٹر صاحب بھی استعمال کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی ترقیاتی میٹنگز کرنے کے لیے، پارٹی میٹنگز کرنے کے لیے، محرم ڈیوٹیز کرنے کے لیے اور لوکل باڈیز کے فیصلے کرنے کے لیے جاتے ہیں تو وہی جہاز تو استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس کو criticise کرتے ہیں تو بیچ ڈالیں۔ فیڈرل گورنمنٹ میں کیا ہو رہا ہے؟ وہاں کہا گیا ہے کہ جناب، اب ہم نے سپیشل جہاز استعمال کرنے ختم کر دیے ہیں اور یہاں کہا گیا ہے کہ ہم نے بھی استعمال کرنے ختم کر دیے ہیں۔ لیکن روزانہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ جہاز صبح سے شام شٹل کاک بنا ہوا ہے۔ کبھی اسلام آباد جا رہا ہے، کبھی کراچی جا رہا ہے، کبھی کہیں جا رہا ہے۔ اگر آپ یہ criticise کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپنے چیف منسٹر کو مشورہ دیں کہ وہ اس کو بیچ دیں اور میرا خیال ہے کہ آپ میں اتنی ہمت ہی نہیں کہ آپ مشورہ دے سکیں۔ کیوں کہ نہ تو آپ مشورہ دے سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کا کوئی مشورہ مانتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آگے چلتا ہوں۔ گرانٹ نمبر 5 on Forests صفحہ نمبر 34 پر ہے۔ اس میں پروویژن رکھی گئی ہے Provision of Additional funds for special repair of Hut No 1 لال سوہا وہ نیشنل پارک بہاول پور اور جناب سپیکر! اسی طریقے سے باقی گرانٹس بھی رکھی گئی ہیں---

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز! آپ رات والی صورت حال دوبارہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ توجہ فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس: اس میں پھر Provision of funds for repair and renovation of old rest House Changa Manga. جناب سپیکر! میں پھر عرض کروں گا کہ repair works ضمنی بجٹ میں نہیں آنے چاہییں۔ ان کو بڑے بجٹ میں reflect کیا جانا چاہیے۔ میں معزز وزیر خزانہ اور معزز وزیر جنگلات سے عرض کروں گا کہ چھانگا مانگا لال سوہاوہ میں ایسی کیا خاص بات ہے؟ ویسے تو جنگلات کے اور بھی بہت سے ریسٹ ہاؤسز ہوں گے۔ خاص طور پر ضمنی بجٹ میں renovation work کے لیے یہ پروویژن رکھی گئی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا وہ وہاں اتنے بوسیدہ ہو چکے تھے؟ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی چونکہ اعلیٰ قیادت چکر لگاتی ہے' لال سوہاوہ بھی جاتی ہے---

وزیر جنگلات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' وزیر جنگلات۔

وزیر جنگلات، جناب والا! قائد حزب اختلاف نے ریسٹ ہاؤسز فارسٹ کا ذکر کیا ہے۔ جناب سپیکر! ریسٹ ہاؤسز کی عمر تقریباً سو سو اور ڈیڑھ ڈیڑھ سو سال ہے۔ انگریز کے زمانے میں بنے تھے اور نہایت ہی بوسیدہ حالت میں تھے۔ جب تک انسپکشن bungalows رہنے کے قابل نہ ہوں تو سینئر آفیسرز' ڈسٹرکٹ آفیسرز یا ڈویژنل آفیسرز کیسے جا کر انسپکٹ کریں گے اور دور دراز ایریاز میں جا کر اپنے جنگل کی حفاظت کریں گے اور اس کے معاملات حل کریں گے؟ جو ریسٹ ہاؤسز خراب حالت میں تھے' اس لیے ہم نے ان کو فعال کیا ہے تاکہ وہاں آفیسرز جائیں اور انسپکشن کریں۔ بغیر انسپکشن کے وہاں کے حالات معلوم نہیں کیے جا سکتے۔ اس لیے ان ریسٹ ہاؤسز کو تھوڑا بہت بہتر کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ بجائے یہ بار بار interruption کی جائے۔ جو ڈیمانڈز آتی جائیں گی یہ ضروری نہیں اور یہ کوئی روایت نہیں کہ ہر ڈیمانڈ کے پر متعلقہ وزیر اٹھ کر پوائنٹ آف آرڈر پر جواب دے۔ اس کا جواب تو معزز وزیر خزانہ صاحب نے دینا ہے۔ وہ اس کو لکھیں اور اپنی واننڈنگ اپ تقریر میں اس کا ذکر کریں۔ بار بار جو interruption کی

جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایت کے خلاف ہے اور ویسے بھی یہ اخلاقی طور پر درست نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کچھ روایتیں آپ نے بھی توڑی ہیں۔ اگر معزز وزراء توڑ رہے ہیں تو کوئی بات نہیں۔ میں ان کو ویسے عرض کرتا ہوں کہ ایسا نہ کریں۔ لیکن بڑی خوب صورت روایات آپ نے بھی توڑی ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ فرما دیں تاکہ میں اپنی اصلاح کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ کو علم ہے۔ آپ آگے چلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، آپ علیحدہ بتانا پسند فرمائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کو ویسے بھی علم ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اب ڈیمانڈ نمبر 15 ہے۔ یہ صفحہ نمبر 36 پر ہے۔ یہاں پھر میں عرض کروں گا کہ یہاں 'three posts of MMPIs' یہ Provision of funds for the creation of three posts of MMPIs for Gujranwala, DG Khan and Faisalabad Divisions

جناب سپیکر! میں پھر down sizing کی کیٹیگری کو اجاگر کرنا چاہوں گا کہ ایک طرف تو حکومت ملازمین کو نکال رہی ہے اور دوسری طرف جہاں کسی کو نوازنا چاہتے ہیں وہاں پوسٹیں پیدا کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے کہوں گا کہ یہ ان کی پالیسیز میں دو عملی تضاد ہے۔ جو اعلان کرتے ہیں' جو پالیسیز design دیتے ہیں' یہ بات اس کی نفی کرتی ہے کہ ایک طرف تو آپ لوگوں کو نکالتے جا رہے ہیں اور دوسری طرف نئی پوسٹیں پیدا کیے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے آپ ان لوگوں کو بھرتی بھی کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر توجہ دینے والی بات ہے۔

جناب سپیکر! یہ بات جو میں انسپکٹرز کی کر رہا ہوں ۔ تو معزز وزیر قانون صاحب نے اگلے روز اپنی ایک constituency کا ذکر کیا تھا کہ میرے پاس ایک بچہ آیا جس کو ملازمت کی ضرورت تھی۔ اور انہوں نے کہا کہ وہ اس کو بھرتی نہ کرا سکے اور بعد میں وہ میرٹ پر انسپکٹر بھرتی ہو گیا۔ جناب سپیکر! میں بھی آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے کا ایک آدمی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے کہا کہ اسے ایس آئی کی بھرتی ہو رہی ہے اور جناب آپ میری سفارش کریں کہ مجھے بھی اس میں بھرتی کر لیا جائے۔ تو میں نے اس سے کہا کہ بھئی حکومت نے بہت بلند و بانگ دعوے کیے ہوئے ہیں کہ وہ strictly merits پر فیصلے کر رہی ہے اور انہوں نے strictly merit پر تقریریں

کرنی ہیں۔ میں نے کہا کہ اس سلسلے میں میں کچھ نہیں کر سکتا ہوں تو وہ آدمی چند دن کے بعد میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ جناب آپ کو مبارک ہو آپ تو ہمارے علاقے کے نمائندے تھے آپ ہمارے علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں تو آپ نے تو میری کوئی مدد نہیں کی تو میں مبلغ دو لاکھ روپے خرچ کر کے اسے ایس آئی بھرتی ہو گیا ہوں۔ تو یہ مثالیں جناب سپیکر---

وزیر قانون، جناب چیئرمین! on the floor of the House---

جناب قائم مقام سپیکر، ٹریژری بنچز والے آج آپ اتنے بد حواس کیوں ہو رہے ہیں کہ بار بار مجھے جناب چیئرمین کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ on the floor of the House اتنا بڑا جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ میں صرف ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کا نام بتا دیں۔ ہم اس بات کی تحقیق کر کے آپ کو رپورٹ دیں گے کہ اس نام کا کوئی فرد بھرتی ہوا ہے یا نہیں۔ جب بھرتیاں ہوئی ہی نہیں ہیں اور میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد نائب تحصیلدار اور اے ایس آئی کی اسامیاں بھی پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعے سے پر کرنی ہیں ۔اور کوئی بھی آدمی براہ راست بھرتی نہیں ہوا۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اس کا نام بتا دیں اور اس بات کی تحقیق کی جائے گی اور اگر دو لاکھ روپے ثابت ہو جاتے ہیں تو سزا آپ تجویز کریں گے ہم بھگتنے کے لیے تیار ہیں(نعرہ ہائے تحسین) لیکن کم از کم اس طرح لفاظی کے لیے غلط بیانی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب آپ کچھ بتا سکتے ہیں۔ وزیر قانون نے بڑی مثبت بات کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں بالکل---

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ براہ مہربانی آپ میری بات سن لیں۔ اس یقین دہانی کے ساتھ کہ چیئر آپ کو یقین دہانی کراتی ہے کہ اگر آپ اس لڑکے کا نام بتا دیں تو اس کو نکالا نہیں جائے گا۔ اس کے خلاف کارروائی نہیں کی جائے گی اس کی ملازمت بحال رہے گی۔ لیکن دو لاکھ لینے والے کو نوکری سے نکال دیا جائے گا۔ چیئر آپ کو اس بات کی یقین دہانی کراتی ہے اور اگر اس کا نام آپ کے پاس ہے تو دے دیں۔ اور اسی طرح کرپشن کا خاتمہ ہو گا اور اس کے پیسے بھی واپس ہوں گے اور لینے

والے کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔ چیئر آپ کو یقین دہانی کراتی ہے کہ وہ لڑکا جو دو لاکھ روپے دے کر ملازمت میں چلا گیا ہے اس کی ملازمت پر کوئی حرف نہیں آئے گا۔

جناب سید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز حکومت اس بات کو بڑا محسوس کر گئی ہے۔ اگر ہم ان کی باتیں سن سکتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ ہماری باتیں بھی سنیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کو وہ نام بھی دے دوں گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ بات سارا دن کرتے رہیں ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔ ابھی ہمیں پتا چل گیا ہے کہ یہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ یہ سارا دن کہتے رہیں ہم سننے کے لیے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں انہوں نے صرف ایک مثال دی تھی اور ان کے پاس کوئی یقینی بات نہیں ہے۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ on floor of the House وہ بات کریں جو authentic ہو۔ جی منیس صاحب۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ نعوذ باللہ کوئی بدحواسی کا ماحول پیدا ہو گیا ہے۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں۔ جناب والا! میں صرف آپ کی وساطت سے اپنے معزز بھائی قائد حزب اختلاف کو ---

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے آپ سے اختلاف ہے اس سے پہلے بھی آپ کے ایک بڑے معزز ممبر نے مجھے چیئرمین کہا۔ اور اب وزیر قانون صاحب نے بھی چیئرمین کہا۔ اس کو میں بدحواسی نہ کہوں تو اور کیا کہوں؟

چودھری محمد اقبال، جناب والا! میں نے تو کوئی چیئرمین والی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کی بات نہیں کر رہا میں لا منسٹر صاحب کی بات کر رہا ہوں۔

چودھری محمد اقبال، اگر کسی اور نے یہ بات کی ہے تو میں ان کی طرف سے آپ سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، نہیں میں تو بات کر رہا تھا۔ اس میں معذرت والی کوئی بات نہیں۔ وہ تو بات چل رہی تھی کہ قائد حزب اختلاف بھی کہہ رہے تھے کہ آپ حوصلے سے بات سنیں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! یہ حوصلے سے بات سنیں گے۔ میں نے جناب کی وساطت سے اتنی

عرض کرنی ہے کہ میں نے ان کو اپنا رول یاد کرانا ہے کہ وہ اس چیئر پر بیٹھے ہیں جہاں پر مخدوم زادہ حسن محمود صاحب مرحوم بیٹھے تھے۔ وہ اس چیئر پر بیٹھے ہیں جہاں خواجہ صفدر رہے ہیں۔ اس منصب پر بیٹھ کر وہ بات ہونی چاہیے جو ریکارڈ کے مطابق ہو اور جس کو ثابت کیا جا سکے۔ اگر آپ ایسی بات کریں گے کہ جس کا کوئی وجود ہی نہیں تو ہم اس کا کیا جواب دیں گے؟ اور سارا پنجاب سنے گا کہ قائد حزب اختلاف نے ایسی مثال دی ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں، جو ہو ہی نہیں سکتا، اس لیے جناب والا! میں ان کو یاد کروانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے منصب کے مطابق بات کیا کریں تو اس میں ان کی عزت افزائی ہو گی۔ بہت شکریہ جناب۔

وزیر صنعت: جناب والا! معزز قائد حزب اختلاف نے یہاں پر بات ایسی کی ہے کہ جس کا نوٹس لینا بڑا ضروری ہے کہ ہم سچ بولیں۔ اگر قائد حزب اختلاف نے یہ بات کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی دانست میں یہ بات صحیح ہو گی یا نہیں۔ لیکن ہماری طرف سے contradiction اس لیے آ رہی ہے کہ ایک تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ پنجاب حکومت نے بھرتیوں پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ لیکن کچھ ملازمتیں ہم گاہے بگاہے پبلک سروس کمشن کو دیتے رہتے ہیں اور جب وہ لڑکے پبلک سروس کمشن سے کلیئر ہو کر آتے ہیں اس میں اے ایس آئی کی بھرتی ہوئی ہے، انسپکٹرز کی بھرتی بھی ہوئی ہے۔ وہاں پر پراسیس کے ذریعے لڑکے آئے ہیں۔ اگر ان کے نوٹس میں کوئی ایسی بات ہے تو وہ سامنے لائیں۔ وزیر قانون صاحب نے یہ صحیح کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف کا فرض ہے کہ سچی بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ لودھی صاحب!

Not only the Leader of the Opposition every body is supposed to speak truth on the floor of the House.

آپ تشریف رکھیں۔ جی سعید منیس صاحب

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! آپ نے بالکل درست فرمایا اور یہاں میرے معزز ممبران نے بات کی ہے کہ:

Truth should be spoken on the floor of the House and I assure you that whatever I am saying, it is truth

اور میں بڑی ذمہ داری سے یہ بات کر رہا ہوں۔ میں جو جو حکومت کے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ان کی طرح

غیر ذمہ دارانہ باتیں کرنے کا عادی نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیں صاحب۔ آپ اس بات کو چھوڑیں وہ بات ہو گئی ہے۔ آپ سے ایک سوال کیا گیا تھا' چونکہ آپ نے ایک مثال دی تھی آپ اس کو ثابت کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں اس بات کو ثابت کروں گا۔ میں یہاں پر یہ commit کر رہا ہوں کہ میں اس بات کو ثابت کروں گا' میں اس کا نام بھی دوں گا میں اس کی پوسٹنگ بھی دوں گا اور اس نے جس کو وہ رقم دی ہے میں وہ بھی ثابت کروں گا۔ اور وہ لڑکا میرے حلقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، براہ مہربانی اب آپ اس بحث کو ختم کریں۔ جی منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! supplementary بجٹ میں ڈیمانڈ نمبر 17 جو کہ General administration کے بارے میں ہے۔ اس میں گورنر ہاؤس کے بارے میں دیا گیا ہے کہ

Provision of Funds in connection with the governors visit to Turky and U K.

میں معزز وزیر خزانہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس visit کا مقصد ہمیں بتا دیں تا کہ ہمیں یہ پتہ چل سکے کہ معزز گورنر صاحب اگر visit پر تشریف لے گئے تھے تو کس مقصد کے لیے تشریف لے گئے تھے۔اس کے بعد گورنرز سیکرٹریٹ اس میں

provision of funds on account of travelling allowance and daily allowance in respect of Secretary to Governor Punjab

اب جناب والا! یہ travelling allowance and daily allowance تو main بجٹ میں reflect ہوتے ہیں۔ سیکرٹری ٹو گورنر کے لیے TA/DA کی مد میں جو رقم ہے this should have been reflected in the main budget. اس کو supplementary budget میں لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں اسی لیے کہتا ہوں کہ حکومت supplementary budget کو اس طرح استعمال کر رہی ہے کہ جیسے وہ ایک دکان کا پیسہ ہو اس کو جس وقت مرضی جا کر بیچ لیا یا جا کر خرید لیا۔ تو یہ اس قسم کی بات قطعاً نہیں ہونی چاہیے۔ اس قسم کی رقوم کو main بجٹ میں reflect ہونا چاہیے۔ اس میں پھر General Administration میں Provision of funds for creation of

various posts in the Chief Minister's Secretariat. دیا گیا ہے۔ میں پھر وہی بات کروں گا کہ یہ نئی پوسٹیں کس مقصد کے لیے create کی گئی ہیں؟ جب ایک Surplus Pool موجود ہے اور اس میں بہت سے لوگ مفت کی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ تو کیا میں یہ سمجھوں کہ یہ کچھ خاص لوگوں کو نوازنے کے لیے یہ پوسٹیں چیف منسٹر ہاؤس میں create کی گئی ہیں؟ میں یہ عرض کروں گا کہ آنریبل منسٹر فنانس اس طرف بھی توجہ دے کر ہاؤس کو بتائیں۔ یہ پھر

Provision of funds in connection with visit abroad for Haji Irfan Ahmad Daha Minister for Transport and Mr. Sohail Hassan c/o Furgusons.

ہے۔ اس میں آنریبل منسٹر صاحب تو لازماً کسی اپنے official tour کے لیے سیول تشریف لے گئے ہوں گے لیکن پھر وہی جو میں نے عرض کیا کہ فرگوسن کا نام پھر آ گیا ہے۔ کیا میں یہ نہ کہوں کہ یہ کوئی ایسی چہیتی فرم ہے کیونکہ جیسے ہی ہم صفحے پلٹتے ہیں تو وہاں فرگوسن کا نام آ جاتا ہے۔ یہ فرگوسن کس سلسلے میں ساتھ گئی تھی؟ اور گورنمنٹ نے کس سلسلے میں ان کے travelling expenses برداشت کیے؟ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جتنے بھی چہیتے consultants ہیں ان کو لاکھوں روپے دیے جا رہے ہیں۔

اب اس میں ایک آئٹم ہے'

Provision of funds for the purchase of UPS and power generator and repair of transport, telephone, gas, POL and electricity charges.

اس کا ایک portion جو ہے اس کو تو کہا جا سکتا ہے کہ شاید اس کی ضرورت پڑ گئی ہو کہ اس میں پہلے والے جنریٹر میں کوئی خرابی ہو گئی ہو تو یک دم دوسرے جنریٹر کے خریدنے کی ضرورت پڑ گئی ہو۔ لیکن repair of transport, telephone, gas, pol یہ جو اخراجات ہیں' یہ تو main budget کے ہیں اور main budget کے ہر head میں اور ہر demand میں یہ رقوم already reflect کر دی جاتی ہیں۔ تو ان کو supplementary budget میں کسی صورت میں بھی نہیں آنا چاہیے۔

اب Provision of funds on account of payment of outstanding habilities for use of WAPDA Aircraft by Chief Minister, Punjab. ہے۔ ابھی آنریبل منسٹر صاحب یہاں فرما رہے تھے کہ وہ بی جیٹ کی بات کر رہے تھے۔ یہاں تو پتا نہیں کتنے کتنے جہاز استعمال ہو رہے ہیں۔

یہ تو ایک ہی جہاز کی بات کر رہے تھے کہ وہ جہاز بھی موجود ہے اور یہ واپڈا کا جہاز بھی استعمال ہو رہا ہے۔ اب اس میں وہ جیسے lumpsum moneys رکھ دی گئی ہیں' پانچ کروڑ والا ہو سکتا ہے کہ کسی اور ڈیپارٹمنٹ کا جہاز بھی اس میں استعمال کیا گیا ہو۔ تو یہ ایسی چیزیں ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ supplementary budget میں دے دی گئی ہیں اور میں سمجھتا کہ This is misuse of funds.

جناب سپیکر! اس میں ایک آئٹم ہے Provision of funds for Secret Services - Funds for Chief Secretary, Punjab. اب یہ secret services کون سی ہیں؟ یہ Secret Services Funds کیا ہے؟ اس کو ذرا آنریبل منسٹر فنانس elaborate کریں اور یہ اس ایوان کا حق بنتا ہے کہ یہ جو secret services ہیں ان کا اس ہاؤس میں بتایا جائے کہ اور یہ جو پیسہ اس میں مختص کیا گیا تھا اس کو کہاں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ اس آنریبل ہاؤس اور اس صوبے کے عوام کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کو یہ پتا چلے کہ یہ secret services کس چیز کی ہیں اور کہاں یہ پیسہ خرچ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! اب اگر آنریبل منسٹر فنانس ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 45 پر دیکھیں تو اس میں ہے،

> Provision of funds for creation of posts of Member and staff for the office of Member of Advisory Committee to the Chief Minister,Punjab.

یہ ایک ایڈوائزری کمیٹی کوئی نئی بنا دی گئی ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے کہ میں نے جو main budget دیکھا ہے اس میں جو provision of posts دی گئی ہے اس میں تقریباً 29 وزرائے کرام اور 20 ایڈوائزرز ہیں۔ اب 20 ایڈوائزرز میرے خیال میں یہاں ہاؤس میں تو وہ نہیں بیٹھے اور 20 ایڈوائزرز وہ کون سے ہیں؟ وہ کہاں کہاں اور کن کن کو نوازا گیا ہے' یہ تو گورنمنٹ خود ہی جانتی ہے کیونکہ میں نے تو کئی دفعہ گورنمنٹ سے یہ استدعا کی ہے کہ کم از کم ایسے جو نوٹیفکیشن جاری ہوتے ہیں ان کی جو کاپیاں ہیں وہ تمام وزرا کو بھیجی جاتی ہیں' تمام مشیران کو بھیجی جاتی ہیں' تمام سپیشل اسسٹنٹس کو بھیجی جاتی ہیں لیکن اس کی ایک کاپی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ ہم نے بھی point out کرنا ہوتا ہے' ہم نے بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ کہاں یہ پیسہ خرچ کیا گیا ہے اور کہاں یہ پوسٹیں create کی گئی ہیں۔ میں نے گورنمنٹ سے یہ گزارش کی تھی کہ اس کی ایک کاپی جو کہ نوٹیفکیشن ہے اور public document ہے' لیڈر آف دی اپوزیشن کو بھی بھیج دی جائے

لیکن وہ آج تک نہیں بھیجی گئی' میرے خیال میں تین چار ماہ ہو گئے ہیں اور گورنمنٹ نے commitment بھی کی تھی کہ وہ آئندہ اس نوٹیفکیشن کی کاپی بھیجے گی لیکن آج تک اس پر عمل نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں میں گورنمنٹ پر اعتراض کر رہا ہوں مجھے تو یہ کہتے ہوئے بھی بڑا عجیب سا لگ رہا ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے بھی بڑا discriminatory attitude رکھا ہوا ہے کہ یہاں جو صوبائی اسمبلی کے نوٹیفکیشنز ہوتے ہیں ان کی کاپیاں

> To all the Ministers, to all the Advisors, to all the Special Assistants, to all the Parliamentary Secretaries, to all the Members of the Provincial Assembly.

جائیں گی۔ اس میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو کوئی علیحدہ کاپی نہیں دی جاتی۔ میں یہ جانتا ہوں۔ I am first an M P A and then the Leader of the Opposition لیکن اگر all the members کو بھیجنی ہیں تو پھر all Ministers یا all Advisors کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر all members of the Provincial Assembly کو آپ بھیج دیں اور اگر اس میں Ministers کو بھیجنی ہیں یا Advisors کو بھیجنی ہیں تو یہ میرے دوست ہیں' مہربان ہیں' میرے ساتھی ہیں' اس کی پھر ایک کاپی endorse office of the Leader of the Opposition کو بھی endorse کر دی جائے تاکہ ہمیں یہ پتا ہو' first-hand knowledge ہمارے پاس ہو کہ کیا Provincial Assembly Secretariat کر رہا ہے اور کیا گورنمنٹ کر رہی ہے۔ پھر یہ public document بھی ہے۔ اب اس میں' میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اتنے یہ ایڈوائزرز اور یہ سارے بنے ہوئے ہیں' تو یہ office of Members of Advisory Committee to the Chief Minister, Punjab یہ کیا ایک نئی چیز بنا دی گئی ہے؟ اس کی ضرورت کیا ہے؟ ان کو کتنی ایڈوائز چاہیے؟ ان کی تو اپنی کابینہ کی میٹنگز جو ہیں وہ بڑے کتنے کتنے ماہ کے بعد کی جاتی ہیں۔ ان کی جو first team ہے اس کے ساتھ مشاورت نہیں ہو رہی تو پھر یہ ایڈوائزری کمیٹی کون سی بن گئی ہے؟ بیس ایڈوائزرز موجود ہیں' سپیشل اسسٹنٹس موجود ہیں۔ تو یہ ایک نئی ایڈوائزری کمیٹی بنانے کی مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا ضرورت تھی؟ ویسے بھی ماشاء اللہ وہ کافی ذہین ہیں اور عقلِ کُل ہیں۔ تو ان کو کسی ایڈوائزری کمیٹی کی ضرورت کیا ہے؟

جناب سپیکر! پھر یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ہے

Provision of funds for the purchase of 50 metal detectors by Home Department for the Railway authorities.

اب اس میں، میں یہ چاہوں گا کہ آنریبل منسٹر فنانس یہاں بتائیں کہ ریلوے اتھارٹیز جو ہیں That is a Federal subject. اور صوبائی حکومت کیوں یہ metal detectors خرید کر کے ریلوے کو دے رہی ہے؟ ذرا اس پر بھی تھوڑا سا elaborate کر دیں تو آنریبل ہاؤس کو یہ پتا چل جائے کہ یہ پیسہ کہاں خرچ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر! اب اگر ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 46 پر آنریبل منسٹر فنانس دیکھیں گے تو اس میں ہے،

Creation of posts and purchase of various items for the office of Security Advisor to the Government of Punjab on VVIP Security.

یہ ایک نیا محکمہ کھول دیا گیا ہے کہ Security Advisor to the Government of Punjab on VVIP Security. اب پہلے تو حکومت یہ بتائے کہ پہلے جو سکیورٹی ایجنسیز ہیں، کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ناکارہ ہو گئی ہیں؟ اگر تو وہ ناکارہ ہو گئی ہیں اور ناکام ہو گئی ہیں تو پھر ان کو wind up کر دینا چاہیے۔ اگر یہ نئی ایڈوائزری کمیٹیز اور یہ سارا وی وی آئی پی سکیورٹی کے لیے بنا رہے ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ناکام اور ناکارہ نہیں ہوئیں تو پھر یہ نئی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ This is wastage of money اور اس کو supplementary budget میں لانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی یا بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں آگے چل کر آپ کو بتاتا ہوں کہ پہلے ہی جو Existing Intelligence Agencies ہیں ان کے اوپر کتنا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ جو دہشت گردی اور یہ جو بم بلاسٹ ہو رہے ہیں، ان کو پہلے detect کرنا، یہ ان Intelligence Agencies کا کام ہے۔ آپ کے پاس سپیشل برانچ ہے۔ ان سے پوچھیں کہ وہ کیا کر رہی ہیں؟ یہ ان کا کام ہے کہ وہ پہلے بتائیں کیونکہ ان کے لیے اتنے lumpsum اور ان کے لیے اتنے high قسم کے فنڈز مختص کیے جاتے ہیں اور ان کو اتنی facilities دی جاتی ہیں۔ یہ ان کا کام ہے کہ وہ پہلے دیکھیں کہ ملکی حالات یا صوبے کے حالات کس قسم کے ہیں اور وہ یہ تمام باتیں گورنمنٹ کے knowledge میں لائیں۔ گورنمنٹ کو کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ یہ ایک نئی سکیورٹی ایجنسی بنائی

جا رہی ہے؟ میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہی جو موجود ہیں ان کو ختم کر کے اس کو رکھیں یا پھر اس کو ختم کر دیں۔

اب "Provision of funds on account of security officers in Egypt." رکھی ہے۔ سکیورٹی آفیسروں کو Egypt بھیجا گیا ہے بڑی اچھی بات ہے ۔ پچھلے دنوں آنریبل منسٹر صاحب نے تو ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے حوالے سے بہت کچھ کہا۔ تو بہت اچھی بات ہے کہ انھوں نے یہ بتایا ہے کہ ہمارے ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ وہ ٹریننگ facilities مہیا نہیں کر رہے اور اس لیے ان کو ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ یہ آفیسر صاحبان کو Egypt بھیجیں یا غیر ممالک میں بھیجیں کہ وہاں جا کر یہ security measures کی ٹریننگ لے سکیں۔ لیکن جب ان پر یہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے تو پھر عوام یہ چاہیں گے کہ رزلٹ بھی ان کے سامنے آئیں تو ان کو اس چیز پر توجہ دینی چاہیے کہ جہاں یہ ان کی ٹریننگ abroad پر اتنا خرچ کر رہی ہے تو اس کا ذرا یہ بھی analysis کریں۔ کہ وہ اتنا huge پیسہ جو خرچ کیا گیا ہے اور جو وہاں سے ٹریننگ حاصل کر کے آتے ہیں کیا وہ لوگوں تک اس قسم کے security measures پہنچا رہے ہیں کہ نہیں پہنچا رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی وہ بوسیدہ، فرسودہ نظام جس کو ختم کرنے کے لیے حکومت بار بار رٹ لگاتی ہے وہی فرسودہ نظام چل رہا ہے اور اس میں ابھی further developments نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر! اس میں آگے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں پھر Provision of funds for creation of various posts in education department رکھ دی گئی ہے ۔ اب various posts میں انھوں نے کوئی ذکر نہیں کیا کہ یہ پی-ٹی-سی ٹیچرز ہیں یا ایس-ایس-ٹی ٹیچرز ہیں یہ کیا ہیں، آیا یہ گریڈ one to five یا کلاس IV کے ملازمین ہیں۔ اس میں یہ lumpsum رکھ دیا گیا ہے اور پھر میں یہ عرض کروں گا کہ سپلیمنٹری بجٹ میں یہ ساری details عوام کے سامنے آنی چاہییں، کیونکہ اس کو ووٹ ہونا ہے اور عوام کو پتہ چلنا چاہیے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پر ایسی کون سی ایمرجنسی آن پڑی تھی کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی ڈویلپمنٹ سائیڈ پر جو مجھے علم ہوا جس کو کل آنریبل منسٹر صاحب نے contradict بھی کیا لیکن I called it unbelievable میں نے کہا کہ میری اطلاع کے مطابق اے-ڈی-پی کی utilization 10% ہے، انھوں نے فرمایا کہ نہیں 90% ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو various posts ہیں ان کو

main budget میں reflect کیا جانا چاہیے تھا اور پھر ان various posts کی ضرورت کیا ہے؟ ایک طرف تو ایڈہاک لیکچرار کو فارغ کرنا چاہ رہے ہیں دوسری طرف آپ سپلیمنٹری بجٹ میں نئی پوسٹوں کے لیے پیسہ رکھ رہے ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں آنریبل منسٹر فار فنانس سے عرض کروں گا گو کہ ان کو پتہ نہیں ہوگا' ان کو چاہیے کہ ان کا جو سٹاف وہاں گیلری میں بیٹھا ہے ان سے ذرا پوچھ لیں کہ یہ کس لیے ہے۔ ایک طرف تو آپ ایڈہاک لیکچرار کو فارغ کرنا چاہتے ہیں وہ شور شرابا مچا رہے ہیں' بے چارے کورٹس میں جا رہے ہیں' ایک طرف آپ پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کے termination orders کر رہے ہیں اور دوسری طرف آپ Provision of funds for creation of various posts in the Education Department لا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں آپ کو ایک بڑی ہی دل فریب بات بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں انھوں نے لکھا ہے کہ Provision of Funds for the Implementation of Army Survey Reports. اب آرمی سروے رپورٹ تو وہی گھوسٹ سکولوں والی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ گھوسٹ سکولز والا پیسہ تو ضائع ہو چکا ہے۔ گورنمنٹ کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق ایک سروے پہلے کرایا گیا اور اس میں انھوں نے کہا کہ پتہ نہیں کہ دو ارب روپیہ' پتہ نہیں کتنا' embezzle کیا جا رہا ہے اور اتنے سینکڑوں گھوسٹ سکولز ہیں اور اس کے بعد پھر re-survey کے لیے اسے بھیجا گیا اور پھر گورنمنٹ نے آرمی کو pressurize کیا کہ ان کی مرضی کے مطابق رپورٹس بنائے لیکن انھوں نے انکار کر دیا اور اس کے بعد پھر ڈویژنل کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز اور Implementation Committees بنا کر ایک فیگر کو کافی نیچے لے کر آئے کہ نہیں گھوسٹ ٹیچرز بھی کم ہیں اور گھوسٹ سکولز بھی کم ہیں بلکہ میں نے ٹیچرز کے حوالے سے یہ بھی point out کیا تھا کہ کتنے thousands of teachers کو فارغ کیا جا رہا ہے اس لیے کہ اس پر اعتراض کیا ہے کہ جناب' اس میں health fitness certificate نہیں لگا ہوا۔ اور گھوسٹ ٹیچر کی جو سروس ہے۔ وہ بیس اکیس سال ہو گئی ہے وہ بیس اکیس سال سے سروس کر رہا ہے' وہ تنخواہیں وصول کر رہا ہے اور اب آ کر اسے کہا جا رہا ہے کہ جناب' آپ کے ریکارڈ میں تو ہیلتھ سرٹیفکیٹ نہیں لگا ہوا' لہذا آپ کو terminate کیا جاتا ہے۔ یہ کتنی عجیب بات ہے اور پھر ان کو terminate کیا جا رہا ہے۔ وہ کیا ہے کہ جناب' آپ کے سنگل آرڈر ہوئے ہوئے ہیں۔ اب سنگل آرڈر سے ان کی مراد یہ ہے' یہ کہتے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر یا جو بھی Appointing Authority ہے اس کو ایک دن میں آٹھ'

دس آرڈرز ایشو کرنے چاہییں اور اگر کسی ایک آرڈر پر ایک آدمی کی appointment ہے اس کو یہ کہتے ہیں کہ یہ سنگل آرڈر appointment ہے۔ ان کے مطابق یہ سنگل آرڈر without any legal authority ہے۔ جن کے سنگل آرڈرز ہوتے ہیں ان کو کہتے ہیں کہ جناب' آپ فارغ' کہ اس میں آپ نے embezzlement کی ہے یا آپ نے اس میں کوئی فراڈ کیا ہے اور کوئی سولہ سولہ' سترہ سترہ بیس بیس' تیس تیس سال کے یہ ٹیچرز ہیں۔ ان کے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ اب ان کو فارغ کیا جا رہا ہے۔ ان کے termination orders جاری کر دیے گئے۔ تو جناب سپیکر! یہاں کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور اس میں 66 لاکھ اور 8 ہزار روپے دکھائے گئے ہیں جبکہ آرمی سروے رپورٹ پر کتنے کروڑوں روپے already دے چکے ہیں اور یہ futile exercise تھی جو کی گئی۔

جناب والا! اگر آنریبل منسٹر صاحب دیکھیں کہ ایک Population Welfare Task Force بنائی گئی ہے۔ نہ جانے اب تک کتنی ٹاسک فورس بن چکی ہیں' ہر محکمے میں ٹاسک فورس بن چکی ہے and it is a duplication ۔ ایک وہاں منسٹر صاحب بیٹھے ہیں' وہاں پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں وہاں ایک چیئرمین ٹاسک فورس بیٹھے ہیں اور جناب سپیکر! کئی محکموں میں تو یہ ہے کہ Chairman.Task Force is more powerful than the Minister. ۔ کئی جگہ پر تو یہ ہے کہ وہاں منسٹر ہی نہیں بنایا گیا اور وہاں چیئرمین ٹاسک فورس بنا دیا گیا ہے۔ وہاں ایک منسٹر بھی بیٹھا ہے' پارلیمانی سیکرٹری بھی بیٹھا ہے اور پھر ایک چیئرمین ٹاسک فورس بھی بیٹھا ہے اور کئی دفعہ میں نے تو ٹیلی ویژن پر بھی دیکھا ہے' اخبارات میں تصویروں میں بھی دیکھا ہے اور ویسے بھی میری انفرمیشن ہے کہ منسٹر کو چیف منسٹر کی میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا' چیئرمین ٹاسک فورس کو وہاں بلایا جاتا ہے۔ تو یہ عجیب سی situation بنا دی گئی ہے۔ اب سپلیمنٹری بجٹ میں ایک پاپولیشن ویلفیئر ٹاسک فورس نئی بنا دی اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی political consideration ہو گی اور اس صوبے کے پیسے کو lavishly خرچ کیا جا رہا ہے اور پھر ان کے کلرکس ہوں گے' ان کے آفسز ہوں گے' ان کی گاڑیاں ہوں گی' نہ جانے کیا کچھ ہو گا۔ ایک طرف austerity drive کا معاملہ ہے' ایک طرف کہتے ہیں کہ جناب ہم نے down sizing کرنی ہے' ہم نے rightsizing کرنی ہے اور دوسری طرف حال یہ ہے کہ ہم سپلیمنٹری بجٹ میں دیکھ رہے ہیں کتنی نئی ٹاسک فورسز create کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آگے آپ کی توجہ صفحات نمبر 54-55 and 56 کی طرف دلانا چاہوں گا

جن میں چند examples ہیں ۔ اس میں ایک تو Provision of Funds to Commissioner, Rawalpindi for the repair of Chief Minister's vehicle No. DD-5335 BMW رکھی گئی ہے ۔ چلیں یہ کہہ لیتے ہیں کہ گورنمنٹ نے یہ BMW خریدی ہوئی ہے ۔ اعلان تو یہ کیا گیا ہے کہ چھوٹی گاڑیاں استعمال کی جائیں گی لیکن یہ BMWs ابھی تک موجود ہیں اور یہ بڑی حیران کن بات ہے۔ یہ پھر وہی دو عملی ہے ' یہ پھر پالیسیز کا تضاد ہے کہ announce تو کچھ کیا جا رہا ہے اور اس پر عمل کسی اور طریقے سے کیا جا رہا ہے۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ BMW کو شاید فروخت کر دیا ہو یہاں میرے بھائی آنریبل منسٹر فار فوڈ حاجی اقبال خان خاکوانی صاحب بیٹھے ہوتے ہیں' انھوں نے گاڑیوں کی کافی disposal کی ہے۔ تو میرا خیال تھا کہ شاید یہ BMW بھی اس میں dispose of کر دیں گے' کیونکہ گورنمنٹ کی announcement کے مطابق اب چھوٹی گاڑیاں استعمال کی جانی چاہئیں۔ لیکن یہ حیرانی کی بات ہے۔ ایک Provision of Funds for hiring the vehicles and calling Army in aid of civil administration during "Moharram-ul-Haram" رکھی ہوئی ہے اس میں پھر جناب سپیکر! ایک کروڑ اور دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کی سول ایڈمنسٹریشن کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ گورنمنٹ نے آرمی کو call کیا' گورنمنٹ نے رینجرز کو call کیا ' اس کا مطلب یہ ہے کہ سول ایڈمنسٹریشن کے بس کی یہ بات نہیں رہی ۔ ہر معاملے میں آرمی کو involve کیا جا رہا ہے ' ہر معاملہ میں رینجرز کو involve کیا جا رہا ہے ۔ تو اب صرف ایک بات ہی بچتی ہے' کہ یہ اپنی حکومت کو فارغ کر کے آرمی کو لے آئیں۔ کیونکہ باقی سارے کام تو آرمی سے لیے جا رہے ہیں۔ آپ سیکورٹی پر آرمی کو ایک بڑی lumpsum رقم دے رہے ہیں۔ آپ census آرمی سے کراتے ہیں' گھوسٹ سکولوں کی تلاش کے لیے آرمی کو پیسے دیے گئے۔ سب کچھ تو آپ آرمی سے کروا رہے ہیں۔ کیا آپ کی اتنی بڑی establishments مفت میں تنخواہیں لے رہی ہیں؟ آپ ان کو فارغ کریں' انھیں گولڈن ہینڈ شیک دے دیں۔ آپ سارے اہم نوعیت کے کام تو آرمی اور رینجرز سے کروا رہے ہیں لہذا اپنی سول انتظامیہ کو گولڈن ہینڈ شیک دے دیں۔ اسی طرح آگے دیا گیا ہے کہ،

Provision of funds for disbursement to the Pakistan Rangers (Punjab) and Vehicles employed on Check Posts to prevent Wheat/Atta Smuggling.

یعنی یہ بھی اب سول انتظامیہ کے بس کی بات نہیں رہی' یہ بھی اب رینجرز کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ تو میں اسی لیے عرض کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے سارے کام آرمی اور رینجرز سے کروانے ہیں تو پھر آپ سول انتظامیہ کو فارغ کر دیں۔ اگر آپ سول لوگوں سے کام نہیں لے سکتے تو آپ کیسے ایڈمنسٹریٹر ہوئے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ حکومت کا اپنی سول انتظامیہ پر اعتماد نہیں رہا۔ آگے پھر صفحہ نمبر 55 میں ہے کہ:

> Provision of funds for Pakistan Rangers (Punjab) in connection with the maintenance of Law and Order during Local Bodies Election.

اب یہ ایک نئی چیز آ گئی ہے' میں پھر کہوں گا کہ سول انتظامیہ کیا کام کر رہی ہے؟ لوکل باڈیز کے الیکشن والے دن خونی ڈرامے کھیلے گئے' کتنے ہی لوگ قتل کر دیے گئے تھے۔ جناب سپیکر! کیا اب میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حکومت ناکام ہو گئی ہے۔ اور جمہوری ممالک میں جب حکومتیں ناکام ہوتی ہیں تو وہ مستعفی ہو جایا کرتی ہیں۔ یہ تو اپنے اس اقتدار کو چپکے ہوئے ہیں۔ یہ کس طرح اپنے آپ کو justify کرتے ہیں کہ یہ یہاں حکومت کریں؟ جبکہ یہاں تو امن و امان کی صورت حال اور دوسرے سب کام آرمی اور رینجرز نے سنبھالے ہوئے ہیں۔ جناب والا! آگے ایک Head میں دے دیا ہے کہ

> Provision of funds under various objects for D.C,Lahore.

جناب والا! میں جاننا چاہوں گا کہ What are the various objects? ' ایوان کو بتایا جائے کہ وہ various objects کیا ہیں۔ اس کے لیے اگر -/21,85,000 روپے رکھ دیے گئے ہیں تو پھر ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم پوچھیں۔ This is public exchaquer. This is public money. حکومت کو یہ بتانا چاہیے کہ ڈپٹی کمشنر لاہور کی disposal پر اتنے پیسے کس لیے بھیجے ہیں؟ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ اپنی winding up تقریر میں بتائیں کہ کن objects پر یہ پیسے خرچ ہوئے ہیں؟ میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ میں اگر حکومت ایک سوئی بھی خریدے تو اس کا ذکر آنا چاہیے کہ جی اس سوئی پر پانچ روپے خرچ ہوئے یا دو روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہاں صرف دے دیا گیا ہے کہ various objects, What objects? ' پہلے پانچ کروڑ روپے کی ایک lumpsum money for emergent uses دے دی گئی ' وہ emergent uses کیا تھے؟ وہ آپ اور ہم سے چھپائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں

کہ یہ dis-honesty کی category میں آتا ہے۔ ہمیں علم ہونا چاہیے کہ ہمارا پیسہ' عوام کا پیسہ کہاں خرچ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہاں تقریباً ہر صفحے پر آرمی' رینجرز کا ذکر کیا گیا ہے۔ صفحہ نمبر 56 میں دیا گیا ہے کہ:

Provision of funds for Pakistan Rangers Troops in Aid of Civil Administration for Maintenance of Law & Order during Muharram.

یہ پھر اسی category میں آتا ہے' میں اسے دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ میں پہلے ہی بات کر چکا ہوں۔ جناب والا! آگے دیا گیا ہے کہ ۔

Provision of funds for creation of posts of ADC(G)(Traffic) alongwith staff.

جناب سپیکر! یہاں تو پہلے ہی بہت سارے لوگ OSDs بنے بیٹھے ہیں۔ یہ نئی post create کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آج کل تو پہلے ہی چرچا ہے کہ جی محکمہ خوراک کو wind up کیا جا رہا ہے' C&W کو wind up کیا جا رہا ہے۔ تو جب بہت سے محکمے wind up کیے جا رہے ہیں تو پھر یہ نئی اسامیاں پیدا کرنے کا کیا جواز ہے؟ ان کے پاس پہلے ہی اسسٹنٹ کمشنر (ٹریفک) اور ٹریفک مجسٹریٹ ہیں۔ آج ADC(G) Traffic کی اسامی create کی گئی ہے' کل کو یہ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر (ٹریفک) کی اسامیاں مانگیں گے۔ جناب والا! مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا کہ حکومت دراصل چاہتی کیا ہے؟

جناب سپیکر! Demand.No.18 میں Administration of Justice کے head میں دیا گیا ہے کہ :۔

Payment of Professional fee to Advocate General, Additional Advocate General and State Council for Education cases.

اس کے لیے -/350,000 ۔ روپے رکھے گئے ہیں۔ اب یہ کون سے Education cases ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسے cases ہوں گے جہاں حکومت نے اپنی غلط پالیسی سے haphazard decision لے کر' without any home work decision لے کر اعلانات کر دیے گئے ہوں گے۔ جس کے باعث لوگ عدالتوں میں چلے گئے۔ وہاں انھوں نے stay لے لیے ہوں گے۔ اسی پہ اب ان

حکومت کے ملازمین ' ایڈووکیٹ جنرل اور ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل کو نوازا جا رہا ہے۔ ان کی اپنی تنخواہ کے علاوہ یہ انھیں honorarna. reward دیا جا رہا ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب ضرور بتائیں کہ یہ کون سے Education cases ہیں جن کے لیے ایڈووکیٹ جنرل کو مزید پیسے دیے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح آگے Purchase of Cars for the Judges of Lahore High Court کے لیے رقم دی گئی ہے۔ حکومت کے اعلان کے مطابق تو نئی گاڑیاں خریدنے پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ اب انہوں نے اس کا جواز یہ بیان کرنا ہے کہ چونکہ نئے جج بنے تھے اس لیے ان کے لیے نئی کاروں کی ضرورت تھی۔ جناب سپیکر! حکومت تو باقی محکموں کی سرپلس کاروں کو واپس لے کر انہیں آکشن کر رہی ہے۔ آپ ان میں سے بہتر قسم کی کاروں کو مرمت کروا کر ان معزز ججز کو دیں۔ انہیں آپ نئی کاریں کس لیے خرید کر دے رہے ہیں؟ جناب سپیکر! جب austerity drive کی بات ہو گی تو اس میں سب ادارے آئیں گے' جب نئی گاڑیوں کی خرید پر پابندی ہو گی تو اس میں بھی سارے ادارے آئیں گے۔ Judiciary is part of us آپ مقننہ ہیں' وہ عدلیہ ہے۔ اگر مقننہ نئی گاڑی نہیں لے سکتی تو پھر عدلیہ کیوں نئی گاڑیاں خرید کرے۔ حکومت کے پاس جو پہلے ہی سرپلس گاڑیاں موجود تھیں۔ انھیں بیچنے کی بجائے مرمت کروا کر ان نئے معزز جج صاحبان کو دے دینی چاہییں تھیں۔ یہاں متعدد پارلیمانی سیکرٹریز' چیئرمین مجالس قائمہ نے point out کیا ہے کہ ان کے پاس جو گاڑیاں ہیں وہ ٹھیک نہیں ہیں۔ اگر آپ نے ہائی کورٹ کے جج صاحبان کے لیے نئی گاڑیاں خریدنے پر پابندی ہٹا دی ہے تو پھر آپ ان کے لیے بھی یہ پابندی ہٹا دیں۔ یہ بھی معزز ممبران ہیں' انہوں نے بھی فیلڈ میں جانا ہوتا ہے۔ میرے خیال میں معزز جج صاحبان سے زیادہ انہیں نئی گاڑیوں کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان کی صرف سٹیشن ڈیوٹی ہے جبکہ معزز ممبران کی فیلڈ ڈیوٹی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد صفحہ نمبر 70 پر دیا گیا ہے کہ،

Grant-in-Aid to Federal Judicial Academy Islamabad.

اور اس کے لیے 25 لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ Federal Judicial Academy کو صوبائی حکومت نے کس حساب سے یہ پیسے دیے ہیں؟ وہاں تو ماشاء اللہ وفاقی حکومت خود موجود ہے۔ اور وفاقی اداروں کے لیے انھیں خود پیسے مہیا کرنے چاہییں۔ جناب والا! یہ Judiciary میں کس آدمی کو خوش کیا جا رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جنہیں ایوان

اور عوام مشکوک نظروں سے دیکھتے ہیں۔ آپ ایسا کام کیوں کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگ عدلیہ پہ انگلیاں اٹھائیں؟ اگر اس اکیڈمی کو گرانٹ دینا مقصود تھا تو وفاقی حکومت دیتی۔ صوبائی حکومت کو نہیں دینی چاہیے تھی۔ صوبائی حکومت کے تو اپنے بے پناہ مسائل ہیں۔ یہاں جب بھی معزز ممبران کی طرف سے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو وزراء صاحبان جواب دیتے ہیں کہ فنڈز کی کمی ہے۔ جناب والا! اپنے صوبے کے لیے تو آپ کے پاس فنڈز کی کمی ہے جبکہ وفاقی اداروں کو آپ grant-in-aid دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ جناب والا! اس میں دیا گیا ہے کہ،

> creation of posts of 50 Additional District & Session Judges and creation of posts of 100 Civil Judges alongwith complementary staff

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ جب سال کے شروع میں حکومت اپنی پالیسیز بناتی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جوڈیشری اور حکومت کی consultation کے ساتھ بنتی ہیں۔ تو ان کو چاہیے تھا کہ بجائے اسے ضمنی بجٹ میں لے آئیں ان چیزوں کو سالانہ بجٹ میں reflect کیا جاتا' کیونکہ یہ policy matters ہیں۔ اور policy matters سال کے شروع میں آجاتے ہیں کیونکہ حکومت جب اپنی سمت کا تعین کرتی ہے تو وہ ہر محکمے میں اس کی assesments کرتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ کہاں نئی چیز کی ضرورت ہے؟ کہاں existing net work کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے؟ تو اس کے لیے آئندہ سال کے لیے ایک تفصیلی پروگرام بنا لیتی ہے اور اسے سالانہ بجٹ میں reflect ہونا چاہیے۔

جناب والا! ڈیمانڈ نمبر 19 میں Grant no 13 on Police میں مجھے نظر آرہا ہے کہ اس میں کافی award money رکھی گئی ہیں جس میں مختلف نام ہیں۔ تاثر یہ ہے کہ یہ award money embezzle ہو جاتی ہے۔ اور یہ تاثر اس لیے کہ award moneys کے آگے نام نہیں بتائے جاتے۔ اب اگر حکومت یہ کہے کہ جو source ہوتے ہیں ان کے نام نہیں بتائے جاسکتے تو اس ایوان سے بڑا ادارہ اور کون سا ہے؟ اگر آپ نہیں بتانا چاہتے تو بے شک باقی پورے صوبے کو نہ بتائیں لیکن کم از کم آپ کو اس ایوان کو تو اعتماد میں لینا ہوگا۔ آپ کو اس ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ اور وہ sources جن کو آپ نے یہ ایوارڈ دیئے ہیں ان کو declare کرنا چاہیے۔ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ محکمہ پولیس اپنے ہی سٹاف کو ایوارڈ دے دیتا ہے۔ میں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ ایک سپاہی

کو 15 لاکھ روپے کا ایوارڈ دے دیا گیا ہے۔ This is award money کہ terrorist کو پکڑوانے کے لیے یا اس کی مخبری کے لیے source کو ہم پیسہ دے رہے ہیں۔ تو جو سپاہی ہے وہ تو paid employee ہے اور اس کے منصب کا یہ حصہ ہے کہ اس نے یہ کام کرنا ہے یہ فرائض سرانجام دینے ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ award کے پیسے کا صحیح استعمال نہیں ہوتا اور وہ صحیح ہاتھوں میں نہیں جاتا۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ کہوں گا کہ حکومت ان sources کو declare کرے۔ اگر آپ باہر نہیں بتانا چاہتے تو کم از کم اس میں honestly بتا دیں، کیونکہ تھوڑی دیر پہلے یہاں پر honestly کی بہت بات ہوئی ہے۔ آپ کو honestly بتانا پڑے گا کہ آپ نے یہ award money کس کو دی ہے؟ آپ ہاؤس کو اعتماد میں لیں اور ہاؤس کو بتائیں کہ یہ award money کس کس کو دی ہے؟ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں سارے باشعور ممبران اسمبلی تشریف فرما ہیں وہ یہاں کی باتیں جو close door میں ہوں گی وہ باہر نہیں نکالیں گے۔ چونکہ لا اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب ہے، اس لیے ہم سب کو علم ہونا چاہیے کہ یہ awards کس کو دیے گئے ہیں اور کون سے sources ہیں جن کو دیے گئے ہیں۔

جناب والا! اب دیکھیں کہ Allocation of funds for compensation to the famalies of Shaheeds and injured Police officers/ officials کے لیے 2 کروڑ، 67 لاکھ روپیہ ہے لیکن اس میں کوئی نام نہیں دیے گئے، اس لیے میں پھر یہ عرض کروں گا کہ ضمنی بجٹ میں یہ تمام چیزیں تفصیل کے ساتھ آنی چاہییں۔ اب ایوان کو کس طرح پتا چلے گا کہ 2 کروڑ، 67 لاکھ روپے کس کو دیے گئے ہیں۔ میں injured police officers/ officials کی ایک مثال دیتا ہوں کہ پچھلے دنوں ضلع وہاڑی میں ایک پولیس مقابلہ ہوا اس میں ایک دو ڈاکوؤں کو مارا گیا اور ایک ASI جو کہ میری اسکواڈ ڈیوٹی پر تھا میں نے دیکھا کہ اس کی گال پر پلاسٹر لگا ہوا تھا۔ تو میں نے اخلاقاً اس سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیا ہوا ہے؟ تو اس نے کہا کہ پولیس مقابلہ ہوا تھا اور یہ گولی لگی ہے۔ تو میں نے کہا کہ اگر گولی یہاں لگتی تو پھر وہ آپ کی دوسری طرف بھی نکل جاتی۔ میں نے کہا کہ کیا آپ کے دانت اتنے مضبوط ہیں کہ ان کو گولی لگی ہے لیکن وہ back fire کر کے واپس چلی گئی ہے؟ ظاہر ہے جب اس کا نام پولیس مقابلے میں گیا ہوگا تو یقیناً اسے انعام بھی ملا ہوگا۔ جناب والا! اگر یہ 2 کروڑ، 67 لاکھ روپیہ ایسے لوگوں کو مل رہا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر اعظم شکایات سیل کے انچارج خواجہ ریاض محمود صاحب جو کہ یہاں تشریف فرما ہیں ان سے کہوں گا کہ وہ خاص طور پر ایسی

چیزیں note کریں اور انکوائری کریں کہ اگر گولی یہاں لگے گی تو اس نے واپس تو نہیں جانا بلکہ آگے جائے گی کیونکہ گولی تو نہیں دیکھتی کہ یہ ASI کا دانت ہے' SI کا دانت ہے یا عوام کا دانت ہے' بلکہ اس نے تو hit کرنا ہے۔ تو میں پھر یہی سمجھوں گا کہ اس 2 کروڑ' 67 لاکھ کو اسی طریقے سے misuse کیا جا رہا ہے اور جو اتنی lumpsum money یہاں رکھ دی گئی پھر تو یہ ضائع کرنے والی بات ہے۔

جناب والا! اب cash award/ head money for disbursement to the police officers/ informers کے لیے 26 لاکھ' 58 ہزار روپے کی گرانٹ ہے لیکن اس میں بھی تفصیل نہیں دی گئی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان پولیس آفیسرز کے نام اس معزز ایوان کے سامنے ضرور رکھے جانے چاہییں۔ آگے ہے کہ funds for Muharram duty performed by the Punjab/Frontier Constabulary جناب والا! اب آپ دیکھیں کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کو tackle کرنے کے لیے کتنی فورسز آ گئی ہیں؟ آرمی آ گئی' رینجرز آ گئی' فرنٹیئر کانسٹیبلری آ گئی اور پنجاب کانسٹیبلری تو صوبے کی اپنی ہے۔ لیکن تین چار فورسز باہر کی آ گئی ہیں اور ابھی بھی اعلان ہوتا ہے کہ امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے۔ یہاں پر ہمارے محکم رانوں کا ایک گھڑا ہوا اور stereotype بیان ہے کہ جب بھی کوئی واردات ہوتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ امن و امان کی صورت حال تسلی بخش ہے۔ کیا یہ تسلی بخش ہے کہ آپ باہر سے اتنی فورسز منگوا کر لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کر رہے ہیں؟ پھر یہ کہا کہ ڈسٹرکٹ پولیس کے لیے Fabrication of bodies of 39 pick-ups for police ٹھیک ہے fabrication of bodies تو وہی ہو گی لیکن ان pick-ups کو کہاں استعمال کیا گیا ہے؟ آیا یہ صرف لاہور میں ہی استعمال کی گئی ہیں یا ان کو باہر بھی بھیجا گیا ہے چونکہ باہر بھی وارداتیں بہت ہو رہی ہیں۔ یہاں تو خیر ہو ہی رہی ہیں' کیونکہ لاہور تو top پر ہے۔ لیکن یہ چیز بھی سالانہ بجٹ میں reflect ہونی چاہیے۔ کیونکہ اگر آپ وزراء خزانہ کی تقاریر اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ہر سال ایک huge amount ہو گی۔ اور وہ کہتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لیے پولیس کے لیے اتنے ارب روپے رکھ دیے گئے۔ اس میں کیا ہو گا وائرلیس سیٹ ہوں گے اس میں اسلحہ ہو گا اس میں گاڑیاں ہوں گی لیکن جب ہم ضمنی بجٹ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو پھر وہی بجٹ بڑھے پڑے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان کو چاہیے کہ یہ ان باتوں کو سالانہ بجٹ میں reflect کریں۔

جناب والا! جیسے میں نے اسلحے کی بات کی ہے تو اس میں Provision of funds for

the purchase of Pistols and ammunition کے لیے 4 کروڑ ' 80 لاکھ' 90 ہزار روپے کی رقم دی گئی ہے۔ اسی طرح provision of funds for the purchase of 150 Motorcycles میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں سالانہ بجٹ میں آنی چاہییں۔ جناب والا! یہ پالیسی مرتب کریں' بیٹھ کر study کریں ہوم ورک کریں لیکن ایڈہاک ازم اور day to day کام چلانے والی بات نہ کریں۔ میں کہتا ہوں کہ کم چلاؤ اور ڈنگ ٹپاؤ بات کو ختم کرنا چاہیے اور صوبے کے لیے foolproof policies بنائیں۔

جناب والا! اب Creation of posts for security cover of Parliamentarians کے لیے ایک کروڑ ' 68 لاکھ' 79 ہزار روپے کی بھاری رقم رکھ دی گئی ہے لیکن اس میں تفصیل نہیں دی گئی کہ پارلیمنٹیرین کو کس چیز کا security cover دیا ہے؟ جب یہ بات باہر جائے گی تو لوگ کہیں گے کہ پارلیمنٹیرین پر اتنا پیسہ خرچ ہو گیا۔ لیکن مجھے علم نہیں کہ پارلیمنٹیرین کی سکیورٹی پر اتنا پیسہ خرچ ہو بھی رہا ہے یا کیا سکیورٹی مہیا کی جا رہی ہے؟ جو مجھے پتا ہے کہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی پارلیمنٹیرین قتل ہو جاتا ہے کوئی ایم این اے قتل ہو جاتا ہے' کوئی ایم پی اے قتل ہو جاتا ہے۔ یہ جو ضمنی بجٹ میں پیسہ رکھا گیا ہے۔ یہ کون سی سکیورٹی ہے جو پارلیمنٹیرین کو provide کی جا رہی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سب سے unsecure جو بندہ ہے وہ پارلیمنٹیرین ہے۔ کیونکہ وہ تو کھلا بیٹھتا ہے اس نے تو public dealing کرنی ہے۔اس نے تو روزانہ سینکڑوں لوگوں کو بھگتانا ہے۔ تو پارلیمنٹیرین کو کیا سکیورٹی provide کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پیسہ جو پارلیمنٹرین کے نام پر رکھا گیا ہے اور یہ کہیں اور استعمال کیا جا رہا ہے۔ کہاں استعمال کیا جا رہا اس کے متعلق وزیر خزانہ ہی بہتر طور پر جانتے ہیں۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ پھر جناب آگے Funds for clearance of consignment of Tear Gas, Shell Guns. اب یہاں پر بات رہ تو یہی گئی ہے کہ یہاں tear gas استعمال ہو گی اور یہاں پہ شیلز استعمال ہوں گے۔ جناب سپیکر! پتا نہیں مین بجٹ میں کتنا پیسہ رکھا گیا تھا۔ اب ضمنی بجٹ میں 44 لاکھ اور 50 ہزار روپے tear gas کے لیے رکھ دیا گیا ہے۔ ہسپتالوں میں آکسیجن تو ملتی نہیں ہے اور tear gas پر اتنا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ جو آدمی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر رہے ہیں ان کے لیے آکسیجن کی کمی ہے اور tear gas کے لیے وزیر خزانہ نے اتنا

پیسہ رکھوا دیا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قائم مقام وزیر خزانہ کا اتنا قصور نہ ہو کیونکہ ان کے سامنے تو ایک لکھی لکھائی کتاب ان کے سامنے رکھ دی گئی ہے اور ایک لکھی لکھائی ان کے لیے winding up speech بھی آ جائے گی۔ لیکن میں ان کی اس طرف توجہ ضرور دلوانا چاہوں گا کہ یہ اس کی طرف توجہ دیں۔ اب جناب پولیس کی مد میں Provision of Additional funds for secret services to Special Branch. اس مد میں 38 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں' یہ سپلیمنٹری گرانٹ ہے میں بجٹ میں پتا نہیں انھوں نے سپیشل برانچ کی سیکرٹ سروسز کے لیے کتنا پیسہ رکھا ہوا تھا۔ جناب والا! یہ سیکرٹ سروسز کیا ہیں؟ امن عامہ کو تو یہ کنٹرول کر نہیں سکے اور سپیشل برانچ کا جو کام ہے' intelligence services والا جو کام ہے وہ تو ہو نہیں رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو secret services to Special Branch ہے۔ یہ اس حد تک تو ہو سکتی ہیں کہ جو اپوزیشن کے لوگ ہیں یا بیورو کریسی میں anti-lobby ہے ان کو chase کرنے کے لیے یہ پیسہ جو ہے خرچ کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ خود یہ بات تسلیم کر چکی ہے' انہوں نے تو ابھی New Secret Advisory Committees بنا لی ہیں۔ ان کا تو اپنا سپیشل برانچ پر اعتماد ہی نہیں رہا اب یہ سیکرٹ سروس کے لیے کیوں فنڈز مانگ رہے ہیں؟ کیونکہ یہ تو اور parallel ایجنسیاں کھڑی کر دی گئی ہیں۔ آگے جناب Creation of posts for Elite Force and Anti terrorist training School بیدیاں روڈ لاہور۔ اب ایلیٹ فورس کے متعلق میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا۔ اس پر پتا نہیں کتنا پیسہ خرچ ہو چکا ہے اور گورنمنٹ یہ سمجھ رہی ہے کہ یہ ایلیٹ فورس بنا کر انہوں نے لوگوں کو محفوظ کر دیا ہے۔ آج صبح میں آ رہا تھا ایلیٹ فورس کی ایک گاڑی ایک دوسری گاڑی میں ٹکر مار کر رفو چکر ہو گئی۔ شکر ہے کہ وہاں پر کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن اس کی جو گاڑی تھی اس کا ستیاناس ہو گیا۔ ایلیٹ فورس تو ایسے کام کر رہی ہے۔ حالانکہ وہ فورس ہے ان سے وہ گاڑی لگ گئی ہے تو ان کو چاہیے تھا کہ وہ چونکہ یونیفارم میں تھے' وہ کھڑے ہوتے ان کو کہتے کہ یا تو تمہارا قصور ہے یا وہ اپنا قصور بتاتے۔ اگر ان کا اپنا قصور تھا تو کم از کم اخلاقی طور پر ان کو sorry کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ انہوں نے تو عوام کی حفاظت کرنی ہے اور حفاظت یہ پہنچا رہے ہیں کہ وہ ٹکر مار کر ان کا نقصان کر کے وہ آگے چلے گئے ہیں۔ جناب والا! یہ parallel force بنا تو دی گئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایف ایس ایف کے طرز پر یہ فورس بن گئی ہے اور پتا نہیں اس کا حشر ہونا کیا ہے۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! یہ ایلیٹ فورس مذکر ہے یا مونث؟

جناب چیئرمین، بہر حال یہ بعد میں بتائیں گے۔ منیس صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں نے سوچا آپ شاید معزز رکن کو بتانا پسند کریں گے ایلیٹ فورس مذکر ہے یا مونث ہے۔

جناب چیئرمین، وہ پوائنٹ آف آرڈر dispose of ہو گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اسی طرح پولیس کے ایک ہیڈ میں اور آتا ہے کہ Creation of Special Intelligence Unit۔ اس میں اب نئے یونٹس بنائے جا رہے ہیں۔ پہلے والی جو ایجنسیاں ہیں وہ ناکام ہو چکی ہیں۔ نئے یونٹس بنائے جا رہے ہیں اور ان پر کثیر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کروڑوں روپے کے حساب سے بنتا ہے۔ اس میں pay of officers اور سارا اس کا جو الا بلا ہوتا ہے۔ اسی طرح متفرق اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔ متفرق اخراجات کے متعلق وہ یا تو وزیر خزانہ کو پتا ہو گا یا محکمے کو پتا ہو گا اور محکمہ ان کو ہی بتا سکتا ہے کہ متفرق اخراجات کہاں کیے جا رہے ہیں۔ سپیشل انٹیلی جنس یونٹ کی ضرورت کیا ہے۔ پہلے والی جو ایجنسی ہے وہ تو ناکام ہو گئی یہ ایک نئی انٹیلی جنس یونٹ بنا دی گئی ہے اور نہ جانے اس کی کیا افادیت ہوتی ہے۔ یہ یا تو وزیر خزانہ بتا سکتے ہیں یا وزیر داخلہ بتا سکتے ہیں۔ اب یہ نہیں پتا کہ ہوم پر ان کی کتنی گرفت ہے یہ تو مجھے علم نہیں ہے لیکن ----

وزیر قانون، جناب والا! ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں کیونکہ جب یہاں ہاؤس میں بات ہو گی تو ڈیپارٹمنٹس کی بات ہو گی۔ سپلیمنٹری بجٹ کی بات ہو رہی ہے individual گھروں کی بات نہیں ہو رہی۔ یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بات ہو رہی ہے۔ کیونکہ معزز وزیر صاحب کا ہوم پر تو ویسے زیادہ اثر ہونا چاہیے اور ضرور ہو گا اور وزیر خزانہ کا تو مجھے علم ہے کہ ان کا خیر اتنا ہوم پر اثر نہیں ہے پھر ان کا پر فنانس ڈیپارٹمنٹ پر کیا اثر ہو گا۔اس میں جناب سپیکر! ایک Provision of funds for ration allowance, uniform and tents at the Elite Training School, Lahore یہ پھر ایسی بات ہے کہ جو main budget میں آنی چاہیے۔ جناب والا! یہ emergent uses کے لیے نہیں ہے یہ کوئی ناگہانی آفت نہیں آن پڑی کہ حکومت اس کو ضمنی بجٹ میں لے

آئے' یہ ٹینٹ کی خریداری اور راشن الاؤنس اور یہ سارا کچھ۔ یہ راشن الاؤنس جو ہے یہ تو main budget میں آنا چاہیے۔ یہ تو ان کو پتا ہے کہ وہاں پر جو فورس ہے اس کی تعداد کیا ہے؛ کتنا وہ استعمال کرتے ہیں کتنا کھانا کھاتے ہیں کتنا پانی پیتے ہیں یہ تو سارا ان کو پتا ہونا چاہیے۔ معزز وزیر صاحب اٹھ کر بریفنگ کے لیے باہر جا رہے ہیں۔ اب جناب' صفحہ نمبر 82 پر پھر emergent releases لکھا ہوا ہے' یہ 5 کروڑ روپے ہے۔ اب یہ کس چیز کے لیے ہیں؟ اس میں لکھا ہوا ہے کہ متفرق اخراجات۔ اور پھر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ block allocations ہیں یہ سپلیمنٹری بجٹ میں جو بتائے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل آنی چاہیے۔ حکومت یہ کیوں چھپا رہی ہے۔ ایک پہلے 5 کروڑ روپے کا اس قسم کا figure آیا ہے۔ اب پھر یہ emergent releases جو ہیں وہ کس مقصد کے لیے ہیں؟ یہ ایوان سے چھپایا جا رہا ہے اور کل پھر کٹ موشنز کے بعد پھر thumb impression لگوا لیا جائے گا اور ہاؤس کو یہ پتا نہیں ہے کہ یہ پیسہ کہاں خرچ ہوا ہے۔ یہاں پہلے main budget میں irregularities point out کی گئی ہیں اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ اگر میں نے ابھی کہا ہے کہ کم از کم corrigendum ہی جاری کر دیتے۔ وہ document جیسے secret document کہا جاتا ہے اور جیسے blank cheque کہا جاتا ہے۔ جب بھی جناب چیئرمین! during the course of the year جس وقت کوئی بھی کسی ڈیپارٹمنٹ کو problem ہوتی ہے وہ اسی کتاب کو اٹھا کر دیکھتا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال میں اور عوام کے خیال میں بھی وہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں کہ کوئی غلط اندراجات نہیں ہو سکتے۔ لیکن وہ کتاب ان غلط اندراجات سے بھری پڑی ہے۔ محکمہ خزانہ نے اتنی تکلیف بھی نہیں فرمائی کہ وہ ان اندراجات کو صحیح اور درست کر دیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو emergent releases ہیں' جناب چیئرمین! معزز وزیر خزانہ یہاں تشریف فرما نہیں تھے میں ان کی خدمت میں صفحہ 82 کا میں ذکر کر رہا ہوں کہ اس میں 5 کروڑ روپے کی emergent releases کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن آگے کہا گیا ہے کہ یہ متفرق اخراجات ہیں۔ میں ان سے عرض کروں گا کہ وہ اپنے محکمے سے پوچھیں کہ کیوں ایوان سے یہ چھپایا جا رہا ہے۔ یہ 5 کروڑ روپے کدھر خرچ ہوا ہے؟ کیا اس کو پھر کہیں چینیوں میں تو نہیں بانٹ دیا گیا؟ اگر نہیں بانٹا گیا تو کم از کم اس معزز ایوان کو بتایا جائے کہ یہ کہاں پر خرچ کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس میں ایک

Funds to recoup loan taken to make payment to Muhammad Younus , Contractor under the order of Prime Minister of

Pakistan.

یہ ایک رقم یہاں بتائی گئی ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت نہیں ہے؟ پرائم منسٹر صاحب یہ حکم دیں کہ صوبائی exchequer سے اتنی رقم فلاں contractor کو دے دی جائے۔ اگر وہ دینا چاہتے ہیں تو وہاں ان کی رولز کے مطابق discretionary grant بھی ہو گی ان کے پاس اور بھی grants ہوں گی۔ کیا یہ نہیں ہونا چاہیے تھا کہ یہ grants وفاقی حکومت کے کسی ہیڈ میں چلی جاتیں؟ تو یہ directions to the Provincial Government۔ جناب والا! یہ تو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری میں مداخلت ہے۔ چھوٹے صوبے کیوں شور مچا رہے ہیں؟ انہی باتوں کی وجہ سے شور مچا رہے ہیں۔ اور یہ جو صوبوں میں تعصب پھیل رہا ہے وہ ان ہی احکامات کی وجہ سے پھیل رہا ہے۔

جناب والا! میں تعلیم کی طرف آتا ہوں۔ ڈیمانڈ نمبر 20۔ گرانٹ نمبر 15۔ اس میں یہاں یہ provision رکھی گئی ہے۔

Provision of funds for implementation of Army Survey Report regarding Mal-practices

جناب چیئرمین یہ main budget میں بھی آیا ہو گا۔ اب یہ سپلیمنٹری بجٹ میں پھر آ گیا ہے۔اس سے پہلے بھی میں کئی مثالیں دے چکا ہوں۔ کہ یہ آرمی اور ان troops کو جو دی گئی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کی اتنی بڑی establishment تھی وہ ناکارہ ہو چکی ہے۔ ویسے تو یہاں پر بہت شور کیا جاتا ہے بہت slogans ہیں کہ ہم نے کرپشن کو ختم کر دیا۔ اور کرپشن کو ختم کرنے کے لیے malpractices کی رپورٹ لینے کے لیے آرمی سروے کر رہی ہے۔ سول ایڈمنسٹریشن میں یہ سمجھتے ہیں کہ اب کوئی ایمان دار آفیسر موجود ہی نہیں۔ اس کے بعد مختلف کالجوں کی up gradation ہے یا establishment of colleges ہے۔ میں یہاں یہ بتانا چاہوں گا کہ مجھے جو نظر آیا ہے کہ ساہیوال میں کوئی کالج بنایا گیا شیخوپورہ میں گرلز ڈگری کالج کا ذکر کیا گیا۔ لیکن اگر آپ صفحہ 87 پر دیکھیں گے تو Establishment of four colleges for women in Rawalpindi City وہاں چار بن گئے ہیں۔ اس طریقے سے Establishment of four government secondary schools at District Rawalpindi۔ باقی جگہوں پر ایک ایک ہے لیکن یہاں اکٹھے چار چار دے دیے گئے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں نہیں ہونے چاہییں۔ وہاں ضرور ہونے چاہییں۔ لیکن

جب financial constraint کی بات کی جاتی ہے۔ پھر وہاں دیکھا جائے کہ مساوی تقسیم ہو۔ وزیر قانون پرانے پارلیمینٹیرین ہیں۔ وہ بطور چیئرمین ضلع کونسل financial matter کو deal کرتے رہے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس دفعہ حکومت نے مناسب نہیں سمجھا کہ جو اکثریت میں تھے ان کو وہاں چیئرمین ضلع کونسل بنائیں۔ لیکن وہ financial matters سے بہت آشنا ہیں۔

Provision of funds for Government College Lahore

اس میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کالج کو autonomy دے دی گئی تھی۔ ان فنڈز کی جو جو self generation ہونی چاہیے تھی ان کو جو grant-in-aid دی گئی ہے۔ یہ اس میں بتا سکتے ہیں کہ ان کو grant-in-aid دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ ایک Provision of funds for میاں نواز شریف گورنمنٹ کالج فار وومن چونا منڈی لاہور۔ یہ میں نے last time بھی point out کیا تھا۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے کہ اس کو کیوں دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اور باقی ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں grant-in-aid کی ضرورت ہے یا provision of fund کی ضرورت ہے۔ ان کو اگر priority میں رکھا جائے تو وہ بھی بہتر ہے۔ آپ ضرور دیں۔ گورنمنٹ کالج میاں نواز شریف چونا منڈی کو بھی دیں' لیکن باقیوں کو بھی آپ ضرور مد نظر رکھیں۔

اب یہ ہیلتھ سروسز کا ہے۔ اس میں بھی کافی grant-in-aids دی گئی ہیں۔ ایسی جگہوں پر دی گئی ہیں جن کو autonomous declare کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے میں آؤں گا۔

Chief Minister's visit to Gulab Devi Hospital Lahore

جناب چیئرمین! اس میں ایک کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اب اس بات سے تو لگتا ہے کہ صرف visit پر ہی اتنا پیسہ خرچ ہو گیا ہے۔ کیا وہاں پر شامیانے اور کرسیوں پر اس کا کرایہ ایک کروڑ روپے خرچ ہو گیا ہے؟ اگر انہوں نے وہاں کچھ announcements کی ہیں تو پھر اس کا ذکر یہاں آنا چاہیے تھا اس کی تفصیل یہاں آنی چاہیے تھی۔ یہ چیز میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ چیف منسٹر کے visit پر گلاب دیوی ہسپتال پر سپلیمنٹری گرانٹ میں 1 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ کس حساب سے رکھی گئی ہے؟

پھر grant in aid ہے in favour of Punjab Institute of Cardiology

Lahore Holy Family Hospital Rawalpindi Grant in aid to Jinah Hospital Lahore.

جناب والا! ان کو تو autonomous character دے دیا گیا تھا۔ جہاں پر autonomy

دے دی جاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ انھوں فنڈز کو self generate کرنا ہے۔ وزیر صحت نے یہاں کئی مرتبہ یہ بات بتائی بھی ہے۔ کہ بہت زیادہ generation of funds ہو رہی ہے۔ یہ جو grant in aid ہے میں چاہوں گا کہ اس کو ذرا clarify کر دیں کہ اس مقصد کیا ہے؟

اور پھر Creation of 259 posts in the Childern Hospital Lahore. اس کی بھی اگر ہمیں تھوڑی سی تفصیل بتا دی جائے کہ یہ پوسٹیں پہلے نہیں تھیں۔ یا اگر اب بنائی گئی ہیں تو ان کی کیا ضرورت ہے؟ وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں ذرا یہ بتا دیں تو میں شکر گزار ہوں گا۔

ایک ہے Purchase of essential equipment in government Muhammad Nawaz Sharif Hospital جس کو میں سمجھتا ہوں کہ مین بجٹ میں reflect ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ ایک lumpsam money for the purchase of durable goods وہ ہر ڈیپارٹمنٹ میں دی ہوئی ہوتی ہے مین بجٹ میں۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس کو سپلیمنٹری بجٹ میں لایا گیا ہے؟ اب یہ ہے

grant in aid to meet the expenses of Doctor Javed Sajid Khan Professor of Cardiac Surgery to accompany Mr. Imran Aziz to visit UK

اب جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ ڈاکٹر جاوید ساجد خان کون ہیں؟ To accompany Mr. Imran Aziz to visit UK یہ کس حیثیت میں گئے ہیں۔ اور کس حیثیت میں یہ پیسہ public exchequer سے ان کو دیا جا رہا ہے؟ ان کی فلائٹس کا وہاں رہنے کا خرچہ ظاہر ہے کہ یہ سارا کچھ ہوگا۔ یہ grant in aid ان کو کس حساب میں سے دی گئی ہے؟ اعلان تو یہ کیا گیا ہے کہ government expense پر جو foreign medical facility ہے اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ کس حساب میں سے دی جا رہی ہے۔ اور یہ جو مسٹر عمران عزیز ہیں یہ کون ہیں؟ کیا یہ سرکاری ملازم ہیں؟ کیا ان کا تعلق سیاست سے ہے یا کسی consultancy سے ہے ان کا تعلق کس چیز سے ہے؟ یہ کوئی بزنس مین ہیں کوئی ٹریڈر ہیں کون ہیں؟ میں چاہوں گا کہ معزز ہاؤس کو اس بارے میں ضرور اعتماد میں لیا جائے۔

اب جناب والا! یہ ایک Provision of funds for payment of cash prizes to those who suggested the name of Youm-e-Takbir. یہ 10 لاکھ کی ایک رقم رکھی گئی ہے۔ میری دانست میں تو یہی ہے کہ جو کچھ ہم نے اخبارات میں دیکھا اور پڑھا۔ کہ وفاقی حکومت نے یہ

رقم دینی تھی۔ یہ پیسہ صوبائی ضمنی گرانٹ میں کس طرح آیا ہے؟ جناب چیئرمین! کیا صوبائی حکومت نے بھی یہ اعلان کیا تھا کہ جو شخص ایٹمی دھماکوں والے دن کا نام تجویز کرے گا تو اس کو یہ رقم دی جائے گی؟ اگر تو یہ اعلان کیا گیا تھا اور نام تجویز کیا گیا تو پھر تو شاید یہ رقم justify کرتی ہو۔ لیکن اگر یہاں اس قسم کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا اور وفاقی حکومت نے یہ اعلان کیا تھا تو پھر یہ رقم صوبائی exchequer کی بجائے وفاقی exchequer سے آنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اب ڈیمانڈ نمبر 26 سول ورکس کی ہے۔ اس میں Rationalization of organizational setup of C & W Department (restoration of 73 posts) ہے۔ اب سننے میں یہ آ رہا ہے کہ حکومت محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو ختم کرنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ تو پھر یہ restoration of 73 posts کس حساب سے کی گئی ہے؟ آپ ایک طرف ڈاؤن سائزنگ، رائٹسائزنگ اور محکمہ جات کو ختم کرنے کی بات کرتے ہیں اور پھر جب ہم ضمنی بجٹ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو اس میں restoration of seats ہے کہ ختم کر دی جانے والی اسامیوں کو دوبارہ revise کیا جا رہا ہے۔ تو اس دوغلی کے بارے میں ضرور بتایا جائے۔

جناب چیئرمین! پھر جب صفحہ 122 پر Communications کو دیکھیں گے تو پھر یہ ہے Restoration of 390 posts of Highways Department یہ پھر اسی کیٹیگری میں آتا ہے کہ آپ ایک طرف ڈاؤن سائز کر رہے ہیں اور دوسری طرف محکمہ ہائی ویز میں Restoration of 390 posts کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب ہم ڈویلپمنٹ میں دیکھتے ہیں تو اس میں صفحہ نمبر 128 پر ڈیمانڈ نمبر 30 ہے۔

Provision of funds for the scheme Cotton Crop Improvement through Genetic Engineering Research.

جناب چیئرمین! جس دن زراعت پر بات ہوئی ہے تو میں اس دن یہ عرض کر چکا ہوں کہ ریسرچ ورک تو نہ ہونے کے برابر ہے۔ جہاں مین بجٹ میں اتنا پیسہ رکھا جاتا ہے تو وہاں ضمنی بجٹ میں پھر اتنا پیسہ آ گیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کا زراعت سے بہت زبردست تعلق ہے اور میں آپ کو کئی دفعہ compliments بھی پیش کر چکا ہوں کہ اگر آپ ایوب ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا وزٹ کرنا چاہیں تو وہ آپ کو گوبھی کا پھول تو دکھا دیں گے اور بتا دیں گے کہ جناب! یہ 20 کلو گوبھی ہے

لیکن وہ صرف ان کی چاردیواری تک محدود ہے۔ اگر آپ چاردیواری سے باہر نکلیں تو کم از کم مجھے یا میرے رفقائے کار کو تو کوئی ایسی ٹیکنالوجی ٹرانسفر نہیں ہوئی کہ ہم ان ریسرچ ورکرز کے کمالات سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ پیسہ Genetic Engineering Research کے لیے رکھا گیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف پیسے کا زیاں ہے۔ جناب چیئرمین! زراعت پر کاشت کار خود کام کر رہا ہے۔ اس میں کسی ریسرچ سائنس دان یا محکمہ زراعت کا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ وہ اپنی روزی خود کما رہا ہے اور ایک پریکٹیکل فارمر کی حیثیت سے اپنا کام آگے بڑھا رہا ہے۔

Provision of funds for the scheme landscaping and beautification plan, Kuldana to G.P.O. Tonely Tanks and Mall Road, Murree.

یہ پہلے بھی آ چکا ہے اب دوبارہ آیا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! یہاں ایسی جگہیں ہیں جہاں پیسہ بار بار خرچ کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ ڈویلپمنٹ کی تفصیل دیکھیں تو اس میں ماشاءاللہ لاہور ڈسٹرکٹ کو پھر کافی نوازا گیا ہے۔ میں پھر یہ عرض کروں گا کہ آپ ضرور نوازیں۔

It is part of the Punjab but not at the cost of the other regions of the Punjab.

جناب چیئرمین! یہ کچھ ایسی مثالیں ہیں جو میں معزز وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا۔ آخر میں ڈیمانڈ Loans to Municipalities/ Autonomous Bodies آتی ہے۔ اس میں بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ کچھ کارپوریشنز کو بہت زیادہ نواز دیا گیا ہے اور کچھ کو کم پیسہ دیا گیا ہے اور ایل ڈی اے جیسے سفید ہاتھی کو ابھی تک قرضے دیے جا رہے ہیں جو میرے خیال میں قرضے واپس کرنے کے بھی قابل نہیں، کیوں کہ ان کے اثاثہ جات فروخت ہو چکے ہیں۔ موجودہ حکمران اپنے سابقہ ادوار میں اس بازی کا ایک ایک انچ فروخت کر چکے ہیں۔ اس کے پاس اب اتنے اثاثہ جات بھی نہیں ہیں اور اتنی رقم بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے ملازمین کو تنخواہیں ادا کر سکے۔ اس کے باوجود یہ ان کو قرضے دیے جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ ضمنی بجٹ کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ناگہانی ضرورتوں کو اس میں reflect کیا جانا چاہیے اور پیسہ استعمال کیا جانا چاہیے۔ یہ نہیں کہ آپ ضمنی بجٹ کی ایک اچھی خاصی کتاب بھی مین بجٹ کے ساتھ چھاپ دیں۔

جناب چیئرمین! میں اپنی معروضات کو ختم کرتا ہوں اور میں یہ امید کروں گا کہ معزز وزیر خزانہ اپنی winding up speech میں، میری طرف سے نشان دہی کی گئی باتوں کی clarification کریں گے تاکہ ہمارے علم میں بھی اضافہ ہو اور محکمہ ایسی غلطیوں کو مدنظر رکھے تاکہ آئندہ ایسی غلطیاں سامنے نہیں آئیں گی۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، جی، سعید صاحب۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سعید احمد چودھری، جناب چیئرمین! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء، پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15 اگست 1999 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998ء، پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15 اگست 1999 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید احمد چودھری، شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، ملک ندیم کامران۔

مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ

ملک ندیم کامران، جناب چیئرمین!

"میں مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء، مسودہ قانون نمبر 22 بابت 1998ء پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

جناب چیئرمین، رپورٹ پیش ہوئی۔

ضمنی میزانیہ بابت سال 99-1998 پر بحث

(----------جاری)

جناب چیئرمین، عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل، جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے Revised Budget 1998-99ء پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جیسا کہ صبح سے قائد حزب اختلاف اس پر بات کر رہے تھے اور ایک جیسی چیزوں کو مختلف انداز سے تنقید کر رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک 99-1998ء کے بجٹ کا شہری ترقیات کے حوالے سے تعلق ہے تو یہ صرف کہنے کی بات نہیں، لوگ دیکھ رہے ہیں اور ہر شخص اعتراف کر رہا ہے کہ جب سے مسلم لیگ کی حکومت آئی ہے، ترقیات کے حوالے سے انتہائی پیش رفت ہوئی ہے۔ سڑکوں کو کھلا کیا جا رہا ہے اور انڈر پاس بن رہے ہیں اور لاہور میں یہ جو اوور ہیڈ برج بنے ہیں وہ انتہائی محدود مدت کے دوران مکمل کیے گئے ہیں۔ اس پر حکومت پنجاب بلاشبہ لائق مبارک باد ہے۔ دیہاتی علاقوں میں واٹر سپلائی اور نکاسیٔ آب کی سکیموں کو مکمل کیا گیا ہے۔ کھیتوں سے منڈیوں تک سڑکیں تعمیر کی گئی ہیں تاکہ فصلات اور کھاد وغیرہ آسانی سے مہیا کی جا سکیں۔ آب پاشی کے حوالے سے جس طرح کوشش کی گئی ہے کہ کھالوں کا پانی ٹیلوں تک پہنچایا جائے۔ اس سے کاشت کاروں کو اطمینان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان کے حوالے سے جو بہتری پنجاب میں نمایاں ہوئی ہے۔ اس کا ہر شخص اعتراف کرتا ہے۔ اس کے علاوہ صاحب زادہ فضل کریم صاحب کی مساعی سے علمائے کرام میں امن و امان کے حوالے سے ایک سمجھوتا طے پایا، اس کے لیے بلاشبہ حکومت پنجاب لائق مبارک باد ہے۔

جناب سپیکر! ابھی جناب قائد حزب اختلاف عوام کے پیسے اور فنڈز کے تحفظ کی بات کر رہے تھے۔ اس موقع پر منیں صاحب کے منہ سے یہ بات زیب نہیں دیتی۔ جب کہ سابقہ حکومت کی وزیر اعظم کی کرپشن کے حوالے سے عدلیہ کا ایک فیصلہ سنایا جا چکا ہے اور سابق وزیر اعلیٰ، جن کے

ساتھ ہمارے قائد حزب اختلاف سپیکر رہے ہیں۔ ان کے متعلق بھی ہائی کورٹ واضح رولنگ پاس کر چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی حکومت کو یہ نصیحت کرنا ٹھیک نہیں جب کہ وہ سابق حکومت کی غلط کارکردگیوں کو آشکارہ کر رہی ہے۔ حکومت نہ صرف vigilant ہے' بلکہ آج کے دور میں جو سیاسی اور بیورو کریسی کے حوالے سے مالی بددیانتی ہو گی اسے روکا جائے گا' بلکہ انہیں قرار واقعی سزا دینے کا حکومت عزم رکھتی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے ہزاروں غلط اور جعلی بھرتیوں کو روکا گیا اور گھوسٹ سکولوں اور گھوسٹ ٹیچرز کی نشان دہی کی گئی اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی عدم توجہی کی بناء پر 1994ء میں میرے حلقے میں جو سکیمیں up gradation کے حوالے سے نامکمل پڑی تھیں۔ وہ اس سال میں مکمل کر کے پہلی دفعہ انھیں سٹاف مہیا کیا گیا ہے۔ میں اس کے لیے حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں۔ تعلیم کے حوالے سے لیبر ڈیپارٹمنٹ کے تحت پنجاب کے بہت سارے بڑے شہروں میں صنعتی مزدوروں کے بچوں کے لیے ہائی سکول تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے دو سکول گوجرانوالہ میں بھی تعمیر ہوئے ہیں اور وہ موجودہ حکومت کی مساعی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

زراعت کے حوالے سے غیر معیاری فرٹیلائزرز کی روک تھام کے لیے حکومت نے ایک طریق کار اپنایا ہے کہ ان کے جو ڈسٹری بیوٹر ہیں' ان کے پاس محکمہ زراعت کی طرف سے جاری کردہ ایک سرٹیفکیٹ ہونا ضروری ہے تاکہ کاشت کاروں کو کوالٹی اور وزن پورا مہیا کیا جا سکے۔ اسی طرح جعلی ادویات کی روک تھام موجودہ حکومت کا مستحسن اقدام ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن کو اس دفعہ بیج کے ساتھ ادویات کی فراہمی پر موثر عمل در آمد کروایا گیا ہے۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے ہر سیکٹر میں جس طرح مایوسی کا اظہار کیا گیا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلاجواز اور بلاوجہ ہے بلکہ قوم نے ان دو برسوں میں خاص طور پر پچھلے سال میں محسوس کیا ہے کہ ہم نے بہت کچھ حاصل کیا ہے اور عوام کو پنجاب حکومت سے بہت اچھی امیدیں ہیں۔ پنجاب کے عوام پر عزم ہیں کہ نہ صرف پنجاب آئندہ سال چاول کی برآمد میں ریکارڈ ایکسپورٹ کرے گا اور ان شاء اللہ گندم کے حوالے سے پنجاب خود کفیل ہو گا بلکہ ملک کے دوسرے صوبوں کی ضروریات بھی احسن طریقے سے پوری کرے گا۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، صدیق سالار صاحب۔

جناب محمد صدیق سالار، (پی پی۔ 60) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین! آج کی تقریر کا عنوان ضمنی بجٹ ہے۔ جب ہم نے منیں صاحب کو ضمنی بجٹ پر سنا تو وہ بجٹ سے ہٹ کر باتیں کر رہے تھے۔ بات تو صرف یہ ہے کہ وہ حکومت کا کوئی اچھا کام بھی بتا دیتے۔ مگر انہوں نے سارے نقص نکالنے کی کوشش کی ہے۔ سوال صرف یہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی محنت کر کے بجٹ اور ضمنی بجٹ کے اعدادوشمار کو جمع کیا بلکہ حکم دیا کہ آئندہ کوئی ایسی رقم نہیں بچے اور تمام رقوم خرچ کی جائیں تاکہ عوام کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔ انہوں نے پولیس کے متعلق بات کی مگر یہ نہ بتا سکے کہ پولیس کے کتنے سپاہی' کتنے حوالدار' کتنے اے ایس آئی' کتنے تھانیدار اور انسپکٹر بھی شہید ہوئے۔ جو آدمی وطن کے لیے شہید ہوتا ہے' کیا اس کو کوئی حق نہیں ہے کہ اس کی حکومت اسے انعامات دے؟

حضور والا! میں آج کی بات آپ کو بتاتا ہوں کہ آج رات کراچی شہر میں سابق گورنر سندھ کی ہمشیرہ جو سینئر لیکچرار تھیں' ان کا بھیانک قتل ہوا۔ لیکن حکومت کی گرفت اور ہمارے وزیر اعظم کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ رات کے آٹھ بجے ان ملزمان کو گرفتار کر کے ساری نقدی برآمد کر لی اور ان کے گھر یہ اطلاع دی کہ آپ کے ملزم گرفتار ہو گئے ہیں۔ یہ کیا بات کرتے ہیں؟ آپ دیکھیں کہ کشمیر کی سرحدوں پر جنگ ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے چار طیارے وہاں بمباری کر رہے ہیں اور ہمارے وزیر اعظم صاحب وہاں پھر رہے ہیں۔ کل ہمارے نواب صاحب نے کہا تھا کہ وزیر اعظم کے پاس اتنے آدمی نہیں ہیں۔ ارے دوست! ذرا جاؤ اور تم ایسے ہی کشمیر کی سرحد کو دیکھ تو آؤ۔ وزیر اعظم چلتی ہوئی بمباری میں پھر رہا ہے۔ وطن کے لیے اسے اپنی جان کی پروا نہیں۔ جب اتنا وطن پرست انسان ہمیں ملا ہو اور جب ہمارے وزیر اعلیٰ اتنے وطن پرست ہوں اور اس کے ساتھی ہوں اور ہمارے وزیر خزانہ نے خوب محنت کی ہو تو ان کو داد دینے کی بجائے یہ نکتہ چینی کرتے ہیں۔ یہ مناسب بات نہیں۔ ہمارے قائد حزب اختلاف اخبارات کے تراشے لاتے ہیں کہ فلاں ڈاکہ' فلاں چوری ہوئی ہے۔ مگر یہ نہیں بتاتے کہ وہ چوری detect ہوئی' وہ ڈکیتی برآمد ہوئی۔ ممکن ہے کے لندن میں بیٹھی ہوئی اپنی لیڈر کو خوش کر رہے ہوں کہ ہم اپنی زبان سے جو کچھ نواز شریف اور شہباز شریف کے خلاف کہہ

سکتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں۔ ذرا امن و امان کی بات کریں۔ میں کہتا ہوں کہ کراچی سے لے کر جمرود تک اب نوجوان عورتیں، لڑکیاں سفر کر سکتی ہیں۔ پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ کراچی کے اندر سے ہی کوئی عورت باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ مگر ابوزیر اعظم کی ہمت اور ان کی وطن دوستی کا ثبوت ہے کہ انہوں نے اس ملک کے اندر بڑی بڑی مصیبتیں بھی اپنے گلے ڈال کر امن و امان قائم کرنے کی کوشش کی۔ اس لیے چاہیے تو یہ تھا کہ منیں صاحب ان کی باتوں کا بھی خیال کرتے جو انہوں نے کی ہیں۔ مگر میں جناب وزیر اعظم اور جناب وزیر اعلیٰ اور ان کے ساتھیوں کو امن و امان کو صحیح طور پر نافذ ہونے پر مبارک باد دیتا ہوں۔ میرے عزیز و اقارب کراچی میں رہتے ہیں، میرا بیٹا بھی وہاں رہتا ہے جو قتل و غارت کے زمانے میں بھی وہاں تھا۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مگر اب وہاں پر وہ کہتا ہے کہ اتنا امن و امان ہے کہ ہم رات کو اپنی بیویوں کو سامان خریدنے کے لیے بھیجیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کی تقریر میں intrruption کی معذرت چاہتا ہوں۔ لاء منسٹر صاحب! کوئی ایسی صورت نہیں کہ راجا خالد خان صاحب کو آپ منسٹر بنالیں۔ کیا ایسی کوئی صورت ہو سکتی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ کا حکم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر بنا دیں تو بڑی شفقت ہو گی۔ کم از کم ہاؤس تو آرام سے چلے گا اور ان کی criticize کرنے کی عادت بھی ختم ہو جائے گی۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی سادگی کو بڑی داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ آپ نے اس طرح درخواست کی ہے جیسے انارکلی میں منسٹر بک رہے ہیں اور وہاں سے ایک دو منٹ میں لا کر یہاں پر ایک اور اضافہ کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب محمد صدیق سالار، جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہر بات پر لاہور کا نام زبان پر لاتے ہیں۔ کیا لاہور ہمارا دارالحکومت نہیں ہے؟ کیا اس کا خوب صورت ہونا ضروری نہیں؟ مگر وہ میرے فیصل آباد کا نام کیوں نہیں لاتے؟ وہاں پر بھی سڑکات بن رہی ہیں۔ وہ راولپنڈی کا نام کیوں نہیں لاتے؟ وہاں پر

بھی کام ہو رہے ہیں۔ میں ہمیشہ یہاں آپ سے عرض کیا کرتا تھا کہ ہم پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ مگر اب ہمارے فیصل آباد میں سیور کے پانی کی طرف حکومت نے اتنی توجہ دی ہے کہ اب وہاں کے غریب عوام نواز شریف، شہباز شریف زندہ باد کہتے ہیں اور میں ان کا نمائندہ یہ اقرار کرتا ہوں کہ میاں شہباز شریف ہماری واٹر سپلائی، سیور، لڑکیوں کا کالج اور فیصل آباد پر پوری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ چھ ماہ کے اندر تین تین چار چار دورے، رات کو بارہ بجے ہسپتالوں کا چیک کرنا، مریضوں سے پوچھنا یہ ان کی ہمت کی بات ہے۔ ہر آدمی میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ میں جناب اپوزیشن لیڈر سے درخواست کروں گا کہ آپ جہاں نقص نکالتے ہیں وہاں خوبی بھی بیان کریں۔ پہلے تو حکم ہی یہی ہے کہ خوبیاں بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ انسان کے اندر کی خوبیوں کو بیان کرو۔ برائیوں سے بچو۔ مگر ملکی وقار کے پیش نظر اگر ریکارڈ پر بات غلط ہو تو آپ کہیں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ ہم آپ کا حق چھین نہیں سکتے۔ مگر میں آخر میں جناب شہباز شریف، نواز شریف، وزیر خزانہ اور وزیر قانون کو آج کے اس بجٹ پر مبارک باد دیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ آئندہ ایسی تقریر کے وقت اچھائی اور برائی کو سامنے رکھ کر بات کیا کریں۔ وما علینا الا البلاغ ٥

جناب قائم مقام سپیکر، جناب خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، انتہائی قابل احترام بھائی سپیکر صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ کیوں کہ یہ ضمنی بجٹ ہے اس لیے میں کوشش کروں گا کہ اپنی آواز کو بھی نیچا رکھوں اور جلدی ختم کر دوں----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس میں آواز کو نیچا کیوں رکھیں گے؟ آپ اپنی natural آواز سے ہی بولیں۔

خواجہ ریاض محمود، ان شاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ میری آواز natural ہی رہے۔ جناب سپیکر! ہمارے بھائی منیں صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ کافی انہوں نے اپنی تقریر میں تابڑ توڑ حملے کیے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! حقیقت، حقیقت ہوتی ہے۔ گلاب کے پھول کی خوش بو کو کوئی شخص بھی اس سے چھین نہیں سکتا۔ خوش بو، خوش بو ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے اور اس ہاؤس کے فاضل اراکین میری تائید کریں گے کہ حکومت ملنے کے بعد پنجاب گورنمنٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف صاحب کی قیادت میں بے پناہ محنت اور کوشش کے بعد لا اینڈ آرڈر کی صورت حال کو بہتر بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں اور مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ ابھی تک وہ

لوگ جو اپنے تحفظ کے لیے توقع کرتے ہیں وہ تحفظ حاصل نہیں ہو سکا۔ ابھی تک تھانوں میں رشوت چلتی ہے۔ ابھی تک سرکل ڈی ایس پی کے اندر چھ چھ تھانے ہیں اور ایک ایک تھانے کے اندر سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو گاؤں ہیں۔ نفری بہت کم ہے' ٹرانسپورٹ ٹوٹی ہوئی ہے' اسلحہ بہت پرانا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب یہ ساری صورت حال ہے تو کس طرح پولیس والے بہتر سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔ اسی لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ہم نے سات ارب اور کچھ کروڑ روپیہ رکھا ہے اس سے دیہات کے تھانوں کی اصلاح کے لیے ٹرانسپورٹ اور نیا اسلحہ مہیا کیا جائے۔ جناب سپیکر! آج ڈاکو بہترین قسم کی کلاشن کوف لے کر ڈاکے مارنے کے لیے نکلتے ہیں اور ان کے پاس بہترین قسم کی ٹرانسپورٹ بھی ہوتی ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر جب پولیس والے ان کا مقابلہ کرتے ہیں تو جب تک برابر کا ہتھیار نہ ہو گا' ٹرانسپورٹ مہیا نہ کی جائے گی تو کس طرح یہ مقابلہ ہو سکتا ہے؟ جناب سپیکر! اس کے لیے یہ پیسہ رکھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ آپ بھی محسوس کرتے ہیں کہ کافی حد تک گورنمنٹ نے اور خود شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ہمارے لا، منسٹر صاحب جو یہاں تشریف رکھتے ہیں' انہوں نے بے پناہ کوشش کیے۔ اب سڑکوں پر بسیں لوٹنے والوں اور گینگ ریپ کرنے والوں کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ انہیں سخت قسم کی سزائیں مل رہی ہیں۔ ڈاکوؤں میں بھی کافی کمی آئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ ختم نہیں ہوئے۔ ڈاکے ابھی بھی جاری ہیں لیکن حکومت کا سخت ہاتھ ہر سطح پر پیچھا کر کے ان کا قلع قمع کر رہا ہے۔ جب تک اس پنجاب میں ایک ڈاکو یا قاتل بھی زندہ ہے اس وقت تک حکومت کے سخت ہاتھ اور حکومت کی کارروائی جاری رہے گی۔ جناب سپیکر! ایلیٹ فورس کا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہ کارکردگی کے لحاظ سے پولیس میں ایک بہترین قسم کا محکمہ بنایا گیا ہے۔ جہاں پر خصوصی صورت حال پیدا ہوتی ہے جیسے مذہبی دہشت گردی کے دو تین واقعات ہوئے ہیں، ایک ملتان میں ہوا اور ایک سرگودھا میں' وہاں ایلیٹ فورس نے کامیابی کے ساتھ آپریشن کیا ہے اور اس کے نتائج سامنے آئے ہیں۔ میں بھی محرم میں ان کے ساتھ تھا اور انہوں نے لاہور میں محرم کے دنوں میں کافی اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جناب سپیکر! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس طرح ایلیٹ فورس کی اصلاح ہو رہی ہے وہ افسر ہے یا سپاہی ہے' بددیانت نہیں ہے۔ شہباز شریف صاحب نے پولیس میں رشوت اور بددیانتی کا خاتمہ کرنے کے لیے ایلیٹ فورس کے نام سے یہ جو پروگرام شروع کیا ہے جس میں تمام پولیس بھی ٹریننگ لے گی۔ یہ بہت اچھا پروگرام ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو تنقید

کا نشانہ بنانا' قائد حزب اختلاف کے لیے کوئی اچھی بات نہیں۔

جناب سپیکر! میں دو چار چھ ماہ پہلے آپ کے علاقے میں بھی کھلی کچہریوں میں گیا تھا اور پولیس والوں سے بات ہوئی تھی۔ آپ کو بھی اس کی اطلاع ہوئی ہو گی۔ میں جناب وزیر قانون سے گزارش کروں گا کہ سرکل ڈی ایس پی کے پاس جو چھ چھ سات سات تھانے ہوتے ہیں یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ ایک ایک تھانے کا علاقہ اتنا وسیع ہے کہ وہ جا کر تھانوں کا معائنہ اور انصاف نہیں کر سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو سرکل ڈی ایس پی کے پاس تھانوں کی تعداد کم کرنی چاہیے اور ان کا کنٹرول تبھی مضبوط ہو گا جب ان کے پاس دو دو تین تین تھانے ہوں گے۔ اور جب وہاں پر آسانی کے ساتھ جرائم کی صورتحال دیکھ سکیں گے۔ کھلی کچہری میں جب ہمارے پاس رپورٹ آتی ہے' کوئی بیوہ عورت آ جاتی ہے' کوئی گینگ ریپ آ جاتا ہے تو جب ہم ڈی ایس پی کو ٹیلی فون کرتے ہیں یا ایس پی سے اس کے بارے میں پوچھتے ہیں تو ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہاں پر میں عرض کروں کہ ان کو پتا تب ہوتا ہے جب وہ دلچسپی لیں۔ اور یہ نہیں کہ تھانوں کی تعداد کم کی جائے بلکہ آپ اس بات پر زور دیں کہ وہ اپنی ڈیوٹی صحیح سر انجام دیں۔ کیونکہ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ DSP کے ہیڈ کوارٹر میں جو تھانہ ہے وہاں بہت زیادہ گینگ ریپ ہو جائے اور ان کو بلا کر پوچھا جائے کہ اس کا مقدمہ نمبر کیا ہے ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا وہ دائیں بائیں جھانکنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بات پر آپ بھی زور دیں جب تک تھانوں کی تعداد کم نہیں ہو سکتی اور آپ کے وسائل اجازت نہیں دے سکتے کہ آپ زیادہ سے زیادہ SDPOs لگائیں اس وقت تک ان پر یہ دباؤ رکھیں کہ وہ اپنے فرائض صحیح طور پر سرانجام دیں۔

خواجہ محمد ریاض، جناب سپیکر! کئی ڈی ایس پی ایسے بھی ہیں کہ جب ہمارا ٹیلی فون جاتا ہے ان کو اس مقدمہ کے بارے میں زبانی پتا ہوتا ہے لیکن ایسے ایس پی اور ڈی ایس پی صاحبان کی بہت کم تعداد ہے۔ تو ان شاء اللہ' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس پر بھی قابو پانے کے لیے کوشش جاری ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کا مسئلہ ہے۔ جناب سپیکر! پانچویں کلاس کے لیے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے دائیں طرف سے اشارہ ہو رہا ہے کہ آپ کی آواز نہیں آ رہی۔

خواجہ ریاض محمود، کل دا تھوڑا جیا بیمار آں (قہقہے)۔ جناب سپیکر! تعلیم کے سلسلے میں پورے پنجاب میں پانچویں جماعت تک بچوں کو چاہے وہ غریب کا بچہ ہے' چاہے وہ امیر کا بچہ ہے' حکومت نے

مفت کتابیں دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر حکومت کا کروڑوں روپیہ لگ رہا ہے۔ اور جناب سپیکر! یہ بھی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ وہ بچوں کو پانچویں جماعت تک تعلیم دینے کے لیے مفت کتابیں دے رہی ہے۔ اسی طرح ہر سطح پر میرٹ پر داخلے ہو رہے ہیں۔ چاہے وہ میڈیکل کا داخلہ ہو یا دوسرے کالجوں کے داخلے سب میرٹ پر ہو رہے ہیں۔ حکومت نے اس قسم کی جامع پالیسی بنائی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ ہر سطح پر صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ہمارے صحت کے وزیر تشریف نہیں لائے میں ان سے گزارش کروں گا اگرچہ محکمہ صحت کے لیے کافی بجٹ رکھا ہے لیکن جب میں ہسپتالوں میں جا کر چیک کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں' یہ میری خاص طور پر ڈیوٹی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یہ فضیلت بخشی ہوئی ہے کہ میں مریضوں کو جا کر وارڈوں میں دیکھتا ہوں ۔ میرے دیکھنے میں آیا ہے کہ دور دراز دیہات میں صورتحال اچھی نہیں ہے۔ وہاں پر دوائیں بھی نہیں ہیں اگر دوائیں ہیں بھی تو وہ مریضوں کو مل نہیں رہیں۔ ڈاکٹر جو کئی کئی سالوں سے ہسپتالوں میں لگے ہوئے ہیں وہ ڈیوٹی کو اس طرح سمجھتے ہیں جیسے ان کا گھر میں آنا جانا ہوتا ہے۔ میں تحصیل ہسپتال دیپال پور گیا تو وہاں کا ٹیلی فون کٹا ہوا تھا جبکہ بل چھ ہزار کا تھا اور ٹیلی فون کٹا ہوا تھا۔ ایمبولینس خراب کھڑی تھی' دوائیں برائے نام تھیں۔ مریض وارڈوں میں بال بال کر رہے تھے اور وہاں وہی پرانے ایئر کولر تھے ۔ مجھے کیا معلوم کہ ایئر کولر چل رہے ہیں یا نہیں۔ ایک اخبار والے نے دیکھا کہ "خواجہ صاحب! ایس کولر دے اگے کھلو کے تے ویکھو ہوا وی آرہی اے کہ نئیں آرہی"۔ وہ "نوائے وقت" کا نمائندہ تھا۔ جناب سپیکر! میں اگے ہو کے ویکھیا تے کوئی ہوا نئیں آرہی سی۔ میں آکھیا کہ بھئی' ایہہ کی اے؟ کہندے کہ تہاڈے آن تے گھبرا کے رکھ دتے نیں' اساں جھوٹ نئیں بولدے تے کل ٹھیک کروا دیواں گے۔ چنانچہ وہاں پر اے سی صاحب موجود تھے۔ میں نے ان کو کہا کہ میں آپ کی ذمہ داری لگاتا ہوں' مہربانی کر کے ان کو ٹھیک کروائیں اور ٹیلی فون کا بل بھی ادا کروائیں اور دواؤں کا سلسلہ بھی' یہاں دیہات سے غریب مریض آتے ہیں وہاں پر کئی لوگ آتے ہوتے تھے' ان کو بھی دوائیں دیں یہ دوائیں سٹور میں سٹاک کرنے کے لیے لائے ہوئے ہیں؟ بحرحال میں یہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ حکومت بڑی کوشش کر رہی ہے لیکن نچلی سطح پر بھی ساری صورت حال خراب ہے یہ جو افسر ہیں یہ صحیح کام نہیں کر رہے ہیں چاہے وہ ڈاکٹرز ہیں یا جتنے بھی سیکرٹریٹ کے افسر ہیں یہ صحیح کام نہیں کر رہے ہیں' برائے نام کام کرتے ہیں۔ لیکن ہر افسر کو اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے چاہے وہ سیکرٹری ہو' کوئی ڈاکٹر جنرل ہو یا کوئی ڈائریکٹر ہو اس کو

اپنے حصے کا کام کرنا چاہیے ۔ جناب سپیکر! اس لیے کہ حکومت کے فنڈز سے وہ اس بات کی تنخواہ لیتا ہے۔ اس نے گاڑی رکھی ہوئی ہے ۔ اس کا ایئر کنڈیشنڈ دفتر ہے پھر کیسے وہ اپنی ڈیوٹی کو صحیح طور پر سرانجام نہ دے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی وجہ سے یہ سارا سلسلہ متاثر ہوا ہوا ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ زراعت کے بارے میں تو آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ حکومت نے بڑے انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں۔ منیس صاحب یہاں تو ہمارے خلاف تقریر کرتے ہیں اور جب باہر ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب' ذرا ہتھ ہولہ رکھیا کرو' اسیں تہاڈے نال ای ہیگے آں(نعرہ ہائے تحسین) بحرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ زراعت میں بھی حکومت بڑی کوشش کر رہی ہے ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان۔جناب سپیکر! خواجہ صاحب کا ہم احترام کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ انہی کے ممبران ہم سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہاتھ ہولہ رکھا کریں۔ہمارے اوپر انہوں نے کیا ہاتھ ہولہ رکھنا ہے۔ ان کے ہاتھ میں وزن ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے سعید احمد خان منیس کا نام لیا ہے وہ خاموش بیٹھے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کوئی بات ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! وہ سعید منیس ہو یا سعید اکبر ہو ہم ایک ہی ہیں ۔ تو ہم ایک دوسرے کے behalf پر جواب دے سکتے ہیں۔ جو بات ہم سنتے ہیں ہم اسی کی تائید کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ،نہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک نہ ہوتی تو سعید منیس صاحب آ کر اس کا جواب ضرور دیتے۔ جی خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، تو جناب سپیکر ! مجھے کا وقت بھی ہو رہا ہے۔ طبیعت بھی خراب ہے اور اپنا فرض بھی ادا کر دیا ہے' کیونکہ مجھے وزیر اعلیٰ صاحب نے پوچھنا ہے کہ خواجہ صاحب تسیں تقریر کیتی اے یا نئیں کیتی؟ جناب والا! ایس واسطے میں اپنے نمبر ٹنگن واسطے ایہہ تقریر کر دتی اے۔تو جناب والا! زراعت میں بھی انقلابی تبدیلیاں کی جا رہی ہیں ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا دل یقین کے ساتھ کہتا ہے کہ صورتحال بڑی تیزی کے ساتھ ہر سطح پر پنجاب میں ' پاکستان میں بدل رہی ہے اور خدا کے فضل و کرم سے یہ صورت حال آنے والے وقتوں میں مزید بہتر سے بہتر

ہو جائے گی اور ہر سطح پر شہری سکون کا سانس لیں گے۔ اور آخر میں کسی شاعر نے کہا ہے کہ،

اے خرافات کے خداوندو ! دم نکلتا ہے موت آئی ہے

کھول دو مے کدے کا دروازہ چاندنی رات لوٹ آئی ہے

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں ابھی لا منسٹر صاحب کے پاس بیٹھا ہوا کٹ موشنز پر decide کر رہا تھا۔ میرے محترم بھائی خواجہ صاحب نے یہ بات کی ہے کہ میں باہر ان سے کہتا ہوں کہ ہاتھ ہولہ رکھیں۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں بات یہ ہے کہ ان کے تمام معزز ممبران باری باری آ کر مجھ سے کہتے ہیں کہ اپوزیشن ہاتھ ہولہ رکھے۔ میں ان کو کیسے کہہ سکتا ہوں کہ ہاتھ ہولہ رکھیں۔ یہ تو ماشاء اللہ وزیر اعظم شکایات سیل کے انچارج ہیں یہ وہاں اپنا کام جاری رکھیں لیکن جب ان کی statements اخبارات میں پڑھتے ہیں وہاں لکھا ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے احکامات پر عمل نہیں ہوتا تو اس بات پر دکھ ضرور ہوتا ہے ان کے احکامات پر عمل ضرور ہونا چاہیے۔ ویسے جہاں تک ہاتھ ہولہ رکھنے کی بات ہے تو یہ بات تو ہمیں کہی جاتی ہے کہ ہاتھ ہولہ رکھیں۔ اور ہم تو ہاؤس میں پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں جو صحیح بات ہے تاکہ حکومت جو غلطیاں کر رہی ہے اسے درست کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک ندیم کامران صاحب۔

ملک ندیم کامران (پی پی 181)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس بجٹ کو پیش کرنے کے سلسلے میں اپنے قائد میاں شہباز شریف صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جنہوں نے ان نامساعد حالات میں ایسا مثبت اور ترقیاتی بجٹ پیش کیا جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ تنقید کرنا ہر انسان کا حق ہے لیکن تنقید وہ ہے جو مثبت طریقے سے کی جائے اور اسی کا کچھ فائدہ بھی ہو سکتا ہے اسی کا کچھ اثر بھی ہوتا ہے۔ لیکن تنقید برائے تنقید کرنا نہ ہمارا شعار ہونا چاہیے اور نہ اس سے کوئی مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ میں اس بجٹ کے حوالے سے چند ایک پوائنٹس آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن پر اگر اس بجٹ کے حوالے سے تھوڑی سی نظر ڈالی جائے تو اس میں وہ انقلابی اقدامات' وہ انقلابی فیصلے پنجاب کی گورنمنٹ نے کیے ہیں جس کی مثال

اس سے پہلے نہیں ملتی۔ عرصہ دراز سے یہ کہا جا رہا تھا کہ ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں کیا جا رہا اور ان کی بہبود اور بہتری کے لیے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے۔ آج جب پنجاب حکومت نے اپنے تمام نامساعد حالات کے باوجود تنخواہوں میں اضافہ کیا اور ان لوگوں کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہونے کی کوشش کی، جو یہ سمجھتے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں۔ تو آج کسی طرف سے یہ آواز نہیں آئی کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے یا اس سلسلے میں حکومت نے ان ملازمین کے لیے خیال کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کا بہت بڑا اقدام ہے اور اس کو جتنا بھی سراہا جائے کم ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم آج زراعت کی بات کرتے ہیں جو کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس سلسلے میں ہر سطح پر قومی سطح پر، صوبائی سطح پر جو سکیمیں سامنے آ رہی ہیں۔ ان کو اگر مدنظر رکھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو گی کہ ہر سیکٹر میں جہاں بھی انقلابی اقدامات کیے جا رہے ہیں وہاں پر زراعت کو بھی اس سے بڑھ کر اس کا حصہ بھی دیا جا رہا ہے اور اس کی طرف توجہ بھی دی جا رہی ہے۔ اگر ہم آج گرین ٹریکٹر سکیم کی بات نہ کریں تو یہ بڑی زیادتی ہو گی۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم کو جب عوام تک پہنچایا گیا تو جس شفاف اور میرٹ کے طریقے سے پہنچایا گیا اس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔ یہ بھی کیا جا سکتا تھا کہ کسی بھی recommendation پر یہ ٹریکٹر سستے دیے جاتے۔ لیکن اس کو کمپیوٹر بیلٹنگ کے ذریعے شفاف طریقے سے ہر شخص کے بس میں یہ بات پہنچائی گئی کہ اگر قسمت نے اس کا ساتھ دیا تو اس کے لیے یہ سکیم فائدہ مند ہو سکتی ہے اور اس کو یہ ٹریکٹر مل سکتا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کھاد اور زرعی ادویات کے سلسلے میں جس طریقے سے وہاں پر مکسنگ کو روکا گیا اور وہاں پر اس بات کو یقینی بنایا گیا کہ یہ ادویات یا کھاد جب کسان تک پہنچے تو اس کی بوری کا وزن بھی پورا ہونا چاہیے اور اس میں مکسنگ بھی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ ہم بہت عرصے سے یہ دیکھ رہے تھے کہ زرعی میدان میں اجناس کی پیداوار کا جو ہدف ہے وہ گھٹتا جا رہا ہے۔ تو جب سروے کیا گیا اور جب یہ رپورٹ سامنے آئی کہ اس میں یہ عنصر شامل ہے کہ کھاد اور زرعی ادویات میں ملاوٹ کی جا رہی ہے اور اسی کی وجہ سے پیداواری ہدف کم ہو رہا ہے تو اس سلسلے میں پنجاب حکومت نے ہر سطح پر یہ کوشش کی کہ یہ معاملہ درست ہو اور اس میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہے تو اس کو پورا کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو زرعی قرضے جاری کیے گئے اور ون ونڈو آپریشن کے تحت جاری کیے گئے ان کو بھی سراہا جانا چاہیے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہر حالت میں اپوزیشن اور برسراقتدار گروپ کا یہ فرض ہے کہ یہ مثبت باتیں جو

سامنے آئی ہیں ان کو منفی طریقے سے یہ باور نہ کیا جائے کہ ہم کسی بھی سطح پر اور کسی بھی لحاظ سے ان لوگوں کے لیے کچھ نہیں کر رہے جن کے لیے کرنا چاہیے بلکہ یہ وہ چیزیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ ہم زرعی میدان میں اور کھیتوں تک' اور اس کے ساتھ ساتھ آپ اگر دیکھیں تو کھیتوں سے شہروں تک یہ جو سڑکات کا ترقیاتی پروگرام رکھا گیا ہے' اس کا جب ان شاء اللہ فائدہ پہنچے گا تو وہ سب پر عیاں ہو گا۔

ابھی خواجہ صاحب بڑے خوبصورت طریقے سے پولیس ریفارمرز کے بارے میں اپنی بات کر رہے تھے اور بجٹ میں بھی اس مد میں پہلی دفعہ پولیس ریفارمرز کے لیے اتنا فنڈ رکھا گیا ہے۔ کبھی ہم سنتے ہیں' یہاں پر ایک تقریر ہو رہی ہے کہ جناب! لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن بہتر نہیں۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ اپنی بہتری show نہیں کر رہا۔ اگر اس کے لیے پیسہ مختص کر دیا جائے اور اس کی بہتری کے لیے کوئی اقدام پنجاب گورنمنٹ کرے تو پھر وہ تنقید کا نشانہ بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ دو آراء ایسے آمنے سامنے کیوں لے کر آتے ہیں؟ اگر ایک بہتر اور اچھی مثبت پالیسی سامنے آتی ہے تو اس کو سراہنے میں بھی ان کو ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہونی چاہیے۔ اگر پولیس اپنی کارکردگی بہتر بنانا چاہتی ہے تو اس کے لیے ان کی ہر لحاظ سے مدد کی جانی چاہیے' خواہ وہ اسلحے کے سلسلے میں ہو' خواہ وہ ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں ہو' خواہ وہ ڈیوٹی کے سلسلے میں ہو۔ خواہ وہ تنخواہ کے سلسلے میں ہو' اگر آج پنجاب گورنمنٹ اپنے اس بجٹ میں یہ اصلاحات لے کر آئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مبارکباد کی مستحق ہے اور یہ انھوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لیے ہمیں جو فورس چاہیے' جب تک وہ پوری طرح تیار نہیں ہو گی تو تب تک وہ کیسے اپنا کام سرانجام دے سکتی ہے۔

اس کے علاوہ ایجوکیشن کی بات ہوئی۔ ایجوکیشن کے سلسلے میں جتنی sincerity کے ساتھ' جتنی کوشش کے ساتھ یہ حکومت کام کر رہی ہے' یہ نہیں کہ صرف باتوں سے یا صرف تقریروں سے اس کی طرف عملی اقدام کیے جا رہے ہیں بلکہ ایک proper طریقے سے ان مافیا کو ختم کیا جا رہا ہے' جن کو ختم کرنے سے ایجوکیشن اس ملک میں ترقی کر سکتی ہے۔ اس میں بوٹی مافیا کا خاتمہ ہے' ہمارے جو امتحانات ہیں ان میں جہاں پر کرپشن ہوتی تھی اور جس طریقے سے پورے پاکستان کو پتا ہے کہ پچھلے پچاس سال سے یہ سسٹم ایسا develop ہو چکا تھا کہ جس کی طرف کوئی ہاتھ نہیں بڑھاتا تھا اور کوئی اس کو ہاتھ نہیں ڈالتا تھا تو اس کا خاتمہ اب یقینی ہو چکا ہے۔ یہ نہیں کہ اس کی طرف پیش رفت ہے' بلکہ

یقینی ہو چکا ہے اور اب یہ ختم ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کچھ لوگ جو بچ چکے تھے اور ابھی بھی کرپشن کے دائرے میں آتے تھے اور وہ کسی طرح سے اپنے نمبر لگوا کر ان ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشنز میں داخلہ لیتے تھے، جہاں پر میں سمجھتا ہوں کہ صرف میرٹ والا شخص ہی پہنچنا چاہیے یا اس پر بھی دوبارہ جو میرٹ پر داخلہ سسٹم شروع کیا ہے اور دوبارہ ری ٹیسٹ کیے ہیں جیسے ہمارے انٹری ٹیسٹ ہیں، ان کا دوبارہ اجراء کیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا انقلاب ہے کہ اس سلسلے میں اب کوئی ایسا بچہ وہاں پر داخلہ نہیں لے سکتا جو بوٹی مافیا کے ذریعے آگے نکلا ہو یا کسی طرح سے اپنے نمبر لگوا کر وہاں پر پہنچا ہو۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہر شخص کے لیے ان اداروں میں داخلہ کھل گیا ہے جو سمجھتے تھے کہ ہم ایجوکیشن بھی حاصل کر رہے ہیں اور محنت بھی کر رہے ہیں لیکن ہمارے نمبر ان لوگوں سے کم رہ جاتے ہیں جو غلط طریقے سے نمبر لگوا کر میرٹ پر نہیں آتے تھے، لیکن غلط طریقے سے وہ ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز میں اپنا داخلہ کروا لیتے تھے۔ آج ہر غریب کا بچہ، ہر کسان کا بچہ، ہر مزدور کا بچہ یہ امید رکھتا ہے کہ اگر اس نے پڑھائی کی، اس نے نمبر لیے اور اگر اس نے آگے بڑھنا ہے تو اس کے لیے تمام دروازے کھل چکے ہیں۔ اب تمام راہیں اس کے لیے کھل چکی ہیں اور وہ تعلیمی میدان میں بھرپور طریقے سے شامل ہو کر اپنی تعلیم جاری رکھے گا اور اس کے بعد اس ملک کے لیے وہ ایک سرمایہ بن سکتا ہے۔

جہاں تک صوبے میں ترقیاتی کاموں کی بات آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے تحت جو سسٹم روشناس کرایا گیا اس کے جو فوائد پہنچے ہیں اس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملی۔ آج ہر فیصلہ ڈسٹرکٹ سطح پر کیا جاتا ہے۔ ہر سکیم کو ڈسٹرکٹ سطح پر بیٹھ کر discuss کیا جاتا ہے۔ ہر سکیم کو اس سطح پر بیٹھ کر یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا یہ فائدہ مند ہے یا نہیں؟ یہ ایک بہت بڑا انتہائی اقدام ہے جو اوپر کی سطح سے ختم کر کے نچلی سطح پر لایا گیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو دیکھا جاتا ہے بلکہ اس میں جو کمی رہ گئی تھی یا یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ کرپشن ہوتی ہے۔ تو آج ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی کے تحت جو progress، جو کام ہو رہا ہے اس کی دو مثالیں میں آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ 30 جون تک جو ٹارگیٹ دیا گیا تھا کہ اس کے لیے کام مکمل کیے جائیں تو آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ progress جو پہلے کبھی نظر نہیں آئی آج نظر آ رہی ہے کہ ہم نے ہر سطح پر دیکھا اور ہر ڈسٹرکٹ میں دیکھا کہ اگر 100 % نہیں تو کم از کم 70, 80 اور 90 % تک معاملات طے ہو چکے ہیں اور جو ترقیاتی پروگرام تھے گو وہ سڑکات کے سلسلے میں تھے، سیوریج کے سلسلے میں تھے یا

سکولوں کی construction کے سلسلے میں تھے وہ مکمل ہو چکے ہیں۔ یہ ایک مثال تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ اب چونکہ وہاں پر یہ نظام قائم کر دیا گیا ہے کہ اس کی quality چیک کرنے کے لیے اور وہاں کی کرپشن کو ختم کرنے کے لیے جو کمیشن مافیا تھا یا ٹینڈروں میں چکر دیا جاتا تھا اس کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ اب جب ہم تمام حضرات وہاں پر بیٹھتے ہیں تو میں کوئی ایسا loophole نہیں سمجھتا کہ جو بقایا بچ گیا ہو جس کے تحت اس کی طرف توجہ نہ دی جاسکتی ہو بلکہ اب بڑے strict actions لیے جاتے ہیں اور فوری طور پر جہاں پر کرپشن کا عنصر سامنے آتا ہے یا یہ اطلاع ملتی ہے کہ کسی سکول کی عمارت پورے معیار کے ساتھ یا پوری quality کے ساتھ نہیں بنائی گئی تو فوراً اس کے خلاف ایکشن ہوتا ہے اور فوری طور پر اس کی remedy کی جاتی ہے ۔ تو یہ بہت بڑا انقلابی اقدام ہے کہ DDC بنائی گئی ہے وہ اپنے بھر پور طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے اور علاقے کے لوگوں کو اب یہ آسانی پیدا ہوگئی ہے کہ اگر وہ اپنے پراجیکٹس فوری طور پر شروع کروانا چاہتے ہیں یا ان میں ردو بدل کروانا چاہتے ہیں یا نئے پراجیکٹس سامنے لانا چاہتے ہیں تو فوری طور پر وہ approach کرتے ہیں اور ان کی دادرسی بھی کی جاتی ہے اور ان پر فوری طور پر عمل بھی کیا جاتا ہے اور یہ بھی بہت بڑی بات ہے کہ ہر سال اس میں ترقیاتی پیکج کے سلسلے میں پیسہ بڑھایا جا رہا ہے۔ یہاں دیکھا جا رہا ہے کہ ایک طرف ہندوستان اپنے بڑے گھناؤنے ارادے سامنے لے کر بیٹھا ہوا ہے ' پاکستان بہت سی مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ ہم نے جب ایٹمی دھماکہ کیا تو یہ باور کیا جا رہا تھا کہ باہر کے ملکوں کی sanctions سے اس ملک میں اقتصادی معاملات رک جائیں گے لیکن سب کچھ اس کے برعکس ہوا اور ہمارے قائد میاں نواز شریف اور ہمارے قائد میاں شہباز شریف نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کے بل بوتے پر ' اپنی ٹیم کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے 'اپنے عوام کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے وہ فیصلے کیے جن سے وہ خدشات جو لوگوں کے اندر پیدا ہو چکے تھے کہ ہماری اقتصادی حالت بہتر نہیں ہو گی ' ہمارے ترقیاتی کام نہیں ہوں گے لیکن اس سے برعکس آپ دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے بجٹ میں دو ارب روپیہ رکھا گیا لیکن اب اس کو بڑھا کر تین ارب کر دیا گیا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے بھی حکومت پنجاب کو ترقیاتی پیکج کے سلسلے میں بہت سا پیسہ مل رہا ہے جس سے کہ مزید کام کیا جائے گا۔

جناب والا! میں یہ بھی اقدام آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ پہلے تو اے۔ڈی۔ پی بن جاتا تھا اور اس سلسلے میں کسی سے مشورہ نہیں کیا جاتا تھا لیکن یہ کریڈٹ بھی اس حکومت کو جاتا

ہے کہ انھوں نے اپنے منسٹر کو یہ ہدایت جاری کی کہ اے۔ڈی۔پی بنانے کے سلسلے میں آپ ہر ڈویژنل سطح پر ' ہر ڈسٹرکٹ سطح پر ' اور ہر ڈی۔ڈی۔ سی کے چیئرمین کو بلائیں اور ان کے ساتھ مشاورت کرتے ہوئے بجٹ بنائیں اور یہ پہلی دفعہ ایم۔پی۔اے حضرات کو موقع ملا کہ وہ مختلف میٹنگز میں شریک ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ارشد خان لودھی جو ہمارے منسٹر ہیں ان کی سربراہی میں بہت سی میٹنگز ہوئیں اور وہاں پر ہمیں یہ موقع ملا کہ ہم اپنی تجاویز رکھ سکیں تاکہ ان کی روشنی میں گورنمنٹ بہتر سے بہتر اقدامات اٹھا سکے۔

جناب والا! میں اپنی بات کو مختصر کرتے ہوئے ضلع ٹیکس اور چونگیات کا ذکر کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا اقدام ہے جس سے بظاہر تو یہ تصور دیا جا رہا تھا ' اپوزیشن نے بھی یہ کوشش کی کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ اس سے ہمارے ادارے کمزور ہوں گے۔ لیکن یہ حقیقت بھی ان کو تسلیم کرنی چاہیے کہ وہ پیسہ جو ٹھیکہ جات کی وجہ سے اب کم آئے گا اس کو پورا کرنے کے لیے سنٹرل گورنمنٹ نے فوری اقدامات کر دیے ہیں اور وہ اب ان شاء اللہ کمی نہیں رہے گی اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا جو benefit پورے پاکستان کی عوام کو پہنچا ہے' اس کی طرف تو آج تک اپوزیشن یا کسی اور اپوزیشن لیڈر نے یہ بات نہیں کی۔ تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ جہاں پر تنقید کا حق رکھتے ہیں وہاں پر یہ بھی اپنا اخلاقی فرض سمجھیں کہ حکومت نے اگر اچھے اقدامات اٹھائے ہیں تو ان کو سراہنا بھی ان کو آنا چاہیے اور یہ کوئی اپوزیشن یا برسراقتدار حکومت کی بات نہیں بلکہ یہ تو عوام کی بات ہے ہم عوام کے ووٹوں سے جیت کر اس مقام پر پہنچے ہیں اور عوام کے فائدے میں جو بات ہوتی ہے اس کو سراہنا ہم سب کا فرض ہے ۔

آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا کہ میں بجٹ کے سلسلے میں کچھ بات کہہ سکوں۔ شکریہ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری ایک درخواست ہے ۔ جناب والا! یہ ربیع الاول شریف کا مقدس مہینہ ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ کل اجلاس کا آخری دن ہے اور پرسوں 12 ربیع الاول شریف ہے۔ تو جناب والا! میری استدعا ہے کہ 12 ربیع الاول کو اسی اسمبلی میں حضورؐ کا جشن میلاد منا لیا جائے تو بہتر ہے۔ جناب' جہاں اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہو تو سارے روزے ختم ہو جاتے ہیں۔ تو حضورؐ کی سیرت اور حضورؐ کے فضائل و برکات پر سب تقاریر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شرقپوری صاحب! یہ گورنر صاحب کے اوپر منحصر ہے کہ وہ کب اس کو prorogue کرتے ہیں، کل prorogue کرتے ہیں یا پرسوں کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ خبر نہیں، یہ گورنر صاحب سے متعلق بات ہے۔ جناب محمد عظیم گھمن صاحب۔

چودھری محمد عظیم گھمن (پی پی 106)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب سپیکر! آج ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کا موقع مل رہا ہے ۔ جناب مجھ سے پیشتر قائد حزب اختلاف سپلیمنٹری بجٹ کو اٹھا کر مثالیں پیش کر رہے تھے کہ اتنی مد میں یہ خرچ کیا گیا اور یہ ایسے ہو گیا، فلاں مد میں اتنا پیسہ فضول خرچ کیا گیا۔ تو جناب سپیکر! یہ بات حقیقت ہے کہ اگر یہ خرچ ہوئے تو یہ ملک پر خرچ ہوئے، قوم پر خرچ ہوئے، صوبے پر خرچ ہوئے نہ کہ کسی کی ذات پر خرچ ہوئے ۔ سپلیمنٹری گرانٹس نہ تو کسی کی جیب میں گئیں اور نہ ہی کسی کی ذاتی تجوریاں بھری گئیں، مفت کا مال سمجھ کر موجودہ دور کے اندر وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب کی قیادت میں یہ پیسہ ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے نہیں لوٹا گیا اور اس سے پیشتر ماضی قریب میں جائیں تو نظر آئے گا کہ سپلیمنٹری گرانٹس اپنے جیالوں اور اپنے کارکنوں کو نوازنے کے لیے دی جاتی رہیں۔ آپ صحت عامہ کو لے لیجیے کہ صحت کی مد میں بیرون ممالک علاج کروانے کے لیے لاکھوں روپیہ اپنے ارکان اسمبلی پر خرچ کیے جاتے رہے اور اپنے دوستوں کو راضی یا خوش کرنے کے لیے گرانٹس دی جاتی رہیں ۔ جناب سپیکر! یہ تو صحت عامہ کے متعلق تھا، آپ بیت المال کو لے لیجیے، ذاتی دوستیاں نبھانے کے لیے، ذاتی دوستوں کو نوازنے کے لیے ایک شخص کو دس، دس لاکھ روپیہ دیا جا رہا ہے ، کسی کو بیس لاکھ دیا جا رہا ہے ، یہ قومی خزانہ اس بے دردی سے لوٹا جا رہا تھا کہ شاید یہ ان کا اپنا مال سمجھ کر لوٹا جا رہا تھا۔ اب اگر خرچ ہو رہا ہے تو یہ امن عامہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ جوڈیشری پر خرچ ہو رہا ہے، یہ اپنے ملک اور اپنے صوبے پر خرچ ہو رہا ہے اداروں کو establish کرنے پر خرچ ہو رہا ہے نہ کہ کسی کی جیب میں جا رہا ہے اور پوری دیانت داری اور ایمان داری کے ساتھ خرچ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر ! ختم ہونے والا مالی سال تلخ حقیقتوں کے ساتھ ختم ہو رہا ہے۔ اس سال کے دوران پاکستان دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی قوت بنا۔ جس کی وجہ سے ہم پر اقتصادی پابندیاں لگائی گئیں اور بیرونی سازشوں کے تحت پاکستان کو زیر کرنے کا ایک منصوبہ تیار کیا گیا۔ ایسے حالات میں وزیر اعظم پاکستان، میاں محمد نواز شریف صاحب کی قیادت میں پاکستان نے اپنے پاؤں

پر کھڑا ہونے کا جو مصمم ارادہ کیا' وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جناب والا! جب وسائل محدود ہوں اور مسائل کا ایک لامتناہی سلسلہ ہو تو ان حالات میں اتنا شان دار بجٹ پیش کرنا ہماری ہی حکومت کا کارنامہ ہے۔ اس بجٹ کو ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے سراہا۔ تاجروں' کسانوں' زمینداروں' مزدوروں نے اس بجٹ کو متوازن قرار دیا ہے۔ جناب سپیکر! ماضی قریب میں ذاتیات کو نوازا جاتا رہا' لیکن آپ آج کے ضمنی بجٹ کو اٹھا کر دیکھیں تو یہ بات عیاں ہو گی کہ ہماری پنجاب حکومت نے کوسوو کے اپنے مسلمان بھائیوں کی امداد کے لیے ایک خطیر رقم مہیا کی ہے۔ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹرز سکیم کے لیے سبسڈی دی گئی۔ بجٹ کے موقع پر اپوزیشن نے کہا تھا کہ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے' کیونکہ عملی طور پر اس کے لیے رقم مختص نہیں کی گئی۔ جناب سپیکر! آپ نے دیکھا کہ یہ گرین ٹریکٹر سکیم ایک صاف و شفاف طریقے سے سرانجام پائی اور اپوزیشن کے سب دعوے جھوٹے نکلے۔ اسی طرح نہری نظام کی درستی کے لیے رقم مہیا کی گئی۔ جناب والا! پچھلے پچاس سالہ دور کے دوران ہمارے نظام میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں' ان خرابیوں نے ہر شعبہ زندگی کو متاثر کیا ہے۔ آپ زراعت کو لے لیجیے' پاکستان کا آبپاشی کا نظام دنیا کے بہترین نظاموں میں شمار کیا جاتا تھا' وہ تہو بالا ہو گیا' برباد ہو گیا۔ اس کی حالت کو سدھارنے کے لیے جس دل جمعی کے ساتھ قائد پنجاب' وزیر اعلیٰ پنجاب' میاں شہباز شریف صاحب جدوجہد کر رہے ہیں' خصوصی دل چسپی لے رہے ہیں وہ قابل مثال ہے۔ انھوں نے نہروں کی remodelling کے لیے اس سال جو رقم مختص کی ہے شاید اس سے پہلے کسی بھی بجٹ میں اتنی زیادہ رقم مختص نہ کی گئی ہو۔ زراعت کی ترقی کے لیے' تعلیم کی ترویج کے لیے کام کیا گیا ہے۔ جناب والا! ہمارے ہسپتالوں کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ وہاں صرف امیر لوگوں کو علاج و معالجہ کی سہولتیں میسر ہوتی تھیں۔ غریب کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ آج وزیر اعلیٰ پنجاب نے پنجاب کے تمام بڑے بڑے ہسپتالوں میں ایمرجنسی میں مفت ادویات فراہم کرنے کا جو تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ اپنی جگہ ایک حقیقت ہے اور روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ جناب سپیکر! بات حقیقت پر مبنی ہونی چاہیے۔ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہیے اور حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے۔ میں انھی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔ اسلام علیکم۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کی بحث کے ہمارے آخری مقرر محمد افضل خان صاحب ہیں۔

جناب محمد افضل خان (پی پی - 55): جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! good governance اور

effective government کے حوالے سے جو مثال گزشتہ سال میاں شہباز شریف صاحب کی حکومت نے قائم کی ہے۔ پاکستان کی گزشتہ پچاس سالہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ضمنی اخراجات کی تفصیل جس کا item by item ذکر آج کے ضمنی بجٹ میں کیا گیا' یہ effective governance, good governance کے حوالے سے وہ اقدامات تھے جو وقت کی ضرورت کے ساتھ ساتھ حکومت نے بہتر کنٹرول کے لیے' بہتر نتائج کے لیے سال کے دوران کیے۔ میں اپنی بات کو نہایت مختصر رکھتے ہوئے صرف چند points تک محدود رکھوں گا۔ آج قائد حزب اختلاف نے نواز شریف کالج کے بارے میں اعتراض کیا۔ وہ یہ بھول گئے کہ یہ کالج عوام کی امنگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا۔ علاقے کے لوگوں کی عقیدت' خلوص اور محبت کی وجہ سے اس کالج کا نام نواز شریف کالج رکھا گیا۔ وہ ایک حکومتیادارہ ہے۔ اس کو چلانے کے لیے اگر ضمنی بجٹ کے اندر پیسے رکھے گئے ہیں تو وہ عوام کے اوپر خرچ ہوئے۔ اگر باغ جناح کے لیے پیسے رکھے گئے تو اس پر بے جواز تنقید کی گئی۔ جناب والا! وہ اس شہر کا ایک اثاثہ ہے۔ اگر اسے درست کرنے کے لیے پیسے خرچ کیے گئے ہیں تو اس میں ہم سب کا فائدہ ہے۔ اگر ایلیٹ فورس کے لیے اسلحہ کی مد پر پیسے خرچ کیے گئے' ان کے راشن پانی کے اخراجات کے لیے رقم خرچ کی گئی ہے جو کہ سالانہ بجٹ میں موجود نہ تھی تو یہ ایک effective government کی طرف سے effective result حاصل کرنے کے لیے اقدام ہیں۔

اسی طرح قائد حزب اختلاف نے ایک BMW گاڑی کا ذکر کیا۔ گویا BMW کا لفظ شاید ہماری حکومت کی کمزوری سمجھا جانے لگا۔ یہ بھول گئے کہ وہ BMW گاڑی انہی کے دور میں خریدی گئی۔ ہم نے اس گاڑی کی مرمت پر پیسے خرچ کیے ہیں۔ ہمارے صوبے میں آنے والے غیر ملکی مہمان' VIPs کے استعمال میں یہ گاڑی آتی ہے' یہ ہماری حکومت کی کوئی کمزوری نہیں ہے۔

جناب والا! اس کے علاوہ تعلیم کے شعبے میں اور ہسپتالوں پر بہتر نتائج حاصل کرنے کے لیے رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ یہ اخراجات ضمنی بجٹ میں ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کیا اس ضمنی بجٹ میں کوئی ایسے پیسے تو نہیں دے دیے گئے' جن کا کہیں حساب موجود نہیں' یا کسی کو favour کرنے کے پیسے دے دیے گئے ہوں۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر تیس لاکھ روپے زراعت کے شعبے میں ون ونڈو آپریشن کے لیے رکھے گئے ہیں تو یہ عوام کے لیے' عوام کی بہتری کے لیے' زراعت کی بہتری کے لیے' pest management کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح تعلیم کے اوپر 64 لاکھ روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ کوسوو کے مسلمانوں کی امداد کے لیے رقم خرچ کی

گئی ہے۔

جناب والا! یہ معاملات اس وقت موجود نہیں تھے جب پچھلے سال کا بجٹ بنایا گیا تھا۔ سال کے دوران اگر کوسوو کے مسلمانوں کو ایک شدید تکلیف پہنچی' ان پر ظلم کا پہلو آیا اور اس پر اگر حکومت پنجاب نے ان کی مدد کی تو اس سے اقوام عالم میں ہمارا وقار بلند ہوا۔ اس کے علاوہ Parks and Horticulture Authority کے لیے اگر فنڈز رکھے گئے ہیں تو یہ ہمارے شہر' صوبے کی بہتری کے لیے رکھے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں ترقیاتی بجٹ میں on going سکیمز کے لیے فنڈز دیے گئے ہیں' یہ بہترین اقدام ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان سکیموں کو چھوڑ دیا جاتا' انھیں مکمل کیا جا رہا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ سکیمیں کس حکومت نے شروع کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا اقدام ہے جس پر ہم کم اخراجات پر بہتر نتائج حاصل کریں گے اور ایک عام آدمی کی زندگی بہتر ہو رہی ہے۔

جناب والا! میں آخر میں بالخصوص ایک بات پھر کہنا چاہوں گا کہ دن بدن سیکورٹی کے حالات اور عوامی تحفظ کے حالات میں جو تبدیلی آئی ہے یہ good governance and effective management کا نتیجہ ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں جو تفاصیل دی گئی ہیں یہ بالکل جائز ہیں۔ جناب والا! پنجاب میں جو حالات بہتر ہوئے ہیں اس پر میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کو اور حکومت پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میرے محترم بھائی ذرا ناراض ہوتے ہیں اور اس بات سے بڑے touchy ہیں۔ لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف پھر ایک دفعہ ایک سال پیچھے چلے گئے ہیں۔ ساتھ ساتھ انھوں نے جو بحث کا آغاز کیا ہے وہ اس بجٹ کو ہدف تنقید بناتے رہے ہیں جو پاس ہو چکا ہے۔ اور انھوں نے ضمنی بجٹ میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس میں بھی مجھے کافی پیچھے نظر آ رہے ہیں۔ جناب والا! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری حکومت اس طریقے سے چل رہی ہے کہ قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لایا جائے۔ لیکن ہمارے محترم دوست ابھی ان اندھیروں سے نکلنا نہیں چاہتے صرف area difference اتنا ہے۔ اس کے متعلق کسی شاعر نے بڑا خوب کہا تھا کہ،

ایک ہم ہیں جو اندھیروں میں جلاتے ہیں چراغ
ایک وہ ہیں جو چاہتے ہیں رات رہے

جناب والا! مسلسل ماضی میں رہنا کوئی اچھی بات نہیں ہوتی اور ہم انھیں وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے ہدف تنقید بنایا ہے اور گاڑیوں کی بات کی ہے۔ لیکن ہماری حکومت نے ایک مثال قائم کی ہے اور ایک ریکارڈ قائم کیا ہے کہ کسی وزیر کسی پارلیمانی سیکرٹری کے لیے، کسی سیکرٹری کے لیے کسی کمشنر کے لیے، کسی ڈپٹی کمشنر کے لیے کوئی گاڑی نہیں خریدی۔ اس سے زیادہ austerity measures کیا ہو سکتے ہیں؟ اس کے بعد انھوں نے ہدف تنقید بنایا ہے کہ ہم نے کاٹن جیسی اہم فصل کو تباہی سے بچانے کے لیے کوئی خاص کام نہیں کیا۔ جناب والا! یہ جس ڈویژن سے تعلق رکھتے ہیں میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ہم نے یونین کونسل واٹر پروگرام بنایا ہے اور ہر یونین کونسل میں ہمارے زراعت کے ماہرین نے کام کر کے دکھایا لیکن کچھ ایسے عوامل ہوتے ہیں جو انسان کے بس میں نہیں ہوتے۔ اس میں کچھ قدرتی عوامل بھی ہوتے ہیں، موسم کا عمل دخل بھی ہوتا ہے۔ اس کے ذریعے جو کپاس کا نقصان ہوا وہ تو کسی کے بس میں نہیں۔ لیکن جہاں تک انسانی efforts کا تعلق ہے ان میں کوئی کمی نہیں چھوڑی گئی۔ پھر انھوں نے کہا کہ ریسرچ پر بھی کوئی کام نہیں ہوا بڑے افسوس کی بات ہے۔ یہ پرانا واقعہ نہیں ہے کہ اسی ملتان ڈویژن میں کپاس کی اوسط پیداوار دس سے بارہ من تک تھی۔ مگر ریسرچرز نے محنت کر کے نئے بیج ایجاد کر کے pest warning صحیح کر کے pest control صحیح کر کے اسی کاٹن کو 30 سے 35 من تک پہنچایا ہے۔ کوئی غائب سے ایسی طاقت نہیں آئی بلکہ انھی ریسرچرز کا اس قوم اور صوبہ پر احسان ہے کہ انھوں نے اتنی پیداوار بڑھائی۔ یہ خود بھی وزیر زراعت رہ چکے ہیں لیکن اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا۔

پھر قائد حزب اختلاف نے اعتراض فرمایا ہے کہ باغ جناح میں وزیر اعظم صاحب کرکٹ کھیلتے ہیں۔ جناب والا! جواں مردی یہی ہوتی ہے کہ کیسے بھی حالات ہوں بندے کو خوش باش رہنا چاہیے اور جواں مرد رہنا چاہیے۔ یہ نہیں ہوتا کہ تھوڑے سے حالات خراب ہوتے ہیں تو آدمی اندر گھس جائے۔ اگر وزیر اعظم باغ جناح میں کرکٹ کھیلتے ہیں تو وہ بڑی جواں مردی کی بات ہے، اس میں کوئی کمزوری کی بات نہیں ہے۔ جناب والا! پھر کہا گیا ہے کہ باغ جناح پر پیسے اس لیے خرچ کیے جا

رہے ہیں کہ وہاں پر کرکٹ کھیلی جا رہی ہے۔ حیران کن بات ہے کہ اتنی معمولی سی رقم ایک historical garden جس میں طالب علم بھی جا کر سیکھتے ہیں' جس میں سو سو ڈیڑھ سو اور دو سو سالہ پرانے درخت موجود ہیں جن کو آج بھی لاہور کے شہری بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں' اگر اس گارڈن کو protect کیا جا رہا ہے تو اس میں apperciation آنی چاہیے تھی۔ لیکن اسے بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد اعتراض فرمایا ہے کہ الیکشن اتھارٹی پر ساڑھے سات لاکھ روپے خرچ کر دیے گئے ہیں۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مختلف مدوں سے سیونگ کر کے اگر اس گرانٹ میں یہ رقم خرچ کر دی گئی ہے تو اس پر قائد حزب اختلاف کو بالکل اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بم بلاسٹ میں زخمیوں کے لیے اور ان میں ہلاک ہونے والوں کے لیے جو امداد دی گئی ہے اس کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے یہ کس قدر افسوس ناکبات ہے۔ جناب والا! دنیا میں انسانی جان سب سے قیمتی چیز ہوتی ہے۔ اگر انسانی جان ان تخریب کاروں اور ملک دشمنوں کی وجہ سے ضائع ہو جائے تو کیا ان کی مدد نہیں کرنی چاہیے؟ اگر حکومت نے یہ بھی نہیں کرنا تو اور کیا کرنا ہے؟ پھر حکومت کا کیا فرض ہے؟ جناب والا! اس کے بعد انھوں نے محکمہ خوراک کے بارے میں کہا ہے کہ فیکس مشین پر اتنی رقم ظاہر کی گئی ہے۔ جناب والا! یہ ایک فیکس نہیں' تیس فیکس مشینیں ہیں اور اگر تیس فیکسز پر یہ رقم خلط ہو تو آپ فرمائیں ہم بالکل جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ جناب والا! یہ بات اخبارات میں آ چکی ہے اور سارے صوبہ پنجاب نے اور سارے پاکستان نے پڑھ لی ہے لیکن جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ قائد حزب اختلاف ذرا پیچھے رہ جاتے ہیں اور اخبارات کم پڑھتے ہیں۔ جناب والا! لاہور میں ایک ملٹی نیشنل فرم گوسن فرم ہے انھوں نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ ان کو نوازا جا رہا ہے۔ جناب والا! کاروبار سے تعلق رکھنے والے یہاں پر ہمارے سارے فاضل دوست جانتے ہیں اور اس فرم کی reputation سے پورے پنجاب میں پورے پاکستان بلکہ انٹرنیشنل سطح تک سارے واقف ہیں کہ وہ ایسی فرم نہیں' neutral فرم ہے' کام کرنے والی فرم ہے اور اس کا پورے پاکستان میں بلکہ انٹرنیشنل سطح پر ایک بہت اچھا نام ہے۔ لیکن یہ اسے بھی ہدف تنقید بنا رہے ہیں کہ اسے نوازا جا رہا ہے۔

جناب والا! اس کے بعد انھوں نے ADP کے حوالے سے utilization کی بات کی ہے جس کا جواب میرے ساتھی جناب منشاء اللہ بٹ صاحب نے دیا تھا۔ وہ بھی آپ نے دیکھ لیا کہ یہ کتنے پیچھے ہیں' انھوں نے کیا فرمایا تھا اور میرے چھوٹے بھائی نے کیا جواب دیا ہے' اس لیے میں اس پر

زیادہ لمبی تقریر نہیں کرنا چاہتا۔ صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ 30 جون کو مکمل ہو کر چند ماہ میں اسے جی کی طرف سے آتا ہے۔ لیکن یہ فرما رہے تھے کہ اسے چھاپ دیا جائے۔ اب آپ فرمائیں کہ ہم اسے قبل از وقت کس طرح چھاپ سکتے ہیں؟ پھر انھوں نے ٹریفک کی بہتری کی بات کی ہے اور ایم ایم پی آئی کی پوسٹ کی بات کی ہے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ ایم ایم پی آئی کے لیے صرف تین پوسٹیں دی گئی ہیں۔ اس کو بہتر کرنے کے لیے اور ٹریفک کو کنٹرول کرنے کے لیے بھی اگر کوئی کام کیا گیا ہے تو اسے بھی ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔اس لیے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ اس کے بعد ایک اور الزام لگایا گیا ہے جو بالکل بے بنیاد ہے کہ کافی سارے حضرات کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس طرح کی بات نہیں ہے' البتہ ان اداروں میں کچھ لوگوں کو فارغ کیا گیا ہے وہ بھی گولڈن ہینڈ شیک کے تحت جو ادارے بالکل بیمار تھے مثلاً پنجاب میں PRTC تھی اس میں اربوں روپے غرق ہو رہے تھے اور عوام کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بھی مہیا نہیں ہو رہی تھی۔ ہم نے یہ اچھا کام کیا ہے لیکن انھیں اچھا کام کرنے کی تائید کرنے کی اللہ نے توفیق ہی نہیں دی اس پر میں کیا عرض کر سکتا ہوں۔

جناب والا! پھر انھوں نے ASI کی بھرتی کے لیے دو لاکھ روپے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو سلیکشن ہو گی اور یہ ایک اتنا صاف ستھرا ادارہ ہے جہاں سے بڑے CSP نکلتے ہیں اور بڑی بڑی پوسٹوں پر ترقی بھی ان کی ہوتی ہے۔ اگر ہم نے ASI اور دوسری پوسٹیں ان کو دی ہیں تو اس سے پتا چلتا ہے کہ good governance کہاں ہے اور میرٹ کہاں ہے؟ تو جو حکومت میرٹ کو promote کرنا چاہتی ہے ان کے بارے میں ASI کے لیے دو دو لاکھ روپے کی بات کرنا بہت افسوس ناک بات ہے۔ اس کے بعد میرٹ' honesty اور good governance کی باتیں کی گئی ہیں ان میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ انھوں نے ایک واقعہ quote کیا ہے جس کا انھوں نے چیلنج بھی قبول کر لیا ہے لیکن مجھے خطرہ ہے کہ یہ اس چیلنج میں پھنس جائیں گے۔ good governance اور transparency کی باتیں ساری دنیا جانتی ہے سارا صوبہ اور سارا پاکستان جانتا ہے۔اس کے بعد انھوں نے فرمایا ہے کہ گورنر ترکی گئے تھے اور سرکاری دورے پر بڑا خرچ کر دیا ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج تک اس ہاؤس میں گورنر کا conduct کبھی بھی زیر بحث نہیں آیا اور آپ مجھ سے بہتر رولز جانتے ہیں۔ اگر ایک معمولی خرچ کر کے کوئی بڑا کارنامہ کیا گیا ہے تو اس کے لیے appreciation بھی ہونی چاہیے تھی۔ پھر انھوں نے ٹرانسپورٹ منسٹر اور فرگوسن فرم کے بارے میں کہا ہے۔ جناب والا! اگر ٹرانسپورٹ منسٹر تشریف

لے گئے ہیں تو وہاں سے بڑی investment لے کر آئے ہیں یہاں پر بہت کارنامے ہو رہے ہیں۔ securitization کے تحت یہاں پر رنگ روڈ بنتی ہے جس کا پورا خرچہ اس فرم نے کرنا ہے اور پھر انھوں نے ٹول ٹیکس وصول کرنا ہے۔ ایسے کام ہو رہے ہیں investment آ رہی ہے۔ آپ نے اسپر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرنا' بلکہ وہ فرم خود پیسے خرچ کرے گی' پھر ٹول ٹیکس وصول کرے گی اور لوگوں کو ایک سہولت مہیا کرے گی۔ جناب والا! ان کاموں کی appreciation ہونی چاہیے تھی۔ لیکن جناب قائد حزب اختلاف کا رویہ افسوس ناک ہے۔ جناب والا! سیکرٹ سروس کے ڈیڑھ لاکھ کے فنڈ پر اگر قائد حزب اختلاف معترض ہیں تو پھر میں کیا عرض کروں کہ یہ پنجاب کا سارا بجٹ کس طرح digest کر پائیں گے؟ جناب والا! پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ نئے ایڈوائزر اور سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے اور ضمنی بجٹ کے ذریعے انھیں کیوں دیا گیا ہے۔ جناب والا! ایڈوائزر بغیر سٹاف کے ہے اور اگر صوبے میں سکیورٹی کے لیے کوئی اقدامات کیے گئے ہیں اور پارلیمنٹیرینز کی حفاظت کے لیے جو اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس میں کوئی اتنی معترض ہونے والی بات نہیں تھی۔ صوبے کے اندر جو حالات تھے تخریب کاری تھی اور انسانی جانوں کو بچانے کے لیے اگر سکیورٹی کو بہتر کیا گیا ہے تو یہ بھی کوئی اتنی اعتراض کرنے والی کوئی بات نہیں تھی۔ ایک انھوں نے فرمایا ہے کہ metal detector جو ہیں وہ سکیورٹی میں مہیا کیے گئے ہیں۔ یہ جناب سپیکر! کوئی ا لاکھ(60) ہزار روپے کی رقم ہے جس کے اوپر وہ معترض ہیں۔ جناب سپیکر! آپ فرمائیں کہ اگر سیکورٹی کو بہتر کرنے کے لیے detector استعمال کیے جاتے ہیں تو کیا وہ انسانی جانوں کو بچانے کے لیے ہونے چاہییں یا نہیں ہونے چاہییں۔ پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ وی وی آئی پی سکیورٹی پر بہت خرچ کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! کیا حکومت وقت کا یہ فرض نہیں ہوتا کہ وی وی آئی پی کو protection دی جائے یا کہ ان کو خطرے کی دہلیز پر چھوڑ دیا جائے۔ یہ بھی کبھی حکومتیں اس طرح سے کرتی ہیں؟ پھر جناب والا! انھوں نے ضمنی بجٹ میں اعتراض کیا ہے تعلیم کے اوپر۔ یہ بھی جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے اساتذہ کی termination کی بات کی ہے' حالانکہ اساتذہ ہمارے لیے قابل تعظیم ہیں۔ اگر جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں کہ آپ اس کرسی کے اوپر ہیں اور میں یہاں پر کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوں تو یہ بھی کسی استاد محترم کی مہربانی ہے۔ اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ ہر آدمی اگر آج کچھ بنا ہوا ہے تو وہ استاد محترم کی وجہ سے بنا ہوا ہے۔ اساتذۂ کرام کے ساتھ ایسا سلوک تو کوئی حکومت سوچ بھی

نہیں سکتی اور خاص طور پر ہماری حکومت جو میرٹ کو فروغ دے رہی ہو وہ ابھی اساتذہ کے ساتھ بد سلوکی کیسے سوچ سکتی ہے؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا ہے کہ آرمی سروے اور ایجوکیشن کے اوپر جو خرچ ہوا ہے وہ سارا ضائع ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! آرمی سروے میں اتنا کام کیا گیا ہے اور انھوں نے گلی گلی کوچے کوچے میں جا کر پرائمری سکولوں میں جہاں پر پیسہ ضائع ہو رہا تھا اربوں روپے کا جو زیاں ہو رہا تھا اس کو بند کرنے کے لیے حکومت وقت نے جو اقدامات کیے ہیں ان کے اوپر ایک لفظ آپ نے نہیں فرمایا۔ یہ نہایت افسوس ناک بات ہے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ ٹاسک فورس اور پاپولیشن جو ہے' اس کے اوپر جناب والا! ایک پوسٹ create ہوئی تھی اور وہ بھی ختم کر دی گئی ہے لیکن اس پر بھی یہ معترض ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے BMW کار کا ذکر کیا ہے کہ پنڈی میں اس کی مرمت کیوں کروائی گئی۔ جناب سپیکر! اگر نئی کار بھی نہیں خریدنی اور پرانی کاروں کی مرمت بھی نہیں کرنی تو وی وی آئی پی باہر سے غیر ملکی آ جاتے ہیں ان کو راولپنڈی ائر پورٹ سے کسی ریسٹ ہاؤس میں پہنچانا ہے کس چیز پر پہنچایا جائے گا؟ یہ بڑی چھوٹی باتیں ہیں جس پر انھوں نے اعتراض کیا ہے۔ اس کے بعد جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ آرمی یا رینجرز جو ہیں انھیں محرم کے دنوں میں یا الیکشن کے دنوں میں بلا لیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایک show of force ہوتا ہے۔ آپ مجھ سے زیادہ تجربہ کار ہیں مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ تھوڑا سا show of force کرنے سے صوبے کے اندر اور ملک کے اندر امن و امان قائم رہے اور جو فرقہ واریت ہے وہ سر نہ اٹھا سکے تو یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔ اس کے اوپر اتنا خرچہ نہیں ہوتا جتنا ان کا استعمال useful ہوتا ہے۔ ایک وہ چکر لگاتے ہیں تو اس سے ایک خوف و ہراس کی فضا پھیلتی ہے اور کوئی غنڈہ آدمی اور بدمعاش آدمی یا اپنے اندر کوئی برے عزائم رکھتا ہو۔ اس کو خوف ہوتا ہے کہ میری گردن کے اوپر ہاتھ ڈالا جائے گا۔ اس کے لیے ایک تھوڑا سا show of force ہوتا ہے آرمی کا یا رینجرز کا' لیکن اس پر بھی قائد حزب اختلاف نے بڑا سخت اعتراض کیا ہے۔ اس کے بعد جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ لاہور کے ڈپٹی کمشنر کو رقم دے دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ رقم اتنی معمولی ہے یہ کس کام کے لیے دی گئی ہے؟ یہ پٹرول کے پرانے بل ہیں ٹی اے ہے بجلی کے بل ہیں گیس کے بل ہیں اور ٹیلیفون کے بل ہیں جن کے لیے یہ رقم دی گئی ہے۔

جناب والا! فاضل جج صاحبان کی کاروں کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ان کو گاڑی provide کرنے کا سسٹم اور گاڑی رکھنے کا' گاڑی کی دیکھ بھال

کا تھوڑا سا مختلف ہوتا ہے ۔ اس میں اگر سیشن جج صاحبان کو گاڑیاں دی گئی ہیں تو وہ چھوٹی 1300 cc کار ہوتی ہے ۔ اس لیے اس اعتراض میں بھی کوئی خاص جان نہیں ہے۔ یہ ان کی entitlement ہے اور یہ ان کو دینی پڑتی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے فیڈرل جوڈیشل اکیڈمی کی بات کی ہے' اسلام آباد میں اس کے اوپر یہ خرچ ہو رہا ہے' وہ خرچ ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! جوڈیشل آفیسرز کو ٹریننگ بھی دینی ہوتی ہے' اگر وہ اکیڈمی نہیں ہو گی تو وہ ٹریننگ کہاں سے لیں گے؟ اگر وہ ٹریننگ نہیں لیں گے تو وہ عوام کو سستا انصاف کس طرح سے مہیا کر سکیں گے۔ یہ ساری باتیں جناب والا! وہ اس طرح سے فرما رہے تھے جیسے ہم نے کوئی بہت بڑا غلط کام کر دیا ہو۔ پھر جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ سول جج اور ایڈیشنل سیشن ججوں کی پوسٹیں دینا کوئی ضروری نہیں تھا۔ جناب سپیکر! وہ اس لیے دینا ضروری ہے کہ مقدمات کی اتنی بھرمار ہے' delayed justice کو improve کرنے کے لیے بھی ان کو یہ پوسٹیں دینا نہایت ضروری تھا اور عوام کے مفاد میں تھا۔ اس کے بعد جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ ملک دشمن terrorists کو ختم کرنے میں' ایوارڈ کیوں دیے جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ وہ دہشت گرد کس لیول کے ہیں اور کس لیول کا ان کے پاس اسلحہ ہے' کس لیول کی ان کے پاس ٹریننگ ہے۔ اس کے اوپر عام پولیس مین جو کہ پورا ٹرینڈ نہ ہو اور جو اپنی جان کے اوپر کھیل کر ان کو ہاتھ ڈالنے کا جذبہ نہ رکھتا ہو وہ جناب سپیکر! ان کو پکڑ ہی نہیں سکتا۔ اگر اس میں کوئی ہمارے جوانوں نے اگر کوئی جام شہادت نوش کیا ہے اور اگر ہمت کر کے ان کی گردن دبوچی ہے تو اس کو بھی اگر ایوارڈ اگر نہیں دینا تو پھر کس کو ایوارڈ دینا چاہیے؟ آپ خود بہتر طریقے سے فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! پھر انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ نام جو ہیں صیغہ راز میں رکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! informer اس میں جو ہوتے ہیں جو دہشت گردوں کے بارے میں انفرمیشن دیں۔ ان کو بھی اگر آپ صیغہ راز میں نہ رکھیں ان کا نام آج ہی کسی اخبار میں دے دیں تو کل تک وہ بے چارے قتل ہو جائیں گے۔ ان کی سکیورٹی کا کیا بندوبست ہو گا۔ اس لیے ایسی چیزیں جو کرنی پڑتی ہیں وہ مجبوری ہوتی ہے اور ہر حکومت کو کرنی پڑتی ہیں۔ اس کے بغیر وہ انتظام نہیں چلتا۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کالج کو خود مختاری دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑا سا آگے نکل گیا ہوں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ میں جو اکاؤنٹس ہیں' ان کے متعلق پولیس کو ہتھیار دینے کے اوپر بھی انہوں نے اعتراض کیا ہے ۔ جناب سپیکر ! آج کل کا جو تخریب کار ہے ملک دشمن ہے ڈاکو ہے چور ہے اس کے پاس جس قسم کا

sophisticated اسلحہ ہوتا ہے اور پولیس والے کے پاس وہ پرانی گن ہو جو چلنے کے قابل بھی نہیں ہوتی زنگ آلود ہوتی ہے ۔ آپ بتائیں کہ اس کا اس آدمی سے مقابلہ ہو سکتا ہے؟ اگر پولیس کو نئے ہتھیار دیے گئے ہیں تو یہ بھی کوئی اعتراض والی بات ہے؟ جناب سپیکر! اس قسم کے انھوں نے اعتراض فرمائے ہیں۔

پھر انھوں نے پارلیمنٹیرین کو جو سکیورٹی فراہم کی گئی ہے پولیس مین دیے گئے ہیں موٹر سائیکلوں والے دیے گئے ہیں' آپ کے وزراء صاحبان کو دیے گئے ہیں' اس کے اوپر بھی اعتراض کیے گئے ہیں۔ وہ جناب والا! ان کا اس پر اتنا معمولی خرچہ ہوتا ہے اس کے اوپر اعتراض کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہوتا۔ سیکورٹی ہر حکومت کا اولین فریضہ ہے کہ سیکورٹی مہیا کی جائے۔

اس کے بعد جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ کالج کو خود مختاری کیوں دی گئی ہے۔ اگر میں غلط نہیں کہہ رہا تو آپ بھی گورنمنٹ کالج لاہور سے پڑھے ہیں۔ اگر ہم نے ان کو معمولی سی گرانٹ دے دی ہے یہ کون سا جرم کیا ہے؟ ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ صوبہ پنجاب میں بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ پورے پاکستان میں مثالی ادارہ ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔ اگر اس کو ہم نے گرانٹ دی ہے تو اس کو ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے اور خود مختاری دینے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حکومت بالکل ہی اپنا ہاتھ کھینچ لے اور وہاں کوئی کام ہی نہ کرے۔ ان کی پوری مدد کرنا پڑتی ہے' ان کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا پڑتا ہے تاکہ ادارے چل سکیں۔ اس کے اوپر بھی اعتراض فرمایا گیا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوا ہے۔

اس کے بعد قائد حزب اختلاف محترم فرماتے ہیں کہ 1 کروڑ روپے ایک ہسپتال کو دے دیے گئے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر ٹی بی کا علاج ہوتا ہے اور ٹی بی کے مریضوں کے اوپر آپ سمجھتے ہیں کہ کس طرح سے پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ اگر ان کو گرانٹ نہ دی جائے تو وہ کس طرح ٹی بی کے مریضوں کا اتنا مہنگا خرچ برداشت کریں گے؟ پھر جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ چلڈرن ہسپتال میں پوسٹیں دے دی ہیں۔ اگر جناب والا! کسی اور ہسپتال سے پوسٹیں منتقل کر کے اچھے ڈاکٹر وہاں پر پہنچا دیے گئے ہیں تو اس میں گورنمنٹ نے اچھا کام کیا ہے یا کوئی بُرا کام کیا ہے؟ کیا بچوں کی حفاظت کرنا بچوں کو علاج مہیا کرنا اور بچوں کو تندرست رکھنا گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں بنتی؟ اس کے بعد جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ عمران عزیز صاحب کون ہیں؟ مجھے ان کے متعلق بتایا جائے۔ جناب سپیکر! عمران عزیز وہ شخصیت ہے جس کے اوپر دہشت گردوں نے حملہ کیا اور وہ شدید

زخمی ہوئے۔ کیا ان کو بچانا ان کی جان کو بچانا حکومت وقت کی ذمہ داری نہیں تھی؟! گر حکومت نے اپنا فرض نبھایا ہے اور ان کے ساتھ ایک گارڈین ڈاکٹر بھیجا ہے تاکہ یہ دہشت گردی کا نشانہ جو بنے ہیں ان کے بچوں کا کوئی پرسان حال ہونا چاہیے ان کا علاج معالجہ ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے بال بچوں کو پال سکیں۔ اس میں جناب سپیکر! کوئی اعتراض کرنے والی بات تھی؟ اس قسم کے اعتراضات کیے کہ لندن ان کے ساتھ کیوں بھیجا ہے۔ جناب والا! ان کی حالت بھی critical تھی کہ attendant بھیجنا ضروری تھا۔ پھر جناب والا! انھوں نے block allocation جو کہ ADP میں ہمیشہ رکھی جاتی ہے اس کے بارے میں بھی یہ کہا ہے کہ یہ کوئی مناسب نہیں تھی' اس کو ضمنی بجٹ میں کیوں show کیا گیا ہے۔ یہ ساری جناب سپیکر! روایتی باتیں ہیں جو ہر سال کرنی پڑتی ہیں۔ ایک بات جناب والا! پھر کہیں گے کہ میں ضمنی بجٹ سے آگے نکل گیا ہوں۔ انہوں نے اپنی پچھلی تقریر میں فرمایا تھا اور وہ میں ضرور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ اس دن چونکہ پورا وقت نہیں مل سکا' اس لیے میں یہ بات نہیں کر سکا تھا۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ پنجاب بنک کے شیئرز گر گئے ہیں۔ جناب سپیکر! افسوس ناک بات ہے۔ یہ بات کم از کم انہیں نہیں کرنی چاہیے تھی اور شیشے کے گھر میں رہ کر پتھر نہیں مارنے چاہییں۔ یہ جناب سپیکر! اتنا مثالی ادارہ تھا اس کے شیئرز جو ہیں وہ کم از کم کوئی پچاس روپے شیئر کے حساب سے اضافہ ہوا تھا۔ میں خود بھی اس میں رہا ہوں' میں نے بھی دیکھا کہ وہ بڑھتے بڑھتے پچاس روپے شیئر تک ایک دن بڑھ گئے تھے۔اس کے بعد انھوں نے اور ان کے دوستوں نے جو اس کی حالت کی اس کے اوپر شب خون مارا اور اس سے 2 ارب روپے کا سرمایہ تباہ وہ برباد کر دیا گیا۔اس کی وجہ سے وہ سارا ادارہ آسمان سے زمین پر آیا۔ جناب سپیکر! میں اس پر کیا کہہ سکتا ہوں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ،

ہے غارت چمن میں یقیناً کسی کا ہاتھ
شاخوں پہ انگلیوں کے نشاں دیکھتا ہوں میں

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اور کوئی خاص اعتراض ان کا اس بجٹ پر نہیں تھا اس لیے میں قائد حزب اختلاف کا اس لحاظ سے تو شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ایک وکیل جو اچھی بحث نہ کر سکے وہ کتابیں زیادہ لے کر آتا ہے۔ یہ کتابیں تو بہت لاتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی solid argument نہیں تھی۔ بہت شکریہ جناب سپیکر آپ نے مجھے پورا وقت دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! مختلف ذرائع سے پتا لگا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس ملتوی کیا جا رہا ہے۔ ایجنڈے سے پتا لگتا ہے کہ اجلاس کو 29 یا 30 جون 1999 تک چلنا تھا۔ میں جناب والا سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر مندرجہ بالا تواریخ تک اجلاس کو چلنا تھا تو کیا ہمارے پرائیویٹ ممبرز ڈے اس میں باقی ہیں؟ اصل مقصد یہ تھا کہ اس میں میرے زراعت سے متعلق کچھ سوالات ہیں، گنے کے متعلق کچھ سوالات ہیں جو ابھی تک تشنہ ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر آج مجھے اجازت دے دی جائے تو میں تھوڑے تھوڑے سوالات آپ کی وساطت سے پوچھ لوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ بھی اس حقیقت سے واقف ہیں کہ جو اجلاس گورنر صاحب کی طرف سے بلایا جاتا ہے اس کی prorogation بھی گورنر صاحب ہی کرتے ہیں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس میں سپیکر کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اس میں توسیع کر سکے۔ اگر صبح ان کا prorogation order آ جاتا ہے تو یہ prorogue ہو جائے گا، اس لیے میں اس سلسلے میں ابھی آپ سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔ یہ تو کل ہی پتا چلے گا۔ ہاؤس کل صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا پندرھواں اجلاس)

ہفتہ' 26۔ جون 1999ء

(یوم السبت ' 11۔ ربیع الاوّل' 1420ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار حسن اختر موکل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿٢٤﴾ فَيَوْمَئِذٍ
لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ
اَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾

سورۃ الفجر آیات 24 تا 30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی) کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا o تو اس دن نہ کوئی اللہ کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گا اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گا o اے اطمینان پانے والی روح! o اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی o تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا o اور میری بہشت میں داخل ہو جا o

وما علینا الا البلاغ o

استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ ملک نعیم الدین خالد صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 56 pending چلی آ رہی ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ میں اس کو آج dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق حاجی عبدالرزاق اور مہر محمد انور حیات خان لک صاحب کی ہے۔ اس کو ہم pending کرتے ہیں، کیونکہ وزیر قانون صاحب کے فرمان کے مطابق ابھی تک اس کی تردید نہیں آئی۔ اس لیے ان کا میگزین دیکھیں گے کہ تردید آتی ہے یا نہیں تو پھر فیصلہ کریں گے۔ ایک اور تحریک استحقاق مہر اللہ ڈوایا تھند صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ یہ ابھی پیش ہی نہیں ہوئی، اس لیے اس کو dispose of کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 60 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ منکیرہ ضلع بھکر کی جانب سے رکن اسمبلی پر ملزمان کی پشت پناہی کا جھوٹا الزام

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر کے تھانہ منکیرہ میں مورخہ 6 جون 1999ء کو ایف آئی آر نمبری 73 بجرم 395/365 ت پ درج ہوئی تھی جس میں بارہ افراد کو نامزد اور چھ افراد کو نامعلوم ملزم قرار دیا گیا تھا۔ میرے علم کے مطابق متذکرہ ایف آئی آر میں نامزد ملزمان میں سے کچھ نے اپنی ضمانت قبل از گرفتاری کروا رکھی ہے اور کچھ نے ایف آئی آر کو غلط، بے بنیاد اور حقائق کے منافی قرار دیتے ہوئے لاہور ہائی کورٹ میں بذریعہ رٹ چیلنج کیا ہوا ہے۔ ایس ایچ او تھانہ منکیرہ نے نامعلوم ملزمان میں سے دو کو پکڑ کر مورخہ 23 جون 1999ء کو ان کا ریمانڈ حاصل کرنے کے لیے انسداد دہشت گردی کی عدالت سرگودھا میں پیش کیا تو جو ریکارڈ مقدمہ پیش کیا گیا اس کی ضمنیوں میں ایس ایچ او مذکور نے لکھا تھا کہ چونکہ تمام ملزمان باہر ہیں اور اس وقت سعید اکبر خان رکن پنجاب اسمبلی کے ڈیرے پر موجود ہیں جس کی وجہ سے میں ملزمان کی گرفتاری کو یقینی بنانے میں بے بس ہوں۔

ایس ایچ او تھانہ منکیرہ نے اپنی ذاتی مخالفت اور عداوت کی بناء پر اور بالخصوص میرے سیاسی مخالفین کو خوش کرنے کے لیے ضمنیوں میں میرا نام تحریر کیا ہے جو کہ بے بنیاد، من گھڑت اور حقائق کے بالکل منافی ہے جس سے میری نیک نامی اور شرافت کی سیاست کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک

سازش کی گئی ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مختصر بیان۔

جناب سعید اکبر خان ،جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ 15 جون سے یہ اجلاس شروع ہے اور میں پہلے دن سے اس اجلاس میں شریک ہوں اور کوئی بھی ایسا دن نہیں کہ جب میں اجلاس میں شریک نہ ہوا ہوں یا میں نے contribute نہ کیا ہو۔

جناب سپیکر! یہ وہی ایف آئی آرز ہیں جن کا میں نے اپنی بجٹ تقریر میں ذکر کیا تھا کہ وہاں کچھ بااثر لوگوں نے قبضہ دلوانے کے لیے رقبہ لکھوایا ہوا ہے' جو 2200 کنال ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ 60 لاکھ روپیہ دیں یا 2200 کنال زمین دیں تو ہم آپ کو یہ قبضہ دلوائیں گے۔ جس دن وہ اشٹام لکھا گیا' اس کے فوراً بعد ایک ایف آئی آر نمبر 73 اور ایک ایف آئی آر نمبر 74 درج ہوئی۔

جناب سپیکر! ایف آئی آر نمبر 73 میں ہے کہ 18 آدمیوں نے 4 آدمیوں پر اندھادھند فائرنگ کی اور پھر اغوا کر کے لے گئے۔ ان 18 آدمیوں کی فائرنگ کرنے سے کوئی آدمی زخمی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نہ کرے کہ کوئی آدمی قتل ہو' کیونکہ یہ تمام حالات و واقعات ایک back ground کے تحت بنائے گئے ہیں۔ اسی back ground کے تحت یہ تمام واقعات ہو رہے ہیں۔ اسی اشٹام کے فوراً بعد تھانہ منگیرہ کا ایس ایچ او اور پورا عملہ تبدیل کروایا گیا اور اس کے بعد یہ تمام کارروائی شروع ہوئی۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House یہ بات کہنے کو تیار ہوں کہ اگر وہ آدمی میرے پاس آتے' وہ میرے ووٹر ہیں' نہایت شریف لوگ ہیں' نہ وہ دہشت گرد ہیں اور نہ وہ ڈکیت ہیں۔ لیکن ہر آدمی کو حالات کا پتا ہوتا ہے تو بجائے میرے پاس آنے کے وہ سیدھے ہائی کورٹ میں گئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے کوئی آدمی مجھے نہیں ملا۔ دو دن پہلے ایک آدمی یہیں اسمبلی میں آ کر مجھے ملا اور اس نے کہا کہ میں نے ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہوئی ہے۔ وہ میرا شکریہ ادا کرنے آیا کہ ہمارے ساتھ جو ظلم ہوا ہے' آپ نے اس کو اسمبلی میں take up کیا ہے اور جتنا آپ سے ہو سکتا تھا' آپ نے ہماری مدد کی ہے۔جناب سپیکر! نہ وہ ملزمان میرے پاس آئے' نہ وہ مجھے ملے ۔ میں جتنی بات کر رہا ہوں اس میں رتی بھر بھی جھوٹ نہیں۔ اس ایس ایچ او کو ایک خاص مقصد کے لیے منصوبے کے تحت اس تھانے میں لگوایا گیا۔ اس نے بغیر کسی وجہ کے ضمنیوں میں میرا

نام دیا کہ اس طریقے سے یہ واقعات ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! ہماری ضلع کونسل کے ایک ممبر ملک جاوید اکبر بھڑواہ ہیں۔ اسی ایس ایچ او نے اس کے بیٹے' بھانجے اور بھتیجے کو رات کو بند کیا۔ ایک آدمی نے درخواست دی کہ میری چار ہزار کنال پر چنے کی فصل کاشت ہے۔ ایس ایچ او کا کوئی کام نہیں تھا کہ وہ رقبے کی تصدیق کرتا' تمام حالات جانتا' یہ تو محکمہ مال والوں کا کام تھا۔ ایس ایچ او نے اسی وقت ایف آئی آر کاٹ لی۔ دوسرے دن ہی اس علاقے کے پٹواری نے یہ رپورٹ دی کہ جس آدمی نے اس خسرہ گرداوری پر درخواست دی ہے' وہ نہ اس رقبے کا مالک ہے اور نہ ہی یہ اس کی کاشت ہے۔ لیکن اس نے پرچہ دے دیا اور علاقے کے معزز اور شریف آدمی کے بیٹے' بھانجے اور بھتیجے کو جیل میں بند کر دیا۔ جناب سپیکر! اس طریقے سے ایس ایچ او اپنی من مانی اور اپنی پسند کے مطابق بغیر کسی وجہ کے کسی بھی شریف آدمی کا نام دے دے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں ایم پی اے ہوں تو میرا بہت زیادہ حق ہے۔ پاکستان کے تمام شہری اور صوبے کے باسیوں کی عزت اور احترام کا خیال رکھنا چاہیے۔ دو دن پہلے آپ کے سامنے چنیوٹی صاحب کی ایک تحریک استحقاق آئی کہ وہ ملک میں موجود ہی نہیں ہیں۔ لیکن ان کا بھی ایف آئی آر میں نام دے دیا گیا۔ جناب سپیکر! میری آپ سے پرزور اپیل ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس میں تحقیق کی جائے تاکہ آئے دن یہاں جو معزز ممبران کے ساتھ رویہ ہوتا ہے اس کا کوئی سدباب ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔ جیسا کہ ابھی معزز ممبر سید اکبر نے بھی چنیوٹی صاحب کے سلسلے میں کہا کہ وہ ملک سے باہر تھے اور انہوں نے ضمنیاں دے دیں۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر ضمنی میں دیا ہوا ہے تو ریکارڈ میں بات ہو گئی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ اس اجلاس میں پہلے دن سے لے کر آج تک کوئی چھٹی نہیں ہوئی۔ ہم نے سوائے دو دن کے کوئی چھٹی کی ہی نہیں۔ پولیس نے ایک عجیب رویہ اپنایا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس گردی کی انتہا ہے۔ معزز ممبران کا ایک استحقاق ہے' خاص طور پر اجلاس کے دنوں میں ان کے بہت استحقاقات ہوتے ہیں۔ کوئی چھوٹا موٹا کیس ہو تو ان کو گرفتار کرنے کے لیے سپیکر سے پوچھنا پڑتا ہے۔ وہ چودہ دن پہلے یا چودہ دن تک ان کو گرفتار نہیں کر سکتے۔ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ اپوزیشن میں ہے یا ٹریژری بنچز پر ہے۔ یہ اس ہاؤس کا مسئلہ ہے' معزز ممبران کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں اگر کہیں بھی زیادتی ہے تو میں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ وزیر قانون! کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ ضرور فرمائیں۔ جواب تو ان کے پاس

اس لیے نہیں کہ یہ سرکولیٹ تو لیٹ ہو نی ہوگی اور اس کا جواب تو ابھی آیا ہی نہیں ہوگا' کیوں کہ میں ویسے بھی سمجھتا ہوں کہ ایسی چیزیں جس میں documentary چیز ہے۔ اس بارے میں مجھے جواب کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ویسے بھی چیئر کا استحقاق ہے کہ وہ سنتی ہے اور سننا بھی چاہیے۔ وزیر قانون! آپ اس میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ جی فرمایئے میں آپ کو سن لیتا ہوں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے آپ کے خیالات اور احساسات کا بہت احترام ہے اور میں دل سے احترام کرتا ہوں۔ میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ چیئر کو حق حاصل ہے کہ وہ جہاں document available ہو' وہ جواب لیے بغیر بھی حکم صادر فرما سکتے ہیں۔ میں اس بات پر conceede کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں آپ کی تصحیح کر دوں کہ میں نے جو بات کی ہے یہ الگ ہے۔ ویسے مجھے یہاں محسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں چیئر ضرورت محسوس کرے گی وہاں version سنے گی' جہاں پر ضرورت محسوس نہیں کرے گی وہاں پر نہیں سنے گی۔ اس کو پھر بھی اختیار ہے کیوں کہ اگر استحقاق کمیٹی کو reffer ہوتی ہے تو وہاں پر ایک انکوائری ہو گی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر آپ غور فرمائیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کی صرف تصحیح کی ہے۔

وزیر قانون: میں آپ کے حق کے آگے conceede کر رہا تھا اور آپ کی بات کو تسلیم کر رہا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے' یہ درست بات ہے کہ یہاں پر document کی بات ہے اور آپ کے پاس رولز کے مطابق یہ معاملہ آیا ہے۔ آپ اس کو بغیر جواب لیے بھی reffer کر سکتے ہیں۔ میں conceede کرتا ہوں۔ لیکن اس میں صرف میری دو تین گزارشات تھیں' اگر آپ حکم دیں تو میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' فرمائیں۔

وزیر قانون: ایک تو یہ ابھی سر کولیٹ ہونی ہے۔ اس بات کا تعین ہونا ہے کہ کیا معزز رکن کا نام ضمنیوں میں لکھا گیا بھی ہے یا نہیں؟ اگر انہوں نے ضمنی آپ کو فراہم کر دی ہے تو مجھے کوئی اعتراض

نہیں۔ آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ لیکن اگر انہوں نے ضمنی نہیں دی تو پھر میری درخواست ہے کہ ہمیں ضمنی ضرور دیکھ لینی چاہیے کہ کیا ان کی یہ بات ضمنی میں تحریر ہے یا نہیں؟ دوسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر تاثر یہ دیا گیا ہے کہ ممبر موصوف اس پورے اجلاس کے دوران ہاؤس کے اندر موجود رہے ہیں اور وہ تو یہاں سے گئے ہی نہیں۔ وہ تو خود تسلیم کرتے ہیں اور تحریک میں بھی انہوں نے کہا ہے کہ ذکر صرف یہ ہے کہ ملزمان ان کے پاس موجود ہیں۔ یہ نہیں کہا گیا کہ یہ خدانخواستہ واقعے میں ملوث ہیں۔ جناب سپیکر! تیسری بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسی معاملے سے متعلقہ ایک تحریک التوائے کار آپ کے پاس پینڈنگ ہے جو آج ٹیک اپ ہونی ہے۔ اسی سے متعلقہ باتیں میرے بھائی نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کی ہیں اور آخری بات جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسی کیس سے متعلقہ ہائی کورٹ میں رٹس بھی ہوئیں اور ہائی کورٹ میں جھگڑے بھی ہوئے اور آپ نے اخبارات میں بھی شاید دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ لیکن میرے ذاتی علم کے مطابق وکیلوں کا جھگڑا بھی ہوا ہے۔ ہائی کورٹ میں جھگڑے کی بات اسی واقعے سے متعلقہ ہوئی ہے کہ وہ ملزمان لاہور میں آئے تھے۔ سو یہ معاملہ مزید فرداً تحقیق کا ہے۔ میری آپ سے یہ استدعا ہو گی کہ اگر آپ مجھے موقع دیں تو میں ریکارڈ دیکھ لوں اور اس کے بعد جو آپ حکم دیں گے وہ میرے لیے قابل قبول ہے۔ لیکن میری درخواست ہے کہ کم از کم آپ دوسرا ورژن ضرور سن لیجیے۔ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ آپ کو پورا اختیار حاصل ہے۔ میں اس سلسلے میں کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ صرف میری گزارش یہ ہے کہ ایک دفعہ ریکارڈ ملاحظہ فرمالیں۔ شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں گزارش کر چکا ہوں کہ جو ریکارڈ عدالت میں آیا ہے مجھے اس کا کل پتا چلا ہے۔ جو ریکارڈ کورٹ میں پیش ہوا وہاں جو ضمنیاں پڑھی گئیں میں ان کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے on the floor of the House کہا ہے کہ جس دن یہ پرچے درج ہوئے ہیں ان آدمیوں میں سے کوئی آدمی بھی میرے پاس نہیں آیا۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ مجھے کسی نے بھی نہیں کہا کہ میں اس پرچے میں involve ہو گیا ہوں۔ میں کہتا ہوں مجھے کوئی آدمی نہیں ملا۔ دو دن پہلے ان کا ایک آدمی آیا جو میری عبوری ضمانت پر تھا۔ اس نے آ کر میرا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہمارا پوائنٹ اٹھایا۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان ملزمان میں سے مجھے ایک آدمی کے بغیر کوئی بھی نہیں ملا۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر صاحب! تشریف رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ تو ریکارڈ کی بات ہے کہ کورٹ کے سامنے ضمنیاں پیش ہوئیں اور ضمنی پڑھی گئی اور وکیل نے مجھے بتایا کہ آپ کا نام درج ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید صاحب! آپ نے جو باتیں کی ہیں وہ بجا ہیں۔ ایف آئی آر کے متعلق تو کوئی بات ہو ہی نہیں رہی۔ پہلے میری بات سن لیں۔ بات ہو رہی ہے کہ معزز ممبر کے خلاف ضمنی لکھی گئی ہے یا نہیں؟ ان کا ذکر ضمنی میں ہے یا نہیں؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی تحریک آج کے دن کے لیے پینڈنگ کرتا ہوں۔ آپ پارلیمانی سیکرٹری کے ذمے لگائیں کہ وہ telephonically پتا کرے کہ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اگر تو ضمنی دی گئی ہے تو اس کو ہم ٹیک اپ کر لیں گے۔ اگر ریکارڈ کے مطابق ضمنی نہیں رہی تو ان کی جو بھی ضمنی دی ہوئی ہے وہ فیکس منگوا لیں۔ میں پھر عرض کروں کیوں کہ کسی معزز ممبر کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی قابل برداشت نہیں ہے۔ تو آپ ان کو telephonically کہیں اور ان سے ضمنیوں کی فیکس منگوا لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے وقت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کو آج کے ہی اجلاس میں اجلاس کے ختم ہونے تک یا جو بھی صورت حال ہے اس کے مطابق ہم اس کو pending کرتے ہیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ نمبر 15 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اخباری تراشے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر ضرور توجہ فرمائیں۔ روزنامہ "جنگ" میں مورخہ 25 جون کو ایک خبر دی گئی ہے کہ صوبائی سلیکشن بورڈ نے آٹھ ڈی ایس پی ٹریفک حضرات کو ایس پی بنانے کی سفارش کر دی ہے۔ ان میں ایک مطل اور دوسرے کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہیں۔ جناب سپیکر! چیف سیکرٹری پنجاب کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں مختلف محکموں کے ترقیوں کے کیس زیر غور لائے گئے ہیں۔ ان میں سے ڈی ایس پیز ٹریفک کی ترقی

کا معاملہ بھی تھا۔ اور ڈی ایس پیز نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ کی ہوئی تھی جس میں انہوں اپنا یہ استدلال دیا تھا کہ جو ٹریفک کے ڈی ایس پیز ہیں صرف انہی کو ایس پی ٹریفک کی پوسٹ پر ترقیاں دی جائیں۔ تو ہائی کورٹ نے پہلے سنیارٹی لسٹ طلب کی اور اس لسٹ کی بنیاد پر ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو most senior ڈی ایس پی ہیں ان کو ترقی دے دی جائے۔ اب اس خبر میں بھی یہ حوالہ ہے اور میری اطلاع بھی یہی ہے کہ ان احکامات کو نظر انداز کر کے ایسے ڈی ایس پی صاحبان کو ترقی دے دی گئی ہے جو کہ under suspension ہیں۔ یا ان کے خلاف انکوائریاں ہیں۔ اور حکومت کے قوانین کے مطابق جو افسر معطل ہوتا ہے یا اس کے خلاف انکوائری ہوتی ہے تو اس کو defer کیا جاتا ہے۔ پروموشن بورڈ میں اس کو consider نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر یہ ہوا ہے کہ ایک ڈی ایس پی جو کہ معطل بھی ہے اور اس کو چند سال قبل آؤٹ آف ٹرن ترقی دی گئی تھی، اس کو entertain کرنے کے لئے ان ڈی ایس پی صاحبان کو ignore کر دیا گیا ہے کہ جن کا حق بنتا تھا۔ جناب سپیکر! یہ نہایت ہی اہمیت کی بات ہے۔ ویسے تو حکومت بڑے بلند و بانگ دعوے کرتی ہے کہ ہر معاملہ میرٹ پر ہو رہا ہے اور ہر افسر کو اس کی سنیارٹی کے مطابق take up کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اخباری تراشوں اور جو اطلاعات میں نے بھی اکٹھی کی ہیں ان کے مطابق ڈی ایس پی صاحبان کے ساتھ زیادتی ہے۔ جناب سپیکر! آپ حکومت کو ہدایت کریں اور اس معاملے کو دیکھیں اور جن کا حق بنتا ہے ان کو ترقی دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب! میں اس سلسلے میں وزیر قانون صاحب سے عرض کر دیتا ہوں اور آپ اس کو موشن کی صورت میں پیش کر دیں تا کہ اس کا حکومت صحیح جواب دے سکے اور اس پر بات ہو سکے۔ اس کے علاوہ وزیر قانون صاحب نے سنا ہے اور وہ اس بارے میں معلوم کر لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم بالکل بجا ہے کہ اس کو adjournment motion کی صورت میں پیش کیا جائے۔ لیکن اسی ہاؤس کی یہ روایات رہی ہیں کہ اگر کوئی ایسا معاملہ سپیکر صاحب کے نوٹس میں لایا جائے اور اس میں سمجھا جائے کہ کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو جناب سپیکر

صاحب اس پر کوئی direction یا حکومت سے جواب طلب کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بجا فرماتے ہیں۔ میں نے تو کہا ہے کہ وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں وہ اس کو دیکھتے بھی ہیں اس کا پتا کرتے ہیں۔ لیکن اس کو اگر موشن کی صورت میں لے آئیں تو ہمارا ایک ریکارڈ بن جائے گا اس پر زیادہ اچھے طریقے سے بات ہو سکے گی۔ وزیر قانون صاحب سن رہے ہیں اور میں بھی ان سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے کو دیکھیں۔ اگر واقعی کوئی ناانصافی ہوئی ہے تو یہ کیوں ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان: یہ انتہائی اہم مسئلہ اس لیے ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، اسی لیے تو میں نے ان سے بات کی ہے کہ وہ اس کو دیکھ لیں، ورنہ آپ کو تو پتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کو موشن کی صورت میں لائیں پھر بات ہوگی۔ یہ ایک سنجیدہ مسئلہ ہے، اسی لیے میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ دیکھ لیتے ہیں اور اس کا پتا کرتے ہیں کہ یہ بات کیوں ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب والا!

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، تو تحریک التواء نمبر 15 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی ہے۔ چونکہ وہ تشریف نہیں لائے اس لیے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ جی سعید اکبر خان صاحب۔

بھکر میں قبضہ دلانے کے لیے قبضہ گروپ کے مالکان اراضی سے غیر قانونی معاہدے

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر میں دو ایسے غیر قانونی معاہدے اشٹام پیپرز پر ضبط تحریر لائے گئے ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اب قبضہ گروپ اپنی غیر قانونی غیر اخلاقی کارروائیوں کو باقاعدہ کرنے کے لیے تحریری معاہدہ کرتے ہیں اور زمین کے حقیقی مالکوں کو مجبور کر دیتے ہیں۔ رستم خاں ولد حاکم خاں قوم جٹ سکنہ چک

39/TDA تحصیل و ضلع بھکر 2916 کنال رقبہ کا مالک ہے لیکن قبضہ اس کے پاس نہیں۔ اس کو قبضہ دلانے کے سلسلہ میں عبدالستار کلو ولد ملک عطاء اللہ کلو سکنہ چک 186/TDA تحصیل وضلع بھکر نے مورخہ 04-05-99 کو معاہدہ کیا ہے کہ 2916 کنال کا قبضہ رستم خاں مذکور کو دو ماہ کے اندر اندر دلا دوں گا اور اس کے بدلے میں چھ سو کنال رقبہ یا پندرہ لاکھ روپے حاصل کروں گا۔ اسی طرح کا ایک دوسرا معاہدہ 04-05-99 کو اس عبدالستار کلو ولد ملک عطاء اللہ کلو نے اللہ دتہ' خالق داد پسران ہیبت خاں سکنہ 61/MC تحصیل وضلع بھکر سے کیا۔ اللہ دتہ' خالق داد تقریباً 5200 کنال کے مالک ہیں لیکن قبضہ ان کے پاس نہ ہے۔ عبدالستار کلو نے ان سے یہ معاہدہ کیا ہے کہ 5200 کنال کا قبضہ دلانے کے بدلے میں 1600 کنال رقبہ یا پینتالیس لاکھ روپے لے گا۔ یہ غیر قانونی معاہدے منظر عام پر آ گئے ہیں جس سے قبضہ گروپوں کی منظم کارروائیوں کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کس طرح حقیقی مالکوں کو بلیک میل کرتے ہیں اور بے بس لوگوں کا کس طرح استحصال کرتے ہیں۔ قبضہ گروپ کی اس کارروائی سے علاقے بھر میں قتل و غارت اور خون ریزی کا شدید خطرہ ہے۔ قبضہ گروپ کی مذکورہ کارروائیوں سے علاقے بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی ریونیو منسٹر صاحب۔ آپ اس کا جواب دیں۔

وزیر مال، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ مبینہ تحریک التوائے کار کے بارے میں متعلقہ ڈپٹی کمشنر بھکر سے رپورٹ طلب کی گئی۔ جس کے مطابق مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں یہ کہ تحریک التوائے کار میں جن معاہدات کا ذکر کیا گیا ہے مابین پرائیویٹ فریقین معلومات ہوتے ہیں' اس قسم کے معاہدات کا کلکٹر ضلع سے کوئی تعلق نہ ہوتا ہے حتی کہ قانونی طور پر رجسٹر ہونے والے معاہدات بھی فریقین متعلقہ کے درمیان طے پاتے ہیں۔ جس کی اجازت ڈسٹرکٹ رجسٹرار سے نہ لی جاتی ہے۔ نمبر 2' رستم خان ولد حاکم علی قوم جٹ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ رقبہ تعدادی 2916 کنال کا مالک ہے لیکن اس امر کی وضاحت نہ کی گئی ہے کہ رقبہ مذکورہ ضلع بھکر کی کس تحصیل ' موضع یا چک میں واقع ہے۔ اسی طرح خالق داد و اللہ دتہ پسران ہیبت خان کے بارے میں اس تحریک التوائے کار میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ 5200 کنال کے مالک ہیں لیکن موضع یا چک جہاں متذکرہ اراضی واقع ہے کہ نشان دہی نہ کی گئی ہے۔ نمبر 3' جہاں تک علاقہ میں قتل و

غارت یا خون ریزی کے بارے میں تحریک التواء میں جن خدشات کا اظہار کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں اس امر کی یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ ایسی صورت حال کا قانونی طور پر مکمل سدباب کیا جائے گا۔ ڈپٹی کمشنر بھکر کو اس بارے میں ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ کسی غیر قانونی کارروائی کے ارتکاب کا تدارک کریں۔ تو جناب والا! اس کے علاوہ میں عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ حکومت اس معاملے میں بڑی دلچسپی لے رہی ہے کہ جہاں بھی کوئی fraudulent الاٹمنٹ نوانی صاحب میرے دوست ہیں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پہلے بھی ہمارے نوٹس میں آیا اور میں نے خود وہاں ضلع بھکر کا دورہ کیا اور بورڈ آف ریونیو سے وہاں ایک ٹیم لے کر گئے۔ ہم نے پچاس ہزار کنال جو fraudulent الاٹمنٹ تھی وہ cancel کی ہے اور اسی طرح وزیر اعلیٰ کی ہدایات ہیں۔ اس سلسلے میں بھی مزید میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب کے نوٹس میں بھی یہ بات آئی تو انھوں نے بھی سی۔ ایم سیکرٹریٹ سے بھکر کے ڈی۔ سی کو directions دیں اور اس کے بارے میں انکوائریز بھی ہو رہی ہیں۔ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ اس میں کوئی specific معاملہ پیش نہیں کیا گیا۔ اس لیے ایک تو میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس کو dispose of کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کو یہ ضرور یقین دلاؤں گا کہ ان شاء اللہ اس کو ہم میرٹ پر لیں گے اور transparent بنائیں گے۔ مجھے اگر خود بھی موقع پر جانا پڑا تو میں جاؤں گا اور میں بورڈ آف ریونیو کی ٹیم بھیجوں گا جو کہ میرٹ پر پورا فیصلہ کرے گی اور اس معاملے میں جو بھی قانونی کارروائی ہو سکی اس پر ان شاء اللہ عمل کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ منسٹر صاحب نے بڑی حوصلہ افزاء بات کی ہے۔ میں تمام ریکارڈ ان کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ میں یہاں ایک بات کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر خود اس تمام واقعات میں پارٹی ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ کمشنر سے یا کسی سے بھی انکوائری کروالیں۔ اگر یہ بات غلط ثابت ہو' یہی تو ایف۔ آئی۔ آرز ہیں۔ چار ایف۔ آئی۔ آرز اس وقت تک کٹ چکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سعید اکبر صاحب! وہ تو فرما رہے ہیں کہ اگر ضرورت پیش آئی تو وہ خود تشریف لے جائیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں خود انکوائری کروں گا۔ پہلے بھی میں یہاں ہاؤس میں ان کے نوٹس میں لایا تھا۔ انھوں نے پھر اپنے طور پر انکوائری کروائی۔ کچھ بات تصدیق ہوئی۔ پھر یہ خود تشریف لے گئے، مجھے نہیں پتا کہ کس تاریخ کو گئے، کب گئے؛ لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ یہ وہاں تشریف لے گئے اور انھوں نے بڑی سختی سے وہاں انکوائری کی۔ اس انکوائری کا اثر یہ ہوا کہ انھوں نے وہ انتقالات خارج کیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یقین رکھیں کہ یہ انکوائری بڑی سختی سے ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، پھر یہ جو کلیم خارج کر گئے اس نے پھر دوبارہ انتقال کروا دیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، نہیں۔ ایسا نہیں ہو گا۔ یہ آپ فکر نہ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے کہہ رہا ہوں۔ اس بات کا شاید ان کو علم بھی ہو گا اور انھوں نے اس کا نوٹس بھی ضرور لیا ہو گا۔ لیکن میں ان کی اطلاع کے مطابق یہ کہتا ہوں کہ جتنا پچاس ہزار کنال کا انھوں نے فراڈ پکڑا پھر وہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے اور وہ دوبارہ انتقالات ہو رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، وہ بھی ان کے نوٹس میں لائیے۔ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، تو ریونیو منسٹر صاحب کی اس بات کے بعد میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار نمبر 17 سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔۔۔۔ تشریف نہیں لائے۔ اس کو dispose of کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 18 سید مسعود عالم شاہ، چودھری خالد جاوید وڑائچ، جناب سعید اکبر خان۔

لاہور میں روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی ویگنوں کے روٹ مکمل کروانے میں ناکامی

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور کی 8 جون 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "نامکمل روٹ، ڈبل کرایہ،

مسافر خوار ہو گئے' روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی ناکام"۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ سیکرٹری آر ٹی اے لاہور میں چلنے والی ویگنوں کے روٹ مکمل کروانے میں ناکام ہو گئے۔ لاہور میں چلنے والی روٹ نمبر 1 کی ویگن کا روٹ لاری اڈا سے ٹاؤن شپ تک ہے۔ لیکن اس روٹ کی گاڑیاں گھبر گ' ماڈل ٹاؤن اور دوسرے مقامات سے واپس آ جاتی ہیں' جبکہ واپسی پر لاری اڈا کی بجائے یادگار چوک میں مسافروں کو اتار دیا جاتا ہے۔ اس طرح مسافروں کو لاری اڈا تک جانے کے لیے مزید 3 روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح روٹ نمبر 32 جو ریلوے سٹیشن سے گرین ٹاؤن تک ہے اس پر ویگنوں والے ریلوے سٹیشن سے مسافروں کو بٹھا کر صدر بازار اتار دیتے ہیں اور وہاں سے ویگن آر اے بازار کے لیے دوبارہ بھری جاتی ہے۔ اس طرح قینچی' امرسدھو تک ریلوے سٹیشن سے جانے والے مسافر کو چار دفعہ ویگن تبدیل کر کے 14 روپے میں جانا پڑتا ہے جبکہ کرایہ 6 روپے ہے۔ روٹ نمبر 33 کا بھی یہی حال ہے۔ یہ ریلوے سٹیشن سے وفاقی کالونی اور گرین ٹاؤن تک ہے لیکن اس روٹ کو بھی چار حصوں میں تقسیم کر کے مسافروں کو جہاں کئی گنا کرایہ دینا پڑتا ہے وہاں ان کا وقت بھی برباد ہوتا ہے۔ احتجاج پر بدتمیزی کی جاتی ہے۔ ویگن نمبر 11 کا روٹ چونگی ملتان روڈ سے بھاٹی چوک' یادگار تک ہے۔ لیکن زیادہ تر گاڑیاں مزنگ چونگی سے واپس ہو جاتی ہیں۔ لاہور سے واہگہ جلو کے لیے روٹ نمبر 12 کی ویگنیں بھی مسافروں کو داروغہ والا اور جلو تک لے جانے کے بعد اتار دیتی ہیں۔ بعض باغبانپورہ سے آگے نہیں جاتیں۔ روٹ نمبر 5 لاری اڈا سے کاہنہ نو تک ہے لیکن یہ ویگن بھی چونگی امرسدھو تک جاتی ہے۔ روٹ نمبر 47 گرین ٹاؤن سے لاری اڈا تک ہے جبکہ روٹ نمبر 55 بھی گرین ٹاؤن تک ہے مگر دونوں روٹوں کی ویگنوں والے ٹاؤن شپ مارکیٹ آ کر مسافروں کو اتار دیتے ہیں اور وہاں سے دوبارہ تین روپے فی مسافر لے کر انہیں گرین ٹاؤن کے لیے بٹھایا جاتا ہے اور ایسا روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی ساز باز سے ہو رہا ہے' کیونکہ کرایہ نامے میں کرایہ اس تناسب سے کم کر دیا جائے تو ویگنوں والے کبھی بھی مسافروں کو ٹاؤن شپ مارکیٹ میں نہ اتاریں اور انہیں گرین ٹاؤن تک لے جائیں مگر روڈ ٹرانسپورٹ اتھارٹی کی ملی بھگت سے بننے والے کرایہ نامہ میں یہ سقم رکھ کر مسافروں کو ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے۔ لاہور کے شہری بڑے پریشان ہیں' غریب مسافر خوار ہو گئے ہیں' ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ مسافروں میں بڑی بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منسٹر فار ٹرانسپورٹ!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! معزز اراکین نے جو یہ تحریک التوا پیش کی ہے یہ ویسے بھی ایک اخباری خبر پر ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ کوئی خاص کسی ویگن کا انھوں نے ذکر نہیں کیا کہ فلاں ویگن روٹ مکمل نہیں کرتی۔ اس کے باوجود جو محکمہ ٹرانسپورٹ ہے' ان کو جہاں کوئی شکایت ملتی ہے تو وہ ان ویگنوں کے خلاف کارروائی کرتے ہیں اور تقریباً 45 ویگنوں والوں کے خلاف اس سال کارروائی کی گئی جن کے متعلق روٹ مکمل نہ کرنے کی شکایات ہوئیں۔ اسی طرح چند ایک جگہ ہیں جہاں سڑکیں ٹوٹی ہوئی ہیں وہاں پر وہ روٹ مکمل نہیں کرتے۔ باقی ہماری کوشش ہوتی ہے کہ جو جو روٹ جہاں ویگن کا لکھا ہوا ہو اس کو وہ مکمل کریں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی' اس کو مسترد کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! مجھے یہ بات افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ میرے بھائی شوکت داؤد کا جواب سن کر شاید میرے بھائی عرفان ڈاہا نے وہی بات کہہ دی ہے۔ میں نے تو یہاں ویگنوں کے روٹ نمبر دیے ہوئے ہیں کہ لاہور میں چلنے والی روٹ نمبر 1 کی ویگن' پھر یہ ہے کہ روٹ نمبر 32 کی ویگن۔ مطلب ہے کہ اگر یہ تحریک التوائے کار پڑھ بھی لیتے ناں تو یہ اس طرح کی بات نہ کرتے۔ میں ان کے اس جواب سے مطمئن تو نہیں ہوں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا کام ہے کہ جو بھی عوام کو تکلیف ہو وہ گورنمنٹ کے نوٹس میں لائیں تاکہ وہ اس پر کوئی ایکشن کرے اور عوام کو اس سے کوئی بہتر سہولت میسر آئے۔ لیکن اگر یہ تحریک التوائے کار کو پورا پڑھ لیتے تو ان کو یہ بات نہ کرنی پڑتی کہ اس میں کوئی specific معاملہ نہیں specific بات تو شوکت داؤد والی انھوں نے سن کر کہہ دی ہے۔ لیکن اس تحریک التوائے کار میں تو یہ پورا brief دیا ہوا ہے اور اخبار کی پوری خبر میں یہ تمام روٹ دیے ہوئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ خان صاحب! منسٹر فار ٹرانسپورٹ سعید اکبر خان صاحب کی تحریک التوائے کار اگر پڑھ لیتے تو واقعی ان کو پتا چلتا کہ یہاں پر روٹ نمبر دیے ہوئے ہیں۔

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! یہ سعید اکبر خان صاحب اس لیے کہہ رہے ہیں کہ اگر یہ خود تحریک لکھتے تو شاید اس چیز کا ان کو ضرور خیال رہتا کہ ہم اس ویگن کا نمبر بھی لکھیں۔ کیونکہ ہر ایک کا پتا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر فار ٹرانسپورٹ! ایک سواری جس کو اتار دیا جاتا ہے وہ ویگنوں کے نمبر تو نوٹ نہیں کرتی۔ روٹ کے نمبر آپ کو بتائے گئے ہیں۔ مجھے آپ سے اتفاق نہیں ہے۔ بہرحال آپ اس کے خلاف اپنی رپورٹ لیں اور جو ویگنیں مسافروں کی تکلیف کا باعث بن رہی ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں۔

وزیر ٹرانسپورٹ: میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ جو روٹ نامکمل کرتے ہیں ہم ان کے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔ ہم نے 45 ویگنوں والوں کے خلاف کارروائی کی ہے۔ اس کے باوجود ہمیں جو بھی شکایت ملے گی ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ جب روٹ نمبر لکھ دیے گئے ہیں تو کیا پھر بھی ان کو کسی شکایت کی ضرورت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: خان صاحب! اس کی بات ختم۔ یہ dispose of ہو گئی ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے چودھری خالد جاوید وڑائچ' سید مسعود عالم شاہ۔۔۔۔ تشریف نہیں لائے' dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 21 ہے چودھری صدر شاکر صاحب۔۔۔۔ تشریف نہیں لائے' disposed of کی جاتی ہے تحریک التوائے کار نمبر 22 ہے جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔۔۔۔ تشریف نہیں لائے' dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 23 ہے' جناب سعید اکبر خان صاحب۔

بلدیہ دریا خان ضلع بھکر کے ملازمین کا لاوارث لاش کو بغیر کفن و جنازہ دفن کرنا

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" کی 9 جون 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "یوم تکبیر کا بغیر لاوارث نوجوان کی لاش کا کفن بن گیا۔" تفصیل اس کی یہ ہے کہ دریا خان' ضلع بھکر میں یوم تکبیر کا بغیر لاوارث لاش کا کفن بن گیا۔ لاوارث نوجوان شخص کی لاش کو بغیر غسل دیے' بغیر کفن پہنائے اور بغیر

جنازہ کے خاکروبوں کے ہاتھوں گڑھا کھود کر دفن کرنے پر بلدیہ دریا خان کے خلاف پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا۔مزید تفصیل یہ ہے کہ دریا خان کے قریبی موضع کہاوڑ کلاں کے راجباہ سے ایک نوجوان شخص کی برہنہ لاش بند بوری سے برآمد ہوئی تھی۔ مقتول کی عمر تقریباً 35 سال کے لگ بھگ تھی۔ پولیس نے نعش بلدیہ دریا خان کے حوالے کر دی۔ بلدیہ دریا خان نے لاش کو گدھا گاڑی پر لاد کر دور سے کھڑے ہو کر پانی کی بالٹی پھینکی اور یوم تکبیر کا بینر اس کے اوپر ڈال کر بغیر غسل دیے بغیر کفن پہنائے اور بغیر جنازہ پڑھے خاکروبوں کو کسی دے کر گڑھا کھود کر دبانے کے لیے کہا چنانچہ خاکروبوں نے اپنے اعلیٰ افسران کے حکم کے مطابق انسانی لاش کی تذلیل کرتے ہوئے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتے ہوئے اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ اس واقعے کے بعد شہر میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی اور پورا شہر سراپا احتجاج بن گیا۔ انسانی لاش کی تذلیل سے علاقے بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ وزیر بلدیات۔

وزیر بلدیات، جناب والا! اس ضمن میں عرض ہے کہ تحریک التوائے کار مذکورہ بالا کے بارے میں ڈپٹی کمشنر بھکر سے رپورٹ طلب کی گئی۔ اس کی رپورٹ کے مطابق مورخہ 31-5-1999 کو بوقت 10 بجے دن ایک لاوارث لاش بلدیہ دریا خان کے حوالے ہوئی تھی۔ عملہ بلدیہ دریا خان نے لاوارث لاش کو غسل دیا، کفن پہنایا، باقاعدہ جنازہ پڑھایا گیا اور باعزت طریقے سے قبرستان کیریاں والا میں دفن کیا گیا اور یہ کہ اہل شہر کی طرف سے نہ کوئی احتجاج ہوا اور نہ ہی کوئی ایسا وقوعہ ہوا۔ جناب والا! اس خبر میں کوئی صداقت نہیں لہٰذا میری گزارش ہوگی کہ ان سارے حقائق کے سامنے آنے پر اس تحریک کو نمٹا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل ایک واقعہ ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں بھی اسی طرح کا واقعہ پہلے بھی اس ہاؤس میں پیش ہوا۔ اس پر وزیر قانون صاحب نے یہ مہربانی فرمائی کہ وہ بجائے ان کی رپورٹ کو ماننے انھوں نے کہا کہ اس کی انکوائری کروائی جائے۔

جناب سپیکر! یہ کسی کا ذاتی معاملہ نہیں۔ اگر کچھ سمجھا جائے تو ہم تمام کا ذاتی بھی ہے۔

لیکن یہ میرا individual معاملہ بھی نہیں۔ جناب سپیکر! اگر اس طریقے سے ہوا ہے جس طریقے سے اخبار میں آیا' یا جس طرح سے لوگ بتا رہے ہیں۔ اس کی وزیر بلدیات اپنے طور پر انکوائری کرالیں۔ اگر اس میں کوئی سچائی ہے اور جو بھی ذمہ دار آدمی وہاں ہو اس کے خلاف ضرور ایکشن ہونا چاہیے تاکہ بحیثیت مسلمان اس طرح کا واقعہ دوبارہ کبھی پیش نہ ہو سکے۔ تو میں آپ کی وساطت سے قائم مقام وزیر لوکل گورنمنٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنے طور پر ضرور کسی ڈویژنل ہیڈکوارٹر کے کسی آفیسر کو وہاں بھیج کر ' وہاں کے لوگوں کی بات سن کر' آفیسرز کی بات سن کر اس واقعے کی تحقیق کرالیں ' یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اگر اس کو آپ انسانیت کے ناتے اور بحیثیت مسلمان دیکھیں تو ضرور آپ کا دل کرے گا کہ اس کی تحقیق ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ وزیر بلدیات صاحب! آپ اس کو دیکھ لیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے۔

وزیر بلدیات، جناب والا! اس کو دیکھ لیا گیا ہے ۔یہ خود بھی سنی سنائی بات کر رہے ہیں۔ پہلے تو ضروری یہ تھا کہ یہ خود investigate کرتے۔ یہ on the floor of the House کھڑے ہو کر اتنی بڑی بات کر رہے ہیں ---

جناب قائم مقام سپیکر، ان کی investigation تو ہم نے ماننی ہی نہیں تھی۔

وزیر بلدیات، نہیں ۔ یہ خود بھی تو اس بارے میں معلوم کرتے ۔ انھوں نے کہا کہ "ہم نے بھی سنا ہے" اور یہ بھی چیک کروا لیتے۔ ہم نے اسے چیک کرا کے اور اس بارے میں پوری تسلی کر کے جناب کے خدمت میں عرض کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں اس کو dispose of کرتا ہوں--- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24 بھی جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

بھکر پولیس کا بستی ڈھڈی والا پر چھاپہ اور عورتوں پر ظلم و تشدد

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "چٹان" لاہور کی مورخہ 12 جون 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "بھکر پولیس کا پورے گاؤں پر حملہ' ظلم کی انتہا کر دی۔" تفصیل اس کی یہ ہے کہ بھکر کے قریب تقریباً ایک سو گھروں پر آباد ایک بستی ڈھڈی والا پر پولیس کا ریڈ عورتوں پر تشدد اور ظلم کی انتہا' ایک لڑکی عزیزاں مائی شدید

زخمی ہو گئی جسے لاہور کے ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا۔ متاثرین ڈھڈی والا نے صحافیوں کو بتایا کہ پولیس ہمارے ملکیتی رقبہ سے ہمیں بے دخل کرنا چاہتی ہے اور ہمیں اجاڑنا چاہتی ہے۔ اس سے پہلے بھی پولیس غنڈوں اور بدمعاشوں سے مل کر ہم پر حملہ آور ہوئی لیکن رات کی تاریکی میں ان کی گاڑی ریت میں دھنس گئی ہمارے آدمی کو اغواء کرنے کی غرض سے آنے والے انسانیت دشمن فرار ہو گئے۔ ظلم کی انتہا ہے کہ ظالموں پر مقدمہ درج کرنے کی بجائے الٹا بے رحم پولیس نے مظلوم اور بے سہارا دیہاتیوں پر مقدمہ درج کر دیا۔ پولیس پارٹی نے ریڈ کے دوران عورتوں اور بچوں پر تشدد بھی کیا اور پورے گاؤں کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دیتے ہوئے للکارتے رہے۔ صحافیوں کی ٹیم موقع پر پہنچی تو بچے بوڑھے اور عورتیں جمع ہوگئیں اور رو رو کر اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی داستان سنائی۔ مذکورہ گاؤں کے رہائشی کہتے ہیں کہ یہ رقبہ ہمارے آباؤ اجداد نے خریدا تھا اور اس رقبے سے ان پر جبراً بے دخل کیا جا رہا ہے۔ پولیس کے ظلم و ستم کی وجہ سے غریبوں کی بستی میں غریب اپنے وطن میں سہمے سہمے اور خوف زدہ ہیں۔ پولیس گردی کی وجہ سے علاقے کے عوام میں شدید غم و غصہ' بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اس مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، شکریہ' جناب سپیکر! معزز رکن نے پہلے تحریک استحقاق پیش کی تھی اس کے بعد ایک تحریک التوائے کار' جس کا جناب شوکت داؤد صاحب نے بھی جواب دیا ہے اور اس کے بعد یہ تحریک پیش کی گئی۔ یہ تمام تحریکیں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں اور میں اس سے پیشتر بھی یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ ایسے جتنے بھی واقعات ہیں there is a background. یہ نہیں کہ ایک واقعہ ہوا' پولیس نے کسی کے ساتھ زیادتی کی تو تحریک التوائے کار آ گئی' یا پولیس نے کسی کا نام ضمنی میں لکھ دیا اور تحریک استحقاق آ گئی۔ باقاعدہ اس کی back ground ہے اور وہاں پر political confrontation ہے یا ہمارے دو بھائیوں یا دو دھڑوں کے مابین polarization ہے اور یہ سارے کا سارا وہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ایک واقعہ سے متعلق اس ایوان میں پیش ہونے والی یہ تیسری تحریک ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا۔

جناب والا! مورخہ 06-06-1999 کو مسمی رستم خان ولد حاکم خان قوم بوٹھر سکنہ 39/TDA بھکر نے تحریری درخواست دی کہ آج میں مع خالق داد' مرید کاظم ایک ٹیکسی کار جس کے ڈرائیور کا

نام محمد اقبال ہے مسمی محمد حسین چھینہ کے ڈیرہ واقع موضع گل سکلہ منگیرہ اپنے ایک نجی کام سے جا رہے تھے کہ تقریباً پانچ بجے صبح مسمی اقبال چھینہ کے ڈیرہ کے نزدیک پہنچے تو آگے سے مسمیان ولی داد وغیرہ لیجانہ چھینہ اور اٹھارہ ' انیس مسلح افراد مہ اسلحہ آتشیں آ گئے اور کار کو روک کر اقبال ڈرائیور سے کار کی چابی چھین لی اور ہمیں نیچے اتار کر مارنا شروع کر دیا۔ اسی اثناء میں پیچھے سے ایک ٹریکٹر پر مسمی رب نواز اور اس کا بھائی بشیر احمد چھینہ بھی آ گئے ان کو بھی ولی داد وغیرہ نے روک کر مارنا شروع کر دیا۔ رب نواز' بشیر اور اقبال کی مشکیں ملزمان نے باندھ دیں اور جملہ اشخاص کو ملزمان نے اپنے گھروں کی طرف چلنے کو کہا کہ اسی اثناء میں رستم خان مدعی خالق داد اور مرید کاظم جھازیوں اور ٹیلوں کی اوٹ لے کر بھاگ پڑے۔ ملزمان نے ان پر فائرنگ کی مگر وہ ٹیلوں کی اوٹ میں ہو کر اپنی اپنی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔ رب نواز وغیرہ کو تین ملزمان پکڑ کے اغواء کر کے لے گئے اور کار اور ٹریکٹر بھی زبردستی چھین کر لے گئے۔ مسمی رستم خان کی رپورٹ پر مقدمہ نمبر 73 مورخہ 06-6-1999 بجرم 365/395 ت۔پ تھانہ منگیرہ رجسٹر ہوا جو زیر تفتیش ہے ۔ مورخہ 99-06-08 کو پولیس پارٹی نے مقدمہ ذکیتی ہذا جو کہ سنگین نوعیت کا جرم ہے میں ملوث' ملزمان کی گرفتاری کے لیے مسمی غلام محمد ولد غلام جیلانی قوم لیجانہ چھینہ سکنہ ڈھڈی والا پر ریڈ کیا تو مسمیان غلام محمد ' محمد انور اور غلام سرور نے مسلح اسلحہ آتشیں پولیس پارٹی پر فائرنگ کی اور مسماۃ حلیمہ عزیزاں وغیرہ 6/7 عورتوں نے مسلح سوٹے' ڈنڈے پولیس پارٹی پر حملہ آور ہو کر مزاحمت کی اور دو کانسٹیبلوں کی سرکاری وردیاں پھاڑ دیں۔ مسماۃ عزیزاں مائی اپنی ہی کسی عورت کا ڈنڈا' جو پولیس پارٹی پر برسا رہی تھیں ' لگنے سے معمولی مضروب ہوئی جس پر مسمیان غلام محمد وغیرہ اور دیگر 6/7 عورتوں پر پولیس پارٹی کے ساتھ مزاحمت کرنے پر مقدمہ نمبر 74 مورخہ 99-6-8 بجرم 353/324/148/149/186 ت پ تھانہ منگیرہ درج رجسٹر ہوا جو زیر تفتیش ہے۔ اس مقدمہ میں ملزمان تاحال گرفتار نہیں کیے گئے۔ ان کی گرفتاری درپیش ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ کسی شخص نے ڈھڈی والا کے باشندوں پر مبینہ طور پر زبردستی زمین کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے کوئی حملہ نہیں کیا اور نہ ہی دوران ریڈ پولیس پارٹی کے ساتھ مخالف فریق کا کوئی شخص تھا۔ یہ بالکل غلط ہے کہ پولیس نے غنڈوں اور بدمعاشوں کو ہمراہ لے کر ڈھڈی والا پر حملہ کیا یا دھاوا بولا ہے۔ دراصل ملزمان جنھوں نے سنگین نوعیت کے جرم کا ارتکاب کیا ہے' کی گرفتاری کے لیے جب پولیس نے ریڈ کیا تو انھوں نے پولیس پر حملہ کیا' سرکاری ڈیوٹی کی ادائیگی میں مزاحم ہو کر حملہ کیا۔ بہرحال مندرجہ بالا تمام مقدمات کو میرٹ پر یکسو کیا جائے گا۔ اس بارے میں تحریک التوائے کار میں پولیس پر لگائے گئے

الزامات قطعاً بے بنیاد ہیں۔ متعلقہ تفتیشی افسران کو سختی سے یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تفتیش میرٹ پر کریں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ نے ابھی جو رپورٹ منگوائی ہے' وہ بھی سامنے آجائے گی۔ اس میں بھی سارے واقعات درج ہوں گے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ اتنا simple معاملہ نہیں ہے ۔ پہلے ہی یہ معاملات ہائی کورٹ تک پہنچے ہوئے ہیں۔ میں جناب کی خدمت میں وہ رپورٹ بھی پیش کر دوں گا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو رد فرمایا جائے۔ اس لیے کہ آج آپ نے ایوان میں دیکھ لیا کہ ایک وقوعہ سے متعلق یہ تیسری تحریک آچکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : میں آپ کی بات سننے کے بعد اسے dispose of کرتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں کوئی سیاسی back ground نہیں۔ وہاں مسلم لیگی ایم این اے اور میرا آپس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ یہ کوئی سیاسی معاملہ یا لڑائی بھی نہیں۔ جناب سپیکر! صرف لالچ کی لڑائی ہے۔ دوسرے حلقے کے ایم پی اے یہاں آ کر اپنے لالچ کی خاطر مداخلت فرما رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس ہاؤس کے کسی ممبر کو وہاں بھیج دیں۔ کسی ممبر کو انکوائری افسر بنا کر بھیج دیں۔ وہ وہاں انکوائری کرے اور جو حقائق سامنے آئیں اس ہاؤس میں پیش کرے۔ جناب والا! اگر اس میں میری گزارشات سے متعلق کوئی غلط بیانی ثابت ہو جائے تو جو آپ سزا تجویز کریں گے میں جھیلنے کے لیے تیار ہوں گا۔ میری تو کھلی آفر ہے کہ حکومت کسی بھی آدمی کو انکوائری افسر مقرر کر دے۔ ہاؤس کی کمیٹی بنا دیں' کسی دیانت دار آفیسر کو وہاں بھیج دیں جو وہاں کے حالات کی انکوائری کرے اور اس ہاؤس کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ بشارت صاحب نے دوسری بات یہ فرمائی ہے کہ واقعات مختلف ہیں۔ جناب والا! میں نے جو تحریک استحقاق دی ہے اس میں' میں نے کہا ہے کہ میرے پاس وہ ملزمان نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار سعید اکبر صاحب! وہ بات تو ختم ہو گئی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ اور فکر نہ کریں' آپ تو ہاؤس کی کمیٹی کی بات کرتے ہیں۔ آپ بے شک مجھے وہاں کسی دن بلوائیں۔ میں خود آجاؤں گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25' میاں محمد ثاقب خورشید' میاں نوید طارق' میاں زاہد نواز ' الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی اور چودھری نذیر احمد کی طرف سے ہے۔

بنک آف پنجاب کے ریجنل دفاتر کا خاتمہ

میاں محمد ثاقب خورشید: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دو سال قبل بنک آف پنجاب کی ہائر مینجمنٹ نے روایتی بنکنگ سے ہٹ کر progressive banking کا نظریہ متعارف کروایا۔ قلیل المدت قرضوں' cash limits کے اجراء کا اختیار ریجنل آفسز کو دے کر روایتی طویل کاغذی کارروائی کو ختم کیا گیا۔ بنک آف پنجاب کے اس اقدام نے نہ صرف بنک آف پنجاب کو ملک کے دوسرے صف اول کے بنکوں کی فہرست میں لاکھڑا کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے متوسط کاروباری طبقے میں ایک اعتماد پیدا کیا۔ حال ہی میں بنک آف پنجاب کی نئی ہائر مینجمنٹ نے ریجنل آفسز ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس سے بنک آف پنجاب سے وابستہ کاروباری حلقوں میں شدید تشویش محسوس کی جا رہی ہے۔ کیونکہ ریجنل آفسز ختم ہونے کے بعد تمام اختیارات لاہور ہیڈ آفس منتقل ہو جائیں گے۔ جنوبی پنجاب سے تعلق رکھنے والے وہ کاروباری حضرات جو بنک آف پنجاب سے مالی لین دین کر رہے ہیں اپنا کاروبار دوسرے بنکوں میں لے جانے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

ہم میں سے کوئی بھی ماہر معاشیات ہونے کا دعوے دار نہیں مگر موجودہ معاشی صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے جب پنجاب کے کاروباری طبقے کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینے کی ضرورت ہے' چہ جائیکہ بنک آف پنجاب اپنے کسٹمرز کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولت پیدا کرتا' بنک آف پنجاب کی نئی مینجمنٹ کی جانب سے ریجنل آفسز ختم کرنے کا فیصلہ ہماری محدود معاشی فہم و فراست سے بالاتر ہے۔ اس اہمیت عامہ کے حامل مسئلہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جہاں تک اس خدشہ کا تعلق ہے کہ بنک کا کاروبار ریجنل دفاتر کے بند ہونے سے کم ہو جائے گا' یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کھاتہ داروں کے ساتھ پہلے بھی برانچیں deal کرتی تھیں اور اب بھی برانچیں ہی deal کر رہی ہیں۔ پہلے برانچ منیجر قرضوں کی منظوری ریجنل دفاتر یا زیادہ سے زیادہ limit کی صورت میں ہیڈ آفس سے لیتے تھے۔ اب بھی قرضوں کی منظوری کے لیے ہیڈ آفس سے رابطہ کر رہے ہیں۔ جتنا وقت برانچوں کو ریجنل دفاتر سے منظوری لینے کے لیے درکار ہوتا تھا اتنا ہی وقت ہیڈ آفس سے منظوری لینے میں درکار ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ریجنل دفاتر کے بند ہونے سے عوام الناس کو پریشانی ہوگی اور ہیڈ آفس کی منظوری میں زیادہ وقت لگ جائے

کا' بالکل درست نہیں۔ آج کے جدید دور میں بنک آف پنجاب کی تمام برانچوں میں ٹیلی فونز کی سہولت موجود ہے۔ علاوہ ازیں تمام بڑی برانچوں کے پاس فیکس مشینیں لگی ہوئی ہیں اور کوریئر کی سہولتیں بآسانی دست یاب ہیں۔ ان حالات میں یہ ممکن نہیں کہ برانچوں کی ہیڈ آفس تک رسائی میں غیر ضروری تاخیر ہو گی۔ ہیڈ آفس میں سینئر اور تجربہ کار سٹاف کی موجودگی میں قرضوں کے اجراء کا کام سٹیٹ بنک کے قواعد و ضوابط کے عین مطابق اور زیادہ جلدی کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر ! اس امر کا ذکر بھی یہاں ضروری ہے کہ بنک کے ریجنل دفاتر میں تقریباً اڑھائی سو کے لگ بھگ سٹاف جمع ہو چکا تھا۔ یہ تمام ملازمین زیادہ تر وہی کام سرانجام دیتے تھے جو ہیڈ آفس میں بھی ہو رہا تھا۔ ریجنل دفاتر سے فارغ ہونے والے سٹاف کو برانچوں میں سٹاف کی کمی پر قابو پانے کے لیے استعمال کیا گیا۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ بنک آف پنجاب نے ریجنل دفاتر کے کسی ملازم کو نوکری سے برخاست نہیں کیا۔ بلکہ ریجنل دفاتر کے خاتمے جیسے اہم قدم سے بنک کے انتظامی اخراجات پر کنٹرول کرنے میں مدد ملی ہے اور ریجنل دفاتر کے قیام کے بعد یہ بات شدت سے محسوس کی گئی کہ جو کام ہیڈ آفس میں جلدی اور بآسانی نپٹائے جا سکتے تھے وہ ریجنل دفاتر کی وجہ سے duplication کا شکار ہو رہے تھے ۔ ریجنل دفاتر پر اٹھنے والے اخراجات' جیسا کہ دفاتر کے کرائے' گاڑیاں' پٹرول اور دوسرے اخراجات پہ خاطر خواہ حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ جبکہ کام کی رفتار میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی آئندہ ہو گی۔ ریجنل دفاتر میں جو کام بیس اور پچیس ملازمین کر رہے تھے وہی کام ہیڈ آفس میں معمولی ردوبدل کے ساتھ موجودہ سٹاف ہی سرانجام دے رہا ہے۔ اس بات کو واضحکیا جاتا ہے کہ یہ قدم کھاتہ داروں کی سہولت اور کاروباری فروغ کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہے ۔ امید واثق ہے کہ اس سے مثبت نتائج پیدا ہوں گے اور کسی کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر ! اس کے باوجود میرے دوستوں کو کچھ خدشات ہوں تو میں چیئرمین' بنک آف پنجاب کو بلوا کر ان کے ساتھ ایک میٹنگ کروا دوں گا اور ان کے تمام خدشات کا ہم پوری تندہی سے ازالہ کریں گے۔

میاں محمد ثاقب خورشید : جناب سپیکر ! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان جناب میاں محمد نواز شریف نے ملک کی معاشی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے مختصر عرصے میں جو اقدامات کیے' ماضی میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ جناب عالی ! خود روزگار سکیم' چھوٹے قرضوں کا اجراء' متوسط کاروباری

طبقے کو زیادہ سے زیادہ مراعات دینا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں ثاقب خورشید صاحب! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے تحریک التوائے کار پیش کی ہے' وزیر خزانہ صاحب نے اس کا جواب دیا ہے۔ اب آپ نے تو حکومتی پالیسی بیان کرنا شروع کر دی ہے۔

میاں محمد ثاقب خورشید: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں عوام سے زیادہ سے زیادہ قربت پیدا کرنے کے لیے' زیادہ رابطہ رکھنے کے لیے' قابل دسترس بنانے کے لیے' معاشی ترقی کے لیے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں؟ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ کیا آپ حکومت کی پالیسی پر بات کر رہے ہیں؟ آپ نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی' اور وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے کہ ان کے خدشات بے بنیاد ہیں۔ اس کے باوجود اگر یہ محسوس کرتے ہیں تو آ جائیں' وہ چیئرمین کو بلوا کر آپ کی میٹنگ کروا دیتے ہیں' بات ختم ہوئی۔ آپ کے خدشات کا تو جواب دے دیا گیا ہے۔ آپ وزیر خزانہ سے مل لیں۔ ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔ تو میں اس تحریک کو dispose of کرتا ہوں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 26' حاجی محمد نواز کلیار صاحب کی ہے۔ جی کلیار صاحب فرمایئے۔

ایم ایس ڈی ایچ کیو ہسپتال' فیصل آباد کی بے ضابطگیاں

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میری آج کی گزارشات انسانی زندگیوں سے کھیلنے والے ان درندہ صفت عناصر کے خلاف ہیں جن کے دلوں میں خوف خدا نام کی کوئی شے موجود نہیں۔ میری مراد سرکاری ہسپتالوں میں متعین چند بے ننگ و نام' خود سر اور لالچی اہل کار ہیں۔ بات کے آغاز سے یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں سرکاری ہسپتالوں میں فرض شناس خدا ترس اور صاحب تحسین افراد اپنے فرائض کماحقہ' احسن طریق سے سرانجام دے رہے ہیں میں ان کی پیشہ وارانہ عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ ان کے برعکس جن نااہل اور غیر ذمہ دار اہل کاروں کی نشان دہی کر رہا ہوں میری ان سے کوئی ذاتی عداوت نہیں' بلکہ میں اپنے قومی فرض منصبی کے تقاضوں کو پورا کرنا عین عبادت سمجھتا ہوں۔ میری حق گوئی و بے باکی کے ہدف

تنقید میرے اپنے شہر فیصل آباد کے پروفیسر عبید اللہ پرنسپل پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد ہیں جن کو بطور خاص ایم' ایس(ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال فیصل آباد) کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف جو باتیں ہیں وہ الزام برائے الزام نہیں بلکہ حقیقت کا کھلا ثبوت ہیں جن کی غیر جانب دارانہ انکوائری کے لیے جناب سپیکر! میں آپ سے بھرپور استدعا کروں گا۔ حسب ذیل غیر معاندانہ معاملات اور غیر قانونی بے ضابطگیوں کا اختصار سے ذکر کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

1- پروفیسر عبیداللہ صاحب کو 70 لاکھ روپے کا بجٹ عوام الناس کے بیمار طبقہ کو ادویات کی فراہمی کے لیے مختص کیا گیا بجٹ کی اتنی خطیر رقم جوں کی توں پڑی ہے اور سارا سال حاجت مند مریضوں کو ادویہ کے حصول سے غیر قانونی طور پر محروم رکھا گیا ہے جبکہ جون 1999ء کے مہینہ کی آمد آمد ہے اور تمام بجٹ جس مقصد کے لیے دیا گیا تھا پتا نہیں کتنے دوائیوں سے محروم بیماروں کے لیے جان لیوا ثابت ہو گا۔

2- ان ڈور مریضوں کا ڈاکٹر صاحبان معائنہ کرنے بلاناغہ نہیں آتے اور نہ ہی انہیں ہسپتال سے ادویات کی سہولت میسر ہے۔

3- آؤٹ ڈور مریضوں کو جو ادویات خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے انہیں ہسپتال سے قطعاً طور پر دوائی نہیں ملتی۔

4- پروفیسر موصوف کے دور میں ہسپتال کی انتظامیہ پورے طور پر ناکام ہو چکی ہے جو ڈاکٹری کے مقدس پیشہ کی پامالی کے مصداق ہے۔

5- یہ حقیقت ہے کہ پروفیسر موصوف 10 لاکھ کے فراڈ میں ملوث پائے گئے۔ ایک انکوائری کمیٹی نے ان کے خلاف فیصلہ بھی صادر کیا لیکن تاحال مذکورہ فیصلہ کا اطلاق نہیں کیا گیا۔

6- پروفیسر موصوف کے ہم نوا ڈاکٹر حامد امتیاز (ایڈیشنل ایم ایس) لوکل مارکیٹ سے ادویات خرید کر اپنے عزیز و اقارب اور یار دوستوں کی خوش نودی کے لیے غیر قانونی طور پر ادویات فراہم کرنے کے قبیح فعل میں ملوث ہیں جبکہ ضرورت مند غریب بیمار جو ادویات کے قانونی حق دار ہیں اس سہولت سے محروم ہیں۔

7- ہسپتال کے سائیکل سٹینڈ کا ٹھیکہ 4 لاکھ روپے ہے۔ ٹھیکہ کی مدت ختم ہوئے عرصہ گزر چکا ہے جبکہ حاضر ٹھیکے دار پروفیسر موصوف کی ملی بھگت سے غیر قانونی ٹھیکہ کی رقم کا بندر بانٹ کر رہے ہیں۔

8- پولیس کی نئی بھرتی میں تقریباً 300 جوانوں کا میڈیکل چیک اپ کیا گیا جس کی فیس گورنمنٹ کے خزانے میں جمع نہیں کرائی گئی' بلکہ یہ رقم ڈاکٹر حامد امتیاز اور پروفیسر موصوف نے نصف نصف اپنی جیب میں ڈال کر سرکاری خزانہ کو نقصان پہنچایا۔

9- نااہل انتظامیہ کا منہ بولتا ثبوت اس سے کیا کم ہو گا کہ ہسپتال کی تمام گاڑیاں ناکارہ ہو چکی ہیں اور کوئی ایک گاڑی بھی حسب ضرورت دست یاب نہیں ہو سکتی' اس تکلیف کا اندازہ وہ مریض ہی کر سکتا ہے جو زندگی کے لیے تڑپ رہا ہو۔

10- 10 ماہ سے زیادہ عرصہ گزرنے کو ہے اور پاکستان کے تیسرے بڑے شہر تا حال D.H.Q H. میں کسی ایمان دار محنتی اور فرض شناس میڈیکل سپرنٹنڈنٹ کا تقرر بلاجواز تاخیر میں ڈالا ہوا ہے اور ایک نااہل اور غیر ذمہ دار شخص کو مسیحا بنایا گیا ہے جس کا سیاہ دور غیر قانونی مالی بے ضابطگیوں سے عبارت ہے۔

جناب والا! میں نے ان غیر قانونی مالی بے ضابطگیوں کی طرف اجمالاً اشارہ کیا ہے جو فیصل آباد کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں ہو رہی ہیں۔ چنانچہ میں درخواست کروں گا کہ مذکورہ بالا معاملات کو غیر جانب دارانہ تحقیقات کرانے کے احکام صادر فرمائیں اور الزامات کے مرتکب افراد کو کیفرکردار تک پہنچایا جائے۔ اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی معطل کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر صحت!

وزیر صحت، جناب یہ تحریک التوائے کار پرسوں شام دیر سے ہمیں موصول ہوئی ہے۔ اس میں میرے فاضل دوست نے کافی چیزوں کا ذکر کیا ہے اس لیے میں نے کہا ہے کہ اس پر پوری انکوائری کر کے مجھے رپورٹ دی جائے تا کہ میں on the floor of the House آپ کے سامنے اور اپنے فاضل دوست اور معزز ایوان کے سامنے اپنے آپ کو commit کر سکوں۔ اگر اس میں کوئی ایک واقعہ ہوتا تو یقیناً ہم ایک دن میں آپ کے سامنے پیش کر سکتے تھے مگر اس میں کافی چیزیں ہیں

We have to look into it, we have to probe into it before we come back with details.

جناب قائم مقام سپیکر، اس کی انکوائری کی رپورٹ آنے کے بعد آئندہ اجلاس میں اس کا جواب دیں گے؟

وزیر صحت، جی ان شاء اللہ۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے خلاف انکوائری مکمل ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان کے پاس اضافی چارج ہے لیکن نہ وہ ادھر بیٹھتے ہیں اور نہ ہی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بیٹھتے ہیں۔ اگر ادھر جاتے ہیں تو وہ صاحبان فرماتے ہیں کہ وہ اس ہسپتال میں ہیں اور ادھر والے کہتے ہیں کہ اس ہسپتال میں ہیں۔ گاڑیوں اور ٹھیکوں کی بندر بانٹ ہو رہی ہے اور مریضوں کی جو حالت ہے اس سے زیادہ منہ بولتا ثبوت اور کیا ہے؟ جناب والا! جیسے میرے بھائی نے پہلے کہا ہے آپ ایک انکوائری hold کریں اور کسی بھی رکن کو بھیج دیں تاکہ وہ وہاں کے مریضوں کی حالت دیکھ لے۔ ان لوگوں کی حالت دیکھ لے جو بالکل بے سہارا ہیں' جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ان کو نہ کوئی دوائی ملتی ہے اور نہ ہی کوئی اور سہولت ملتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کلیار صاحب! ہیلتھ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انکوائری کروا رہے ہیں۔ لیکن آپ اس کے علاوہ کوئی فوری بات چاہتے ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت سے گزارش کروں گا کہ آپ فوری طور پر وہاں تشریف لے جائیں اور یہ انکوائری کر کے دیکھ لیں اور اس میں جو آدمی بھی ملوث پایا جائے اس کے خلاف کارروائی کریں۔ یہ جلدی کریں۔ meanwhile ہیلتھ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انکوائری کروا رہے ہیں۔ لیکن معزز ممبر یہ چاہتے ہیں اور یہ مسئلہ کافی سنجیدہ ہے' اس لیے آپ تشریف لے جائیں اور خود انکوائری کریں۔

وزیر صحت، جناب والا! میں اپنے چیمبر میں معزز ممبر کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے پر تفصیلاً discuss بھی کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! جو انکوائری پہلے ہو چکی ہے' آج تک اس پر عمل در آمد کیوں نہیں ہوا؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اس میں کوئی ذکر نہیں کیا اور ہمارے پاس بھی کوئی رپورٹ نہیں کہ کوئی انکوائری ہو چکی ہے۔ اگر ہو چکی ہے تو اس کے لیے بھی آپ وزیر صحت کو بتائیں اور یہ اس پر فوراً عمل در آمد کرواتے ہیں۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، جناب والا! میں نے اپنی تحریک میں پوائنٹ نمبر 5 پر ذکر کیا ہے کہ موصوف 10 لاکھ کے فراڈ میں ملوث پائے گئے۔ ایک انکوائری کمیٹی نے ان کے خلاف فیصلہ بھی صادر کیا لیکن تاحال مذکورہ فیصلے پر اطلاق نہیں کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ وزیر صحت صاحب سے مل لیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ پہلی انکوائری پر فوری طور پر عمل کروائیں۔

حاجی محمد نواز خان کھیار، جناب والا! جیسے آپ کی مرضی شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر!

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزراء صاحبان کو محکمہ کوئی صحیح بات نہیں بتاتا۔ جیسے میں نے دریا خان کی بات کی اسی طریقے سے انھوں نے یہ فرمایا کہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ لیکن منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ چونکہ یہ بہت لمبا معاملہ ہے' اس لیے میں اس پر کچھ کہنا اور کچھ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ میری بات غور سے سنتے تو آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ میں نے ہیلتھ منسٹر صاحب سے کہا کہ اس انکوائری پر implementation کروائیں اور کھیار صاحب نے جو نئے واقعات بتائے ہیں اس پر منسٹر صاحب جو انکوائری کروا رہے ہیں اس کے علاوہ میں نے پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت سے ذاتی طور پر کہا ہے کہ وہ اس اجلاس کے فوراً بعد جا کر اس کی انکوائری کر لیں اور میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ جب وہ انکوائری کریں تو معزز ممبر کو ساتھ شامل کر لیں تاکہ ان کے سامنے یہ بات ہو جائے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ---

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ تو محرک بھی نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ان سے کہا ہے کہ یہ بات ہو گئی ہے۔

وزیر صحت، جناب والا! یہ تو غالی شرارت کے موڈ میں رہتے ہیں۔ جناب والا! اس کی تھوڑی سے وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ جس انکوائری کی فاضل محرک بات کر رہے ہیں اس کا اس تحریک کے

ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح تو کئی افسران کے خلاف کئی انکوائریاں چل رہی ہیں۔ ہم ان کو دیکھ لیں گے مگر ابھی تو اس تحریک کے حوالے سے بات ہونی چاہیے اور ان شاء اللہ میں اپنے فاضل دوست کو مطمئن کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ سعید اکبر صاحب! آپ شرارت نہ کیا کریں، شرارتوں سے باز رہیں۔ اس اجلاس کی آخری تحریک التوائے کار نمبر 27 راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی طرف سے ہے۔

تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی محکمہ تعلیم کے اہل کاران کی غیر قانونی برخاستگی

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کو روزگار فراہم کیا جائے۔ مگر اس پالیسی پر عمل کرنے کی بجائے تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی محکمہ تعلیم کے افسران اس کے برعکس چل رہے ہیں۔ انہوں نے محکمہ تعلیم سے سینکڑوں افراد کو بغیر کسی وجہ کے نکالنا شروع کر رکھا ہے۔

جس کا ثبوت یہ ہے کہ مسٹر خالد محمود، مس ساجدہ بتول، رقیہ بیگم، عطرت النساء، محمد یعقوب، مس شہناز بیگم، نگہت، روبینہ ناز، پی ٹی سی ٹیچرز اور محمد ایوب نائب قاصد جن کی سروس دس سال سے بھی زائد تھی اور ان کی تقرری قانون اور ضابطہ کے تحت ڈسٹرکٹ اور تحصیل ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارشات پر ہوئی تھی ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کافی مثالیں ایسی ہیں۔ نہ صرف ان کو ملازمت سے برخاست کیا جا رہا ہے بلکہ ان کو تنخواہوں کی واپسی کے لیے نوٹس جاری کیے جا رہے ہیں کہ انہوں نے جو تنخواہیں گورنمنٹ کے خزانے سے حاصل کی ہیں جمع کروائیں۔

محکمہ تعلیم گوجر خان ضلع راولپنڈی کے اس عمل سے پوری تحصیل میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لوگ جلوس نکال رہے ہیں اور اس زیادتی پر نالاں اور سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ لہذا میری تحریک التوائے کار کو منظور کر کے اس پر بحث کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شرقپوری صاحب! آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ راجہ صاحب آپ کی تحریک التوائے کار مکمل ہو گئی ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میں نے پڑھ دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب والا! جیسا کہ جاوید اخلاص صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت کی پالیسی کے برعکس لوگوں کو بے روزگار کیا جا رہا ہے۔ میں یہ یقین سے کہتا ہوں اور یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس محکمے نے حکومت کی کسی پالیسی کے خلاف خدا کے فضل وکرم سے کام نہیں کیا اور نہ ہی یہ کر سکتا ہے اور نہ ہی کرے گا۔ ہم حکومت کی پالیسیوں کو promote کرتے ہیں۔ جہاں تک انھوں نے ان افراد کا ذکر کیا ہے جو محکمے کے ملازمین تھے اور ان کو برخاست کیا گیا ہے۔ یہ جناب والا! آرمی سروے کے نتیجے میں' جن لوگوں کے documents مشکوک پائے گئے یا ان کی تقرریاں غلط طریقے سے ہوئیں اور ان کی باقاعدہ جانچ پڑتال چار دفعہ مرکز اور تحصیل کی سطح پر کمیٹیوں سے کروائی گئی۔ جس میں ڈپٹی کمشنر' کمشنر نے خود حصہ لیا اور ان کی ایک ایک چیز کی پڑتال کی گئی۔ documents کی پڑتال بورڈ سے کروائی گئی۔ یہ اشخاص جن کا ذکر راجہ صاحب نے کیا ہے یہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں اور اگر ان کی پھر بھی تسلی نہیں تو میں ان سارے بندوں کے لئے یا ان کی پوری تحصیل کا جو عملہ متاثر ہوا ہے' یہ اس کمیٹی میں بیٹھ جائیں ہم ایک دفعہ پھر سکروٹنی کمیٹی ان کے ساتھ بٹھا دیں گے۔ اگر پھر بھی ان کی تسلی نہ ہو تو پھر میں اس کے اوپر کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف گوجر خان میں نہیں ہوا' پورے راولپنڈی ضلع میں ہوا ہے' پورے پنجاب میں ہوا ہے۔ راجہ صاحب صرف گوجر خان تک pin point کر کے ہمیں blame نہ کریں۔ یہ عمل سارے پنجاب میں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں وزیر تعلیم صاحب سے عرض کروں گا کہ آپ نے بجا فرمایا۔ یہ سروے ہوا' سکروٹنی ہوئی۔ لیکن آپ کے پاس میرے پاس تمام معزز ممبران کے پاس ایسی مثالیں ہیں کہ مختلف جگہ پر ٹیچرز کو بلاوجہ خراب کیا گیا اور یہ میرے حلقے میں تحصیل چونیاں میں یہ مثالیں موجود ہیں کہ جہاں دس ہزار روپیہ دے دیا گیا وہاں پر ہر چیز clear ہو گئی اور جہاں پر انھوں نے ضد کی میں نے intervene کیا تو پتا چلا یہ clear ہے اس کو جان بوجھ کر آرڈر نہیں دیے جا رہے۔ یہ ایسی مثالیں ہیں' اس لیے آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ foolproof ہے۔ کالی بھیڑیں ہر جگہ ہوتی ہیں۔ آپ نے بڑی خوب صورت بات کہی کہ معزز رکن بیٹھ کر یہ چیز چیک کر لے۔ جہاں پر ناانصافی ہو رہی ہے' کرپشن ہو رہی ہے غلط بات ہو رہی ہے اس کے خلاف ایکشن لیں۔ میں راجہ صاحب سے بھی یہ درخواست

کروں گا۔۔۔۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! میں اس سلسلے میں دو منٹ کے لیے اجازت چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ آپ بیٹھ کر ہی خود دیکھ لیں کہ۔۔۔۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: دو منٹ کے لیے میری بات سن لیں' اس کے بعد جو فیصلہ آپ صادر فرمائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب والا! جو وزیر موصوف نے وضاحت کی ہے' میں نے جس کیس کی نشان دہی کی ہے اس کا اس چیز سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب سپیکر! یہ تقرریاں سال 90-1989ء میں ہوئی تھیں اور باقاعدہ قانون اور ضابطے کے مطابق ہوئی تھیں۔ اس میں کسی کے کوئی جعلی کاغذات نہیں ہیں۔ کسی کے کوئی کاغذات شارٹ نہیں ہیں۔ صرف ایک الزام محکمے نے لگایا ہے کہ آپ کی تقرری ban کے دوران ہوئی ہے۔ یہ معاملہ جناب سپیکر انتہائی سنجیدہ ہے ہاؤس کو بھی اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔ کل قائد حزب اختلاف نے بھی اپنی تقریر میں اس بات کا ذکر کیا تھا۔ چیئرمین ٹاسک فورس بھی موجود ہیں ان سے بھی میں مل چکا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میرے پاس دو تین تقرریوں کے آرڈرز کی نقول موجود ہیں۔ یہ ایک آرڈر ہوئے جس میں 81 لوگوں کو بطور پی ٹی سی ٹیچر تعینات کیا گیا۔ ایک ہی آرڈر ایک ہی دن ایک ہی تاریخ ایک ہی نمبر کے تحت۔ ان میں سے تین کو انھوں نے pick کر لیا کہ آپ کی تقرری ban کے دوران ہوئی ہے۔ تین کو انھوں نے سروس سے dismiss کر دیا اور انھیں نوٹس جاری کر دیا کہ آپ اپنی دس سال کی تنخواہیں واپس کریں۔ جناب سپیکر! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب چار پانچ سو تقرریاں ہوئی ہیں اور اس میں سے آپ 20 لوگوں کو اس بناء پر نکال رہے ہیں کہ آپ کی تقرری ban کے دوران ہوئی ہے؟ یہ سراسر ناانصافی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ساتھ بیٹھ کر دیکھیں۔ اگر اس کے باوجود آپ سمجھیں گے کہ irregularities ہیں یا آپ کی صحیح بات کو ماننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ آپ میرے پاس تشریف لے آیئے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

وزیر تعلیم: میں جناب گزارش کرنا چاہوں گا کہ میری یہ offer سارے معزز ممبران کے لیے ہے' جن کا بھی اپنے اپنے حلقے میں شک ہے ہم ان شاء اللہ سارا process پھر بھی کرنے کے لیے تیار

ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، پھر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہم ان ٹیچرز کے خلاف ہی نہیں بلکہ ان افسران کے خلاف بھی کارروائی کر رہے ہیں جنھوں نے یہ غلط کام کیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں اس کو dispose of کرتا ہوں۔ آپ ان کے پاس بیٹھ جائیں۔ اگر آپ پھر بھی محسوس کریں تو مجھے بتائیں۔ اب درخواست ہائے رخصت ہیں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ میرا ایک assurance notice ہے جو کہ میں نے پچھلے اجلاس میں پیش کیا تھا۔ اس پر ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی اور آپ نے 24 تاریخ کو پیش کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ میں نے admit کر لی ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! ایک تحریک التوائے کار میں نے پیش کی تھی آپ نے چیمبر میں اسے ختم کر دیا۔ آپ بہترین جج ہیں آپ نے صحیح سمجھا ہو گا تو اسے ختم کر دیا۔ میری اس کے متعلق صرف یہی عرض ہے کہ آپ کا حکم، حکم آخر ہے۔ میں نہ اس کو چیلنج کرتا ہوں اور نہ ہی کر سکتا ہوں۔ لیکن میں ایک وزیر صاحب کے behaviour کے متعلق یہ عرض داشت پیش کرنا چاہتا تھا کہ جو کام نہ کرنا ہو اس کے اوپر لکھ دیتے ہیں کہ consider on merit اور واضح یہ ہوتا ہے کہ یہ کام نہیں ہو گا۔ حالانکہ انھوں نے اتنے غلط کام کیے ہیں، میں آپ کو وہ مثالیں پیش کرنا چاہتا تھا کہ میرے ضلع میں میری تحصیل میں انھوں نے ایسے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ وہ مثالیں مجھے مل کر دے دیں اور آپ یقین کریں کہ میں ان کے خلاف بڑا سخت ایکشن لوں گا۔ میاں فضل حق صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہتے تھے؟ کوئی رپورٹ پیش کرنی تھی؟

میاں فضل حق، جی ہاں۔

جناب قائم مقام سپیکر، درخواست ہائے رخصت پیش کرنے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کر

لیں۔

سید اختر حسین رضوی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کوئی لطیفہ سنانا چاہتے ہیں؟

سید اختر حسین رضوی: حسب روایت جناب وزیر اعلیٰ پنجاب صوبائی اسمبلی کے ملازمین کو ہر سال بجٹ کے اجلاس میں دن رات محنت کرنے پر ایک ماہ کی خصوصی تنخواہ دیا کرتے ہیں۔ اس بجٹ اجلاس پر بھی آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ اپنے اسمبلی کے تمام ملازمین کو ...

جناب قائم مقام سپیکر: وہ دے دی گئی ہے۔ وہ sanction ہو چکی ہے۔

سید اختر حسین رضوی: شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہر بجٹ اجلاس میں اس کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ وہ ایک ماہ کی تنخواہ ان کے لیے پہلے ہی ہو چکی ہے۔ درخواست ہائے رخصت۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب قائم سپیکر: اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔ سیکرٹری اسمبلی۔

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں مورخہ 20 اور 21 جون 1999ء کے اجلاس میں طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت عنایت کی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"گزارش ہے کہ بوجہ بیماری مورخہ 20، 21، 23 اور 24 جون 1999ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا چھٹی منظور کی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک ذوالقرنین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"میں آج مورخہ 21 جون 1999ء کو لاہور میں اپنی مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

میاں نوید طارق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں نوید طارق صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"میں بوجہ ضروری کام مورخہ 18 تا 22 جون 1999ء کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ کرم ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب شوکت علی لالیکا صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی

طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"میں 24 اور 25 جون کو انتہائی مصروفیت کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ مہربانی فرما کر چھٹی منظور کی جائے"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری خالد جاوید وڑائچ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

"I could not attend Budget Session from 20th to 22nd June, 1999 due to some domestic problems Leave for three days kindly be granted"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی ہوئی)

ملک غلام مرتضیٰ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضیٰ رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ:

I could not attend Assembly session on 20th June and 24th to 26th June 1999 on account of domestic problem and ailment. Leave may be granted.

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

ملک ممتاز احمد بھچر، انھوں نے اپنی درخواست میں لکھا ہے "office"۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ آفس ہے یا اسمبلی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ اسمبلی ہے۔

سید غلام محی الدین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید غلام محی الدین رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"گزارش ہے کہ میں 15 جون، 18 جون اور 20 جون کو لاہور میں تھا۔ لیکن بعض مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ان تاریخوں کی رخصت منظور فرمائی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل خان رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"Due to misunderstanding and miss information that I missed to attend the Session on 20-06-99 Leave for 20th June 1999 may be allowed"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عبدالستار

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالستار رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہے کہ،

"I could not attend the Session on 23rd June 1999 due to illness.Kindly excuse my absence on the said day"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عمران مسعود

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں عمران مسعود رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"This is to request you that leave may be granted from 18th to25th June. I could not attend the session due to illness"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں معراج دین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں معراج دین رکن، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے کہ،

"It is respectfully submitted and I am to proceed to Islamabad/ Murree in connection with some private affairs. I would, therefore, unable to attend the Assembly Session on 21st and 22nd of June. 1999 It is therefore requested that leave applied

for may be sanctioned".

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، ملک ممتاز احمد بھچر نے صحیح فرمایا۔ بعض اوقات انسان اپنی زبان چھوڑ کر دوسری زبانیں اختیار کرتا ہے تو ایسی باتیں ہو جاتی ہیں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ خالد عباس ڈار ٹیلی ویژن پر بتا رہے تھے کہ وہ لندن گئے۔ وہاں پر جو پاکستانی رہتے تھے وہ انگلش بولنے کے سلسلے میں اتنے crazy تھے کہ ایک صاحب ان سے کہنے لگے کہ ڈار صاحب' آپ کے پروگرام بہت اچھے ہوتے ہیں۔ آپ تو ماشاء اللہ بالکل پریشر گکر ہیں۔ (قہقہے) جی میاں فضل حق صاحب!

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں فضل حق: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"تحریک التوائے کار نمبر 23 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جولائی 1999ء تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"تحریک التوائے کار نمبر 23 پیش کردہ جناب ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جولائی 1999ء تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ضمنی بجٹ بابت سال 99-1998ء کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 99-1998 کے مطالبات زر زیر غور لاتے ہیں۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت مالی سال 99-1998ء کے مطالبات زر کی کل تعداد 34 ہے۔ ان میں 16 مطالبات زر میں تخفیف کی تحاریک موصول ہوئی ہیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے درمیان طے پا جانے والے معاہدہ کے تحت مندرجہ ذیل 4 کٹوتی کی تحاریک پر حسب ذیل ترتیب سے بحث ہو گی۔

مطالبہ زر نمبر 7 متفرقات، مطالبہ زر نمبر 21 خدمات صحت، مطالبہ زر نمبر 3 جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں، مطالبہ زر نمبر 20 تعلیم۔

قاعدہ نمبر 147 اور 144 کے ذیلی قاعدہ 4 کے تحت تخفیف کی تحاریک پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی۔ پھر اس کے بعد قاعدہ مذکور کے تحت گلوٹین کے ذریعے مطالبہ زر پر رائے شماری شروع کر دی جائے گی۔ اب ہم مطالبات زر پر کارروائی شروع کرتے ہیں۔ حسب معاہدہ تخفیف کی تحریک بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 7 متفرقات سے کارروائی شروع کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 7 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 7

وزیر خزانہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 72 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 72 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔ گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے"۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں اپوز کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: مطالبہ زر نمبر 7 میں تخفیف کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس، جناب سعید اکبر خان، جناب معظم جہاں زیب احمد خان ونو، جناب منصور احمد خان، صاحبزادہ محمد عثمان خان عباسی، سردار رفیق حیدر لغاری، مولانا منظور احمد چنیوٹی، چودھری خالد جاوید وڑائچ، سید مسعود عالم شاہ، پیر شجاعت حسنین قریشی۔ جناب سعید احمد خان منیس اپنی تخفیف کی تحریک پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"12 کروڑ 72 لاکھ 8 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 7 متفرقات کو کم کرکے 1 روپیہ کر دیا جائے"۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

12 کروڑ 72 لاکھ 8 ہزار روپے کی مجموعی رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر 7 متفرقات کو کم کرکے 1 روپیہ کر دیا جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی(جناب محمد ارشد خان لودھی): جناب والا! میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک جو انھوں نے پیش کی ہے۔ میں باری باری دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اس پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ جناب سعید احمد خان منیس بسم اللہ کیجئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب والا! آج ماشاء اللہ لگ رہا ہے کہ The Ministers are on the toes کہ آج دو دو وزیروں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ جناب والا! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے عرض کروں کہ اگر قائم مقام وزیر خزانہ نے اس کا جواب دینا ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔ اگر full time Minister for Planning نے جواب دینا ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب چیئرمین! یہ میری خوش قسمتی ہے کہ جب بھی میں کسی موشن پر بات کرنا شروع کرتا ہوں تو جناب والا کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ آپ ایک بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ماشاء اللہ پرانے parliamentarian ہیں۔ اور میں آپ کی کاوشوں' کوششوں کو سراہتا ہوں۔ آپ ایک ایسے parliamentarian ہیں جو ہاؤس کی ہر کارروائی سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ قائم مقام وزیر خزانہ کو ذرا یہ فرما دیں کہ جن باتوں کی طرف point out کیا جائے۔ جن باتوں کی نشان دہی کی جائے' winding up speech میں ذرا elaborate کرکے اس کا جواب دے دیا کریں۔ میں ویسے تو ان کا بڑا احترام کرتا ہوں' کیونکہ یہ میرے بزرگ ہیں۔ ان کی مجھ سے double عمر ہے۔ اور میں ان کے برخوردار وں کی طرح ہوں۔ لیکن یہ کل بھی ہر بات پر افسوس

کرتے رہے ہیں۔ کہتے رہے کہ مجھے افسوس ہے کہ انھوں نے یہ کہا' مجھے افسوس ہے کہانھوں نے وہ کہا۔ جناب چیئرمین! آج مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ جس بات پر یہ افسوس کرتے رہے ہیں' وہ افسوس کی بات ہے کہ ان کو خود سمجھ نہیں آئی۔ تو میں آج ان سے یہ عرض کروں گا کہ میں کم از کم آج جن باتوں کی نشان دہی کروں' ان پر صرف افسوس نہ کریں' اس کا کوئی خاطر خواہ جواب بھی دیں۔

جناب چیئرمین! ٹوٹل ضمنی بجٹ 6.2 بلین ہے جس میں سے 4.94 بلین voted ہے۔ یہ اتنی بھاری رقم ہے کہ اگر میں محکمہ صحت کی مثال دوں کہ یہ ایک بڑا محکمہ ہے' اگر اس کا بجٹ دیکھیں تو یہ ضمنی بجٹ اس محکمے کے بجٹ جتنا بنتا ہے۔ اتنی بڑی رقم سے ایک مکمل محکمے کو چلایا جا سکتا ہے۔ اتنی بڑی رقم existing grant سے پوری کی گئی ہے اور یہ وہی رقم ہے جو مین بجٹ میں ہیر پھیر اور شعبدہ بازی سے رکھی جاتی ہے' جس کو بچت کہا جاتا ہے اور اس کے بعد وزیر اعلیٰ کی صوابدیدی گرانٹ بن جاتی ہے۔ پھر وہ بادشاہی احکامات جاری کرتے ہیں کہ جہاں جہاں سے گزرے وہاں بادشاہی اور نادر شاہی حکم فرما دیا کہ فلاں چیز بھی بنا دو اور فلاں چیز بھی بنا دو۔

جناب چیئرمین! میں نے بجٹ میں بھی کافی بے قاعدگیوں کی نشان دہی کی تھی لیکن حکومت نے آج تک ان کی کوئی clarification نہیں دی اور ان کے ذہن پر اب تک وہی بات سوار ہے کہ قائد حزب اختلاف نے پچھلے سال کے اعداد و شمار پیش کر دیے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ بات حکومت کو ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ میں نے رواں مالی سال کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں۔ رواں مالی سال کسے کہتے ہیں، انگریزی میں اسے current financial year کہتے ہیں اور وہ current financial year 1998-99 ہے۔ یہ جو پچھلے سال' پچھلے سال کہتے ہیں' اس کو 1997-98ء کہتے ہیں۔ 1997-98ء گزر چکا ہے۔ یہ اپنے ذہن سے ذرا یہ بات نکال دیں کیوں کہ یہ اس ایوان میں فگرز کو mix up کر کے دھوکا دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ شاید میں نے کوئی غلط فگرز quote کیے ہیں۔ میں نے بالکل درست quote کیا ہے اور جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ماشاء اللہ آپ کی competency ہم سب سے زیادہ ہے۔ آپ ان کو ہدایت کریں کہ ایک غلط بجٹ' جو پاس کر دیا گیا ہے' کم از کم اس کی درستی تو کر لیں۔ میں معزز قائم مقام وزیر خزانہ سے عرض کروں گا کہ اپنے محکمے کو کہیں کہ وہ کم از کم غلط کو درست کر لیں کیوں کہ اس سے باہر کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں ہوتا۔ پڑھے لکھے لوگ اس کو اچھا نہیں سمجھتے اور ہمیں وہ لوگ صرف ایک انگوٹھا ٹیک ایوان کہہ کر پکارنے لگ گئے ہیں کہ اگر ان کو کوئی چیز صحیح بھی پوائنٹ آؤٹ کی جائے تو وہ اس کو بھی صحیح نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین! پھر میں بجٹ میں یہ جو lumpsum پروویژن اور زیادہ رقوم کا تخمینہ رکھا جاتا ہے، جیسے پہلے میں نے عرض کیا کہ نادر شاہی فرمان جاری کرنے کے لیے یہ صرف ایک leverage دے دیا جاتا ہے کہ وزیر اعلیٰ جس وقت چاہیں، اس کا اعلان کر دیں۔

جناب چیئرمین! ڈیمانڈ نمبر 7، miscellaneous کی ہے۔ اس میں مختلف محکمہ جات کو زیر غور لایا گیا ہے۔ تو میں کوشش کروں گا کہ میں ان میں سے خاص خاص محکمہ جات کی نشان دہی کروں گا، جن کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو ضمنی بجٹ میں یہ باتیں نہیں لانی چاہییں۔ اب سننے میں یہ آیا کہ محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات کو ختم کیا جا رہا ہے اور انہوں نے کہا کہ یہ decentralization of powers کر رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کو اختیارات دے دیے گئے ہیں۔ معزز وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں بھی یہ فرمایا کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی جن رقوم کو پاس کر سکتی ہے، ان کو دگنا کر دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک طرف ڈاؤن سائزنگ والی بات ہے کہ اس کو ختم کیا جا رہا ہے۔ پھر جب ہم نئی اسامیاں کی منظوری کو دیکھتے ہیں تو لگتا ہے کہ شاید پی اینڈ ڈی کے کام کو وسعت دی جا رہی ہے۔ میں اس معزز ایوان میں بارہا under utilization کی بات کر چکا ہوں۔ میں نے کل بھی یہ عرض کیا تھا کہ یہ اسامیاں سرپلس پول میں سے نکالی جا سکتی تھیں۔ اور جب حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو ختم کیا جا رہا ہے تو پھر وہاں سے جو اسامیاں خالی ہوں گی تو ان سے بھی گزارا چلایا جا سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹیوں کے لیے ان نئی اسامیوں کو لانے کا کوئی خاطر خواہ فائدہ بھی نہیں اور یہ صرف فنڈز کا غلط استعمال ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد اسی miscellaneous کے نمبر 4 پر پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی کی maintenance of durable goods کی بات کی گئی ہے۔ میں نے اس پر کل بھی عرض کیا تھا۔ اب اس حوالے سے میں لوکل کونسل کے ہونے والے الیکشنز پر بات کرنا چاہوں گا کہ ان الیکشنز میں جو کچھ ہوا، جو خونی ڈرامے کھیلے گئے، اس میں جو کرپشنز ہوئیں اور جب میں کرپشنز کی بات کرتا ہوں تو کرپشن صرف اس چیز کو نہیں کہتے کہ کوئی کسی سے رقم لے لے تو وہ کرپٹ ہو جاتا ہے۔ اختیارات کا غلط استعمال بھی کرپشن کے زمرے میں آتا ہے اور مخصوص لوگوں یا اپنے چہیتوں کو oblige کرنے کے لیے جو غلط پالیسیاں بنائی جاتی ہیں، اس کو بھی کرپشن کی کیٹیگری میں شامل کیا جاتا ہے۔ ایک طرف تو اعلان کر دیا گیا کہ الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر ہوں گے۔ لیکن سبھی نے دیکھا کہ وہ جماعتی بنیاد پر ہوئے اور حکومت نے اس میں اپنے من پسند لوگوں کو پہلے ممبر بنایا، پھر چیئرمین

بنایا۔ جناب چیئرمین! اب آپ دیکھیں کہ ایک طرف تو اماؤنٹی کا شور ہے۔ ایک طرف کہا جا رہا ہے کہ ہم ہسپتالوں کو اماؤنٹی دے رہے ہیں' ایک طرف کہا جا رہا ہے کہ ہم تعلیمی اداروں کو اماؤنٹی دے رہے ہیں اور جب ہم دوسری طرف لوکل باڈیز دیکھتے ہیں تو یہاں اماؤنٹی کو withdraw کیا جا رہا ہے۔ اماؤنٹس باڈیز وہ ہوتی ہیں جو اپنا پیسہ خود generate کرتی ہیں اور اپنے فیصلے خود کرتی ہیں جب کہ ان لوکل باڈیز کو وفاقی حکومت کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت کی مرضی کہ وہ ان کو پیسہ دے یا نہ دے۔ اور پھر وہاں ایسی پالیسی بنائی گئی ہے کہ آپ دیکھیں کہ 30 جون بالکل قریب ہے اور 30 جون سے پہلے تمام اداروں کے بجٹ بن جانے چاہییں۔ لیکن کسی بھی لوکل کونسل کو یہ پتا نہیں کہ ان کا بجٹ کیا ہے' اس کے پاس کتنی رقم آئی ہے تاکہ وہ اپنے بجٹ بنا سکیں۔ 30 جون تو کیا' یہ اس کے بعد بھی ایسا نہیں کر سکیں گے کیوں کہ موجودہ حکومت کی عادت ہے' اس کو ایک فیشن بنا دیا ہے کہ وہ معاملات کو لمبا کرتے جائیں گے۔ تو لوکل باڈیز بالکل ہی غیر موثر ہو کر رہ گئی ہیں۔ میں نے تو یہ بھی سنا ہے کہ شاید ان تمام نو منتخب چیئرمینوں کو ختم کیا جا رہا ہے اور ایک نئی چیز سامنے آ رہی ہے کہ حکومت' ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹائپ کوئی چیز سامنے لانا چاہتی ہے جس میں وہ ڈسٹرکٹ ایگزیکٹوز بنائے گی جن کو چیف ایگزیکٹو کہا جائے گا اور ان کے ساتھ ایک سیکرٹری ہوں گے اور اس سیکرٹری کا نام کلرک رکھا جا رہا ہے کیوں کہ ہم Britishers کو follow کرتے ہیں تو وہاں Great Britain میں سیکرٹری کو کلرک آف دی ہاؤس کہا جاتا ہے' تو وہ ایک کلرک ہوگا۔ جو سارا کام سنبھالے گا اور چیف ایگزیکٹو ضلعی انتظامیہ جتنی بھی ہوگی' اس کو کنٹرول کرے گا۔ وہ چیف ایگزیکٹو کون ہوگا' یہ سننے میں آیا ہے کہ جسے وزیر اعلیٰ نامزد کریں گے۔ اس کے بارے میں معزز وزیر صاحب زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں۔ لیکن جو میرے علم میں بات آئی ہے وہ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ میں اس لیے کر رہا ہوں کہ یہاں لوکل باڈیز کا جو رول ہے وہ تقریباً ختم کر کے رکھ دیا گیا ہے اور اتنے بڑے بڑے ہاؤسز بنا دیے گئے ہیں۔ جہاں ممبران کے بیٹھنے تک کی گنجائش نہیں۔ یہ سارا ڈرامہ رچانے کی کیا ضرورت تھی؟ جب آپ نے ان کو غیر موثر ہی کرنا تھا' ان کے اختیارات ختم کرنے تھے اور انھیں بجٹ نہیں دینا تھا تو میرے خیال میں یہ ڈرامہ رچانے کی ضرورت نہیں تھی۔

جناب چیئرمین! اسی مد میں Share contribution towards Pakistan Academy for Rural Development, Peshawer کے لیے ایک کروڑ 21 لاکھ 55 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! بہت پہلے یہ ٹریننگ پشاور میں ہوا کرتی تھی۔ اس وقت پنجاب میں ٹریننگ سنٹر نہیں تھے۔ اس کے بعد پنجاب میں چار پانچ ادارے بنا دیے گئے، جہاں ٹریننگ ہوتی ہے اور پھر ان تمام اداروں کو اکٹھا کر کے Human Resources Development Centre (HRDC) بنا دیا گیا۔ جہاں اب ہر قسم کی ٹریننگ دی جا رہی ہیں اور اب یہاں سے پشاور جانے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ کیوں حکومت پنجاب Pakistan Academy for Rural Development, Peshawer کو اتنی بڑی رقم ایک کروڑ 21 لاکھ 55 ہزار روپے کی contribution ابھی تک دے رہی ہے۔ جب کہ ہمارے پاس یہاں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ موجود ہیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ان کو یک جا کر کے ایک سنٹر بنا دیا گیا ہے اور اس میں تمام محکمے ٹریننگ حاصل کر سکتے ہیں تو پھر یہ contributuon وہاں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف فنڈز کا غلط استعمال ہے۔ عوام کا پیسہ کوئی مال مفت نہیں، انھوں نے تو اسے مال مفت سمجھا ہوا ہے کہ ہر طرف contributions دی جا رہی ہیں۔ کہیں خوامخواہ کی تنخواہیں دی جا رہی ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بات کی تھی کہ یہ کنسلٹنٹس کو لاکھوں روپے دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسے بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا وجہ ہے کہ یہ contribution وہاں دی جا رہی ہے؟

جناب چیئرمین! آگے چل کر Provision of funds For Food Stamps Scheme ہے۔ اس میں بہت بڑی رقم 17 کروڑ 50 لاکھ روپے کی رکھی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت کے سالانہ بجٹ میں بھی یہ پیسہ رکھا گیا ہوگا۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ اسی فوڈ سٹیمپ سکیم پر اعتراضات ہوئے، ہم نے بھی تنقید کی اور میں نے خود یہ کہا تھا کہ یہ پیسہ زکوٰۃ میں سے دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ زکوٰۃ کا پیسہ فوڈ سٹیمپ سکیم میں دینا جائز نہیں اور وہ جائز اس لیے نہیں کہ وہ غیر مستحق لوگوں تقسیم ہوگا اور وہ غیر مستحق لوگوں کو تقسیم ہوا۔ ایم پی ایز اور ایم این ایز کی چٹیں جاری ہوئیں، ان کے جو ووٹر تھے اور پارٹی کے کارکن تھے، ان کو فوڈ سٹیمپس دی گئیں۔ یہ نہ دیکھا گیا کہ وہ مستحق ہیں یا غیر مستحق ہیں۔ اس وقت گورنمنٹ نے یہ deny کیا تھا۔۔۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میرے انتہائی محترم قائد حزب اختلاف جذبات کی رو میں پتا نہیں کیا کچھ کہہ رہے ہیں۔ فوڈ سٹیمپ سکیم کے بارے میں ابھی انھوں نے فرمایا کہ جو پیسہ رکھا گیا، وہ غلط استعمال ہوا اور سیاسی لوگوں اور عوامی نمائندوں نے اپنے مفاد کے لیے پیسہ

ضائع کیا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فوڈ سٹیمپ سکیم دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں رائج ہے۔ غریب آدمی کو محدود آمدنی والے خاندان کو امریکہ تک میں فوڈ سٹیمپ کے ذریعے اشیائے ضروریات دی جاتی ہیں۔ میاں نواز شریف نے پہلی نشری تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ملک کے غریب اور محدود آمدنی کے عوام کے لیے میں پورے ملک میں سکیم شروع کر رہا ہوں۔ جس کے تحت یہ آٹا اور اشیائے خوردنی انھیں سستے داموں مہیا کی جائیں گی۔ چنانچہ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے پنجاب نے initiative لیا۔ پنجاب نے نہ صرف یہ سکیم شروع کی' بلکہ پورے صوبے میں ایک روپیہ فی کلو کے حساب سے آٹا بھی سستا کیا۔ جناب قائد حزب اختلاف کو اس پر بھی اعتراض ہے اور پھر تمام صوبوں نے اعتراضات کیے۔

جناب چیئرمین! یہ سکیم دو سال سے جاری ہے۔ آپ دیکھیں پورے شہری علاقوں میں غریب آدمی کو 5 روپے فی کلو کے حساب سے آٹا مل رہا ہے اور تمام لوگ مطمئن اور خوش ہیں۔ یہ اتنی مفید سکیم ہے کہ ہم نے یکم جولائی 1999ء سے اس کا دائرہ پورے پنجاب پھیلا دیا ہے۔ میں قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ جذبات کی رو میں کم از کم ان سکیموں کو حکومت کے ان اقدامات کو' وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس initiative کو' ان کی ان revolutionary changes کو سراہیں۔ 3.5 بلین روپیہ حکومت پنجاب نے خرچ کیا ہے اور آخری بات یہ ہے کہ----

جناب چیئرمین، شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا۔ آپ نے نشان دہی صحیح کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر اتنی لمبی تقریر نہیں ہونی چاہیے' باقی wind up میں بھی آ جائے گا۔ بہرحال قائد حزب اختلاف کو تقریر جاری رکھنے دیں۔

جناب ایس اے حمید: میں آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زکوٰۃ کی رقم نہیں ہے۔ حکومت پنجاب نے اس دفعہ 1.3 بلین روپیہ اپنے خزانے سے رکھا ہے۔

جناب چیئرمین، شیخ صاحب! میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر صحیح تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد کون سا جواز رہ جاتا ہے؟ جی' منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! یہی بات میں کر رہا ہوں کہ حکومت نے بارہا deny کیا ہے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ نہیں ہے۔ اب یہ کتاب میں نے نہیں چھاپی۔ آپ یہ کتاب منگوائیں----

جناب چیئرمین، خان صاحب! آپ نے کہا کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے۔ آپ نے نشان دہی کر دی ہے۔ اس سے آگے چلیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب چیئرمین! عوام کی اطلاع کے لیے ہے کہ زکوٰۃ کی سکیم شروع کی گئی تھی۔ اب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو زکوٰۃ کی مد سے ہٹا کر نارمل سکیم بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین، میری گزارش سنیں کہ جو وہ کہتے ہیں' کیا وہ آپ تسلیم کر لیں گے؟

وزیر اوقاف ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے محترم بھائی ایس اے حمید صاحب نے جو بات کی ہے۔ وہ 1999-2000ء کی بات کی ہے۔ جہاں تک 17 کروڑ اور کچھ رقم کا تعلق ہے تو وہ زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ سے ادا کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ بھی 17 کروڑ اور کتنے لاکھ روپیہ پنجاب حکومت نے ادا کیا تھا۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ محترم قائد حزب اختلاف نے یہاں پر ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ کی رقوم فوڈ سٹیمپ کے اوپر خرچ نہیں ہو سکتی۔ میں یہ عرض کروں کہ قرآن کا واضح حکم ہے کہ

انما الصدقات للفقراء والمسکین والعملین علیها والمونلفة قلوبهم و فی الرکاب

اب میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ وہ افراد جو غریب' یتیم' مسکین اور لاچار ہیں ان کو اگر زکوٰۃ کی رقوم میں سے پیسہ نکال کر آٹے کی صورت میں دے دیا گیا تو کیا ان کو اعتراض ہے کہ یہ بات غلط ہے؟ ہاں البتہ یہ بات specific انداز سے کرتے ہیں کہ جناب! فلاں جگہ پر کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔ اس پر ہم تحقیقات کر لیتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، تو یہی بات اگر آپ شیخ صاحب کو کر دیتے تو اچھی تھی۔ بہرحال آپ کا فرمان درست ہے---

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ شیخ صاحب نے بھی عرض کی ہے کہ جو آئندہ سکیم ہے وہ زکوٰۃ کے پیسے سے نہیں ہوگی۔ ایک ارب 33 کروڑ 48 لاکھ 80 ہزار روپے کی رقم ان شاء اللہ تعالیٰ فوڈ سٹیمپ سکیم پر 40 شہروں کے اندر خدا کے فضل و کرم سے منظور کی جائے گی جس سے 60 لاکھ افراد استفادہ حاصل کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین، درست نشان دہی فرمائی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! اتنا اہم معاملہ ہے اور اس ہاؤس کو اتنا misguide کیا جا رہا ہے۔ مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے بھائی ایس اے حمید صاحب اس فوڈ سٹیمپ سکیم کے انچارج ہیں اور کسی ایک ٹاسک فورس کے بھی چیئرمین ہیں اور فوڈ سٹیمپ جتنے لوگوں کو ملتیں جاری کرتے ہیں ان کے بھی انچارج ہیں۔ ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ یہ رقم کہاں سے آ رہی ہے۔ ہم اس ضمنی بجٹ کی بات کر رہے ہیں جو خرچ ہو چکا ہے اور وہ 2000ء کی بات کرتے ہیں جو انہوں نے خرچ کرنا ہے۔ پتا نہیں ان کی کیا نیت ہے؟ وہ کہتے ہیں ہم نے زکوٰۃ سے یہ پیسہ نہیں لیا۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ جو آدمی کسی محکمے کا انچارج بنایا گیا ہو اس کو یہ بھی نہیں پتا کہ سابقہ سال ہمیں پیسہ کہاں سے آیا اور ہم نے خرچ کہاں کیا۔ ابھی 30 جون تک رواں مالی سال ہے۔ ان کو یہ بھی نہیں پتا اور وہ آئندہ کی بات ہمارے ساتھ کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرے بارے میں نوانی صاحب جو فرماتے ہیں میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ زکوٰۃ کا پیچھے پیسہ خرچ نہیں ہوا۔ میں نے یہ بات کہی ہے کہ پہلے 99-1998ء میں پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ اب جو سکیم approve کی گئی ہے اس میں 40 شہروں کے لیے 30 1 بلین روپیہ زکوٰۃ سے باہر رکھا گیا ہے۔ یہ الزامات لگا رہے ہیں کہ مجھے پتا نہیں' اگر مجھے نہیں پتا تو میں دس شہروں سے لے کر 40 شہروں تک کیسے لے کر جا رہا ہوں؟ میں صرف یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آدمی کی خودداری کو برقرار رکھنے کے لیے اس کی انا کو ٹھیس نہ پہنچانے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سکیم کو اب ایک ریونیو سکیم بنا دیا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، جی' خان صاحب! بسم اللہ کیجیے۔ صاحبزادہ صاحب نے فرما دیا ہے اب اور بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے تو ابھی اس پر بات کرنی ہے میں تو کچھ بھی نہیں بتا سکا۔ جناب چیئرمین! یہ صفحہ نمبر 15 ہے زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ اس میں پہلے Establishment of Vocational Training Council Offices کا پیسہ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد provision of Funds for Food Stamp Scheme یہ زکوٰۃ و عشر کے ہیڈ میں سے ہے۔ جناب چیئرمین! میں بارہا پہلے یہ بات کہہ چکا ہوں اور حکومت اسے ہر وقت deny کرتی رہی ہے اور آج بھی deny کر رہی ہے اور تسلیم بھی کر رہی ہے۔ ایک طرف کہا جا رہا ہے اس میں زکوٰۃ اور عشر کا پیسہ نہیں

لگا۔ دوسری طرف کہا جا رہا ہے کہ اس پر پیسہ لگا ہے اور میرے محترم بھائی---

جناب چیئرمین، خان صاحب! آپ ایک منٹ اجازت دیں گے؟ خان صاحب! میری بات یہ ہے کہ اب اس کی مزید ضرورت نہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے تفصیل سے فرمایا ہے کہ پچھلے سال زکوٰۃ سے دیا گیا ہے اور آئندہ سال وہ رقم مخصوص کی گئی ہے۔ اس میں اب کوئی ambiguity نہیں رہی۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس قصے کو چھوڑیں اور آئندہ جو آپ فرمانا چاہتے ہیں وہ فرمائیں۔ اب اس میں مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں تو اپنا حق استعمال کر رہا ہوں، کٹ موشن پر بات کر رہا ہوں۔ پہلے تو پارلیمانی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے لیڈر آف دی اپوزیشن کو ویسے ہی interrupt نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن یہ تمام میرے بھائی ہیں۔ اگر یہ interruption کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ وائنڈنگ اپ تقریر میں معزز وزیر خزانہ صاحب کیا کہیں گے؟ یہ سارے تو وائنڈ اپ ابھی کر رہے ہیں اور میں نے اسی لیے کہا تھا جس پر آج میں نے بات شروع کی ہے کہ مجھے آج لگتا ہے کہ معزز منسٹرز' they are on their toes کیوں کہ ایک نے نہیں بلکہ دو دو نے تحریک کٹوتی کی مخالفت کی ہے---

وزیر صنعت و معدنی ترقی، پوائنٹ آف آرڈر۔ سر۔ جناب چیئرمین! بڑی اچھی بات ہے کہ آپ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ قائد حزب اختلاف سے یہ پوچھا جائے کہ oppose کرنے پر کوئی پابندی ہے؟ ایک کر لیں، دو کر لیں، تین کر لیں۔ میں نے oppose کر دیا ہے تو----

جناب چیئرمین، یعنی oppose کرنے پر پابندی ہے' تصحیح کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، کس پر جی؟

جناب چیئرمین، درستی کرنے پر کوئی پابندی نہیں۔ جی فرمائیں۔

وزیر صنعت، وہ تو پوائنٹ آف آرڈر ہوں گے۔ اگر خان صاحب میرے محکمے کے بارے میں بولیں گے---

جناب چیئرمین، پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جیسے انہوں نے پی اینڈ ڈی کی بات کی ہے کہ کہاں لکھا ہے کہ وہاں پر

کوئی وائنڈ اپ کر رہا ہے؟ اس کو تو decentralise موثر بنا رہے ہیں' ہم decentralise کر رہے ہیں۔ اگر یہ بات ہو گی تو پھر اس طرح ہو گی۔

جناب چیئرمین، درست ہے۔ جی' خان صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو فوڈ اسٹیمپ سکیم کا پیسہ ہے اس کو غیر مستحقین میں بھی تقسیم کیا گیا ہے اور غیر مستحقین میں زکوٰۃ کا پیسہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ بالکل اسی طرح ہو گا۔۔۔

جناب چیئرمین، یہ آپ کا فتویٰ ہے آپ نے اسے فرما دیا۔ اس سے آگے چلیں۔ صرف تقریر اتنے پر تو محدود نہیں ہے۔ باقی موضاعات بھی تو آپ کے پاس ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! وہ بھی کرتا ہوں۔ لیکن میں پہلے اس کو سمجھا تو لوں۔۔۔

جناب چیئرمین، جی سمجھ گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیوں کہ پورا سال گورنمنٹ deny کرتی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، وہ سمجھ گئے ہیں۔ آپ آگے چلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! یہ کتاب میں نے نہیں چھاپی۔۔۔

جناب چیئرمین، بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ وزیر خزانہ صاحب کو بھی نہیں پتا۔۔۔

جناب چیئرمین، میں نے کہا کہ آپ نے فرما دیا' ہم نے سن لیا اور باقی دوستوں نے بھی سن لیا۔ آگے چلیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! آپ کیا کہتے ہیں کہ اس میں جو گھپلے ہوئے ہیں' میں ان کا ذکر نہ کروں۔۔۔

جناب چیئرمین، وہ معاملہ کور ہو گیا ہے۔ آپ آگے چلیں۔

وزیر اوقاف، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ اپوزیشن لیڈر جنہوں نے گھپلے کی بات کی ہے میرے لیے انتہائی واجب الاحترام ہیں۔ میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر انہیں چیلنج سے کہتا ہوں کہ

اس محکمے کے اندر اللہ کے فضل و کرم سے کوئی گھپلا نہیں ہوا۔ جو بات ہمارے علم میں آئی ہم نے اس پر انکوائری کروائی۔ ان کا یہ فرمانا بالکل درست ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ خرچ نہیں ہو سکتا۔ کاش کہ یہ اس بجٹ کو تفصیل سے پڑھ لیتے۔ ایک کروڑ روپے کی رقم جس پر یہ اعتراض کرنے والے ہیں۔ انہوں نے یہ اعتراض اشارتاً اور کنایتاً ہے ہم نے وہ حکومت پنجاب کو دیا ہے۔ میں یہاں پر کھڑے ہو کر دعوے سے کہتا ہوں کہ زکوٰۃ و عشر ڈیپارٹمنٹ پر خرچ نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: جی' خان صاحب۔باقی بات کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! اگر آپ فرماتے ہیں تو میں ایسے ہی کرتا ہوں لیکن میں تو prove کرنا چاہتا تھا کہ ----

جناب چیئرمین: پارلیمنٹرین ضد نہیں کرتے۔ آرزو کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں تو آرزو ہی کر رہا ہوں۔ تو جناب چیئرمین! آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اور ---

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارا حق ہے کہ جو اخراجات اس ضمنی بجٹ میں دکھائے گئے ہیں یا خرچ کیے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ گورنمنٹ سمجھتی ہو کہ ہم نے ٹھیک کیا ہے۔ لیکن جناب چیئرمین! جو بات ہمارے نوٹس میں آئے گی اور ہمارے علم میں ہو گی کہ یہ پیسہ صحیح معنوں میں خرچ نہیں ہوا تو ہمارا یہ حق ہے کہ ہم on the floor of the House یہاں اس ہاؤس کی انفرمیشن کے لیے بتائیں۔ اس میں کوئی قدغن نہیں کہ اس پر پابندی لگا دی جائے کہ آپ اس سبجیکٹ کو چھوڑ دیں۔ اس کا مطلب تو یہی سمجھا جائے گا کہ یہ گھپلا ہے اس کے اوپر پردہ ڈالیں۔

جناب چیئرمین: خان صاحب! آپ کا حق تھا آپ نے استعمال کیا۔ آپ نے فرمان جاری کیا۔ آپ نے تقریر کی۔ زبردستی منانا آپ کا حق نہیں۔

جناب ایس اے حمید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: یہ آج اتنے پوائنٹ آف آرڈرز کا کیوں نزول ہو رہا ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! کیا ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟ گھپلے ہوتے ہیں پورے پنجاب میں کوئی ایک مثال دیں کہ فلاں جگہ پر گھپلا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین ، درست! صاحبزادہ صاحب نے اس کا بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔ جی خان صاحب۔ خان صاحب تو ویسے ہی مذاق میں پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! یہ مذاق کی بات نہیں۔ میں بہت ہی سنجیدگی کے ساتھ بجٹ کی کتاب میں سے quote کر رہا ہوں۔ اور یہ آپ کا حکم بھی ہے اور شکر ہے کہ حکومت یہ بھی تسلیم کر گئی ہے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ بھی ہے اور جو میرا نقطہ نظر تھا کہ زکوٰۃ کا پیسہ غیر مستحقین پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ تو میں یہاں پر وہی بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ یہ غیر مستحقین میں دیا گیا ہے۔ یہ نہیں دینا چاہیے تھا۔

جناب چیئرمین! ایک ادارہ Grant for establishment of Punjab Privatisation Commission Board بنا دیا گیا ہے۔ یہ حکومتی اداروں کو اونے پونے بیچنے اور اپنے خاص خاص آدمیوں کے ذریعے خود ہی خرید کر دھندا کرنے کا ایک نیا اور انوکھا ادارہ بنایا گیا ہے۔ وفاقی حکومت میں آپ نے دیکھا کہ چنبہ ہاؤس کی باتیں ہوئیں۔ فلیٹیز ہوٹل کو بیچا گیا اور اس طریقے سے بیچا گیا کہ غیبی ہاتھوں نے نیلامی میں حصہ لیا اور وہ بعد میں یک دم غائب ہی ہو گئے اور ہم دیکھتے رہے کہ پتا نہیں وہ کون سا غیبی ہاتھ تھا جس نے یہ لیا ہے۔ شکر ہے کہ ہماری نشان دہی پر چنبہ ہاؤس دوبارہ auction کیا جا رہا ہے لیکن فلیٹیز ہوٹل کو اونے پونے بیچ دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہاں جو Punjab Privatisation Board بنایا گیا ہے یہ اسی وفاقی حکومت کا ایک تتمہ ہے۔ تو یہاں تمام چیزیں اونے پونے بیچی جا رہی ہیں۔ اور ایک وقت وہ آ جائے گا کہ جیسے مثال دی جاتی ہے کہ اپنے گھر دے بھانڈے وی وِک جان گے۔ تو پھر بعد میں یہ حکومتیں کیسے چلیں گی؟ آپ پہلے یہ دیکھیں کہ اپنی معاشی بدحالی کو ٹھیک کرنے کے لیے، اس کو stable کرنے کے لیے، آپ کے پاس جو infrastrucutre موجود ہے آپ اس میں بہتری لائیں۔ یہ سب کچھ بیچنے سے تو معاشی بدحالی تو ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ اپنے محکموں کو دیکھیں۔ معزز وزیر لائیو سٹاک یہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ میں ان کے محکمے کی مثال دیتا ہوں کہ اگر صرف لائیو سٹاک کے محکمے میں ہی توجہ دے دی جائے اور یہاں گائے، بھینس، بکری اور بھیڑوں پر ہی توجہ دے دی جائے گوشت، اون اور کھال کو اگر ہم صحیح طریقے سے export ہی کر لیں اور اس کی پیداوار صحیح طور پر کر لیں تو ہماری معاشی بدحالی ٹھیک ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو Privatisation Commission بنانے جا رہے ہیں ان کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں

اور اس صوبے کی قیمتی جائیدادوں کو اونے پونے داموں قطعاً نہیں بیچنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر financial assistance ایس اینڈ جی اے ڈی ڈیپارٹمنٹ کی دی ہوئی ہے۔ سب سے پہلے تو مجھے نہایت ہی افسوس ہے۔ جو لوگ فوت ہوئے اور جن کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے نہایت ہی افسوس ہے کہ یہ لوگ حادثات کا شکار ہوئے ان کو مالی امداد دی گئی مجھے اس پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ان حادثات کے محرکات کیا تھے۔ یہاں پر جو ہیلی کاپٹر تباہ ہوا اور اس کے نتیجے میں بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور آپ دیکھیں کہ ان دنوں یہ ہیلی کاپٹر استعمال کیا گیا جن دنوں ہمارے صوبے میں دھند انتہا پر تھی۔ اس انتہا کی دھند کی صورت میں اس ہیلی کاپٹر کو کیوں اڑایا گیا؟ یہ کس کی ضد تھی آیا کہ یہ ضد یہاں کے چیف ایگزیکٹو کی تھی؟ کیا اس نے ان افسران کو حکم دیا تھا کہ آپ نے یہاں لازماً پہنچنا ہے اور کسی میٹنگ کو attend کرنا ہے؟ جناب چیئرمین! ان محرکات کو دیکھنا پڑے گا۔ یہ پالیسی matters ہیں۔ یہ غلط پالیسی کے فیصلوں کی وجہ ہے۔ کہ ان کو وہاں سے اڑایا گیا۔ جناب چیئرمین! موت تو ہر کسی کو آنی ہے اور اس کا ایک وقت مقرر ہے اور بحیثیت مسلمان یہ ہمارا ایمان ہے کہ موت اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وقت پر آنی ہے۔ لیکن ہمیں یہ دیکھنا بھی چاہیے کہ یہ کسی کی ضد یا انا کی وجہ سے تو بہانہ نہیں بن گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضد اور انا ہی کا مسئلہ تھا۔ اور اس کے بعد یہاں پر جو مالی امداد دی گئی ہے۔ بم بلاسٹ اور دہشت گردی کے جو victims ہیں۔ جناب چیئرمین! حکومت کا کام ہے کہ وہ امن عامہ کی صورت حال کو کنٹرول کرے اور میں کل بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ پچھلے 52 سال میں یہ پہلی ایسی حکومت ہے کہ جسے ناکام ترین حکومت کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہاں اتنے مقدمات ہو رہے ہیں۔ بم بلاسٹ ہو رہے ہیں۔ دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اور اس دہشت گردی کے نتیجے میں جب کوئی مر جاتا ہے تو وہاں جا کر اس کو ایک لاکھ یا پچاس ہزار روپے مالی امداد دے کر حکومت سمجھتی ہے کہ ہم نے اپنا کام پورا کر دیا ہے۔ جناب چیئرمین! حکومت کا کام سکیورٹی فراہم کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ لوگ جب مر جائیں تو وہاں جا کر پچاس ہزار روپے دیے جائیں۔ کیا ایک انسانی جان کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے؟ کیا ایک انسانی جان کی قیمت دس لاکھ روپے یا بیس لاکھ روپے ہے؟ جن لوگوں کا آدمی مر جاتا ہے ان کو پتا ہوتا ہے کہ اس کا کتنا نقصان ہوتا ہے۔ دس یا بیس لاکھ سے اس کا گھر پورا نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ آدمی واپس آ سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! حکومت کو چاہیے کہ وہ سکیورٹی مہیا کرے۔ وہ لوگوں کی زندگی کو محفوظ بنائے۔ آپ مجھ اور تمام لوگوں کی زندگی کو محفوظ بنائے۔

جناب چیئرمین! اور آگے پھر sectarian trouble in Wah Cantt. کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کو حکومت حفاظت فراہم کرنے میں ناکام ہو گئی ہے اور یہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ بطور مسلمان ہمارا اولین فرض بنتا ہے کہ حکومت اقلیتوں کا خیال رکھے ان کو protection دے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظر آرہا ہے کہ حکومت ان کو protection دینے میں ناکام ہو گئی ہے ۔ ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم ان کو protection دیں ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ Christian Community کو خاص طور پر protection دینی چاہیے اور ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور یہ نہیں کہ ان کو مالی امداد دے کر ہم یہ کہیں کہ ٹھیک ہے جی ہم نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے تو یہ بات قطعاً غلط ہو گی۔

جناب چیئرمین! میں نے کل بھی یہاں پر عرض کیا تھا کہ محکمہ تعلیم میں فرگوسن سے کام کروایا گیا معزز وزیر خزانہ نے صرف یہ کہہ کر اس بات کو ٹال دیا تھا کہ وہ اچھی شہرت کی حامل فرم ہے اور بین الاقوامی معیار کی فرم ہے۔ اس میں بھی قائد حزب اختلاف اعتراضات کر رہے ہیں۔ جناب اعتراضات اس لیے کر رہے ہیں یہ بتائیں کہ کس میرٹ پر یہ consultancy ان کو دی گئی تھی؟ آپ یہ دیکھیں کہ اس کے لیے کتنے لوگوں نے apply کیا تھا؟ کتنے ٹینڈر آئے تھے؟ کتنے کوالیفائی ہوتے تھے؟اور میری اطلاع کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ نے یہ consultancy قوانین نرم کر کے دی ہے۔ اور اگر ایسا ہوا ہے تو آپ کیا میرٹ کی بات کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ فلاں فرم بین الاقوامی ہے۔ آپ کے پاس قوانین دیے ہوئے ہیں کہ آپ نے اس سے پہلے فرم کو پری کوالیفائی کرنا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ان کی درخواستیں لینی ہیں اور پھر ٹینڈر لینے ہیں ۔ اور جس فرم کا ریٹ سب سے کم ہو آپ نے اس کو کام دینا ہے ۔ تو یہ جو آپ قوانین کو نرم کر کے دے رہے ہیں۔چاہے وہ بین الاقوامی معیار کی فرم ہے تو میں اس کے بارے میں یہ کہوں گا کہ یہ کوئی چہیتی فرم ہے کہ اس کو بار بار دیا جا رہا ہے؟ اگر یہاں فنانس ڈیپارٹمنٹ نے قوانین نرم کر کے دیا ہے تو پھر ہر طرف یہ قوانین نرم کر کے دے رہے ہیں اور جناب چیئرمین! میں پوچھوں گا کہ میری اطلاع کے مطابق یہ drawing and disbursing consultancy تھی۔ کیا یہ اس ایوان کو بتا سکتے ہیں کہ ان کی رپورٹ کے نتیجے میں کیا corrective measures ڈیپارٹمنٹ نے لیے ہیں؟ میرے خیال میں یہ آنریبل منسٹر فنانس کو خود نہیں پتا ہو گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان consultants کو اتنی بھاری بھاری رقوم دی جا رہی ہیں اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ مفت کا پیسہ سمجھ کر ایسا کیا

جا رہا ہے۔ جو loyal tax payers ہیں' جو public exchequer میں ٹیکس کا پیسہ جا رہا ہے' اسے آپ ایسے ہی اٹھا کر دے رہے ہیں کہ جیسے یہ آپ کا اپنا پرائیویٹ پیسہ ہو یا پرائیویٹ جائیداد ہو۔

جناب چیئرمین! میں یہاں آپ کو یہ بھی مثال دینا چاہتا ہوں کہ کیولری برج جو بنا ہے' آپ اس پہ حیران ہوں گے کہ اس کے ٹھیکے دار کو خوشی میں آ کر ایک کروڑ روپیہ انعام دے دیا گیا ہے کہ جناب' اس نے بڑے ریکارڈ ٹائم میں یہ bridge بنا دیے۔ اب کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ اتنی بڑی رقم ایک کروڑ روپیہ کسی ٹھیکے دار کو انعام میں دے دی گئی ہو؟ یہ اس حکومت کی نئی نئی باتیں سننے میں آ رہی ہیں۔ یہ نئی نئی روایات ڈالی جا رہی ہیں۔ یہ نئے فیشن ڈالے جا رہے ہیں۔ یہ پیسہ ٹیکسز کا پیسہ ہے۔ یہ عوام کا پیسہ ہے۔ یہ کسی کے گھر کی جائیداد نہیں۔ یہ گھر کا پیسہ نہیں۔ اس کو تو سوچ سمجھ کے اور پوری ایمان داری کے ساتھ خرچ کرنا چاہیے۔ آپ کی مرضی کہ جب جی چاہا consultants کو چار لاکھ روپے دے دیے' گیارہ لاکھ روپے دے دیے۔ ٹھیکے دار کو چاہیں تو آپ ایک کروڑ روپے دے دیں' یہ قطعاً مناسب نہیں ہے اور یہی باتیں ہیں کہ جن پر ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم بطور loyal tax payer and as a parliamentarian in this Honourable House ان کی نشان دہی کریں اور ایوان کو اور باہر عوام کو بتائیں کہ یہ جو کام ہیں' یہ غلط ہو رہے ہیں' ان کو ہم point out کر رہے ہیں' ان کو ٹھیک کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اسی طرح اس ایجوکیشن کی مد میں ایک grant-in-aid دی گئی ہے۔

> Grant in aid for Anjaman-e-Afghan-e-Islam Barki for the establishment of Computer Centre in Afghan Science College, Barki.

یہ 20 لاکھ روپیہ ہے۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ ہمیں بتائیں کہ این۔ جی۔ اوز کو یہ پیسہ دینے کا criteria کیا ہے؟ یہ ایک این۔ جی۔ او' جو برکی میں ہے' میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک دور افتادہ جگہ ہے' وہاں یہ کمپیوٹر سنٹر بنا رہے ہیں۔ تو یہ بارڈر کے پاس جا کر کیا وہاں اس کی ضرورت تھی؟ انھوں نے کیا criteria بنایا ہے اور باقی این۔ جی۔ اوز کو کس طریقے سے یہ پیسہ دیتے ہیں؟ یا یہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت چند مخصوص لوگوں کو یہ grant in aid دی جا رہی ہے؟ میں اس میں یہ چاہوں گا کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ اس کا criteria کیا تھا؟ اور این۔ جی۔ اوز کو یہ دینے کے لیے کیا criteria بنایا گیا؟ اور یہ خاص جو انجمن ہے' اس سے وہاں کمپیوٹر سنٹر بنوانے کی ضرورت تھی؟ اور اس

سے کتنے لوگ مفاد اٹھائیں گے؟

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں آپ کی اور میرے بھائی وزیر اوقاف یہاں تشریف فرما ہیں ان کی توجہ اوقاف ڈیپارٹمنٹ میں جو مختلف مزارات پر گرانٹس دی گئی ہیں ان کی طرف دلاؤں گا۔ میں خود ان کا ماننے والا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ ایسی ہستیوں کے لیے دیا گیا ہے جن کا ہماری اس زندگی پر ایک بہت بڑا احسان ہے اور ان کی بہت بڑی contribution ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ essential development کا کام ہے۔ اس کو main budget میں کیوں نہیں لایا گیا؟ کیوں نہیں اس وقت ایک ہوم ورک کر کے ایک پوری ڈویلپمنٹ سکیم اور ایک پوری پالیسی کیوں نہیں بنائی گئی؟ اس کو ضمنی بجٹ میں ڈالنے سے تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے یک دم خیال آ گیا ہے کہ ٹھیک ہے جی' فلاں مزار پر ہمیں پیسہ دے دینا چاہیے۔ ان ہستیوں کا تو ہم احسان اتار ہی نہیں سکتے۔ ان ہستیوں کے لیے تو گورنمنٹ کو چاہیے کہ ایک پورا ورکنگ پلان بنائیں۔ جہاں گورنمنٹ اپوزیشن پارٹیز کے لوگوں کو شامل نہیں کرنا چاہتی تو کم از کم یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہوئے جو اپوزیشن کے لوگ ہیں ان کو بھی ساتھ بٹھائیں اور ایک ایسا ورکنگ پلان بنائیں جو کہ نظر آئے کہ واقعی گورنمنٹ اس کی طرف پوری توجہ دے رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو main budget میں لانا چاہیے تھا اور اس کی proper planning کرنی چاہیے اور یہ صرف padding کرنے کے لیے یہ جو رقم رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد اس کو استعمال کرایا جاتا ہے' میرے خیال میں یہ padding والا جو کام ہے' جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے۔۔۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر فنانس کو کہوں گا کہ یہ padding والا کام ختم کر دیں اور میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ بھی عرض کروں گا اور آنریبل منسٹر اوقاف سے بھی عرض کروں گا کہ ان کے لیے کوئی پوری پلاننگ سے بنایا جائے' کیونکہ ہم ان کا احسان کسی صورت بھی نہیں اتار سکتے اور یہ مرتے دم تک جب تک' یہ دنیا قائم ہے اس وقت تک وہ احسان نہیں اتارا جا سکتا۔ تو اگر ہم اس میں ایک چھوٹی سی percentage add کر سکتے ہیں تو ہمیں اپنا ہوم ورک کر کے proper planning کر کے ان سکیموں کو بنانا چاہیے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توجہ صفحہ نمبر 19 سیریل نمبر 55 پر دلانا چاہتا ہوں:

Seed money for the new Parks and Horticulture Authority, Lahore.

جناب چیئرمین! مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں کہ لاہور ہمارے اس صوبے کا دارالخلافہ ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کل والی بات آپ بھی دہرا رہے ہیں۔ میں چیئرمین نہیں ہوں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ جناب چیئرمین۔

جناب سعید احمد خان منیس، I am sorry اگر میں نے یہ کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ بھی پریشان ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، تو جناب سپیکر! پودوں کے لیے اڑھائی کروڑ روپے کی رقم لاہور کے لیے رکھی گئی ہے۔ آپ ضرور یہاں خرچ کریں۔ It is a part of Punjab, but not at the cost of the other cities یہ جو اڑھائی کروڑ روپے کے پودے ہیں' یہ راجن پور میں کیوں نہیں جا کر لگا دیتے؟ یہ کیوں نہیں وہاں بھکر میں جا کر لگا دیتے؟ یہ کیوں نہیں رحیم یار خان پر جا کر خرچ کرتے؟ یہ کیوں نہیں وہاں یزمان منڈی میں خرچ کرتے؟ ان کو خرچ کرنا ہے تو پھر equal distribution کریں اور دیکھیں کہ کہاں ضرورت ہے؟ گوجرانوالہ میں خرچ کریں۔ ساہیوال' ہڑپہ میں جا کر یہ لگائیں۔ چکوال اور تلہ گنگ میں جا کر لگائیں۔ یہ کیوں نہیں مجرہ شاہ مقیم میں جا کر اڑھائی کروڑ روپے کے پودے لگاتے؟ حالانکہ یہ ان کا اپنا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک طرف غریب خودکشیاں کر رہے ہیں اور یہاں اڑھائی' اڑھائی کروڑ روپیہ صرف پودوں کے اوپر لاہور شہر میں لگائے جا رہے ہیں۔ پھر میں یہ آپ کو مثال دیتا ہوں کہ مین بلیوارڈ پہ جہاں میکڈونلڈ کی آج کل بڑی famous game ہے' سب لوگ ہی وہیں جاتے ہیں---

میاں امتیاز احمد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' امتیاز صاحب!

میاں امتیاز احمد، جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے رحیم یار خان کی جو بات کی ہے تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ 24 کروڑ کے کام ابھی سی۔ ایم صاحب رحیم یار خان میں کروا رہے ہیں۔ یہ میں ان کو ریکارڈ درست کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ۔ منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! بڑی اچھی بات ہے 14 کروڑ روپے کے پودے اگر

وہاں رحیم یار خان میں لگ رہے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ (قہقہے)

میاں امتیاز احمد، 24 کروڑ کی سکیمیں چل رہی ہیں اور پودے 24 کروڑ کے نہیں لگ رہے' باقی درخت بھی لگائے جا رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں تو پودوں کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری آنریبل ممبر سے یہ درخواست ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن یا اپوزیشن بنچز سے جب تقاریر ہوتی ہیں تو ان کو wind up کرنے کے لیے آنریبل فنانس منسٹر نے جواب دینا ہوتا ہے۔ اگر یہ interruption کی بجائے ان کو کام جاری رکھنے دیں تو ان کا ریکارڈ درست کرنے کے لیے' ہاؤس کا ریکارڈ درست کرنے کے لیے' ان کی اگر کوئی باتیں غلط ہیں یا صحیح ہیں' ان کا جواب دینے کے لیے وہ اپنی تقریر میں ان کا جواب دیں گے۔ پھر اس سے ٹائم کا حرج ہوتا ہے۔ میری آنریبل ممبر سے درخواست ہے کہ ان کو بات کرنے دیں۔ ماشاء اللہ آپ کے فنانس منسٹر جو ہیں وہ بڑے competent ہیں' وہ ایک ایک چیز نوٹ کرتے ہیں۔ ان پہ trust کریں' ان پہ اعتماد کریں۔ جی' منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! دراصل بچے ہیں۔ ابھی ذرا تربیت پوری نہیں ہوئی۔ جیسے جیسے وقت گزرے گا ان کو شعور آتا جائے گا اور جب بچپن ختم ہوتا جائے گا تو پھر یہ اگلی سٹیج پر آئیں گے۔ میں پودوں کی بات کر رہا تھا کہ مین بلیوارڈ پر میکڈونلڈ لگا ہوا ہے۔ ہم سب ہی وہاں سے گزرتے ہیں۔ وہاں آپ دیکھیں کہ palm trees' اور کھجور کے درخت لگائے گئے ہیں اور وہ ایسے درخت ہیں جو کہ پھل نہیں دیتے اور آپ حیران ہوں گے کہ وہ جو پودے لگائے گئے ہیں وہ پندرہ ہزار روپے کا ایک درخت ہے۔ اب کیا ہمارا یہ صوبہ' جو کہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑے محدود وسائل ہیں' وہاں ہمیں پندرہ پندرہ ہزار روپے کے پودے لگانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور جو پہلے ہی وہاں پودے لگے ہوئے تھے' وہ پتے دار درخت تھے۔ یہاں تو پتے دار درختوں کی ضرورت ہے' کم از کم اس کا جو سایہ ہے وہ بھی استعمال ہو۔ تو پتے دار درختوں کو اکھیڑ کے ان کو ضائع کر کے یہ پندرہ پندرہ ہزار روپے کے وہاں درخت لگا دیے گئے ہیں جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ قطعاً صحیح utilization of funds نہیں ہے۔ یہ کوئی سری لنکا نہیں' یہ پاکستان ہے۔ آپ جو پیسہ خرچ کر رہے ہیں' جو آپ beautification کر رہے ہیں وہ پاکستان کے مطابق کریں یہاں ہمیں تو سایہ دار درخت کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ بھی دیکھا کہ لاہور میں کافی جگہوں پر درختوں کے اوپر lightening کر دی گئی ہے، ان پر بلب لگا دیے گئے ہیں جو ساری ساری رات جلتے ہیں۔ جناب سپیکر! These are against the environmental canons۔ جناب والا! اگر میں یہ مثال دوں کہ درخت میں بھی جان ہے، وہ جان دار ہے۔ اگر ہمارے جسم کے ساتھ ایک بلب باندھ دیا جائے تو کیا ہم اسے afford کر سکتے ہیں، کیا ہم اسے برداشت کر سکیں گے؟ تو جناب، درختوں کے ساتھ حکومت یہ زیادتی کر کے انسانوں کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے۔ یہاں تو درختوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہاں ساری ساری رات اتنے بلب جل رہے ہیں، جیسا میں نے بتایا ہے کہ یہ environmental canons کی خلاف ورزی ہے۔ تو حکومت اڑھائی، اڑھائی کروڑ روپیہ پودوں پر خرچ کر کے beautification کر رہی ہے، یہ سارے کا سارا پیسہ ضائع کیا جا رہا ہے اور انھوں نے وہاں سڑکوں پر ایسے ایسے گملے رکھ دیے ہیں کہ جن کی قیمت لاکھوں روپے ہے۔ میں یہ باتیں justification کے ساتھ کر رہا ہوں۔ جناب والا! آپ کی وساطت سے میں آنریبل ایوان کو یہ کہتا ہوں کہ یہ misuse of funds ہے۔ میں جو فیگرز پیش کر رہا ہوں یہ authenticated ہیں اور میں ان کے بارے میں پتا کر کے، confirm کر کے یہ باتیں کر رہا ہوں اور جب یہ باتیں اس طرح ہوں گی تو یہ misuse of funds ہے۔ ہمارا صوبہ ایسی باتوں کا قطعاً متحمل نہیں ہو سکتا کہ ہمارے tax-payers کے پیسے کو اس طرح سے لوٹا جائے۔

جناب والا! اس کے بعد لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں یہ دیا گیا ہے کہ،

> Provision of Funds for purchase of 10 camels and their transportation, presented as a gift to His Royal Highness Prince Abdullah Aziz Bin Abdullah

جناب والا! اس پر مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں، یہ ضرور دینا چاہیے کیونکہ وہ ہمارے guests ہیں، وہ ہمارے اس صوبے کے دارالخلافہ میں تشریف لے آئے جو کچھ ہمیں دینا چاہیے تھا وہ ہمیں ضرور دینا چاہیے۔ وہ آڑے وقت میں ہمیشہ ہمارے ملک کی مدد کرتے ہیں، وہ ہمارے کام آتے ہیں تو ان کو یہ ضرور دینا چاہیے تھا۔ لیکن میرا یہاں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ جو رقم 4 لاکھ اور 25 ہزار روپے بتائی گئی ہے---

جناب قائم مقام سپیکر، میری معزز اراکین اور وزرائے کرام سے درخواست ہے کہ ہاؤس کی

کارروائی میں دل چسپی لیں ۔ میری معزز وزیر قانون صاحب سے بھی گزارش ہے کہ اپنے اراکین سے خصوصی طور پر توجہ کے لیے درخواست کریں ۔ جب میں سوال put کرتا ہوں تو سب سوئے ہوتے ہیں یا گپیں لگا رہے ہوتے ہیں ۔ اس وقت لیڈر آف دی اپوزیشن جو بول رہے ہیں یہ آپ کی پالیسیوں پر criticise کر رہے ہیں ۔ آپ نے ان کا جواب دینا ہے ' آپ نے فنانس منسٹر کو feed کرنا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کی بات توجہ سے سنیں۔ مہربانی ' شکریہ۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس پر 4 لاکھ اور 25 ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ تو میں یہاں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا قیمتی جانور ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ اگر دس کی جگہ ان کو بیس بھی دے دیے جاتے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے اعتراض صرف اس بات پر ہے کہ یہ camel ایسی species ہے جو ہمارے اس خطے میں موجود ہے۔ہماری حکومت نے اس کی production' اس کے پھلنے پھولنے ' اور اس کی نسل کو بڑھانے کے لیے کیا کیا ہے؟ اگر یہ اتنے مہنگے ہیں تو کیوں نہیں محکمہ لائیو سٹاک یہ دیکھتا کہ بجٹ میں ان کے لیے کتنا پیسہ رکھا گیا ہے' یہ کیوں نہیں اس کی طرف توجہ دیتے؟ سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ مقدس جانور ہے' کیونکہ اس پر ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سواری کرتے تھے دوسرا یہ ہے اور آنریبل منسٹر مجھ سے زیادہ جانتے ہوں گے کہ اس کے دودھ کی fat کی percentage zero ہے ۔ یہاں ہم اس کا دودھ ڈھونڈتے پھرتے ہوتے ہیں کہ ایسا دودھ دیکھا جائے جس میں fat نہ ہو' کیونکہ fat نکلا ہوا دودھ ڈاکٹر recommend کرتے ہیں۔ اونٹ کا دودھ ایسا ہے جس میں fat کی percentage zero ہے۔ تو ڈاکٹری نقطہ نظر سے اسے استعمال کرنا بھی بہتر ہے' ویسے بھی یہ مقدس سواری ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ یہ بھینس' گائے' بکری یا بھیڑ سے زیادہ مقدار میں دودھ دیتا ہے ۔ کسی جانور سے ایک کلو' یا پانچ کلو دودھ نکالا جا سکتا ہے تو اونٹ سے آپ بالٹیوں دودھ نکال سکتے ہیں ۔ تو جناب والا! یہ ایسا ایک سیکٹر ہے جو neglected ہے۔ اس سے آپ دودھ حاصل کر سکتے ہیں' اس سے آپ اون حاصل کر سکتے ہیں ' اس سے آپ گوشت حاصل کر سکتے ہیں۔ تو آپ اس کی طرف کیوں نہیں توجہ دے رہے؟ تو اس بارے میں میرے کہنے کا صرف یہ مقصد تھا کہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں یہ پیسہ رکھا جانا چاہیے اور میں صرف اکیلے اونٹ کی بات نہیں کرتا' میں گائے کا بھی کہوں گا۔ آپ گائے پر کیا کام کر رہے

ہیں؟ آپ بھینس پر کیا کام کر رہے ہیں ' آپ بکری پر کیا کام کر رہے ہیں' آپ بھیڑ پر کیا کام کر رہے ہیں' یہ ایک neglected sector ہے لیکن اگر اس پر توجہ دی جائے تو آپ کی economic stability اس سے آ سکتی ہے۔ آپ کا دودھ بڑھ سکتا ہے' آپ کا گوشت بڑھ سکتا ہے' آپ کی اون بڑھ سکتی ہے اور خدا جانے کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ میں یہ بات اس حوالے سے کر رہا ہوں کہ اس میں گوشت ہے' دودھ ہے' اون ہے' اس کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ آپ گھوڑوں کے اوپر کیا کر رہے ہیں؟ وہ بھی قیمتی جانور ہے۔ اس پر آپ کیا کر رہے ہیں؟ وہ اگر ہمیں نظر آئے گا تو صرف تانگے کے آگے نظر آ جائے گا اور وہ بھی ایک مریل قسم کا گھوڑا ہو گا۔ اگر یہاں نسلی گھوڑے پیدا کیے جائیں تو ان کو ایکسپورٹ کیا جا سکتا ہے تو جناب سپیکر! یہ جو میں باتیں عرض کر رہا ہوں It is neglection in the Livestock Department. اور میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور میں گائے کی پیداوار کا حوالہ آپ کو دینا چاہتا ہوں کہ آج سے چالیس سال پہلے یہ تین لیٹر یومیہ سے لے کر اب جو انعامی جانور ہے وہ سو لیٹر یومیہ دودھ دے سکتی ہے۔ This is on record. اور جناب والا! چند مویشی پالینڈ' امریکہ' انگلینڈ' اسرائیل میں ایسے بھی ہیں جو 120 لیٹر یومیہ دودھ دیتے ہیں۔ تو ہماری گورنمنٹ کو چاہیے کہ یہ جو neglected sector ہے اس کی طرف توجہ دے۔ اس کے لیے آپ فنڈز رکھیں تاکہ ہم گوشت میں خود کفیل ہوں۔ صرف خود کفیل ہی نہ ہوں بلکہ ہم ایکسپورٹ کرنے کے قابل ہوں۔ آپ یہ تو دیکھیں کہ یہاں بھینس کو اس وقت ذبح کیا جاتا ہے جب وہ بالکل بے کار ہو جاتی ہے اور ہمارے صوبے کی بھینس اتنی اعلیٰ نسل کی ہے کہ وہ یہاں سے کراچی چلی جاتی ہے۔ اس کو کراچی بھیج دیا جاتا ہے کیونکہ وہاں لوگ زیادہ قیمت پر لے لیتے ہیں۔ وہاں جا کر جب اس کا دودھ ختم ہو جاتا ہے' زیادہ دودھ نکالنے کے لیے اس کو انجکشن دیے جاتے ہیں' حتیٰ کہ اس کی ہڈیوں میں سے دودھ نکال لیا جاتا ہے۔اس کے بعد جب وہ دودھ دینے کے قابل نہیں رہتی تو اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ وہ واپس نہیں آتی۔ تو جناب والا! میں یہ بھی suggest کروں گا کہ ہمارے صوبے کی economic situation کو مضبوط کرنے کے لیے ایک کام یہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ آپ وہاں بھینس بھیجنے کی بجائے اس پر پابندی لگائیں کہ اس کا صرف دودھ صوبے سے باہر بھیجیں۔ آپ دودھ کے ایسے پلانٹس لگائیں اور آپ کے پاس اتنے زیادہ لیٹرز موجود ہوں اور آپ کے پاس ایسے انتظامات ہوں کہ وہ دودھ ریلوے کے ذریعے کراچی جائے۔ لیکن آپ کے جو جانور ہیں وہ یہاں آپ کے پاس رہیں' وہ آپ کے پاس ایک کیپٹل ہے۔

تو جناب والا! یہ چند باتیں تھیں جو میں اس کٹ موشن پر کرنا چاہتا تھا۔ اب وقت بہت کم

ہے اور میرے دوسرے بھائی نے بھی اس پر بات کرنی ہے اور ہوسکتا ہے کہ ہمیں دوسرے محکموں پر بات کرنے کا موقع نہ ملے۔ تو میں اس کو ختم کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ This is a cosmetic Government with no firm commitments تو میں یہ عرض کروں گا کہ firm commitments ہونی چاہییں ان کی صحیح اور proper planning ہونی چاہیے۔ اور فنڈز کی mus-utilization نہیں ہونی چاہیے۔ شکریہ۔

استحقاق

ایس ایچ او منکیرہ کے خلاف تحریک استحقاق کے بارے میں رپورٹ

(----------جاری)

جناب قائم مقام سپیکر : اس سے پہلے کہ سید اکبر خان صاحب کو میں فلور دوں' وزیر قانون صاحب نے مجھے اطلاع دی ہے کہ انھوں نے رپورٹ منگوا لی ہے۔ جی وزیر قانون صاحب! بتائیں کہ جو تحریک استحقاق صبح میں نے pending کی تھی اس بارے میں کیا رپورٹ آئی ہے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر ! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ مقدمہ نمبر 73' مورخہ 6-6-1999 پولیس اسٹیشن منکیرہ درج ہوا تھا۔ یہ پرچہ 12 ملزمان کے خلاف درج کیا گیا تھا' ان میں سے دو ملزمان گرفتار ہوئے۔ جبکہ پانچ ملزمان نے ہائی کورٹ سے ضمانت قبل از گرفتاری کروائی۔ ہائی کورٹ نے عبوری ضمانت لیتے ہوئے انھیں direct کیا کہ وہ مخصوص عدالت سر گودھا میں جا کر اپنی ضمانت کے لیے move کریں۔ یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ سر گودھا میں پیش نہیں ہوئے اور انھیں جو ضمانت کا عبوری وقت دیا گیا تھا وہ ختم ہو گیا ہے' اس وقت وہ ضمانت پر نہیں ہیں اور انھوں نے عدالت عالیہ کا حکم بھی نہیں مانا۔ اس میں سے دو ملزم گرفتار ہوئے ہیں۔ ایک کا نام رفیع اللہ اور دوسرے کا نام محمد بخش ہے۔ ملزم رفیع اللہ نے گرفتاری کے بعد اپنے بیان میں پولیس کو بتایا کہ باقی ملزمان معزز رکن اسمبلی سید اکبر خان صاحب کے پاس یا ان کے ڈیرے پر ہیں۔ پولیس نے اس سلسلے میں کوئی ضمنی نہیں لی' یہ بات ملزم نے اپنے بیان میں کہی ہے۔ ایس ایچ او نے اس سلسلے میں کوئی ضمنی نہیں لی۔ میں on the floor of the House categorically کہتا ہوں کہ اس سلسلے پولیس کی طرف سے کوئی ضمنی نہیں دی گئی۔ بہرحال ملزم بیان دینے میں آزاد ہے۔ جناب سپیکر ! آپ بہتر سمجھتے ہیں کہ ایک قتل کا ملزم گرفتار ہوتا ہے' ساری دنیا نے دیکھا ہوتا ہے کہ اس نے قتل کیا ہے۔ لیکن پھر بھی

وہ پولیس کو کہتا ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ اور پولیس اس کا یہ بیان لکھنے کی پابند ہے۔ اسی طرح اس ملزم نے یہ بیان دیا ہے کہ باقی ملزمان ان کے پاس یا ان کے ڈیرے پر ہیں۔ پولیس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پولیس نے اس سلسلے میں نہ کوئی ضمنی دی ہے' نہ ہی اس کی تصدیق کی ہے۔ یہی میں عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو رپورٹ وزیر قانون کو بھیجی گئی ہے وہ بالکل جھوٹ پر مبنی ہے۔ انھوں نے واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر : آپ کا کیا خیال ہے کہ مسل منگوا کر آپ کی تسلی کروا دی جائے؟

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر ! اگر آپ اس تحریک کو کمیٹی کے پاس بھجوا دیں تو یہی کام کمیٹی کر لے گی۔ وہ مسل منگوائے گی' اس ملزم کو بلوا کر اس کا بیان لے گی اور ایس ایچ او' جس پر میں نے الزام لگایا ہے وہ بھی آ جائے گا۔ کمیٹی حقائق پر مبنی فیصلہ کرے گی۔ وہ صرف میرا point of view سن کر یک طرفہ فیصلہ نہیں کرے گی۔ کمیٹی تمام واقعات کو دیکھے گی اور تمام ملوث گواہان کو بلوائے گی۔ جناب سپیکر ! میری یہ گزارش ہے کہ یہ اطلاع بھی انھوں نے وزیر قانون صاحب کو صحیح نہیں دی۔ ----

جناب قائم مقام سپیکر : سعید اکبر خان صاحب ! میری عرض سن لیجیے' آپ کی تحریک میرے پاس ہے۔ اگر آپ کی ابھی تک تسلی نہیں ہوئی تو میں وزیر قانون صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ فائل منگوا لیں۔ اور وہ فائل آپ کے سامنے رکھ دی جائے' مجھے بھی بتا دینا' میں بھی آ جاؤں گا۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی : جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر : پہلے وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ میں نے اپنے معزز بھائی کی تسلی کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ بھی میں نے ذاتی حیثیت سے کیا ہے' قانون کے مطابق نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انھوں نے جو تحریک استحقاق دی ہے اس بارے میں ہم نے دیکھا ہی نہیں کہ آیا یہ میرٹ پہ بنتی بھی ہے یا نہیں۔ ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب آپ فرما رہے تھے تو میں نے

concede کیا تھا کہ میں جواب بھی نہیں دیتا۔ حالانکہ رولز 71(3) کے تحت وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کا یہ حق ہے کہ وہ جواب دیں۔ لیکن میں نے وہ بھی concede کیا' میں نے کہا ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم ہو ہم تعمیل کریں گے۔ اب یہ کہ پولیس کی فائل کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لائیں' یہ مناسب نہیں۔ ان کی میرے کہنے پر بھی تسلی نہیں ہو رہی تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں' بلکہ پہلے ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس یہ information کیسے پہنچی؟ پولیس کی ضمنیاں انہوں نے کس حیثیت میں پڑھی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر : کسی پولیس والے نے ان کو بتایا ہو گا۔

وزیر قانون : جناب والا! اب میں قانون کے حوالے سے بات کرتا ہوں کہ :۔

> Any criminal court may send for the Police Diaries of a case under inquiry or trial in such court and may use such diaries not as evidence in the case but to aid it in such inquiry or trial.

اب آگے ان کے متعلق جو بات شروع ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ :۔

> neither the accused nor his agent shall be entitled to call for such diaries nor shall he or they be entitled to see them merely because they are referred to by the court.

جناب والا! ان کا تو اسے دیکھنے کا حق ہی نہیں بنتا۔ اگر ان کے خلاف کوئی بات ہے' جب وہ استعمال ہو گی تو پھر He has every right to defend himself لیکن ابھی تو ایسی کوئی بات ہی نہیں۔ خواہ مخواہ " چور کی داڑھی میں تنکا" والی بات ہے کہ میرا نام آ گیا۔ آپ گھر بیٹھیں' جب آپ سے کسی نے پوچھا تو پھر آپ بتائیں کہ میں تو بے گناہ ہوں' میرا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب سعید اکبر خان : جناب والا! جب یہ معاملہ عدالت میں پیش ہوا تو اس وقت مجھے پتا چلا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : سعید اکبر خان صاحب! نیازی صاحب پہلے سے پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں' انہیں بات کر لینے دیجیے۔ جی نیازی صاحب فرمائیے!

جناب نجیب اللہ خان نیازی : جناب سپیکر! چونکہ میں بھی اسی علاقے سے ایم پی اے ہوں' مجھے اس سارے کیس کی روداد کا علم ہے۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ پولیس نے ان کا ضمنی میں نام لکھا ہے۔ یہ

بالکل غلط ہے۔ جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے آپ کو وضاحت کی ہے کہ ملزم نے بیان دیا ہے کہ نوانی ہاؤس پہ باقی ملزمان موجود ہیں۔ جناب والا! سعید اکبر خان کہتے ہیں کہ یہ ملزموں کے ساتھ نہیں ہیںاور ملزم ان کے پاس نہیں ہیں۔ میں اس فلور پہ کھڑا ہو کر کہتا ہوں یہ خود جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ اس فلور پر کھڑے ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر : نیازی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ غلط لہجہ اور انداز اختیار کر رہے ہیں۔ چیئر آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔ یہاں ہاؤس میں ذاتی رنجشیں نہیں لائی جا سکتیں۔

جناب نجیب اللہ خان نیازی : جناب والا! وہ بھی تو ذاتی رنجشیں لا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر : نہیں' وہ پولیس کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ آپ سے متعلق نہیں کر رہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انھوں نے پولیس کے متعلق بات کی' وزیر قانون صاحب نے اس کی وضاحت کی ہے۔ اس کے بعد اب فیصلہ کرنا چیئر کا کام ہے۔ سعید اکبر صاحب! وزیر قانون صاحب نے وضاحت کر دی ہے۔ اگر آپ کا ضمنی میں پولیس نے ذکر کیا ہے تو پھر دیکھ لیں گے کہ انھوں نے کیوں دیا ہے۔ اگر ایک ملزم نے اپنے بیان میں یہ بات کہی ہے تو پولیس کو اس کا بیان درج کرنا پڑے گا۔ میں آپ کی تحریک استحقاق کو اس رولنگ کے ساتھ dispose of کرتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب یہ بات مزید ذاتی طور پر دیکھ لیں۔ اگر یہ بات کسی ذات عناد کی وجہ سے یا وہاں کی لوکل سیاست کی وجہ سے آئی ہے تو یہ غلط ہے' اس کے بارے میں انہیں direct کریں اور ان کے خلاف کارروائی کریں۔ اگر قانون کے تحت' 161 کے بیان میں ملزم نے پولیس کے سامنے یا 164 کے بیان کے تحت ملزم نے عدالت میں یہ بات کی ہے تو پھر پولیس اس کا بیان لینے کی پابند ہے اور وہ ساتھ شامل ہو گا۔ اب میں سعید اکبر خان صاحب کو اپنی کٹوتی کی تحریک پر بات کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

ضمنی بجٹ بابت سال 99-1998ء کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری)

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ' جناب سپیکر! اس وقت ضمنی بجٹ پر کٹ موشنز زیر بحث ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معذرت کرتے ہوئے آپ کو interrupt کر رہا ہوں۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے ایک بات پوچھنا چاہوں گا کہ ڈی پی آئی ایلیمنٹری یہاں پر آپ کے ساتھ میٹنگ میں تھے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! ڈی پی آئی ایلیمنٹری میرے ساتھ وحدت روڈ پر میٹنگ میں تھے۔ اور میں ابھی ان کو وہاں چھوڑ کر ادھر آیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وہاں سے آ رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: جی ہاں میں وہاں سے آیا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی سید اکبر صاحب!

جناب سید اکبر خان: جناب والا! miscellaneous اخراجات پر یہاں کٹ موشن پیش ہے۔ میں سب سے پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ جو ضمنی گرانٹس ہوتی ہیں ان میں وہ اخراجات ہوتے ہیں جو بہت ہی urgent ہوتے ہیں جن کے خرچ کرنے کے بغیر گزارہ نہ ہو ان مدوں میں یہ اخراجات کیے جاتے ہیں نہ کہ جو دل میں آئے اور اپنی خواہش اور اپنے دل کی مرضی کو پورا کرنے کے لیے یہ اخراجات کیے جائیں کیونکہ یہ عوام کا پیسہ ہوتا ہے اور ان کے خون پسینہ کی کمائی سے جو ٹیکس لیے جاتے ہیں تب یہ اخراجات کیے جاتے ہیں۔ جناب والا! جو بھی حکومت ہوتی ہے اور جو اشخاص حکومت میں موجود ہوتے ہیں وہ ان پیسوں کے امانت دار ہوتے ہیں اور امانت دار کو چاہیے کہ ان پیسوں کو بڑی سوچ سمجھ سے خرچ کرے۔ جو بہت ہی ضروری اخراجات ہوں وہ کرنے چاہییں لیکن جو غیر ضروری ہوں یا جن کی بہت زیادہ urgency نہ ہو ان کو ہمیشہ سالانہ بجٹ میں لایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میرے بھائی سید احمد خان منیس نے یہاں پر کچھ مدوں کا ذکر کیا اور ان پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا میں بھی ان پر گزارش کرنا چاہوں گا۔ جناب والا! Creation of posts for Divisional and District Development Committees in Punjab پر انہوں نے وہاں پر ڈویلپمنٹ آفیسرز لگائے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہی حکومت روزانہ لوگوں کو بے روزگار کر رہی ہے اور انہیں نوکریوں سے نکال رہی ہے اور کافی محکموں کو wind up کر رہی ہے لیکن ساتھ ساتھ کچھ محکموں میں پوسٹیں create کر کے ان میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اگر بہت ضرورت ہو اور اس کے بغیر گزارہ نہ چلے تو creation of posts ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ سکیموں کو چلانے کے لیے انہوں نے جو ڈویلپمنٹ آفیسرز مقرر کیے ہیں اور میرے محترم بھائی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہم decentralize کر رہے

ہیں۔ یہ powers کو ضرور decentralize کریں تاکہ جہاں بھی کسی کا کوئی مسئلہ ہے اگر وہیں حل ہو جائے تو یہ خوشی کی بات ہے۔ جناب والا! وہاں ایسے محکمے تھے جن کے پاس اتنا کام نہیں ہوتا۔ اگر ان کو یہ کام سونپ دیا جائے تو وہ یہ کر سکتے ہیں' کیونکہ ڈویلپمنٹ آفیسرز کا صرف یہ کام ہے کہ P&D سے جو چٹھی جاتی ہے اسے لے کر ڈپٹی کمشنر کے پاس پہنچاتا ہے' ڈویلپمنٹ کمیٹی کے سامنے رکھتا ہے اور ڈویلپمنٹ کمیٹی کے minutes بطور سیکرٹری کمیٹی لیتا ہے اس کے علاوہ تو کوئی functions میری سمجھ میں نہیں کہ ان کے کوئی important functions ہوں کہ اگر یہ وہاں نہ ہوتے تو پورا function رک جاتا۔ یہ تو کسی ADCG کو بھی ڈویلپمنٹ کمیٹی کا سیکرٹری یا آفیسر مقرر کیا جا سکتا تھا اور اس میں کوئی problem ہوتی تو ADLG کو بھی یہی کام سونپا جا سکتا تھا اور وہ اسے بخوبی نبھا سکتا تھا۔ تو میری گزارش صرف یہ تھی کہ یہ جہاں پر لوگوں کو بے روزگار کر رہے ہیں وہ بے روزگاری سے بھی بچ جاتے اور یہ کام بھی وہاں ضلع میں ہو سکتا تھا بجائے اس کے کہ یہ پوسٹیں create کرتے۔

جناب سپیکر! یہاں پر پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی کے لیے اخراجات ہیں۔ یہ ادارہ اس صوبے میں لوکل باڈیز کے الیکشن کرواتا ہے اور الیکشن hold ہوتے ہیں۔ جیسا کہ وفاقی حکومت نے اعلان کیا کہ اس ملک میں چاروں صوبوں میں بلدیاتی الیکشن ہوں گے جو کہ باقی صوبوں میں تو نہ ہو سکے لیکن پنجاب میں ہو گئے۔ جناب والا! جس طریقے سے یہ الیکشن ہوئے وہ اب صوبے میں لوگوں کی مثالیں بن چکے ہیں کہ ان الیکشنز میں جس جس طریقے سے de-limitations ہوئیں' جس جس طریقے سے وہاں چیئرمین بنائے گئے' جس جس طریقے سے ممبران صوبائی اسمبلی اپنے ممبران کو سپیشل سیٹوں کے الیکشن یا چیئرمین کے الیکشن کے لیے لے کر جا رہے تھے۔ پولیس نے جس طرح سے ان کو روکا اور ان کو مارا پیٹا بھی گیا جن کی تحاریک استحقاق بھی اس ہاؤس میں پیش ہوئیں۔ وہ تمام باتیں آپ کے سامنے ہیں اور جس طریقے سے خاص طور پر ہمارے ضلع میں یہ الیکشن ہوئے آپ یقین کریں کہ ان کی مثال نہ پہلے ملتی ہے اور نہ آئندہ ملے گی۔ جناب والا! اسی miscellaneous کے اخراجات کی مد میں Grant for National Horse and Cattle Show پر تقریباً 4 لاکھ' 65 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ جناب والا! جہاں تک میری یاد داشت ہے کہ 99-1998ء کے پورے سال میں ہارس اینڈ کیٹل شو نہیں ہوا۔ لیکن اس کے نام پر یہ اخراجات کرنا صریحاً زیادتی ہے اور اس ایوان اور عوام کے ساتھ مذاق ہے۔ عوام کے ٹیکس سے دی ہوئی رقم کو اس طریقے سے خرچ کر دینا کہ جو کام نہ ہوا ہو لیکن اس پر پیسوں

کا خرچ ظاہر کرنا بڑی زیادتی ہے ۔ ہم روزانہ اس ہاؤس میں یہ باتیں کرتے ہیں کہ فلاں جگہ پر فلاں افسر نے ٹینڈر طلب کیے' ادائیگی کی لیکن وہ کام نہیں ہوئے ۔ اس پر ہم سارے دوست بڑا strong view لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایکشن ہو' کیونکہ یہ کام نہیں ہوا اور اس پر پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ تو میری اطلاع کے مطابق پورے صوبے میں کہیں بھی ہارس اینڈ کیٹل شو نہیں ہوا' اس لیے اس پر جتنی بھی رقم خرچ ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ضائع ہوئی ہے اور اس قومی دولت کے ساتھ بڑی زیادتی ہے۔

جناب والا! اس میں یہ بھی ہے کہ Share Contribution towards Pakistan 'Academy for Rural Development, Peshawar' جیسے میرے بھائی نے اس میں تفصیل بتاتے ہوئے یہ کہا کہ میرے خیال میں اب وہاں پر کوئی افسر یا تو ٹریننگ پر جاتا ہی نہیں یا وہاں پر جو ٹریننگ کی سہولیات بہم پہنچائی جاتی تھیں' وہ اسی صوبے میں اس سے بہتر تمام ٹریننگ کے بندوبست ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لیے اتنی بھاری رقم 1 کروڑ 21 لاکھ 55 ہزار روپیہ دے دینا مناسب تھا۔ یہ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے ۔پہلے بھی اگر اس طرح سے ہوتا رہا ہے مجھے اس کا علم نہیں' اس کی تصحیح کرنی چاہیے۔ جب ہمارا اس میں شیئر رہا ہی نہیں تو ہم اس کے پیسوں میں شیئر کیوں ادا کریں؟ جناب سپیکر! ان باتوں کو ضرور دیکھنا چاہیے اور اس پر ضرور بات کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر! یہاں فوڈ سٹمپ کی بھی کافی بات ہوئی اور اس پر بحث و تمحیص ہوئی۔ جناب سپیکر! یہ اپنا اپنا نقطۂ نظر ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ فوڈ سٹمپ پر لگ سکتا ہے یا نہیں لگ سکتا۔ جناب سپیکر! اس کی تقسیم بڑی حساس ہے اور اس میں زکوٰۃ کو جو پیسہ ہے اس کی وصولی سے لے کر اس کے اخراجات تک' بڑے محتاط طریقے سے اس کے اخراجات کیے جاتے ہیں۔ کسی کی خواہش کے مطابق یہ اخراجات نہیں کیے جا سکتے۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ اب ہم عشر و زکوٰۃ سے یہ پیسہ خرچ نہیں کر رہے۔ چلو میں ان کی بات مانتے ہوئے کہ انہوں نے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے آئندہ مین بجٹ میں یہ پیسہ رکھ دیا ہے۔ مجھے یہ فکر ضرور رہے گی کہ جو پیسے زکوٰۃ سے خرچ ہو گئے ہیں کا اب ہمارے مذہبی نقطہ نظر سے یا عقیدے کے مطابق ان اخراجات کے لیے کیا justification پیدا کریں گے۔ آئندہ کے لیے انھوں نے ضرور اس کی اصلاح کر لی ہے اور اب اپنے مین بجٹ سے فوڈ سٹمپ کے لیے یہ پیسے رکھے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ لیکن جو انھوں نے پہلے خرچ کیے ہیں ان کے لیے یہ کسی سے ضرور ان کو فتویٰ لینا پڑے گا۔اس کی تصحیح کے لیے اپنے طور پر یہ ضرور کوشش کریں گے یہ اچھی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، صاحبزادہ فضل کریم صاحب سے ابھی فتویٰ لے لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، وہ میرے بھائی ہیں انھوں نے پہلے ہی فتویٰ دیا ہوا ہے۔ میں یہ اعتراض نہیں کر رہا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا ذکر کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا اعتراض یہ نہیں ہے کہ زکوٰۃ غریب پر خرچ ہوتی ہے۔ میرا یقین ہے اور عقیدہ ہے۔ لیکن اس غریب کا تعین کون کرتا ہے وہ قابل بحث ہے۔ میں اس کو اور بھیڑنا نہیں چاہتا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ اگر کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کی تصحیح ہو جائے گی۔

وزیر اوقاف، جناب والا! میرا خیال ہے کہ فتوے کی بات تو بعد کی ہے۔یہ تو قرآن کا حکم ہے کہ کسی غریب کی مدد زکوٰۃ اور عشر کی رقوم سے کی جا سکتی ہے۔ انھوں نے بڑی اچھی بات فرمائی ہے کہ ہاں' البتہ جہاں پر کوئی ایسی بات ہوئی ہے اس پر تحقیقات کر لیں۔ میں اس پر یہ عرض کروں گا کہ کہیں اگر ان کے نقطۂ نظر سے یا ان کی معلومات کے مطابق گڑبڑ ہوئی ہے اس کا یہ ہمیں فرمائیں۔ہم اس کی تحقیقات کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایسا کیوں نہ کریں کہ غربت کی جو definition ہے سرٹیفکیٹ ہے وہ سعید اکبر خان صاحب سے لے لیں۔

وزیر اوقاف ، اگر شرع کے مطابق ان کو مفتی کا مقام حاصل ہے تو یہ فتویٰ دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے کہا کہ زکوٰۃ کا پیسہ خرچ ہی غریب آدمی پر ہو سکتا ہے جو اس قابل نہ ہو کہ اپنے اخراجات پورے کر سکے۔لیکن اس غریب کو دیکھنے والی آنکھوں کا صحیح ہونا لازمی ہے۔جناب سپیکر! یہ فوڈ سٹمپ' ہمیشہ جو بھی تجربہ کیا جاتا ہے' جو بھی علاقے زیادہ under developed ہیں ان سے نہیں کیا جاتا بڑے شہروں سے کیا جاتا ہے۔ اب یہ میری اطلاع کے مطابق ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز تک جا رہے ہیں۔ ہمیشہ ہونا یہ چاہیے کہ جو غریب ترین علاقے ہیں وہاں سے اس قسم کی سکیموں کو شروع کیا جائے۔ جو ترقی یافتہ علاقہ ہے جہاں پر مزدوری عام ہے' جہاں صنعتی علاقہ ہے جہاں روزگار کے مواقع زیادہ میسر ہیں چہ جائیکہ وہاں سے شروع کیا جائے۔ اس میں بھی اور دوسری بھی کوئی ایسی سکیم ہو تو اس علاقے سے شروع کرنی چاہیے جو علاقہ غریب ہے اور نظر انداز کیا

ہوا ہے۔ ان علاقوں سے ایسی سکیمیں شروع ہونی چاہییں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب! ہم نے ایک بجے پروگرام کے مطابق کلوزن لگا دینا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ وقت کو بھی مد نظر رکھیں اور اب آپ wind up کر لیں۔

جناب سعید اکبر خان: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اس میں گرانٹ آف اسٹیبلشمنٹ آف پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ۔ جناب سپیکر! جب یہ حکومت بر سر اقتدار آئی انہوں نے اتنے بلند بانگ دعوے کیے کہ ہم یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے، بڑے گھر چھوڑ دیں گے پرائم منسٹر ہاؤس کو بیچ دیں گے۔ چھوٹے گھروں میں رہیں گے۔ جناب سپیکر! یہ تمام باتیں اور تمام بلند بانگ دعوے اب ختم ہو چکے ہیں۔ہم کوٹھیوں سے پولیس کی گاڑیں ہٹا دیں گے۔ ہم ایک ایسا نظام لائیں گے کہ دنیا حیران ہو جائے گی۔ جناب والا! وہ ہٹانے والی بات تو کجا اب تو ان کی گاڑیوں کے پیچھے جہاں سے گاڑیوں نے ہٹنا تھا اب تو ان کے پیچھے پولیس لگا دی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ ان کے گھروں سے پولیس کو ہٹاتے جو انہوں نے دعوے کیے تھے وہ بھی اسی طرح موجود ہیں۔ جو بھی افسران ہیں یا وی آئی پی اشخاص ہیں ان کو پولیس مہیا کر دی گئی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ فورسز کم کر کے عام آدمی کے تحفظ کے لیے وہ فورسز اپنی ڈیوٹی سر انجام دیتیں، اب تو جب بھی ہم جاتے ہیں کسی نہ کسی گاڑی کو دو دو موٹر سائیکل والے follow کر رہے ہوتے ہیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جو نیشنل ایجنڈا تھا یہ بھی اسی میں تھا کہ پولیس گاڑیں واپس کر کے پولیس کے موٹر سائیکل بھی ان کے پیچھے لگا دیے جائیں گے۔ جناب سپیکر! یہ تمام وعدے جو اس حکومت کے تھے اور جو اقتدار میں آنے کے فوراً بعد کیے تھے ان میں سے انھوں نے کسی ایک وعدہ کو بھی وفا نہیں کیا۔ اب جیسا کہ میرے بھائی سعید احمد خان منیس نے کہا کہ فیڈرل گورنمنٹ میں بھی پرائیویٹائزیشن بورڈ بنا ہوا ہے اور یہاں پر پنجاب حکومت نے بھی بنایا۔ جو ان کی پالیسیاں تھیں ان کے مطابق تو یہ چل نہیں رہے اور نہ کوئی بڑا گھر خالی ہوگا نہ یہ بیچ سکیں گے۔ پتا نہیں اب کون سی پراپرٹی اور کون سا ادارہ، جو گورنمنٹ کا ہے، اس کو بیچیں گے۔ اس بیچنے پر بھی جناب سپیکر! بہت reservations ہیں۔اس میں عوام کی اور ہماری بھی reservations ہیں۔ یہ ہمیشہ من پسند افراد کو ادارے دیتے ہیں اور اس میں ان کی اپنی خواہش بھی شامل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد ایک اور مد ہے /Grant in-aid to various Persons Organisations- جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ جو آدمی شہید ہوئے ہیں یا اس طرح کے واقعات' کوئی incident ہوئے ہیں اور اس میں جو آدمی مرے ہیں ان کی ضرور معاونت ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! مجھے تو اب یہ فکر ہے کہ امن عامہ کی جو صورت حال اس ملک میں اور اس صوبے میں ہے۔ کہیں پورا بجٹ' جو ہمارا مین بجٹ ہے' وہ اسی تقسیم پر ہی نہ خرچ ہو جائے۔ جو اس وقت امن عامہ کی صورت حال ہے اور جس طریقے سے دہشت گردی' غنڈہ گردی ہو رہی ہے اور عام شہری اس کی بھینٹ چڑھ رہا ہے۔ جس طریقے سے یہ بجٹ تقسیم ہونے لگ گیا ہے کہ جو شہید ہوتے ہیں یا اس میں مارے جاتے ہیں ان کے ورثاء کی معاونت کے لیے ان کو جو امدادی رقم دی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! اب خدشہ یہ ہے کہ یہ کہیں ساری رقم اسی مد میں نہ خرچ ہو جائے۔ گورنمنٹ کو اس سلسلے میں امن عامہ پر خاص طور پر توجہ دینی چاہیے تاکہ یہ جو پیسے پچاس ہزار یا ایک لاکھ روپیہ کسی خاندان کے سربراہ کے لیے ہوتا ہے۔ جو ان کے سارے اخراجات کا ذمہ دار ہوتا ہے اس کے مرنے یا قتل ہونے کے بعد وہ پیسہ گورنمنٹ اس کے خاندان کو ادا کرتی ہے۔ ان پیسوں سے ان کی کوئی معاونت نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ یہ پیسے ان کے تحفظ کے لیے خرچ ہوتے تو وہ زیادہ خوش ہوتے۔ بجائے اس کے کہ ایک لاکھ روپیہ دے کر ان کے آنسو صاف کیے جائیں۔ جناب والا! میں آپ کے اشاروں کو دیکھ رہا ہوں۔ ابھی تو مجھے اس پر بحث کرنے کے لیے کافی وقت چاہیے۔ لیکن آپ کی بے چینی بھی مجھے نظر آ رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے تھوڑی بات میں ہی بہت کچھ کہہ دیا ہے۔ کوزے میں دریا کو بند کر دیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! کافی کہنے والی باتیں ہیں۔ سپلیمنٹری بجٹ ایسا ہوتا ہے کہ اس میں اخراجات ہو جاتے ہیں تو ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اس میں پیسوں کی جو غلط تقسیم ہے اس کو یہاں بہتر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس صوبے کے عوام کو اور ایوان کے ممبران کو جاننے کے لیے.....

جناب قائم مقام سپیکر، ابھی وزیر خزانہ بڑے اچھے طریقے سے بتائیں گے۔ آپ موقع تو دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! کیا میں آگے بات نہ کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھ لیں 1-00 بج گیا ہے۔ اگر آپ مہربانی کر دیں تو وزیر خزانہ کی خوب

صورت بات سن لیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر آپ بطور میرے بھائی اور بحیثیت سپیکر حکم دیتے ہیں تو میں اس کو یہیں ختم کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا استحقاق اپنی جگہ پر، لیکن ہم نے صبح آتے ہی ایک بات بتا دی تھی کہ ہم 1-00 بجے کلوئین apply کر دیں گے۔ میں آپ کو حکم تو نہیں دیتا۔ آپ تو بڑے سمجھ دار ہیں اور اشاروں کو بھی سمجھتے ہیں اور بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ اور آپ خود محترم وزیر خزانہ کی خوب صورت باتیں سننے کے لیے بے چین ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب والا! ان کی باتیں ہم نے بہت سن لی ہیں۔ کیونکہ ان کی صرف بجٹ پیش کرنے کی ذمہ داری ہے باقی کوئی ذمہ داری نہیں۔ شریف آدمی ہیں۔ اچھے آدمی ہیں۔ انھوں نے بجٹ پڑھ دیا۔ بجٹ پڑھنے تک ہی ان کی ذمے داری تھی۔ باقی تو وہ ویسے ہی ایک ڈیوٹی دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ ہم 1-00 بجے والے پروگرام کو سامنے رکھیں۔

جناب سعید اکبر خان: جیسے ہماری سرائیکی زبان میں کہتے ہیں کہ وہ "ونگار" بھگتا رہے ہیں۔ مجھے آپ یہی حکم دے رہے ہیں کہ میں اس پر wind up کر دوں؟

جناب قائم مقام سپیکر، میری درخواست ہے حکم نہیں۔ آپ کا ایک استحقاق ہے اس کو ہم تسلیم کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہم چونکہ آپ کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ یقین کریں مجھے اس پر بہت باتیں کرنی تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی تو ایک ہی بات میں سب کچھ آگیا کہ یہ غلط تقسیم ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں آپ کا احترام کرتے ہوئے آپ کے اشارے اور حکم کو مانتے ہوئے اور اسی بات پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جناب وزیر خزانہ! اس سے پہلے کہ آپ کی تقریر شروع ہو میں ایک بات عرض کر دوں۔ یہ بات پہلے ہاؤس کے فلور پر ہو چکی ہے۔ آپ کو اسمبلی

سیکرٹریٹ کے لوگ مختلف اراکین اسمبلی کو جو approach کر رہے ہیں۔ اگر دوبارہ میرے پاس کوئی ایسی چٹ آئی تو میں ان کے خلاف سخت ایکشن لوں گا۔ جو بات ہاؤس میں اناؤنس ہو چکی ہے اس کے بعد اس پر بات کرنا کسی معزز رکن کو مجبور کرنا کوئی اچھی بات نہیں۔ یہ آپ کے آنے سے پہلے ہی بات ہو چکی تھی کہ ان کو ایک مہینے کی تنخواہ پہلے ہی ہم دے چکے ہیں۔ تنخواہ sanction ہو چکی ہے۔ اب یہ بار بار مجھے کس لیے چٹ بھجواتے ہیں اور معزز اراکین کو مجبور کرتے ہیں کہ پھر دوبارہ کہا جائے۔ میں نے پہلے اناؤنس کیا ہے کہ آج یہیں میں نے اس ہاؤس میں ایک مہینے کی اضافی تنخواہ پر دستخط کر دیے ہیں۔ میں ذرا اٹھ کر چیمبر میں گیا تو وہاں پر یہ لوگ آ گئے۔ وہاں بھی ان کو بتایا کہ آپ کے کہنے سے پہلے ہم نے آپ کے لیے ایک مہینے کی اضافی تنخواہ sanction کر دی ہے۔ پھر اس ہاؤس کے فلور پر ہمارے ایک معزز رکن نے بات کی تو میں نے ان کو بھی بتا دیا کہ یہ بات ہو چکی ہے۔ اب جو ایک بات ہاؤس میں اناؤنس ہو چکی ہے اس کے متعلق یہ لوگ بار بار آتے ہیں۔ جیسے پہلے ایک شکایت آئی تھی کہ صابن پکڑ کر کوئی رکن کھڑا ہے تو اس کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ تولیہ پکڑ کر کوئی کھڑا ہے تو اسے تنگ کیا جا رہا ہے۔ یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے ان کے مطالبے کے بغیر ہی ہم نے ان کے لیے اضافی تنخواہ sanction کر دی ہے تو پھر یہ کیوں بار بار ارکین کو غلط گائیڈ کرتے ہیں؟ جی وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: شکریہ جناب والا! آپ نے مجھے اپنی معروضات پیش کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب والا! میں نے قائد حزب اختلاف کی تقریر کل بھی بڑے غور سے سنی اور ان کے ایک پوائنٹ کا اور نکتہ اعتراض کا جواب بھی باری باری ان کی خدمت میں پیش کیا۔ آج بھی جناب والا! میں نے ان کی باتیں بڑے غور سے سنی ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ فنانس منسٹر میری باتوں پر بس افسوس کر دیتے ہیں۔ جناب والا! میں ان کی باتوں کو بڑے غور سے سنتا ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں۔ لیکن بدقسمتی سمجھیے کہ وہ پچھلے حساب کتاب سے آگے نہیں بڑھ رہے۔ اب میں ان کے سوالات کا جواب بقول منیر نیازی یہی عرض کر سکتا ہوں۔ آج میں افسوس کا لفظ استعمال نہیں کرتا۔ وہ بڑے ناراض ہوتے ہیں۔ مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ وہ پچھلی باتوں کو ابھی تک بھلا نہیں پائے۔ جناب والا! منیر نیازی نے اس موقع پر خوب کہا تھا کہ،

کسی کو اپنے عمل کا حساب کیا دیتے
سوال سارے غلط تھے جواب کیا دیتے

جناب والا! ہم نے قائد حزب اختلاف کو بارہا ایک برس قبل کی یاد دہانی کرائی ہے کہ آپ اس سے آگے آئیں اور اس بجٹ کی بات کریں جو اس وقت زیر بحث ہے۔ اس بجٹ کی بات نہ کریں جو پاس ہو چکا ہے۔ اس پر بھی وہ بڑے خفا ہوتے ہیں۔ جناب والا! اگلے سال کا بجٹ جو اسمبلی کے سامنے ہے۔ اس پر وہ پرانی باتیں دہراتے رہتے ہیں۔ جناب والا! انھیں شاید علم نہیں کہ پی اینڈ ڈی کے ڈی سنٹرلائزیشن کی بات جو میرے بڑے بھائی جناب ارشد خان لودھی صاحب نے فرمائی تھی۔ میں نے کہیں کسی اخبار میں پڑھا ہے نہ میں نے کسی معزز آدمی (جس کا تعلق پی اینڈ ڈی سے ہو) کا بیان پڑھا ہے کہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ بند کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس کے ڈی سنٹرلائزیشن کی بات تھی کہ اس کو ڈی سنٹرلائز کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا ایک ایک نمائندہ ہر ضلع میں بھیجا جا رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں پھر معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ آداب پارلیمنٹ ہیں کہ جب کوئی مقرر تقریر کر رہا ہو تو اس کے سامنے سے نہیں گزرتے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے اور افسوس ناک بات ہے۔ کہ ہمارے کچھ دوست اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کی ایک روایت ہے ایک ادب ہے اگر وہ اس کو observe کریں تو ان کی مہربانی ہو گی۔

وزیر خزانہ، شکریہ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ پی اینڈ ڈی واحد ڈیپارٹمنٹ ہے جو کسی صوبے کی ڈویلپمنٹ کا ایک اہم ستون ہے۔ اس کے متعلق یہ کہہ رہے ہیں کہ wind up کر رہے ہیں۔ کسی نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میرے ساتھی اور بڑے بھائی نے اٹھ کر اس بات کا جواب دیا۔ مجھے افسوس ہے کہ یہ اپنی طرف سے کوئی بیان جاری فرما دیتے ہیں۔ اصل میں جب وہ حکومت میں تھے ان کو وہ وقت نہیں بھولتا۔ وہ اسی انداز میں بات کر جاتے ہیں۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اس پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو ڈی سنٹرلائز کیا جا رہا ہے۔ اس کے ایک ایک نمائندے کو ہر ضلع میں بٹھایا گیا ہے تاکہ لوگوں کو سکیمیں اٹھا کر لاہور نہ آنا پڑے۔ اور وہ وہیں پر ہی ان سکیموں کو sanction کریں۔ اور اس کے اوپر جو فنڈ خرچ ہو رہا ہے اس کو وہ مانیٹر بھی کریں۔ تاکہ شفاف اور صحیح کام ہو اور عوام کے خون پسینے کا پیسہ جس کی وہ بات کر رہے تھے کہ ٹیکس گزاروں کے پیسے اس کو صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے۔ بس' ڈی سنٹرلائزیشن کرنے کا یہ مقصد ہے۔ اس پر بھی وہ خوش نہیں۔ اس کے

بعد انھوں نے لوکل کونسل اتھارٹی کی سیکنڈری گرانٹ پر اعتراض فرمایا ہے۔ جناب والا! آپ گواہ ہیں کہ کل بھی میں نے اس پر سیر حاصل بحث کی تھی۔ آج پھر انھوں نے اعتراض اٹھا دیا ہے کہ یہ سیکنڈری گرانٹ لوکل کونسل اتھارٹی کے بارے میں درست نہیں۔ میں نے اس میں بڑی وضاحت سے عرض کی تھی کہ اس میں کوئی contingency Bills تھے جو کہ pay کرنے تھے' وہ ہم نے pay کیے ہیں۔ ہم نے بچتوں سے پورا کرکے وہ بل pay کر دیے ہیں۔ اس کے اوپر بھی ان کا اعتراض آیا۔ اس کے بعد انھوں نے الیکشن پر بحث کی ہے۔ جناب والا! بڑے افسوس کی بات ہے کہ اگر صوبہ پنجاب نے initiative لیا ہے اور اس جمہوریت کی نرسری کو جو gross root level سے ابھری ہے۔ اس کو اگر معرض وجود میں لے کر آئے ہیں تو آپ فرمائیں کہ اس میں کون سی غلطی کر دی ہے۔ پھر انھوں نے کہا کہ جیسے چیئرمین بنے ہیں۔ جناب والا! جس کے پاس اکثریت ہوتی ہے اور جو پارٹی اکثریت لے کر چلتی ہے اسی کے چیئرمین بنتے ہیں۔ اب ہم نے ان کے چیئرمین بنانے تھے۔ جن کے پاس دو چار ممبر بھی نہیں؟ جناب والا! Majority is authority' انھوں نے ہی چیئرمین بننا تھا۔ اس پر انھیں اعتراض ہے کہ پتا نہیں چیئرمین کس طرح سے بن گئے۔ جناب والا! جو شخص کوئی پودا لگاتا ہے اس کو کبھی اپنے ہاتھوں سے نہیں کاٹتا۔ لوکل باڈی کا پودا ہماری حکومت نے لگایا ہے۔ اس کو ان شاء اللہ ہم پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو بھی اس کی مدد ہو گی وہ حکومت وقت بھرپور طریقے سے کرے گی۔ ان کے یہ خدشات کہ یہ ادارے سارے فیل ہو جائیں گے ان اداروں کے فنڈ ختم کر دیے ہیں۔ جناب والا! فنڈ ختم نہیں کیے گئے۔ بدمعاشی کو ختم کیا گیا ہے' عوام کو ریلیف دیا گیا ہے اور تاجر پیشے کو ریلیف دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ پشاور رورل اکیڈمی کو فنڈز دے دیے گئے ہیں' اس کے اوپر ہمیں اعتراض ہے کہ ہمارے صوبے میں فنڈز کیوں نہیں دیے گئے اور پشاور رورل اکیڈمی کو فنڈز کیوں دے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ ان کا ایک کلیم تھا جس کی ادائیگی کرنا ہمارا فرض تھا اور ہم نے وہ ادائیگی کر دی ہے۔ اس کے اوپر اعتراض کی کوئی گراؤنڈ مجھے سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد وہ فوڈ سٹیمپ سکیم کے اوپر بھی اعتراض کر رہے ہیں۔ میرے دوست ایس اے حمید صاحب' جن کا تعلق میرے شہر سے ہے' انہوں نے بڑی وضاحت سے بات کی ہے اور شاہد سعید اکبر خان صاحب فرما رہے تھے کہ زکوٰۃ کے پیسوں سے یہ سکیم چلائی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! آپ اس صوبے کے رہنے والے ہیں' آپ دیکھیں کہ اس صوبے کی 70 فی صد آبادی

دیہات میں رہ رہی ہے۔ ان میں غریب لوگ بھی ہیں' ان میں حد افلاس سے نیچے رہنے والے لوگ بھی موجود ہیں۔ میں نے آج تک گاؤں کا کوئی بندہ آٹا لینے جاتا نہیں دیکھا۔ وہ پہلے سال کے آٹے کا انتظام کر کے پھر آگے چلتا ہے۔ آپ فرمائیں کہ بازار میں جو آٹا لینے صرف وہ شخص جاتا ہے جو حد افلاس سے نیچے زندگی گزار رہا ہے۔ امیر آدمی کبھی بازار میں آٹا لینے نہیں جاتا۔ گندم کا ریٹ بڑھانا اس لیے ضروری تھا کہ ملک کو گندم میں خود کفیل کیا جائے اور صوبہ پنجاب' جو پورے پاکستان کو فیڈ کرتا ہے' پورے پاکستان میں زیادہ گندم صوبہ پنجاب میں پیدا ہوتی ہے' اس کا ریٹ بڑھانا بھی ضروری تھا۔ اس ریٹ بڑھانے کی وجہ سے غریب آدمی کو compensate کیا گیا اور اس کو آٹے میں رعایت دی گئی۔ اس کے اوپر بھی اعتراض ہو رہا ہے کہ زکوٰۃ کا پیسہ غلط لگ گیا۔ زکوٰۃ کون شخص لیتا ہے؟ وہی لیتا ہے جو غریب ہوتا ہے اور اگر غریب آدمی آٹا لیتا ہے تو اس کو رعایت نہیں دینی تو کس کو رعایت دینی چاہیے؟ انھوں نے یہ جو ایسے ہی اعتراض اٹھائے ہیں ان میں کوئی جان نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ ہم نے جن نکات کی نشان دہی کی ہے' یہ ان کا گول مول جواب دیتے جا رہے ہیں۔ اب پشاور اکیڈمی کی بات ہوئی ہے تو انھوں نے گول مول جواب دے دیا ہے کہ جی' ان کو اعتراض ہے۔ ایک کروڑ سے زائد رقم پشاور رورل اکیڈمی کو دی جا رہی ہے' کس حساب سے دی جا رہی ہے؟ کس لیے دی جا رہی ہے؟ یہ اس کا کوئی جواب نہیں بتا رہے۔ اب یہ فوڈ سٹیمپ سکیم کی بات کر رہے ہیں تو ہم نے یہ کہا ہے کہ حکومت یہ کہتی رہی ہے کہ ہم اس سکیم میں زکوٰۃ کا پیسہ استعمال نہیں کر رہے۔ آج انھوں نے on the floor of the House یہ تسلیم کر لیا کہ یہ زکوٰۃ کے پیسے میں سے دے رہے ہیں۔ اس کے بعد ہم نے یہ کہا ہے کہ آپ غیر مستحق لوگوں کو دیتے رہے ہیں۔ غریبوں کو دیں آپ' لیکن غیر مستحق لوگوں پر زکوٰۃ کا یہ پیسہ خرچ کرنا جائز نہیں' یہ اس کی بات کریں۔ جناب سپیکر! یہ گول مول جوابات دیے جا رہے ہیں۔ ان کو ذرا ہدایت فرمائیں کہ وضاحت سے جواب دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری صاحب! آپ جواب چکور دیں' گول مول نہ دیں۔ (قہقہے)

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میں کیا عرض کروں۔ میں نے تو انہیں کبھی interrupt نہیں کیا۔ وہ ایسے

ہی اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب والا! میں نے بڑی وضاحت سے کہا ہے کہ پشاور رورل اکیڈمی کا صوبہ پنجاب کی طرف ایک کلیم تھا' ان کا وہ کلیم کلیئر کیا گیا ہے اور ہم نے پنجاب میں اسی طرح کے تین ادارے ختم کر دیے ہیں۔ میں نے اس کے اوپر بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر! جو یہ غیر مستحق لوگوں کو فوڈ سٹیمپ سکیم کے تحت آٹا دیے جانے کی بات کر رہے ہیں۔ میرے فاضل دوست فضل کریم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جو اس میں ملوث رہے ہیں اور اس میں ہمارے دوست ایس ایے حمید صاحب بھی رہے ہیں۔ (قہقہے) میرا مطلب ہے یہ اس کام سے متعلق رہے ہیں۔ خدانخواستہ میں ان کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کر سکتا۔ یہ ہمارے لیے بڑے محترم ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! آج تو ان کو آپ کی خوب صورتی دیکھتے ہوئے بھی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اس معاملے میں ان کا بڑا پرانا مداح ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' مہربانی۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی چودھری اقبال صاحب ہماری بات سمجھ نہیں سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے آپ کی بات سمجھی ہے۔ میرا خیال ہے آپ ان کو interrupt نہ کریں۔ آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پشاور رورل اکیڈمی کو جو پیسے دیے ہیں' ہم نے کہا کہ ان کا کیا کلیم تھا؟ اسے کیوں پیسے دیے گئے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بھی اسی زبان میں بات کریں۔ منیس صاحب نے تو بڑی سلیس اردو میں بات کی تھی' وہ سمجھ گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! پھر وہی بات ہے۔ ہم نے یہی پوچھا ہے کہ ان کا کیا کلیم تھا؟ ان کو کیوں پیسے دیے گئے ہیں؟ ایک کروڑ 21 لاکھ 55 ہزار روپے دیے گئے ہیں۔ یہ کیوں دیے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ وزیر خزانہ صاحب کو بات کرنے دیں' آپ کی بڑی مہربانی ہے۔

اور ان کا تو آپس میں مسئلہ ہی یہی ہے کہ یہ ایک دوسرے کو ایسے کرتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے کی رمزیں سمجھتے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے بڑی مؤدبانہ گزارش ہوگی کہ وہ میری گزارشات ذرا غور سے سنیں اور اس میں مداخلت نہ کی جائے تو مناسب ہوگا۔ جناب سپیکر! میں سعید اکبر خان صاحب کے بارے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ میرے برخوردار خان سعید احمد خان قائد حزب اختلاف نے بڑے مدلل دلائل دیے ہیں۔ مرتبے کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں لیکن رشتے کے اعتبار سے وہ برخوردار ہی بنتے ہیں۔ جناب سپیکر! سعید اکبر خان کا کیس اس طرح سے ہے جیسے میں ایک کیس کے سلسلے میں ایک عدالت میں گیا تو وہاں ایک وکیل صاحب نے ایک گھنٹہ بڑے دلائل دیے۔ ان کے ساتھ ایک نوجوان وکیل تھے' ان کی طرف پریذائیڈنگ آفیسر نے توجہ کی کہ آپ بھی کچھ فرمائیں۔ انہوں نے کہا، "same arguments" تو خان صاحب کا کیس کچھ ایسے ہی ہے۔ انہوں نے "same arguments" کہہ کر اپنی بات ختم کر دی۔ اس لیے میں ان کی بات کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھتا۔ جناب سپیکر! اگر بدنصیب لوگوں کو دریا سے قطرہ بھی مل جائے تو میرے دوست اس کے اوپر بھی برداشت نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! پھر انہوں نے پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کی بات کی ہے۔ میں اس پر ذرا کھل کر بات کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میں بھی اس کا ممبر ہوں اور میرے کچھ دوسرے فاضل ساتھی بھی اس کے ممبر ہیں۔ اس کے بارے میں انہوں نے اعتراض کیا ہے کہ اس میں اپنے لوگوں کو نوازا گیا ہے اور سستی قیمت پر چیزیں بیچ دی گئی ہیں۔ جناب سپیکر! پنجاب پرائیویٹائزیشن بورڈ کے ارشد لودھی صاحب بھی ممبر ہیں۔ سعید منیس صاحب اور سعید اکبر خان صاحب دونوں ہمارے لیے بڑے محترم اور بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ یہ اگر پنجاب کے اندر ایک ایسا کیس بتا دیں جس کی قیمت کم لگائی گئی ہو اور جس میں کسی کو کوئی favour دی گئی ہو' جناب والا! میں on the floor of the House یہ بات کرتا ہوں کہ میں اپنی پوزیشن سے مستعفی ہو جاؤں گا۔ تو جناب سپیکر! اس ہاؤس کے اندر کھڑے ہو کر' اتنے بڑے فورم پر' جس کو پورا پنجاب دیکھ رہا ہے' ایسے ہی بے وزن بات کرنا مناسب نہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انہوں نے چنبہ ہاؤس کے متعلق فرمایا ہے۔ یہ پھر ناراض ہوں گے۔ آپ بتائیے' پنجاب حکومت کے ساتھ چنبہ ہاؤس کا کیا تعلق ہے؟ چنبہ ہاؤس کو وفاقی حکومت

ڈیل کرتی ہے' وہی اس کو مانیٹر کرتی ہے۔ پہلے بھی چنبہ ہاؤس ان کے پاس تھا' آج بھی ان کے پاس ہے اور جب بھی اس کے اوپر کوئی ایکشن کرنا ہے اس کے لیے انہوں نے ہدایت دینی ہے۔ یہ اس کو بھی یہاں بڑا زیر بحث لائے ہیں۔ جناب سپیکر! پھر یہ چیزیں تو ساری دنیا میں ہو رہی ہیں اور حکومت ان چیزوں سے نکلنا چاہتی ہے اور جب چیزیں پرائیویٹائزیشن میں جائیں گی تو اس سے بہتری کے نتائج نکلیں گے۔ جناب سپیکر! انہوں نے ہیلی کاپٹر کے بارے میں کہا ہے کہ ایکسیڈنٹ کے شہداء کو کیوں compensate کیا گیا ہے حالانکہ وہ سرکاری ڈیوٹی پر تھے؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کے بارے میں یہ بھی کہا گیا کہ ہیلی پیڈ پر جانے کی انھیں ڈائریکشن کس نے دی تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو میں نے نہیں کیں۔ میں نے معزز ایوان میں انھیں یہ نہیں کہا کہ ان کو کیوں compensate کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! ویسے تو مجھے بڑا افسوس ہے کہ میں انہیں interrupt کر رہا ہوں۔ لیکن وہ خود کچھ ایسی باتیں کر رہے ہیں کہ جہاں مجھے interruption کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ وہ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ یہ غلط بات کر رہے ہیں اور انہوں نے ہم سب کے سامنے بجٹ کی شکل میں جھوٹ کا ایک پلندہ رکھ دیا ہے' اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی' شکریہ۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ریکارڈ آپ کے سامنے ہے۔ آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ بڑے منصب کے اوپر بیٹھی ہوئی کسی ہستی نے انھیں ڈائریکشن دی تھی کہ آپ اس قسم کے موسم میں جائیں اور اس قسم کے موسم میں آپ ہیلی کاپٹر اڑا کر لے جائیں۔ یہ انہوں نے بات کی ہے جو سارے ہاؤس نے سنی ہے۔ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو مجھے بتا دیں۔ اور میں تو اس کی وضاحت کر رہا ہوں۔ جناب والا! میں نے بچپن سے آج تک ان کی شان میں کبھی گستاخی نہیں کی۔ (قہقہے) وہ قیمتی جانوں کے ضیاع کے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ ان کو کیوں compensate کیا گیا ہے۔ بم بلاسٹ' ہیلی کاپٹر کے حادثے یا کسی اور حادثے میں قیمتی جانوں کا ضیاع ہو جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ان کی کیوں مالی امداد کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے ان کو کل بھی عرض کی تھی کہ اے۔ آر فرگوسن کے نام سے ایک ملٹی نیشنل فرم ہے۔ میرے یہاں کے بیشتر ساتھیوں کا تعلق کاروبار سے ہے' وہ ایک ایک فرم کی شہرت کو جانتے ہیں۔ میں نے عرض کی تھی کہ اے۔ آر فرگوسن well-reputed اور international فرم ہے۔ صرف پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا میں جانی پہچانی فرم ہے۔ وہ حکومت پنجاب کو بہت سے کام مفت کر دیتی ہے' اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتی۔ لیکن اگر انھیں کسی اچھے کام کے لیے depute کر لیا جائے تو اس میں کون سی اعتراض والی بات ہے؟ جناب سپیکر! میں اپنے دور کی بات نہیں کرتا' ان کے دور میں محکمہ تعلیم کے پاس کوئی ڈیٹا ہی موجود نہیں تھا یعنی پتا ہی نہیں تھا کہ کتنے ٹیچر ہیں' کہاں سے تنخواہ نکل رہی ہے؟ اگر 5 ٹیچر ہیں اور 50 کی تنخواہ لے رہے ہیں تو اس کا کوئی ڈیٹا نہیں تھا۔ ہم نے محکمہ تعلیم کے Accounting Procedure کو بہتر کرنے کے لیے اس کی سٹڈی کروائی گئی اور data base بنایا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بہتر قدم ہے تاکہ کم از کم محکمہ تعلیم کو کرپشن' بدعنوانیوں اور خرابیوں سے پاک و صاف کیا جائے۔ اس میں کون سی اعتراض والی بات ہے؟ محکمہ تعلیم میں سو فی صد آڈٹ بھی انھی کے ذریعے کروایا جا رہا ہے تاکہ پتا چلے کہ ہم کہاں پر خرچ کر رہے ہیں اور ہم اس میں کیا out put لے رہے ہیں؟ جناب والا! اگر اس کمپنی کو اس کام کے عوض معمولی سی رقم دے دی گئی ہے تو اس پر اتنا بڑا اعتراض مناسب نہیں۔

جناب والا! اس کے علاوہ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک انجمن کو کمپیوٹر سنٹر کے لیے امداد دینا بھی قابل اعتراض ہے۔ ساری دنیا کمپیوٹر کی طرف جا رہی ہے اور میرے فاضل بھائی اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔ یہ کم از کم کمپیوٹر سنٹر کو تنقید کا نشانہ نہ بنائیں بلکہ حوصلہ افزائی کریں۔ اس وقت جو انفرمیشن ٹیکنالوجی پنجاب میں آ رہی ہے' اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انھوں نے پارک اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کی بات کی ہے۔ یہ ایک نیا ادارہ ایل ڈی اے کے تحت لاہور میں کام کر رہا ہے۔ مجھے عرض کرنے کی اجازت دیجیے کہ آج کل کوئی آدمی باہر سے لاہور میں آتا ہے تو اس کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ میں ایسے شہر میں داخل ہوا ہوں جہاں صفائی ہے' پودے ہیں' گملے لگے ہوئے ہیں اور بہتر beautification کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! آپ حیران ہوں گے کہ حکومت پنجاب ہارٹیکلچر اتھارٹی پر بہت کم contribute کر رہی ہے۔ اگر ایک strip بنک کو دے دی گئی ہے کہ اس کی دیکھ بھال بنک کرے گا تو اس کا وہاں بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ یعنی جو کمپنیاں afford کر سکتی ہیں تو ان کے پیسے خرچ کروا کر پنجاب کے اندر beautification

کرائی جا رہی ہے۔ اس پر بھی میرے دوستوں کو اعتراض ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد انھوں نے پودوں کے بارے میں بات کی ہے کہ پودوں پر بہت خرچ کیا گیا ہے اور seed money ان کے لیے کیوں رکھ دی گئی ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کی پھیکی حس جو کسی چیز کو سراہنا ہے، کسی اچھی بات کی تعریف کرنا ہے، وہ حس میرے فاضل دوست کی آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی ہے۔ مجھے اس بات پر بڑا افسوس ہے۔ ہم نے جس ادارے کو seed money دی ہے۔ یہ ان شاء اللہ العزیز ایک دن بڑا خودمختار ادارہ ہوگا اور اس کا کام دیکھ کر میرے فاضل دوست بڑے خوش ہوں گے۔

انھوں نے پھر معزز پرنس عبدالعزیز کے بارے میں کہا ہے کہ پانچ لاکھ روپے سے کم رقم کے اونٹوں پر اعتراض کیا ہے۔ اونٹ کے بارے میں میں بڑا حیران ہوا ہوں کہ میرے فاضل دوست نے بڑی تعریف کی ہے کہ اونٹ کا دودھ بڑا اچھا ہوتا ہے۔ میں وہاڑی کے سارے دوستوں کو جانتا ہوں، میرے ساتھی ہیں، میں حیران تھا کہ وہاڑی میں قدآور بندے کم ہوتے ہیں جس طرح میرے فاضل دوست ہیں۔ مجھے آج پتا چلا کہ ماشاء اللہ ان کی خوب صورتی میں اونٹ کے دودھ کا بھی حصہ ہے۔ جناب سپیکر! اونٹوں کی حفاظت کے لیے چولستان میں اس وقت موبائیل ڈسپنسریاں ہیں جو ترجیحی بنیادوں پر ان کا علاج کر رہی ہیں اور اس میں کوئی غفلت حکومت پنجاب نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے کہ مویشیوں کی افزائش کے لیے کچھ نہیں کیا جا رہا، ماہرین کوئی کام نہیں کر رہے۔ اس میں AI کے ذریعے دودھ کی پیداوار میں ہم 4 سے 5 فی صد تک سالانہ اضافہ کر رہے ہیں۔ پاکستان آٹھویں نمبر پر تھا لیکن اب ہم ساتویں نمبر پر آ گئے ہیں۔ یہ اس میں ہماری کارکردگی ہے، اس لیے ان کے اس اعتراض میں بھی وزن نہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ حیوانات کی لیبارٹریوں کے قیام کی بہتری کے لیے منصوبے بنائے جائیں۔ اس کے اوپر بھی ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے دوست سعید اکبر خان صاحب نے بھی کچھ باتیں کی ہیں۔ میں نے ان کی مثال پیش کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ زیادہ وقت ان پر نہ لگایا جائے اور انہیں صرف یہ گزارش کی جائے کہ اگر پنجاب حکومت نے بجٹ اچھا پیش کیا ہے تو اس کی آپ تعریف کریں، ہم آپ کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور جو آپ نے contribution کی ہے، اس کے لیے میں آپ کا، آپ کے لیڈر صاحب کا، آپ کے تمام رفقائے کار اور اپنے تمام رفقائے کار کا بڑا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اپنی

پوری کاوشیں پیش کی ہیں اور ہمیں موقع دیا ہے اور گائیڈ کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑے غور سے میری معروضات سنی ہیں۔ بہت شکریہ، بہت نوازش۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک ٹیکنکل غلطی بتاتا ہوں کہ میرے دونوں بھائی آخر میں یہ بھی نہیں کہہ سکے کہ ہماری تحریک کی پذیرائی کی جائے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان کی تحریک کو مسترد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔ انہیں یہ کہنے کی بھی توفیق نہیں ہوئی۔

وزیر تعلیم، وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا کہ وزیر تعلیم چلے گئے ہیں۔ میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اصل میں ان کی نظر سیدھی قائد حزب اختلاف پر رہتی ہے۔ وہ دائیں بائیں کم دیکھتے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ،

"12 کروڑ، 72لاکھ، 8ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 7 متفرقات کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ، 72لاکھ، 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر، جیسا کہ کارروائی کے آغاز پر اعلان کیا گیا تھا کہ قاعدہ نمبر 144(4) کے تحت cut motions پر کارروائی ایک بجے دوپہر تک جاری رہے گی۔ اب چونکہ وقت ہو گیا ہے لہٰذا باقی ماندہ مطالبات زر پر قاعدہ مذکور کے تحت guillotine کے ذریعے براہ راست رائے شماری شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 1

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

ایک ضمنی رقم جو 5 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے

اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

ایک ضمنی رقم جو 95 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 60 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب قائم مقام سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

ایک ضمنی رقم جو 15 کروڑ 95 لاکھ 45 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر - 5

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

ایک ضمنی رقم جو 5 کروڑ 25 لاکھ 96 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"ایک ضمنی رقم جو 2 ارب 90 کروڑ 29 لاکھ 83 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 54 کروڑ 58 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد گنے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 40 لاکھ 13 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی رقم جو 37 لاکھ 37 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30 جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(مطالبہ زر نمبر 13)

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی ایکاری برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 14

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنا پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے (Rs.1,000/-) سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عدل گستری برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ نمبر 22

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنا پڑیں گے"۔

مطالبہ زر منظور ہوا۔

مطالبہ زر نمبر 24

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور

پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ،

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیر مکانات و عمل منصوبہ بندی برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سیکرٹری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب قائم مقام سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب قائم مقام سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لیے عطا کی جائے جو 30جون 1999ء کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپل کمیٹیاں / خود مختار ادارہ جات برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب قائم مقام سپیکر: اب اراکین کی چھٹیوں کی درخواستیں لیتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب درخواستیں پڑھیں۔

جناب محمد ریاض ملک

SECRETARY ASSEMBLY: From Mr Muhammad Riaz Malik.

I am applying for leave because I have a very important meeting in Islamabad and I will not be able to attend the session on 25th June, 1999.

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک محمد اکرم بھٹی

SECRETARY ASSEMBLY: From Malik Muhammad Akram Bhatti

Yesterday, I was not feeling well, kindly accept my yesterday's leave dated 25th June, 1999.

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 99-1998ء کا پیش کیا جانا

MR ACTING SPEAKER: Minister for Finance

MINISTER FOR FINANCE: Mr Speaker, Sir, I lay the Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 1998-99.

MR ACTING SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the year 1998-99 has been laid.

جناب قائم مقام سپیکر، اب اس سے پہلے کہ میں گورنر صاحب کا آج کا حکم نامہ پڑھوں۔ میں تمام دوستوں سے یہ بات کہنا چاہتا تھا کہ یہ اس بیسویں صدی کا آخری بجٹ سیشن تھا۔ اس میں تمام معزز

ممبران کا معزز وزراء کرام کا قائد حزب اختلاف اور ان کے رفقاء کار اور تمام اس ہاؤس کے معزز ممبران کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس میں حصہ لیا اور ہاؤس کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے جس خوبصورت انداز میں اس بجٹ اجلاس کا اختتام کیا۔ میں اس کے لیے آپ سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم اس بجٹ کے ساتھ اکیسویں صدی میں اپنی تمام توقعات کو جو ہم نے اس سے وابستہ کی ہیں، کے ساتھ داخل ہوں اور ان کو ہم پورا ہوتے دیکھ سکیں۔

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Ch Pervaiz Elahi**, *Acting Governor of the Punjab* hereby prorogue Assembly w.e.f June 26, 1999 on the conclusion of sitting on that day."

ممبران کا معزز وزراء کرام کا قائد حزب اختلاف اور ان کے رفقاء کار اور تمام اس ہاؤس کے معزز ممبران کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس میں حصہ لیا اور ہاؤس کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے جس خوبصورت انداز میں اس بجٹ اجلاس کا اختتام کیا۔ میں اس کے لیے آپ سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اللہ کرے کہ ہم اس بجٹ کے ساتھ اکیسویں صدی میں اپنی تمام توقعات کو جو ہم نے اس سے وابستہ کی ہیں' کے ساتھ داخل ہوں اور ان کو ہم پورا ہوتے دیکھ سکیں۔

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Ch Pervaiz Elahi**, *Acting Governor of the Punjab* hereby prorogue Assembly w.e.f June 26, 1999 on the conclusion of sitting on that day."